

نادر کے کاروبار نمونہ ہو گئے۔ کافر جو کہتے تھے وہ گرفتار ہو گئے

وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِينَ ۖ اَهُمْ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ لِقَاءُ رَبِّهِمْ
وَلَا يَحْشُرُونَا لَهْمُ الْغَالِبُونَ ۝ (سورۃ صافات) ۱
وَكُفَانِي مَا أَفْوَحِي ۚ هَذَا الْوَحْيُ الْمُبَشِّرُ

قال ربك انه نازل من السماء يرضى عنه ۚ وما تنزل الا بامر ربك ۚ
ما ارسل نبي الا اخبري به الله قوما لا يؤمنون ۚ ان الله مع الذين اتقوا
والذين هم محسنون ۚ ويشر الذين آمنوا بآيات الله الفتن ۚ والله منتقم نور
ولو كره الكافرون ۚ كتب الله لا غلبت انا ورسلي لا تخف ۚ اني لا يخاف
لدى المرسلون ۚ

حَقِيقَةُ الْوَحْيِ

خدا تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ یہ کتاب جامع حسین ہر ایک قسم
کے حقائق اور معارف اور پیشے آسمانی نشان ورج ہیں جنہیں
اسکو فضل اور کرم اور خاص اسکی توفیق اور تائید سے مرتب تالیف ہو کر

مطبع میگزین قادیان میں باہتمام میخبر مطبع کے چھپی

زلزلے کے متعلق پیشگوئی

(معدرجہ چشمہ مسیحی)

پھر خدا قدرت کو اپنی جلد دکھلائی کہ ہے
تم یقین سمجھو کہ وہ اک زجر سمجھا نیکی ہے
آسمان اسے غافل اپاگ برساتی کہ ہے
اک مسلمان بھی مسلمان صرف کہلا نیکی ہے
زندگی اپنی تو ان سو گالیان کھانی کہ ہے
کون ایمان صدق اور خلاص ہو لانی کہ ہے
گر کوئی پوچھے تو سو سو عیب بتلا نیکی ہے
سو کرین وعظ نصیحت کون سمجھانی کہ ہے
پر خدا کا ہاتھ اب اس دل کو ٹھیرانی کہ ہے
ہر طرف آفت جان ہاتھ پھیلا نیکی ہے
وہ نہ دین اسے درست اک روز مر جانی کہ ہے
ایک عبد العبد بھی اس میں کو جھٹلانی کہ ہے

دوستو! جاگو کہ اب پھر زلزلہ آئی کہ ہے
وہ جو مایہ فروری میں نمنے دیکھا زلزلہ
انکھ کے پانی سو پار و کچھ کرو اسکا علاج
کیون نہ آوین زلزلے تقویٰ کی ہ گم ہو گئی
کس نے انا مجھ کو ڈر کر کس نے چھو انفس میں
کافر و جال اور فاسق مجھ سب کہتو ہیں
جسکو دیکھو بد گمانی میں ہی حد سو بڑھ گیا
چھوٹے برین کو اور دنیا سو کرتے ہیں پیار
ہاتھ سے جاتا ہر دل میں کی مصیبت دیکھ کر
اسلئے اب غیرت اسکی کچھ تہیں دکھلائی گی
موت کی راہ سے بیگی اب تو دین کو کچھ مدد
یا تو اک عالم تھا قربان اسے یا تو یہ دن

مشترکہ - ۱۰ مارچ سنہ ۱۹۶۰ء

+ ہر ایک ملک میں زلزلے آئیں گے اور اعلیٰ عون چھوٹکی اور کئی قسم کے موت کے ہم باپ ظاہر ہوں گے۔

پہر چلے آتے ہیں یار و زلزلہ آئے کے دن
 تم تو ہو آرام میں پر اپنا قصہ کہیں کہیں
 کیوں غصیب بھر کا خدا کا جہ سے پوچھو غافل
 غیر کیا جائے کہ غیرت اس کی دکھلائے گی
 وہ چمک دکھلائیگا اپنے نشان کی چمبش
 طالعو! نکو مبارک ہو کہ اب نزدیک دن
 وہ گھڑی آتی ہے جب عینی کار نیلے مجھے
 اے مرے پیارے ہی میری دعا ہے روز و شب
 کرم غامی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
 اے میرے یار یگانہ اے میری جان کی پناہ
 پھر بہار دین کو دکھلا اے میری پیارے قدیر
 دن چڑھے دشمنان دین کا ہم پر رات ہے
 دل گھٹا جاتا ہے ہر دم جان بھی ہو زیر و زبر
 چہرہ دکھلا کر مجھے کر دیجئے غم سے را
 کچھ خبر ہے تیرے کوچہ میں یہ کس کا شور ہے
 ڈوبنے کو ہے یہ کشتی آہرے اے ناخدا
 تیرے کاتھوں سے مرے پیارے اگر کچھ ہو تو ہو
 اک نشان دکھلا کہ اب دن ہو گیا ہے نشان
 میرے دل کی آگ نے آخر دکھایا کچھ اثر
 جب کہ میرے ہوش غم سے دین کے من جا رہے
 چاند اور سورج نے دکھلا کوہین دو داغ کھوف
 کون روکتا ہے کہ جس سے آسمان ہی رو پڑا
 صبر کی طاقت جو تھی مجھ میں وہ پیارے اب نہیں
 رہا ستوا اس یار نے دین کی مصیبت دیکھ لی
 اک بڑی موت ہو دین کو کفر تھا کھانا رخصا
 دن بہت میں سخت اور خوف و خطر پیش ہے
 دین کی نصرت کیلئے اک آسمان پر شور ہے
 چھوڑ دو وہ راگ جس کو آسمان گانا نہیں
 خدمت دین کا تو کھو بیٹھے ہو بغیر کہیں سے وقت

زلزلہ کیا اس جہان سے کوچ کر جانے کے دن
 پھرتے ہیں آنکھوں کے آگے سخت گہرائی کے دن
 ہو گئے ہیں اس کا موجب میری جھٹلائیکے دن
 خود بتائے گا انہیں وہ یار تہلانے کے دن
 یہ خدا کا قول ہے سمجھو گے سمجھانے کے دن
 اس مرے محبوب کے چہرہ کے دکھلائیکے دن
 اب تو تھوڑے سے گئے وصال کہلائیکے دن
 گو دین تیری ہوں ہم اس خون دل کہلائیکے دن
 فضل کا پانی پلا اس آگ برسانے کے دن
 کروہ دن اپنے کرم سے دین کے پھلائیکے دن
 کب تک رنجین آگے ہم لوگوں کے بہکائیکے دن
 اے میرے سورج دکھلا اس دین کے چمکائیکے دن
 اک نظر فرما کہ جلد آئیں تیرے آنے کے دن
 کب تک لبے چلو جائیں گے ترسائیکے دن
 کیا مرے دلدار تو آئیگا مر جانے کے دن
 آگئے اس باغ پر اسے یار مر جانے کے دن
 وہ دین تبت ہو اور یہ دن میں وقتانے کے دن
 دل چلا ہے ہاتھ سے لا جلد ٹھیرانے کے دن
 آگئے ہیں اپنے میں پر آگ بھڑکانے کے دن
 طور دنیا کے ہی بدلے ایسے دیوانے کے دن
 پھر زمین بھی ہو گئی بیتاب تھرانے کے دن
 لرزہ آیا اس زمین پر اس کے چلانے کے دن
 میرے زلزلہ اب دکھا اس دل کے بہلائیکے دن
 آئیں گے اس باغ کے اب جلد لہرانے کے دن
 اب یقین سمجھو کہ آئے کفر کو کھانے کے دن
 پر ہی ہیں دو ستوا اس یار کے پانے کے دن
 اب گیا وقت خزان آگے میں چل لانے کے دن
 اب تو میں اے دل کے اندر میں بک گئے دن
 اب نہائیں ہاتھ سے لوگوں کو پھٹانے کے دن

بسم اللہ الرحمن الرحیم - الحمد للہ رب العالمین - والصلوٰۃ والسلام علی خیر رسلہ محمد وآلہ
 جبرائیل و میکائیل و اسرافیل و عزرائیل علیہم السلام - آمین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ - وَالصَّلٰوَةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ رُسُلِهِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ
 وَاصْحَابِهِ اَجْمَعِیْنَ -

بعد از ادا وضع ہو کر مجھے اس رسالہ کے لکھنے کے لئے یہ ضرورت پیش آئی ہے کہ اس زمانہ
 میں جس طرح اور صد ہا طرح کے فتنے اور بدعتیں پیدا ہو گئی ہیں اسی طرح یہ بھی ایک بزرگ فتنہ پیدا ہو گیا ہے
 کہ اکثر لوگ اس بات کے خبر ہیں کہ کس درجہ اور کس حالت میں کوئی خواب یا الہام قابل اعتبار ہو سکتا ہے
 اور کن حالتوں میں یہ اندیشہ ہے کہ وہ شیطان کا کلام ہو نہ خدا کا - اور حدیث النفس ہو نہ حدیث الرب
 یا اور کھتا چاہیے کہ شیطان انسان کا سخت دشمن ہے وہ طح طرح کی راہوں سے انسان کو ہلاک کرنا
 چاہتا ہے اور ممکن ہے کہ ایک خواب سچی بھی ہو اور پھر بھی وہ شیطان کی طرف سے ہو اور ممکن ہے کہ
 ایک الہام سچا ہو اور پھر بھی وہ شیطان کی طرف سے ہو کیونکہ اگرچہ شیطان بڑا جھوٹا ہے لیکن کبھی
 سچی بات بتلا کر دھوکا دیتا ہے تا ایمان چھین لے ہاں وہ لوگ چاہتے صدق اور وفا اور عشق الہی میں
 کمال کے درجہ پر پہنچ جاتے ہیں انہی شیطان تسلط نہیں پاسکتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان
 عبادی لیس لک علیہم سلطان سوان کی نشانی ہے کہ خدا کے فضل کی بارشیں ان پر
 ہوتی ہیں اور خدا کی قبولیت کی ہزاروں ملائیں ان میں پائے جاتے ہیں جیسا کہ ہم اس رسالہ میں اشارہ
 ذکر کریں گے - لیکن افسوس کہ اکثر لوگ ایسے ہیں کہ ابھی شیطان کے پنجہ میں گرفتار ہیں مگر پھر بھی
 اپنی خوابوں اور الہاموں پر بھروسہ کر کے اپنے ناراست اعتقادوں اور تاپاک مذہبوں کو ان خوابوں اور
 الہاموں سے فروغ دینا چاہتے ہیں بلکہ بطور شہادت ایسی خوابوں اور الہاموں کو پیش کرتے ہیں
 اور یا یہ تہمت رکھتے ہیں کہ ایسی خوابوں اور الہاموں کو پیش کر کے سچے مذہب کی ان سے تحقیر کریں

کہ جس طرح ایک تو آفتاب پر بادل محیط ہو اور دوسرے ساتھ اس کے گرد و غبار بھی اٹھا ہوا ہو تو اس ستارے میں آفتاب کی روشنی
 اور ان دونوں زمین پر نہیں پڑ سکتی اسی طرح جب نفس پر ایسی ذاتی تاثیر کی اور شیطان کا غلبہ ہو تو وہ حال آفتاب کی روشنی صاف طور پر

طرح

یا لوگوں کی نظر میں خدا کے پاک نبیوں کو معمولی انسانوں کی طرح دکھا دیں اور یا یہ دکھا دیں کہ اگر خوابوں اور الہاموں کے ذریعہ سے کسی مذہب کی سچائی ثابت ہو سکتی ہے تو پھر ہمارے مذہب کی طریق کو سچا مان لیا جائے۔ اور بعض ایسے بھی ہیں کہ وہ اپنی خوابوں اور الہاموں کو اپنے مذہب کی سچائی کے لئے پیش نہیں کرتے اور انکا ایسی خوابوں اور الہاموں کے بیان کرنے سے صرف یہ مطلب ہوتا ہے کہ خواب اور الہام کسی سچے مذہب یا سچے انسان کی شناخت کے لئے معیار نہیں اور بعض محض فضولی اور غر کے طور پر اپنی خواب میں سناتے ہیں۔ اور بعض ایسے بھی ہیں کہ چند خواب میں یا الہام انکے جو ان کے نزدیک سچے ہو گئے ہیں انکی بنا پر وہ اپنے تئیں اماموں یا پیشواؤں یا رسولوں کے رنگ میں پیش کرتے ہیں۔ یہ وہ خرابیاں ہیں جو اس ملک میں بہت بڑھ گئی ہیں اور ایسے لوگوں میں بجائے دینداری اور راستبازی کے بجا تکبر اور غرور پیدا ہو گیا ہے۔ اس لئے مئے مناسب سمجھا کہ حق اور باطل میں فرق کرنے کے لئے یہ رسالہ لکھوں۔ کیوں کہ میں دیکھتا ہوں کہ بعض کم فہم لوگ ایسے لوگوں کی وجہ سے ابتلا میں پڑتے ہیں خصوصاً جب وہ دیکھتے ہیں کہ مثلاً زید اپنی خواب اور الہام پر بھروسہ کر کے بکر کو جو اس کے مقابل پر ایک دوسرا ملہم ہو کا فر ٹھہرتا ہے اور خالد جو ایک تیسرا ملہم ہے دونوں پر کفر کا فتویٰ لگاتا ہے اور بختریہ کہ تمہنوں اپنی خوابوں اور الہاموں کے سچا ہونے کا دعویٰ بھی کرتے ہیں اور اپنی بعض پیشگوئیوں کی نسبت یہ باتیں بھی پیش کرتے ہیں کہ وہ سچی بھی ہو گئیں تو ایسے تناقض اور باہمی تکذیب اور انکار کو دیکھ کر وہ لوگ سخت ٹھوکر کھاتے ہیں کیونکہ جب خدا ایک ہے تو کیونکر ممکن ہے کہ وہ زید کو ایک الہام کرے اور پھر بکر کو اس کے مخالف کے اور پھر خالد کو کچھ اور ہی سنائے۔ اس سے تو نادانوں کو خدا کے وجود میں ہی شک پڑتا ہے۔ غرض یہ امور عام لوگوں کے لئے گھبراہٹ کی جگہ ہیں اور انکی نظریں سلسلہ نبوت اس سے مشتبه ہو جاتا ہے اور اس مقام میں عام لوگوں کو حیرت میں ڈالنے والا ایک اور امر بھی ہے اور وہ یہ کہ بعض فاسق اور فاجر اور زانی اور ظالم اور غیر متدین اور چور اور حرام خور اور خدا کے احکام کے مخالف چلنے والے ایسے دیکھے گئے ہیں کہ ان کو بھی کبھی کبھی سچی خوابیں آتی

میں۔ اور یہ میرا ذاتی تجربہ ہے کہ بعض عورتیں جو قوم کی چوہری یعنی بھگن تھیں جن کا ہمیشہ مردار کھانا اور ارتکاب جرائم کام تھا انہوں نے ہمارے روبرو بعض خواب میں بیان کیں اور وہ سچی نکلیں۔ اس سے بھی عجیب تر یہ کہ بعض زانیہ عورتیں اور قوم کے بخر جن کا دن رات زنا کاری کام تھا ان کو دیکھا گیا کہ بعض خواب میں انہوں نے بیان کیں اور وہ پوری ہو گئیں۔ اور بعض ایسے ہندوؤں کو بھی دیکھا کہ جو نجاست شرک سے ملوث اور اسلام کے سخت دشمن ہیں بعض خواب میں انکی جیسا کہ دیکھا تھا طوطوں میں آگئی تھی۔ چنانچہ عین اس رسالہ کی تحریر کے وقت ایک قادیان کا ہندو میرے پاس آیا جو قوم کا کھتری تھا اس نے بیان کیا کہ فلاں سب پوسٹ ماسٹر کو بیٹے دیکھا تھا کہ تبدیلی اس کی ہو کر پھر ملتوی رہی چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اُس ہندو نے مختلف وقتوں میں میرے پاس بیان کیا کہ کئی اور خواب میں بھی میری سچی ہو گئی ہیں مجھے معلوم نہیں کہ ایسے بیانات سے اُس کی کیا غرض تھی اور کیوں بار بار اپنی خواب میں مجھے سنا تا تھا کیونکہ دید کی رو سے تو خوابوں اور الہاموں پر ٹر لگ گئی ہے ایسا ہی ایک بڑا بد ذات چور اور زانی بھی جو ہندو تھا اور قید میں ڈالا گیا تھا جیل سے رہائی پا کر کسی اتفاق سے مجھے ملا اور مجھے یاد ہے کہ کسی جرم سرزد وغیرہ میں اس کو کئی سال کی قید ہوئی تھی۔ اُس کا بیان ہے کہ جس صبح کو عدالت قید کی سزا کا حکم مجھے دیا جانا تھا جس حکم کی بظاہر کچھ بھی امید نہ تھی رات کو خواب میں میرے پر ظاہر کیا گیا کہ میں قید کیا جاؤں گا سو ایسا ہی ظہور میں آیا اور اسی دن میں جیل خانہ میں داخل کیا گیا۔ اسی طرح امریکہ میں ایک شخص ان دنوں موجود ہے جس کا نام ڈوئی ہے اور اُس کا ایک اخبار بھی نکلتا ہے اور وہ حضرت عیسیٰ کو خدا سمجھتا ہے اور الیا س نبی کا اوتار اپنے تئیں خیال کرتا ہے اور ملہم یعنی الہامی ہونے کا مدعی ہے اور اپنی خواب میں اور الہام لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہے اس دعوے سے کہ سچے نکلے ہیں۔ اور اعتقاد اُس کا جیسا کہ بتے بیان کیا ہے کہ وہ ایک عاجز انسان کو رب العالمین سمجھتا ہے اور اُس کے چال چلن کی نسبت یہ کہنا کافی ہے کہ اُسکی ماں ایک زانیہ عورت تھی اور اُسکو خود اوتار ہے کہ وہ ولدا الزنا ہے اور قوم کا موچی ہے اور ایک بھائی اُس کا اسٹریلیا میں موچی کا کام کرتا ہے

اور یہ باتیں صرف دعویٰ نہیں بلکہ وہ تمام اخبارات اور چٹھیاں ہمارے پاس موجود ہیں جن سے اس کی یہ خاندانی حالت ثابت ہوتی ہے۔

اب خلاصہ کلام یہ کہ جبکہ ایسی خوابیں اور ایسے الہام مختلف قسم کے لوگوں کو جوتے رہتے ہیں بلکہ کبھی کبھی سچے بھی ہو جاتے ہیں اور ایسے آدمی اس ملک میں پچاس سے بھی زیادہ ہیں جو الہام اور وحی کے مدعی ہیں اور ان لوگوں کا ایسا وسیع دائرہ ہے کہ کوئی شرط سچے مذہب اور نیک چلتی کی بھی نہیں تو اس صورت میں کوئی ایسا عقلمند نہ ہوگا کہ اس عقدہ کو حل کر نیکی لئے اپنے دل میں ضرورت محسوس نہ کرے کہ مابہ الامتیاز کیونکر قائم ہو یا مخصوص جبکہ اس بات کا بھی ثبوت ملتا ہے کہ باوجود اختلاف مذہب اور عقیدہ کے ہر ایک فرقہ کے لوگوں کو خوابیں اور الہام ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کو اپنی خوابوں اور الہاموں کے ذریعہ سے جھوٹا بھی قرار دیتے ہیں اور بعض خوابیں ہر ایک فرقہ کی سچی بھی ہو جاتی ہیں تو اس صورت میں ظاہر ہے کہ حق کے طالبوں کی راہ میں ایک خطرناک پتھر ہے اور خاص کر ایسے لوگوں کے لئے یہ ایک ہر قاتل ہے جو خود مدعی الہام ہیں اور اپنے تئیں منجانب اللہ ملہم خیال کرتے ہیں اور دراصل خدا تعالیٰ سے انکا کوئی تعلق نہیں اور وہ اس دھوکے سے جو کوئی خواب انکی سچی ہو جاتی ہے اپنے تئیں کچھ چیز سمجھتے ہیں اور اس طرح پر وہ سچائی کی طلب کرنے سے محروم رہ جاتے ہیں بلکہ سچائی کو تحقیر اور توہین کی نظر سے دیکھتے ہیں پس یہی وہ امر ہے جس نے مجھے اس بات پر آمادہ کیا کہ میں اس فرق کو حق کے طالبوں پر ظاہر کروں سو میں اس کتاب کو چار باب پر منقسم کرتا ہوں۔ باب اول ان لوگوں کے بیان میں جنکو بعض سچی خوابیں آتی ہیں یا بعض سچے الہام ہوتے ہیں لیکن انکو خدا تعالیٰ سے کچھ بھی تعلق نہیں۔ باب دوم ان لوگوں کے بیان میں جن کو بعض اوقات سچی خوابیں آتی ہیں یا سچے الہام ہوتے ہیں اور انکو خدا تعالیٰ سے کچھ تعلق تو ہے لیکن بڑا تعلق نہیں۔ باب سوم ان لوگوں کے بیان میں جو خدا تعالیٰ سے اکمل اور اصفیٰ طور پر وحی پاتے ہیں اور کامل طور پر شرف مکالمہ اور مخاطبہ اذن کو حاصل ہے۔ اور خوابیں بھی انکو فلق الصبح کی طرح سچی آتی ہیں اور خدا تعالیٰ سے اکمل اور اتم اور اصفیٰ تعلق

رکھتے ہیں جیسا کہ خدا تعالیٰ کے پسندیدہ نبیوں اور رسولوں کا تعلق ہوتا ہے۔ باب چہارم اپنے حالات کے بیان میں یعنی اس بیان میں کہ خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم نے مجھے ان اقسامِ ثلاثہ میں سے کس قسم میں داخل فرمایا ہے۔ اب ہم اس مضمون کو ذیل کے ہر چار باب میں لکھتے ہیں۔ وما توفیقی الا باللہ ربنا اهدنا صراطک المستقیم وھب لنا من عندک فھم الدیر القویم وعلما من لدنک علما۔ (آمین)

باب اول

ان لوگوں کے بیان میں جن کو بعض سچی خوابیں آتی ہیں یا بعض سچی الہام ہوتے ہیں۔ لیکن ان کو خدا تعالیٰ سے کچھ بھی تعلق نہیں اور اس روشنی سے ان کو ایک ذرہ حصہ نہیں ملتا جو اہل تعلق پاتے ہیں اور نفسانی قالب ان کا تعلق نور سے ہزار ہا کوس دور ہوتا ہے

واضح ہو کہ چونکہ انسان اس مطلب کے لئے پیدا کیا گیا ہے کہ اپنے پیدا کر نیوالے کو شناخت کئے اور اس کی ذات اور صفات پر ایمان لائیکے لئے یقین کے درجہ تک پہنچ سکے اس لئے خدا تعالیٰ نے انسانی دماغ کی بناوٹ کچھ ایسی رکھی ہے کہ ایک طرف تو معقولات پر ایسی قوتیں اس کو عطا کی گئی ہیں جن کے ذریعے سے انسان مصنوعات باری تعالیٰ پر نظر کر کے اور ذرہ ذرہ عالم میں جو جو حکمت کا ملہ حضرت باری عز و جل کے نقوش لطیفہ موجود ہیں اور جو کچھ ترکیب الٰہیہ اور محکم نظام عالم میں پائی جاتی ہے اس کی تک پہنچ کر پوری بصیرت سے اس بات کو سمجھ لیتا ہے کہ یہ اتنا بڑا کارخانہ زمین و آسمان کا بغیر صانع کے خود بخود موجود نہیں ہو سکتا بلکہ ضرور ہے کہ اس کا کوئی صانع ہو۔ اور پھر دوسری طرف روحانی حواس اور روحانی قوتیں بھی اس کو عطا کی گئی ہیں تاکہ وہ قصود اور کمی جو خدا تعالیٰ کی معرفت میں معقولات قوتوں سے رہ جاتی ہے روحانی قوتیں اس کو پورا کر دیں۔ کیوں کہ یہ ظاہر ہے کہ محض معقولات قوتوں کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ کی شناخت کامل ہو سکتی وجہ یہ کہ معقولات قوتیں

جو انسان کو دی گئی ہیں اُن کا تو صرف اس حد تک کام ہے کہ زمین و آسمان کے فرد فرد یا ان کی ترتیب محکم اور بلوغ پر نظر کر کے یہ حکم دیں کہ اس عالم جامع الحقائق اور پر حکمت کا کوئی صانع ہونا چاہیے یہ تو اُن کا کام نہیں ہے کہ یہ حکم بھی دیں کہ فی الحقیقت وہ صانع موجود بھی ہے لیکن ظاہر ہے کہ بغیر اس کے کہ انسان کی معرفت اس حد تک پہنچ جائے کہ درحقیقت وہ صانع موجود ہے۔ صرف ضرورت صانع کو محسوس کرنا کامل معرفت نہیں کہلا سکتی کیونکہ یہ قول کہ ان مصنوعات کا کوئی صانع ہونا چاہیے اس قول سے ہرگز برابر نہیں ہو سکتا کہ وہ صانع جس کی ضرورت تسلیم کی گئی ہے فی الحقیقت موجود بھی ہے۔ لہذا حق کے طالبوں کو اپنا سلوک تمام کرنے کے لئے اور اُس فطرتی تقاضا کو پورا کرنے کے لئے جو معرفت کامل کے لئے ان کی طہائع میں مرکوز ہے اس بات کی ضرورت ہوئی کہ علاوہ معقولی قوتوں کے روحانی قوی بھی انکو عطا ہوں تا اگر ان روحانی قوتوں سے پورے طور پر کام لیا جائے اور درمیان میں کوئی حجاب نہ ہو تو وہ اُس محبوب حقیقی کا چہرہ ایسے صاف طور پر دکھلا سکیں جس طرح عقلی قوتیں اُن کو دکھلا نہیں سکتیں۔ پس وہ خدا جو کریم و رحیم ہے جیسا کہ اُس نے انسانی فطرت کو اپنی کامل معرفت کی بھوک اور پیاس لگا دی ہے ایسا ہی اُس نے اس معرفت کامل تک پہنچانے کے لئے انسانی فطرت کو دو قسم کے قوی عنایت فرمائے ہیں ایک معقولی قوتیں جن کا منبع دماغ ہے اور ایک روحانی قوتیں جن کا منبع دل ہے اور جن کی صفائی دل کی صفائی پر موقوف ہے، اور جن باتوں کو معقولی قوتیں کامل طور پر دریافت نہیں کر سکتیں روحانی قوتیں انکی حقیقت تک پہنچ جاتی ہیں اور روحانی قوتیں صرف انفعالی طاقت اپنے اندر رکھتی ہیں یعنی ایسی صفائی پیدا کرنا کہ مبداء فیض کے فیوض ان میں منعکس ہو سکیں سو ان کے لئے یہ لازمی شرط ہے کہ حصول فیض کے لئے مستعد ہوں اور حجاب اور روک درمیان نہ ہو تا خدا تعالیٰ سے معرفت کامل کا فیض پاسکیں اور صرف اس حد تک انکی شناخت محدود نہ ہو کہ اس عالم پر حکمت کا کوئی صانع ہونا چاہیے بلکہ اس صانع سے شرف مکالمہ مخاطبہ کامل طور پر پا کر اور بلا واسطہ اُس کے بزرگ نشان دیکھ کر اس کا چہرہ دیکھ لیں۔ اور یقین کی آنکھ سے مشاہدہ کر لیں کہ فی الحقیقت وہ صانع موجود ہے۔ لیکن چونکہ اکثر انسانی فطرتیں حجاب سے خالی نہیں اور دنیا کی محبت

اور دنیا کے لالچ اور تکبر اور نخوت اور عجب اور دیاکاری اور نفس پرستی اور دوسرے اخلاقی رذائل اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کی بجا آوری میں عہد اقصیٰ اور تساہل اور شرائط صدق و ثبات اور دقایق محبت اور وفا سے عہد انحراف۔ اور خدا تعالیٰ سے عہد قطع تعلق اکثر طبائع میں پایا جاتا ہے۔ اس لئے وہ طبیعتیں باعث طرح طرح کے حجابوں اور پردوں اور روکوں کے اور نفسانی خواہشوں اور شہوات کے اس لائق نہیں کہ قابل قدر فیضان مکالمہ اور مخاطبات الہیہ کا اپنا نازل ہو جس میں قبولیت کے انوار کا کوئی حصہ ہو۔ ہاں عنایت ازلی نے جو انسانی فطرت کو ضائع کرنا نہیں چاہتی تھم ریزی کے طور پر اکثر انسانی افراد میں یہ عادت اپنی جاری کر رکھی ہے کہ کبھی کبھی سچی خوابیں یا سچے الہام ہو جاتے ہیں تا وہ معلوم کر سکیں کہ ان کے لئے آگے قدم رکھنے کے لئے ایک راہ کھلی ہے۔ لیکن انکی خوابوں اور الہاموں میں خدا کی قبولیت اور محبت اور فضل کے کچھ آثار نہیں ہوتے اور نہ ایسے لوگ نفسانی نجاستوں سے پاک ہوتے ہیں اور خوابیں محض اس لئے آتی ہیں کہ تا اپنی خدا کے پاک نبیوں پر ایمان لائیکے لئے ایک حجت ہو کیونکہ اگر وہ سچی خوابوں اور سچے الہامات کی حقیقت سمجھنے سے قطعاً محروم ہوں اور اس بارے میں کوئی ایسا علم جس کو علم الیقین کہنا چاہیے انکو حاصل نہ ہو تو خدا تعالیٰ کے سامنے انکا غدر ہو سکتا ہے کہ وہ نبوت کی حقیقت کو سمجھ نہیں سکتے تھے کیونکہ اس کوچہ سے بالکل نا آشنا تھے اور وہ کہہ سکتے ہیں کہ نبوت کی حقیقت سے ہم محض بے خبر تھے اور اس کے سمجھنے کے لئے ہماری

۞ حاشیہ ۱۰ یاد رکھنا کہ جہاں خواہشیں اور شہوات ابلیس اور رسل میں بھی ہوتی ہیں لیکن فرق یہ ہے کہ وہ پاک لوگ پہلے خدا تعالیٰ کی رضا مندی حاصل کر نیکے لئے تمام خواہشوں اور جذبات نفسانیہ سے الگ ہو جاتے ہیں اور اپنے نفس کو خدا کے لئے فوج کرتے ہیں اور پھر خدا کے لئے کھوتے ہیں فضل کے طور پر انکو داپس دیا جاتا ہے اور سب کچھ ان پر وارد ہوتا ہے اور وہ در ماندہ نہیں ہوتے مگر جو لوگ خدا تعالیٰ کے لئے اپنا نفس فوج نہیں کرتے ان کے شہوات انکے لئے بطور پردہ ہو جاتے ہیں آخر نجاست کی کڑے کی طرح گند میں سڑتے ہیں جس انکی اور خدا پاک لوگوں کی مثال یہ ہے کہ جیسے ایک ہی جیلانی زند میں دلوغہ جیل بھی رہتا ہے اور قیدی بھی رہتا ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ دلوغہ ان قیدیوں کی طرح ہے

فطرت کو کوئی نمونہ نہیں دیا گیا تھا۔ پس ہم اس مخفی حقیقت کو کیونکر سمجھ سکتے اس لئے سنتِ اہلِ قدیم سے اور جب دنیا کی بنا ڈالی گئی طرح پر جاری ہے کہ نمونہ کے طور پر عام لوگوں کو قطع نظر سے گذر دینا نیک ہوں یا بد ہوں اور صلح ہوں یا فاسق ہوں اور مذہب میں سچے ہوں یا جھوٹا مذہب کتنے ہوں کیسے قدر سچی خوابیں دکھلائی جاتی ہیں یا سچے الہام بھی دیئے جاتے ہیں تا ان کا قیاس اور کمان جو محض نقل اور سماع سے حاصل ہے علمِ الیقین تک پہنچ جائے اور تار و حانی ترقی کے لئے رکھے ہاتھ میں کوئی نمونہ ہو۔ اور حکیم مطلق نے اس مدعا کے پورا کرنے کے لئے انسانی دماغ کی بناوٹ ہی ایسی رکھی ہے اور ایسے روحانی قوتی اسکو دیئے ہیں کہ وہ بعض سچی خوابیں دیکھ سکتا ہے اور بعض سچے الہام پا سکتا ہے مگر وہ سچی خوابیں اور سچے الہام کسی وجاہت اور بزرگی پر دلالت نہیں کرتے بلکہ وہ محض نمونہ کے طور پر ترقی کے لئے ایک راہیں ہوتی ہیں۔ اور اگر ایسی خوابوں اور ایسے الہاموں کو کسی بات پر کچھ دلالت ہے تو صرف اس بات پر کہ ایسے انسان کی فطرت صحیح و بشرطیکہ جذبات نفسانیہ کی وجہ سے انجامِ بد نہ ہو اور ایسی فطرت یہ سمجھا جاتا ہے کہ اگر درمیان میں روکیں اور حجاب پیش آجائیں تو وہ ترقی کر سکتا ہے جیسے مثلاً ایک زمین ہے جس کی نسبت بعض علامات ہمیں معلوم ہو گیا ہے کہ اس کے نیچے پانی ہے مگر وہ پانی زمین کی کئی تہوں کے نیچے دبا ہوا ہے اور کئی قسم کا کپڑا اس کے ساتھ ملا ہوا ہے اور جب تک ایک پوری مشقت سے کام نہ لیا جائے اور زمین کو بہت دنوں تک کھودا نہ جائے تب تک وہ پانی جو شفاف اور شیریں اور قابلِ استعمال ہے نکل نہیں سکتا پس یہ کمالِ شقوت اور نادانی اور بند بختی ہے کہ یہ سمجھ لیا جائے کہ انسانی کمال بس اسی پر ختم ہے کہ کسی کو کوئی بھی خواب آجائے یا سچا الہام ہو جائے بلکہ انسانی کمال کے لئے اور بہت سے لوازم اور شرائط ہیں اور جب تک وہ متحقق نہ ہوں تب تک یہ خوابیں اور الہام بھی مگر اللہ میں داخل ہیں خدا ان کے شر سے

✽ علمِ تنہیں قسم پر ہوتا ہے (۱) ایک علمِ الیقین جیسا کہ کوئی دور سے دھواں دیکھ کر یہ قیاس کرے کہ مہیچہ گھر والا ہوگا (۲) دوسرا علمِ الیقین جیسا کہ کوئی اس آگ کی پنی آنکھ سے دیکھ لے۔ (۳) تیسرا حقِ الیقین جیسا کہ کوئی سونے کی ہاتھ ڈال کر اس کی گرمی محسوس کرے۔ منہج

ہر ایک سالک کو محفوظ رکھے۔

اصطفا

اسی جگہ پر الہام کے فریقہ کو یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ وحی دو قسم کی ہے وحی الابتلا اور وحی الا
وحی الابتلا بعض اوقات موجب ہلاکت ہو جاتی ہے جیسا کہ بلعم سی وجہ سے ہلاک ہوا مگر صاحب
وحی الاصطفا کبھی ہلاک نہیں ہوتا۔ اور وحی الابتلا بھی ہر ایک کو حاصل نہیں ہوتی بلکہ بعض انسانی
طبیعتیں ایسی بھی ہیں کہ جیسے جسمانی طور پر بہت سے لوگ گونگے اور بہرے اور اندھے پیدا ہوتے ہیں
ایسا ہی بعض کی روحانی قوتیں کا عدم ہوتی ہیں۔ اور جیسے اندھے دوسروں کی رہنمائی سے اپنا گزارہ
کر سکتے ہیں ایسا ہی یہ لوگ بھی کرتے ہیں لیکن بوجہ عام شہادت کے جو بدابست کا حکم رکھتی ہے ان کو
ان واقعات حقیقہ سے انکار نہیں ہو سکتا اور نہیں کہہ سکتے کہ دوسرے تمام لوگ بھی ان کی طرح اندھے
ہی ہیں جیسا کہ ہر روز مشاہدہ میں آتا ہے کہ کوئی اندھا اس بات پر جھگڑا نہیں کر سکتا کہ سو جا کھا
ہو نیکا دعویٰ کر نیوالے جھوٹے ہیں اور نہ اس سے انکار کر سکتا ہے کہ بجز اس کے ہزاروں آدمیوں کی
آنکھیں موجود ہیں کیونکہ وہ دیکھتا ہے کہ وہ لوگ اپنی آنکھوں سے کام لیتے ہیں اور وہ کام کر سکتے
ہیں جو اندھا نہیں کر سکتا ہاں اگر کوئی ایسا زمانہ آتا جس میں سب لوگ اندھے ہی اندھے ہوتے
اور ایک بھی سو جا کھا نہ ہوتا۔ تب اس بحث کے پیدا ہونے کے وقت کہ گزشتہ زمانوں میں سے کوئی
ایسا زمانہ بھی تھا کہ اسی میں سو جا کھے ہی پیدا ہوتے تھے اندھوں کو انکار اور لڑائی اور جھگڑے کی
بست گنجائش تھی بلکہ میرے خیال میں ہے کہ انجام کار اس بحث میں اندھوں کی ہی فتح ہوتی
کیونکہ جو شخص صرف گزشتہ زمانہ کا ہی حوالہ دیتا ہے اور جن انسانی طاقتوں اور کمالات کا اس کو
دعویٰ ہے وہ کسی انسان میں دکھلا نہیں سکتا اور کہتا ہے کہ وہ قوتیں اور طاقتیں آگے نہیں
بلکہ پیچھے گئی ہیں ایسا شخص تو تحقیق کی رو سے آخر کار جھوٹی ٹھہرتا ہے کیونکہ جس حالت میں
قیاض مطلق نے جو کچھ انسانی فطرت کے جسمانی حصہ کو قوتیں عطا کی تھیں جیسے قوت باقرہ سمعہ
شامہ۔ لامہ حافظہ۔ متفکرہ وغیرہ اتنا انسانوں میں پائی جاتی ہیں تو پھر کیونکہ خیال کیا جائے
کہ جو روحانی قوتیں انسانوں میں پہلے زمانوں میں تھیں ان زمانہ میں وہ تمام قوتیں انکی فطرت کے

منفوق ہوئی ہیں حالانکہ وہ قوتیں جسمانی قوتوں کی نسبت تکمیل نفس انسان کے لئے زیادہ تر ضروری ہیں اور کیونکہ انکار ہو سکتا ہے جس حالت میں کہ مشاہدہ ثابت کر رہا ہے کہ وہ منفقود نہیں ہوئیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ کس قدر وہ مذہب پجائی سے دور ہیں کہ یہ تو ان کو اقرا ہے کہ انسانی فطرت کی جسمانی اور معنوی قوتیں ابھی ایسی ہی ہیں جیسا کہ پہلے تھیں مگر اس سے وہ منکر ہیں کہ انسانوں میں روحانی قوتیں اب بھی ایسی ہی پائی جاتی ہیں جیسا کہ پہلے تھیں۔

اس تمام تقریر سے ہمارا مدعا یہ ہے کہ کسی شخص کا محض سچی خوابوں کا دیکھنا یا بعض سچے الہامات کا مشاہدہ کرنا یا اس کے کسی کمال پر دلیل نہیں ہے جب تک کہ اس کے ساتھ دوسرے علامات نہ ہوں جو ہم انشاء اللہ القدیہ ہر باب میں بیان کریں گے بلکہ یہ صرف دماغی بناوٹ کا ایک نتیجہ ہے اسی وجہ سے اس میں نیک یا راست باز ہونے کی شرط نہیں اور نہ مومن اور مسلمان ہونا اس کے لئے ضروری ہے اور طرح محض دماغی بناوٹ کی وجہ سے بعض کو سچی خوابیں آجاتی ہیں یا الہام کے رنگ میں کچھ معلوم ہو جاتا ہے اسی طرح دماغی بناوٹ کی وجہ سے بعض کی طبیعت معارف اور حقائق سے مناسبت رکھتی ہے اور لطیف لطیف باتیں ان کو سوجھتی ہیں لیکن دراصل وہ لوگ اس حدیث صحیح کا مصداق ہوتے ہیں کہ امن شعرا و کفر قلبہ یعنی اس کا شعرا بیان لایا مگر اس کا دل کافر ہے۔ اسی لئے صادق کو شناخت کرنا ہر ایک سادہ لوح کا کام نہیں ہے۔ اے با اہلس آدم رکعت پس ہر دستہ بناید اور پھر ساتھ اس کے یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ اس درجہ لوگوں کی جو خوابیں الہام ہوتے ہیں وہ بہت سی تاریکی کے ہوتے ہیں ایک شاذ و نادر طور پر پائی کی چمک نہیں آتی ہے اور خدا کی محبت اور قبولیت کا کوئی ان کے ساتھ نشان نہیں اور اگر غیب کی بات ہو تو صرف ایسی ہوتی ہے جس میں کوڑھا انسان شریک ہوتے ہیں اور ہر ایک شخص اگرچہ تو بطور خود تحقیقات کر سکتا ہے کہ ایسی خوابوں اور الہامات میں ہر ایک فاسق و فاجر اور کافر اور ملحد یا فاسق کے زانیہ عورتیں بھی شریک ہوتی ہیں پس وہ شخص عقلمند نہیں ہے کہ جو اس قسم کی خوابوں اور الہاموں پر خوش اور فریفتہ ہو جائے اور سخت دھوکہ میں پڑا ہوا وہ شخص ہے کہ جو فقط اس درجہ کی خوابوں اور الہاموں کا نمونہ اپنے اندر پا کر اپنے تئیں کچھ چیز سمجھ بیٹھے بلکہ یاد رکھنا چاہیے کہ اس درجہ کا انسان فقط اس انسان کی طرح ہے کہ جو ایک اندھیری رات میں دوسرے ایک آگ کا دھواں دیکھتا ہے مگر اس آگ کی روشنی کو نہیں دیکھ سکتا

اور نہ اس کی گرمی سے اپنی سردی اور اندر وگی دور کر سکتا ہے۔ یہی وجہ کہ خدا تعالیٰ کی خاص برکتوں اور نعمتوں کے ایسے لوگوں کو کوئی حصہ نہیں ملتا اور نہ کوئی قبولیت ان میں پیدا ہوتی ہے اور نہ کوئی ایک ذرہ خدا سے تعلق ہوتا ہے اور نہ شعلہ نور سے بشریت کی آلائشیں جلتی ہیں اور چونکہ خدا تعالیٰ سے انکو سچی دوستی پیدا نہیں ہوتی اس لئے باغث نہ ہونے قربت جہانی کے شیطان انکے ساتھ رہتا ہے اور حدیث النفس انہر غالبہ متی ہے اور طرح بجوم بادل کی حالت میں اکثر آفتاب چھپا رہتا ہے اور کبھی کبھی کوئی کنارہ اس کا نظر آ جاتا ہے اسی طرح ان کی حالت اکثر تاریکی میں رہتی ہے اور انکی خوابوں اور الہاموں میں شیطانی دخل بہت ہوتا ہے۔

باب دوم

ان لوگوں کے بیان میں جن کو بعض اوقات سچی باتیں آتی ہیں یا سچے الہام ہوتے ہیں اور انکو خدا تعالیٰ سے کچھ تعلق بھی ہے لیکن کچھ بڑا تعلق نہیں اور نفسانی قالب انکا شعلہ نور سے جلا کر نیست و نابود نہیں ہوتا اگرچہ کسی قدر اس کے نزدیک آ جاتا ہے۔

دنیا میں بعض ایسے لوگ بھی پائے جاتے ہیں کہ وہ کسی حد تک زہد اور عفت کو اختیار کرتے ہیں اور علاوہ اس بات کے کہ انہیں رویا اور کشف کے حصول کے لئے ایک فطرتی استعداد ہوتی ہے اور دماغی بناوٹ اس قسم کی واقع ہوتی ہے کہ خواب و کشف کا کی قدر نمونہ اپنے ظاہر ہو جاتا ہے وہ اپنی اصلاح نفس کے لئے بھی کی قدر کوشش کرتے ہیں اور ایک سطحی نیکی اور راستبازی ان میں پیدا ہو جاتی ہے جس کی آمد سے ایک محدود دائرہ تک رویا صادق اور کشف صحیح کے انوار انہیں پیدا ہو جاتے ہیں مگر تاریکی سے خالی نہیں ہوتے بلکہ انکی بعض دعائیں بھی منظور ہو جاتے ہیں مگر عظیم الشان کاموں میں نہیں کیونکہ انکی راستبازی کامل نہیں ہوتی۔ بلکہ اس شفاف پانی کی طرح ہوتی ہے جو اوپر سے تو شفاف نظر آتا ہو مگر نیچے اس کے گوبر اور گند ہو اور چونکہ انکا تزکیہ نفس پورا

نہیں ہوتا اور انکے صدق و صفایں بہت کچھ نقصان ہوتا ہے اس لئے کسی ابتلا کے وقت وہ ٹھوکر کھاجاتے ہیں اور اگر خدا تعالیٰ کا رحم انکے شامل حال ہو جائے اور اُس کی ستاری ان کا پردہ محفوظ رکھے تب بغیر کسی ٹھوکر کے دنیا سے گزر جاتے ہیں اور اگر کوئی ابتلا پیش آجائے تو اندیشہ ہوتا ہے کہ بلعم کی طرح انکا انجام بد ہو اور طعم بننے کے بعد کتے سے تشبیہ نہ لے جائیں کیونکہ انکی علمی اور عملی اور ایمانی حالت نقصان کی وجہ سے شیطان انکے دروازے پر کھڑا رہتا ہے اور کسی ٹھوکر کھانیکے وقت فی الفور ان کے گھر میں داخل ہو جاتا ہے وہ دور سے روشنی کو دیکھ لیتے ہیں مگر اُس روشنی کے اندر داخل نہیں ہوتے اور اُس کی گرمی سے کافی حصہ انکو ملتا ہے اس لئے ان کی حالت ایک خطرہ کی حالت ہوتی ہے خدا نور ہے جیسا کہ اُس نے فرمایا اللہ نور السموات والارض پس وہ شخص جو صرف اس نور کے لوازم کو دیکھتا ہے وہ اُس شخص کی مانند ہے جو دوسرے ایک دھواں دیکھتا مگر آگ کی روشنی نہیں دیکھتا اس لئے وہ روشنی کے فوائد کو محروم، اونیز اُس کی گرمی سے بھی جو بشریت کی آلودگی کو جلاتی ہے۔ پس وہ لوگ جو صرف معقولی یا معنوی دلائل یا ظنی الہامات خدا تعالیٰ کے وجود پر دلیل پکڑتے ہیں جیسے علماء ظاہری یا جیسے فلسفی لوگ اور یا ایسے لوگ جو صرف اپنے روحانی قوی سے جو استعداد کشف اور رؤیا ہے خدا تعالیٰ کی سستی کو مانتے ہیں مگر خدا کے قُرب کی روشنی سے بے نصیب ہیں وہ اُس انسان کی مانند ہیں جو دوسرے آگ کا دھواں دیکھتا ہے مگر آگ کی روشنی کو نہیں دیکھتا اور صرف دھوئیں پر غور کر نیے آگ کے وجود پر یقین کر لیتا ہے ایسا شخص اس بصیرت سے محروم ہوتا ہے جو بذریعہ روشنی حاصل ہوتی ہے۔ لیکن وہ شخص جو اس نور کی روشنی کو دور سے تو دیکھتا ہے مگر اُس نور کے اندر داخل نہیں ہوتا اس شخص کی مثال یہ ہے کہ جیسے ایک شخص اندھیری رات میں آگ کی روشنی کو دیکھتا ہے اور اس کی رہنمائی سے راہِ راست بھی پالیتا ہے لیکن بوجہ دور ہونے کے اپنی سردی کو اُس آگ سے دور نہیں کر سکتا اور نہ آگ اس کے نفسانی قالب کو جلا سکتی ہے۔ ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے کہ اگر ایک اندھیری رات میں اور سخت سردی کے وقت دوسرے آگ کی روشنی نظر آجائے تو صرف اُس روشنی کا دیکھنا ہی ہلاکت نہیں بچا سکتا بلکہ ہلاکت و مہلکے گا کہ ایسا آگ کے قریب چلا جائے کہ جو کافی طور پر اس کی سردی کو دور کر سکے۔ لیکن جو شخص صرف دوسرے آس نور کو دیکھتا ہے اسکی بی نشانی

کہ اگرچہ راہ راست کی بعض علامات اُس میں پائی جاتی ہیں لیکن خاص فضل کی کوئی علامت اُس میں پائی نہیں جاتی اور اُس کی قبض جو کمی توکل اور نفسانی خواہشوں کی وجہ سے دور نہیں ہوتی اور اُس کا نفسانی قالب جلد خاک نہیں ہوتا کیونکہ شعلہ نور سے بہت دور ہے اور وہ رسولوں اور نبیوں کا کامل طور پر وارث نہیں ہوتا اور اُس کی بعض اندرونی آلائشیں اسکے اندر مخفی ہوتی ہیں اور اس کا تعلق جو خدا تعالیٰ سے ہے کہ ورت اور خامی سے خالی نہیں ہوتا کیونکہ وہ دور سے خدا تعالیٰ کو اپنی دھندلی نظر کے ساتھ دیکھتا ہے مگر اس کی گود میں نہیں ہے۔ ایسے آدمی جو نفسانی جذبات اُنکے اندر ہیں بعض اوقات اُنکے نفسانی جذبات اُنکی خوابوں میں اپنا جوش اور طوفان دکھاتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ یہ جوش اُنکا خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے حالانکہ وہ جوش محض نفسِ امارہ کی طرف سے ہوتا ہے مثلاً ایک شخص خواب میں کہتا ہے کہ فلاں شخص کی میں ہرگز اطاعت نہیں کروں گا میں اس سے بہتر ہوں تو اس سے یقین نکالتا ہے کہ درحقیقت وہ بہتر ہے حالانکہ نفس کے جوش سے وہ کلام ہوتا ہے اسی طرح نفس کے جوش سے خواب میں اور کئی قسم کے کلام کرتا ہے اور جہالت سے سمجھتا ہے کہ گویا وہ کلام خدا کی مرضی کے موافق ہے اور ہلاک ہو جاتا ہے۔ اور چونکہ اس نے خدا تعالیٰ کی طرف پوری حرکت نہیں کی اور اپنی تمام طاقت اور تمام صدق اور تمام وفاداری کے ساتھ اُسکو اختیار نہیں کیا اس لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے بھی پورے طور پر تجلی رحمت اس پر نہیں ہوتی اور وہ اُس بچہ کی طرح ہوتا ہے جس میں جان تو پڑ گئی ہے لیکن ابھی وہ شیمہ سے باہر نہیں آسکا اور عالم روحانی کے کامل نظارہ سے ہنوز اُسکی آنکھ بند ہے اور ہنوز اُس نے اپنی ماں کے چہرہ کو بھی نہیں دیکھا جس کے رحم میں اُس نے پرورش پائی۔ اور بقول مشہور کہ نیم ملاحظہ ایمان بہ اپنی معرفت ناقصہ کی وجہ خطرہ کی حالت میں ہاں ایسے لوگوں کو بھی کیسے کچھ معارف اور حقائق معلوم ہو جاتے ہیں مگر اُس دودھ کی طرح جس میں کچھ پیشاب بھی پڑا ہو اور اس پانی کی طرح جس میں کچھ نجاست بھی ہو اور اس درجہ کا آدمی اگرچہ نسبت درجہ اول کے اپنی خوابوں اور المامات میں شیطانی دخل اور حدیث النفس سے کیسے محفوظ ہوتا ہے۔ لیکن چونکہ اس کی فطرت میں ابھی شیطان کا حصہ باقی ہے اس لئے شیطانی القار سے بچ نہیں سکتا اور چونکہ نفس کے جذبات بھی داخل گیر میں اس لئے حدیث النفس سے بھی محفوظ نہیں رہ سکتا اصل بات یہ ہے کہ وحی اور الہام کا کمال صفائی صفائی نفس پر ہوتا

ہیں کہ نفس میں ابھی کچھ گند باقی ہے، اُن کی وحی اور اللہ میں بھی گند باقی ہے۔

باب سوم

اُن لوگوں کے بیان میں جو خدا تعالیٰ سے اکمل اور اصطفیٰ طور پر وحی پاتے ہیں اور کامل طور پر شرف مکالمہ اور مخاطبہ اُن کو حاصل ہے اور خواب میں بھی اُن کو فلق الصبح کی طرح سچی آتی ہیں اور خدا تعالیٰ سے اکمل اور اتم طور پر محبت کا تعلق رکھتے ہیں اور محبت الہی کی آگ میں داخل ہو جاتے ہیں اور نفسانی قالب اُن کا شعلہ نور سے جل کر بالکل خاک ہو جاتا ہے

جاننا چاہیے کہ خدا تعالیٰ نہایت کریم و رحیم ہے جو شخص اُس کی طرف صدق اور صفا سے رجوع کرتا ہے وہ اُس سے بڑھ کر اپنا صدق و صفا اُس سے ظاہر کرتا ہے۔ اُس کی طرف صدق دل سے قدم اٹھائیے ہرگز ضائع نہیں ہوتا۔ خدا تعالیٰ میں بڑے بڑے محبت اور وفاداری اور فیض اور احسان اور کرم خدا تعالیٰ دکھانے کے اخلاق ہیں مگر وہی اُن کو پورے طور پر شاہدہ کرتا ہے جو پورے طور پر اُس کی محبت میں محبوب ہوتا ہے اگرچہ وہ بڑا کریم و رحیم ہے مگر غنی اور بے نیاز ہے اس لئے جو شخص اُس کی راہ میں مرتا ہے وہی اُس کی زندگی پاتا ہے۔ اور جو اُس کے لئے سب کچھ کھوتا ہے اُسی کو آسمانی انعام ملتا ہے۔

خدا تعالیٰ سے کامل تعلق پیدا کر نیوالے اُس شخص سے مشابہت رکھتے ہیں جو اول دور آگ بھڑکی پر نشی دیکھے اور پھر اُس سے نزدیک ہو جائے یہاں تک کہ اُس آگ میں اپنے تئیں داخل کر دے اور تمام جسم جل جائے اور صرف آگ ہی باقی رہ جائے اسی طرح کامل تعلق والا دن بدن خدا تعالیٰ کے نزدیک ہو جاتا ہے یہاں تک محبت الہی کی آگ میں تمام وجود اُس کا پڑ جاتا ہے اور شعلہ نور سے قالب نفسانی جل کر خاک ہو جاتا ہے اور اُسکی جگہ آگ لے لیتی ہے یہ انتہا اُس مبارک محبت کا ہے جو خدا سے ہوتی ہے یہ امر کہ خدا تعالیٰ سے کسی کامل تعلق اس کی بڑی علامت ہے کہ صفات الہیہ اس میں پیدا ہو جاتی ہیں اور بشریت کے زائل

شعلہ نور سے جل کر ایک نئی ہستی پیدا ہوتی ہے اور ایک نئی زندگی نمودار ہوتی ہے جو پہلی زندگی سے بالکل متاثر ہوتی ہے اور جیسا کہ لوہا جب آگ میں ڈالا جائے اور آگ اس کے تمام رگڑ ریشہ میں پورا غلبہ کر لے تو وہ لوہا بالکل آگ کی شکل پیدا کر لیتا ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ آگ ہے گو خواص آگ کے ظاہر کرتا ہے اسی طرح جسکو شعلہ محبت الہی جسکے پیر تک اپنے اندر لیتا ہے وہ بھی منظر تجلیات الہیت ہو جاتا ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ وہ خدا ہے بلکہ ایک بندہ ہے جس کو اس آگ نے اپنے اندر لے لیا ہے اور اس آگ کے غلجہ کے بعد ہزاروں علامتیں کامل محبت کی پیدا ہو جاتی ہیں کوئی ایک علامت نہیں ہے تا وہ ایک تیرک اور طالب حق پر مشتبہ ہو سکے بلکہ وہ تعلق صد ہا علامتوں کے ساتھ شناخت کیا جاتا ہے مثلاً ان علامات کے یہ بھی خدا کریم فیض اور لذیذ کلام وقتاً فوقتاً اسکی زبان پر جاری کلمہ تنبیہ الہی شوکت اور برکت اور غیب گوئی کی کامل طاقت اپنے اندر رکھتا ہے۔ اور ایک نور اس کے ساتھ ہوتا ہے جو بتلاتا ہے کہ یہ یقینی امر ہے ظنی نہیں ہے۔ اور ایک بانی چمکاس کے اندر ہوتی ہے اور کمزورتوں سے پاک ہوتا ہے اور بسا اوقات اور اکثر اور اغلب طور پر وہ کلام کسی زبردست پیشگوئی پر مشتمل ہوتا ہے اور اسکی پیشگوئیوں کا حلقہ نہایت وسیع اور عالم گیر ہوتا ہے اور وہ پیشگوئیاں کیا باعتبار کیمیت اور کیا باعتبار کیفیت بے نظیر ہوتی ہیں کوئی انکی نظیر پیش نہیں کر سکتا۔ اور ہیبت الہی انہیں بھری ہوئی ہوتی ہے اور قدرت نامہ کی وجہ خدا کا چہرہ انہیں نظر آتا ہے اور اسکی پیشگوئیاں نجومیوں کی طرح نہیں ہوتیں بلکہ انہیں محبوبیت اور قبولیت کی آثار ہوتے ہیں اور ربانی تائید اور نصرت سے بھری ہوئی ہوتی ہیں اور بعض پیشگوئیاں اس کے اپنے نفس سے تعلق ہوتی ہیں اور بعض اپنی اولاد کے متعلق اور بعض اسکی دوستوں کے متعلق اور بعض اس کے دشمنوں کے متعلق اور بعض عام طور پر تمام دنیا کے لئے اور بعض اسکی بیویوں اور خویشتوں کے متعلق ہوتی ہیں اور وہ امور اپنے ظاہر ہوتے ہیں جو دوسروں پر ظاہر نہیں ہوتے وہ غیب کے دروازے اس کی پیشگوئیوں پر کھولے جاتے ہیں جو دوسروں پر نہیں کھولے جاتے خدا کا کام اس پر اسی طرح نازل ہوتا ہے جیسا کہ خدا کے پاک نبیوں اور رسولوں پر نازل ہوتا ہے اور وہ ظن سے پاک اور یقینی ہوتا ہے۔ یہ شرف تو اس کی زبان کو دیا جاتا ہے کہ کیا باعتبار کیمیت اور کیا باعتبار کیفیت ایسا بے مثل کلام اسکی زبان پر جاری کیا جاتا ہے کہ دنیا اسکا مقابلہ نہیں کر سکتی اور اسکی انکشافی قوت عطا کی جاتی ہے جس سے

خدا کا کام اس پر اسی طرح نازل ہوتا ہے جیسا کہ خدا کے پاک نبیوں اور رسولوں پر نازل ہوتا ہے اور وہ ظن سے پاک اور یقینی ہوتا ہے۔ یہ شرف تو اس کی زبان کو دیا جاتا ہے کہ کیا باعتبار کیمیت اور کیا باعتبار کیفیت ایسا بے مثل کلام اسکی زبان پر جاری کیا جاتا ہے کہ دنیا اسکا مقابلہ نہیں کر سکتی اور اسکی انکشافی قوت عطا کی جاتی ہے جس سے

تو ایک بڑی علامت کامل تعلق کی یہ ہوتی ہے کہ جس طرح خدا ہر ایک چیز پر غالب ہے اسی طرح وہ ہر ایک شمن اور مقابلہ

وہ مخفی خبروں کو دیکھ لیتا ہے اور یہاں اوقات لکھی ہوئی تحریریں اُس کی نظر کے سامنے پیش کی جاتی ہیں اور مردوں سے زندوں کی طرح ملاقات کر لیتا ہے اور یہاں اوقات ہزاروں کوس کی چیزیں اس کی نظر کے سامنے ایسی آجاتی ہیں گویا وہ پیروں کے نیچے پڑی ہیں۔

ایسا ہی اُس کے کان کو بھی مضیات سننے کی قوت دی جاتی ہے اور اکثر اوقات وہ فرشتوں کی آواز کو سن لیتا ہے اور یہ قرار یوں کے وقت انکی آواز سے تسلی پاتا ہے۔ اور عجیب تر یہ کہ بعض اوقات جہادِ اللہ اور نباتات اور حیوانات کی آواز بھی اُس کو پہنچ جاتی ہے۔ یہ فلسفی کو مستحضر نہ آتا۔ از عاں انبیاء یگانہ است۔ اسی طرح اس کی ناک کو بھی غیبی خوشبو سونگنے کی ایک قوت دی جاتی ہے اور یہاں اوقات وہ بشارت کے امور کو سونگھ لیتا ہے اور مکروہات کی بدبو کو لگتا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس اُس کے دلوں کو قوت فراست عطا کی جاتی ہے اور بہت سی باتیں اُس کے دل میں پڑ جاتی ہیں اور وہ صحیح ہوتی ہیں "وَالَّذِیْ بِالْقِیَاسِ شَیْطَانٌ اُسپر تصرف کر نیے محروم ہو جاتا ہے کیونکہ اُس میں شیطان کا کوئی حصہ نہیں رہتا اور یہ باعث نہایت درجہ فنا فی اللہ ہونے کے اُس کی زبان ہر وقت خدا کی زبان ہوتی ہے۔ اور اُس کا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہوتا ہے اور اگرچہ اُس کو خاص طور پر الہام بھی نہ ہوتا ہے جو کچھ اُس کی زبان پر جاری ہوتا ہے وہ اُسکی طرف سے نہیں بلکہ خدا کی طرف سے ہوتا ہے کیونکہ نفسانی ہستی اُس کی بالکل حل جاتی ہے اور سفلی ہستی پر ایک موت طاری ہو کر ایک نئی اور پاک زندگی اُس کو ملتی ہے جس پر ہر وقت انوار الہیہ منکس ہوتے رہتے ہیں۔

اسی طرح اُسکی پیشانی کو ایک نور عطا کیا جاتا ہے جو بجز عشاقِ الہی کے کو کسی کو نہیں دیا جاتا اور بعض خاص وقتوں میں وہ نور ایسا چمکتا ہے کہ ایک کافر بھی اُس کو محسوس کر سکتا ہے بالخصوص ایسی حالت میں جبکہ وہ لوگ تائے جلتے اور نصرتِ الہی حاصل کرنے کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف توجہ کرتے ہیں۔ پس وہ اقبالِ علی اللہ کا وقت انکے لئے ایک خاص وقت ہوتا ہے اور خدا کا نور انکی پیشانی میں اپنا جلوہ ظاہر کرتا ہے۔

ایسا ہی انکے ہاتھوں میں اور پیروں میں اہتمام بدن میں ایک برکت دی جاتی ہے جس کی وجہ

اُن کا پہنا ہوا کپڑہ بھی منتبرک ہو جاتا ہے اور اکثر اوقات کسی شخص کو چھونا یا اُس کو ہاتھ لگنا اُس کے امراض روحانی یا جسمانی کے ازالہ کا موجب ٹھہرتا ہے۔

اسی طرح ان کے رہتوں کے مکانات میں بھی خدائے عزوجل ایک برکت رکھ دیتا ہے وہ مکان بلاؤں سے محفوظ رہتا ہے خدا کے فرشتے اُسکی حفاظت کرتے ہیں۔

اسی طرح ان کے شہر یا گاؤں میں بھی ایک برکت اور خصوصیت دی جاتی ہے اسی طرح اُس خاک کو بھی کچھ برکت دی جاتی ہے جس پر اُن کا قدم پڑتا ہے۔

اسی طرح اس درجہ کے لوگوں کی تمام خواہشیں بھی اکثر اوقات پیشگوئی کا رنگ پیدا کر لیتی ہیں یعنی جب کسی چیز کے کھانے یا پینے یا پہننے یا دیکھنے کی شدت آنے اندر خواہش پیدا ہوتی ہے تو وہ خواہش ہی پیشگوئی کی صورت پکڑ لیتی ہے اور جب قبل از وقت اضطراب کے ساتھ اُنکے دل میں ایک خواہش پیدا ہوتی ہے تو وہ چیز میسر آ جاتی ہے۔

اسی طرح انکی رضا مندی اور ناراضگی بھی پیشگوئی کا رنگ اپنے اندر رکھتی ہے پس جس شخص پر وہ شدت سے راضی اور خوش ہوتے ہیں اُس کے آئندہ اقبال کیلئے

یہ بشارت ہوتی ہے اور جس پر وہ شدت ناراض ہوتے ہیں اُسکے آئندہ اوبار اور تباہی پر دلیل ہوتی ہے کیونکہ مباحث فنا فی اللہ ہونے کے وہ سراپے حق میں ہوتے ہیں اور

ان کی رضا اور غضب خدا کا رضا اور غضب ہوتا ہے اور نفس کی تحریک سے نہیں بلکہ خدا کی طرف سے یہ حالات اُن میں پیدا ہوتے ہیں۔

اسی طرح اُنکی دعا اور ان کی توجہ بھی معمولی دعاؤں اور توجہات کی طرح نہیں ہوتی بلکہ اپنے اندر ایک شدید اثر رکھتی ہے اور اس میں شک نہیں ہے کہ اگر تقاضا مبہم اور اٹل

نہ ہو اور اُنکی توجہ اپنی تمام شرائط کے ساتھ اُس بلا کے دور کو نیچے لئے مصروف ہو جائے تو خدا تعالیٰ اس بلا کو دور کر دیتا ہے گویا ایک فرد واحد یا چند کس پر وہ بلا نازل ہو یا ایک

ملک پر وہ بلا نازل ہو یا ایک بادشاہ وقت پر وہ بلا نازل ہو۔ اس میں اصل یہ ہے کہ وہ اپنی

وجود سے نانی ہوتے ہیں اسلئے اکثر اوقات اُن کے ارادہ کا خدا تعالیٰ کے ارادہ سے متاثر ہو جاتا ہے پس جب شدت سے انکی توجہ کسی بلا کے دور کرنے کے لئے مبذول ہو جاتی ہے اور جیسا کہ درودِ دل کے ساتھ اقبال محلے اللہ چاہئے میسر آ جاتا ہے تو سنت الہیہ اسی طرح واقع ہے کہ خدا اُن کی سنتا ہے اور ایسا ہی ہوتا ہے کہ خدا اُن کی دعا کو رد نہیں کرتا۔ اور کبھی انکی عبودیت ثابت کر نیکی لئے دعائی نہیں جاتی تا جاہلوں کی نظر میں خدا کے شرک ٹھہر جائیں اور اگر ایسا اتفاق ہو کہ بلا وارد ہو جائے جس سے موت کے آثار ظاہر ہو جائیں تو اکثر عادت یہی ہے کہ اس بلا میں تاخیر نہیں ہوتی اور ایسی وقت میں خدا کے مقبولون کا ادب یہی ہے کہ دعا کو ترک کر دیں اور صبر سے کام لیں۔ بہتر وقت دعا کا یہی ہے کہ ایسے وقت میں دعا موجب اسباب یاس اور نومیدی کی بجائے ظاہر ہوں اور ایسی علامات نمودار نہ ہوں جن سے صاف طور پر نظر آتا ہو کہ اب بلا دروازہ پر ہے اور ایک طور پر اُس کا نزول ہو چکا ہے کیونکہ اکثر سنت یہی ہے کہ جب خدا تعالیٰ نے ایک عذاب کے نازل کرنے میں اپنے ارادہ کو ظاہر کر دیا تو وہ اپنے ارادہ کو واپس نہیں لیتا۔

یہ بالکل سچ ہے کہ مقبولین کی اکثر دعائیں منظور ہوتی ہیں بلکہ بڑا سحرزہ ان کا استجاب دعا ہی ہے جب اُن کے دلوں میں کسی مصیبت کے وقت شدت سے بغیر اری ہوتی ہے اور اس شدید بغیر اری کی حالت میں وہ اپنے خدا کی طرف توجہ کرتے ہیں تو خدا اُن کی سنتا ہے اور اس وقت اُن کا ہاتھ گویا خدا کا ہاتھ ہوتا ہے خدا ایک مخفی خزانہ کی طرح ہے کامل مقبولون کے ذریعہ سے وہ اپنا چہرہ دکھاتا ہے خدا کے نشان تہی ظاہر ہوتے ہیں جب اُس کے مقبول تلے جاتے ہیں اور جب حد سے زیادہ اُن کو دکھ دیا جاتا ہے تو سمجھو کہ خدا کا نشان نزدیک ہے بلکہ دروازہ پر۔ کیونکہ یہ وہ قوم ہے کہ کوئی اپنے پیارے بیٹے سے ایسی محبت نہیں کر لگا جیسا کہ خدا اُن لوگوں سے کرتا ہے جو دل و جان سے اُسکے ہو جاتے ہیں وہ اپنے لئے عجائب کام دکھاتا ہے اور ایسی اپنی قوت دکھاتا ہے کہ جیسا ایک ستوتا ہوا شیر جاگ

اٹھتا ہے خدا بخفی ہے اور اُسکے ظاہر کرنے والے ہی لوگ ہیں۔ وہ ہزاروں پردوں کے اندر
ہر اور اُسکا چہرہ دکھلانے والی ہی قوم ہے۔

یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ یہ خیال کہ مقبولین کی ہر ایک دعا قبول ہو جاتی ہے یہ سراسر
غلط ہے بلکہ حق بات یہ ہے کہ مقبولین کے ساتھ خدا تعالیٰ کا دوستانہ معاملہ ہے کبھی وہ انکی
دعائیں قبول کر لیتا ہے اور کبھی وہ اپنی مشیت ان سے منوانا چاہتا ہے جیسا کہ تم دیکھتے
ہو کہ دوستی میں ایسا ہی ہوتا ہے۔ بعض وقت ایک دوست اپنے دوست کی بات کو مانتا ہے
اور اُسکی مرضی کے موافق کام کرتا ہے اور پھر دوسرا وقت ایسا بھی آتا ہے کہ اپنی بات اس سے
منوانا چاہتا ہے اسی کیطرت اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں اشارہ فرماتا ہے جیسا کہ ایک جگہ قرآن
شریف میں مومنوں کی استجابیت دعا کا وعدہ کرتا ہے اور فرماتا ہے اَدْعُونِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ
یعنی تم مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعا قبول کروں گا اور دوسری جگہ اپنی نازل کردہ قضا
و قدر پر خوش اور رضی رہنے کی تعلیم کرتا ہے۔ جیسا کہ فرماتا ہے

وَلَسَيَاْوِيْكُمْ يَوْمَ مِيقَاتِ الْحُجُوجِ وَنَقْصِ شِيْنِ الْاَمْوَالِ اِلَّا نَهْضِيَ الْاَمْرَ
فَبَشِّرِ الصَّابِرِيْنَ الَّذِيْنَ اِذَا اَصَابَتْهُمْ مُّصِيبَةٌ قَالُوْا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاْجِعُوْنَ
پس ان دونوں آیتوں کو ایک جگہ پڑھنے سے صاف معلوم ہو جائے گا کہ دعاؤں کے بارے
میں کیا سنت اللہ ہے اور رب اور عہد کا کیا باہمی تعلق ہے۔

میں پھر مکرر لکھنا مناسب سمجھتا ہوں کہ کوئی نادان یہ خیال کرے کہ جو کچھ تیسرے درجہ
کے کامل الایمان اور کامل المحبت لوگوں کی نسبت اس سالہ میں بیان کیا گیا ہے ان میں سے
اکثر اسوہ میں دوسرے لوگ بھی شریک ہو جاتے ہیں جیسا کہ دوسروں کو بھی خواب میں آتی ہیں۔
کشف بھی ہوتے ہیں الہام ہی پاتے ہیں تو ماہ الامتیاز کیا ہوا۔

ان دس اوس کا جواب اگرچہ ہم بار بار دے چکے ہیں مگر پرہم کہتے ہیں کہ مقبولوں اور غیر
مقبولوں میں فرق تو بہت ہے جو کہ بقدر اس رسالہ میں بھی تحریر ہو چکا ہے لیکن آسمانی نشانوں

کے رو سے ایک عظیم الشان یہ فرق ہے کہ خدا کے مقبول بندے جو انوارِ سخانی میں غرق کئے جاتے اور آتشِ محبت سے ان کی ساری نفسانیت جلائی جاتی ہے وہ اپنے ہر شان میں کیا باعتبارِ کمیت اور کیا باعتبارِ کیفیت غیرِ غلبہ پر غالب ہوتے ہیں اور غیر معمولی طور پر خدا کی تائید اور نصرت کے نشان اس کثرت سے ان کے لئے ظاہر ہوتے ہیں کہ دنیا میں کسی کو مجال نہیں ہوتی کہ انکی نظیر پیش کر سکے کیونکہ بیا کہ ہم بیان کر چکے ہیں خدا جو مخفی ہے اس کا چہرہ دکھلانے کیلئے وہ کامل منظر ہوتے ہیں وہ دنیا کے آگے پوشیدہ خدا کو دکھلاتے ہیں اور خدا انہیں دکھاتا ہے۔

اور ہم بیان کر چکے ہیں کہ آسانی نشانوں سے حصہ لینے والے تین قسم کے آدمی ہیں اول وہ جو کوئی مہر اپنے اندر نہیں رکھتے اور کوئی تعلق خدا تعالیٰ سے ان کا نہیں ہوتا صرف دماغی مناسبت کی وجہ سے ان کو بعض سچی خوابیں آجاتی ہیں اور سچے کشف ظاہر ہو جاتے ہیں جن میں کوئی مقبولیت اور محبوبیت کے آثار ظاہر نہیں ہوتے اور ان سے کوئی فائدہ انکی ذات کو نہیں ہوتا اور ہزاروں شریر اور بد چلن اور فاسق و فاجر ایسی بد بودار خوابوں اور الہاموں میں انکے شریک ہوتے ہیں۔ اور اکثر دکھایا جاتا ہے کہ باوجود ان خوابوں اور کشفوں کے ان کا چال چلن قابلِ تعریف نہیں ہوتا کم سے کم یہ کہ انکی اپانی حالت نہایت کمزور ہوتی ہے اس قدر کہ ایک سچی گواہی بھی نہیں دے سکتے اور جس قدر دنیا سے ڈرتے ہیں خدا سے نہیں ڈرتے اور شریر آدمیوں سے قطع تعلق نہیں کر سکتے اور کوئی ایسی سچی گواہی دیکھتے جس سے بڑے آدمی کے ناراض ہو جائیگا اندیشہ ہو اور دینی امور میں نہایت درجہ سل اور مستی ان میں پائی جاتی ہے اور دنیا کے ہجوم و غموم میں دن رات غرق رہتے ہیں اور دانستہ جھوٹ کی حمایت کرتے اور سچ کو پیٹتے ہیں اور ہر ایک قدم میں خیانت پائی جاتی ہے اور بعض میں اس سے بڑھ کر یہ عادت بھی پائی گئی ہے کہ وہ فسق و فجور سے بھی پرہیز نہیں کرتے اور دنیا کمانے کیلئے ہر ایک ناجائز کام کر لیتے ہیں اور بعض کی اخلاقی حالت

بھی نہایت خراب ہوتی ہے اور حسد اور بغل اور عجب اور تکبر اور غرور کے پتے ہوتے ہیں اور ہر ایک کمینگی کے کام ان سے صاف ہوتے ہیں اور طرح طرح کی قابل شرم خباثتیں ان میں پائی جاتی ہیں۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ بعض ان میں ایسے ہیں کہ ہمیشہ بد خوابیں ہی انکو آتی ہیں اور وہ سچی بھی ہو جاتی ہیں۔ گویا ان کے دماغ کی بناوٹ صرف بد اور منجوس خوابوں کے لئے مخلوق ہے نہ اپنے لئے کوئی بہتری کے خواب دیکھ سکتے ہیں جس سے انکی دنیا درست ہو اور انکی مرادیں حاصل ہوں اور نہ اوروں کیلئے کوئی بشارت کی خواب دیکھتے ہیں۔ ان لوگوں کے خوابوں کی حالت اقسام ثلاثہ میں سے اس جسمانی نظارہ سے مشابہ ہے جب کہ ایک شخص دور سے صرف ایک دھواں آگ کا دیکھتا ہے مگر آگ کی روشنی نہیں دیکھتا اور نہ آگ کی گرمی محسوس کرتا ہے کیونکہ یہ لوگ خدا سے بالکل بے تعلق ہیں اور روحانی امور سے صرف ایک دھواں انکی قسمت میں ہے جس سے کوئی روشنی حاصل نہیں ہوتی۔

پھر دوسری قسم کے خواب میں یا ملہم وہ لوگ ہیں جن کو خدا تعالیٰ سے کسی قدر تعلق ہے مگر کامل تعلق نہیں ان لوگوں کی خوابوں یا الہاموں کی حالت اس جسمانی نظارہ سے مشابہ ہے جبکہ ایک شخص اندھیری رات اور شدید البرد رات میں دور سے ایک آگ کی روشنی دیکھتا ہے۔ اس دیکھنے سے اتنا فائدہ تو اسے حاصل ہو جاتا ہے کہ وہ اپنی راہ پر چلنے سے پرہیز کرتا ہے جس میں بہت سے گڑھے اور کانٹے اور پتھر اور سانپ اور زہریلے ہیں مگر اس قدر روشنی اس کو سردی اور ہلاکت سے بچا نہیں سکتی۔ پس اگر وہ آگ کے گرم جلقہ تک پہنچ نہ سکے تو وہ بھی ایسا ہی ہلاک ہو جاتا ہے جیسا کہ اندھیرے میں چلنے والا ہلاک ہو جاتا ہے۔

پھر تیسری قسم کے ملہم اور خواب میں وہ لوگ ہیں جن کے خوابوں اور الہاموں کی حالت اس جسمانی نظارہ سے مشابہ ہے جب کہ ایک شخص اندھیری اور شدید البرد رات

میں صرف آگ کی کامل روشنی ہی پاتا ہوں اور اس میں چلتا ہے بلکہ اسکے گرم حلقہ میں داخل ہو کر کبلی مری کے ضرر سے محفوظ ہو جاتا ہوں اس مرتبہ تک وہ لوگ پہنچتے ہیں جو شہوتِ نفسانیہ کا چولہا آتشِ محبت الہی میں جلا دیں اور خدا کیلئے تمنیٰ کی زندگی اختیار کر لیتے ہیں وہ دیکھتے ہیں جو آگے موت ہو اور دوڑ کر اس محبت کو اپنے لئے پسند کر لیتے ہیں وہ ہر ایک درد کو خدا کی راہ میں قبول کرتے ہیں اور خدا کیلئے اپنے نفس کے دشمن ہو کر اور اُسکے برخلاف قدم رکھ کر ایسی طاقتِ ایمانی دکھلاتے ہیں کہ فرشتے بھی اُنکے اس ایمان سے حیرت اور تعجب میں پڑ جاتے ہیں۔ وہ روحانی پہلوان ہوتے ہیں اور شیطان کے تمام حملے انکی روحانی قوت کے آگے ہیچ ٹھیرتے ہیں وہ سچے و فادار اور صادق مروت ہوتے ہیں کہ نہ دنیا کے لذات کے نظارے انہیں گمراہ کر سکتے ہیں اور نہ اولاد کی محبت اور نہ بیوی کا تعلق انکو اپنے محبوبِ حقیقی سے برگشتہ کر سکتا ہے۔ غرض کوئی تمنیٰ اُن کو ڈرا نہیں سکتی اور کوئی نفسانی لذت انکو خدا سے روک نہیں سکتی اور کوئی تعلق خدا کے تعلق میں رخنہ انداز نہیں ہو سکتا۔

یہ تین روحانی مراتب کی حالتیں ہیں جن میں سے پہلی حالت علمِ یقین کے نام سے موسوم ہے اور دوسری حالت عینِ یقین کے نام سے نامزد ہے اور تیسری مبارک اور کامل حالت حقِ یقین کہلاتی ہے اور انی معرفت کامل نہیں ہو سکتی اور نہ کدورتوں سے پاک ہو سکتی ہے جب تک حقِ یقین تک نہیں پہنچتی۔ کیونکہ حقِ یقین کی حالت صرف مشاہدات پر موقوف نہیں بلکہ یہ بطور حال کے انسان کے دل پر وارد ہو جاتی ہے اور انسان محبتِ الہی کی ٹھکرتی ہوئی آگ میں پڑ کر اپنی نفسانی وجہ سے بالکل نیت ہو جاتا ہے۔ اور اس مرتبہ پر انسانی معرفت پہنچ کر قال سے حال کی طرف انتقال کرتی ہے اور فلی زندگی بالکل جھلک جھلک ہو جاتی ہے اور ایسا انسان خدا تعالیٰ کی گود میں بیٹھ جاتا ہے اور جیسا کہ ایک لڑکا آگ میں پڑ کر بالکل آگ کی رنگ میں آ جاتا ہے اور آگ کی صفات اُس سے ظاہر ہونی شروع ہو جاتی ہیں ایسا ہی اس درجہ کا آدمی صفاتِ الہیہ سے ظنی طور پر متصف ہو جاتا ہے اور اس قدر طبیعت

مرضات الہیہ میں فنا ہو جاتا ہے کہ خدا میں ہو کر بولتا ہے اور خدا میں ہو کر دیکھتا ہے اور خدا میں ہو کر سنتا ہے اور خدا میں ہو کر چلتا ہے گویا اُس کے جُتہ میں خدا ہی ہوتا ہے۔ اور انسانیت اسکی تجلیات الہیہ کے نیچے منسوب ہو جاتی ہے چونکہ یہ مضمون نازک ہے اور عام فہم نہیں اسلئے ہم اسکو ایسی جگہ چھوڑتے ہیں۔

اور ایک دوسرے پیرایہ میں ہم اس مرتبہ ثالثہ کی جو اسلئے اور اکمل مرتبہ ہے اس طرح پر تصویر کھینچتے ہیں کہ وہ وحی کامل جو اقسام ثلاثہ میں سے تیسری قسم کی وحی ہے جو کامل فرد پر نازل ہوتی ہے اُس کی یہ مثال ہے کہ جیسے سورج کی دھوپ اور شعل ایک مصفا آئینہ پر پڑتی ہے جو عین اُس کے مقابل پر پڑا ہے یہ تو ظاہر ہے کہ اگر وہ سورج کی دھوپ ایک ہی چیز ہے لیکن بوجہ اختلاف مظاہر کے اس کے ظہور کی کیفیت میں فرق پیدا ہو جاتا ہے۔ پس جب سورج کی شعل زمین کے کسی ایسے کثیف حصہ میں پڑتی ہے جسکی سطح پر ایک شفاف اور مصفا پانی موجود نہیں بلکہ سیاہ اور تار ایک خاک ہے اور سطح بھی مستوی نہیں تب شعل نہایت کمزور ہوتی ہے خاص کر اُس حالت میں جب کہ سورج اور زمین میں کوئی بادل بھی حائل ہو لیکن جب وہی شعل جس کے آگے کوئی بادل حائل نہیں ایک شفاف پانی پر پڑتی ہے جو ایک مصفا آئینہ کی طرح چمکتا ہے تب وہی شعل ایک سے دو چہ ہو کر ظاہر ہوتا ہے جسے آنکھ بھی برداشت نہیں کر سکتی۔

پس اسی طرح جب نفس تزکیہ یافتہ پر جو تمام کمزورتوں سے پاک ہو جاتا ہے وحی نازل ہوتی ہے تو اُس کا نور فوق العادۃ نمایان ہوتا ہے۔ اور اُس نفس پر صفات الہیہ کا انعکاس پورے طور پر ہو جاتا ہے اور پورے طور پر چہرہ حضرت احدیت ظاہر ہوتا ہے۔ اس تحقیق سے ظاہر ہے کہ جیسے آفتاب جب نکلتا ہے تو ہر ایک پاک ناپاک جگہ پر اسکی روشنی پڑتی ہے یہاں تک کہ ایک پاخانہ کی جگہ بھی جو نجاست سے پر ہے اُس سے حصہ لیتی ہے۔ تاہم پورا فیض اُس روشنی کا اُس آئینہ صافی یا آب صافی کو حاصل

ہوتا ہے جو اپنی کمال صفائی سے خود سورج کی تصویر کو اپنے اندر دکھلا سکتا ہے۔ یہی طرح
 بوجہ اسکے کہ خدا تعالیٰ بخیل نہیں ہے اسکی روشنی سے ہر ایک فیضیاب ہے مگر تاہم وہ لوگ
 جو اپنی نفسانی حیات سے مرکب خدا تعالیٰ کی ذات کا مظہر اتم ہو جاتے ہیں اور قطعی طور پر
 خدا تعالیٰ ان کے اندر داخل ہو جاتا ہے ان کی حالت سب سے الگ ہے جیسا کہ
 ہم دیکھتے ہو کہ اگرچہ سورج آسمان پر ہے لیکن تاہم جب وہ ایک مہابت شفات پانی
 یا مصفا آئینہ کے مقابل پر پڑتا ہے تو یوں دکھائی دیتا ہے کہ وہ اس پانی یا آئینہ کے
 اندر ہے لیکن دراصل وہ اس پانی یا آئینہ کے اندر نہیں ہے بلکہ پانی یا آئینہ نے اپنی
 کمال صفائی اور آب و تاب کی وجہ سے لوگوں کو یہ دکھلا دیا ہے کہ گویا وہ پانی یا آئینہ
 کے اندر ہے۔

غرض وحی الہی کے انوار اکمل اور اتم طور پر وہی نفس قبول کرتا ہے جو اکمل اور اتم
 طور پر تزکیہ حاصل کر لیتا ہے اور صرف الہام اور خواب کا پانا کسی خوبی اور کمال پر دلالت
 نہیں کرتا۔ جینک کسی نفس کو بوجہ تزکیہ تام کے یہ انعکاسی حالت نصیب نہ ہو اور عجیب حقیقی
 کا چہرہ اسکے نفس میں نمودار نہ ہو جائے۔ کیونکہ جس طرح فیض عام حضرت احدیت نے ہر ایک
 کو بجز شاؤ و ذما و لوگوں کے جہانی صورت میں آنکھ اور ناک اور کان اور قوت شامہ اور
 دوسری تمام قوتیں عطا فرمائی ہیں اور کسی قوم سے بخل نہیں کیا اسی طرح روحانی طور پر بھی
 اس نے کسی زمانہ اور کسی قوم کے لوگوں کو روحانی قوت کی تخم ریزی سے محروم نہیں کھا
 اور جس طرح تم دیکھتے ہو کہ سورج کی روشنی ہر ایک جگہ پڑتی ہے اور کوئی لطیف یا کثیف جگہ
 اس سے باہر نہیں ہے۔ یہی قانون قدرت روحانی آفتاب کی روشنی کے متعلق ہے کہ نہ
 کثیف جگہ اس روشنی سے محروم رہ سکتی ہے اور نہ لطیف جگہ ان مصفیٰ اور شفاف ولون
 پر وہ نور عاشق ہے جب وہ آفتاب روحانی مصفیٰ چیزوں پر اپنا نور ڈالتا ہے تو اپنا کل
 نور ان میں ظاہر کر دیتا ہے یہاں تک کہ اپنے چہرہ کی تصویر ان میں کھینچ دیتا ہے جیسا کہ

جیسا کہ تم دیکھتے ہو کہ ایک مصفا پانی یا مصفا آئینہ کے مقابل پر جب سورج آتا ہے تو اپنی تمام صورت اس میں ظاہر کر دیتا ہے جیسا کہ آسمان پر سورج نظر آتا ہے ویسا ہی بنیہ کسی فرق کے اس مصفا پانی یا آئینہ میں نظر آتا ہے۔

پس روحانی طور پر انسان کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی کمال نہیں کہ وہ اس قدر صفائی حاصل کرے کہ خدا تعالیٰ کی تصویر اس میں کھینچی جائے۔ اسی کی طرف اشارہ ہے جو اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے **إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً** یعنی میں زمین پر اپنا خلیفہ بنانے والا ہوں۔ یہ ظاہر ہے کہ تصویر ایک چیز کی اصل صورت کی خلیفہ ہوتی ہے یعنی جانشین اور یہی وجہ ہے کہ جس جس موقع پر اصل صورت میں اعضا واقع ہوتے ہیں اور خط و خال آتے ہیں اسی اسی موقع پر تصویر میں بھی ہوتے ہیں اور حدیث شریف اور نیز تورات میں بھی ہے کہ خدا تعالیٰ نے انسان کو اپنی صورت پر بنایا۔ پس صورت سے مراد یہی روحانی تشابہ ہے اور پھر یہ بھی ظاہر ہے کہ جب مثلاً ایک نہایت صاف آئینہ پر آفتاب کی روشنی پڑتی ہے تو صرف اسی قدر نہیں ہوتا کہ آفتاب اس کے اندر دکھائی دیتا ہے بلکہ دہشتیہ آفتاب کی صفات بھی ظاہر کرتا ہے اور وہ یہ کہ اسکی روشنی انعکاسی طور پر دوسرے پر بھی پڑ جاتی ہے۔ پس یہی حال روحانی آفتاب کی تصویر کا ہوتا ہے کہ جب ایک قلب صافی اس سے ایک انعکاسی شکل قبول کر لیتا ہے تو آفتاب کی طرح اس میں سے بھی شعاعیں نکل کر دوسری چیزوں کو منور کرتی ہیں گویا تمام آفتاب اپنی پوری شوکت کے ساتھ اس میں داخل ہو جاتا ہے۔

ماوراء پھر اس جگہ ایک اور نکتہ قابلِ یادداشت ہے اور وہ یہ کہ تیسری قسم کے لوگ بھی جن کا خدا تعالیٰ سے کامل تعلق ہوتا ہے اور کمال اور مصفا الہام پاتے ہیں قبول فیوض الہیہ میں برابر نہیں ہوتے اور ان سب کا دائرہ استعداد فطرت باہم برابر نہیں ہوتا بلکہ کسی کا دائرہ استعداد فطرت کم درجہ پر وسعت رکھتا ہے اور کسی کا زیادہ وسیع

ہوتا ہے اور کسی کا بہت زیادہ اور کسی کا اس قدر جو خیال و گمان سے برتر ہے اور کسی کا خدا تعالیٰ سے رابطہ محبت قوی ہوتا ہے اور کسی کا اقولے۔ اور کسی کا اس قدر کہ دنیا اسکو شناخت نہیں کر سکتی اور کوئی عقل اس کے انتہا تک نہیں پہنچ سکتی۔ اور وہ اپنے محبوب اذلی کی محبت میں اس قدر محو ہوتے ہیں کہ کوئی رگ و ریشہ انکی ہستی اور وجود کا باقی نہیں رہتا اور یہ نام مراتب کے لوگ بموجب آیت **لَوْ فِي ذَٰلِكَ لَیَسْجُدْنَ لِیْهِ** اپنے دائرہ استعداد فطرت سے زیادہ ترقی نہیں کر سکتے۔ اور کوئی ان میں سے اپنے دائرہ فطرت سے بڑھ کر کوئی نور حاصل نہیں کر سکتا اور نہ کوئی روحانی تصویر آفتاب نورانی کی اپنی فطرت کے دائرہ سے بڑھ کر اپنے اندر لے سکتا ہے اور خدا تعالیٰ ہر ایک کی استعداد فطرت کے موافق اپنا چہرہ اس کو دکھا دیتا ہے اور فطرتوں کی کمی بیشی کی وجہ سے وہ چہرہ کہیں چھوٹا ہو جاتا ہے اور کہیں بڑا جیسے مثلاً ایک بڑا چہرہ ایک آبی کے شیشہ میں نہایت چھوٹا معلوم ہوتا ہے مگر وہی چہرہ ایک بڑے شیشہ میں بڑا دکھائی دیتا ہے مگر شیشہ خواہ چھوٹا ہو خواہ بڑا چہرہ کے تمام اعضا اور نقوش دکھا دیتا ہے صرف یہ فرق ہے کہ چھوٹا شیشہ پورا مقدار چہرہ کا دکھلا نہیں سکتا۔ جس طرح چھوٹے اور بڑے شیشہ میں یہ کمی بیشی پائی جاتی ہے اسی طرح خدا تعالیٰ کی ذات اگرچہ قدیم اور غیر متبدل ہے مگر انسانی استعداد کے لحاظ سے اس میں تبدیلیاں پیدا ہوتی ہیں اور اس قدر فرق نمودار ہو جاتے ہیں کہ گویا اظہار صفات کے لحاظ سے جو زیادہ کا خدا ہے اس سے بڑھ کر وہ خدا ہے جو کم کا خدا ہے اور اس سے بڑھ کر وہ جو خالد کا خدا ہے مگر خدا میں نہیں خدا ایک ہی ہے صرف تجلیات مختلفہ کی وجہ سے اسکی شانیں مختلف طور پر ظاہر ہوتی ہیں جیسا کہ موسیٰ اور عیسیٰ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خدا ایک ہی ہے مین خدا نہیں ہیں مگر مختلف تجلیات کی رو سے اسی ایک خدا میں تین شانیں ظاہر ہو گئیں چونکہ موسیٰ کی ہمت صرف بنی اسرائیل اور فرعون تک ہی محدود تھی اسلئے موسیٰ پر تجلی قدرت الہی اسی حد تک محدود رہی اور اگر موسیٰ کی نظر اس زمانہ اور آئندہ زمانوں کے تمام بنی آدم پر ہوتی تو توریت کی تعلیم بھی ایسی

محدود اور ناقص نہ ہوتی جو آج ہے۔

ایسا ہی حضرت عیسیٰ کی ہمت صرف یہود کے چند فرقوں تک محدود تھی جو ان کی نظر کے سامنے تھے اور دوسری قوموں اور آئندہ زمانہ کے ساتھ انکی ہمدردی کا کچھ تعلق نہ تھا اسلئے قدرت الہی کی تجلی بھی ان کے مذہب میں اسی حد تک محدود رہی جس قدر ان کی ہمت تھی اور آئندہ الہام اور وحی الہی پر مہر لگ گئی اور چونکہ انجیل کی تعلیم بھی صرف یہود کی عملی اور اخلاقی خرابیوں کی اصلاح کے لئے تھی تمام دنیا کے مفاسد پر نظر نہ تھی اسلئے انجیل بھی عام اصلاح سے قاصر ہے بلکہ وہ صرف ان یہودیوں کی موجودہ بد اخلاقی کی اصلاح کرتی ہے جو نظر کے سامنے تھے۔ اور جو دوسرے ممالک کے رہنے والے یا آئندہ زمانہ کے لوگ ہیں ان کے حالات سے انجیل کو کچھ سروکار نہیں اور اگر انجیل کو تمام فرقوں اور مختلف طبائع کی اصلاح مد نظر ہوتی تو اسکی تعلیم نہ ہوتی جواب موجود ہے۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ ایک طرف تو انجیل کی تعلیم ہی ناقص تھی اور دوسری طرف خود ایسا و غلطیوں نے بڑا نقصان پہنچایا جو ایک عاجز انسان کو خواہ مخواہ خدا بنایا گیا اور کفارہ کا من گھڑت مسئلہ پیش کر کے عملی اصلاحوں کی کوششوں کا ایک سخت دروازہ بند کر دیا گیا۔

اب عیسائی قوم دو گونہ بد قسمتی میں مبتلا ہے ایک تو ان کو خدا تعالیٰ کی طرف سے بذریعہ وحی اور الہام مدد نہیں مل سکتی کیونکہ الہام پر جو مہر لگ گئی اور دوسری یہ کہ وہ عملی طور پر آگے قدم نہیں بڑھا سکتی کیونکہ کفارہ نے مجاہدات اوسے اور کوشش سے روک دیا مگر جس معاملہ انسان پر قرآن شریف نازل ہوا اسکی نظر محدود نہ تھی اور اسکی عام غمخواری اور ہمدردی میں کچھ قصور نہ تھا۔ بنا کیا باعتبار زمان اور کیا باعتبار مکان اسکے نفس کے اندر کامل ہمدردی موجود تھی۔ اس لئے قدرت کی تجلیات کا پورا اور کامل حصہ اُسکو ملا اور وہ خاتم الانبیاء بنے۔ مگر ان معنوں سے نہیں کہ آئندہ اس سے کوئی روحانی فیض نہیں لے سکا بلکہ ان معنوں سے کہ وہ صاحب خاتم ہے بجز اسکی مہر کے کوئی فیض کسی کو نہیں پہنچ سکتا

اور اسکی اُمت کیلئے قیامت تک مکالمہ اور مخاطبہ الہیہ کا دروازہ کبھی بند نہ ہوگا اور
بجز اُسکے کوئی نبی صاحب خاتم نہیں ایک وہی ہے جسکی مہر سراسی نبوت بھی مل سکتی ہے
جس کے لئے امتی ہونا لازمی ہے۔ اور اُسکی ہمت اور سہم روی نے اُمت کو ناقص حالت
پر چھوڑنا نہیں چاہا ۛ اور اُن پر وحی کا دروازہ جو حصول معرفت کی اصل جڑ ہے
بند رہنا گوارا نہیں کیا۔ اُن اپنی ختم رسالت کا نشان قایم رکھنے کیلئے یہ چاہا کہ فیض وحی
آپ کی پیروی کے وسیلے سے ملے اور جو شخص امتی نہ ہو اُس پر وحی الہی کا دروازہ بند ہو
سو خدا نے ان معنوں سے آپ کو خاتم الانبیاء ٹھیرایا۔ لہذا قیامت تک یہ بات قایم ہوگی
کہ جو شخص سچی پیروی سے اپنا امتی ہونا ثابت نہ کرے اور آپ کی متابعت میں اپنا تمام وجود
مخونہ کرے ایسا انسان قیامت تک کوئی کامل وحی پاسکتا دروازہ کامل مکہم ہو سکتا ہے۔ کیونکہ
مستقل نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگئی ہے مگر ظلی نبوت جس کے معنی ہیں کہ محض
فیض محمدی سے وحی پانا وہ قیامت تک باقی رہے گی تا انسانوں کی تکمیل کا دروازہ بند
نہ ہو اور تا یہ نشان دُنیا سے مٹ نہ جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمت نے قیامت
تک یہی چاہا ہے کہ مکالمات اور مخاطبات الہیہ کے دروازے کھلے رہیں اور معرفت
الہیہ جو مدارِ نجات ہے مفقود نہ ہو جائے ۛ

کسی حدیث صحیح سے اس بات کا پتہ نہیں ملیگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا
نبی آنے والا ہے جو امتی نہیں یعنی آپ کی پیروی سے فیضیاب نہیں اور اسی جگہ سے اُن
ۛ شبہ اس جگہ یہ سوال طبعاً ہو سکتا ہے کہ حضرت موسیٰ کی اُمت میں بہت سے نبی گزرے ہیں میں میں
حالت میں موسیٰ کا افضل ہونا لازم آتا ہے اسکا جواب یہ ہے کہ جبر قدیمی گذر عین اُن دُوب کو خدا نے برکت
چُن لیا تھا حضرت موسیٰ کا اس میں کچھ بھی دخل نہیں تھا۔ لیکن اس اُمت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پُری کی کثرت سے بڑا
اولیا ہوئے ہیں اور ایک وہ بھی ہوا جو امتی بھی ہے اور نبی بھی اس کثرت فیضان کی کسی نبی میں نظیر نہیں مل سکتی
اسرائیلی نبیوں کو الگ کر کے باقی تمام لوگ اکثر موسیٰ اُمت میں ناقص پائے جاتے ہیں۔ یہ انبیاء موعود بیان کر چکے ۛ

۲۲ میں کہ انہوں نے حضرت موسیٰ سے کچھ نہیں پایا بلکہ وہ براہِ راست نبی کہنے لگے مگر امت محمدیہ میں سے ہزار ہا لوگ
محض پیروی کی وجہ سے ولی کہنے لگے۔ مدہ

لوگوں کی غلطی ثابت ہوتی ہے جو خواہ مخواہ حضرت عیسیٰ کو دوبارہ دنیا میں لاتے ہیں اور وہ حقیقت جو ایسا نبی کی دوبارہ آنے کی تھی جو خود حضرت عیسیٰ کے بیان سے کھل گئی ہے اس سے کچھ عبرت نہیں پکڑتے بلکہ جس آنے والے مسیح خود کا حدیثوں سے پتہ لگتا ہے اسکا انہیں حدیثوں میں یہ نشان دیا گیا ہے کہ وہ نبی بھی ہوگا اور امتی بھی مگر کیا مریم کا بیٹا امتی ہو سکتا ہے؟ کون ثابت کرے گا کہ اُس نے براہ راست نہیں بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے ورہ نہوت پایا تھا؟ ہذا اھو الحق وان کو لو ا فقل نعالوا ندع ابناءنا و ابناءکم و نساءنا و نساءکم و انفسنا و انفسکم ثم نبہل فنجعل لعنة اللہ علیک انکا ذیلین اور انکوشش کیجائے اور تاویل کیجائے یہ بات بالکل غیر معقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نبی آنے والا ہے کہ جب لوگ نماز کے لئے ساجد کی طرف روڑیں گے تو وہ کلیسا کی طرف بھاگے گا۔ اور جب لوگ قرآن شریف پڑھیں گے تو وہ انجیل کھول بیٹھے گا اور جب لوگ عبادت کے وقت بیت اللہ کی طرف منہ کریں گے تو وہ بیت المقدس کی طرف متوجہ ہوگا اور شراب پئے گا اور شور کا گوشت کھائیگا۔ اور اسلام کے حلال و حرام کی کچھ پروا نہیں رکھے گا۔ کیا کوئی عقل تجویز کر سکتی ہے کہ اسلام کیلئے یہ مصیبت کا دن بھی باقی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نبی بھی آئے گا کہ ہر عقل نبوت کی وجہ سے آپ کی ختم نبوت کی جہر کو توڑ دے گا اور آپ کی فضیلت خاتم الانبیاء ہونے کی چھین لیگا۔

ملاحظہ فرمائیے۔ حضرت عیسیٰ کے دوبارہ آنے کا مسیحیائیوں نے محض اپنے فائدہ کیلئے گھڑا تھا کیونکہ ان کی پہلی آمد میں انکی خدائی کا کوئی نشان ظاہر نہ ہوا۔ ہر خود مار کھاتے رہے۔ کمزوری دکھانے رہے۔ پس عقیدہ پیش کیا گیا کہ آمدِ ثانی میں وہ خدائی کا جلوہ دکھائیں گے اور پہلی آمد میں نہ دکھائیں گے تا اس طرح پہلی آمد کے حالات کی پرہ پوشی کی جائے مگر اب وہ زمانہ آتا جاتا ہے کہ خود عیسیٰ ایسے تقابہ منحرف ہوتے جاتے ہیں۔ میں یقین کرتا ہوں کہ جب انکی عقلیں ترقی کر نیکی تو وہ بہت آسانی سے اس عقیدے کو چھوڑ دیں گے۔ اور جیسا کہ بچہ پورا طیارہ ہو کر پھر رحم میں نہیں رہ سکتا اسی طرح وہ بھی مشیر حجاب اور چہل سے باہر آجائیں گے۔ منہ

اور آپ کی پیروی سے نہیں بلکہ براہ راست مقام نبوت حاصل رکھتا ہوگا اور انکی علی حثین
 شریعت محمدیہ کے مخالف ہونگی اور قرآن شریف کی صریح مخالفت کر کے لوگوں کو فتنہ میں
 ڈالے گا اور اسلام کی ہتک عزت کا موجب ہوگا۔ یقیناً سمجھو کہ خدا ہرگز ایسا نہیں کرے گا ۛ
 بیشک حدیثوں میں مسیح موعود کے ساتھ نبی کا نام موجود ہے مگر یہاں اس کے امتی کا نام
 بھی تو موجود ہے اور اگر موجود بھی نہ ہوتا تو مفاسد مذکورہ بالا پر نظر کر کے ماننا پڑتا کہ ہرگز ایسا
 ہو نہیں سکتا کہ کوئی مستقل نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آوے کیونکہ ایسے شخص کا آنا
 صریح طور پر ختم نبوت کے منافی ہے۔ اور یہ تاویل کہ پھر اسکو امتی بنایا جائیگا اور وہی مسیح
 نبی مسیح موعود کہلائے گا۔ یہ طریق عزت اسلام سے بہت بعید ہے۔ جس حالت میں حدیثوں
 سے ثابت ہے کہ اسی امت میں سے یہود پیدا ہون گئے تو افسوس کی بات ہے کہ یہود تو
 پیدا ہون اس امت میں سے اور مسیح باہر سے آوے کیا ایک خدا ترس کیلئے یہ ایک مشکل
 بات ہے کہ جیسا کہ اسکی عقل اس بات پر تسلی پکڑتی ہے کہ اس امت میں بعض لوگ ایسے پیدا
 ہون گئے جن کا نام یہود رکھا جائیگا ایسا ہی اسی امت میں سے ایک شخص پیدا ہوگا جس
 کا نام عیسیٰ اور مسیح موعود رکھا جائیگا کیا ضرورت ہے کہ حضرت عیسیٰ کو آسمان سے اتارا
 جائے اور اسکی مستقل نبوت کا جامہ اُٹا کر امتی بنایا جائے۔ اگر کہو کہ یہ کارروائی بطور
 سزا کے ہوگی کیونکہ انکی امت نے ان کو خدا بنایا تھا تو یہ جواب بھی بیہودہ ہے کیونکہ اس
 میں حضرت عیسیٰ کا کیا قصور ہے۔

۴۔ چنانچہ یہ کہنا کہ حضرت عیسیٰ کا دوبارہ دنیا میں آنا اجماعی عقیدہ ہے یہ سراسر افتراء ہے صحابہ رضی اللہ
 کا اجماع صرف اس آیت پر ہوا تھا کہ۔ مَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ
 پھر بعد ان کے امت میں طرح طرح کے فرقے پیدا ہو گئے چنانچہ معتزلات تک حضرت عیسیٰ کی وفات کے تالیف
 اور بعض اکابر صوفیہ بھی انکی موت کی تالیف میں اور مسیح موعود کے ظہور سے پہلے اگر امت میں سے کسی
 یہ خیال بھی کیا کہ حضرت عیسیٰ دوبارہ دنیا میں آئیں گے تو ان پر کوئی گناہ نہیں صرف اجتہادی خطا جو ہر انسانی
 نبیوں سے بھی بعض مشکوئوں کے سمجھنے میں ہوتی رہی ہے۔

تو اسکے یہی معنی ہوتے ہیں کہ مع جسم آسمان پر اٹھائے جانا۔ مگر دوسروں کے لئے
 یہی نہیں ہوتے یہ دعویٰ بھی عجیب و غریب ہے گویا تمام دنیا کیلئے تو توفی کے لفظ
 کے یہی ہیں کہ قبض روح کرنا قبض جسم مگر حضرت عیسیٰ کیلئے خاص طور پر یہ معنی ہیں
 کہ مع جسم آسمان پر اٹھا لینا۔ یعنی خوب ہیں جن سے ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم کو بھی حصہ نہیں ملا۔ اور تمام مخلوقات میں سے حضرت عیسیٰ کے لئے ہی یہ معنی مخصوص
 ہیں۔ اور اس بات پر زور دینا کہ اس بات پر اتفاق ہو چکا ہے کہ حضرت عیسیٰ دوبارہ
 دنیا میں آئینگے عجیب و غریب فقرہ ہے جو سمجھ نہیں آتا۔ اگر اتفاق سے مراد صحابہ کا اتفاق
 ہے تو یہ آن پر تہمت ہے انکی تو بلا کو بھی اس مستحدث عقیدہ کی خبر نہیں تھی کہ حضرت
 عیسیٰ دوبارہ دنیا میں آجائینگے اور اگر ان کا یہ عقیدہ ہوتا تو اس آیت کے مضمون
 پر رد و کر کیوں اتفاق کیا جاتا۔ کہ مَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ
 الرُّسُلُ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صرف ایک انسان رسول تھے خدا تو نہیں تھے
 اور ان سے پہلے سب رسول دنیا سے گزر گئے ہیں۔ پس اگر حضرت عیسیٰ آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم کی وفات تک دنیا سے نہیں گزرے تھے اور ان کو اُس وقت تک ملک الموت
 چھو نہیں گیا تھا۔ تو اس آیت کو سننے کے بعد کیونکر صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس عقیدہ سے
 رجوع کر لیا کہ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ دنیا میں آئیں گے۔ ہر ایک کو معلوم ہے
 کہ یہ آیت حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اُس دن تمام صحابہ کو مسجد نبوی میں پڑھ کر سنائی
 تھی جس دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تھی اور وہ پیر کا دن تھا۔ اور آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم ابھی دفن نہیں کئے گئے تھے اور عائشہ صدیقہ کے گھر میں آپ کی میت
 منظر تھی کہ شدت در و فراق کی وجہ سے بعض صحابہ کے دل میں یہ دوسوہ پیدا ہوا کہ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم حقیقت میں فوت نہیں ہوئے بلکہ غائب ہو گئے ہیں اور پھر دنیا میں آئینگے
 حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس فتنہ کو خطرناک سمجھ کر اسی وقت تمام صحابہ کو جمع کیا اور

اتفاقِ حد سے اس دن کل صحابہ رضی اللہ عنہم مدینہ میں موجود تھے تب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ منبر پر چڑھے اور فرمایا کہ میں نے سنا ہے کہ بعض ہمارے دوست ایسا ایسا خیال کرتے ہیں مگر سچ بات یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے ہیں اور ہمارے لئے یہ کوئی خاص حادثہ نہیں ہے۔ اس کو پہلے کوئی نبی نہیں گذرا جو فوت نہیں ہوا۔ پھر حضرت ابو بکر نے یہ آیت پڑھی مَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صرف انسان رسول تھے خدا تو نہیں تھے۔ سو جیسے پہلے اس سے سب رسول فوت ہو چکے ہیں آپ بھی فوت ہو گئے۔ تب اس آیت کو سن کر تمام صحابہ چشم پر آب ہو گئے اور اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ پڑھا۔ اور اس آیت نے ان کے دلوں میں ایسی تاثیر کی کہ گویا اُسی روز نازل ہوئی تھی۔ چنانچہ بعد اسکے حسان بن ثابت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے یہ مرثیہ بنایا

كُنْتُ التَّوَادِلِيْنَ اَطْرَفَيْ فِعْمِي عَلَيْكَ النَّاطِرُ
مَنْ شَاءَ بَعْدَكَ فَلَيْمَتْ. فَعَلَيْكَ كُنْتُ اَحَادًا

یعنی ترمیری آنکھوں کی پتلی تھا۔ میں تو تیری موت سے اندھا ہو گیا۔ اب بعد اس کے جو چاہے مرے مجھے تو تیرے ہی مرنے کا خوف تھا۔ اس شعر میں حسان بن ثابت نے تمام نبیوں کی موت کی طرف اشارہ کیا ہے گویا وہ کہتا ہے کہ میں اسکی کیا پروا ہے کہ موسیٰ مر گیا ہو یا عیسیٰ مر گیا ہو ہمارا ماتم تو اس نبی محبوب کیلئے ہے جو آج ہم سے علیحدہ ہو گیا اور آج ہماری آنکھوں سے پوشیدہ ہو گیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض صحابہ اس غلط عقیدہ میں بھی مبتلا تھے کہ گویا حضرت عیسیٰ دوبارہ دنیا میں آئیں گے مگر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آیت قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِ الرُّسُلِ پیش کر کے یہ غلطی دور کر دی اور اسلام میں یہ پہلا اجل تھا کہ سب نبی فوت ہو چکے ہیں۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے تو آپ کی آیت سے کیا باری اللہ تعالیٰ کو قسم ہو سکتی تھی۔ منہ

یہ جو شخص حضرت عیسیٰ کو آیت قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِ الرُّسُلِ سے باہر کہتا ہے اسکو اقرار کرنا پڑیگا کہ عیسیٰ انسان نہیں، اور نیز ظاہر ہے کہ اس صورت میں حضرت ابو بکر کا اس آیت سے استدلال صحیح نہیں ٹھہرا کیونکہ جبکہ حضرت عیسیٰ آسمان پر زندہ مع جسم عنقریب مودع ہیں اور

غرض اس مرتبہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض کم تدبیر کرنے والے صحابی جن کی موت
 آجھی نہیں تھی (جیسے ابو ہریرہ) وہ اپنی غلط فہمی سے عیسے موعود کے آنے کی پیشگوئی پر
 نظر ڈال کر یہ خیال کرتے تھے کہ حضرت عیسیٰ ہی آجائیں گے جیسا کہ ابتدا میں ابو ہریرہ
 کو بھی یہی دھوکہ لگا ہوا تھا۔ اور اکثر باتوں میں ابو ہریرہ بوجہ اپنی سادگی و کم تربیت کے
 ایسے دھوکوں میں پڑ جاتا تھا۔ چنانچہ ایک صحابی کے آگ میں پڑنے کی پیشگوئی میں
 بھی اس کو یہی دھوکہ لگا تھا اور آیت **وَالَّذِينَ آمَنُوا مِن بَنِي إِسْرٰءِیْلَ لَا یُؤْمِنُونَ بِالْمَسِیْحِ**
 کے ایسے اٹے سمی کر رہا تھا جس سے سننے والے کو فہمی آتی تھی کیونکہ وہ اس آیت سے
 یہ ثابت کرنا چاہتا تھا کہ حضرت عیسیٰ کی موت سے پہلے سب اس پر ایمان لے آئیں گے
 حالانکہ دوسری قراءت اس آیت میں بجائے **قَبْلَ مَوْتِهِ** کے **قَبْلَ مَوْتِهِمْ** موجود ہے
 اور یہ عقیدہ کھلے طور پر قرآن شریف کے مخالف ہے کہ کوئی زمانہ ایسا بھی آئے گا کہ سب
 لوگ حضرت عیسے کو قبول کر لیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے :-

يَا عِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ دَمًا فَعَلَیْكَ اِلٰی وَمَطٰرُكَ لَمِّنَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ
الَّذِیْنَ اَتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَمَةِ یعنی اے عیسیٰ میں تجھے
 موت دون گا اور پھر بعد موت کے بعد مومنوں کی طرح اپنی طرف تجھے اٹھاؤں گا اور پھر تمام مہمنوں
 سے تجھے بری کروں گا اور پھر قیامت تک تیرے متبعین کو تیرے مخالفوں پر غالب کھڑا
 اب ظاہر ہے کہ اگر قیامت سے پہلے تمام لوگ حضرت عیسے پر ایمان لے آئیں گے تو پھر کون سے
 مخالفین جو قیامت تک رہیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ ایک اور مقام میں فرماتا ہے

وَالَّذِیْنَ آمَنُوا بِالْبَعْثِ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَمَةِ یعنی یہود اور نصاریٰ جس
 قیامت کے اوتے ہریگی پس ظاہر ہے کہ اگر تمام یہود قیامت سے پہلے ہی حضرت عیسے پر
 ایمان لے آئیں گے تو قیامت تک عداوت رکھنے والا کون رہے گا۔

اس واسطے کہ ایسا خیال کہ تمام یہودی حضرت عیسیٰ پر ایمان لے آئیں گے اس طور سے

بھی یہود وہ اور خلاف عقل ہے کہ یہ اعتقاد واقعات کے برخلاف ہے کیونکہ حضرت عیسیٰ کے زمانہ کو قریباً دو ہزار برس گزر چکے ہیں اور کسی پر یہ امر پوشیدہ نہیں کہ اس عرصہ میں کروڑوں یہودی حضرت عیسیٰ سے منکر اور انکو گالیوں دینے والے اور کافر ٹھہرائے گئے ہوں گے۔ پھر یہ قول کیونکر صحیح ہو سکتا ہے کہ ہر ایک یہودی ان پر ایمان لے آئیگا۔ اس دو ہزار برس کی ذرا میزان تو لگاؤ کہ کس قدر یہودی بے ایمانی کی حالت میں مر گئے کیا انکی نسبت رضی اللہ عنہم کہہ سکتے ہیں۔

غرض تمام صحابہ کا اجماع حضرت عیسیٰ کی موت پر تھا بلکہ تمام انبیاء کی موت پر اجماع ہو گیا تھا اور یہی پہلا اجماع تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ہوا۔ اسی اجماع کی وجہ سے تمام صحابہ حضرت عیسیٰ کی موت کے قابل تھے اور اسی وجہ سے حسان بن ثابتؓ نے مذکورہ بالا مرثیہ بنایا تھا جس کا موعبہ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں یہ ہے کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تو تو میری آنکھوں کی پتلی تھا میں تو تیرے مرنے پر اندھا ہو گیا اب تیرے بعد جو شخص چاہے مرے عیسیٰ ہو یا موسیٰ مجھے تو تیرے ہی مرنے کا خوف تھا۔ اور حقیقت صحابہ رضی اللہ عنہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق تھے۔ اور انکو کسی طرح یہ بات گوارا نہ تھی کہ عیسیٰ جیسا وجود شرک عظیم کی جڑھ قرار دیا گیا ہو اور آپ فوت ہو جائیں پس اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت انکو یہ معلوم ہو کہ حضرت عیسیٰ آسمان پر مع جسم عنصری نہ بیٹھے ہیں اور ان کا برگزیدہ نبی فوت ہو گیا تو پڑھ مارے غم کے مرنے لگتے۔ کیونکہ انکو ہرگز اس بات کی برداشت نہ تھی کہ کوئی آورشی زندہ ہو اور ان کا پیارا نبی قبر میں داخل ہو جائے اللہم صلی علی محمد وآلہ وصحابہ اجمعین اور خدا تعالیٰ کے اس کلام سے کہ بَلْ تَرَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ یہ معنی نکالنا کہ حضرت عیسیٰ مع جسم عنصری دوسرے آسمان پر حضرت یحییٰ کے پاس جا بیٹھے کس قدر ناموسی اور نادانی ہے۔ کیا خدا بے عز و جل دوسرے آسمان پر بیٹھا ہو ہے اور کیا قرآن میں رَفَعَ إِلَى اللَّهِ کے معنی کسی اور محل میں بھی یہ آئے ہیں کہ آسمان پر مع جسم عنصری اٹھا لیں

اور کیا قرآن شریف میں اسکی کوئی نظیر ہے کہ جسم عنصری بھی آسمان کی طرف اٹھایا جاتا ہے اور اس آیت کے مشابہ دوسری آیت بھی قرآن شریف میں موجود ہے اور وہ یہ ہے کہ :-
يَا أَيُّهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً پس کیا اس کے معنی یہ ہیں کہ اسے نفس مطمئنہ مع جسم عنصری دوسرے آسمان پر چلا جا ! اور خدا تعالیٰ قرآن شریف میں بلعہ باعور کی نسبت فرماتا ہے کہ ہم نے اپنی طرف اس کا رفع چاہا مگر وہ زمین کی طرف جھک گیا۔ کیا اس آیت کے بھی یہی معنی ہیں کہ خدا تعالیٰ بلعہ باعور کو جسم عنصری آسمان پر اٹھانا چاہتا تھا مگر بلعہ نے زمین پر رہنا ہی پسند کیا۔ افسوس کس قدر قرآن شریف کی تفسیر کی جاتی ہے۔ یہ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ قرآن شریف میں **مَا قَتَلُوكَ وَمَا صَلَبُوكَ** موجود ہے اس سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ آسمان پر اٹھائے گئے ہیں۔ مگر ہر ایک عقل مند سمجھ سکتا ہے کہ کسی شخص کا نہ مقتول ہونا نہ مصلوب ہونا اس بات کو مستلزم نہیں کہ وہ مع جسم عنصری آسمان پر اٹھایا گیا ہو اگلی آیت میں صریح یہ لفظ موجود ہیں کہ **لَٰكِنْ شُبِّهَ لَهٗمَّ عَنِ يَهُودِي قَتْلَ كَرْنِ** میں کامیاب نہیں ہوئے۔ مگر انکو شبہ میں ڈالا گیا کہ ہم نے قتل کر دیا ہے۔ پس شبہ میں ڈالنے کیلئے اس بات کی کیا ضرورت تھی کہ کسی اور مومن کو مصلوب کر کے لعنتی بنایا جائے تاکہ یا خود یہودیوں میں سے کسی کو حضرت عیسیٰ کی شکل بنا کر صلیب پر چڑھایا جاوے۔ کیونکہ اس صورت میں ایسا شخص اپنے تئیں حضرت عیسیٰ کا دشمن ظاہر کر کے اور اپنے اہل و عیال کے پتے اور نشان دیکر ایک دم میں مخلصی حاصل کر سکتا تھا اور کہہ سکتا تھا کہ عیسیٰ نے جاودے مجھ کو اپنی شکل پر بنا دیا ہے یہ کس قدر محبتوانہ توہمات ہیں کیونکہ **لَٰكِنْ شُبِّهَ لَهٗمَّ عَنِ يَهُودِي قَتْلَ كَرْنِ** کہ حضرت عیسیٰ صلیب پر فوت نہیں ہوئے مگر غشی کی حالت اُن پر طاری ہو گئی تھی بعد ازاں شبہ عجیب بات ہو کہ اسلام کے ائمہ تبیر جہان حضرت عیسیٰ کی رویت کی تعبیر کرتے ہیں انہیں لکھتے ہیں کہ جو شخص حضرت عیسیٰ کو خواب میں دیکھے وہ کسی بلا سے نجات پا کر کسی اور ملک کی طرف چلا جائے گا اور ایک زمین سے دوسری زمین کی طرف ہجرت کر لے گا۔ یہ نہیں لکھتے کہ وہ آسمان پر چڑھ جائیگا۔ دیکھو کتاب تبییر اور دوسرے ائمہ کی کتابیں پس عقل و حقیقت ظاہر ہوئیے تو یہ بھی ایک پہلو ہے۔ منہ

میں دو تین روز تک ہوش میں آگئے اور مریم علیہ السلام کے انتقال سے (جو آج تک صد باطنی کتابوں میں موجود ہے) جو حضرت عیسیٰ کیلئے بنائی گئی تھی ان کے زخم بھی اچھے ہو گئے پھر ایک اور بد قسمتی یہ کہ وہ ان آیتوں کے شاق نزول کو نہیں دیکھتے۔ قرآن شریف یہود و نصاریٰ کے اختلافات و درکوں کے لئے بطور حکم کے تھا ان کے اختلافات کا فیصلہ کرے اور اس کا فرض تھا کہ ان کے متنازعہ فیہ امور کا فیصلہ کرنا پس منجملہ متنازعہ فیہ امور کے ایک یہ امر بھی متنازعہ فیہ تھا کہ یہود کہتے تھے کہ ہماری قومیت میں لکھا ہے کہ جو کاٹھ پر لٹکایا جاوے وہ لعنتی ہوتا ہے اسکی روح مرنے کے بعد خدا کی طرف نہیں جاتی۔ پس چونکہ حضرت عیسیٰ صلیب پر مر گئے اسلئے وہ خدا کی طرف نہیں گئے اور آسمان کے دروازے ان کے لئے نہیں کھولے گئے۔ اور عیسائیوں نے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت میں عیسائی تھے اپنا یہ عقیدہ مشہور کیا تھا چنانچہ آج تک وہی عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ صلیب پر جان دیکر لعنتی تو بن گئے مگر یہ لعنت اور دن کو نجات دینے کے لئے انہوں نے خود اپنے سر پر لے لی تھی اور آخر وہ نہ جسم عنصری کے ساتھ بلکہ ایک نئے ار ایک جلالی جسم کے ساتھ جو خون اور گوشت اور ہڈی اور زوال پذیر ہونے والے مادہ سحر پاک تھا خدا کی طرف اٹھائے گئے۔ اور خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں ان دونوں متنازعہ فیہ کی نسبت یہ فیصلہ دیا کہ یہ بات بالکل خلاف واقعہ ہے کہ عیسیٰ کی صلیب پر جان نکلی یا وہ قتل ہوا تا اس سے یہ نتیجہ نکالا جائے کہ وہ بموجب کم تو ریت لعنتی ہے بلکہ وہ صلیبی موت سے بچا یا گیا اور مومنوں کی طرح اس کا خدا کی طرف رفع ہوا اور جیسا کہ ہر ایک مومن ایک جلالی جسم خدا سے پاک خدا سے عزوجل کی طرف اٹھایا جاتا ہے وہ بھی اٹھائے گئے۔ اور ان مہیون میں جاملے جو ان سے پہلے گزر چکے تھے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس بیان سے سمجھا جاتا ہے کہ جو آپ نے معراج سے واپس آکر بیان فرمایا کہ جس اور مہیون کے مقدس اجسام دیکھے وہی اسی حضرت عیسیٰ کو بھی انھیں کے دہائیں میں پایا اور ان کے ساتھ پایا کوئی نرالا

۱۰۔ اگر آیت بل رفعہ اللہ الیہ کے معنی ہیں کہ حضرت عیسیٰ جہ جسم عنصری آسمان پر اٹھائے گئے تو یہیں کوئی دیکھتا ہے کہ قرآن شریف میں آیت کہ ان ہوا متنازعہ فیہ کا فیصلہ کرتا ہو معنی میں یہ لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ کا بعد موت مومنوں کی طرح خدا کی طرف رفع ہوا اور وہ مرنے کے بعد بھی

۱۱۔ اگر آیت بل رفعہ اللہ الیہ کے معنی ہیں کہ حضرت عیسیٰ جہ جسم عنصری آسمان پر اٹھائے گئے تو یہیں کوئی دیکھتا ہے کہ قرآن شریف میں آیت کہ ان ہوا متنازعہ فیہ کا فیصلہ کرتا ہو معنی میں یہ لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ کا بعد موت مومنوں کی طرح خدا کی طرف رفع ہوا اور وہ مرنے کے بعد بھی

جسم نہیں دیکھا۔

پس یہ مسئلہ کیسا صاف اور صریح تھا کہ یہودیوں کا انکار محض رفع روحانی سے تھا کیونکہ وہی رفع ہے جو لعنت کے مفہوم کے برخلاف ہے مگر مسئلہ اُن نے محض اپنی تاواضعیت کی وجہ سے رفع روحانی کو رفع جسمانی بنا دیا یہودیوں کا ہرگز یہ اعتقاد نہیں کہ جو شخص مع جسم عنصری آسمان پر نہ جاوے وہ مومن نہیں بلکہ وہ تو آج تک اسی بات پر زور دیتے ہیں کہ جس کا رفع روحانی نہ ہو اور اُس کے لئے آسمان کے دروازے نہ کھولے جائیں وہ مومن نہیں ہوتا۔ جیسا کہ قرآن شریف بھی فرماتا ہے وَلَا تَقْضُ لَهُمْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ یَعْنِی کافرین کیلئے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائینگے۔ مگر مومن کیلئے فرماتا ہے مَقْفَعَةٌ لَهُمْ الْآبْوَابُ یعنی مومنوں کے لئے آسمان کے دروازے کھولے جائینگے۔ پس یہودیوں کا یہی جھگڑا تھا کہ نعوذ باللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کافرین اسلئے خدا تعالیٰ کی طرف اُن کا رفع نہیں ہوا۔ یہودی اب تک زندہ ہیں مگر تو نہیں گئے۔ ان کو پوچھ کر دیکھ لو کہ جو صلیب پر لٹکایا گیا کیا اسکا یہ نتیجہ ہے کہ وہ مع جسم عنصری آسمان پر نہیں جاتا اور اس کے جسم کا خدا تعالیٰ کی طرف رفع نہیں ہوتا۔ جہالت بھی ایک عجیب بلا ہے۔ مسلمانوں نے اپنی نافرمانی سے کہیاں کی بات کہاں تک چھینچا دی اور ایک فوت شدہ انسان کی دوبارہ آنے کے منتظر ہو گئے حالانکہ حدیثوں میں حضرت عیسیٰ کی عمر ایک سو تین برس مقرر ہو چکی ہے۔ کیا وہ ایک سو تین برس اب تک نہیں گزرے۔

ایسا ہی انہوں نے اپنی نافرمانی سے قرآن شریف اور احادیث میں تناقض پیدا کر دیا کیونکہ قرآن شریف اس شخص کو جس کا نام حدیثوں میں وصال ہے شیطان قرار دیتا ہے جیسا کہ وہ شیطان کی طرف سے حکایت کر کے فرماتا ہے۔ قَالَ اَنْظِرْنِیْ اِلَیْ یَوْمَ یُعْثِقُونَ قَالَ اِنَّکَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ۔ یعنی شیطان نے جناب الہی میں عرض کی کہ میں اس وقت تک ہلاک نہ کیا جاؤں جب تک کہ وہ مرنے جن کے دل مر گئے ہیں دوبارہ زندہ ہوں۔ خدا نے

کہا کہ میں نے تجھے اُس وقت تک مہلت دی۔ سو وہ دجال جس کا حدیثوں میں ذکر ہے شیطان ہی ہے جو آخر زمانہ میں قتل کیا جائے گا۔ جیسا کہ دانیال نے بھی یہی لکھا ہے اور بعض حدیثیں بھی یہی کہتی ہیں۔ اور چونکہ مظہر اتم شیطان کا نصرانیت ہے۔ اس لئے سورہ فاتحہ میں دجال کا تو کہہ دینا ضروری ہے مگر نصارائے کے شر سے خدا تعالیٰ کی پناہ مانگنے کا حکم ہے اگر دجال کوئی الگ مفسد ہوتا تو قرآن شریف میں بجائے اس کے کہ خدا تعالیٰ فرما ولا الضالین یہ فرمانا چاہئے تھا ولا الدجال۔ اور آیت اِلٰی یَوْمِ یُعْجِزُوْنَ سے مراد جسمانی بعث نہیں کیونکہ شیطان صرف اس وقت تک زندہ ہے جیتک کہ بنی آدم زندہ ہیں۔ ان شیطان اپنے طور سے کوئی کام نہیں کرتا بلکہ بذریعہ اپنے مظاہر کے کرتا ہے سو وہ مظاہر ہی انسان کو خدا بنا لے والے ہیں اور چونکہ وہ گروہ ہے اس لئے اسکا نام دجال رکھا گیا ہے۔ کیونکہ عربی زبان میں دجال گروہ کو بھی کہتے ہیں۔ اور اگر دجال کو نصرانیت کے گمراہ و اعطون سے الگ سمجھا جائے تو ایک محذور لازم آتا ہے وہ یہ کہ جن حدیثوں سے یہ پتہ لگتا ہے کہ آخری دنوں میں دجال تمام زمین پر محیط ہو جائے گا انہیں حدیثوں سے یہ پتہ بھی لگتا ہے کہ آخری دنوں میں کلیسیا کی طاقت تمام مذاہب پر غالب آجائیگی۔ پس یہ تناقض بجز اسکے کیونکر دور ہو سکتا ہے کہ یہ دو دنوں ایک ہی چیز ہیں علاوہ اس کے خدا تعالیٰ جو عالم الغیب ہے نصرانیت کے فتنہ کی نسبت قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ قریب ہے کہ اس سے آسمان پھٹ جائیں اور پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں مگر دجال جو بقول ہمارے مخالفین کے بڑے زور و شور سے خدائی کا دعوے کرے گا اور دنیا کے تمام فتنوں سے اُس کا فتنہ بڑا ہوگا۔ اسکی نسبت قرآن شریف میں اتنا بھی ذکر نہیں کہ اُسکے فتنہ سے ایک چھوٹا پہاڑ بھی پھٹ سکتا ہے۔ تعجب ہے کہ قرآن شریف تو عیسائیت کے فتنہ کو سب سے بڑا ٹھہراوے اور ہمارے مخالف کسی اور دجال کیلئے شور مچاؤں اور حضرات عیسائیوں کی غلطی کو بھی دیکھو کہ ایک طرف تو حضرت عیسیٰ کو خدا بنا دیا اور دوسری طرف اسکے ملعون ہونے کا بھی اعتقاد ہے حالانکہ تمام اہل لغت کے اتفاق سے

لعنت ایک روحانی امر ہے اور ملعون ماندہ و رگاہ آہی کو کہتے ہیں یعنی جس کا خدا کی طرف سے رفع نہ ہوا جس کے دل کا کوئی تعلق محبت اور اطاعت کا خدا سے باقی نہ رہے اور خدا اس سے بنیاد ہو جائے اور وہ خدا سے بنیاد ہو جائے اسی لئے شیطان کا نام لعین ہے۔ پس کیا کوئی عقلمند تجویز کر سکتا ہے کہ حضرت عیسیٰ کے دل کا تعلق خدا تعالیٰ سے بالکل ٹوٹ گیا تھا اور خدا تعالیٰ ان سے بنیاد ہو گیا تھا۔ اور عجیب بات یہ کہ ایک طرف تو حضرات عیسائی ان انجیلوں کے حوالہ سے یہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ کے اس واقعہ کو یونس کے واقعہ اور اسحاق کے واقعہ سے مشابہت تھی اور پھر آپ ہی اس مشابہت کے برخلاف عقیدہ رکھتے ہیں کیا وہ ہمیں بتلا سکتے ہیں کہ یونس نبی مجہولی کے پیٹ میں مردہ ہونے کی حالت میں داخل ہوا تھا۔ اور مردہ ہو چکی حالت میں اسکے اندر دو یا تین دن تک رہا۔ پس یونس سے یسوع کی مشابہت کیا ہوئی زندہ کو مردہ سے کیا مشابہت؟ اور کیا حضرات عیسائی ان ہمیں بتلا سکتے ہیں کہ اس حقیقت میں قحج ہو کر پھر زندہ کیا گیا تھا اور اگر یہ بات نہیں ہے تو پھر یسوع کے واقعہ کو اسحاق کے واقعہ سے کیا مشابہت۔

پھر یسوع مسیح انجیل میں کہتا ہے کہ اگر تم میں رائی کے دانہ جتنا بھی ایمان ہو تو تم اگر پہاڑ کو یہ کہو کہ یہاں سے وہاں چلا جا تو ایسا ہی ہو گا مگر یسوع کی تمام دعا جو اپنی جان چھپانے کیلئے کی گئی تھی بیکار گئی۔ اب دیکھو انجیل کی رو سے یسوع کے ایمان کا کیا حال ہے یہ ہرگز درست نہیں ہے کہ یسوع کی یہ دعا تھی کہ میں صلیب پر مرتوجاؤں مگر گھبراہٹ نہ ہو۔ کیا باغ والی دعا حضرت گھبراہٹ دور کرنے کے لئے تھی؟ اگر یہی بات تھی تو صلیب پر لٹکائے جانیکے وقت کیونکہ کہا تھا کہ ایلی ایلی لما سبقتنی کیا یہ فقرہ دلالت کرتا ہے کہ اس وقت گھبراہٹ دور ہو چکی تھی بناوٹ کی بات کہ ان تک چل سکتی ہے۔ یسوع کی دعا میں صاف یہ لفظ ہیں کہ یہ پیالہ مجھ سے ٹل جائے سو خدا نے وہ پیالہ ٹال دیا اور ایسے اسباب پیدا کر دیے کہ جو جان بچ جانے کیلئے کافی تھے جیسے یہ امر کہ یسوع مسیح معمول کے مطابق چھ سات دن صلیب

نہیں رکھا گیا بلکہ اسی وقت اتار گیا جیسے کہ یہ امر کہ اسکی پڑیاں نہیں توڑی گئیں جس طرح کہ
لوگوں کی ہمیشہ توڑی جاتی تھیں۔ اور یہ خلافت قیاس امر ہے کہ اس قدر خفیف سی
تکلیف سے جان نکل جائے۔

ہمارے مخالفوں کا یہ اعتقاد کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام علیہ السلام محفوظ رہ کر
آسمان پر مع جسم عنصری چڑھ گئے۔ یہ ایسا اعتقاد ہے جس سے قرآن شریف سخت اعتراف
کا نشانہ ٹھہرتا ہے کیونکہ قرآن شریف ہر ایک جگہ عیسائیوں کے ایسی دعاوی کو جن سے حضرت
عیسیٰ کی خدائی ثابت کی جاتی ہے رد کرتا ہے جیسا کہ قرآن شریف نے حضرت عیسیٰ کا
بغیر باپ پیدا ہونا جس سے انکی خدائی پر دلیل پیش کی جاتی تھی یہ کہہ کر تو کیا کہ *إِنَّ مَثَلَ*
عِيسَىٰ عِنْدَ اللَّهِ مَثَلُ آدَمَ خَلَقَهُ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ پھر اگر حضرت
عیسیٰ درحقیقت مع جسم عنصری آسمان پر چڑھ گئے تھے اور پھر نازل ہونے والے ہیں تو کیا
ایسی خصوصیت تھی کہ بے باپ پیدا ہونے سے زیادہ دھوکہ دین والی تھی۔ پس جو
دو کہہ ان قرآن شریف نے اسکی کوئی نظیر پیش کر کے اس کو رد کیا ہو کیا خدا تعالیٰ اس
خصوصیت کے توڑنے سے عاجز رہا۔

پھر ہم باہمی سابق کی طرف رجوع کر کے کہتے ہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا جس بات
پر اجماعی طور سے عقیدہ تھا وہی بات تھی کہ تمام انبیاء علیہم السلام فوت ہو چکے ہیں اور کوئی
زندہ نہیں اسی عقیدہ پر تمام صحابہ فوت ہوئے اور یہ عقیدہ قرآن شریف کی نص صریح
کے مطابق تھا۔

پھر بعد صحابہ کے یہ دعوے کرنا کہ کسی وقت اس امت کا اس بات پر اجماع ہوا تھا کہ
حضرت عیسیٰ آسمان پر مع جسم عنصری زندہ موجود ہیں اس سے زیادہ کوئی ٹھہ نہیں ہوگا۔
اور ایسے شخص پر امام احمد حنبل صاحب کا یہ قول صادق آتا ہے کہ جو شخص بعد صحابہ کے کسی
میں اجماع کا دعویٰ کرے وہ کذاب ہے۔

بہ یاد رہے کہ یہ بات بھی کسی آیت قطعیۃ الدلالت یا حدیث صحیحہ مرفوعہ متصل سے ثابت نہیں کہ حضرت عیسیٰ درحقیقت
مع جسم عنصری آسمان پر اٹھائے گئے تھے پس جسٹا انٹیمینا ثابت نہیں اسکی دوبارہ آمد کو توقع رکھنا محض طمع خام

بہ یاد رہے کہ یہ بات بھی کسی آیت قطعیۃ الدلالت یا حدیث صحیحہ مرفوعہ متصل سے ثابت نہیں کہ حضرت عیسیٰ درحقیقت
مع جسم عنصری آسمان پر اٹھائے گئے تھے پس جسٹا انٹیمینا ثابت نہیں اسکی دوبارہ آمد کو توقع رکھنا محض طمع خام

بلکہ اصل بات یہ ہے کہ قرونِ ثلاثہ کے بعد امتِ موجودہ تہتر قرونِ منتقسم ہو گئی اور صدائے مختلف قسم کے عقاید ایک دوسرے کے مخالف انہیں پھیل گئے یہاں تک کہ یہ عقاید کہ مہدی ظاہر ہوگا اور مسیح آئیگا ان میں بھی ایک بات پر متفق نہ رہے چنانچہ شیعوں کا مہدی تو ایک غار میں پوشیدہ ہے جس کے پاس اہل قرآن شریف ہے وہ اُس رقت ظاہر ہوگا جبکہ صہبائہ رضی اللہ عنہم بھی نئے سرے زندہ کئے جاؤ گئے اور وہ اُن سے غصبِ خلافت کا انتقام لے گا۔ اور شیعوں کا مہدی بھی بقول ان کے قطعی طور پر کسی خاص خاندان میں سے پیدا ہونے والا نہیں اور وہ قطعی طور پر عیسے کے زمانہ میں ظاہر ہونے والا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ بنی فاطمہ میں سے پیدا ہوگا۔ اور بعض کا قول ہے کہ بنی عباس میں سے ہوگا۔ اور بعض کا بموجب ایک حدیث کے یہ خیال ہے کہ ثمت میں سے ایک آدمی ہے۔ یہ بعض کہتے ہیں کہ مہدی کا آنا وسط زمانہ میں ضرور ہے اور مسیح موعود بعد اسکے آئیگا۔ اور اس پر احادیث پیش کرتے ہیں اور بعض کا یہ قول ہے کہ مسیح اور مہدی دو جدا جدا آدمی نہیں بلکہ وہی مسیح مہدی ہے۔ اور اس قول پر لا مہدی الا عیسے کی حدیث پیش کرتے ہیں۔ پھر وصال کی نسبت بعض کا خیال ہے کہ ابن صہبہ و وصال ہے اور وہ مخفی ہے اخیر زمانہ میں ظاہر ہوگا حالانکہ وہ بے چارہ مسلمان ہو چکا اور اس کی موت اسلام پر ہوئی اور مسلمانوں نے اُس کا جنازہ پڑھا۔ اور بعض کا قول ہے کہ وصال کلیسیا میں قید ہے یہ کسی گرجا میں مجبوس ہے اور آخر اسی میں سے نکلیگا۔ یہ آخری قول تو صحیح تھا مگر افسوس کہ اُس کے معنی بارجود افسوس بگاڑ دئے گئے۔ اس میں کیا شک ہے کہ وصال جس کو مراد لیتا گرجا میں قید رہا ہے اور اپنے وصالی تصرفات سرور کا رہا ہے مگر اب آخری زمانہ میں اسے قید سے پوری رہائی پائی ہے اور اس کی مشکین کھولی گئی ہیں تا جو جو حلقے کرنا اس کی تقدیر میں ہے کر گذرے۔ اور بعض کا خیال ہے کہ وصال نوع انسان میں سے نہیں بلکہ شیطان کا نام ہے اور بعض حضرت عیسے کی نسبت خیال رکھتے ہیں کہ وہ زندہ آسمان پر موجود ہے اور بعض فرقے مسلمانوں کے جنہیں متغزل کہتے ہیں حضرت عیسیٰ کی موت کے قابل ہیں اور بعض صوفیوں کا

اس شیطان کا نام دوسرے لفظ نہیں عیسائیت کا بھوت ہے۔ بھوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عیسائی گرجا میں قید تھا اور موت جتنا مرگتا تھا اور موت جتنا مرگتا تھا پھر زونِ شکر کے بعد بموجب خبر انبیاء علیہم السلام کے اس بھوتے راہی پائی اور ہر روز اُس کی طاقت یہ تھی کہ یہاں تک کہ تیرھویں صدی ہجری تک برسے زور سے اُس نے خروج کیا اسی بھوت کا نام وصال ہے جس نے سمجھنا ہو چکے اور اسی بھوت

ابن صہبہ کا حج کرنا ہی ثابت ہے اور مسلمان ہی تھا مگر بارجود کرنے اور مسلمان ہونیکے وصال کے نام سے سچ نہ سکا۔ منہ
خدا تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ کے اخیر میں ولا الضالین کی دعائیں ڈرایا ہے۔ منہ

قدیم سے یہ مذہب ہے کہ مسیح آنے والے سے مراد کوئی اتنی انسان ہے کہ جو اسی امت میں سے پیدا ہوگا۔ اب ذرا غور کر کے دیکھ لو کہ مسیح اور مہدی اور رجال کے بارے میں کس قدر اس امت میں اختلاف موجود ہے اور بموجب آیت کُلُّ حَرْفٍ بِمَا لَدَيْهِمْ قَوْلٌ حَرَّکٌ ہر ایک اپنی عقیدہ کی نسبت اجل کا دعویٰ کر رہا ہے پس اصل بات یہ ہے کہ جب کسی شریعت میں بہت سے اختلاف پیدا ہو جائیں تو وہی اختلافات طبعاً چاہتے ہیں کہ ان کے تصفیہ کے لئے کوئی شخص خدا کی طرف سے آوے کیونکہ یہی قدیم سے سنت الہیہ ہے جب یہودیوں میں بہت سے اختلاف پیدا ہوئے تو ان کے لئے حضرت عیسیٰ حکم نکر آئے اور جب عیسائیوں اور یہودیوں کے باہمی تنازعات بڑھ گئے تو ان کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کی طرف سے حکم مقرر ہو کر مبعوث ہوئے۔

اب اس زمانہ میں دنیا اختلافات سے بھر گئی ایک طرف یہودی کچھ کہتے ہیں اور عیسائی کچھ ظاہر کرتے ہیں اور امت مجاہدہ میں الگ باہمی اختلافات ہیں۔ اور دوسرے مشرکین کے برخلاف رہیں ظاہر کرتے ہیں اور اس قدر نئے مذاہب اور نئے عقاید پیدا ہو گئے ہیں کہ گویا ہر ایک انسان ایک خاص مذہب رکھتا ہے۔ اسلئے بموجب سنت اللہ کے ضروری تھا کہ ان سب اختلافات کا تصفیہ کر نیکی کے لئے کوئی حکم آتا سو اسی حکم کا نام مسیح موعود اور مہدی مسعود رکھا گیا یعنی باعتبار خارجی نزاعوں کے تصفیہ کے اس کا نام مسیح پھیرا اور باعتبار اندرونی جھگڑوں کے فیصلہ کرنے کے اسکو مہدی مہبود کر کے پکارا گیا۔ اگرچہ اس بارے میں سنت اللہ اس قدر متواتر تھی کہ کچھ ضرور نہ تھا کہ حدیثوں کے ذریعہ سے یہ ظاہر کیا جاتا کہ ایک شخص حکم ہو کر آئے گا جس کا نام مسیح ہوگا لیکن حدیثوں میں یہ پیشگوئی موجود ہے کہ وہ مسیح موعود جو اسی امت میں سے ہوگا وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوگا یعنی جس قدر اختلاف داخلی اور خارجی موجود ہیں انکو دور کرنے کیلئے خدا سے بھیجے گا اور وہی عقیدہ سچا ہوگا جس پر وہ قائم کیا جائیگا۔ کیونکہ خدا راستی پر قائم کر لیا اور وہ جو کچھ کہے گا بصیرت سے کہے گا۔ اگر کسی فرقہ کا حق نہیں ہوگا کہ اپنے عقیدہ

کے اختلاف کی وجہ سے اس بحث کرنا کوئی نیا کام نہیں مختلف عقاید کے منقولی مسائل جنکی قرآن شریف میں تصریح نہیں مشتبہ ہو جائینگے۔ اور باعث کثرت اختلافات تمام اندرونی طعنے چھبکڑنے والے یا پردہ کی طور پر اختلاف کرنے والے ایک حکم کے محتاج ہونگے جو آسمانی شہادت سے اپنی سچائی ظاہر کرے گا جیسا کہ حضرت عیسیٰ کے وقت میں ہوا اور پھر بعد اسکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں ہوا سو آخری موعود کے وقت میں بھی ایسا ہی ہوگا۔

اس جگہ اس سنت اللہ کو بھی یاد رکھنا چاہئے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے جو کوئی پیشگوئی کسی عظیم نشان مرسل کے آنیکے لئے ہوتی ہے اس میں ضرور بعض لوگوں کے لئے ایک ابتلا بھی مخفی ہوتا ہے جیسا کہ حضرت عیسیٰ کیلئے یہودی کی کتاب میں پیشگوئی کی گئی تھی کہ وہ اس وقت آئے گا جبکہ الیاس بنی دوبارہ آسمان سے نازل ہوگا۔ یہ پیشگوئی ملاکی نبی کی کتاب میں آئی ہے موجود ہے۔ پس یہ پیشگوئی یہودیوں کیلئے بڑی ٹھوکر کا باعث ہوئی اور وہ اب تک منتظر ہیں کہ الیاس بنی آسمان سے نازل ہوگا اور ضرور ہے کہ وہ پہلے نازل ہوا اور پھر ان کا سچا مسیح آجنگا مگر اب تک نہ الیاس دوبارہ زمین پر نازل ہوا اور نہ ایسا مسیح آیا جو اس شرط کو پوری کرتا۔

اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت توریت میں یہ پیشگوئی تھی کہ وہ یہودیوں کے خاندان یعنی ابراہیم کی اولاد میں سے پیدا ہوں گے اور انہیں میں سے خوار انہیں کے بھائیوں میں سے ان کا ظہور ہوگا اور تمام نبیوں نے جو بنی اسرائیل میں آئے رہے اس پیشگوئی کے یہی معنی سمجھے تھے کہ وہ آخر الزمان کا نبی بنی اسرائیل میں سے پیدا ہوگا مگر آخر وہ بنی بنی اسرائیل میں سے پیدا ہو گیا اور یہ امر یہودیوں کیلئے سخت ٹھوکر کا باعث ہوا اگر توریت میں صریح طور پر یہ الفاظ ہوتے کہ وہ بنی بنی اسرائیل میں سے آئیگا اور اسکا مولد ہوگا اور اسکا نام ہوگا محمد ہوگا صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے باپ کا نام عبد اللہ ہوگا تو یہ فتنہ یہودیوں میں ہرگز نہ ہوتا۔

پس جب کہ اس امر کیلئے دو مثالیں موجود ہیں کہ ایسی پیشگوئیوں میں خدا تعالیٰ کو اپنے بندوں کا کچھ ابتلا بھی منظور ہوتا ہے تو پھر تعجب کہ کس طرح ہمارے مخالف باوجود ہیبت سے

اختلافات کے جو سبب موعود کے بارے میں ہر ایک فرقہ کی حدیثوں میں پائے جاتے ہیں اور بالآخر اسکو اتنی بھی قرار دیا گیا ہے اس بات پر مطمئن ہیں کہ ضرور سچ آسمان سے ہی نازل ہوگا علامہ اسی سے نازل ہونا خود غیر معقول اور خلاف نص قرآن ہے خدا تعالیٰ فرماتا ہے قُلْ مَسْجِدُاں رَیْبَیْ هُمَا کَذِبٌ اَلَا یَسْتَشْرِیْطُ سُوْغَاۤیَہٗا اِیْمٰنُکُمْ اِنْ کُنْتُمْ اَعْمٰیۃً عَلٰی مَا یُنٰذِرُکُمْ بِالْاٰیٰتِ الْکٰثِرٰتِ اَمْ لَکُمْ اِلٰہٌ غَیْرُ اللّٰہِ اَلَمْ یَجْعَلِ الْاَرْضَ مَکٰنًا اَحْیَآءًا وَّ اَمْوَاتًا اَمْ لَکُمْ اِلٰہٌ غَیْرُ اللّٰہِ عَلَیۡہِ سَلَامٌ وَّ عَدَہٗ یَاۤوۡنَہٗ رَاۤیَہُ اَلَمْ یَجْعَلِ الْاَرْضَ مَکٰنًا اَحْیَآءًا وَّ اَمْوَاتًا اَمْ لَکُمْ اِلٰہٌ غَیْرُ اللّٰہِ عَلَیۡہِ سَلَامٌ وَّ عَدَہٗ یَاۤوۡنَہٗ رَاۤیَہُ

جانتا ہے کہ قرآن شریف نے اپنے قول سے حضرت عیسیٰ کی وفات کی گواہی دیدی ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فعل سے یعنی اپنی رویت کے ساتھ اسی شہادت کو ادا کر دیا ہے یعنی بیان کر دیا ہے کہ آپ نے حضرت مسیح کو وفات شدہ انبیاء کی جماعت میں دیکھا ہے پھر باوجود ان دو گواہیوں کے تیسری گواہی خدا سے الہام پاکر میری ہے اگر میرے ان وعدے کے نشان ظاہر نہیں ہوئے اور آسمان اور زمین نے میری گواہی نہیں دی تو میں جھوٹا ہوں۔ لیکن اگر میرے وعدے کے نشان ظاہر ہوئے ہیں اور نیز زمانہ نے میری ضرورت کو ظاہر کر دیا ہے تو میرا انکار نیز تمہارے دھار پر ہوتا ہے۔

میرے ہی زمانہ میں رمضان کے مہینہ میں کسوف خسوف ہوا۔ میرے ہی زمانہ میں ملک پر موافق احادیث صحیحہ اور قرآن شریف اور پہلی کتابوں کے طاعون آئی۔ اور میری ہی زمانہ میں نئی سوارمی یعنی ریل جاری ہوئی۔ اور میرے ہی زمانہ میں میری پیشگوئیوں کے مطابق خوفناک زلزلے آئے تو پھر کیا تقوے کا مقتضائے تھا کہ میری تکذیب پر دلیری نہ کی جاتی؟

دیکھو میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ہزاروں نشان میری تصدیق کے ظاہر ہوئے ہیں اور ہر ہے ہیں اور آئندہ ہوں گے اگر یہ انسان کا منصوبہ ہوتا تو اس قدر تائید اور نصرت

۱۔ کسی حدیث صحیحہ مرفوعہ متصل سے ثابت نہیں کہ عیسیٰ آسمان سے نازل ہو گا بلکہ نزول کا لفظ سو وہ اگر اہرام اور
بغزاز کے لئے آتا ہے جیسا کہ کہتے ہیں کہ فلاں لشکر فلاں جگہ اُترتا ہے اسی لئے نزول سا فو کو کہتے ہیں۔

اسکی ہرگز نہ ہوتی اور یہ امر انصاف اور ایمان کے برخلاف ہے کہ ہزاروں نشانوں میں سو چوبیس
میں آچکے صرف ایک دو امر لوگوں کو دھوکہ دینے کیلئے پیش کرنا کہ فلاں فلاں پیشگوئی پوری
نہیں ہوئی۔ اسے نادانو! اور عقل کے اندھو اور انصاف اور دیانت کو دور رہنے والو!
ہزار پیشگوئیوں میں سے اگر ایک یا دو پیشگوئیوں کا پورا ہونا تمہاری سمجھ میں نہیں آسکا تو کیا تم
اس عذر سے خدا تعالیٰ کے سامنے معذور ٹھہر جاؤ گے۔ تو بہ کرو کہ خدا کے دن نزدیک ہیں
اور وہ نشان ظاہر ہونے والے ہیں جو زمین کو ہلا دینگے۔

یہ تو خدا کے نشان ہیں جو میں پیش کرتا ہوں۔ مگر تم سوچو کہ اس مخالفت میں تمہاری باتھ میں
کونسی دلیل ہے بجز اسکے کہ ایسی حدیثیں پیش کرتے ہو جنکی مخالف قرآن شریف گواہی دیتا ہے اور جن کے
مخالف حدیثیں بھی موجود ہیں اور جن مخالف اقعات اپنا چہرہ دکھلا رہے ہیں۔ وہ دجال کہاں ہے؟
جس سے تم ڈراتے ہو کہ لَا الضَّالِّينَ وَال دجال دن بدن دنیا میں ترقی کر رہا ہے اور قریب
ہے کہ آسمان زمین اسکے قبضہ سے پھٹ جائیں۔ پس اگر تمہارے دلوں میں خدا کا خوف ہو
تو سورہ فاتحہ پڑھ کر گناہی تمہارے لہو کافی تھا۔ کیا یہ ممکن نہ تھا کہ جو کچھ تمہیں یسوع موعود کی پیشگوئی
کے معنی سمجھے ہیں وہ صحیح نہ ہوں۔ کیا ان غلطیوں کے نمونے یہود اور نصاریٰ میں موجود ہیں
ہیں پھر تم کیونکر غلطی سے بچ سکتے ہو۔ اور کیا خدا کی یہ عادت نہیں ہے کہ کہی رہے ایسی پیشگوئیوں
سے اپنے بندوں کا امتحان بھی لیا کرتا ہے جیسا کہ تورات اور ملاکی نبی کی پیشگوئی سے اور انجیل کی
پیشگوئی سے یہود و نصاریٰ کو امتحان میں ڈالا گیا۔ سو تقو اس کے دائرہ سو باہر قدم مت کھو
کیا جیسا کہ یہود نے اور ان کے نبیوں نے سمجھا تھا آخری نبی جی اسرائیل میں سوا یا یا ایسا نبی
دوبارہ زمین پر آگیا پھر گز نہیں بلکہ یہود نے دونوں جگہ غلطی کہانی پس تم ڈرو کیونکہ خدا تعالیٰ
تمہیں سورہ فاتحہ میں ڈراتا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ تم یہود بن جاؤ۔ یہود بھی تمہاری جگہ کی طرح ظاہر الفاظ
کتاب اللہ سے متمسک تھے۔ مگر وجہ اس کے کہ حکم کی بات کو انہوں نے نہ مانا اور اس کے
نشانوں سے کچھ فائدہ نہ اٹھایا مواخذہ میں آگئے اور ان کا کوئی عذر مستہانہ گیا۔

+ اگر خدا تعالیٰ کے نشان کو جو میری تائید میں ظہور فرمائے چاہیں آج کے دن جسے شمار کیا جائے تو وہ تین لاکھ سے بھی زیادہ ہوسکتے ہیں اگر اس قدر نشانوں میں سے دو تین نشان کسی مخالفت کی نظر میں آجائیں تو ان کی نسبت شور مچانا اور اس قدر نشانوں سے فائدہ نہ اٹھانا بھی ایسا ہی ان لوگوں کا تقویٰ ہے کیا انہیں کچھ پیشگوئیوں میں اس کی نظر نہیں پائے جاتی۔ منہ

یہ نکتہ بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ساتویں صدی پر مبعوث ہوئے تھے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے دیکھا کہ ساتویں صدی تک بہت سی گمراہی عیسائیوں اور یہودیوں میں پیدا ہو گئی تھی سو خدا تعالیٰ نے دونوں قوموں کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور حکم مبعوث فرمایا۔ مگر جو مسلمانوں کیلئے حکم مقرر تھا اس کے ظہور کی سیوا پہلی سیوا سے دو چہند کی گئی یعنی چودھویں صدی یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ عیسائی تو صرف ساتویں تک بگڑ گئے مگر مسلمانوں کی حالت میں اس مدت کے دو چہند میں پہنچ کر فتور آئے گا اور چودھویں صدی کے سر پر ان کا حکم ظاہر ہوگا۔

پھر ہم اپنے پہلے بیان کی طرف رجوع کر کے لکھتے ہیں کہ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ وحی کے اقسام ثلاثہ میں سے اکمل اور اتم وہ وحی ہے جو علم کے تیسری قسم میں داخل ہے جس کا پانے والا انوار سبحانی میں سراپا غرق ہوتا ہے اور وہ تیسری قسم حق الیقین کے نام سے موسوم ہے اور ابھی ہم بیان کر چکے ہیں کہ پہلی قسم وحی یا خواب کی محض علم الیقین تک پہنچاتی ہے جیسا کہ ایک شخص اندھیری رات میں ایک دھواں دیکھتا ہے اور اس سے ظنی طور پر استدلال کرتا ہے کہ اس جگہ آگ ہوگی اور وہ استدلال ہرگز یقینی نہیں ہوتا کیونکہ ممکن ہے کہ وہ دھواں نہ ہو بلکہ ایسی غبار ہو جو دھوئیں سے منشا بہ ہو یا دھواں تو ہو مگر وہ ایک ایسی دھواں ہو جس میں کوئی مادہ آتشى موجود ہو۔ پس یہ علم ایک عقل کو اس کے ظنون سے رہائی نہیں بخش سکتا اور اس کو کوئی ترقی نہیں دے سکتا بلکہ صرف ایک خیال ہے جو اپنے ہی دماغ میں پیدا ہوتا ہے۔ پس اس علم کی حد تک ان لوگوں کی خوابیں اور الہام ہیں جو محض دماغی بناوٹ کی وجہ سے ان کو آتی ہیں کوئی علی حالت ان میں موجود نہیں یہ تو علم الیقین کی مثال ہے جس شخص کی خواب اور الہام کا سرچشمہ ہی درجہ ہے اسکے دل پر اکثر شیطان کا تسلط رہتا ہے اور اس کو گمراہ کر دیتا ہے لہذا شیطان بعض اوقات ایسی خوابیں یا الہام پیش کر دیتا ہے جنکی وجہ سے وہ اپنے تئیں قوم کا پیشوا یا رسول کہتا ہے اور ہلاک ہو جاتا ہے

جیسا کہ جنوں کے رہنے والا قسمت چیرا غدین جو پہلے میری جماعت میں داخل تھا اسی وجہ سے ہلاک ہوا اور اسکو شیطانی الہام ہوا کہ وہ رسول ہے اور زبلیں میں سوجھ اوجھرت عیسے لے اسکو ایک عصارہ یا سہہ کہ تا دجال کو اس سے قتل کرے اور مجھے اس نے دجال ٹھہرایا آخر اس پیشگوئی کے مطابق جو سال واقع البلاء و عیارات و مصطفیٰ میں جمع اپنی دونوں لڑکوں کے طاعون سے جو انانگ مرا۔ اور موت کے دنوں کے قریب اس نے یہ مضمون بھی مہیا ہلہ کے طور پر میرا نام لیکر شائع کیا کہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے خدا اسکو ہلاک کر دے سو وہ ختم۔ اپریل کو مع اپنے دونوں لڑکوں کے طاعون سے ہلاک ہو گیا۔ فائق اللہ یا معشر المصہین۔

دوسری حالت وہ ہے کہ جیسے انسان اندھیری رات کے وقت اور سخت سردی کے وقت ایک روشنی کو دور سے مشاہدہ کرتا ہے اور وہ روشنی اسکو اگرچہ راہِ راست کے دیکھنے میں مدد دیتی ہے مگر سردی کو دور نہیں کر سکتی۔ اس درجہ کا نام **علم المیقین** ہے اور اس درجہ کا عارف خدا تعالیٰ سے تعلق تو رکھتا ہے مگر وہ تعلق کامل نہیں ہوتا۔ اس مذکورہ بالا درجہ پر شیطانی الہام بکثرت ہوتے ہیں کیونکہ ابھی ایسے شخص کو جس قدر شیطان سے تعلق ہوتا ہے خدا تعالیٰ سے تعلق نہیں ہوتا۔

تیسری حالت وہ ہے کہ جب انسان اندھیری رات اور سخت سردی کے وقت میں نہ صرف آگ کی روشنی پاتا ہے بلکہ اس آگ کے حلقہ کے اندر داخل ہو جاتا ہے اور اس کو خوش ہو جاتا ہے کہ حقیقت آگ ہے اور اس سے اپنی سردی کو دور کرتا ہے یہ وہ کامل درجہ ہے جسکے ساتھ ظن جمع نہیں ہو سکتا اور یہی وہ درجہ ہے جو بشریت کی سردی اور قبض کو بکلی دور کرتا ہے اس حالت کا نام **حق المیقین** ہے اور یہ مرتبہ محض کامل افراد کو حاصل ہوتا ہے جو تجلیات الہیہ کے حلقہ کے اندر داخل ہو جاتے ہیں اور علمی اور علی دونوں حالتیں انکی درست ہو جاتی ہیں اس درجہ سے پہلے نہ علمی حالت کمال کو پہنچتی ہے اور نہ علمی حالت مکمل ہوتی ہے اور اس درجہ کو پانے والے وہی لوگ ہوتے ہیں جو خدا تعالیٰ سے کامل تعلق رکھتے ہیں اور حقیقت میں وحی کا لفظ

انہیں کی وحی پر اطلاق پاتا ہے کیونکہ وہ شیطانی تصرفات سے پاک ہوتی ہے اور وہ
ظن کے درجہ پر نہیں ہوتی بلکہ یقینی اور قطعی ہوتی ہے۔ اور وہ فوراً ہوتا ہے جو ہدایت
کی طرف سزا کو ملتا ہے اور ہزار بار کات ان کے ساتھ ہوتی ہیں اور بصیرت صحیحہ
انکو حاصل ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ دور سے نہیں دیکھتے بلکہ نزدیک کے اندر داخل
کئے جاتے ہیں۔ اور ان کے دل کو خدا سے ایک فانی تعلق ہوتا ہے۔ اسی لئے جس طرح
خدا تعالیٰ اپنے لئے یہ امر چاہتا ہے کہ وہ شناخت کیا جائے ایسا ہی ان کے لئے
بھی چاہتا ہے کہ اُس کے بنیئے انکو شناخت کر لیں۔ پس اسی غرض سے وہ بڑے بڑے
نشان اُنکی تائید اور نصرت میں ظاہر کرتا ہے۔ ہر ایک جو ان کا مقابلہ کرتا ہی ہلاک
ہوتا ہے ہر ایک جو ان سے عداوت کرتا ہے آخر خاک میں ملایا جاتا ہے۔ اور خدا اُنکی
ہر بات میں اور حرکات میں اور ان کے لباس میں اور مکان میں ہر کچھ دیتا ہے اور انکو
دوستوں کا دوست اور ان کے دشمنوں کا دشمن بن جاتا ہے۔ اور زمین اور آسمان کو
ان کی نافرمانی لگا دیتا ہے اور جیسا کہ زمین اور آسمان کی مخلوق پر نظر ڈال کر ماننا پڑتا
ہے کہ ان مصنوعات کا ایک خدا ہے ایسا ہی ان تمام نصرتوں اور تائیدوں اور نشانوں
پر نظر ڈال کر جو ان کیلئے خدا تعالیٰ ظاہر فرماتا ہے قبول کرنا پڑتا ہے کہ وہ مقبول آتی ہیں
پس وہ ان تائیدوں اور نصرتوں اور نشانوں سے شناخت کئے جاتے ہیں کیونکہ وہ اس کثرت
اور اس صفائی سے ہوتے ہیں کہ ان میں کوئی دوسرا شریک ان کا ہو ہی نہیں سکتا۔
اسو اس کے جس طرح خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ اپنی صفات اُخلاقہ سے دلوں
میں اپنی محبت جمائے ایسا ہی اُنکی صفات اُخلاقہ میں اس قدر معجزانہ تاثیر رکھ دیتا کہ دل
ان کی طرف کھینچے جاتے ہیں۔ وہ ایک عجیب قوم ہے کہ مرنیکے بعد زندہ ہوتے ہیں اور کھونٹے
کے بعد دیتے ہیں اور اس قدر زور سے صدق اور وفا کی راہوں پر چلتے ہیں کہ ان کے
ساتھ خدا کی ایک عادت ہو جاتی ہے گویا ان کا خدا ایک الگ خدا ہے جس سے

دنیا بے خبر ہے اور اُن سے خدا تعالیٰ کے وہ معاملات ہوتے ہیں جو دوسروں سے وہ ہرگز نہیں کرتا جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام چونکہ صادق اور خدا تعالیٰ کا وفا دار بندہ تھا۔ اس لئے ہر ایک ابتلا کے وقت خدا نے اُس کی مدد کی جبکہ وہ ظلم سے اگ میں ڈالا گیا تھا۔ نئے اگ کو اُسکے لئے سر کر دیا۔ اور جب ایک بدکردار یا دشمن اُن کی بیوی سے بدایا وہ رکھتا تھا تو خدا نے اُس کے اُن ہاتھوں پر بلا نازل کی جن کے ذریعہ سے وہ اپنے پیداوار کو پورا کرنا چاہتا تھا۔ پھر جبکہ ابراہیم نے خدا کے حکم سے اپنی بیوی کو بیٹے کو جو اسمعیل تھا ایسی پہاڑیوں میں ڈال دیا جن میں نہ پانی نہ دانہ تھا تو خدا نے نصیب اُسکے لئے پانی اور سایا بن خوراک پیدا کر دیا۔

اور ظاہر ہے کہ بہت سی لوگ ایسے ہیں کہ ظالم لوگ اُن کو ہلاک کر دیتے ہیں اور اگ میں ڈالتے اور پانی میں غرق کر دیتے ہیں اور کوئی مدد خدا تعالیٰ کی طرف سے اُن کو نہیں پہنچتی گورہ نیک بھی جوتے ہیں۔ اور کئی لوگ ایسے ہیں کہ بد ذات لوگ اُنکی عورتوں سے زنا بالجبر کرتے ہیں اور کئی ایسے لوگ ہیں جن کی اولاد کسی جنگل میں پانی سے ترستی ترستی مر جاتی ہے اور اُن کے لئے غیب سے کوئی آب زمزم پیدا نہیں ہوتا۔ پس اس کو سمجھا جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا معاملہ ہر ایک شخص سے بقدر تعلق ہوتا ہے۔ اور جو محبوبین الہی پر مصائب بھی پڑتی ہیں مگر نصرت الہی نمایان طور پر اُن کے شامل حال ہوتی ہے اور غیرت الہی ہرگز ہرگز گوارا نہیں کرتی کہ اُن کو ذلیل اور رسوا کرے اور اُسکی محبت گوارا نہیں کرتی کہ ان کا نام دنیا سے مٹا دے۔

اور کرامت کی اصل بھی یہی ہے کہ جب انسان اپنی تمام وجود کے ساتھ خدا کا ہو جاتا ہے اور اُس میں اور اُسکے رب میں کوئی حجاب باقی نہیں رہتا اور وہ وفا اور صدق کے تمام مراتب کو پورے کر کے دکھاتا ہے تو حجاب نہیں رہتا وہ خدا کا اور اُسکی قدرتوں کا وارث ٹھہرا جاتا ہے اور خدا تعالیٰ طرح طرح کے نشان اُس کے لئے ظاہر کرتا ہے جو بعض بطور دفع شر

ہوتے ہیں اور بعض بطور افاضہ خیر اور بعض اسکی ذات کے متعلق ہوتے ہیں اور بعض اُسکے اہل عیال کے متعلق اور بعض اُسکے دشمنوں کے متعلق اور بعض اُسکے دوستوں کے متعلق اور بعض اُس کے اہل وطن کے متعلق۔ اور بعض عالمگیر اور بعض زمین سے اور بعض آسمان سے غرض کوئی نشان ایسا نہیں ہوتا جو اس کیلئے دکھلایا نہیں جاتا۔ اور یہ مرحلہ وقت طلب نہیں اور کسی بحث کی اس جگہ ضرورت نہیں کیونکہ اگر حقیقت کسی شخص کو یہ سیرا درجہ نصیب ہو گیا ہے جو بیان ہو چکا ہے تو دنیا ہرگز اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ ہر ایک جو اُس پر گر لگا وہ پاش پاش ہو جائیگا اور جس پر وہ گرے گا اُسکو ریزہ ریزہ کر دیگا کیونکہ اُس کا ہاتھ خدا کا ہاتھ اور اُس کا منہ خدا کا منہ ہے اور اُس کا وہ مقام ہے جس تک کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ یہ ظاہر ہے کہ اگرچہ دوزخ و دنیار اکثر لوگوں کے پاس جو مالدار ہیں ہوتے ہیں لیکن اگر وہ گستاخی کر کے بادشاہ کا مقابلہ کریں جس کے خزانہ مشرق و مغرب میں پڑے ہوئے ہیں تو ایسے مقابلہ کا انجام بجز ذلت کے کیا ہوگا؟ ایسے لوگ ہلاک ہوں گے اور وہ تھوڑے سے دوزخ و دنیار ان کے بھی ضبط کئے جائیں گے۔

عزیز خدا کا نام ہے وہ اپنی عزت کسی کو نہیں دیتا مگر انہیں کو جو اسکی محبت میں کھوئے گئے ہیں۔ ظاہر خدا کا نام ہے وہ اپنا ظہور کسی کو نہیں بخشتا مگر انہیں کو جو اُسکے لئے بمنزلہ اسکی توحید اور تعزید کے ہیں اور ایسے اسکی دوستی میں محو ہوئے ہیں جو لب بمنزلہ اسکی صفات کے ہیں وہ انکو نور دیتا ہے اپنی نور میں سے اور علم دیتا ہے اپنے علم میں سے تب وہ اپنے سارے دل اور ساری جان اور ساری محبت سوا اُس یار لگانہ کی پیش کرتے ہیں اور اُسکی رضا کو ایسا چاہتے ہیں جیسا کہ وہ خود چاہتا ہے۔

انسان خدا کی پرستش کا دعویٰ کرتا ہے مگر کیا پرستش صرف بہت سی سجدوں اور رکوع اور قیام سے ہو سکتی ہے یا بہت مرتبہ تسبیح کے دانے پھیرنے والے پرستار آہی کہہ سکتے ہیں بلکہ پرستش اُس سے ہو سکتی ہے جس کو خدا کی محبت اس درجہ پر اپنی طرف کھینچے

کہ اس کا اپنا وجود درمیان سے اٹھ جائے اور خدا کی ہستی پر پورا یقین ہو اور پھر خدا کے حسن احسان پر پوری اطلاع ہو اور پھر اس سے محبت کا تعلق ایسا ہو کہ سوزش محبت ہر وقت سینہ میں موجود ہو اور یہ حالت ہر ایک دم چہرہ پر ظاہر ہو اور خدا کی عظمت دل میں ایسی ہو کہ تمام دنیا اس کی ہستی کے آگے مڑوہ متصور ہو اور ہر ایک خوف اسی کی ذات سے وابستہ ہو اور اسی کی درمیان لذت ہو اور اسی کی خلوت میں راحت ہو اور اس کے بغیر دل کو کسی کے ساتھ قرار نہ ہو۔

اگر ایسی حالت ہو جائے تو اس کا نام پرستش ہے مگر یہ حالت بجز خدا تعالیٰ کی خاص مدد کے کیونکر پیدا ہو۔ اسی لئے خدا تعالیٰ نے یہ دعا سکھائی **اَيُّهَاكَ لَعْبُدْ وَاَيُّهَاكَ تَسْتَعِيْنُ** یعنی ہم تیری پرستش تو کرتے ہیں مگر کہاں حق پرستش ادا کر سکتے ہیں جب تک تیری طرف سے خاص مدد ہو خدا کو اپنا حقیقی محبوب قرار دیکر اس کی پرستش کرنا۔ یہی ولایت ہے جس سے آگے کوئی درجہ نہیں مگر یہ درجہ بغیر اس کی مدد کے حاصل نہیں ہو سکتا اس کے حاصل ہونے کی یہ نشانی ہے کہ خدا کی عظمت دل میں بیٹھ جائے خدا کی محبت دل میں بیٹھ جائے اور دل اسی پر توکل کرے اور اسی کو پسند کرے اور ہر ایک چیز پر اسی کو اختیار کرے اور اپنی زندگی کا مقصد اس کی یاد کو سمجھے۔ اور اگر براہیم کی طرح اپنے ہاتھ سے اپنی عزیز اولاد کے ذبح کرنے کا حکم ہو یا اپنے تئیں آگ میں ڈالنے کے لئے اشارہ ہو تو ایسے سخت احکام کو بھی محبت کے جوش سے بجالاؤ۔ اور رضا جوئی اپنے اقا کو ایمین اس حد تک کوشش کرے کہ اس کی اطاعت میں کوئی کسر باقی نہ رہے یہ بہت تنگ و رواڑہ ہے اور یہ شربت بہت ہی تلخ شربت ہے۔

تھوڑے لوگ ہیں جو اس دروازہ میں سے داخل ہوتے اور اس شربت کو پیتے ہیں۔ زمانے بچنا کوئی بڑی بات نہیں اور کسی کو ناحق قتل نہ کرنا بڑا کام نہیں اور جھوٹی گواہی نہ دینا کوئی بڑا گنہگار نہیں۔ مگر ہر ایک چیز پر خدا کو اختیار کر لینا اور اس کے لئے سچی محبت اور سچے جوش سے دنیا کی تمام تلخیوں کو اختیار کرنا بلکہ اپنے ہاتھ سے تلخیان پیدا کر لینا یہ وہ مرتبہ ہے کہ بجز صدیقیوں کے کسی کو حاصل نہیں ہو سکتا۔ یہی وہ عبادت ہے جس کے ادا کرنے کیلئے انسان نامور

اور جو شخص یہ عبادت بجالاتا ہے تب اس کے اس فعل پر خدا کی طرف سے ایک فعل مترتب ہوتا ہے جس کا نام انعام ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے: **وَمَا سَكَّهَلَا مَا هُوَ**
إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ
 یعنی اسے ہمارے خدا زمین اپنی سیدھی راہ دکھلا اُن لوگوں کی راہ جن پر تو نے انعام کیا ہے اور اپنی خاص عنایات سے مخصوص فرمایا ہے۔ حضرت احمدیت میں یہ قاعدہ ہے کہ جب نصیحت مقبول ہو جاتی ہے تو اس پر ضرور کوئی انعام مترتب ہوتا ہے چنانچہ خوارق اور نشان جنکی دوسرے لوگ نظیر پیش نہیں کر سکتے یہ بھی خدا تعالیٰ کے انعام ہیں جو خاص بندوں پر ہوتے ہیں

اسے گرفتار ہوا اور ہمہ اوقات حیوۃ	یا چنین نفس سید چون مدت زود عو
گرنواں صدق بورزی کہ بورزید کلیم	عجے نیست اگر غرق شود فرعونے

اب خلاصہ اس تمام کلام کا یہ ہے کہ کسی کو بجز درجہ مالشہ کے پاک اور مطہر روحی کا انعام نہیں مل سکتا اور اس انعام کو پانے والے وہ لوگ ہوتے ہیں جو اپنی ہستی سے مر جلتے ہیں اور خدا تعالیٰ سے ایک نئی زندگی پاتے ہیں اور اپنے نفس کے تمام تعلقات توڑ کر خدا تعالیٰ سے کامل تعلق پیدا کر لیتے ہیں۔ تب ان کا وجود منظر تجلیات الہیہ ہو جاتا ہے اور خدا اُن سے محبت کرتا ہے اور وہ ہزار اپنے تئیں پوشیدہ کریں مگر خدا تعالیٰ انکو ظاہر کرنا چاہتا ہے اور وہ نشان اُن سے ظاہر ہوتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ اُن سے محبت کرتا ہے ورنہ اُن کا کسی بات میں مقابلہ نہیں کر سکتی کیونکہ ہر ایک راہ میں خدا اُن کے ساتھ ہوتا ہے اور ہر ایک میدان میں خدا کا ہاتھ اُن کو مدد دیتا ہے۔ ہزار نشان اُن کی تائید اور نصرت میں ظاہر ہوتے ہیں اور ہر ایک جوان کی دشمنی سے باز نہیں آتا آخر وہ بڑی نالت کیساتھ ہلاک کیا جاتا ہے۔ کیونکہ خدا کے نزدیک اُن کا دشمن خدا کا دشمن ہے۔ خدا علیم ہے اور ہر ہستی کے کام کرتا ہے لیکن ہر ایک جو اُن کی دشمنی سے باز نہیں آتا اور عدا اِید پر

کمر بستہ ہے خدا اُس کے ہتھ پکڑ کر لے کر گیا کہ جیسا کہ ایک مادہ شیعہ کا کوئی اُس کے
 بچہ کو مارنے کے لئے قصد کرے غضب اور جوش کے ساتھ اُس پر حملہ کرتی ہو اور نہیں چھوڑتی
 جب تک اُس کو ٹھیک نہ کر دے۔ خدا کے پیار اور دوست ایسی مصیبتوں کے وقت میں
 ہی شانت کٹھ جاتے ہیں جب کوئی اُن کو دکھ دینا چاہتا ہے اور اُس ایذا پر اصرار کرتا ہو اور باز
 نہیں آتا تب خدا صاعقہ کی طرح اُس پر گرتا ہے اور طوفان کی طرح اپنے غضب کے حلقہ میں اُس کو لپیٹ
 لیتا ہے اور بہت جلد ظاہر کر دیتا ہے کہ وہ اُس کے ساتھ ہے۔ جس طرح تم دیکھتے ہو کہ آفتاب کی روشنی
 اور گرم شب چراغ کی روشنی میں کوئی اشتباہ نہیں ہو سکتا اسی طرح وہ نور جو انکو دیا جاتا ہے اور
 وہ نشان جو اُن کیلئے ظاہر کئے جاتے ہیں اور وہ روحانی نعمتیں جو اُن کو عطا ہوتی ہیں۔
 اُن کے ساتھ کسی کا اشتباہ واقع نہیں ہو سکتا اور اُن کی نظیر کسی فرد میں پائی نہیں جاتی۔
 خدا اُن پر نازل ہوتا ہے اور خدا کا عرش اُن کا دل ہو جاتا ہے اور وہ ایک اور چیز بن جاتی
 ہیں جسکی تک دنیا نہیں پہنچ سکتی۔

اور یہ سوال کہ کیوں خدا اُن سے ایسا تعلق پکڑ لیتا ہے اِس کا یہ جواب ہو کہ خدا نے
 انسان کی ایسی فطرت رکھی ہے کہ وہ ایک ایسے ظرف کی طرح ہے جو کسی قسم کی محبت سے خالی نہیں
 رہ سکتا اور خلا یعنی خالی رہنا اُس میں محال ہے پس جب کوئی ایسا دل ہو جاتا ہے کہ نفس
 کی محبت اور اُسکی آرزوؤں اور دنیا کی محبت اور اُسکی تشاؤن سے بالکل خالی ہو جاتا ہو
 اور فی محبتوں کی آلائشوں سے پاک ہو جاتا ہے تو ایسے دل کو جو غیر کی محبت سے خالی
 ہو چکا ہے خدا تعالیٰ تجلیات حسن جمال کے ساتھ اپنی محبت سے پُر کر دیتا ہے تب دنیا اُس سے
 دشمنی کرتی ہے کیونکہ دنیا شیطان کے سایہ کے نیچے چلتی ہے اس لئے وہ راستہ از سے
 پیار نہیں کر سکتی۔ مگر خدا اُس کو ایک بچہ کی طرح اپنے کنارِ عاطفت میں لے لیتا ہے اور اُسکو
 لئے ایسی ایسی طاقت الوہیت کے کام رکھتا ہے جس سے ہر ایک دیکھنے والے کی نگاہ
 کو چہرہ خدا کا نظر آ جاتا ہے۔ پس اُس کا وجود خدا نا ہوتا ہے جس سے پتہ لگتا ہے کہ خدا موجود ہے۔

اور یاد رہے کہ جیسا کہ تیسری قسم کے لوگوں کی خواہش نہایت صاف ہوتی ہیں اور پیش گوئیاں انکی تمام دنیا سے بڑھ کر صحیح نکلتی ہیں اور نیز وہ عظیم الشان امور کے متعلق ہوتی ہیں۔ اور اس قدر انکی کثرت ہوتی ہے کہ گویا ایک سمندر ہے۔ ایسا ہی انکو معارف اور حقائق بھی کیفیت اور کثرت میں تمام نبی نوح سے بڑھ کر ہوتے ہیں اور خدا کے کلام کے متعلق وہ معارف صحیحہ انکو سوجھتے ہیں جو دوسروں کو نہیں سوجھ سکتے۔ کیونکہ وہ مروج القدس سے مدد پاتے ہیں اور جس طرح اون کو ایک زندہ دل دیا جاتا ہے اسی طرح انکو ایک بان عطا کی جاتی ہے۔ اور ان کے معارف حال کے چشمہ میں سے نکلتے ہیں نہ محض قال کے گندہ کی طرح سے اور انسانی فطرت کی تمام عمدہ شاخیں ان میں پائی جاتی ہیں اور اسی کے مقابل پر تمام قسم کی نصرت بھی انکو عطا ہوتی ہے۔ ان کے سینے کھولے جاتے ہیں اور ان کو خدا کی راہ میں ایک غیر معمولی شجاعت بخشی جاتی ہے وہ خدا کے لئے موت سے نہیں ڈرتے اور آگ میں جل جانے سے خوف نہیں کرتے۔ ان کے دودھ سے ایک دنیا سیلاب ہوتی ہے اور کمزور دل قوت پکڑتے ہیں۔ خدا کی رضا جوئی کے لئے ان کے دل قربان ہوتے ہیں وہ انہی کے ہو جاتے ہیں اسی لئے خدا نکلا ہو جاتا ہے اور جب وہ اپنے سارے دل سے خدا کی طرف جھکتے ہیں تو خدا اسی طرح ان کی طرف جھکتا ہے کہ ہر ایک کو پتہ لگ جاتا ہے کہ ہر میدان میں خدا ان کی پاسداری کرتا ہے و حقیقت خدا کے لوگوں کو کوئی شناخت نہیں کر سکتا۔ مگر وہی قادر خدا جسکی دلوں پر نظر ہے پس جس دل کو وہ دیکھتا ہے کہ سچ مچ اسکی طرف آگیا اس کیلئے عجیب عجیب کام دکھلاتا ہے اور اسکی مدد کے لئے ہر ایک راہ میں کھڑا ہو جاتا ہے۔ وہ اس کے لئے وہ قدر میں دکھلاتا ہے جو دنیا پر غنی ہیں۔ اور اس کے لئے ایسا غیرت مند ہو جاتا ہے کہ کوئی خویش اپنے خویش کیلئے ایسی غیرت دکھلا نہیں سکتا اپنے علم میں سے اسکو علم دیتا ہے اور اپنی عقل میں سے اسکو عقل بخشتا ہے اور اسکو اپنے لئے ایسا محو کر دیتا ہے کہ دوسرے

تمام لوگوں سے اُس کے تعلقات قطع ہو جاتے ہیں۔ ایسے لوگ خدا کی محبت میں مگر
ایک نیا تولد پاتے ہیں اور فنا ہو کر ایک نئے وجود کے وارث بنتے ہیں۔ خدا ان کو غیر دن
کی آنکھ سے ایسا ہی پوشیدہ رکھتا ہے جیسا کہ وہ آپ پوشیدہ ہے۔ مگر پھر بھی اپنی چہرہ
کی چمک ان کے مونہ پر ڈالتا ہے اور اپنا نور انکی پیشانی پر برساتا ہے جس سے وہ پوشیدہ
نہیں رہ سکتے۔ اور ان پر جب کوئی مصیبت آوے تو وہ اُس کو پہنچے نہیں جتنے بلکہ آگے
قدم بڑھاتے ہیں۔ اور ان کا آج کا دن کل کے دن سے جو گزر گیا معرفت اور محبت میں
زیادہ ہوتا ہے اور ہر ایک دم محبتانہ تعلق ان کا ترقی میں ہوا کرتا ہے اور انکی شدت محبت
اور توکل و تقویٰ کی وجہ سے انکی دعائیں رد نہیں ہوتیں اور وہ ضائع نہیں کی جاتیں
کیونکہ وہ خدا کی رضا جوئی میں گم ہو جاتے ہیں اور اپنی رضا ترک کر دیتے ہیں اس لئے خدا بھی
انکی رضا جوئی کرتا ہے۔ وہ نہان و رہنما ہوتے ہیں۔ دنیا ان کو شناخت نہیں کر سکتی
کیونکہ وہ دنیا سے بہت دور چلے جاتے ہیں اور ان کے ارد گرد میں سرسری راہیں نکال دیتے
ہلاک ہو جاتے ہیں۔ نہ دوست انکی حقیقت تک پہنچ سکتا ہے نہ کوئی دشمن کیونکہ وہ اختیار
کی چادر کے اندر مخفی ہوتے ہیں۔ کون انکی پوری حقیقت جانتا ہے مگر وہی جس کے جذبات
محبت میں وہ سرست ہیں وہ ایک قوم ہے جو خدا نہیں مگر خدا سے ایک دم ہی الگ نہیں۔
وہ سب سے زیادہ خدا سے ڈرنے والے۔ سب سے زیادہ خدا سے وفا کرنے والے۔ سب سے زیادہ
خدا کی راہ میں صدق اور استقامت دکھلانے والے۔ سب سے زیادہ خدا پر توکل کرنے والے۔ سب سے
زیادہ خدا کی رضا کو ڈھونڈنے والے۔ سب سے زیادہ خدا کا ساتھ اختیار کرنے والے۔ سب سے زیادہ
اپنے رب عزیز سے محبت کرنے والے ہیں اور تعلق با بعد میں انکا اُس جگہ تک دم نہ جہاں تک
انسانی نظریں نہیں پہنچتیں اس لئے خدا ایک ایسی خارق عادت نصیب کے ساتھ ان کی طرف دھرتا ہے
کہ گویا وہ اسی خدا ہے۔ اور وہ کام ان کے لئے دکھلاتا ہے کہ جب دنیا پیدا ہوئی کتنی کیے اُس نے
دکھلائے نہیں ۴

باب چہارم

اپنے حالات کے بیان میں یعنی اس بات کے بیان
میں کہ خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم نے مجھ کو ان
اقسام ملائکہ میں سے کس قسم میں
داخل فرمایا ہے



خدا تعالیٰ اثبات کو جانتا ہے اور وہ ہر ایک اور پہچانتا ہے۔ سب سے زیادہ چیز جو اس کے
راہ میں مجھے سب سے پہلے دی گئی وہ قلب سلیم تھا۔ یعنی ایسا دل کہ حقیقی تعلق اس کا بجز
خدا سے عزوجل کے کسی چیز کے ساتھ نہ تھا۔ میں کسی زمانہ میں جو ان ملائکہ میں بوجھ گیا۔
مگر میں نے کسی حصہ عمر میں بجز خدا سے عزوجل کسی کے ساتھ اپنا حقیقی تعلق نہ پایا۔ اگرچہ روحانی
صاحب نے میرے لئے ہی یہ دو شعر بنائے تھے: ۵

من زہر جمعیتے نالاں شدم جفت خوشحال بن بد حالان شدم
ہر کسی از طین خود شد یار من و از درون من نجست اسرار من
اگرچہ خدا نے کسی چیز میں میرے ساتھ کمی نہیں رکھی اور اس درجہ تک ہر ایک نعمت اور راحت
مجھے عطا کی کہ میرے دل اور زبان کو یہ طاقت ہرگز نہیں کہ میں اس کا شکر ادا کر سکوں تاہم
میری فطرت کو اس نے ایسا بنایا ہے کہ میں دنیا کی فانی چیزوں سے ہمیشہ دل برداشتہ
رہا ہوں۔ اور اس زمانہ میں بھی جبکہ میں اس دنیا میں ایک نیا مسافر تھا اور میرے بالغ ہونے
کے ایام ابھی تھوڑے تھے میں اس پیش نسبت سے غالی نہیں تھا جو خدا سے عزوجل سے
ہونی چاہئے اور اسی پیش محبت کی وجہ سے میں ہرگز کسی ایسے مذہب پر اپنی ہمتیں نہ کر سکتا تھا

عقابہ خدا تعالیٰ کی عظمت اور وحدانیت کے برخلاف تھے یا کسی قسم کی توہین کو مستلزم تھے یہی وجہ ہے کہ عیسائی مذہب مجھ پسند نہ آیا کیونکہ اس کے ہر ایک قدم میں خدا کے عزوجل کی توہین ہے ایک عاجز انسان جو اپنے نفس کی بھی مدد نہ کر سکا اُس کو خدا ٹھہرایا گیا۔ اور اسی کو خالق السموات والارض سمجھا گیا۔ دنیا کی بادشاہت جو آج ہے اور کل نابود ہو سکتی ہے اس کے ساتھ دولت جمع نہیں ہو سکتی۔ پھر خدا کی حقیقی بادشاہی کے ساتھ اتنی دولتیں کیوں جمع ہو گئیں کہ وہ قید میں ڈالا گیا اس کو کوڑے لگے۔ اور اسکے منہ پر تھوکا گیا۔ اور آخر قبول عیسائیوں کے ایک لعنتی موت اُس کے حصہ میں آئی جس کے بغیر وہ اپنے بندوں کو نجات نہیں دے سکتا تھا کیا ایسے کمزور خدا پر کچھ بھروسہ ہو سکتا ہے اور کیا خدا بھی ایک فانی انسان کی طرح مرجاتا ہے اور پھر صرف جان نہیں بلکہ اسکی عصمت اور اسکی مان کی عصمت پر بھی یہودیوں نے تپا پاک تہمتیں لگائیں اور کچھ بھی اُس خدا سے نہ ہو سکا کہ زبردست طاقتیں دکھلا کر اپنی بریت ظاہر کرنا پس ایسے خدا کا ماننا عقل تجویز نہیں کر سکتی۔ جو خود مصیبت زدہ ہونے کی حالت میں مر گیا اور یہودیوں کا کچھ بھی بچاؤ نہ سکا اور یہ کہنا کہ اس نے عدا اپنے تئیں صلیب پر چڑھایا۔ تا اور کی امت کے گناہ بخشے جائیں اس سے زیادہ کوئی یہودہ خیال نہیں ہوگا جس شخص نے تمام رات اپنی جان بچانے کیلئے دو رو کر ایک باغ میں دعا کی اور وہ بھی منظور نہ ہوئی۔ اور پھر گھبراہٹ اس قدر اُس پر غالب آئی کہ صلیب پر چڑھنے کے وقت ایلی ایلی ملے سقے کہہ کر اپنے خدا کو خدا کر کے پکارا اور اس شدت بقراری میں باپ کہنا بھی بھول گیا۔ کیا اسکی نسبت کوئی خیال کر سکتا ہے کہ اس نے اپنی مرضی سے جان دی۔ عیسائیوں کے اس متناقض بیان کو کون سمجھ سکتا ہے کیا ایک طرف تو یسوع کو خدا ٹھہرایا جاتا ہے۔ پھر وہی خدا کسی اور خدا کے آگے رو کر دعا کرتا ہے جبکہ تینوں خدا یسوع کے اندر ہی موجود تھے اور وہ ان سب کا مجموعہ تھا تو پھر اسنے کس کے آگے رو کر دعا کی۔ اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ عیسائیوں کے نزدیک ان تین خداؤں کے علاوہ کوئی اور بھی برت

یہ بات اس لائقِ موت پر مسیح خود راضی ہو گیا تھا جس دلیل سے رد ہو جاتی ہے کہ مسیح نے باغ میں رد و ردِ دعا کی کہ وہ یہاں اُس سے مل جائے اور پھر صلیب پر کھینچنے کے وقت جمعہ اور کھانکاک ایللی ایللی ہمارے مقصد تھے یعنی کہ

کلام کیا تھا تو دنیا مسیح کے خون سے نجات پاوی تو یہ وہم اس دلیل سے رد ہو جاتا ہے کہ اگر وہ حقیقت اُس دن رحمت الہی جوش میں آئی تو کیوں اُس دن سخت زلزلہ آیا یہاں تک کہ ہریکل کا پردہ پھٹ گیا اور کیوں سخت آندھی آئی اور سورج تاریک ہو گیا اس کا تو صریح معلوم ہے کہ خدا تعالیٰ مسیح کو صلیب پر ملت ناراض تھا جسکی وجہ سے چالیس برس تک خدا نے یہودیوں کو کھینچا نہ چھوڑا اور وہ طمع طمع کے

کی معرفت ملتی ہے اور انکی روشنی سے وہ روشنی حاصل کرتے ہیں اور جو کچھ ان کو دیا گیا وہ انکی پیروی سے سب کچھ پالیتے ہیں۔

مگر انسوس کہ عیسائی مذہب میں معرفت الہی کا دروازہ بند ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کی ہمسطحی پر مہر لگ گئی ہے اور آسمانی نشانوں کا خاتمہ ہو گیا ہے۔ پھر تازہ تازہ معرفت کس ذریعہ سے حاصل ہو۔ صرف قصوں کو زبان سے چاٹو۔ ایسے مذہب کے ایک عقلمند کیا کرے جس کا خدا ہی کمزور اور عاجز ہے اور جس کا سارا ار قصوں اور کہانیوں پر ہے۔

اسی طرح ہندو مذہب جسکی ایک شاخ آریہ مذہب ہے وہ سچائی کی حالت سے بالکل گرا ہوا ہے اُنہ کے نزدیک اس جہان کا ذرہ ذرہ قدیم ہے جن کا کوئی پیدا کرنے والا نہیں پس ہندوؤں کو اس خدا پر ایمان نہیں جس کے بغیر کوئی چیز ظہور میں نہیں آتی اور جس کے بغیر کوئی چیز قیام نہیں رہ سکتی۔ اور کہتے ہیں کہ ان کا پریشکر کسی کے گناہ معاف نہیں کر سکتا گویا اسکی اخلاقی حالت انسان کی اخلاقی حالت سے بھی گری ہوئی ہے جبکہ ہم اپنے گنہگاروں سے گناہ معاف کر سکتے ہیں اور اپنے نفوس میں ہم یہ قوت پاتے ہیں کہ جو شخص سچے دل سے اپنے قصور کا اعتراف کرے اور اپنے فعل پر سخت تاؤم ہو اور آئندہ کیلئے اپنے اندر ایک تبدیلی پیدا کرے اور نڈل اور انکسار سے ہمارے دل سے توبہ کرے تو ہم خوشی کے ساتھ اس کے گناہ معاف کر سکتے ہیں بلکہ معاف کرنے سے ہمارے اندر ایک خوشی پیدا ہوتی ہے تو پھر کیا وجہ کہ وہ ہمیشہ جو خدا ہونے کا دعوے کرتا ہے جس کے پیدا کردہ گنہگار ہیں اور ان کے گناہ کرنے کی طاقت میں بھی اسی کی طرف سوہن ہیں یہ عمدہ خلق نہیں اور جب تک کہ وہ گنہگاروں سے سال تک ایک گناہ کی سزا نہ دے خوش نہیں ہوتا۔ ایسے پریشکر کے ماتحت رہ کر کیونکر کوئی نجات پا سکتا ہے اور کیونکر کوئی ترقی حاصل کر سکتا ہے۔

غرض میں نے خوب غور سے دیکھا کہ یہ دونوں مذہب استبازی کے مخالف ہیں اور خدا تعالیٰ کی راہ میں جس قدر ان مذہب میں روکین اور توسیدی پائی جاتی ہے میں سب کو

اس رسالہ میں لکھ نہیں سکتا۔ صرف بطور خلاصہ لکھتا ہوں کہ جو خدا جس کو پاک و عین تلاش کرتی ہیں اور جس کو پائے سے انسان اسی زندگی میں ہی نجات پا سکتا ہے اور اس پر انوارِ الہی کے دروازے کھل سکتے ہیں۔ اور اسکی کامل معرفت کے ذریعہ سے کامل محبت پیدا ہو سکتی ہے۔ اس خدا کی طرف یہ دونوں مذاہب رہبری نہیں کرتے اور ہلاکت کے گڑھے میں ڈال دیتے ہیں ایسا ہی ان کے مشابہ دنیا میں اور مذاہب بھی پائے جاتے ہیں مگر یہ سب مذاہب خدا سے واحد لا شریک تک نہیں پہنچا سکتے اور طالب کو تاریکی میں چھوڑتے ہیں یہ وہ تمام مذاہب ہیں جن میں غور کرنے کیلئے میں نے ایک بڑا حصہ خرچ کیا اور مہارت و دیانت اور تدبیر سے ان کے اصول میں غور کی۔ مگر سچو حق سے دور اور مہجور پایا۔ مان یہ مبارک مذاہب جس کا نام اسلام ہے وہی ایک مذاہب جو جو خدا تعالیٰ تک پہنچاتا ہے اور وہی ایک مذاہب ہے جو انسانی فطرت کے پاک تقاضاؤں کو پورا کرنا والا ہے یہ ظاہر ہے کہ انسان کی ایک ایسی فطرت ہے کہ وہ ہر ایک بات میں کمال کو چاہتا ہے۔ پس چونکہ انسان خدا تعالیٰ کے تقبہ ابدی کیلئے پیدا کیا گیا ہے اس لئے وہ اس بات پر رضی نہیں ہو سکتا کہ وہ خدا جسکی شناخت میں اسکی نجات ہو اسکی شناخت کے بارے میں صرف چند بیہودہ تصورات پر غور رکھئے اور وہ اندھا رہتا نہیں چاہتا بلکہ چاہتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی صفات کاملہ کے متعلق پورا علم پاوے گویا اسکو دیکھ لے۔ سو یہ خواہش اسکی محض اسلام کے ذریعہ سے پوری ہو سکتی ہے۔ اگرچہ بعض کی یہ خواہش نفسانی جذبات کے نیچے چھپ گئی ہے اور جو لوگ دنیا کی لذات کو چاہتے ہیں اور دنیا سے محبت کرتے ہیں وہ بوجہ سخت محبوب ہونے کے نہ خدا کی کچھ پروا رکھتے ہیں اور نہ خدا تعالیٰ کے وصال کے طالب ہیں کیونکہ دنیا کے بت کے آگے وہ سرنگون ہیں۔ لیکن اس میں کچھ شک نہیں کہ جو شخص دنیا کی بت سے رٹائی پائے اور دائمی اور سچی لذت کا طالب ہو وہ صرف تصورات والے مذاہب پر خوش نہیں ہو سکتا اور نہ اس سے کچھ تسلی پا سکتا ہے۔ ایسا شخص محض اسلام میں اپنی تسلی پا سکتا اسلام کا خدا کسی

اپنے فیض کا دروازہ بند نہیں کرتا بلکہ اپنے دونوں ہاتھوں سے بلارہا ہے کہ میری طرف آؤ۔ اور جو لوگ پورے زور سے اُسکی طرف دھڑکتے ہیں اُن کے لئے دروازہ کھولا جاتا ہے۔

سو میں نے محض خدا کے فضل سے نہ اپنے کسی ہنر سے اس نعمت کو کامل حصہ پایا ہے جو مجھ سے پہلے نبیوں اور رسولوں اور خدا کے برگزیدوں کو دی گئی تھی۔ اور میرے لئے اس نعمت کا نام لکھنا نہ تھا اگرچہ اپنے سید و مولیٰ فخر الانبیاء اور خیر الوری حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے راہوں کی پیروی نہ کرتا۔ سو میں نے جو کچھ پایا اُس پیروی سے پایا اور میں اپنے سچے اور کامل علم سے جانتا ہوں کہ کوئی انسان بجز پیروی اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا تک نہیں پہنچ سکتا اور نہ معرفت کا ملکہ حاصل پاسکتا ہے۔ اور میں اس جگہ یہ بھی بتلاتا ہوں کہ وہ کیا چیز ہے کہ سچی اور کامل پیروی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بعد سب باتوں سے پہلے دل میں پیدا ہوتی ہے سو یاد رہے کہ وہ قلب سلیم ہے یعنی دل سے دنیا کی محبت نکل جاتی ہے اور دل ایک ادبی اور لازوال لذت کا طالب ہو جاتا ہے پھر بعد اس کے ایک مصطفیٰ اور کامل محبت الہی باعث اس قلب سلیم کے حاصل ہوتی ہے اور یہ سب نعمتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے بطور وراثت ملتی ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔ یعنی اُن کو کہہ دے کہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو اؤ میری پیروی کرو خدا ہی تم سے محبت کرے بلکہ یک طرفہ محبت کا دعویٰ بالکل ایک جھوٹ اور لاف و گزاف ہے جب انسان سچے طور پر خدا تعالیٰ سے محبت کرتا ہے تو خدا بھی اُس سے محبت کرتا ہے تب زمین پر اس کے لئے ایک قبولیت پھیلائی جاتی ہے اور ہر اردن انسان کے دلوں میں ایک سچی محبت اُسکی ڈال دی جاتی ہے اور ایک قوت جذب اُس کو عنایت ہوتی ہے۔ اور ایک نور اُسکو دیا جاتا ہے جو ہمیشہ اُس کیساتھ ہوتا ہے جب ایک انسان سچے دل سے خدا سے

محبت کرتا ہے اور تمام دنیا پر اس کو اختیار کر لیتا ہے اور غیر اس کی عظمت اور بجا ہر ت
 اس کے دل میں باقی نہیں رہتی بلکہ سب کو ایک مے ہوئے کپڑے سے بھی بستر سمجھتا
 تب خدا جو اس کے دل کو دیکھتا ہے ایک بھاری تجلی کے ساتھ اُس پر نازل ہوتا ہے اور جس
 طرح ایک صاف آئینہ میں جو آفتاب کے مقابل پر رکھا گیا ہے آفتاب کا عکس ایسے
 پورے طور پر پڑتا ہے کہ مجاز اور استعارہ کے رنگ میں کہہ سکتے ہیں کہ وہی آفتاب
 جو آسمان پر ہے اس آئینہ میں بھی موجود ہے۔ ایسا ہی خدا ایسے دل پر اترتا ہے اور اُس کے
 دل کو اپنا عرش بنا لیتا ہے۔ یہی وہ امر ہے جس کیلئے انسان پیدا کیا گیا ہے۔ پہلی کتابوں
 میں جو کامل راستبازوں کو خدا کے بیٹے کر کے بیان کیا گیا ہے اس کے بھی یہ معنی نہیں ہیں
 کہ وہ حقیقت خدا کے بیٹے ہیں۔ کیونکہ یہ تو کفر ہے اور خدا بیٹوں اور بیٹیوں سے پاک ہے
 بلکہ یہ معنی ہیں کہ ان کامل راستبازوں کے آئینہ صافی میں عکس طور پر خدا نازل ہوا تھا
 اور ایک شخص کا عکس جو آئینہ میں ظاہر ہوتا ہے استعارہ کے رنگ میں گویا وہ بیکار ہوتا ہے
 کیونکہ جیسا کہ بیٹا باپ سے پیدا ہوتا ہے ایسا ہی عکس اپنے اصل سے پیدا ہوتا ہے پس جبکہ
 ایسے دل میں جو نہایت صافی ہے اور کوئی کدورت اُس میں باقی نہیں رہی تجلیات الہیہ
 کا انعکاس ہوتا ہے تو وہ عکس تصویر استعارہ کے رنگ میں اصل کیلئے بطور بیٹے کے
 ہو جاتی ہے۔ اسی بناء پر تورات میں کہا گیا ہے کہ یعقوب میرا بیٹا بلکہ میرا پہلا بیٹا ہے
 اور عیسے ابن مریم کو جو انجیلوں میں بیٹا کہا گیا۔ اگر عیسائی لوگ اسی حد تک کھڑے رہتے
 مگر جیسے ابراہیم اور اسحاق اور اسمعیل اور یعقوب اور یوسف اور موسیٰ اور داؤد اور
 سلیمان وغیرہ خدا کی کتابوں میں استعارہ کے رنگ میں خدا کے بیٹے کہلائے ہیں
 ایسا ہی عیسے بھی ہے تو ان پر کوئی اعتراض نہ ہوتا۔ کیونکہ جیسا کہ استعارہ کے رنگ میں
 ان نبیوں کو پہلے نبیوں کی کتابوں میں بیٹا کر کے پکارا گیا ہے ہمارے نبی صلی اللہ
 علیہ وسلم کو بعض پیشگوئیوں میں خدا کر کے پکارا گیا ہے اور اصل بات یہ ہے کہ وہ تمام

نہی خدا تعالیٰ کے بیٹے ہیں اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا ہیں۔ بلکہ یہ تمام ہفتائے
 ہیں محبت کے پیارے ہیں۔ ایسے الفاظ خدا تعالیٰ کی کلام میں بہت ہیں حب انسان خدا
 تعالیٰ کی محبت میں ایسا محو ہوتا ہے جو کچھ بھی نہیں رہتا تب اسی فنا کی حالت میں یہ
 الفاظ بولے جاتے ہیں۔ کیونکہ اس حالت میں ان کا وجود درمیان نہیں ہوتا جیسا کہ
 اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **قُلْ يُعْبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا**
مِنْ رَّحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا یعنی ان لوگوں کو کہہ کہ اسے
 میرے بند و خدا کی رحمت سے نومیدیت ہو خدا تمام گناہ بخش دے گا۔ اب دیکھو اس جگہ
يَا عِبَادَ اللَّهِ کی جگہ **يَا عِبَادِيَ** کہہ دیا گیا حالانکہ لوگ خدا کے بند ہیں نہ آنحضرت صلی
 علیہ وسلم کے بند۔ مگر یہ استعارہ کے رنگ میں بولا گیا۔

ایسا ہی فرمایا **إِنَّ الَّذِينَ يَبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ**
 یعنی جو لوگ تیری بیعت کرتے ہیں وہ درحقیقت خدا کی بیعت کرتے ہیں یہ خدا کا ہاتھ ہے
 جو ان کے ہاتھوں پر ہے۔ اب ان تمام آیات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ خدا کا
 ہاتھ ٹھہرایا گیا۔ مگر ظاہر ہے کہ وہ خدا کا ہاتھ نہیں ہے۔

ایسا ہی ایک جگہ فرمایا **فَاذْكُرُوا اللَّهَ كَذِكْرِكُمْ آبَاءَكُمْ وَأَسَدِّ ذِكْرًا**
 پس تم خدا کو یاد کرو جیسا کہ تم اپنے باپوں کو یاد کرتے ہو۔ پس اس جگہ خدا تعالیٰ کو باپ کے ساتھ
 تشبیہ دی اور استعارہ بھی صرف تشبیہ کی حد تک ہے۔

ایسا ہی خدا تعالیٰ نے یہودیوں کا ایک قول بطور حکایت عن الیہود قرآن شریف
 میں ذکر فرمایا ہے اور وہ قول یہ ہے کہ **خَنَّا بَنَاءُ اللَّهِ وَآحِبَّاءُهُ** یعنی ہم خدا کے پیٹے
 اور اس کے پیارے ہیں۔ اس جگہ انہار کے لفظ کا خدا تعالیٰ نے کچھ رو نہیں کیا کہ تم
 کفر کیجئے ہو بلکہ یہ فرمایا کہ اگر تم خدا کے پیارے ہو تو پھر وہ تمہیں کیوں عذاب دیتا ہے اور
 انہار کا دوبارہ ذکر بھی نہیں کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہودیوں کی کتابوں میں خدا کے پیاروں کو

بٹا کر کے بھی پکارتے تھے ۔

اب اس تمام بیان سے ہماری غرض یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا کسی کے ساتھ پیا کرنا اس بات سے مشروط کیا ہے کہ ایسا شخص نہضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرے۔ چنانچہ میرا یہ ذاتی تجربہ ہے کہ نہضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچے دل سے پیروی کرنا اور آپ سے محبت رکھنا انجام کار انسان کو خدا کا پیارا بنا دیتا ہے۔ اس طرح ہر کہ خود اسکے دل میں محبت الہی کی ایک سوزش پیدا کر دیتا ہے۔ تب ایسا شخص ہر ایک چیز سے دل برداشتہ ہو کر خدا کی طرف جھک جاتا ہے اور اسکا انس و شوق صرف خدا تعالیٰ سے مانتی رہ جاتا ہے تب محبت الہی کی ایک خاص شعلی اُس پر پڑتی ہے اور اس کو ایک پورا رنگ عشق اور محبت کا دیکر قوی جذبہ کے ساتھ اپنی طرف کھینچ لیتی ہے۔ تب جذبات نفسانیہ پر وہ غالب آ جاتا ہے اور اسکی تائید اور نصرت میں ہر ایک پہلو سے خدا تعالیٰ کے خارق عادت افعال نشانوں کے رنگ میں ظاہر ہوتے ہیں۔

یہ تو کسب اور سلوک کی ہمنے ایک مثال بیان کی ہے لیکن بعض اشخاص ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے علاج میں کسب اور سلوک اور مجاہدہ کو کچھ دخل نہیں بلکہ ان کی شکم ماورین ہی ایک ایسی تباہی ہوتی ہے کہ فطرتاً بنیہذریعہ کسب اور سعی اور مجاہدہ کے وہ خواہ سے محبت کرتے ہیں اور اس کے رسول یعنی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایسا دن کو روحانی تعلق ہو جاتا ہے جس سے بڑھ کر ممکن نہیں اور پھر جیسا جیسا ان پر راز گذرتا ہے وہ اندرونی آگ عشق اور محبت الہی کی بڑھتی جاتی ہے اور ساتھ ہی محبت رسول کی آگ نرغی پکڑتی ہے۔ اور ان تمام امور میں خدا ان کا مستولی اور تکفل ہوتا ہے اور جب وہ محبت اور عشق کی آگ انتہا تک پہنچ جاتی ہے تب وہ نہایت بتغیراری اور دردمندی سے چاہتے ہیں کہ خدا کا جلال زمین پر ظاہر ہو اور اسی میں انکی لذت اور یہی انکا آخری مقصد ہوتا ہے۔ تب ان کیلئے زمین پر خدا تعالیٰ کے نشان ظاہر ہوتے ہیں اور خدا تعالیٰ کسی کیلئے اپنے عظیم الشان

اگر کوئی کہے کہ غرض تو اعمال صالحہ بجالانا ہے تو پھر ناجی اور مقبول نیز کیلئے پیروی کی کیا ضرورت جو ان کا جواب یہ ہے کہ اعمال صالحہ کا صدور ہونا خدا تعالیٰ کی توفیق پر موقوف ہے۔ پس جبکہ خدا تعالیٰ نے ایک کو اپنی عظیم الشان مصیحت سے مامور کر دیا اور اسکی

اگر کوئی کہے کہ غرض تو اعمال صالحہ بجالانا ہے تو پھر ناجی اور مقبول نیز کیلئے پیروی کی کیا ضرورت جو ان کا جواب یہ ہے کہ اعمال صالحہ کا صدور ہونا خدا تعالیٰ کی توفیق پر موقوف ہے۔ پس جبکہ خدا تعالیٰ نے ایک کو اپنی عظیم الشان مصیحت سے مامور کر دیا اور اسکی

نشان ظاہر نہیں کرنا اور کسی کو آیت و زمانہ کی عظیم الشان خبریں نہیں دیتا۔ مگر انہیں کو جو اس کے
عشق و محبت میں محو ہوتے ہیں اور اسکی توحید اور جلال کے ظاہر ہونے کیلئے خواہ ان ہوتے ہیں جیسا کہ وہ
خود ہوتا ہے۔ بات انہیں سے مخصوص ہے کہ حضرت الوہیت کے خاص اسرار ان پر ظاہر ہوتے ہیں
اور غیب کی باتیں کمال صفائی سے ان پر منکشف کی جاتی ہیں اور یہ خاص عزت دوسرے
کو نہیں دی جاتی۔

شاید ایک نادان خیال کرے کہ بعض عام لوگوں کو کبھی کبھی سچی خوابیں آ جاتی ہیں۔ بعض
مرد یا عورتیں دیکھتے ہیں کہ کسی کے گھر میں لڑکی یا لڑکا پیدا ہوا تو وہی پیدا ہو جاتا ہے۔ اور بعض
کو دیکھتے ہیں کہ وہ مر گیا تو وہ مر بھی جاتا ہے یا بعض ایسے ہی چھوٹے چھوٹے واقعات دیکھ لیتے
ہیں تو وہ ایسے ہی ہو جاتے ہیں۔ تو میں اس دوسرے کا پہلے ہی جواب دوں یا ہوں کہ ایسے
واقعات کچھ چیز ہی نہیں ہیں اور نہ کسی نیک بخت کی ان میں شرط ہے بہت سی خبیث طبع اور
بدعاش بھی ایسی خوابیں اپنے لئے یا کسی اور کیلئے دیکھ لیتے ہیں۔ لیکن وہ امور جو خاص
طور کے غیب میں وہ خدا تعالیٰ کے خاص بندوں سے مخصوص ہیں۔ وہ لوگ عام لوگوں کی
خوابوں اور الہاموں سے بچا طور کا امتیاز رکھتے ہیں۔ ایک یہ کہ اکثر ان کے مکاشفات
نہایت صاف ہوتے ہیں اور شاذ و نادر مشتبہ ہوتا مگر دوسرے لوگوں کے مکاشفات اکثر گمراہ اور
مشتبہ ہوتے ہیں اور شاذ و نادر کوئی صاف ہوتا ہے دوسرے یہ کہ وہ عام لوگوں کی نسبت
اس قدر کثیر الوقوع ہوتے ہیں کہ اگر مقابلہ کیا جائے تو وہ مقابلہ ایسا فرق رکھتا ہے جیسا کہ ایک
بادشاہ اور ایک گدا کے مال کا مقابلہ کیا جائے تمیر سے ان سے ایسے عظیم الشان نشان
ظاہر ہوتے ہیں کہ کوئی دوسرا شخص انکی نظیر پیش نہیں کر سکتا۔ چوتھے ان کے نشانوں میں
قبولیت کے نوسے اور علامتیں پائی جاتی ہیں اور محبوب حقیقی کی محبت اور نصرت کے آثار ان میں
نمودار ہوتے ہیں اور صریح دکھائی دیتا ہے کہ وہ ان نشانوں کے ذریعہ ان مقبول کی عزت اور تہ کو دنیا
پر ظاہر کرنا چاہتا ہے اور انکی وجاہت و درن میں بٹھانا چاہتا ہے مگر جن کا خدا سے کمال تعلق

میری بددعا کا اثر ہوا۔ اور بعض نشان اس قسم کے ہیں جو میری دعا سے بعض خطرناک بیماریوں سے شفا پائی اور ان کی شفا کی پہلی خبر دی گئی۔ اور بعض نشان اس قسم کے ہیں جو میرے لئے اور میری تصدیق کیلئے عام طور پر خدا نے حوادث ارضی یا سماوی ظاہر کئے۔ اور بعض نشان اس قسم کے ہیں جو میری تصدیق کیلئے بڑے بڑے ممتاز لوگوں کو جو شاہرہ فقاہین سے تھے خوابین آئین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا جیسے سجادہ نشین صاحب العلم سندھ جن کے مرید ایک لاکھ کے قریب تھے اور جیسے خواجہ غلام فرید صاحب چاچران شاہ اور بعض نشان اس قسم کے ہیں کہ ہزار ہا انسانوں نے محض اس وجہ سے میری بیعت کی کہ خواب میں ان کو بتدایا گیا کہ یہ سچا ہے اور خدا کی طرف سے ہے اور بعض نے اس وجہ سے بیعت کی کہ آنحضرت کو خواب میں دیکھا اور آپ نے فرمایا کہ دنیا ختم ہونے کو ہے اور یہ خدا کا آخری خلیفہ اور مسیح موعود ہے۔ اور بعض نشان اس قسم کے ہیں جو بعض اکابر نے میری پیشانی پر لکھا ہے۔

۴ میرا نام لیکر میرے بیچ ہو دھونے کی خبر دی جیسے نعمت اللہ دلی اور میان گلاب شاہ ساکن جالبہ خلع بدایہ اور بعض نشان اس قسم کے ہیں جن کا دامن ہر ایک قوم کے مقابل پر اور ہر ایک ملک تک اور ہر ایک زمانہ تک وسیع چلا گیا ہے اور وہ سلسلہ مبالغہات ہیں جس کے بہت سے نمونے دنیا کے دیکھ لئے ہیں اور میں کافی مقدار دیکھنے کے بعد مبالغہ کی رسم کو اپنی طرف سے ختم کر چکا ہوں لیکن ہر ایک جو مجھ کو کذاب سمجھتا ہے اور ایک سکار اور مغتری خیال کرتا ہے اور میرے وعدے مسیح موعود کے بارہ میں میرا کذب ہے اور جو کچھ مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے وحی ہوئی اسکو میرا افترا خیال کرتا ہے وہ خواہ مسلمان کہلاتا ہو یا ہندو یا آریہ یا کسی اور مذہب کا پابند ہو اسکو بہر حال اختیار ہے کہ اپنی طور پر مجھے مقابل پر رکھ کر تحریر مبالغہ شائع کرے یعنی خدا تعالیٰ کے سامنے تم قرار چند انہاروں میں شائع کرے کہ میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھ پر یہ بصیرت کامل طور پر حاصل ہے کہ یہ شخص (اس جگہ تصریح سے میرا نام لکھو) مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتا ہے و حقیقت کذاب ہے اور یہ الہام جنہیں سے بعض اُس نے اس کتاب میں لکھو میں

بعد فوت ہو گیا اور کس طرح چراغ دین جنوں والے نے اپنے طور سے مبالغہ کیا اور لکھا کہ ہم دونوں میں سے جھوٹے کو خدا پاک کرے اور پھر اس سے صرف چند روز بعد طاعون سے مع اپنے دونوں لڑکوں کے ہلاک ہو گیا۔ منگل

میرا ایک شخص غلام و مستگیر قصور کی کتاب کو دیکھ کر سمجھتا ہے کہ میں مسیح موعود ہوں اور اس سے اس کا دل بے چین ہو گیا اور اس نے اس کو کشتی میں ڈال دیا اور اس نے اس کو کشتی میں ڈال دیا اور اس نے اس کو کشتی میں ڈال دیا

یہ خدا کا کلام نہیں ہے بلکہ سب اُس کا افترا ہے اور میں اُسکو حقیقت اپنی کامل بصیرت اور کامل غور کے بعد اور یقین کامل کے ساتھ مغتری اور کذاب اور جال سمجھتا ہوں۔ پس خدا نے قادر اگر تیرے نزدیک یہ شخص صادق ہے اور کذاب اور مغتری اور کافر اور بدین نہیں ہے تو میرے پر اس تکذیب اور توہین کی وجہ سے کوئی عذاب شدید نازل کر دے۔ اُس کو عذاب میں مبتلا کر اُصاہین

ہر ایک کے لئے کوئی تازہ نشان طلب کرنے کیلئے یہ دروازہ کھلا ہے۔ اور میں اقرار کرتا ہوں کہ اگر اس ڈیوے مبالغہ کے بعد جس کو عام طور پر شہر کرنا ہوگا اور کم سے کم تین نامی اخباروں میں درج کرنا ہوگا۔ ایسا شخص جو اس نصیرج کے ساتھ قسم کھا کر مبالغہ کرے اور آسمانی عذاب سے محفوظ رہے تو پھر میں خدا کی طرف سے نہیں ہوں۔ اس مبالغہ میں کسی سیاد کی ضرورت نہیں یہ شرط ہے کہ کوئی ایسا امر نازل ہو جس کو دل محسوس کر لیں۔ اب چند الہام الہی ذیل میں مع ترجمہ لکھے جاتے ہیں جن کے لکھنے سے غرض یہ ہے کہ ایسے مبالغہ کرنے والے کیلئے یہ ضروری ہوگا کہ وہ خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر ان تمام میرے الہامات کو اپنے اس مضمون مبالغہ میں جسکو شایع کو لکھے اور ساتھ ہی یہ اقرار بھی شائع کرے کہ یہ تمام الہامات انسان کا افترا ہے خدا کا کلام نہیں ہے اور یہ بھی لکھے کہ ان تمام الہامات کو مینے غور سے دیکھ لیا ہے۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ انسان کا افترا ہے یعنی اس شخص کا افترا ہے اور اس پر کوئی الہام

خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل نہیں ہوا بالخصوص عبد الحکیم خان نام ایک شخص جو اسٹنٹ سرجن پیالہ ہے۔ جو بصیرت توڑ کر مرتد ہو گیا ہے خاص طور پر اس جگہ مخاطب ہے اب ہم وہ الہامات بطور نمونہ ذیل میں لکھتے ہیں اور وہ یہ ہیں

اسی ترتیب میں جو بار بار کی نگار کے مختلف ہو کیونکہ یہ قوت وحی الہی کے کسی کسی ترتیب کے بلکہ ترتیب کے لحاظ سے ہیں اور بعض فقرے ایسے ہیں کہ شاید متواتر نہ ہو یا اس سے بھی زیادہ دفعات نازل ہو ہیں پس اسوجہ سے انکی قرات ایک ترتیب نہیں اور شاید آئندہ بھی یہ ترتیب محفوظ نہ رہے کیونکہ عادت اللہ اسی طرح سے واقع ہے کہ سبکی پانچ فی کمرے کرے ہو کر زبان پر جاری ہوتی اور

اب جہار کی ترتیب میں جو بار بار کی نگار کے مختلف ہو کیونکہ یہ قوت وحی الہی کے کسی کسی ترتیب کے بلکہ ترتیب کے لحاظ سے ہیں اور بعض فقرے ایسے ہیں کہ شاید متواتر نہ ہو یا اس سے بھی زیادہ دفعات نازل ہو ہیں پس اسوجہ سے انکی قرات ایک ترتیب نہیں اور شاید آئندہ بھی یہ ترتیب محفوظ نہ رہے کیونکہ عادت اللہ اسی طرح سے واقع ہے کہ سبکی پانچ فی کمرے کرے ہو کر زبان پر جاری ہوتی اور

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

یا احمدا باریک اللہ فیک ما ازمیت اذ مریت

اے احمد خدا نے تجھ میں برکت رکھ دی ہے جو کچھ تو نے چلایا وہ تو نے نہیں چلایا

ولکن اللہ رحیم الرحمن علم القرآن لیثقل

بلکہ خدا نے چلایا خدا نے تجھے قرآن کھلایا یعنی اس کے صحیح معنی تجھ پر ظاہر کئے تاکہ تو ان

قومًا ما ائذین اباہم ولتستبین سبیل

ان لوگوں کو ڈراوے جن کو باپ دادے ڈرائے نہیں گئے اور تاکہ مجرموں کی راہ کھل جائے یعنی معلوم

المجرمین۔ قل انی امرت وانا اول المؤمنین

ہو جاؤ کہ کون تجھ سے برگشتہ ہوتا ہے۔ کہ میں خدا کی طرف سے مامور ہوں اور میں سب سے پہلا ایمان لایا ہوں

قل جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل کان

کہ حق آیا اور باطل بھاگ گیا۔ اور باطل بھاگنے والا ہی تھا

زهوقا۔ کل بركة من محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ہر ایک برکت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہے

فتبارک من علم وتعلم۔ وقالوا ان هذا الا

پس بڑا مبارک وہ ہے جس نے تعلیم دی اور جو تعلیم پائی۔ اور کہیں گے کہ یہ وحی نہیں ہے یہ کلمات تو انہی

اختلاق۔ قل الله ثم ذرهم فی خوضهم یلعبو

طرف سے بنائے ہیں۔ ان کو کہ وہ خدا جس نے یہ کلمات نازل کیے پھر ان کو لہو لعب کے خیالات میں چھوڑ دے

قل ان افتریة علی اجرام شدید

ان کو کہ اگر یہ کلمات میرا افتراء ہے اور خدا کا کلام نہیں تو پھر میں سخت سزا کے لائق ہوں۔

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا

اور اس انسان سے زیادہ تر کون ظالم ہے جس نے خدا پر افترا کیا اور جھوٹ باندھا۔

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ

خدا وہ خدا ہے جس نے اپنا رسول اور اپنا فرستادہ اپنی ہدایت و پیروی کے ساتھ بھیجا

الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ ۚ لَمْ يَدُلْ لِكَلِمَةٍ

تائید دین کو ہر قسم دین پر غالب کرے خدا کی باتیں پوری کہوتی ہیں کوئی ان کو بدل نہیں سکتا۔

يَقُولُونَ أَتَىٰ لَكَ هَذَا إِنَّ هَذَا لَاقْوَالُ الْبَشَرِ

اور لوگ کہیں گے کہ یہ مقام تنہا کہاں سے حاصل ہوا یہ جو الہام کر کے بیان کیا جاتا ہے تو انسان کا قول ہے

وَأَعَانَهُ عَلَيْهِ قَوْمٌ آخَرُونَ ۚ فَتَأْتُونَ السَّحَرِ

اور دوسروں کو بد سے بنایا گیا ہے۔ اے لوگو! کیا تم ایک فریقِ بدیدہ و دالستہ

وَأَنْتُمْ تُبْصِرُونَ ۚ هِيَ هَاتِ هِيَ هَاتِ لِمَا تُوعَدُونَ

پہناتے ہو جو کچھ تمہیں یہ شخص وعدہ دیتا ہے اس کا ہونا کب ممکن ہے

مِنْ هَذَا الَّذِي هُوَ مَهِينٌ جَاهِلٌ أَوْ مَجْنُونٌ ۚ

یہ شخص جو حقیر اور ذلیل ہے یہ تو جاہل ہے یا دیوانہ ہے جو ہلکا کے باتیں کرتا ہے۔

قُلْ عِنْدِي شَهَادَةٌ مِنَ اللَّهِ فَهَلْ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ

ان کو کہ کہ میرے پاس خدا کی گواہی ہے پس کیا تم قبول کرو گے یا نہیں

قُلْ عِنْدِي شَهَادَةٌ مِنَ اللَّهِ فَهَلْ أَنْتُمْ مُؤْمِنُونَ

پھر ان کو کہ کہ میرے پاس خدا کی گواہی ہے پس کیا تم ایمان لاؤ گے یا نہیں

وَلَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عَمَلًا مِنْ قَبْلِ أَنْ تَقُولُوا هَذَا مِنْ رَحْمَةِ رَبِّكَ ۚ

اور میں پہلے ہی تمہارے ساتھ رہا تھا کہ تم کہو یہ تو تمہارے رب کی رحمت سے ہے اور وہ اپنی

وَامْتَازُوا الْيَوْمَ أَيُّهَا الْمُجْرِمُونَ - جَاءَ الْحَقُّ وَهَزُوا

اسے مجرمو! آج تم الگ ہو جاؤ حق آیا اور باطل بھاگ

الْبَاطِلُ هَذَا الَّذِي كُنْتُمْ بِهِ تَسْتَعْجِلُونَ -

گیہ یہ قوی ہے جس کے بارے میں تم بلدی کرتے تھے۔

بِشَارَةِ تَلْقَاهَا السَّيِّئُونَ - أَنْتَ عَلَى بَيْتِكَ مَرْبُكٌ -

یہ وہ بشارت ہے جو نبیوں کو ملی تھی تو خدا کی طرف سے کھلی دھلی کے شافا ہوتا ہے

كَفِينَاكَ الْمُسْتَهْزِئِينَ - هَلْ أَنْبَعَكُمْ عَلَى مَنْ تَنْزِلُ

وہ لوگ جو تیرے پر ہنسی ٹھٹھا کرتے ہیں انکو لٹے ہم کافی ہیں کیا میں تمہیں تبتلاؤں کہ کرنا لوگوں پر شیطان

الشَّيَاطِينُ - تَنْزِيلٌ عَلَى كُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيمٍ - وَكَاتِبٌ

اُترا کرتے ہیں ہر ایک کذاب بدکار شیطان اُترتے ہیں اور تو خدا کی

مَنْ رَوْحَ اللَّهِ إِلَّا أَنْ رَوْحَ اللَّهِ قَرِيبٌ - إِلَّا أَنْ نَصْرَ

رحمت سے تو امید مت ہو خبردار چہرہ کہ خدا کی رحمت قریب ہے خبردار کہ خدا کی مدد

اللَّهُ قَرِيبٌ - يَأْتِيكَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٌ -

قریب ہے وہ مدد ہر ایک دور کی راہ تجھے پہنچے گی اور ایسی راہوں سے پہنچے گی کہ

يَأْتُونَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٌ -

لوگوں کے بہت چلنے سے جو تیری طرف پہنچے گہری راہوں سے کثرت سے لوگ تیری طرف آئیں گے کہ میں راہ پر وہ پہنچے

يَنْصُرُكَ اللَّهُ مِنْ عِنْدِهِ يَنْصُرُكَ رِجَالُ نُوحَى إِلَيْهِمْ

خدا اپنی طرف سے تیری مدد کرے گا تیری مدد وہ لوگ کریں گے جن کے دلوں میں ہم اپنی

مِنْ السَّمَاءِ - لَا مَبْدَلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ - قَالَ رَبِّكَ

طرف سے اہم کوئی گے۔ خدا کی باتیں مل نہیں سکتیں۔ یہ بارب فرماتا ہے۔

انه نازل من السماء ما يرضيك - انا ففتحنا لك

کہ ایک ایسا امر آسمان سے نازل ہوگا جس سے تو خوش ہو جائیگا۔ ہم ایک کھلی کھلی فتح تجھ کو

فتحاً مبیناً - فتح الولى فتح وقربناہ نجیاً -

دل کی فتح ایک بڑی فتح ہے اور ہم نے اسکو ایک ایسا قرب بخشا کہ ہرگز اپنا بدلہ

اشجع الناس ولو كان الايمان معلقاً بالثوب

وہ تمام لوگوں سے زیادہ بہادر ہے اور اگر ایمان ثریا سے معلق ہوتا تو وہ دین جا کر اسکو لے لیتا -

لنا له - انا را الله به انه - كنت كنزاً خفياً

خدا اسکی محبت روشن کرے گا۔ میں ایک خزانہ پوشیدہ تھا

فاحببت ان اعرف - يا قمر يا شمس انت منى وانا

پر مینے چاہا کہ ظاہر کیا جاؤں اسے چاند اور اسے سورج تو مجھ سے ظاہر ہوا اور

منك - اذا جاء نصر الله وانهى امر الزمان الدنيا

میں تجھ سے۔ جب خدا کی مدد آئے گی اور زمانہ ہماری طرف رجوع کرے گا

وانتهت كلمه ربك - اليس هذا بالحق - ولا تصغر

تجھ کا جیسا کہ کیا شخص جو بھیجا گیا حق پر نہ تھا اور چاہئے کہ تو مخلوق الہی کے لئے کبریت

لخلق الله ولا تدبر من الناس - ووسع مكانك

چھین چھین نہ ہو اور چاہئے کہ تو لوگوں کی کثرت ملاقات سے تھک نہ جائے۔ اور تجھ کو لازم ہے کہ اپنا مکان وسیع کر

ونبش الذين اذعنوا ان لا مرقد وصدق عند من

اور ایمان والوں کو خوش خبری دے کہ خدا کی حضور دین ان کا قدم صدق پر ہے

واقبل عليهم - وما اقول الا كما بينت لربك اصحاب الصفا

اور جو کچھ تیرے سب کی طرف سے تیرے پر وحی نازل کی گئی ہر وہ ان لوگوں کو سننا جو تیری جانب منظر منظر

وما ادرک ما اصحاب الصّفۃ - تریٰ اعینہم

اور تو کیا جانتا ہے کہ کیا ہیں صفہ کے رہنے والے تو دیکھ گاکر انکی آنکھوں سے

تفیض من الدّمع - یصلون علیک - ربنا اننا سمعنا

آنسو جاری ہوں گے وہ تیرے پروردگار سے ہیں گئے اور کہیں گے کہ اے ہمارے خدا

منادیا پیدا للایمان - وداعیّا الی اللہ وسراجا منیرا

ہم نے ایک منادی کر نیوالی آواز سنی ہے جو ایمان کی طرف بلاتا ہو اور خدا کی طرف بلاتا ہو اور ایک چمکتا ہوا چراغ

یا احمد فاضت الرحمة علی شفقتک انک باعیننا

اے احمد تیرے لبوں پر رحمت جاری کی گئی تو میری آنکھوں کے سامنے

سمیتک ملتو کل - یرفع اللہ ذکرك ویتمم نعمتک

میرے تیرا نام متوکل رکھا خدا تیرا ذکر بلند کر لگا اور اپنی نعمت تمنا

علیک فی الدنیا والاخرۃ - بومرکت یا احمد

اور آخرت میں تیرے پروردگار کوے گا - اے احمد تو برکت دیا گیا

وکان ما بارک اللہ فیک حقائقک - شانک عجیب

اور جو کچھ تجھے برکت دی گئی وہ تیرا ہی حق تھا تیری شان عجیب ہے

واجرک قریب - الارض والسما معک کما هو

اور تیرا اجر قریب ہے - آسمان اور زمین تیرے ساتھ ہیں جیسے کہ وہ میرے ساتھ ہیں

انت وجیہ فی حضرتی اخترتک لنفسی

تو میری درگاہ میں وجیہ ہے میں نے تجھے اپنے لئے چنا

سبحان اللہ تبارک وتعالیٰ مراد مجدک

خدا انتہی تک بڑا برکتوں والا اور بڑا بزرگ ہے وہ تیری بزرگی کو زیادہ کر لگا

يَنْقُطُ آبَاؤُكَ وَيَبْدُءُ مِنْكَ +

تیسرے باپ دادا کا ذکر منقطع ہو جائیگا اور تیسرے بعد سلسلہ خاندان کا تسلسلہ شروع ہوگا۔

وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُتْرِكَ حَتَّىٰ يُمِيزَ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ

اور خدا ایسا نہیں کہ تم کو وہ جوڑ دے جس تک کہ پاک اور پلید میں فرق کرنے کے نہ کہلانے

اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ هَذَا

اور جب خدا تعالیٰ کی مدد اور فتح آئیگی اور خدا کا وعدہ پورا ہوگا تب کہا جائیگا

الَّذِي كُنْتُمْ يَعْبُدُونَ ۚ اَرَدْتُ اَنْ اسْتَخْلَفَ فِخْلًا

کہ یہ وہی امر ہے جس کے لئے تم جلدی کرتے تھے۔ میں نے ارادہ کیا کہ اپنا خلیفہ بناؤں جو میرا

اَدَمُ ۚ دَنِي فَتَدَلِّي فَاَنْ قَابُ قَوْسَيْنِ اَوَادَنِي ۚ

اِسْرَافِہ کو سپرد کیا۔ وہ خدا سے نزدیک ہوا۔ پھر مخلوق کی طرف جھکا اور خدا اور مخلوق کے درمیان

يَحْيٰى الدِّينِ وَيَقْلِيْمُ الشَّرِيعَةِ ۚ يَا اٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ

ایسا ہو گیا جیسا کہ دو قوسوں کے درمیان کا خط ہوتا ہے۔ دین کو زندہ کر گیا اور شریعت کو قائم کیا اور

وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ ۚ يَا مَرْيَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ

تو اور میری دوست بہشت میں داخل ہو۔ اے مریم تو اور تیرے دوست بہشت میں داخل ہو۔

+ حاشیہ یاد رہے کہ ظاہری بزرگی اور وجاہت کے لحاظ سے اس خاکسار کا خاندان بہت

شہرت رکھتا تھا بلکہ اس زمانہ تک بھی کہ اس خاندان کی دینی شوکت زوال کے قریب

قریب تھی۔ میرے دادا صاحب کے اس فواج میں بیانی کا نواپنی ملکیت کے تھو اور پہلا اس سے

وہ والیان ملک کے نگین میں بسر کرتے تھے اور کسی سلطنت کے تخت نہ تھے اور پھر رفتہ رفتہ

حکمت اور شہادت از روی سے سکھوں کے زمانہ میں چند لڑائیوں کے بعد سب کچھ کھو بیٹھے اور صرف چھ

گائوں کے قبضہ میں رہے اور پھر دو گائوں اور اسی سے جلتے رہے اور صرف چار گائوں رہ گئے

یا احمد اسکن انت و نرجی الجنة نصرت

اے احمد تو اور تیرے دوست بہشت میں داخل ہو۔ تجھے مدد دی جائیگی

وقالوا لات حین مناص۔ ان الذین کفروا

اور مخالف کہیں گے کہ اب گریز کی جگہ نہیں وہ لوگ جو کافر ہوئے

وصدوا عن سبیل اللہ رد علیہم رجل من فارس

اور خدا کے راہ کے مانع ہوئے ان کا ایک فارسی الاصل آدمی نے روک دیا

شکر اللہ سعیه۔ ام یقولون نحن جمیع منتصر

خدا اکی کو شش کا شکر گزار ہے۔ کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم ایک زبردست جماعت تیار کرنا چاہتے ہیں

بقیہ حاشیہ اور اس طرح پر دنیوی شوکت جو کسی کیسے وفا نہیں کرتی زوال پذیر ہو گئی۔ بہر حال یہ خاندان

اس نواح میں بہت شہرت کھاتا تھا۔ مگر خدا تعالیٰ نے نہ چاہا کہ یہ عزت صرف دنیوی حیثیت تک

محدود رہے کیونکہ دنیا کی عزتوں کا بجز بجا مشقت اور تکبر اور غرور کے اور کوئی حاصل نہیں اسلئے

انجبت تعالیٰ اپنی پاک وحی میں وعدہ دیتا ہے اور مجسم غیاط کے فرما ہے کہ اب یہ خاندان اپنا رنگ

بدل لے لیا اور اس خاندان کا سلسلہ تم سے شروع ہو گا اور پہلا ذکر منتقطع ہو جائیگا اور اس وحی

الہی میں کثرت نسل کی طرف بھی اشارہ ہے یعنی نسل بہت ہو جائیگی۔ اور یہاں کہ بظاہر سمجھا گیا ہے

یہ خاندان مخلصان کے نام سے شہرت کھاتا ہے لیکن خدا نے عالم انہی کے جو دانائے

حقیقت حال ہے بار بار اپنی وحی مقدس میں ظاہر فرمایا ہے جو یہ فارسی خاندان ہے اور مجھے کہ

ابنا فارس کر کے پکارا ہے جیسا کہ وہ میری نسبت فرماتا ہوا ان الذین کفروا و صدوا

عن سبیل اللہ رد علیہم رجل من فارس شکر اللہ سعیه یعنی جو لوگ کافر ہو گئے

کی راہ سے روکو تو میں ایک سی لالہ نے ان کا رد کیا ہے خدا اکی اس کو شش کا شکر گزار ہے

پھر وہ ایک اور وحی میں میری نسبت فرماتا ہوا ان الایمان معلقا بالذیال لنا

اسلام کی حقانیت کی کج روی جاسکی اور وہ اسلام میں داخل ہو جائیے تب خانہ پرگاہ - ص ۱۸۸

سبھزم الجمعة ویولون الذی انک الیوم لدینا

یہ بزرگ بھاگ جائیگے اور پیٹھ پھیر لیں گے تو ہمارے نزدیک آج صاحب مرتبہ

مکین امین - وان علیک رحمتی فی الدنیا والدین

امین ہے اور تیرے پر میری رحمت دنیا اور دین میں ہے۔

وانک من المنصورین - یحکک الله ویشی الیک -

وہ تو ان لوگوں میں سے ہے جن کے مثال نصرت الہی ہوتی ہے خدا تیری تعریف کرتا ہے اور تیری طرف ہر

سبحان الذی اسری بعدہ لیلہ لخلق آدم فاکرمہ

وہ پاک ذات ہے خدا ہے جس نے ایک رات میں تجھے سیر کر دیا آسمان سے اس آدم کو پیدا کیا اور پھر اسکو عزت دی

بکلیہ شبہ سجل من فارس - یعنی اگر ایمان شریک کے ساتھ معلق ہوتا تو ایک ناسی الاصل انسان

وہ ان ہی اسکو پالیا۔ پھر اپنی ایک روحی میں مجھ کو مخاطب کر کے فرمایا ہو خذوا التوحید

التوحید یا ابتداء الفاسد یعنی توحید کو پکڑو توحید کو پکڑو اسے فارس کے بیٹو۔

ان تمام کلمات الہیہ سب ثابت ہے کہ اس عاقل کا خاندان دراصل فارسی ہوتا منہ بنہ معلوم کس غلطی سے

خاندان کی یہ مشہور ہو گیا اور جیسا کہ ہمیں اطلاع دی گئی ہے میرے خاندان کا شجر نسب سراج پر ہے کہ۔

میرے والد کا نام میرزا غلام قسطنطنی تھا اور انکو والد کا نام مرزا عطاء محمد - میرزا عطاء محمد کے والد میرزا

گل محمد - میرزا گل محمد کے والد میرزا فیض محمد اور میرزا فیض محمد کے والد میرزا احمد قاسم - میرزا احمد قاسم

کے والد میرزا احمد عالم - میرزا احمد عالم کے والد میرزا دلاور - میرزا دلاور کے والد میرزا الدین -

میرزا الدین کے والد میرزا جعفر باگ - میرزا جعفر باگ کے والد میرزا محمد باگ - میرزا محمد باگ کے والد

میرزا عبد الباقی - میرزا عبد الباقی کے والد میرزا محمد سلطان - میرزا محمد سلطان کے والد میرزا ادبی باگ -

معلوم ہوتا ہے کہ میرزا ادبی باگ کا لقب کنشی از میں بطور خطاب کے نکولا تھا جس طرح خان کا نام بطور خطاب

جاتا ہے ہر حال جو کچھ خدا نے ظاہر فرمایا ہے وہی درست ہے انسان ایک فی سی آخرت سے غلطی میں پڑ سکتا ہے

مگر خدا اسکو غلطی سے پاک کرے۔ ص ۱۸۸

۱۸۸ جاشیر و حاشیہ میرزا خاندان کی نسبت ایک اور حقیقت یہ ہے کہ میرزا نسبت فرما کر مسلمان فنا اہل اللہ

زیریں مسلمان یعنی یہ عاجز و بد صلاح کہ زیادہ افسوس میں کہ جو نسبت میں یہ دینی میں مشہور واقعہ کی تصدیق کرتی ہے جو جس میں

جَرَى اللَّهُ فِي حُلَلِ الْأَنْبِيَاءِ - بَشَّرَ لَكَ يَا أَحْمَدُ

یہ رسول خدا ہے تمام نبیوں کے پیرایہ میں یعنی ہر ایک نبی کی ایک خاص صفت ان میں جو درجہ تجھی شانت ہو آمیز ہو کر

أَنْتَ مُرَادِي وَمَعِيَ - سِرُّكَ سِرِّي - اِنِّي نَاصِرُكَ -

مرا اور میرے ساتھ ہے ۔ تیرا بھید میرا بھید ہے ۔ میں تیری مدد کروں گا ۔

اِنِّي حَافِظُكَ - اِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا - اَكُنْ

میں تیرا نگہبان رہوں گا ۔ میں لوگوں کیلئے تجھے امام بناؤں گا تو ان کا رہبر ہوگا اور وہ تیرے پیرو

لِلنَّاسِ عَجَبًا - قُلْ هُوَ اللَّهُ عَجِيبٌ - لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ

ہو کر کیا ان لوگوں کو تعجب آیا کہ خدا ذو العجائب ہے وہ اپنے کاموں سے پوچھا نہیں جاتا

وَهُمْ يُسْئَلُونَ - وَتِلْكَ الْآيَاتُ مُرْسَلَةٌ اُولَٰهَا بَيِّنَاتٌ لِّلنَّاسِ

اور لوگ پوچھے جاتے ہیں اور یہ دن ہم لوگوں میں پھیرے رہتے ہیں ۔

وَقَالُوا اِنْ هَذَا اِلَّا اخْتِلَافٌ يُّقَالُ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ

اور کہہ دیں گے کہ یہ تو صرف ایک بناوٹ ہے کہ اگر تم خدا سے محبت رکھتے ہو

اللَّهُ فَاتَّبِعُونِي يَحْبِبْكُمُ اللَّهُ اِذَا نَصَرَ اللَّهُ الْمُؤْمِنَ

تو آؤ میری پیروی کرو تا خدا بھی تم سے محبت رکھے ۔ جب خدا تعالیٰ مومن کی مدد کرتا ہے

جَعَلَ لَهُ الْخَاسِدِينَ فِي لَأْمٍ وَلَا مَرَادَ لِفَضْلِهِ -

تو زمین پر اسکے کئی حاسد مقرر کر دیتا ہے اور اسکے فضل کو کوئی رد نہیں کر سکتا

قَالَتِ امْرَأَتُ مُوسَى قُلْ اِنَّ لِلَّهِ شَرَفَ دَرَمٍ فِي خَوْضِهِمْ يَلْعَبُونَ

پس جہنم ان کے وعدہ کی جگہ ہے ۔ کہ خدا نے یہ کلام اتنا رکھا ہے پر انکو لہو لعبت خیالات میں چپوڑ

وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ امْنُوا كَمَا اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوا اَنْفُسُ

اور جب انکو کہا جائے کہ ایمان لاؤ جیسا کہ لوگ ایمان لائے کہتے ہیں کیا ہم

كَمَا أَمِنَ السُّفَهَاءُ إِلَّا أَنَّهُمْ السُّفَهَاءُ وَلَكِنْ لَا

بے وقوفوں کی طرح ایمان لائیں خبردار ہو کہ درحقیقت وہی لوگ بیوقوف ہیں مگر اپنی نادانی پر

يَعْلَمُونَ ۚ وَإِذَا قِيلَ لَهُم لَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ

مطلع زمین اور جب انکو کہا جائے کہ زمین پر فساد مت کرو

قَالُوا إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ ۚ فَلَجَاءَ كُمْ نُورٌ مِّنَ اللَّهِ فَلَا

کہتے ہیں کہ ہم اصلاح کرنے والے ہیں۔ کہ تمہارے پاس خدا کا نور آیا ہے پس اگر

تَكْفُرُوا إِنَّكُمْ تَمُوتُ مُؤْمِنِينَ ۚ أَمْ تَسْأَلُهُمْ خَرْجَ فَم

مومن ہو تو انکا یہ کہنا کہ کیا تو ان کو کچھ خرچ مانگا ہے پس ان

مِّن مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُونَ ۚ بَلْ أَتَيْنَهُم بِالْحَقِّ فَهُمْ لِلْحَقِّ كَاذِبُونَ

اس جیسی کہ وجہ سے ایمان لائیکا جو عذاب انہیں پہنچا بلکہ ہم نے ان کو حق دیا اور وہ حق لینے کو کراہت کرتے ہیں

تَلَطَّفَ بِالنَّاسِ وَرَحِمَ عَلَيْهِمْ ۖ إِنَّتَ فِيهِمْ بِمَنْزِلَةِ مُوسَىٰ ۖ وَاصْبِرْ

لوگوں کے ساتھ لطف اور رحم کے ساتھ پیش آ۔ تو ان میں بمنزلہ موسیٰ کے ہو اور ان کی

عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ ۚ لَعَلَّكَ بِأَخْرِجُ نَفْسِكَ إِلَّا يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ ۚ

باتوں پر صبر کر۔ کیا تو اس لئے اپنے تئیں ہلاک کر لگا کہ وہ کیوں ایمان نہیں لاتے

لَا تَقِفْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ وَلَا تُخَاطِبُنِي فِي الَّذِينَ ظَلَمُوا

اس بات کے کہ مجھے سنت پڑ جس کا تجھے علم نہیں اور ان لوگوں کے بارہ میں جو ظالم ہیں مجھ سے گفتگو نہ کر

إِنَّهُمْ مَغْرَقُونَ ۚ وَأَصْنَعِ الْفُلَكَ بِأَعْيُنِنَا ۖ وَخُسِفَ

کہنہ کہ وہ سب غرق کئے جائیں گے۔ اور ہماری آنکھوں کے رو برو کشتی تیار کر اور ہمارے ساتھ

إِنَّ الَّذِينَ يَبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يَبَايِعُونَ اللَّهَ ۖ يَدُلُّ اللَّهُ فَوْقَ كُلِّ

وہ لوگ جو تیرے ساتھ ہیں اچھے دین میں وہ خدا کے ہاتھ میں اچھے دین میں یہ خدا کا ہاتھ ہے جو انکو ہم پر ہے

وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِي كَفَرَ أَوْقَدُ لِي يَا هَامَانَ -
 اور یاد کرو وہ وقت جب تجھ سے وہ شخص مکر کرنے لگا جس نے قیری تکبیر کی اور تجھ کو فریاد کیا
لَعَلِّي أُطْلَعُ عَلَى إِلِهِ مَوْسَىٰ وَإِنِّي لَأَظُنُّهُ مِنَ الْكَاذِبِينَ
 اور کہا کہ اسے امان میری لئے آگ بھڑکا تا میں موسیٰ کے خدا پر اطلاع پاؤں و میں اس کو جھوٹا سمجھتا ہوں
تَبَيَّنْتَ يَدِ ابْنِ لَهَبٍ وَتَبَّ مَا كَانَ لَهُ أَنْ يَدْخُلَ
 ہلاک ہو گئے دونوں مافقہ ابی لہب کے اور وہ آپ بھی ہلاک ہو گیا اس کے نہیں چاہو تھا کہ اس میں
فِيهَا الْإِخَائِفَاءُ وَمَا صَابَكَ فَمَنِ اللَّهُ الْفِتْنَةُ هُنَا
 دھوکہ دینا گر ڈرتے ڈرتے اور جو کچھ تجھے پہنچے وہ تو خدا کی طرف سے اس عیب کی فتنہ ہونا
فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُو الْعَزْمِ إِلَّا أَنهَا فِتْنَةٌ مِنَ اللَّهِ
 پس صبر کر جیسا کہ اولو العزم نبیوں نے صبر کیا وہ فتنہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوگا۔
لِيَجِبَ حَبْلُ جَمَاءَ حَيًّا مِنَ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْأَكْبَرِ
 تاکہ وہ تجھ سے محبت کرے وہ اس خدا کی محبت ہے جو بہت غالب اور بہت بزرگ ہے
شَاتَانِ تَذِمُحَانِ وَكُلٌّ مِنْ عَلَيْهِمَا فَا نَ وَلَا تَهْنُوا
 دو بکریاں حق کی جائیگی اور ہر ایک جو زمین پر ہے آخر وہ فنا ہوگا نہ کچھ غم نہ کرے
وَلَا تَحْزَنُوا أَلَيْسَ اللَّهُ بِكَافٍ عَبْدًا أَلَمْ تَقْلُمِ اللَّهُ
 احوال تدوین مت ہو کیا خدا اپنے بندے کیلئے کافی نہیں کیا تو نہیں رہا خدا ہر ایک
عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَإِنْ يَتَّخِذْ وَنَاكَ الْإِهْرَؤُ
 چیز پر قادر ہے اور تجھے اونہوں نے ٹھٹھے کی جگہ بنا رکھا ہے
أَهْذَا الَّذِي بَعَثَ اللَّهُ قُلَامًا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ
 وہ ٹھٹھی کی راہ کو کہتے ہیں کیا یہی ہے جس کو خدا بھیجتا ہے۔ اکتو کہہ کہ میں تو ایک انسان ہوں

کلمہ سے پہلے مولوی ابو حیدر محمد حسین بن آدمی نے فرمایا کہ اس حدیث میں تفسیر کی ہے
 اس جگہ پر لکھا ہے کہ وہ اس حدیث کی تفسیر ہے۔

اس حدیث میں ہے کہ میں نے اپنے پیغمبر کو دیکھا کہ وہ اس حدیث کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ میں تو ایک انسان ہوں۔

اس حدیث میں ہے کہ میں نے اپنے پیغمبر کو دیکھا کہ وہ اس حدیث کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ میں تو ایک انسان ہوں۔

يُوحَىٰ إِلَىٰ أَمَّا إِلَهُكُمْ إِلَهُ وَاحِدٌ وَالْخَيْرُ كُلُّهُ فِي الْفَرَانِ

میری طرف یہ وحی ہوئی ہے کہ تمہارا خدا ایک خدا ہے۔ اور تمام بھلائی اور نیکی قرآن میں ہے

لَا يَهْدِيهِ إِلَّا الْمَطْهَرُونَ - قُلْ إِنْ هَدَىٰ اللَّهُ هُوَ

کسی دوسری کتاب میں نہیں سکا اسلئے نہ کہ ہی پہنچے ہیں جو پاک دل ہیں کہ ہدایت دراصل خدا کی ہدایت ہی ہے

الْهُدَىٰ - وَقَالُوا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَىٰ رَجُلٍ مِّن قُرَيْشٍ

اور کہیں گے کہ یہ وحی اتنی کسی بڑے آدمی پر کیوں نہ نازل نہیں ہوئی جو وہ شہر نہیں سے

عَظِيمٌ - وَقَالُوا إِنِّي لَكْ هَذَا أَتَانَا هَذَا لَمَكْرٌ مَّكْرُ قَوْمٍ

کسی ایک شہر کا باشندہ ہے۔ اور کہیں گے کہ تجھے یہ مرتبہ کہاں سے حاصل ہو گیا۔ یہ تو ایک مکر ہے جو تم لوگوں نے

فِي الْمَدِينَةِ - يَنْظُرُونَ إِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ -

یہ لوگ تیری طرف دیکھتے ہیں مگر تو انہیں دکھائی نہیں دیتا

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ يُغْفِرْ لَكُمْ

اے لوگو کہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو خدا بھی تم سے محبت کرے خدا آیا

مَنْ يَرْحَمُكُمْ إِنْ يَرْحَمَكُمْ وَإِنْ عَدْتُمْ عُدْنَا وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ

جہنم جو تم پر رحم کرے اور اگر تم پھر شرارت کی طرف عود کرو گے تو ہم بھی عذاب دہی

لَكُمْ أَفَرَأَيْتُمْ حَصِيرًا - وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ

کی طرف عود کریں گے اور ہم جہنم کو کافروں کے لئے قید خانہ بنایا ہے۔ اور ہم نے تجھے تمام دنیا پر رحمت کرانے کے لئے بھیجا ہے

قُلْ أَعْمَلُوا عَلَىٰ مَكَانَتِكُمْ إِنِّي عَامِلٌ فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ -

اے لوگو کہ تم اپنے مکانات پر اپنی طور پر عمل کرو اور میں اپنی طور پر عمل کر رہا ہوں پھر تم کو پوری خبر دیکھ لو گے

لَا يُقْبَلُ عَمَلٌ مَّثَقَالٌ ذَرَّةً مِّنْ غَيْرِ التَّقْوَىٰ إِنَّ اللَّهَ مَعَ

کوئی عمل بغیر تقویٰ کے ایک ذرہ قبول نہیں ہو سکتا خدا ان کے ساتھ ہوتا ہے

یہ ساری شخص کو ہمدی اور خود بخود معلوم ہے جو نیکی ایک چھوٹے سے لڑکے کا زبان کا کہنے والا ہے۔ کیوں کہ ہمدی معصوم و پاک ہے جس میں ہر شے بوجہ اسلام ہے۔ منجلا

الذین اتقوا والذین ہم محسنون۔ قل ان افتریتہ

جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور ان کے ساتھ جو نیک کاموں میں مشغول ہیں۔ کہ اگر میں واقعہ کیا ہوں تو میری

فعلی اجرامی ولقد لبثت فیکم عمر مقبلہ افلا تعقلون

گروہ پر تیرا گناہ ہے اور میں پہلے اس سے ایک مدت تک تم ہی میں رہتا تھا کیا تم کو سمجھ نہیں

الیس اللہ بکاف عبده۔ ولنجعلہ آیۃ للناس

کیا خدا اپنے بندہ کے لئے کافی نہیں ہے اور ہم اسکو لوگوں کے لئے ایک نشان

ومرحمت مثله وکان امر مقضیاً قول الحق الذی

اور ایک نمونہ رحمت بنائیں گے اور یہ ابتدا سے مقدر تھا یہ وہی امر ہے جس میں تم

تمازون۔ سلامہ علیک جعلت مبارکاً۔ انت مبال فی الدنیا

شک کرتے تھے۔ تیرے پر سلام تو مبارک کیا گیا تو دنیا اور آخرت میں

والاخرۃ۔ امراض الناس ویرکاتہ۔ بخرام کہ وقت

مبارک ہے تیرے ذریعے سے مریضوں پر برکت نازل ہوگی

تو نزدیک رسید و پائے محمدیان بر منار بلند تر محکم افتا

پاک محمد مصطفیٰ نبیوں کا سردار۔ خدا تیرے سب کام درست ہوگا

پاک محمد مصطفیٰ نبیوں کا سردار۔ خدا تیرے سب کام درست ہوگا

حاشیہ۔ یہ خدا کا قول کہ تیرے ذریعے سے مریضوں پر برکت نازل ہوگی روحانی اور جسمانی دونوں قسم کے مریضوں

پر مشتمل ہے روحانی طور پر اسلئے کہ میں دیکھتا ہوں کہ میری ہند پر ہزار لوگ بیعت کر نیوالی ایسے

ہیں کہ پہلے انکی عملی حالتیں خراب تھیں اور پھر حیت کہ انکے بعد ان کے عملی حالات درست ہو گئے

اور طرح طرح کے معاصی سے انہوں نے توبہ کی اور نماز کی پابندی اختیار کی اور انہیں صدقہ بھی دیا گیا

پاتا ہوں کہ جن کے رگوں میں یہ سوزش اور پیش پید ہو گئی ہے کہ کس طرح وہ جذبات نفسانہ

اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا۔ رب الا فواج اس طرف
 توجہ کر گیا اس نشان کا مدعا یہ کہ قرآن شریف خدا کی کتاب ہے میرے مرنے کی بات میں
 یا علیہ انی متوفیک ورافعک الی وجاعل الذین
 اے علی! میں تجھے وفات دے گا اور تجھ کو اپنی عظمت اٹھاؤں گا اور میں تیرے
 اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ
 مابعدین کو تمہارے منکرین پر قیامت تک غالب رکھوں گا۔

بقیہ حاشیہ پاک ہوں اور جسمانی امراض کی نسبت میں بڑا مشاہدہ کیا ہے کہ اکثر خطرناک امراض اسے میری
 دوا اور توجہ سے شفا پاتے ہیں۔ میرا رشتہ مبارک احمد قریباً دو برس کی عمر میں ایسا بیمار ہوا کہ
 حالت یاس ظاہر ہو گئی اور ابھی میں دعا کر رہا تھا کہ کسی نے کہا کہ رشتہ فوت ہو گیا ہے یعنی اب
 بس کرو دعا کا وقت نہیں مگر میں نے عاکرنا بش کیا اور جیسے ہی حالت قہر الی اسد میں لڑکے کے
 بدن پر اٹھ رکھا تو مجھ اس کا دم آنا محسوس ہوا اور ابھی میں ہاتھ اس سے علیحدہ نہیں کیا تھا
 کہ صریح طور پر لڑکے میں جان محسوس ہوئی اور چند منٹ کے بعد ہوش میں آکر بیٹھ گیا۔
 اور پھر طاعون کے دونوں میں جبکہ قادیان میں طاعون زور پر تھا میرا لڑکا شریف احمد بیمار ہوا
 اور ایک سخت بخترہ کے رنگ میں چڑھا جس کو لڑکا بالکل بے ہوش ہو گیا اور بیہوشی میں دونوں
 ہاتھ مارتا تھا۔ مجھ خیال آیا کہ اگرچہ انسان کو موت کے گریز نہیں مگر اگر لڑکا ان دونوں میں جو طاعون
 کا زور ہے فوت ہو گیا تو تمام دشمن اس تپ کو طاعون ٹھیرائیں گے اور خدا تعالیٰ کی اس پاک
 وحی کی تمذیب کریں گے کہ جو اس نے فرمایا ہے انی احافظ کل من فی الدار یعنی میں ہر ایک کو جو
 گھر کے گھر کی چار دیواری کے اندر ہے طاعون سے بچاؤں گا۔ اس خیال سے میرے دل پر وہ صدمہ وارد
 ہوا کہ میں بیان نہیں کر سکتا۔ قریباً اس کے بارہ بج کر وقت تھا کہ جب لڑکے کی حالت ابتر ہو گئی
 اور دل میں خوف پیدا ہوا کہ میری بی بی اسے نہیں یہ آتے ہی بلا ہے تب میں کیا بیان کروں کہ میرے دل

ثَلَاثَةٌ مِنَ الْأُولَى وَثَلَاثَةٌ مِنَ الْآخِرِ - میں اپنی

ان میں سے ایک پہلا گروہ ہو اور ایک پچھلا
چمکار دکھلاؤں گا۔ اپنی قدرت ثنائی سے تجھ کو

اٹھاؤں گا۔ دُنیا میں ایک نذیر آیا پر دُنیا نے اسکو

قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کر لیا اور بڑے زور اور حملوں

یقینہ حاشیہ کی کیا حالت تھی کہ خدا نوحی سنہ اگر لڑکا فزت ہو گیا تو ظالم طبع لوگوں کو حق پرستی کے لئے

بہت کچھ سامان لائے آجائے گا۔ اسی حالت میں سینے وضو کیا اور نماز کیلئے کھڑا گیا اور دعا کھڑا

ہو نیلے ساتھ ہی مجھے وہ حالت میسر آگئی جو استجاب دعا کیلئے ایک کھلی کھلی نشانی ہے

اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ ابھی میں شاید تین رکعت

پڑھ چکا تھا کہ میرے پرکشی حالت طاری ہو گئی اور میں کوششی نظر سے دیکھا کہ لڑکا بالکل تندرست

ہے تب وہ کوششی حالت جاتی رہی اور میں دیکھا کہ لڑکا ہوش کے ساتھ چار پائی پر بیٹھا ہے اور

بانی مانگتا ہے اور میں چار رکعت پوری کر چکا تھا فی الغور اسکو پانی دیا اور بدن پر ہاتھ لگا کر دیکھا

کو تب کا نام و نشان نہیں اور زبان اور بیابالی اور بیوشی بالکل دور ہو چکی تھی اور لڑکے کی حالت

بالکل تندرستی کی تھی۔ مجھ میں خدا کی قدرت کے نظارہ نے ابھی طاقتوں اور دعا قبول ہونے پر ایک

نمازہ ایمان بخشا ۵

پھر ایک رات کے بعد ایسا اتفاق ہوا کہ نواب سردار محمد علی خان رئیس کو طلحہ کا لڑکا قادیاں میں

سخت بیمار ہو گیا اور آثار یاس اور نومیدی کے ظاہر ہو گئے اور انہوں نے میری طرف دعا کے

لئے التجا کی۔ میں نے اپنے بیت الدعا میں جا کر ان کیلئے دعا کی اور دعا کے بعد معلوم ہوا

کہ گویا تقدیر میرم ہے اور اوقت دعا کرنا عبث و تنبیہ میں کہہ کیا ابھی اگر دعا قبول نہیں ہوتی

سے اُسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ انت منی بمنزلۃ توحید

تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میری توحید

وتفریدی۔ فخان ان تُعَاَن وتعرف بین الناس

اور تفرید پس وہ وقت آتا ہے کہ تو مدد دیا جائیگا اور دنیا میں ستہور کیا جائیگا

انت منی بمنزلۃ عرشے۔ انت منی بمنزلۃ ولدی

تو مجھ سے بمنزلۃ میری عرش کے ہے تو مجھ سے بمنزلۃ میرے فرزند کے ہے۔

انت منی بمنزلۃ لایعلمہا الخلق۔ نحن اولیاءکم

تو مجھ سے بمنزلۃ اس انتہائی قرب کے جس کو دنیا نہیں جان سکتی۔ ہم تمہارے متولی اور

بقیہ حیات تو میں شفاعت کرتا ہوں کہ میری لڑاؤ اسکو اچھا کر دو یہ لفظ میرے منہ سے نکل گئے۔ مگر بعد میں میں بہت مایوس

ہوا کہ ایسا میں کیوں کہا اور ساتھ ہی مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ وحی ہوئی من الذی یشفع

عندہ الا باذنہ یعنی اسکو بحال ہر کوئی نراؤں اتنی شفاعت کر دو۔ میں اس وحی کو سن کر چپ ہو گیا

اور ابھی ایک شہنشاہ گزرا ہوا کہ پھر یہ وحی اتنی ہوئی کہ ازلک انت المجاز یعنی تجھ شفاعت

کر نہ کی اجازت دی گئی۔ بعد میں پھر سینے دعا پر زور دیا اور مجھے محسوس ہوا کہ اب یہ دعا خالی نہیں

جائیگی چنانچہ اسی دن بکرا اسی وقت لڑکے کی حالت روحیت ہو گئی گویا وہ قبر میں سے نکلا

میں یقیناً جانتا ہوں کہ معجزات احیاء موتے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس سے زیادہ نہ تھے میں خدا کا

شکر کرتا ہوں کہ اس قسم کے احیاء موتے بہت سے میرے ہاتھ سے ظہور میں آ چکے ہیں۔ اور ایک دفعہ

بیش بہرہ اس حمل میرا لڑکا آنکھوں کی بیماری سے بیمار ہو گیا اور مدت تک علاج ہوتا رہا کچھ فائدہ نہ ہوا

تب اسکی اضطرابی حالت دیکھ کر میں نے جناب الہی میں دعا کی تو یہ الہام ہوا یتوفی طفلی بشیر

یعنی میرے لڑکے بشیر نے آنکھیں کھول دیں تب اسی دن خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم سے اسکی آنکھیں اچھی

ہر گزین۔ اور ایک مرتبہ میں خود بیمار ہو گیا یہاں تک کہ قریب اجل سمجھ کر تین مرتبہ مجھ سورۃ یس

اللہ تعالیٰ بیٹوں سے پاک ہو اور یہ کل بطور ستارہ کے ہے چونکہ اس زمانہ میں ایسے لوگ الفاظ سننا اور ان عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ کو خدا ٹھہرا کر کہا ہے اسلئے مصلحت الہی نے یہ چاہا کہ اس کو ٹھہرا کر الفاظ اس عاجز کیلئے بتعالیٰ کرے تا عیسائیوں کی آنکھیں کھلیں اور وہ سمجھیں کہ یہ الفاظ

فی الحیوة الدنیا والآخرۃ - اذا غضبت غضبت -

شکست دنیا اور آخرت میں ہیں جس پر تو غضبناک ہو میں غضبناک ہوتا ہوں

وکلما احببت احببت من عادی ولیالی فقد اذنتہ

اور جن سے تو محبت کرے میں بھی محبت کرتا ہوں۔ اور جو شخص میری دلی سوزش میں رکھو میں ٹٹیکے لہو لہو

للحرب - اتی مع الرسول اقوام والو من یلوم

متنبہ کرتا ہوں میں اس رسول کے ساتھ کھڑا ہونگا۔ اور اس شخص کو طاعت کرونگا کہ اسکو طاعت کرے

واعطیک ما یدوم یتیک الفرج - سلام علی ابراہیم

اور تجھ وہ چیز دوں گا جو ہمیشہ رہے گی کشائش تجھ کی اس ابراہیم پر سلام

یقینہ حال سنا لی گئی مگر خدا تعالیٰ نے میری دعا کو قبول فرما کر بغیر ذریعہ کسی واسطہ کے مجھ کو شفایابی اور حیب میں

صبح اٹھا تو بالکل شفایتی اور ساتھ ہی یہ بھی آہی ہوئی وان کتبت فی سہیب مما نزلنا علی

عبدنا فانتوا بشفاء من مثله یعنی اگر تم اس رحمت کے بارہ میں شک میں ہو جو ہم نے اپنے

بنادہ پر نازل کی تو اس شفا کی کوئی نظیر پیش کرو۔ اسی طرح بہت سی ایسی صورتیں پیش آئیں جو محض دعا

اور توجہ سے خدا تعالیٰ نے بیماروں کو اچھا کر دیا جن کا شمار کراشل ہے۔ ابھی ۸ جولائی ۱۹۱۷ء

کے دن سوچو پہلی رات تھی سید الرکاب مبارک احمد خسرو کی بیماری سے سخت گھبراہٹ اور

اضطراب میں تھا۔ ایکات تو شام سے صبح تک ٹپ ٹپ کر اُس نے بسر کی اور ایک دم

نیت نہ آئی اور دوسری رات میں اوس کو سخت تر آثار ظاہر ہوئے اور بیہوشی میں اپنی بوسیا

ٹوڑتا تھا اور فریاد کرتا تھا اور ایک سخت خارش بدن میں تھی۔ اس وقت یار دل دروہ ہوا اور

م تب متادعا کے ساتھ مجھ کو شفائی حالت میں معلوم ہوا کہ اس کے بستر پر چوبو کی شکل پر بہت سے

جانور پڑے ہیں اور وہ اسکو کاٹ رہے ہیں اور ایک شخص اٹھا اور اوس نے تمام وہ جانور اکٹھے

کر کے ایک چادر میں باندھ دیئے اور کہا کہ اسکو باہر پھینک آؤ اور پھر وہ کشفی حالت جاؤ گی

السلام علی ابراہیم

صافناہ و بخیناہ من الغنم تقدرنا بذلک فاقعدوا

تجربہ سے مدد و روشنی کی اور ہم سب نجات دہی ہم اس امر میں اکیلے من

من مقام ابراهيم مصلّى : انا انزلناه قريبا من القاديا

اس ایڑا ہیم کے منفرد عبارت کی جگہ بنا لینی اس نمونہ پر صوبہ ہندو کو فائدہ اٹھانے کے قریب آنا ہر

وَبِالْحَقِّ أَنْزَلْنَاهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ ۚ صَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ

اور وہ یہ ضرورت کے وقت انہا پر اور پھر عزت کی وقت انہا پر خدا اور اس کے رسول کے پیغمبر کی اور یہی

وكان امر الله مفعولاً الحمد لله الذي جعلناك المميز

اور خدا کا ارادہ پورا ہوتا ہی تھا۔ اس نعمت کی تعریف ہو جس نے سچے مسیح

تفحہ جاشیہ اورینٹین حیات کو پُرکشینی حالت و درہوئی یا پہلے مرض و درہوئی اور لڑکا آرام سے خیر نکلتا ہے

رہا اور چونکہ خدا تعالیٰ نے اپنی طرف سے خیر میں تجزیہ مجاہد کو سلا فرمایا ہے اس لیے میں یقیناً کہتا ہوں کہ اس

معجزہ شفاء الافرار کے بارے میں کوئی شخص جس نے زمین پر ماریت یا نہیں کر سکتا اور رقم کا بدلہ

ارادہ کرے تو خدا اسکو شرف مندہ کرے گا۔ کیونکہ فیما میں طور پر مجھ کو مومنین الہی ہی و معجزانہ نشان

اگر اس کے لئے عمل کیلئے سے گمراہی میں نہیں کہہ سکتے ہیں تو چھوڑ جائیں گے اس کے پس منظر

دھندلے کوٹھالی سے در کے پیر پر پڑا ہوا ہے

ہیں کہ التزیارون کو میرے ہاتھ پر سنا ہوگی ۔

اور اگر کوئی چالاکی اور ستماخی تو اس معجزہ میں نیز ابقا بلکہ کرے اور یہ معجزہ بالہ ایسی معلوم ہے

سکيا جائے کہ مثلاً قریہ اندازی سے پیش بیا میرے حوالہ لئے جا میں اور میں اس

عواے کئے جائیں تو خدا تعالیٰ ان سمیاعوں کو جو میرے حصہ میں آئیں

شفایابی میں صریح طور پر فریق ثنائی کے بیماروں سے زیادہ یکتائی کا

اور یہ نمایان معجزہ ہو گا۔ افسوس کہ اس مختصر رسالہ میں گنجائش نہیں در نہ



ابن مریم لا یسئل عما یفعل وہم یسئلون ۛ اشراف اللہ

ابن مریم بنایا ہے وہ اپنے کاموں سے پوچھا نہیں جاتا اور لوگ پوچھتے ہیں خدا نے

علیٰ کل شے ۛ۔ آسمان سے کسی تخت اترے پر تیرا

تجھے ہر ایک چیز میں سونچ لیا دنیا میں کوئی تخت اترے پر تیرا

تخت سب سے اوپر بچھایا گیا۔ یریدون ان یطفؤا

تخت سب سے اوپر بچھایا گیا امداد کر نیچے کہ خدا کے نور کو بجھا دیں

نور اللہ الا ان حزب اللہ ہم الغالبون۔ لا تخف

خبردار ہو کہ انجام کار خدا کی جماعت ہی غالب ہوگی ۛۛۛ کچھ خوف مت کہ

انک انت الاعلیٰ ۛ لا تخف انی لا یخاف لدی

تو ہی غالب ہوگا کچھ خوف مت کہ میری رسول میرے قرب میں کسی سے

المرسلون ۛ یریدون ان یطفؤا نور اللہ باقواہم

بہاؤں ڈرتے دشمن امداد کر نیچے کہ اپنے منہ کی پھونکوں سے خدا کے نور کو بجھا دیں

واللہ منتز نورہ ولو کرہ الکافرین ۛ تنزل علیک

اور خدا اپنے نور کو پورا کرے گا اگرچہ کافر کراہت ہی کریں ۛ ہم آسمان سے تیرے پر

اسرا من السماء ۛ ونمق الاعدا ۛ کل ممزق ۛ

کئی پوشیدہ باتیں نازل کریں گے اور دشمنوں کے منصوبوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گے

ونری فرعون وھامان وجنودھما کا نوالی جزون

اور فرعون اور ہامان اور ان کے لشکر کو وہ ہاتھ دکھاؤں گے جس سے وہ ڈریں گے

فلا تخزن علی الذی قالوا ان ربک لیا المرصاد ۛ

ہیں۔ پس الکی باتوں کو کچھ غم مت کہ کہ تیرا خدا الکی تاکہ میں ہے

مَا أَرْسَلْنَا إِلَّا خِزْيًا بِهٖ اللَّهُ قَوْمًا لَا يُؤْمِنُونَ ط

کوئی نبی نہیں بھیجا گیا جس کے آئینے ساتھ خدا نے ان لوگوں کو دیکھنا نہیں کیا بلکہ سپر ایمان نہیں دیکھتا

سَنَجِيكَ سَنُعَلِّيكُ سَاكِرًا اَكْرًا مَا عَجَبًا اُرِيكَ

ہم تجھے نجات دے گئے ہم تجھے غالب کرینگے اور میں تجھے ہر بزرگی و ذلالت سے روکنا چاہتا ہوں میں تجھ کو دکھاؤں گا

وَلَا أُجِيحُكَ وَآخِرُ مَتَكَ قَوْمًا وَلَكِ نَزِيَّات

وہ نہ دیکھا اور تیرا نام نہیں ٹاؤں گا اور تجھے سو ایک بڑی قوم پیدا کروں گا اور تیرے لئے ہم بڑی بڑی نشانیں دکھاؤں گے

وَنَهْدُ مَا يُعْمِرُونَ ط انت الشیخ المسیح الذی کلا یضاع

اور ہم ان عمارتوں کو ڈھانسیں گے جو بنائی جاتی ہیں - تو وہ بزرگ یہ سمجھے جس کا وقت ضائع نہیں

وَقْتُهُ - مَشَاكَ دَرَّ لَا يَضَاع ط لَكَ دَرَجَةٌ فِی السَّمَاءِ

کیا جائیگا - اور تیرے جیسا سرق ضائع نہیں ہو سکتا - آسمان پر تیرا بڑا درجہ ہے -

وَفِی الَّذِینَ هُمْ یُبْصِرُونَ ط یُؤَدِّی لَكَ الرَّحْمٰنُ شَیْئًا

اور نیز ان لوگوں کی نگاہ میں جو دیکھتے ہیں وہی گہی ہیں - خدا ایک کثر قدرت تیرے لئے ظاہر کرے گا

یَخْرُونَ عَلٰی الْمَسَاجِدِ یَخْرُونَ عَلٰی الْاَذْقَانِ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا

اس سے منکر لوگ مسجد گاہوں میں گر پڑیں گے اور اپنی ٹھنڈیوں پر گر پڑیں گے یہ کہتے ہوئے کہ اے ہمارے خدا ہمارے

ذُنُوبِنَا اِنَّا کُنَّا خَاطِئِینَ ط تَاَلَلٰہُ لَقَدْ اَثَرَ لَہٗ عَلَیْنَا

گناہ بخش ہم خطا پر تھے اور پھر تجھے مخاطب کر کے کہیں گے کہ خدا کی قسم خدا نے ہم میں سے

وَإِنْ کُنَّا لَخَاطِئِینَ ط لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمْ الْیَوْمَ یَغْفِرُ اللّٰہُ

تجھ کو نہیں لیا اور ہمارے خطا تم پر جو گناہ ہے وہ تیرے پر نہیں آئے گا آج جو تم

لَکُمْ وَہُوَ اَرْحَمُ الرَّحِیْمِینَ ط یُعِصِمُکَ اللّٰہُ مِنَ الْعَدَا

خدا نے تمہارا گناہ بخش دے گا اور وہ ارحم الراحمین ہے خدا تجھ کو دشمنوں سے شر کے بچا دے گا

وَلَيْسَ طَوْلُ كُلِّ مَنْ سَطَا ذَٰلِكَ بِمَا عَصَا وَكَانُوا يَعْتَدُونَ ط

اور اس شخص پر چڑھ کر لٹکا جو تیرے پر حملہ کرے یا ہر کیونکہ وہ لوگ حد سے نکل گئے ہیں اور ان فراموشی کی اپنی پر قدم رکھا ہے

الَيْسَ اللَّهُ بِكَافٍ عَبْدَهُ - يَا جِبَالِ أَوْثِي مَعَهُ وَالطُّيُورُ

کیا خدا اپنے بندہ کے لئے کافی نہیں ہے اور پہاڑوں اور اسے پرندوں میرے اس بندہ کیسے بعد اور قوت سے

سَلَامٌ قَوْلًا مِنْ رَبِّ رَحِيمٍ - وَامْتَازُوا الْيَوْمَ أَيُّهَا

تم سب پر اس خدا کا سلام جو رحیم ہے اور اے مجرمو! آج تم الگ

الْمَجْرُمُونَ - اِنِّي مَعَ الرُّوحِ مَعَكَ وَمَعَ أَهْلِكَ لَا تَخَفْ

ہو جاؤ میں اور روح القدس تیرے ساتھ ہیں اور تیرے اہل کیساتھ مت ڈر

اِنِّي لَا يَخَافُ لَدَيَّ الْمُرْسَلُونَ ط - اِنْ وَعَدَ اللَّهُ اِنِّي -

میرے قریب ہیں میرے رسول نہیں ڈرتے خدا کا وعدہ آیا

وَرَكْلٍ وَرَكْلِي فَطُوبَىٰ لِمَنْ وَجَدَ وَرَعَىٰ اِهْمُ يَبْنَوْا لَهْمُ

اور زمین پر ایک پاؤں اور اور خط کی صلح کی پس مبارک رہنریا اور رکھا بعض نے ہدایت پائی

الْهُدَىٰ اَوَامِمٌ حَقٌّ عَلَيْهِمُ الْعَذَابُ وَقَالُوا لَسْتَ بِرَسُولٍ

اور بعض مستوجب عذاب ہو گئے اور کہیں گے کہ یہ خدا کا فرستادہ نہیں ہے

قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ

کہ میری سچائی پر خدا گواہی دے رہا ہے اور وہ لوگ گواہی دیتے ہیں جو کتاب کا علم رکھتے ہیں

يَنْصُرُكُمْ اللَّهُ فِي وَقْتٍ عَزِيزٍ ط - حُكْمَ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الْخَلِيفَةِ

خدا ایک عزیز وقت میں تمہاری مدد کرے گا - خدا کے رحمن کا حکم ہوا کے خلیفہ کیلئے

اللَّهُ السُّلْطَانُ - يُؤْتِي لَهُ الْمُلْكَ الْعَظِيمَ وَتَفْتَحُ عَلَيِّهِ

جسکی آسانی یا دشمنی ہے اس کو ملک عظیم دیا جائیگا اور غزینے آس کے لئے

یہ کسی تادمہ زمانہ کی نسبت یہ پیشگوئی ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں کشفی رنگ میں کجیاں دیکھی تھیں مگر ای کبریٰ کا لہجہ حضرت عرقاروق کے ذریعہ سے ہوا خدا جب اپنی ہاتھ سے ایک قوم بناتا ہے تو پسند نہیں کرتا کہ جیتنے والے لوگ ہوں گے کیونکہ جیتنے والے میں بعض بادشاہ کی جاہت میں داخل ہو جاتے ہیں اور اس پر وہ ظالموں کے ہاتھ سے نجات پاتے ہیں

یہاں جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے ہوا

لنضربن ذالک فضل اللہ فی اعینکم عجیب ط قایا انا

کہہ لے جائینگے یہ خدا کا فضل ہے اور تمہاری آنکھوں میں عجیب ط کہ

الکفارانی من الصادقین فانظروا آیاتہ حتیٰ یحییٰ

منکرو میں صادقوں میں سے ہوں پس تم میرے نشان دہن کو ابھارتے ہو کہ

سنرہیم آیاتنا فی الافاق فی انفسہم حجۃ قائمۃ

ہم عنقریب انکو اپنے نشان انکھار دگر اور انکی ذاتوں میں دکھائیے اسدن حجت قائم ہوگی اور کبھی کھانچ

مبین ان اللہ یفصل بینکم ان اللہ لا یتبدل من ہو

ہو جائیگی خدا اس دن تم میں فیصلہ کر دیگا خدا اس شخص کو کامیاب نہیں کرتا جو بد ہو بخلا ہو اور

کذاب وضعنا عنک وزرک الذی انقضٰ ظہرک وقطع

کذاب ہو اور ہم وہ بھاری تیرا اٹھالینگے جس تیری کمر توڑ دی

داب القوم الذین لا یؤمنون بقل اعمالکم انکم

قوم کو جڑ سے کاٹ دینگے جو ایک حق اللہ پر ایمان نہیں لاتے۔ انکو کہہ کہ تم اپنی طور پر اپنی کامیابی کیسے عمل

فسوف تعلمون ان اللہ مع الذین اتقوا والذین هم

میں مشغول ہوں ہوں میں مشغول ہوں پھر دیکھو گے کہ کسکی عمل میں قبولیت پیدا ہوتی ہے خدا انکو ساتھ ہوگا جو تقویٰ اختیار

هل ائتک حدیث الزلزلة اذا زلزلت الارض زلزالها

کیا تجھ کو آئے الزلزلہ کی خبر نہیں ملی یاد کر جبکہ سخت طور پر زمین ہلائی جائیگی

واخرجت الارض ثقالها وقال الانسان ما لها یومئذ

اور زمین جو کچھ اوستکے اندر ہے باہر پھینک دیگی اور انسان کہیگا کہ زمین کو کیا ہو گیا کہ یہ غیر معمولی بلا آئی

تحدث اخبارها ان ربک اوحیٰ لها حسب الناس

پیدا ہوئی اس دن میں اپنی باتیں کر گئی کہ کیا اس پر گزر خدا انکو لکھ کر اپنی اصل پر کہ حیثیت پیش آئی ہے کیا لوگ

یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ دو وقت آتے ہیں کہ حق کھل جائیگا اور تمام جھگڑے طے ہو جائیں گے اور یہ فیصلہ آسمانی نشانوں کے ساتھ ہوگا زمین بگڑ گئی ہے اب آسمان اس کے ساتھ جنگ کرے گا۔ منہ

ان يتركوا ما يتهمهم بالابغية يسئلونك احق هو

نیساں کرتے من کرید : زلزله نہیں آئی گا مگر درہنہ کا اور اس وقت آئی گا کہ وہ بالکل غفلت میں ہونگا اور ہر ایک اپنے اپنے

قل ايُّ وربي انه لحق ولا يرد عن قوم يعرضون ٤

کہ خدا کی قسم جس زلزلہ کا آنا سچ ہے اور خدا سے برگشتہ ہو گیا ہے کسی قدم میں اس سونچ نہیں سکتے

الرحى يدور وينزل القضا لم يكن الذين كفروا من

مسی کوئی مقام انکو سپاہ نہیں دیکھتا بلکہ اگر گھر کے دروازہ میں بھی کھڑے ہیں تو توفیق نہ پائیں گے جو اس سو یا ہر سو جا

اهل الكتاب والمشرکین منفکین حتی تأتيهم البیتۃ

مگر اپنی عمر سے ایک چکی گز پیش میں آئیگی اور قضا نازل ہوگی جو لوگ اب کلمہ شکر کون میں سحر حق کے متلاش ہو گئے وہ سحر انشان

اگر خدا ایسا نہ کرتا تو دنیا میں اندھے ٹیڑھ جاتا۔ اہلک زلزلہ

منہج کے باز آنے والے نہ تھے اگر خدا ایسا نہ کرتا تو دنیا میں اندھیر پڑ جاتا

السَّاعَةُ يُرَكِّبُهَا اللَّهُ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ ظَلَمَ الْمَلِكُ الْيَوْمَ

و کھاؤں گا۔ خدا تجھے قیامت والا زلزلہ دکھائے گا اُس دن کہا جائیگا تاج کس کا ملک ہے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

کیا اس قدر ملک نہیں جو سب پر غالب ہے اور میں اس قدر کے نشان کی پنج مڑیہ کچھ کھلا دیکھا

کی بڑج بار۔ اگر چاہوں تو اس دن خاتمہ انی لحاظ

اگر چاہوں تو اس دن دنیا کا خاتمہ کر دوں

كل من في الدار امرئ ما يرضيك - رفيقون كوكب

کھرمین ہرگا اسی حفاظت کرونگا اور میں بھی وہ اس مقدسیت دکھلاؤں گا جس سے تو خوش ہو جاؤ۔ یہ یقین کو

لے عجایب و در عجایب کام کام
 و طعنا میکا وقت لیا
 و کھلائے کا وقت آگیا

باب در بیان

س وحی الہی۔ معلوم ہوتا ہے کہ پانچ زلزلے آئیں گے اور پہلے چار زلزلے کے پتہ پر لگے اور خفیف ہوں گے، دوسرا دنیا کو دھچکے لگیں اور پھر انچاس زلزلہ قامت کا نمونہ ہو گا کہ لوگوں کو سودائی اور دیوانہ کر دے گا یہاں تک کہ وہ تمنا کریں گے کہ وہ

دن سے پہلے مرحلہ۔ اب یاد ہے کہ بس وہی اتنی سنیے بعد اس وقت تک جو ۲۲ جولائی ۱۹۶۷ء ہے اس ملک میں تین لڑ

انا فتحنا لك فتحا مبينا ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك

میں ایک عظیم فتح تجھ کو عطا کر دوں گا جو کھلی کھلی فتح ہوگی تاکہ تیرا خدا تیرا تمام گناہ بخش دے اور جو پہلے

وما تأخرني أنا التواب من جاءك جاءني سلام

ہیں اور پہلی ہیں۔ میں ترقی قبول کر گیا۔ لاہور جو شخص تیسے پاس آ گیا وہ گویا میری پستی سمجھا۔

عليكم طيبتم نحمدك ونصلي صلوٰة العرش الى الفرش

تمہارا سلام تمہارے ایک دوست نے میری تعریف کرتے ہوئے اور میرے پردہ و پردہ پہنچے میں عرض فرمایا کہ تمہارے دوست

تِلْكَ آيَاتُ ذَاكَ نَزَّلْنَا بِهَا الْقُرْآنَ - الْأَمْْرَاضُ تُشَاعُ - وَالنَّعْوُ

نزلات الہیہ کی آیتیں - اہل حق میں سے جو لوگ

[illegible]

تَضَاعَ - وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ فَإِنْ كَانُوا يَعْلَمُونَ مَا

اور خدا ایسا نہیں ہے جسے براپی اختیار کر بدل سکے جو ایک قوم پر دلی جھٹک وہ قوم اپنے

بالتفسير - انه اوى القرية - لولا الالامة لهلك المقام

و چون غیاث اسکوه بدلائل ایس ره اتر قادیان کو کسیتقد بلا کے بعد اپنی پناہ میں لیگا اگر محجو شیر مرغہ کا پاس نہ ہو تو میں کلام

اتى احافظ كل من فى الارث ما كان الله ليعذبهم

مینہ ایک کو جس گھر کی چادر پر اس کے اندر بیٹھا ہوا تھا کوئی ان میں سے طاعون یا بیہوشی سے

وانت فيهم - امن است و مکان محبت است

ہمیں مرنا خدا ایسا نہیں ہے کہ جتنی حق اگر عذاب کی پوری محبت کا گھر امن کا گھر ہے

بھونچال آیا اور شدت سے آیا زمین تہ و بالا کر دی۔

ایک نزلہ آئیگا اور بڑی سختی سے آئیگا اور زمین کو زیر و برہر کر دیا

يوم تأتي السكندرية خاضعة وتبني الأرض يومئذ خاضعة

اس دن آسمان سے ایک کہلا کہلا مہمان نادل ہوگا اور اس دن زمین زرد پڑ جائیگی مینی سنت خط

نہایت عجب اور عجیب کا اظہار ہے کہ راجہ جی اس مرتبہ سناٹا لانا چکر کہ قدر تکلیف کے بعد کسی شخص کو یہی پہلو میں بیٹھا دیکھ کر خدشہ تھا۔

[illegible]

لے جو قیامت کا شور مچا رہا تھا۔ میں نے کہا کہ یہ سب کچھ اس سے قحطی زدگان اور زمین حشر کے جانیکیا۔ معارف کے مطالعہ سے یہ سب کچھ

فتبارک من علم و تعلم خدا کی فیلنگ اور خدا کی

پرست برکتوں والا ہے جس نے اس بندہ کو تعلیم دی اور بہت برکتوں والا ہے جو تعلیم پائی۔ خدا از وقت کی ضرورت محسوس

مہر نے کتنا بڑا کام کیا۔ انی معک ومع اهلك

کی اور اسکو محسوس کرنے اور نبوت کی مہر نے جسین شدت قوت کا فیضان ہو بڑا کام کیا یعنی تیری مبعوث ہوئے عیش

ومع کل مزاجیل۔ تیرے لئے میرا نام

میں تیرے ساتھ ہوں اور تیری اہل کیا اور ہر ایک کے ساتھ جو تجھ سے پیار کرتا ہے۔ تیرے لئے میرے نام نے اپنی

چمکا۔ روحانی عالم تیرے پر کھولا گیا۔ فبصرک الیوم

چمک دکھائی۔ روحانی عالم تیرے پر کھولا گیا۔ پس تیرے نظر تیری

حدید۔ اطلال اللہ بقاءک۔ اپنی اس پر پانچ چار زیادہ

تیرے۔ خدا تیری۔ عمر دراد کر گیا۔ اپنی برس یا پانچ چار زیادہ

یا پانچ چار کم۔ میں تجھے بہت برکت و دن کا یہاں تک

کہ بادشاہ تیرے کی پروں سے برکت ہونڈینگے تیری لئے میرا نام

چمکا پچاس یا ساٹھ نشان اور دکھاؤں گا خدا کو مقبولوں

میں قبولیت کے نمونے اور علامتیں تیری ہیں اور انکی تعظیم

حاشیہ۔ یہ جی الہی کہ خدا کی فیلنگ اور خدا کی مہر نے کتنا بڑا کام کیا اسکے معنی ہیں کہ خدا نے ہر

موس کیا کہ یہ ایسا فاسد زمانہ آگیا جس میں ایک عظیم نشان مصلح کی ضرورت ہے اور خدا کی مہر نے کام

کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنی والا اس رجب کو پہنچا کہ ایک پہلو سو وہ امتی ہے اور ایک پہلو

ملوک اور ذوی الجبروت کرتے ہیں اور وہ سلامتی کے
 شہزادے کہلاتے ہیں فرشتوں کی کھنچی ہوئی تلوار
 تیرے آگے ہے* پر تو نے وقت کو نہ پہچانا
 نہ دیکھا نہ جانا۔ برہمن اوتار سے مقابلہ کرنا اچھا نہیں۔

تجلی شید پہلو سے بنی کیونکہ اسد علی شانہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صاحب خاتم بنایا
 یعنی آپ کو افاضہ کمال کیلئے مہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی اسی وجہ سے
 آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے اور آپ کی توجہ
 روحانی بنی تراشش ہے اور یہ توت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی یہی معنی اس حدیث
 کے ہیں کہ علماء امتی کا نبیاء بنی اسرائیل یعنی میری امت کے علماء
 بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہوں گے اور بنی اسرائیل میں اگرچہ بہت نبی آئے
 مگر انکی نبوت موسیٰ کی پیروی کا نتیجہ نہ تھا۔ بلکہ وہ نبوتیں براہ راست خدا کی ایک ہی
 حضرت موسیٰ کی پیروی کا اس میں ایک ذرہ کچھ دخل نہ تھا اسی وجہ سے میری طرح
 ان کا یہ نام نہ ہوا کہ ایک پہلو سے بنی اور ایک پہلو سے امتی بلکہ وہ انبیاء مستقل
 بنی کہلائے اور براہ راست انکو منصب نبوت ملا۔ اور ان کو چہرہ کر حیب اور بنی اسرائیل
 کا حال دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ ان لوگوں کو رشید اور صلاح اور تقویٰ سے بہت
 ہی کم حصہ ملا تھا اور حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کی امت اولیاء اللہ کے وجود سے
 غیر محروم رہی تھی اور کوئی شاذ و نادر ان میں ہوا تو وہ حکم معدوم کا رکھتا ہے بلکہ اکثر

* یہ پیشگوئی ایک ایسے شخص کے بارہ میں ہو جو مدینہ منورہ میں گیا اور بہت شوفیان دکھلائیں اور گالیان دن
 اور زبان دمازی میں آگے سو آگے بڑھا۔ پس خدا فرما کہ نبیوں کے لئے بڑھتا ہو گیا تو فرشتوں کی تلواریں نہیں دیکھتا۔ منہ

سب فرق بین صادق و کاذب انت تری کل مصلح

اے خدا سچے اور جھوٹے میں فرق کر کے دکھلا

تو ہر ایک مصلح اور صادق کو مانتا ہے

و صادق۔ رب کل بخاد ملک رب فاحفظنی وانصرنی

اے میرے خدا ہر ایک چیز تیری قیاد میں ہے۔ اے میرے خدا شریک شریک سے بچھ گم رکھ اور میری مدد کر

وارحمہ۔ خدا قاتل تو باد و مرا از شر تو محفوظ دارا

اور مجھ پر رحم کر۔ اے دشمن تو جو تباہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے خدا تجھ کو تباہ کرے اور میری شرف دے

زلزلہ آیا اٹھو من ا زمین پڑھین اور قیامت کا نمونہ دیکھیں

یعنی وہ پہونچال جو وعدہ دیا گیا ہے جلد آنی والا ہے اسوقت خدا کرہند قیامت کا نمونہ دیکھ کر اپنی جگہ پر

بیشیہ ان میں سرکش فاسق فاجر دنیا پرست ہوتے رہے ہیں اور اسی وجہ سے ان کی نسبت

حضرت موسیٰ یا حضرت عیسیٰ کی قوت تاثیر کا توریت اور انجیل میں اشارہ تک نہیں ہے تو دیت میں

جایا حضرت موسیٰ کے صحابہ کا نام ایک سرکش اور سخت دل اور مرکب معامی اور مفسد قوم

لکھا ہے جن کی نافرمانیوں کی نسبت قرآن شریف میں بھی یہ بیان ہے کہ ایک لڑائی کے

موقع کے وقت میں انہوں نے حضرت موسیٰ کو یہ جواب دیا تھا فاذهب انت و ربک

فقاتلانا ہنا قاعدون یعنی تو اور تیرا رب دونو جا کر دشمنوں سے لڑائی کرو

ہم تو اسی جگہ بیٹھیں گے یہ حال نشا انکی فرمان برداری کا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

صحابہ کے دونوں میں وہ جوش عشق الہی پیدا ہوا اور توجہ قدسی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کی وہ تاثیر ان کے دونوں میں ظاہر ہوئی کہ انہوں نے خدا کی راہ میں بھٹیوں اور بکریوں

کی طرح سرکھائے۔ کیا کوئی پہلی امت میں ہمیں دکھا سکتا ہے یا نشان دے سکتا ہے کہ انہوں

نے یہی صدق اور سفا دکھلا یا یہ تو حضرت موسیٰ کے صحابہ کا حال تھا۔ اب حضرت مسیح کے صحابہ

کا حال سنو کہ ایک نے تو جس کا نام یہود اسکریوطی تھا تیس روپے لیکر حضرت مسیح کو گرفتار کر دیا

يظهر لك الله ويثني عليك - لولاك لما خلقت الافلاك

خدا تجھ کو ظاہر کرے گا اور تیری تعریف لوگوں میں شایع کر دیگا۔ اگر میں تجھ کو پیدا نہ کرتا تو آسمان کو پیدا نہ کرتا

ادعوني استجب لكم - وست تودعائے تو ترحمہم تر خدا

مجھ سے مانگو میں تمہیں دؤن گا میرا تم سے ہے اور تیری دعا اور خدا کی طرف سے رحم ہے

زلزلہ کا دھکا - عفت الديار حملها ومقامها -

زلزلہ کا دھک جس سے اہل حصہ عافیت کا مٹ جائیگا مستقل سکونت کی جگہ اور عارضی سکونت

تتبعها الرادفة - پھر بار آئی خدا کی بات پھر پوری

کی جگہ مٹ جائیگی اس کے بعد ایک اور زلزلہ آئیگا۔ بہار جب دوبارہ آئیگی تو پھر ایک اور زلزلہ آئیگی

بقیہ جگہ اور پطرس حواری جسکو بہشت کی کنجیاں دی گئی تھیں اس نے حضرت مسیح کے دیوان پر لعنت

بھیجی اور باقی جس قدر حواری تھے وہ مصیبت کا وقت دیکھ کر بھاگ گئے اور ایک نے بھی

استقامت نہ دکھلائی اور ثابت قدم نہ رہے اور زلزلہ ان پر غالب آگئی۔ اور ہمارے نبی

صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے تلواروں کی سایہ کے نیچے وہ استقامتیں دکھلائیں اور

اس طرح مرنے پر آمادہ ہوئے جن کی سواخ پڑھنے سے رونا آتا ہے پس وہ کیا چیز تھی

جس نے ایسی عاشقانہ روح ان میں بھرنے کی اور وہ کوئی لمحہ تھا جس نے ان میں اس قدر تبدیلی

کردی یا تو جاہلیت کے زمانہ میں وہ حالت تکلی تھی کہ وہ دنیا کے کیرے تھے اور کوئی

مصیبت اور ظلم کی قسم نہیں تھی جو ان سے ظہور میں نہیں آئی تھی اور یا اس نبی کی

پیردی کے بعد ایسے خدا کی طرف کھینچے گئے کہ گویا خدا ان کے اندر سکونت پذیر ہو گیا۔

میں سچ کہتا ہوں کہ یہ وہی توجہ اس پاک نبی کی تھی جو ان لوگوں کو سفلی زندگی سے

ایک پاک زندگی کی طرف کھینچ کر لے آئی اور جو لوگوں کو فوج اسلام میں داخل ہوئے۔ اس کا

سبب نہ تو انہیں تھی بلکہ وہ اس تیرہ سال کی آہ وزاری اور دعا اور تضرع کا اثر تھا

۴۰ حاشیہ۔ ہر ایک عظیم الشان مصلح کے وقت میں روحانی طور پر نیا آسمان اور نئی زمین بنائی جاتی ہے یعنی ہر ایک کو اس مصلح کے خدمت میں لگایا جاتا ہے اور زمین پرستند طبیعتیں پیدا کی جاتی ہیں پس یہ ایک طرف اشلہ ہو۔ منہ

پھر مہارانی تو اسے شج کے آنکے دن۔ رب استخرو وقت

پھر یہاں پہلے سو آئیگی تو اس وقت اطمینان کے دن آجائینگے اور اس وقت تک کہ کئی نشان ظاہر ہو گیا اور خدا بزرگ

ہذا۔ آخر اللہ الی وقت مسے۔ تری نصر العجیبا

درد کے ظہور میں کسی قدر تاخیر کر دو خدا فرشتوں کیست زلزلہ کے ظہور میں ایک مدت مقرر کیا جو کہ گناہ گاروں کے لیے ایک عیب و عیوب کا

و یجرون علی لاذقان۔ ربنا اغفر لنا ذنوبنا اننا کنا

اور تیرے مخالف ٹھوڑیوں پر گریہ کرتے ہوئے کہ ایسا ہمیں بخش اور ہمارے گناہ معاف کر ہم خطا پر تھے

خاطثین۔ یا نبی اللہ کنت لا تعرفک لا تشریف علیک الیوم

اور زمین کہے گی کہ ایسا کہے نبی میں تجھ کو شناخت نہیں کرتی تھی مے خطا کار و آج تم پر

یقینہ حاتم۔ جو کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کرتے رہو اور کہہ گی زمین بول اٹھی کہ میں اس مبارک قدم

کے نیچے ہوں۔ جس کے دل نے اس قدر توحید کا شور ڈالا جو آسمان اس کی آواز ساری سے بھر گیا۔

خدا سے بننا ہر آدمی کی امت یا منکرات کی پڑا نہیں پس یہ توحید امت جو غارتی عادت طور پر

عرب کے جزیرہ میں ظہور میں آیا۔ اور پھر دنیا میں پھیل گیا یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دل سیر

کی تاثیر تھی۔ ہر ایک قوم توحید سے دور اور مجبور ہو گئی مگر اسلام میں چشمہ توحید جاری رہا یہ تمام

بکرتین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کا نتیجہ تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

لعلک باخع نفسک الایکونامؤمنین یعنی کیا تواس نعم میں اپنی تین ہاں کو دینا

جو یہ لوگ ایمان نہیں لاتے۔ پس پہلے نبیوں کی امت میں جو اس درجہ کی صلاح و تقویٰ پیدا ہو

اسکی ہی وجہ تھی کہ اس درجہ کی توجہ اور دلجوئی امت کے لئے ہو ان نبیوں میں نہیں تھی۔ انیسویں

سال کے نادان مسلمانوں نے پڑا اس نبی مکرم کا کچھ قدر نہیں کیا اور ہر ایک بات میں ٹھوکر کھائی

وہ ختم نبوت کے ایسے ہی کرتے ہیں جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جو تخلیق ہے نہ تعریف نہ گریا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نفس پاک میں انا خدا اور تکمیل نعوس کیلئے کوئی توشہ نہ تھی اور وہ صرف

اس زلزلہ کو کسی اور وقت پر الہا ہے اور یہ وحی الہی قریب آج آج سے اخبار بتد اور الحکم میں جھپکے شائع ہو چکی ہے

چونکہ زلزلہ نمودار قیامت آنے میں تاخیر ہو گئی اس لیے ضرور تھا کہ لڑکا پیدا ہونے میں بھی تاخیر ہوئی (دیکھو صفحہ ۱۰۱)

یہاں اسلطان کیست۔ اسلطان کیست۔ وہ خدا کا کلمہ ہے جو وقت پر ظاہر ہوا اور اس کے لیے اور تمام نبیوں کے

یہاں اسلطان کیست۔ اسلطان کیست۔ وہ خدا کا کلمہ ہے جو وقت پر ظاہر ہوا اور اس کے لیے اور تمام نبیوں کے

یہاں اسلطان کیست۔ اسلطان کیست۔ وہ خدا کا کلمہ ہے جو وقت پر ظاہر ہوا اور اس کے لیے اور تمام نبیوں کے

یہاں اسلطان کیست۔ اسلطان کیست۔ وہ خدا کا کلمہ ہے جو وقت پر ظاہر ہوا اور اس کے لیے اور تمام نبیوں کے

یہاں اسلطان کیست۔ اسلطان کیست۔ وہ خدا کا کلمہ ہے جو وقت پر ظاہر ہوا اور اس کے لیے اور تمام نبیوں کے

يَغْفِرُ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَهُوَ رَحِيمٌ - تَلْطَفُ بِالنَّاسِ

کوئی ملامت نہیں خدا تمہارے گناہ بخشد گیگا وہ ارحم الراحمین ہے۔ لوگوں کے ساتھ لطف اور مدارا

وَتَرْحَمُ عَلَيْهِمْ اِنَّتَ فَيَمُومُ بِمَنْزِلَةِ مُوسَى - يَآتِي عَلَيْكَ مِنْ

سے پیش آئے گا۔ انا اسے بھیجے گا کہ وہ اپنے رب سے کہے۔ تو مجھ سے بمنزلہ موسیٰ کے ہے۔ تیرے پروردگار کے زمانہ کی طرح

مِثْلَ مَنْ مَّوْنٍ سَ - اَنَا ارْسَلْنَا الْبِكْرُ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ

ایک زمانہ آئے گا۔ میں نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجا ہے اس رسول

مَكَارِ ارْسَلْنَا اِلَى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا - اَسْمَانُ سِرْبَتِ وَوَدُو

کی مانند جو فرعون کی طرف بھیجا گیا تھا۔ آسمان سے بہت دودھ

تفسیر حاشیہ شک شریعت کو کھلانے آئے تھے کہ خداوند تعالیٰ اس امت کو یہ دعا سکھاتا ہے۔

اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم۔ پس اگر یہ امت پہلے

نبیوں کی وارث نہیں اور اس انعام میں سے ان کو کچھ نہیں تو یہ دعا کیوں سکھائی

گئی۔ افسوس کہ تعصب اور نادانی کے جوش سے کوئی اس آیت میں غور نہیں کرتا۔ بڑا شوق

رکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ آسمان سے نازل ہو کر خدا کا کلام قرآن شریف گواری دیتا ہو کہ وہ عجیب

اور اسکی قبر سری نگر کشمیر میں ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاَرْسَلْنَا هَمَّا اِلَى اٰمِرِ

ذاتِ رَحْمَةٍ وَمَعِينٍ یعنی ہم عیسیٰ اور اسکی ماں کو یہودیوں کے ہاتھ سے بچا کر ایک ایسے پہاڑ میں پہنچا دیا

جو آرام اور خوشحالی کی جگہ تھی اور صفائی کی چیز تھی جس میں جلدی تھی سو ہی کشمیر ہے اسی وجہ سے حضرت مریم

کی قبر میں شام میں کیوں معلوم نہیں اور کہتے ہیں کہ وہ ہی حضرت عیسیٰ کی طرح معقود ہو کر قیام جو دنیا میں آگیا

عقیدہ ہے کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت مکالمہ غلطی سے بے نصیب ہے اور خود شیعیان پر متبر ہیں جس پر ثابت

ہو چکا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں ایسے ایسے نبیوں کے مشابہ لوگ پیدا ہوں گے اور ایک ایسا ہوگا کہ

ایک پہلو سونی ہوگا اور ایک پہلو سے امتی وہی مسیح موعود کہلائیگا۔ منہ

بقیہ حاشیہ۔ لہذا پیر منظور مجھ کے گھر میں ۱۰ جولائی ۱۹۸۴ء میں بروز منہ شفیعہ لڑکی پیدا ہوئی اور میری

دعا کی قبولیت کا ایک نشان ہے اور نیز وحی الہی کی سچائی کا ایک نشان ہے جو لڑکی پیدا ہونے سے قریب

خدا تعالیٰ کی طرف سے جو چاہی ہو چکی تھی اگر یہ عز و جود ہو گا کہ کم درج کے زلزلے آتے رہیں گے اور ضرور سے کہ زمین غوطہ خیز ہو جائے گا اور اگر اللہ تعالیٰ وہ موعود و شاہ کا پیدا ہو جائے گا کہ

اُتر اسے محفوظ رکھو۔ اِنی انرتک واخترتک تیری

اُتر اسے یعنی معارف اور حقائق کا دودھ پینے سے تہیہ روشن کیا اور چن لیا اور تیری
خوش نشاندگی کا سامان ہو گیا ہے۔ واللہ خیر من کل شے
خوش زندگی کا سامان ہو گیا ہے خداوند چیز سے بہتر ہے

عندی حسنة ہی خیر من جبل بہت سلام میری تیرے
میرے قرب میں ایک نیکی ہے جو وہ ایک پہاڑ سے زیادہ ہے تیرے پر بکثرت میرے سلام

ہوں۔ اِنَّا اعطیناک الکوثر۔ ان اللہ مع الذین اہتدوا
ہیں مجھے کثرت سے تجھ دیا ہے خدا انکے ساتھ ہے جو راہ راست اختیار کرتے ہیں

والذین ہم صادقون۔ ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ہم
اور جو صادق ہیں خدا ان کے ساتھ ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں

محسنون۔ اراد اللہ ان یبعثک مقاماً محموداً۔ و
اور نیکو کام ہیں خدا نے ارادہ کیا ہے جو تجھے وہ مقام بخشے جس میں تو تعریف کیا جائیگا

نشان ظاہر ہوں گے۔ وامتازوا لیوم ایھا المجرمون
نشان ظاہر ہونگے اور ای مجرموں کو تم الگ ہو جاؤ

یکاد البرق یخطف ابصارہم ہذا الذی کنتم تبتغون
خدا کے نشانوں کی برق انکی آنکھیں اچک کر لیجا لگی کہ وہی بات ہے جس کی پیروی میں تھے۔

یا احمد فاضت الرحمة علی شفتیک۔ کلام اقصیٰ من
اے احمد تیری لبون پر رحمت جاری ہے تیرا کلام خدا کی طرف سے

لن ربت کریم۔ و کلام تو چیز سے ست کہ شعرا و راں
نہیں کیا گیا ہے تیرے کلام میں ایک چیز ہے جس میں شاعران کو

وَحَلَّ مِثْرًا - رَبِّ عَمَلِي مَا هُوَ خَيْرٌ عِنْدَكَ - يَعْصِمُكَ اللَّهُ مِنْ

دغل نہیں اسے میرے خدا بھیجے وہ کھلا جو تیرے نزدیک بہتر ہے تجھ پر خدا دشمنوں کے

الْعَدَاوَةِ لِيُطَوِّبَ لَكَ سَطْرًا - بِرِزْمٍ مَا عِنْدَهُمْ مِنَ الرِّمَاحِ - اِنِّي

بچاؤں گا اور حملہ کرنے والوں پر حملہ کر دیگا انہوں نے جو کچھ اپنے پاس ہتھیار تھے سب ظاہر کر دیئے

سَاخِرَةٌ فِي آخِرِ الْوَقْتِ اَنْتَ اَعْلَمُ بِالْحَقِّ اِنَّ اللَّهَ رَوْفٌ

میں ہوں محمد حسین بٹا لوی کو آخر وقت میں خبر دیدوں گا کہ تو حق پر نہیں ہے خدا رؤف و رحیم ہے

رَحِيمٌ اَنَا النَّالِكُ الْحَدِيدُ - اِنِّي مَعَ الْاَنْوَاجِ اَتَيْتُ

ہفت تیرے لئے لوہے کو نرم کر دیا میں فوجوں کے ساتھ ناگہانی طور پر آؤں گا

بَغْتَةً - اِنِّي مَعَ الرَّسُولِ اَحْيَيْتُ اَخِيَّ وَاصِيَّتُ - وَقَالُوا اِنَّا لَكِ

میں رسول کے ساتھ ہو کر جواب دوں گا اپنا ارادہ کہہیں جوڑ بھی دوں گا اور کہیں ارادہ پر کاربند

هَذَا قُلْ هُوَ اللَّهُ عَجِيبٌ - جَاءَ فِي اَيْلٍ وَاسْتِخَارَ وَاَدَارَ صَبْعَهُ

اور کہیں گے کہ تجھ پر یہ مرتبہ کہاں سے حاصل ہوا کہ خداوند العجائب ہے میری اس آیل آیا اور اُس نے مجھ کو چن لیا اور اپنی انگلی کو

وَاِشَارَ اَنْ وَعَدَ اللَّهُ اِنِّي فُطُوْنِي لَمِنْ وَجْدٍ وَرَأَى الْاَرْضَ

گردش دی اور یہ شاہ کیا کہ خدا کا وعدہ لگیا پس مبارک وہ جو اس کو پاوے اور دیکھے طرح کی بیاریاں

تَشَاعَ وَالنَّفُوسُ تَضَاعَ - اِنِّي مَعَ الرَّسُولِ اَقُومُ

پہیلیائی جائیں گی اور کئی آفتوں سے جانوں کا نقصان ہوگا میں اپنے رسول کے ساتھ کھڑا ہوں گا۔

حاشیہ: اس وحی الہی کے ظاہری الفاظ یہ معنی کہتے ہیں کہ میں خطا ہی کروں گا اور صواب بھی یعنی جو میں

چاہوں گا کہہ کر دوں گا اور کہیں نہیں اور کہیں میرا ارادہ پورا ہوگا اور کہیں نہیں البتہ خدا تعالیٰ کی کلام میں جاتی ہیں

جیسا کہ احادیث میں لکھا ہے کہ میں مومن کی بعض روح کی وقت تردد میں پڑتا ہوں حالانکہ خدا تر و دو پاک ہے اس طرح

یوحی الہی کہہ کر میرا ارادہ خطا جاتا ہے اور کہیں پورا ہو جاتا ہے اس کے معنی میں کہہ میں اپنی تقدیر

اور ارادہ کو منسوخ کر دیتا ہوں اور کہیں وہ ارادہ جیسا کہ چاہتا ہوں

وَأَفْطَرُ وَأَصُومُ وَلَنْ أَبْرَحَ الْأَرْضَ إِلَى الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ

میں انتظار کروں گا اور روز وہی رکھوں گا اور ایک وقت مقرر تاکہ میں اس میں سید علیہ نہین ہو جا

واجعل لك انوار القدر ومواقفك واروم اعطيك

اور تیرے بھرا اپنے آئینکے نو عطا کرونگا اور تیری طرف قصہ کرونگا اور وہ چیز تجھے دوں گا

مَادِدْ وَمَرَاتِنِ ثَلَاثُ الْأَرْضِ نَاكِلَهَا مِنْ أَطْرَافِهَا نَقَلُوا

جو خیر و ساتھ ہمیشہ رہی۔ ہم زمین کے فارشہ ہونگو اور اطراف سے اسکو کہاتے آئیں گے

إلى المقابر - ظفرون الله وفتح مبین - ان ربی قوی قلیب

فیرن کیلے نقل کرینگے اسدن خدا کی طرف سو کھلی کھلی فتح ہوگی میرا رب زبردست قدرت والا ہو

انه قوی عزیز۔ حَلْ غَضِبْهْ عَلَی لَارِضْ۔ انصحاق

اور وہ قوی اور غالب ہے اسکا غضب زمین پر نازل ہوگا۔

انی صادق و شہید اللہ لی۔ اسے ازلی ابدی خدا بیرون

بین صافق ہوں اور خدا میری گواہی دینگا۔

کو پکڑ کے آ۔ ضاقت الارض بما رحبت۔ رب انی مغلوب

ہر شے کے لئے ۲ زمین باوجود فسادِ ماضی کے مجھ پر تنگ ہو گئی ہے اور میری خدا میں مغلوب ہو گئی ہے۔

فہم تہ حقا زنگی کے فیشن سے دور چاڑے ہین

پس ان کو پیش ڈال کہ وہ زندگی کی وضع سے دور

† حاشیہ ظاہر ہے کہ خمار و زہر کھنڈ اور افطار سی پاک ہے اور یہ الفاظ اپنی اصلی معنوں کی رو سے اسکی طرف متعلق ہیں۔

نہیں ہو سکتے پس یہ صرف ایک ستارہ ہر اسکا مطلب یہ ہے کہ کہی میں اپنا قہر نازل کروں گا اور کہی کو ہلاک

وہ گھٹا اس شخص کی مانند جو کہیں کہتا ہو اور کسی روزہ رکھ لیتا ہے اور اپنے تئیں کہتا ہے کہ میں روزہ رکھتا ہوں۔

اور اس قسم کے استغاثات خدا کی کتابوں میں بہت ہیں جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ قیامت کو خدا

کہیں گے کہ میں نے یاد رکھا۔ میں بھیڑ کا تھا۔ میں لگا ہوا تھا۔

انما امرنا اذا ارادتم ان تقولوا لکم فیکون - تو در منزل ما چو بار بار آئی +

ترجس بات کا ارادہ کرتا ہی وہ تیری حکم سے فی الفور ہو جاتی ہے اے میری بندہ چونکہ تو میری فرد و گماہن

خدا ابر رحمت بارید یافے + انا امتنا اربعة عشر دوا یا

بار بار آتا ہے اسلئے اب تو خود دیکھ لے کہ تیری رحمت کی بارش ہوئی یا نہ - ہم نے چودہ چار بار یوں کو ہلاک کر دیا

ذکک بما عصوا وکانوا یعتدون - انجام جاہل جہنم ہو

کیونکہ وہ نافرمانی میں مدد گزرتے تھے جاہل کا انجام جہنم ہے

کہ جاہل نکو عاقبت کم بود + میری فتح ہوئی میرا غلبہ ہوا -

جاہل کا خاتمہ بالآخر کم ہوتا ہے میری فتح ہوئی میرا غلبہ ہوا

اتی امرت من الرحمن فاتونی - ائی حمی الرحمن - ائی لاجد

میر خدا کی طرف سے حکایت کی گئی ہے تم میری طرف آ جاؤ - میں خدا کا چہرہ گاہ ہوں + میری جو گم گشتہ یوسف

ریح یوسف لولائت تفندون - الحد ترکیف فعل

کی خوش بولائی ہے اگر تم یہ نہ کہو کہ شیخس بہکت ہے کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیری رب نے

ربک باصحاب الفیل الم یجعل کیدهم فی تضلیل

اصحاب فیل کیا تھے کیا کیا کیا اُس نے ان کے کر کو اُن کا گمراہ نہیں کر دیا

وہ کام جو تم نے کیا خدا کی مرضی کے موافق نہیں ہوگا

وہ کام جو تم نے کیا خدا کی مرضی کے موافق نہیں ہوگا

انا غفونا عنک - لقد نصرکما اللہ بیدروا تم اذلة

ہم نے تم کو معاف کیا خدا نے ہمیں تم پر اس چودہویں صدی میں تمہیں نصرت میں پا کر تمہاری

وقالوا ان هذا الاختلاق قل لو کان من عند غیر

اللہ اور کہیں گے کہ یہ تو ایک بناوٹ ہے انکو کہہ کہ اگر یہ کار و بار بجز خدا کی کسی دہکا

لو جدد تعرفیه اختلاف کثیرا۔ قل عندی شہادۃ من اللہ

تو اس میں بہت اختلاف تم دیکھتے انکو کہ میرے پاس خدا کی گواہی ہے

فہل انتم مؤمنون۔ یاتی قمر الانبیا۔ وامرک یتاتی۔

کیا تم ایمان لاؤ گے یا نہیں۔ نبیوں کا چاند آئے گا اور تیرا کام پورا ہو جائیگا۔

وامتازوا لیوم ایہا المجرمون کھو نکال آیا اور شدت آیا

اور آج کے مجرموں کو الگ ہو جاؤ۔ بڑی شدت ہو زلزلہ آئیگا اور اوپر کی

زمین تہ وبالا کر دی۔ هذا الذی کنتم تعجلون۔

زمین نیچے کر دیگا۔ یہ وہی وعدہ ہے جسکی تم جلدی کرتے تھے

انی اخافظ کل من فی الدار سفینۃ وسکینۃ۔ انی معک

میں ہر ایک کو جو اس گھر میں ہو اس زلزلہ سے بچاؤں گا کشتی ہے اور آرام ہے

ومع اہلک ارید ما تریدون۔ پہلے بنگالہ کی نسبت جو کچھ حکم جاری

اور تیرے اہل کیا تھے ہوں میں وہی ارادہ کر دینگا جو تمہارا ارادہ ہو۔ بنگالہ کی نسبت پیشگوئی ہے جو تقسیم بنگالہ

کیا گیا تھا اب انکی دیکھوئی ہوگی۔

سے اہل بنگالہ کی لازمی کیلئے خدا فرمائے گا کہ پہرہ وقت آتا ہے کہ پہر کسی پیرایہ میں اہل بنگالہ کی دیکھوئی کیجائیگی۔

۴۰ شہادت۔ اس بارہ میں خدا تعالیٰ نے مجھ پر خبر دی ہے جیسا کہ یسعیاہ نبی کے زمانہ میں ہوا کہ اس نبی

کی پیشگوئی کے مطابق پہلے ایک عمرت مسات علی کو لڑکا پیدا ہوا۔ پھر بعد اسکے حزقیاہ بادشاہ نے

فقہ پر فتویٰ پائی اسی طرح اس زلزلہ سے پیشتر محمد لدنا نبی کی بیوی کو جس کا نام محمدی بیگم ہے لڑکا پیدا ہوگا

اور وہ لڑکا اس بڑے زلزلہ کیلئے نشان ہوگا جو قیامت کا نمونہ ہوگا مگر ضروری ہے کہ اس پہلو اور زلزلے سے بھی آدین

اس کے کہ مفضل ذیل نام ہے۔ بشیر الدولہ کیونکہ وہ ہماری فتح کیلئے نشان ہوگا۔ کلمۃ السد فان یعنی خدا کا کلمہ

عام کباب ورد۔ شاد رخاں۔ کلمۃ العزیزہ وغیرہ کیونکہ خدا کا کلمہ ہوگا جس میں حق کا غلبہ ہوگا تمام دنیا خدا کی ہی ملک میں آئے گی

اسکا نام کلمۃ اللہ رکھنا غیر معمولی بات نہیں ہے۔ وہ لڑکا۔

اب کی دفعہ وہ لڑکا پیدا نہیں ہو کیونکہ ضرورت نہ رہی اسلئے اب وہ زلزلہ نہ ہو سکے گا۔ وہ بنگالہ کا ایک لڑکا ہے

الحمد لله الذي جعل لكم الصهر والنسب الحمد لله الذي اذهب

اس خدا کو تعریف ہو جس نے دامادی اور نسب کی رو سے تیرے پر حسان کیا اُس نے اکو تعریف ہو جس نے میرا غم

عنى الحزن واتانى مال الميراث احد من العالمين - ليس انك

دور کیا اور مجھ کو وہ چیز دی جو اس زمانہ کے لوگوں میں ہو سکیو نہیں دے گی اے میرا خدا

لمن المرسلين على صراط مستقيم - تنزيل العزيز الرحيم

مرسل ہے راہ راست پر اُس خدا کی طرف سے جو غالب اور رحم کرنے والا ہے

امرت ان استخلف فخلق آدم - محي الدين ويقدم الشريعة

میں نے ارادہ کیا کہ میں اپنا خلیفہ مقرر کروں سو میں نے آدم کو پیدا کیا وہ دین کو زندہ کر لیا اور شریعت کو قائم

چود و خمس وى اعجاز كروند - مسلمان را مسلمان باز كروند

جب سے سلطان کا دور شروع کیا گیا - تو مسلمانوں کو جو حرف سے مسلمان تھے ان سے مسلمان بنانے لگے

ان السموات والارض كانتا رتقا ففتقنهما - قرب جلك

آسمان اور زمین ایک گٹھڑی کی طرح بندھی ہوئی تھیں ہم نے ان دونوں کو کھول دیا یعنی زمین نے اپنی پوری قوت ظاہر کی

المقدرات ذل العرش يدعوك - ولا يبق لك من الخزيات

اب تیرا وقت موت قریب گیا - ذوالعرش تجھے بلاتا ہے اور ہم تیرے لئے کوئی روک ٹوک نہیں چھوڑینگے

ذكر اقل معاد ربك ولا يبق لك من الخزيات شيئا -

تیرے رب کا وعدہ کم رہ گیا ہے اور ہم تیرے لئے کوئی امر روک ٹوک باقی نہیں چھوڑینگے

بهت تھوڑے دن رہ گئے ہیں اس دن خدا کی طرف سے

زندگی کے دن بہت تھوڑے رہ گئے ہیں اُس دن سب جماعت دل برداشتہ

سب پر اوو اسی چھا جائیگی - یہ ہوگا - یہ ہوگا - یہ ہوگا -

اور اوو اسس ہو جائیگی کئی واقعات کے ظہور کے بعد پہر تیرا واقعہ

ہا یہ خدا کی تجھ پر احسان کیا کہ ایک نصیب اور معزز اور شہرت یافتہ اور باوجود خاندان سے تھوڑا سا کیا اور دوسرا یہ احسان کیا

تیرے کہ ایک معزز دہلی کے سادات کے خاندان سے تیری بیوی آئی ہے

خدا تعالیٰ کی کتابوں میں ہے آخر الزمان کو بادشاہ کے نام سے یاد کیا گیا ہے اس سے مراد آسمانی بادشاہی ہے یعنی وہ آئندہ

سلاطین کا ایک بادشاہ ہو گا اور یہ سب اکابر اُس کے پیرو ہوں گے۔ منجھ

پھر تیرا واقعہ ہوگا۔ تمام عجائبات قدرت و کھلائیکے

ظہور میں آئیگا۔ قدرت اُتھی کے کوئی عجائب کام پہلو دکھلائی جائیں گے پھر

بعد تمہارا حادثہ آئے گا۔ جاء وقتك ونبقى لك الايات

تمہاری موت کا واقعہ ظہور میں آئیگا۔ تیرا وقت آگیا ہے اور ہم تیرے لئے روشن نشان چھپائیں گے

باہرات = جاء وقتك ونبقى لك الايات بقیات ط

تیرا وقت آگیا ہے اور ہم تیرے لئے کھلے نشان باقی رکھیں گے۔

مرتب توفی مسلما والحقنی بالصالحین۔ آمین

اے میرے خدا اسلام پر مجھے وفات دے اور نیکو کاروں کے ساتھ مجھ کو ملا دے۔ آمین۔

خاتمہ

بعض معترضین کے اعتراضات کے جواب میں

چونکہ اس پر آشوب زمانہ میں مسلمانوں میں کوئی بھی پیدا ہو گئے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان

لانا اور آپ کی پیروی کرنا نجات کیلئے ضروری نہیں سمجھتے اور صرف خدا تعالیٰ کو واحد لا شریک لنا

بہشت میں داخل ہونیکے لئے کافی خیال کرتے ہیں اور بعض ایسے ہیں کہ محض افتراء اور ظلم کے طور پر

یا اپنی غلط فہمی سے میرے طرح طرح کے بجا اعتراض کرتے ہیں جن اعتراضوں سے بعض کا

مطلب تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ تا لوگوں کو اس سلسلہ سے بیزار کریں اور بعض ایسے ہیں کہ وثائق

دین کے سمجھنے سے انکی طبیعتیں قاصر ہیں اور انکی طبیعت میں شر نہیں مگر فہم سا بھی نہیں اور نہ وسعت

علمی ہے جس سے وہ خود بخود حقیقت حال دریافت کر سکیں اسلئے میں نے قرین مصلحت سمجھا کہ اس

خاتمہ میں ان سب کے شبہات کا ازالہ کیا جاوے +

کچھ ضرور نہ تھا کہ میں ان شبہات کے دور کرنے کیلئے توجہ کرتا کیونکہ میری بہت سی کتابوں کے متفرق مقامات میں ان ہیودہ اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے لیکن ان دونوں میں **عبدالحکیم خان** نام ایک شخص جو پیالہ کی ریاست میں سسٹنٹ سرجن ہے جو پہلے اس سے ہمارے سلسلہ بیت میں داخل تھا مگر باعث کمی ملاقات اور قلت صحبت دینی خفایا سے محض بے خبر اور محروم تھا اور کچھ تر اور جہل مرکب اور رعوت اور بدظنی کی مرض میں مبتلا تھا اپنی قیمتی سے مرتد ہو کر اس سلسلہ کا دشمن ہو گیا ہے اور جہاں تک اس سے ہو سکا خدا کے نور کو معاروم کر نیکی لٹی اپنی جاہلانہ تحریروں میں زہریلی پوکوں سے کام لے رہا ہے تا اس شمع کو بجھا دے جو خدا کے اتھ سے روشن ہے۔ مسئلے مناسب سمجھا گیا کہ اختصار کے لحاظ سے بعض اسکے ایسے اعتراضات کا جواب لکھ دیا جائے جو عوام کو مطلع کرنے کے لائق قابل جواب ہیں کیونکہ عوام پر یہ امر باعث غفلت اور مغولی دنیا کے البتہ مشکل ہے کہ تمام میری کتابیں تلاش کر کے ان میں سے یہ جواب معلوم کر لیں۔

سو پہلے وہ امر لکھنے کے لائق ہے جسکی وجہ سے عبدالحکیم خان ہماری جماعت کے علیحدہ ہوا ہے اور وہ یہ ہے کہ اس کا عقیدہ ہے کہ نجات اخروی حاصل کر نیکی لٹو انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی ضرورت نہیں بلکہ ہر ایک جو خدا کو واحد لا شریک جانتا ہو اور انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مذہب ہے وہ نجات پائیگا۔ اس سے ظاہر ہے کہ اسکے نزدیک ایک شخص اسلام سے مرتد ہو کر بھی نجات پاسکتا ہے اور انہما کی سزا دینا اس کو ظلم ہے۔ مثلاً حال میں نبی جو ایک شخص عبد الغفور نام مرتد ہو کر آیا یہ ساج میں داخل ہوا اور دھرم پال نام رکھایا اور انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین اور تکذیب میں دن رات کمر بستہ ہے وہ بھی عبدالحکیم خان کے نزدیک سید بہشت میں جائیگا کیونکہ آریہ لوگ بت پرستی سے دلکش ہیں مگر ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ ایسے عقیدہ کی رو سے انبیاء علیہم السلام کا معبود ہونا محض ہیودہ اور لغو کام ٹھیرے گا کیونکہ جب ایک شخص انبیاء علیہم السلام کا مذہب اور دشمن ہو کر بھی خدا کو ایک جانتا ہے تو نجات پاسکتا ہے تو پھر اس

صورت میں گویا انبیاء صرف عبث طور پر دنیا میں نہ بھیجے گئے ورنہ ان کے بغیر ہی کام چل سکتی تھا اور ان کے وجود کی کوئی بڑی بہاری ضرورت نہ تھی۔ اور اگر یہ سچ تھا کہ صرف خدا کو واحد لا شریک کہنا ہی کافی ہے تو گویا یہ بھی ایک شے کی قسم ہے کہ لا الہ الا اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ لازمی طور پر لایا گیا اور وہ حقیقت اس خیال کے لوگ محمد رسول اللہ کہنا شرک ہی سمجھتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی کامل توحید اسی میں تصور کرتے ہیں کہ اُس کے ساتھ کسی کا نام نہ ملایا جائے اور ان کے نزدیک دین اسلام سے خارج ہونا نجات سے مانع نہیں۔ اور اگر مثلاً ایک ہی دن میں سب کے مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے انکار کر کے گمراہ فلسفیوں کی طرح مجرد توحید کو کافی سمجھیں اور پھر قرآن اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے مستغنی خیال کر لیں اور مکذب ہو جائیں۔ تو ان کے نزدیک یہ سب لوگ باوجود مرتد ہونے کے نجات پا جائیں گے اور بلاشبہ بہشت میں داخل ہوں گے۔ گریہ بات کسی اہل عقل والے پر بھی پوشیدہ نہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانہ سے ہمارے اس زمانہ تک تمام اسلامی فرقوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اسلام کی حقیقت یہی ہے کہ جیسا کہ ایک شخص خدا تعالیٰ کو واحد لا شریک سمجھتا ہے اور اس کی ہستی اور وجود اور وحدانیت پر ایمان لاتا ہے ایسا ہی اس کے لئے ضروری ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ایمان لارے اور جو کچھ قرآن شریف میں مذکور دستور ہے سب پر ایمان رکھے یہی وہ امر ہے جو ابتداء سے مسلمانوں کے ذہن نشین کر دیا گیا ہے۔ اور اسی پر محکم عقیدہ رکھنے کی وجہ سے صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنی جانیں دین اور کئی صادق مسلمان جو کفار کے ہاتھ میں غمخوئی میں گرفتار ہو گئے تھے انکو بار بار یہ فہمائش کی گئی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منکر ہو جاؤ تو تم ہمارے ہاتھ سے رہائی پاؤ گے لیکن انہوں نے انکار کیا اور اسی اہل جان دی یہ ایمان اسلام کے واقعات میں ایسی مشہور ہیں کہ جو شخص ایک اوتی واقفیت ہی اسلامی تاریخ سے رکھتا ہوگا اسکو ہمارے اس بیان سے انکار نہیں ہوگا۔

یہ نکر بات ہے کہ وہ لوگ جو ایسا علیہ السلام کی تکذیب کرتے ہوئے اور ان کے دشمن ہیں محض اپنی خیالی توحید سے نجات پا جائیں گے تو بجائے اس کے کہ ان کو خدا کر قیامت میں بڑی عذاب پہنچایا خود

وہ لوگ ٹھٹھا کر کے عیسویوں کو کہیں کہ تمہاری تگدیر اب تو میں نے ہمارا کیا لگاڑا تب بہشت میں رہنا فیوں پہنچ جاؤ گے۔

اور پھر یہ بھی یاد رہے کہ اگرچہ اسلامی لڑائیوں میں ہدافت کے طور پر یقین یعنی ابتدا
 انکی کفار کی طرف سے تھی۔ اور کفار عرب اپنی حملوں سے باز نہیں آتے تھے اس خوف سے کہ میاوا
 دین اسلام حزیہ عرب میں پھیل جائے اور اسی بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے
 ساتھ لڑنے کا حکم ہوا تھا تا مظلوموں کو ان فرعونوں کے ہاتھ سے رہائی بخشن۔ مگر اس میں
 یہی کجیست نہیں کہ پھر ہی اگر کفار کو یہ پیغام دیا جاتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت
 کا ماننا کچھ ضروری نہیں اور انجناب پر ایمان لانا کچھ شرط نجات نہیں صرف اپنی طور پر خدا کو
 واحد لا شریک سمجھو گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کذب اور مخالف اور دشمن ہو اور اس بات
 کی ضرورت نہیں کہ انکو اپنا سزاوار اور پیشوا سمجھ لو تو اس سے اس خونریزی کی نوبت نہ آتی ہاتھوں
 پہنوی جو خدا کو واحد لا شریک سمجھتے تھے کیا وجہ کہ ان سے لڑائیاں کی گئیں یہاں تک کہ
 بعض موقعوں میں کئی ہزار یہودی گرفتار کر کے ایک ہی دن میں قتل کئے گئے۔ اس سے صاف ظاہر
 ہے کہ اگر صرف توحید نجات کیلئے کافی تھی تو یہودیوں سے غواہ بخواہ لڑائیاں کرنا اور
 ان میں سے ہزاروں کو قتل کرنا یہ فعل سر نہ ناجایز اور حرام تھا۔ پھر خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 اس فعل کے کیوں مرتکب ہوئے۔ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کا علم نہ تھا
 اور اگر خدا تعالیٰ کی تمام کتابوں کو غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ تمام نبی
 یہی کھلاتے آئے ہیں کہ خدا تعالیٰ کو واحد لا شریک مانو اور ساتھ اسکے ہماری سالت پہ
 ہی ایمان لاؤ اسی وجہ سے اسلامی تعلیم کا ان دو فقروں میں خلاصہ تمام امت کو سکھایا
 گیا کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

یہ بھی یاد رہے کہ خدا کے وجود کا پتہ دینے والے اور اسکے واحد لا شریک ہونے
 کا علم لوگوں کو سکھانے والے صرف انبیاء علیہم السلام ہیں۔ اور اگر یہ مقدس لوگ دنیا
 میں آنے تو صراط مستقیم کا یقینی طور پر پانا ایک مستقیم اور محال امر تھا اگرچہ زمین و آسمان
 پر غور کر کے اور انکی ترتیب ابلغ اور محکم پر نظر ڈال کر ایک صحیح الفطرت اور عقول انسان دریافت

کہ سکتے ہو کہ اس کا رخا نہ پر حکمت کا بنا نیوالا کوئی ضرور ہونا چاہئے لیکن اس فقرہ میں کہ ضرور ہونا
 چاہئے اور اس فقرہ میں کہ واقعی وہ موجود ہے بہت فرق ہے واقعی وجود پر اطلاع
 دینے والے صرف انبیاء علیہم السلام ہیں جنہوں نے ہزار ہا نشانوں اور معجزات سے دنیا
 پر ثابت کر دکھایا کہ وہ ذات جو محض در محض اور تمام طاقتوں کی جامع ہو حقیقت موجود ہے۔
 اور یہ قریب ہے کہ اس قدر عقل ہی کہ نظام عالم کو دیکھ کر صانع حقیقی کی ضرورت محسوس ہو۔
 یہ مرتبہ عقل بھی نبوت کی شفاعتوں سے ہی مستفیض ہے اگر انبیاء علیہم السلام کا وجود نہ ہوتا تو
 اس قدر عقل ہی کسب کو حاصل ہوتی۔ اسکی مثال یہ ہے کہ اگرچہ زمین کے نیچر پانی ہی ہے
 مگر اس پانی کا بقا اور وجود آسمانی پانی سے وابستہ ہے جب کہ یہی ایسا اتفاق ہوتا ہے
 کہ آسمان سے پانی زمین پر پڑتا تو زمین پانی ہی خشک ہو جاتے ہیں اور جب آسمان سے پانی پڑتا
 ہے تو زمین میں ہی پانی جوش مارتا ہے۔ اسی طرح انبیاء علیہم السلام کے آنے سے عقلیں تیز
 ہو جاتی ہیں اور عقل جو زمین پانی ہے اپنی حالت میں ترقی کرتی ہے اور ہر جب ایک مدت
 و راز اس بات پر گذرتی ہے کہ کوئی نبی مبعوث نہیں ہوتا تو عقلموں کا زمینی پانی گندہ اور کھنڈ
 شروع ہو جاتا ہے اور دنیا میں بت پرستی اور شرک اور ہر ایک قسم کی بدی پھیل جاتی ہے پس
 جس طرح آنکھ میں ایک روشنی ہو اور وہ باوجود اس روشنی کے پھر بھی آفتاب کی محتاج ہے
 اسی طرح دنیا کی عقلیں جو آنکھ سے مشابہ ہیں ہمیشہ آفتاب نبوت کی محتاج رہتی ہیں اور جب کہ وہ
 آفتاب پوشیدہ ہو جائے انہیں فی الفور کدورت اور تاریکی پیدا ہو جاتی ہے کیا تم صرف
 آنکھ سے کچھ دیکھ سکتے ہو ہرگز نہیں اسی طرح تم بغیر نبوت کی روشنی کو بھی کچھ نہیں دیکھ سکتے۔
 پس چونکہ قدیم سے اور جب سے کہ دنیا پیدا ہوئی ہے خدا کا شناخت کرنا ہی کے
 شناخت کرنا ہی واجب ہے اسلئے یہ خود غیر ممکن اور محال ہے کہ بجز ربیعہ نبی کے توحید مل سکے
 نبی خدا کی صورت دیکھنے کا آئینہ ہوتا ہے اسی آئینہ کے ذریعہ سے خدا کا چہرہ نظر آتا ہے
 جب خدا تعالیٰ اپنی تئیں دنیا پر ظاہر کرنا چاہتا ہے تو نبی کو جو اسکی قدرتوں کا مظہر ہے دنیا میں

بھیجتا ہے اور اپنی وحی آپس نازل کرتا ہے اور اپنی ربوبیت کی طاقتیں اس کے ذریعہ سے دکھلاتا ہے تب دنیا کو پتہ لگتا ہے کہ خدا موجود ہے پس جن لوگوں کا وجود ضروری طور پر خدا کے قدیم قانون ازلی کے رو سے خدا شناسی کیلئے ذریعہ مقرر ہو چکا ہے ان پر ایمان لانا توحید کی ایک جزو ہے اور بجز اس ایمان کے توحید کامل نہیں ہو سکتی کیونکہ ممکن نہیں کہ نبیان آسمانی نشانوں اور قدرت نامعنا بات کے جو نبی دکھلاتے ہیں اور معرفت تک پہنچاتے ہیں وہ خالص توحید جو حقیقتیں کامل سے پیدا ہوتی ہے میسر آسکے وہی ایک قوم ہے جو خدا ناما ہے جن کے ذریعہ سے وہ خدا جس کا وجود دقیق در دقیق اور مخفی و غیبی الغیب ہے ظاہر ہوتا ہے اور ہمیشہ سے وہ کنز مخفی جس کا نام خدا ہے نبیوں کے ذریعہ سے ہی شناخت کیا گیا ہے ورنہ وہ توحید جو خدا کے نزدیک توحید کہلاتی ہے جس پر عمل نامک کامل طور پر چڑھا ہوا ہوتا ہے اسکا حاصل ہونا بغیر ذریعہ نبی کے جیسا کہ خلاف عقل ہے ویسا ہی خلاف تجارتی کمین ہے +

بعض نادانوں کو جو توہم گزرتا ہے کہ گویا نجات کیلئے صرف توحید کافی ہے نبی پر ایمان لانیکی ضرورت نہیں گویا وہ روح کو جسم سے علیحدہ کرنا چاہتے ہیں یہ وہم کسہرولی کوری پر مبنی ہے صاف ظاہر ہے کہ جب کہ توحید حقیقی کا وجود ہی نبی کے ذریعہ سے ہوتا ہے اور بغیر کے متن اور محال ہے تو وہ بغیر نبی پر ایمان لانیکی میسر نہ ہو سکتی ہے اور اگر نبی جو توحید کی ہے ایمان لانے میں علیحدہ کر دیا جائے تو توحید کیونکر قائم رہے گی توحید کا موجب اور توحید کا پیرا کرنے والا اور توحید کا باپ اور توحید کا سرچشمہ اور توحید کا مظہر اتم صرف نبی ہی ہوتا ہے اسی کے ذریعہ سے خدا کا مخفی چہرہ نظر آتا ہے اور پتہ لگتا ہے کہ خدا ہے بات یہ ہے کہ ایک طرف تو حضرت احدیت جتنا کہ ذات نہایت درجہ استغنا اور بے نیازی میں پڑی ہے اسکو کسی کی ہدایت اور سہلائی کی پروا نہیں اور دوسری طرف وہ بالطبع یہ بھی تقاضا فرماتا ہے کہ وہ شناخت کیا جائے اور اسکی رحمت ازلی سے لوگ فائدہ اٹھاویں پس وہ ایسے دل پر

جہاں زمین کے تمام دونوں میں سے محبت اور قرب اور سب جان کا حاصل کرنے کے لئے کمال
درجہ پر فطرت طاعت اپنا اندر رکھتا ہے اور نیز کمال درجہ کی ہمدردی بنی نوع کی اسکی فطرت میں
تجلی فرماتا ہے اور اس پر مبنی مہنتی اور صفات ازلیہ ابدیہ کے انوار ظاہر کرتا ہے اور اس طرح وہ
خاص اور اعلیٰ فطرت آدمی جسکو دوسرے لفظوں میں بھی کہتے ہیں اسکی طرف کھینچا جاتا ہے
پھر وہ بھی بوجہ اسکے کہ ہمدردی بنی نوع کا اسکے دل میں کمال درجہ پر جوش ہوتا ہے اپنی
روحانی توجہات اور تضرع اور انکسار سے یہ چاہتا ہے کہ وہ خدا جو اس پر ظاہر ہوا ہے دوسرے
لوگ بھی اسکو شناخت کریں اور نجات پاویں اور وہی خواہش سے اپنا وجود کی قربانی خدا تعالیٰ
کے سامنے پیش کرتا ہے اور اس تمنا سے کہ لوگ زندہ ہو جائیں کئی مومنین اپنوں لئے قبروں کو لیتا
ہے اور چمکے مجاہدات میں اپنے تئیں ڈالتا ہے جیسا کہ آیت میں اشارہ ہے لَعَلَّكَ
بِاخِيَعٍ نَفْسِكَ اَلَا يَكُوْنُوْنَ مَعِيْنَ ۝ تب اگرچہ خدا مخلوق سے بے نیاز اور مستغنی ہے مگر
اسکے دائمی غم اور حزن اور کرب و قلق اور تذلل اور فستی اور نہایت درجہ کے صدق اور صفایہ نظر
کمر کے مخلوق کے مستعد و لون پر اپنا نشانوں کے ساتھ اپنا چہرہ ظاہر کر دیتا ہے اور اس کی پرجوش
دعاؤں کی تحریک سے جو آسمان پر ایک صحنہ شہر و انتی میں خدا تعالیٰ کے نشان زمین پر
کی طرح ہر تے ہیں اور عظیم شان خوارق دنیا کے لوگوں کو دکھلائے جاتے ہیں جن کو دنیا
دیکھ لیتی ہے کہ خدا ہے اور خدا کا چہرہ نظر آ جاتا ہے۔ لیکن اگر وہ پاک نبی اس قدر دعا اور
تضرع اور استہال سے خدا تعالیٰ کی طرف توجہ کرتا اور خدا کے چہرہ کی چمک دنیا پر ظاہر کرنے کے لئے
اپنی قربانی دیتا اور ہر ایک قدم میں صد مومنین قبول کرتا تو خدا کا چہرہ دنیا پر ہر گز ظاہر نہ ہوتا
کیونکہ خدا تعالیٰ بوجہ استغناء ذاتی کر بے نیاز ہے جیسا کہ وہ ذاتا ہے واللہ غنی عن العالمین اور واللہ جاحد
فیمنا لنہد یدھم سبیلنا یعنی خدا تو تمام دنیا سے بے نیاز ہے اور جو لوگ تیری راہ میں مجاہد کرتے ہیں اور ہمارے
میں کوشش کرتا تھا تاکہ پہنچا دیتے ہیں انہیں کے لئے ہمارا یہ قانون تدرست ہو کہ ہم ان کو
اپنی راہ دکھلا دیا کرتے ہیں سو خدا کی راہ میں سب سے اول قربانی دینے والے نبی ہیں۔ ہر ایک اپنا کور

میں اسکی جان گداز ہوئی اسلئے خدا جو اس کے دل کے راز کا راز تھا اسکو تمام انبیاء و اور
 تمام اولین و آخرین پر فضیلت بخش اور اسکی مراد میں اسکی زندگی میں اسکو دین - تم ہی ہے
 جو حشر ہر ایک فیض کا ہے اور وہ شخص جو بغیر اقرار انا خدا کے کسی فضیلت کا دعویٰ کرتا ہو
 وہ انسان نہیں بلکہ **ذرت شیطان** کیونکہ ہر ایک فضیلت کی کنجی اسکو دگنی ہے
 اور ہر ایک معرفت کا خزانہ اسکو عطا کیا گیا ہے جو اس کے ذریعہ سے نہیں پاتا وہ محروم ازلی
 ہے۔ ہم کیا چیز میں اور ہماری حقیقت کیا ہے ہم کا فر نعمت ہونگے اگر اس بات کا اقرار نہ کریں
 کہ توحید حقیقی ہے اسی نبی کے ذریعہ سے پائی اور زندہ خدا کی شناخت ہمیں اسی کامل نبی کے
 ذریعہ اور اس کے نور سے ہے اور خدا کے مکالمات اور مخاطبات کا شرف بھی میں ہی ہم اسکا
 چہرہ دیکھتے ہیں اسی بزرگ نبی کے ذریعہ سے ہمیں میسر آیا ہے اس آفتاب ہدایت
 کی شعاع و صوب کی طرح ہم پر پڑتی ہے اور اسی وقت تک ہم منور رہ سکتے ہیں جب
 تک کہ ہم اس کے مقابل پر کھڑے ہیں۔

وہ لوگ جو اس غلط خیال پر جمے ہوئے ہیں کہ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 پر ایمان نہ لاوے یا مرتد ہو جائے اور توحید پر تسلیم ہو اور خدا کو واحد لا شریک جانتا ہو
 وہ بھی نجات پا جائیگا اور ایمان نہ لانے یا مرتد ہونے سے اسکا کچھ بھی حرج نہ ہوگا جیسا
 کہ عب الحکیم خان کا مذہب ہے ایسے لوگ درحقیقت توحید کی حقیقت سے ہی بے خبر ہیں۔
 ہم بار بار لکھ چکے ہیں کہ یوں تو شیطان ہی خدا تعالیٰ کو واحد لا شریک سمجھتا ہے مگر صرف
 سمجھنے سے نجات نہیں ہو سکتی بلکہ نجات تو دو امر پر موقوف ہے۔

- (۱) ایک یہ کہ تعین کامل کیا تھے خدا تعالیٰ کی مہتی اور وحدانیت پر ایمان لاوے
- (۲) دوسرے یہ کہ ایسی کامل محبت حضرت احدیت جل شانہ کی اس کے دل میں جاگن
 ہو کہ جسکے ہتھیل اور قلب کا یہ نتیجہ ہو کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت عین اسکی راحت و عین ہو جسکے بغیر
 وہ جی نہ سکے اور اسکی محبت تمام اشیاء کی محبتوں کو پامال اور معدوم کر دے یہی توحید حقیقی ہے

کہ بجز متاع بہشت ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حاصل
 ہی نہیں ہو سکتی۔ کیوں حاصل نہیں ہو سکتی؟ اسکا جواب یہ ہے کہ خدا کی ذات غیبیہ
 اور نہایت مخفی واقع ہوئی ہے۔ جسکو عقل انسانیہ محض اپنی طاقت سے دریافت نہیں کر سکتی
 اور کوئی برہان عقلی اسکے وجود پر قطعی دلیل نہیں ہو سکتی کیونکہ عقل کی دور اور سعی صرف اس
 حد تک ہے کہ اس عالم کی صنعتوں پر نظر کر کے صانع کی ضرورت محسوس کرے مگر ضرورت کا
 محسوس کرنا اور شے ہے اور اس درجہ عین الیقین تک پہنچنا کہ جس حد کی ضرورت تسلیم کی
 گئی ہے وہ درحقیقت موجود بھی ہے یہ اور بات ہے اور چونکہ عقل کا طریق ناقص اور ناتمام
 اور مشتبہ ہے اس لئے ہر ایک فلسفی محض عقل کے ذریعہ سے خدا کو شناخت نہیں کر سکتا
 بلکہ اکثر ایسے لوگ جو محض عقل کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ کا پتہ لگانا چاہتے ہیں آخر کار دھڑ
 بن جاتے ہیں۔ اور مصنوعات زمین و آسمان پر غور کرنا کچھ ہی انکو فائدہ نہیں پہنچا سکتا اور
 خدا تعالیٰ کے کاملون پر ٹھٹھا اور مہیسی کرتے ہیں اور ان کی یہ محبت ہو کہ دنیا میں ہزار ہا
 ایسی چیزیں پائی جاتی ہیں جن کے وجود کا ہم کوئی فائدہ نہیں دیکھتے اور جن میں ہماری
 عقلی تحقیق سے کوئی ایسی صنعت ثابت نہیں ہوتی جو صانع پر دلالت کرے بلکہ محض لغو
 اور باطل طور پر ان چیزوں کا وجود پایا جاتا ہے۔ اسوس وہ نادان نہیں جانتے کہ عدم علم ہم عدم
 لازم نہیں آتا۔ اس قسم کے لوگ کبھی لاکھاس مانہ میں پائے جاتے ہیں جو اپنے تئیں اول درجہ
 کے عقل مند اور فلسفی سمجھتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے وجود سے سخت منکر ہیں۔ اب ظاہر ہے
 کہ اگر کوئی عقلی دلیل درست انکو ملتی تو وہ خدا تعالیٰ کے وجود کا انکار نہ کرتے اور اگر وجود
 باری جل شانہ پر کوئی برہان یقینی عقلی ان کو لازم کرتی تو وہ سخت بیچاری اور ٹھٹھا اور مہیسی کے
 ساتھ خدا تعالیٰ کے وجود سے منکر نہ ہو جاتے۔ پس کوئی شخص فلسفیوں کی کشتی پر بیٹھ کر طوفان
 شہادت سے نجات نہیں پاسکتا بلکہ ضرور غرق ہوگا اور ہرگز ہرگز شربت توحید خالص اس کو
 میسر نہیں آئیگا۔ اب سوچو کہ یہ خیال کس قدر باطل اور بد بوزار ہے کہ بغیر وسیلہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

کے توحید پر آسکتی ہے اور اسے انسان نجات پاسکتا ہے خداوند واجب تکمل کی ہستی پر یقین کامل نہ ہوا اسکی توحید پر کیونکر یقین ہو سکے۔ پس یقیناً سمجھو کہ توحید یقینی محض نبی کے ذریعہ سے ہی مل سکتی ہے جیسا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے دہریوں اور بد مذہبوں کو ہزار ہا آسانی نشان دکھلا کر خدا تعالیٰ کے وجود کا قایل کر دیا اور اب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اور کامل پیروی کرنے والے اُن نشانوں کو دہریوں کے سامنے پیش کرتے ہیں بات یہی صحیح ہے کہ جتنا کہ خدا کی زندہ طاقتیں انسان مشاہدہ نہیں کرتا شیطان اُس کے دل میں گھسٹتا اور یہ سچی توحید اُس کے دل میں داخل ہوتی ہے اور نہ یقینی طور پر خدا کی ہستی کا قایل ہو سکتا ہے اور یہ پاک اور کامل توحید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے ملتی ہے +

اور وہ زبردست نشان نبی کے ذریعہ سے ظاہر ہوتا ہے جیسا کہ وہ خدا تعالیٰ کی ہستی اور وحدانیت کو ثابت کرتے ہیں اسی طرح خدا تعالیٰ کی صفات جمالی اور جلالی کو اکمل اور اتم طور پر ثابت کر کے اس کی عظمت اور محبت کو ہمیں بٹھاتے ہیں اور جب ان نشانوں سے جنگی جو زبردست اور اقتداری پیشگوئیاں ہیں خدا تعالیٰ کی ہستی اور وحدانیت اور اس کے صفات جمالیہ اور جلالیہ پر یقین آ جاتا ہے تو اسکا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انسان خدا تعالیٰ کو اسکی ذات اور جمیع صفات میں واحد لا شریک جانتا ہے اور اسکی خوبیوں اور روحانی حسن و جمال پر نظر ڈال کر اسکی محبت میں کہو جاتا ہے اور پھر اسکی عظمت اور جلال اور بے نیازی پر نظر ڈال کر اُس سے ڈرتا رہتا ہے اور اس طرح پروردگار بدن خدا تعالیٰ کی طرف کہنچا جاتا ہے یہاں تک کہ تمام سفلی تعلقات توڑ کر روح محض رہ جاتا ہے اور تمام صحن سینہ اُسکا محبت الہی سے بھر جاتا ہے اور خدا کے وجود کے مشاہدہ سے اُس کے وجود پر ایک موت وارو ہو جاتی ہے اور وہ موت کے بعد ایک نئی زندگی پاتا ہے تب اس فناء کی حالت میں کہنا جاتا ہے کہ اسکو توحید حاصل ہو گئی ہے پس جیسا کہ ہم لکھ چکے ہیں وہ کامل توحید جو سر شہید نجات ہے بجز نبی کامل کی پیروی کے حاصل ہو ہی نہیں سکتی +

اب اس تقریب سے ظاہر ہے کہ خدا کے رسول کو ماننا توحید کے ماننے کیلئے علت و موجب کی طرح ہے اور ان کے باہمی ایسے تعلقات ہیں کہ ایک دوسرے سے جدا ہوی نہیں سکتے اور جو شخص بغیر پیروی رسول کے توحید کا دعویٰ کرتا ہے اس کے پاس صرف ایک خشک ٹھکی ہے جس میں مغنہ نہیں اور اس کے انتہ میں محض ایک مردہ چراغ ہے جس میں روشنی نہیں ہے اور ایسا شخص جو یہ خیال کرتا ہے کہ اگر کوئی شخص خدا کو دلا شرک جانتا ہو اور اس شخصت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ ماننا ہو وہ نجات پائیگا یقیناً سمجھو کہ اس کا دل محض دھوم ہے اور وہ اندھا ہے اور اس کو توحید کی کچھ بھی خبر نہیں کہ کیا چیز ہے اور ایسی توحید کے اقرار میں شیطان اس سے بہتر ہے کیونکہ اگرچہ شیطان عاصی اور نافرمان ہے لیکن وہ اس بات پر تو یقین رکھتا ہے کہ خدا موجود ہے مگر اس شخص کو تو خدا پر یقین ہی نہیں

اب خلاصہ کلام یہ کہ جو لوگ ایسا عقیدہ رکھتے ہیں کہ بغیر اس کے کہ کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے صرف توحید کے اقرار سے اس کی نجات ہو جائیگی ایسے لوگ پوشیدہ مرتد ہیں اور درحقیقت وہ اسلام کے دشمن ہیں اور اپنے لئے ارتداد کی ایک نیا تہذیب ان کی حمایت کرنا کسی نیکو کار کا کام نہیں ہے افسوس کہ ہمارے مخالف باوجود مولوی اور اہل علم کہہ لیں گے ان لوگوں کی ایسی حرکات سے خوش ہوتے ہیں دراصل یہ بے چارے ہمیشہ اسی تلاش میں رہتے ہیں کہ کوئی سبب ایسا پیدا ہو جاوے کہ جس سے میری دولت اور امانت ہو۔ مگر اپنی ہمتی سے آخر نامراد ہی رہتے ہیں۔ پہلے ان لوگوں نے میرے پر کفر کا فتوے تیار کیا اور قریباً دو سو مولوی نے اسپر مہرین لگا دیں اور ہمیں کافر ٹھہرایا گیا اور ان فتووں میں

لکھا ہے۔ اگر کوئی کہے کہ جس حالت میں شیطان کو خدا تعالیٰ کی ہمتی اور وحدانیت پر یقین ہو تو پھر وہ خدا تعالیٰ کی نافرمانی کیوں کرتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اس کی نافرمانی انسان کی طرح نہیں ہو بلکہ وہ اسی عادت پر انسان کی آوازش کے لئے پیدا کیا گیا ہے اور یہ ایک رائے ہے جو کئی تفصیل انسان کو نہیں دی گئی اور انسان کی نصیحت اکثر اور غلبے پر ہی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی نسبت علم کامل حاصل کرنے سے بدایت پالتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّمَا يَهْتَفِئُ اللَّهُ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ

ان جو لوگ شیطانی سرشت رکھتے ہیں اس کا قاعدہ سوا ہر ہیں۔ منہج

یہاں تک تشدد کیا گیا کہ بعض علماء نے یہ بھی لکھا کہ یہ لوگ کفر میں ہی رہے اور رضامندی سے
 یہی بدترین اور سام طور پر یہ بھی فتوے دیے کہ ان لوگوں کو مسلمانوں کے قبرستان میں
 دفن نہیں کرنا چاہئے اور ان لوگوں کے ساتھ سلام اور مصافحہ نہیں کرنا چاہئے اور ان کے پیچھے
 نماز درست نہیں پکارتا ہوئے۔ بلکہ چاہئے کہ یہ لوگ مساجد میں داخل نہ ہونے پاویں کیونکہ کافر
 ہیں مسجد میں ان سے ملید ہو جاتی ہیں اور اگر داخل ہو جائیں تو مسجد کو دھوڑا لٹا چلا دیتے اور
 ان کا مال چھونا درست ہے اور یہ لوگ جب القتل میں کیونکہ مہدی خونی کے آنے سے انکاری
 اور جہاد سے منکر ہیں۔ مگر باوجود ان فتوؤں کے ہمارا کیا بگاڑا۔ جن دنوں میں یہ فتویٰ
 ملک میں شائع کیا گیا ان دنوں میں دہلی بھی میری بیعت میں تھے۔ مگر آج خدا تعالیٰ کے
 فضل سے تین لاکھ سے بھی زیادہ ہیں اور حق کے طالب بڑے زور سے اس جماعت
 میں داخل ہو رہے ہیں۔ کیا مومنوں کے مقابل پر کافروں کی مدد خدا ایسی ہی کیا کرتا ہے
 پھر اس جھوٹے کو تو دیکھو کہ ہمارے ذمہ یہ الزام لگاتے ہیں کہ گویا ہم نے بیعت کر دے مسلمان
 اور کفر کو کافر ٹھہرایا حالانکہ ہماری طرف سے تکفیر میں کوئی سبقت نہیں ہوئی۔ خود ہی ان کے
 علماء نے ہم پر کفر کے فتویٰ کیے اور تمام پنجاب اور ہندوستان میں شور مچا دیا کہ یہ
 لوگ کافر ہیں اور نادان لوگ ان فتوؤں سے ایسے ہم سے متفق ہو گئے کہ ہم سے
 سب سے منہ سے کوئی نرم بات کرنا بھی ان کے نزدیک گناہ لگا گیا۔ کیا کوئی مولوی یا کوئی
 اور مخالف یا کوئی سچا رہنما یہ ثبوت دیکھتا ہے کہ پہلے ہم نے ان لوگوں کو کافر ٹھہرایا تھا
 اگر کوئی ایسا کاغذ یا اشتہار یا رسالہ ہماری طرف سے ان لوگوں کے فتوئے کفر سے پہلے شائع ہوا
 ہے جس میں ہم نے مخالف مسلمانوں کو کافر ٹھہرایا ہو تو وہ پیش کریں ورنہ خود سچ لین کہ کس قدر خیانت ہے
 کہ کافر تو کھیلوین آپ اور پھر ہم پر یہ الزام لگاویں کہ گویا ہم نے تمام مسلمانوں کو کافر ٹھہرایا ہے اس قدر
 خیانت اور جھوٹ اور خلاف واقعہ تمہیں کس قدر دل آزار ہے۔ ہر ایک عقل مند سچ سمجھتا ہے؟
 اور پھر جبکہ ہم اپنے فتوؤں کے ذریعہ سے کافر ٹھہرا چکے اور آپ ہی اس بات کے قابل ہی ہو گئے

کہ جو شخص مسلمان کو کافر کہے تو کفر الٹ کر اسی پر پڑتا ہے تو اس صورت میں کیا ہمارا حق تھا کہ مجاہدین کے اقرار کے ہم ان کو کافر کہتے +

غرض ان لوگوں نے چند روز تک اس جہوٹی خوشی سے اپنا دل خوش کر لیا کہ یہ لوگ کافر ہیں اور یہ چپ وہ خوشی اسی ہو گئی اور خدا نے ہماری جماعت کو تمام ملک میں پھیلا دیا تو پھر کسی اور منصوبہ کی تلاش میں لگے۔

تب انہیں دنوں میں میری پیشگوئی کے مطابق نڈت لکچرام آریہ سماجی کو میعاد کے اندر کیسے ہلاک کر دیا مگر افسوس کہ کسی مولوی کو یہ خیال نہ آیا کہ پیشگوئی پوری ہوئی اور اسلامی نشان ظاہر ہوا بلکہ بعض نے ان میں سے بار بار گورنمنٹ کو توجہ دلائی کہ کیوں گورنمنٹ پیشگوئی کر کے رائے کو نہیں پکڑتی مگر اس آرزو میں ہی غائب اور خاسر رہے اور پھر کچھ دنوں کے بعد ڈاکٹر پوری مارٹن کلارک نے ایک خون کا مقدمہ میرے پردا پر کیا۔ پھر کیا کہنا تھا اس قدر خوشی ان لوگوں کو ہوئی کہ گویا چھاپنے جا رہے ہیں نہ سباتے تھے اور بعض مسجدوں میں سجدے کر کے میوے لئے اس مقدمہ میں پھانسی وغیرہ کی سزائیں گتے تھے اور اس آرزو میں انہوں نے اس قدر مسجدیں روڑوں کی صفوں کی انکی ناکین بھی گیس گئیں مگر آخر خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق جو پہلے شایع کیا گیا تھا بڑی عزت سے میں بری کیا گیا اور اجازت دی گئی کہ اگر چاہو تو ان عیسائیوں پر نالش کر دو۔ مختصر یہ کہ اس آرزو میں ہی ہمارے مخالف مولوی اور اُن کے زیر اثر نامراد ہی رہے۔

پھر کچھ دنوں کے بعد کرم دین نام ایک مولوی نے فوجداری مقدمہ گورداس پٹو میں میرے نام دائر کیا اور میرے مخالف مولویوں نے اسکی تائید میں اتنا رام کسٹر اسٹنٹ کی عدالت میں جا کر گواہیاں دیں اور زنا خون تک زور لگایا اور ان کو بڑی اسید ہوئی کہ ابھی دفعہ ضرور کامیاب ہوں گے اور انکو جہوٹی خوشی پہنچانے کیلئے ایسا اتفاق ہوا کہ اتنا رام نے اس مقدمہ میں اپنی نا فہمی کو چھپوڑی غورنہ کی اور مجھ کو سوائے قید دینے کیلئے مستعد ہو گیا اس وقت خدا نے میرے پر ظاہر کیا کہ وہ اتنا رام کو اسکی اولاد کے ماتم میں مبتلا کر لگا۔ چنانچہ یہ کشف میں نے اپنی جماعت کو

سنا دیا اور پھر ایسا ہوا کہ قریباً پچیس دن کے عرصہ میں دو بیٹے اُس کے مر گئے اور
آخر یہ اتفاق ہوا کہ اتارا رام سب سے قید تو مجھ کو دلیکا اگرچہ فیصلہ لکھنے میں اُس نے قید کر لیا
بہیں باندھی مگر افسوس پر خدا نے اُس کو اس حرکت سے روک دیا ایک تہہ اُس نے سات سو روپے
جرا نہ کیا۔ پھر ڈوئیرل جج کی عدالت سے عزت کے ساتھ میں بری کیا گیا اور کرم دین پر سزا قائم
رہی اور میرا جبرانہ واپس ہوا مگر اتارا رام کے دو بیٹے واپس نہ آئے ۴

پس جس خوشی کے حامل ہونے کی کرم دین کے مقدمہ میں ہمارے مخالف مولویوں کو
تمنا تھی وہ پوری نہ ہو سکی اور خدا تعالیٰ کی اس پیشگوئی کے مطابق جو میری کتاب میں اہلبہرجان
میں پہلے سے چھپ کر شائع ہو چکی تھی میں بری کیا گیا اور میرا جبرانہ واپس کیا گیا اور حاکم مجوز کو قسوی
حکم کے ساتھ یہ تنبیہ ہوئی کہ یہ حکم اُس نے بے جا دیا۔ مگر کرم دین کو جیسا کہ میں موصیٰ الرحمن میں شائع کر چکا
تھا سزا مل گئی اور عدالت کی رائے سوائے کذاب ہونے پر موہر لگ گئی اور ہمارے تمام مخالف مولوی
اپنے مقاصد میں نامراد رہے افسوس کہ میرے مخالفوں کو باوجود اس قدر متواتر نامرادیوں کے میری نسبت کسی
وقت محسوس نہ ہوا کہ اس شخص کیساتھ وہ پردہ ایک نہ تھا ہے جو ان کے ہر ایک حملہ سے اس کو بچاتا ہے۔
اگر بدقسمتی نہ ہوتی تو ان کے لئے یہ ایک معجزہ تھا کہ ان کے ہر ایک حملہ کے وقت خدا نے مجھ کو
ان کے شر سے بچایا اور نہ صرف بچایا بلکہ پہلے اس سے خبر بھی دیدی کہ وہ بچاؤں گا۔ اور ہر ایک سے
اور ہر ایک مقدمہ میں خدا تعالیٰ مجھے خبر دیتا رہا کہ میں تجھے بچاؤں گا۔ چنانچہ وہ اپنے وعدہ کے
موافق مجھے محفوظ رکھتا رہا۔ یہ میں خدا کے اقتداری نشان کہ ایک طرف تمام دنیا ہار رہی ہلاک
کرنے کے لئے جمع ہے اور ایک طرف وہ قادر خدا ہے کہ ان کے ہر ایک حملہ سے مجھ کو بچاتا ہے۔

پھر ایک اور خوشی کا موقع ہمارے مخالفوں کو پیش آیا کہ جب چراغ دین جنوں والے
جو میل مرید تہا مرتب ہو گیا اور بعد از بداد میں رسالہ دافع البلاء و معیار اہل الاصلطافین اسکی نسبت خطافا
سے اہام پاکر شائع کیا کہ وہ غضب الہی میں مبتلا ہو کر ہلاک کیا جائیگا۔ تو بعض مولویوں نے محض
میری ضد سے اسکی رفاقت اختیار کی اور اس نے ایک کتاب بنائی جس کا نام منازہ المسیح

۴۰ ۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰
۱۰۱
۱۰۲
۱۰۳
۱۰۴
۱۰۵
۱۰۶
۱۰۷
۱۰۸
۱۰۹
۱۱۰
۱۱۱
۱۱۲
۱۱۳
۱۱۴
۱۱۵
۱۱۶
۱۱۷
۱۱۸
۱۱۹
۱۲۰
۱۲۱
۱۲۲
۱۲۳
۱۲۴
۱۲۵
۱۲۶
۱۲۷
۱۲۸
۱۲۹
۱۳۰
۱۳۱
۱۳۲
۱۳۳
۱۳۴
۱۳۵
۱۳۶
۱۳۷
۱۳۸
۱۳۹
۱۴۰
۱۴۱
۱۴۲
۱۴۳
۱۴۴
۱۴۵
۱۴۶
۱۴۷
۱۴۸
۱۴۹
۱۵۰
۱۵۱
۱۵۲
۱۵۳
۱۵۴
۱۵۵
۱۵۶
۱۵۷
۱۵۸
۱۵۹
۱۶۰
۱۶۱
۱۶۲
۱۶۳
۱۶۴
۱۶۵
۱۶۶
۱۶۷
۱۶۸
۱۶۹
۱۷۰
۱۷۱
۱۷۲
۱۷۳
۱۷۴
۱۷۵
۱۷۶
۱۷۷
۱۷۸
۱۷۹
۱۸۰
۱۸۱
۱۸۲
۱۸۳
۱۸۴
۱۸۵
۱۸۶
۱۸۷
۱۸۸
۱۸۹
۱۹۰
۱۹۱
۱۹۲
۱۹۳
۱۹۴
۱۹۵
۱۹۶
۱۹۷
۱۹۸
۱۹۹
۲۰۰
۲۰۱
۲۰۲
۲۰۳
۲۰۴
۲۰۵
۲۰۶
۲۰۷
۲۰۸
۲۰۹
۲۱۰
۲۱۱
۲۱۲
۲۱۳
۲۱۴
۲۱۵
۲۱۶
۲۱۷
۲۱۸
۲۱۹
۲۲۰
۲۲۱
۲۲۲
۲۲۳
۲۲۴
۲۲۵
۲۲۶
۲۲۷
۲۲۸
۲۲۹
۲۳۰
۲۳۱
۲۳۲
۲۳۳
۲۳۴
۲۳۵
۲۳۶
۲۳۷
۲۳۸
۲۳۹
۲۴۰
۲۴۱
۲۴۲
۲۴۳
۲۴۴
۲۴۵
۲۴۶
۲۴۷
۲۴۸
۲۴۹
۲۵۰
۲۵۱
۲۵۲
۲۵۳
۲۵۴
۲۵۵
۲۵۶
۲۵۷
۲۵۸
۲۵۹
۲۶۰
۲۶۱
۲۶۲
۲۶۳
۲۶۴
۲۶۵
۲۶۶
۲۶۷
۲۶۸
۲۶۹
۲۷۰
۲۷۱
۲۷۲
۲۷۳
۲۷۴
۲۷۵
۲۷۶
۲۷۷
۲۷۸
۲۷۹
۲۸۰
۲۸۱
۲۸۲
۲۸۳
۲۸۴
۲۸۵
۲۸۶
۲۸۷
۲۸۸
۲۸۹
۲۹۰
۲۹۱
۲۹۲
۲۹۳
۲۹۴
۲۹۵
۲۹۶
۲۹۷
۲۹۸
۲۹۹
۳۰۰
۳۰۱
۳۰۲
۳۰۳
۳۰۴
۳۰۵
۳۰۶
۳۰۷
۳۰۸
۳۰۹
۳۱۰
۳۱۱
۳۱۲
۳۱۳
۳۱۴
۳۱۵
۳۱۶
۳۱۷
۳۱۸
۳۱۹
۳۲۰
۳۲۱
۳۲۲
۳۲۳
۳۲۴
۳۲۵
۳۲۶
۳۲۷
۳۲۸
۳۲۹
۳۳۰
۳۳۱
۳۳۲
۳۳۳
۳۳۴
۳۳۵
۳۳۶
۳۳۷
۳۳۸
۳۳۹
۳۴۰
۳۴۱
۳۴۲
۳۴۳
۳۴۴
۳۴۵
۳۴۶
۳۴۷
۳۴۸
۳۴۹
۳۵۰
۳۵۱
۳۵۲
۳۵۳
۳۵۴
۳۵۵
۳۵۶
۳۵۷
۳۵۸
۳۵۹
۳۶۰
۳۶۱
۳۶۲
۳۶۳
۳۶۴
۳۶۵
۳۶۶
۳۶۷
۳۶۸
۳۶۹
۳۷۰
۳۷۱
۳۷۲
۳۷۳
۳۷۴
۳۷۵
۳۷۶
۳۷۷
۳۷۸
۳۷۹
۳۸۰
۳۸۱
۳۸۲
۳۸۳
۳۸۴
۳۸۵
۳۸۶
۳۸۷
۳۸۸
۳۸۹
۳۹۰
۳۹۱
۳۹۲
۳۹۳
۳۹۴
۳۹۵
۳۹۶
۳۹۷
۳۹۸
۳۹۹
۴۰۰
۴۰۱
۴۰۲
۴۰۳
۴۰۴
۴۰۵
۴۰۶
۴۰۷
۴۰۸
۴۰۹
۴۱۰
۴۱۱
۴۱۲
۴۱۳
۴۱۴
۴۱۵
۴۱۶
۴۱۷
۴۱۸
۴۱۹
۴۲۰
۴۲۱
۴۲۲
۴۲۳
۴۲۴
۴۲۵
۴۲۶
۴۲۷
۴۲۸
۴۲۹
۴۳۰
۴۳۱
۴۳۲
۴۳۳
۴۳۴
۴۳۵
۴۳۶
۴۳۷
۴۳۸
۴۳۹
۴۴۰
۴۴۱
۴۴۲
۴۴۳
۴۴۴
۴۴۵
۴۴۶
۴۴۷
۴۴۸
۴۴۹
۴۵۰
۴۵۱
۴۵۲
۴۵۳
۴۵۴
۴۵۵
۴۵۶
۴۵۷
۴۵۸
۴۵۹
۴۶۰
۴۶۱
۴۶۲
۴۶۳
۴۶۴
۴۶۵
۴۶۶
۴۶۷
۴۶۸
۴۶۹
۴۷۰
۴۷۱
۴۷۲
۴۷۳
۴۷۴
۴۷۵
۴۷۶
۴۷۷
۴۷۸
۴۷۹
۴۸۰
۴۸۱
۴۸۲
۴۸۳
۴۸۴
۴۸۵
۴۸۶
۴۸۷
۴۸۸
۴۸۹
۴۹۰
۴۹۱
۴۹۲
۴۹۳
۴۹۴
۴۹۵
۴۹۶
۴۹۷
۴۹۸
۴۹۹
۵۰۰
۵۰۱
۵۰۲
۵۰۳
۵۰۴
۵۰۵
۵۰۶
۵۰۷
۵۰۸
۵۰۹
۵۱۰
۵۱۱
۵۱۲
۵۱۳
۵۱۴
۵۱۵
۵۱۶
۵۱۷
۵۱۸
۵۱۹
۵۲۰
۵۲۱
۵۲۲
۵۲۳
۵۲۴
۵۲۵
۵۲۶
۵۲۷
۵۲۸
۵۲۹
۵۳۰
۵۳۱
۵۳۲
۵۳۳
۵۳۴
۵۳۵
۵۳۶
۵۳۷
۵۳۸
۵۳۹
۵۴۰
۵۴۱
۵۴۲
۵۴۳
۵۴۴
۵۴۵
۵۴۶
۵۴۷
۵۴۸
۵۴۹
۵۵۰
۵۵۱
۵۵۲
۵۵۳
۵۵۴
۵۵۵
۵۵۶
۵۵۷
۵۵۸
۵۵۹
۵۶۰
۵۶۱
۵۶۲
۵۶۳
۵۶۴
۵۶۵
۵۶۶
۵۶۷
۵۶۸
۵۶۹
۵۷۰
۵۷۱
۵۷۲
۵۷۳
۵۷۴
۵۷۵
۵۷۶
۵۷۷
۵۷۸
۵۷۹
۵۸۰
۵۸۱
۵۸۲
۵۸۳
۵۸۴
۵۸۵
۵۸۶
۵۸۷
۵۸۸
۵۸۹
۵۹۰
۵۹۱
۵۹۲
۵۹۳
۵۹۴
۵۹۵
۵۹۶
۵۹۷
۵۹۸
۵۹۹
۶۰۰
۶۰۱
۶۰۲
۶۰۳
۶۰۴
۶۰۵
۶۰۶
۶۰۷
۶۰۸
۶۰۹
۶۱۰
۶۱۱
۶۱۲
۶۱۳
۶۱۴
۶۱۵
۶۱۶
۶۱۷
۶۱۸
۶۱۹
۶۲۰
۶۲۱
۶۲۲
۶۲۳
۶۲۴
۶۲۵
۶۲۶
۶۲۷
۶۲۸
۶۲۹
۶۳۰
۶۳۱
۶۳۲
۶۳۳
۶۳۴
۶۳۵
۶۳۶
۶۳۷
۶۳۸
۶۳۹
۶۴۰
۶۴۱
۶۴۲
۶۴۳
۶۴۴
۶۴۵
۶۴۶
۶۴۷
۶۴۸
۶۴۹
۶۵۰
۶۵۱
۶۵۲
۶۵۳
۶۵۴
۶۵۵
۶۵۶
۶۵۷
۶۵۸
۶۵۹
۶۶۰
۶۶۱
۶۶۲
۶۶۳
۶۶۴
۶۶۵
۶۶۶
۶۶۷
۶۶۸
۶۶۹
۶۷۰
۶۷۱
۶۷۲
۶۷۳
۶۷۴
۶۷۵
۶۷۶
۶۷۷
۶۷۸
۶۷۹
۶۸۰
۶۸۱
۶۸۲
۶۸۳
۶۸۴
۶۸۵
۶۸۶
۶۸۷
۶۸۸
۶۸۹
۶۹۰
۶۹۱
۶۹۲
۶۹۳
۶۹۴
۶۹۵
۶۹۶
۶۹۷
۶۹۸
۶۹۹
۷۰۰
۷۰۱
۷۰۲
۷۰۳
۷۰۴
۷۰۵
۷۰۶
۷۰۷
۷۰۸
۷۰۹
۷۱۰
۷۱۱
۷۱۲
۷۱۳
۷۱۴
۷۱۵
۷۱۶
۷۱۷
۷۱۸
۷۱۹
۷۲۰
۷۲۱
۷۲۲
۷۲۳
۷۲۴
۷۲۵
۷۲۶
۷۲۷
۷۲۸
۷۲۹
۷۳۰
۷۳۱
۷۳۲
۷۳۳
۷۳۴
۷۳۵
۷۳۶
۷۳۷
۷۳۸
۷۳۹
۷۴۰
۷۴۱
۷۴۲
۷۴۳
۷۴۴
۷۴۵
۷۴۶
۷۴۷
۷۴۸
۷۴۹
۷۵۰
۷۵۱
۷۵۲
۷۵۳
۷۵۴
۷۵۵
۷۵۶
۷۵۷
۷۵۸
۷۵۹
۷۶۰
۷۶۱
۷۶۲
۷۶۳
۷۶۴
۷۶۵
۷۶۶
۷۶۷
۷۶۸
۷۶۹
۷۷۰
۷۷۱
۷۷۲
۷۷۳
۷۷۴
۷۷۵
۷۷۶
۷۷۷
۷۷۸
۷۷۹
۷۸۰
۷۸۱
۷۸۲
۷۸۳
۷۸۴
۷۸۵
۷۸۶
۷۸۷
۷۸۸
۷۸۹
۷۹۰
۷۹۱
۷۹۲
۷۹۳
۷۹۴
۷۹۵
۷۹۶
۷۹۷
۷۹۸
۷۹۹
۸۰۰
۸۰۱
۸۰۲
۸۰۳
۸۰۴
۸۰۵
۸۰۶
۸۰۷
۸۰۸
۸۰۹
۸۱۰
۸۱۱
۸۱۲
۸۱۳
۸۱۴
۸۱۵
۸۱۶
۸۱۷
۸۱۸
۸۱۹
۸۲۰
۸۲۱
۸۲۲
۸۲۳
۸۲۴
۸۲۵
۸۲۶
۸۲۷
۸۲۸
۸۲۹
۸۳۰
۸۳۱
۸۳۲
۸۳۳
۸۳۴
۸۳۵
۸۳۶
۸۳۷
۸۳۸
۸۳۹
۸۴۰
۸۴۱
۸۴۲
۸۴۳
۸۴۴
۸۴۵
۸۴۶
۸۴۷
۸۴۸
۸۴۹
۸۵۰
۸۵۱
۸۵۲
۸۵۳
۸۵۴
۸۵۵
۸۵۶
۸۵۷
۸۵۸
۸۵۹
۸۶۰
۸۶۱
۸۶۲
۸۶۳
۸۶۴
۸۶۵
۸۶۶
۸۶۷
۸۶۸
۸۶۹
۸۷۰
۸۷۱
۸۷۲
۸۷۳
۸۷۴
۸۷۵
۸۷۶
۸۷۷
۸۷۸
۸۷۹
۸۸۰
۸۸۱
۸۸۲
۸۸۳
۸۸۴
۸۸۵
۸۸۶
۸۸۷
۸۸۸
۸۸۹
۸۹۰
۸۹۱
۸۹۲
۸۹۳
۸۹۴
۸۹۵
۸۹۶
۸۹۷
۸۹۸
۸۹۹
۹۰۰
۹۰۱
۹۰۲
۹۰۳
۹۰۴
۹۰۵
۹۰۶
۹۰۷
۹۰۸
۹۰۹
۹۱۰
۹۱۱
۹۱۲
۹۱۳
۹۱۴
۹۱۵
۹۱۶
۹۱۷
۹۱۸
۹۱۹
۹۲۰
۹۲۱
۹۲۲
۹۲۳
۹۲۴
۹۲۵
۹۲۶
۹۲۷
۹۲۸
۹۲۹
۹۳۰
۹۳۱
۹۳۲
۹۳۳
۹۳۴
۹۳۵
۹۳۶
۹۳۷
۹۳۸
۹۳۹
۹۴۰
۹۴۱
۹۴۲
۹۴۳
۹۴۴
۹۴۵
۹۴۶
۹۴۷
۹۴۸
۹۴۹
۹۵۰
۹۵۱
۹۵۲
۹۵۳
۹۵۴
۹۵۵
۹۵۶
۹۵۷
۹۵۸
۹۵۹
۹۶۰
۹۶۱
۹۶۲
۹۶۳
۹۶۴
۹۶۵
۹۶۶
۹۶۷
۹۶۸
۹۶۹
۹۷۰
۹۷۱
۹۷۲
۹۷۳
۹۷۴
۹۷۵
۹۷۶
۹۷۷
۹۷۸
۹۷۹
۹۸۰
۹۸۱
۹۸۲
۹۸۳
۹۸۴
۹۸۵
۹۸۶
۹۸۷
۹۸۸
۹۸۹
۹۹۰
۹۹۱
۹۹۲
۹۹۳
۹۹۴
۹۹۵
۹۹۶
۹۹۷
۹۹۸
۹۹۹
۱۰۰۰

اپیلانٹ مستحقان علیہ کہ میں رسپانڈنٹ مستفیث کے حق میں استعمال کیے تھے جو موجب ازالہ حیثیت عرفی سمجھے گئے یعنی
کہ اہل علم کا لفظ اگر اپیلانٹ ان الفاظ سے بڑھ کر کرم دین کے حق میں استعمال کرتا تو بھی کرم دین ان الفاظ کا مستحق تھا۔ منہج

کہا اور اس میں مجھے وصال قرار دیا اور اپنا یہ الہام شائع کیا کہ میں رسول ہوں اور خدا کو رسولوں میں سے ایک رسول ہوں اور حضرت عیسیٰ نے مجھے ایک عہد دیا ہے کہ تائین اس عہد سے اس وصال یعنی بھلی قتل کروں چنانچہ منارتہ السبع میں قریب نصف کے یہی بیان ہے کہ یہ شخص وصال ہے اور میری ہاتھ سے تباہ ہوگا۔ اور بیان کیا کہ یہی خبر مجھے خدا نے ارشاد کی ہے مگر آخر کار جو ہر لوگوں نے سنا ہوگا کہ شخص ۳۴۔ اپریل سنہ ۱۹۰۷ء کو سچے نو ذبیحوں کے طاعون فوت ہو کر میری پیکر کی تصدیق کر گیا اور بڑی نو میٹنگ اسٹیج پر دی اور مرنے سے چند دن پہلے ایک مہمان کا کاغذ اس نے لکھا حسین اپنا اور میرا نام ذکر کر کے خدا تعالیٰ سے دعا کی کہ ہم دونوں میں سے جو چاہے وہ ہلاک ہو خدا کی قدرت کہ وہ کاغذ ابھی تک ہاتھ میں ہی تھا اور وہ کاپی لکھ رہا تھا کہ چراغ دین سے اپنے نو ذبیحوں کے اسی دن ہمیشہ کیلئے رخصت ہو گیا تا عہد قیام اولیٰ المائعات میں میرے مخالف الہاموں کا دعویٰ کر رہا ہے جو مجھے وصال ٹھیلے میں کوئی شخص ان کے انجام پر غور نہیں کرتا۔ القصد حضرات مولوی صاحبان چراغ دین کا ساتھ دیکھ رہی اپنی مراد کو نہ پہنچ کر پھر بعد اسکے ایک اور چراغ دین پیدا ہوا یعنی ڈاکٹر عبد الحکیم خان شخص بھی مجھے وصال ٹھیلے میں ہے اور پہلے چراغ دین کی طرح اپنے تئیں مرسلین میں سے شمار کرتا ہے مگر معلوم نہیں کہ پہلے چراغ دین کی طرح میرے قتل کرنے کیلئے اسکو ہی حضرت عیسیٰ نے عہد دیا ہے یا نہیں ۱۱۔

تکبر اور غرور میں تو پہلے چراغ دین سے ہی بہت بڑھ کر ہے اور گالیان دینے میں ہی اس سے زیادہ مشتق ہے اور افسوس اس سے بڑھ کر قوم ہے اس مشتعل طبع مشت خاک کی ارتداد سے اپنی ہمارے مخالف مولویوں کو بہت خوشی ہوئی گویا ایک خزانہ مل گیا مگر ان کو چاہئے کہ اتنا مشتعل نہ ہو میرے قتل کو جیسے کہ چراغ دین کو عہد دیا معلوم نہیں کہ یہ پیش از غیب کیوں انکوں میں بڑھ کر اگر ملے نارض ہو گئے مگر ان کا غرور تائین شائع کیا ہے تو یہ اپنی غلطی ہے یہ پیش از غیب نہیں کیا بلکہ اس نے شائع کیا ہے کہ مخلق ہا علی حضرت عیسیٰ ہی ہیں اگر شک ہے تو یہ آیت دیکھیں ملکہ لا رسول قد خلت من قبلہ الرسل اور پھر آیت لہما تو فہدف کنت انت الرقیب علیہم اور تو جب جسکو میرے ہلاک کرنے کے لئے عہد دیتے ہیں وہ آپ ہی ہلاک ہو جاتا ہے چنانچہ عہد ہے سنا ہے کہ دو سحر چراغ دین یعنی عبد الحکیم خان نے بھی میری موت کے بارے میں کوئی

یہ سب چراغ دین کی طرح ہے کہ معلوم نہیں اس میں کتنی عہد کا بھی ذکر ہے یا نہیں۔ منسلک

خوش نہ ہوں اور پہلے چاغ دین کو یاد کریں وہ خدا کو ہمیشہ انکو ایسی خوشیوں سے نامزد کر رہا ہے وہی خدا
 آپ ہی ہے اور اسکی پیشگوئی نے جیسا کہ پہلے چاغ دین کے انجام سے خبر دی تھی اسی طرح
 اُس علیم غیبی نے اس دوسرے چاغ دین یعنی عبدالحکیم کے انجام کی خبر دی ہے پھر خوشی کا کیا مقام
 ہے ذرا صبر کریں اور انجام دیکھیں۔ اور پھر تعجب کا مقام ہے کہ ایک نادان مرتد کے ارتداد
 سے اس قدر کیوں خوشی کی جاتی ہے خدا تعالیٰ کا ہم پر فضل ہے کہ اگر ایک قسمتی سے مرتد ہوتا
 ہے تو اسکی جگہ ہزار آتا ہے۔

اور پھر اسواسکے کیا کسی مرتد کے ارتداد سے یہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ وہ سلسلہ
 حسین سے یہ مرتد خارج ہوا حق نہیں ہے کیا ہمارے مخالف علماء کو خبر نہیں کہ کسی بد بخت
 حضرت موسیٰ کے زمانہ میں ان سے مرتد ہو گئے تھے پھر کئی لوگ حضرت عیسیٰ سے مرتد
 ہوئے اور پھر کئی بد بخت اور بد قسمت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں آپ سے مرتد ہو کر
 چنانچہ میلہ کذاب ہی مرتدین میں سے ایک تھا۔ پس عبدالحکیم مرتد کے ارتداد سے خوش ہونا اور
 اسکو سلسلہ حق کے بطلان کی ایک دلیل قرار دینا ان لوگوں کا کام ہے جو محض نادان ہیں
 ان یہ لوگ چند روز کے لئے ایک جہوٹی خوشی کا موجب ضرور ہو جاتے ہیں۔ مگر وہ خوشی
 جلد زایل ہو جاتی ہے۔

یہ وہی عبدالحکیم خان ہے جس نے اپنی کتاب میں میرا نام لیکر یہ لکھا کہ ایک شخص ان کے دعویٰ
 سچ موعود ہونے سے منکر تھا تب مجھ کو خواب میں دکھایا گیا کہ یہ منکر طاعون سے
 مر جائیگا چنانچہ وہ طاعون سے مر گیا۔ مگر اب خود گستاخی سے مرتد ہو کر گالیان دیتا اور سخت
 بد زبانی کرتا اور جہوٹی تہمتیں لگاتا ہے کیا اب طاعون کا وقت جا رہا ہے؟

یہ تو ہم بیان کر چکے کہ وہ امر جس کا نام توحید ہے اور جو بدارتجات ہے اور جو شیطانی
 توحید سے ایک علیحدہ امر ہے وہ بجز اسکے کہ وقت کے نبی یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 پر ایمان لایا جائے اور انکی اطاعت کی جائے میسر نہیں آسکتا اور صرف توحید خشک بجز عملیت

رسول کے کچھ چیز نہیں بلکہ اُس مردہ کی طرح ہے جس میں روح نہیں۔ اب یہ بیان کرنا رہ گیا کہ کیا قرآن شریف نے ہمارے بیان کے مطابق انسانی نجات کو اطاعت رسول کیساتھ وابستہ فرمایا ہے یا اس کے برخلاف قرآنی تعلیم ہے۔ سو اس حقیقت کے سمجھانے کے لئے ہم آیات ذیل پیش کرتے ہیں۔

(۱) قولہ تعالیٰ قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ (المائدہ ۹۱) اور سورۃ نور (ترجمہ) کہ خدا کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو۔ اور یہ تسلیم کرنا بدیہی امر ہے کہ خدا کے احکام سے تخلف کرنا معصیت اور موجب دخول جہنم ہے اور اس مقام میں جس طرح اپنی اطاعت کے لئے حکم فرماتا ہے ایسا ہی رسول کی اطاعت کیلئے حکم فرماتا ہے سو جو شخص اُسکے حکم سے منہ پھیرتا ہے وہ ایسے جرم کا ارتکاب کرتا ہے جس کی سزا جہنم ہے۔ (۲) قولہ تعالیٰ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْدُمُوا عَلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ (المائدہ ۳۲) اور سورۃ حجرات (ترجمہ) ان اللہ سمیع علیہ (المائدہ ۳۲) اور سورۃ حجرات

ترجمہ اے ایمان والو خدا اور رسول کے حکم سے بڑھ کر کوئی بات نہ کرو یعنی ٹھیک ٹھیک احکام خدا اور رسول پر چلو اور نافرمانی میں خدا سے ڈرو خدا سنتا بھی ہے اور جانتا بھی ہے۔ اب ظاہر ہے کہ جو شخص محض اپنی خشاک توحید پر بھروسہ کر کے (جو دراصل وہ توحید بھی نہیں) رسول سے اپنی تین مستغنی سمجھتا ہے اور رسول سے قطع تعلق کرتا ہے اور اُس سے بالکل اپنے تئیں علیحدہ کر دیتا ہے اور گستاخی سے قدم آگے رکھتا ہے وہ خدا کا نافرمان ہے اور نجات سے بے نصیب۔

(۳) قولہ تعالیٰ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِلَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَرُسُلِهِ وَجِبْرِيلَ وَمِيكَالَ فَإِنَّ اللَّهَ عَدُوٌّ لِلْكَافِرِينَ (المائدہ ۱۷) اور سورۃ بقرہ

ترجمہ یعنی جو شخص خدا اور اُسکے فرشتوں اور اسکے پیغمبروں اور جبریل اور میکائیل کا دشمن ہو تو خدا اُسے کافروں کا خود دشمن ہے۔ اب ظاہر ہے کہ جو شخص توحید خشاک کا تو قایل ہے مگر آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم کا کذب ہے، وہ درحقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن ہے لہذا ہر منکاب اس آیت کے خدا
 اسکا دشمن ہے اور وہ خدا کے نزدیک کافر ہے تو پھر اس کی نجات کیونکر ہو سکتی ہے۔
 (۴) قوله تعالى يا ايها الذين امنوا امنوا بالله ورسوله والكتاب الذي نزل
 على رسوله والكتاب الذي اتى من قبل ومن يكفر بالله وملائكته ورسوله
 واليوم الآخر فقد ضلّ ضلالاً بعيداً (المائدة: ۲۴)

ترجمہ اے لوگو جو ایمان لائے ہو خدا پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول پر اور اس کی کتاب پر
 جو اس رسول پر نازل ہوئی ہے یعنی قرآن شریف اور اس کتاب پر ایمان لاؤ جو پہلے نازل
 ہوئی یعنی توریت وغیرہ اور جو شخص خدا پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کے رسولوں پر اور آخرت
 کے دن پر ایمان نہیں لائے گا وہ حق سے بہت دور جا پڑا یعنی نجات سے محروم رہا۔

(۵) قوله تعالى وما كان لمؤمن ولا مؤمنة اذا قضى الله ورسوله امراً ان يكون
 له مخير من امرهم ومن يعص الله ورسوله فقد ضلّ ضلالاً بعيداً (النور: ۳۲)
 ترجمہ کسی مؤمن یا مؤمنہ کو جائز نہیں ہے کہ جب خدا اور اسکا رسول کوئی حکم کرے تو ان کو اس
 حکم کے رو کرنے میں اختیار ہو اور جو شخص خدا اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے وہ حق سے
 بہت دور جا پڑا ہے یعنی نجات سے بے نصیب رہا۔ کیونکہ نجات اہل حق کیلئے ہے

(۶) قوله تعالى ومن يعص الله ورسوله ويتعد حدوده يدخله ناراً خالداً
 فيها وله عذاب مهين۔ (النور: ۳۳)

ترجمہ جو شخص خدا اور رسول کی نافرمانی کرے اور اس کی حدود سے باہر ہو جائے خدا اس کو
 جہنم میں داخل کرے گا اور وہ جہنم میں ہمیشہ رہے گا اور اس پر ذلیل کرنے والا عذاب نازل ہوگا۔
 اب دیکھو کہ رسول سے قطع تعلق کرنے میں اس کی بڑھ کر اور کیا وعید ہوگا کہ خدا کو عز و جل
 فرماتا ہے کہ جو شخص رسول کی نافرمانی کرے اس کو لئے دائمی جہنم کا وعدہ ہے مگر بیان عبدالحکیم
 کہتے ہیں کہ جو شخص نبی کریم کا کذب اور نافرمان ہو اگر وہ توحید پر قائم ہو تو وہ بلاشبہ بہشت میں

جائیگا۔ مجھے معلوم نہیں کہ ان کے پیٹ میں کس قسم کی توجید ہے کہ باوجود نبی کریم کی مخالفت اور انسانی کے جو توجید کا چشمہ ہے ہیئت تک پہنچا سکتی ہے لعنت اللہ علی الکاذبین۔
(۷) قولہ تعالیٰ وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ (المجنون سہ ماہی النساء)
ترجمہ یعنی ہر ایک نبی ہمنے اُس لئے بھیجا ہے کہ خدا کے حکم سے اُسکی اطاعت کی جائے
اب ظاہر ہے کہ جبکہ نبی خدا اس آیت کے ہی واجب الاطاعت ہو پس جو شخص نبی کی اطاعت سے
باہر ہو وہ کیونکر نجات پاسکتا ہے +

(۸) قولہ تعالیٰ قل انکم تقربون اللہ فاتبعون فی حبیبکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم
واللہ غفور رحیم قل اطیعوا اللہ والرسول فان تولوا فان اللہ لا یحب الکافرین الجنۃ
العلیہ ان ترجمہ ان کو کہہ کہ اگر خدا سے تم محبت کرتے ہو پس اؤ میری پیروی کرو تا خدا ہی
تم سے محبت کرے اور تمہارے گنہ بخش دے اور خدا غفور رحیم ہے ان کو کہ خدا اور رسول
کی اطاعت کرو پس اگر وہ اطاعت سے موہ نہ پہنچیں تو خدا کافروں کو دوست نہیں رکھتا۔
ان آیات سے صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ گناہوں کی مغفرت اور خدا تعالیٰ کا پیارا شخصت
صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے سے وابستہ ہے اور جو لوگ ایمان نہیں لاتے وہ کافر ہیں۔

(۹) قولہ تعالیٰ ان الذین یکفرون باللہ ورسولہ ویریدون ان یفسدوا بنی اللہ
ورسلہ ویقولون توہین مبعض و نکفر ببعض ویریدون ان یتخذوا بنی اللہ
بسیلاً اولئک ہم الکافرون حقاً واعتدنا للکافرین عذاباً مہیناً
والذین امنوا باللہ ورسولہ ولم یفرقوا بین احد منہما اولئک سوف یؤتیہم
اجورہم (المجنون سہ ماہی النساء)

ترجمہ وہ لوگ جو خدا اور رسول سے منکر ہیں اور ارادہ رکھتے ہیں کہ خدا اور اُسکے رسولوں
میں تفریق ڈال دیں اور کہتے ہیں کہ بعض پر ہم ایمان لائینگے اور بعض پر نہیں یعنی صوفیہ خدا کا ماننا
یا صرف بعض رسولوں پر ایمان لانا کافی ہے یہ ضروری نہیں کہ خدا کے ساتھ رسول پر بھی ایمان لائیں یا

سب نبیوں پر ایمان لا دین اور چاہتے ہیں کہ خدا کی ہدایت کو چھوڑ کر بین بین نامسب اختیار کر لیں وہی بچے کافر ہیں اور دہنئے کافروں کے لئے ذلیل کرنیوالا عذاب مہیا کر رکھا ہے۔ اور وہ لوگ جو خدا اور رسول پر ایمان لائے ہیں اور خدا اور اس کے رسولوں میں تفرقہ نہیں ڈالتے یعنی یہ تفرقہ اختیار نہیں کرتے کہ صرف خدا پر ایمان لا دین مگر اس کے رسولوں پر ایمان نہ لا دین اللہ یہ تفرقہ پسند کرتے ہیں کہ بعض رسولوں پر تو ایمان لا دین اور بعض سے برگشتہ رہیں ان لوگوں کو خدا ان کا اجر دے گا۔

اب کہان میں میان عبد الحکیم خان مرتد جو میری اس تحریر سے مجھ سے برگشتہ ہو گیا ہے اب اتنے کہول کر دیکھے کہ کس طرح خدا نے اپنی ذات پر ایمان لا کر رسولوں پر ایمان لانے سے وابستہ کیا ہے بہین راویہ ہے کہ انسان میں توحید قبول کر نیکی استدعا دوس آگ کی طرح رہی گئی ہے جو پتھر میں مخفی ہوتی ہے اور رسول کا وجود حقائق کی طرح ہے جو اس پتھر پر منور توجہ لگا کر اس آگ کو باہر نکالتا ہے پس ہرگز ممکن نہیں کہ بغیر رسول کی حقائق کے توحید کی آگ کسی دل میں پیدا ہو سکے توحید کو صرف رسول زمین پر لاتا ہے اور اسی کی معرفت یہ حاصل ہوتی ہے خدا مخفی ہے اور وہ اپنا چہرہ رسول کے ذریعہ دکھلاتا ہے۔

(۱۲) قولہ تعالیٰ یا ایہا الناس قد جاءکم الرسول بالحق من ربکم فامنوا خیر لکم وان تکفروا فان للہ ما فی السموات وما فی الارض وکان اللہ علیما حکیم (الحجرات سورہ ۲۴) ترجمہ اے لوگو تمہارا دے پاس رسول حق کے ساتھ آیا ہے پس تم اس رسول پر ایمان لاؤ۔ تمہاری بہتری اسی میں ہے اور اگر تم کفر اختیار کرو تو خدا کو تمہاری کیا

حاشیہ - ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ درود شریف کے پڑھنے میں یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پہنچنے میں ایک نازک لمحہ بہت متخوف رہا کیونکہ میرے یقین تھا کہ خدا تعالیٰ کی رو میں نہایت دقیق رہا ہیں وہ بجز وسیلہ نبی کریم کے نہیں کہیں جس کا خدا ہی فرماتا ہے وابتغوا اللہ الوسیلۃ تب ایک مدت کے بعد کشفی حالت میں مجھے دیکھا کہ درود یعنی انکی آیت اور ایک اندرونی راستے سے سوا ایک بیرونی راہ کو سرزد گہر میں داخل ہو رہا ہیں اور ان کے کانوں پر نور کی مشکین میں اور کہتے ہیں ہذا صلیت علی محمد - من

کیا پر وہ زمین و آسمان سب اسی کا ہے اور سب اسکی اطاعت کر رہے ہیں اور خدا علیم اور حکیم ہے ۔

(۱) قوله تعالى كلما القي فيها فوج سئلهم خزنتها الميا تكم نذير قالوا بلى قد جاءنا نذير فكذبنا وقلنا ما نزل الله من شيء الجز ۱۹ استخاف الملك ترجمہ اور حجب و وزخ میں کوئی فوج کافروں کی پڑ گئی تو جو فرشتے وزخ پر مقرر ہیں وہ وزخ میں کو کہیں گے کیا تمہارے پاس کوئی نذیر نہیں آیا تھا وہ کہیں گے کہ ان آیا تو تھا مگر ہم نے اس کی تکذیب کی اور ہم نے کہا کہ خدا نے کچھ نہیں انا را۔ اب دیکھو ان آیات سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ وزخ میں اسلئے پڑی گئے کہ وہ وقت کے فیوض کو قبول نہیں کرینگے ۔

(۱۲) قوله تعالى انما المؤمنون الذين امنوا بالله ورسوله ثم لم يرتابوا۔ الجز ۲۲ ترجمہ سوائے انہیں کہ مومن وہ لوگ ہیں جو خدا اور رسول پر ایمان لائے پھر بعد اس کے ایمان پر قائم رہے اور شکوک و شبہات میں نہیں پڑے۔ دیکھو ان آیات میں خدا تعالیٰ نے حصر کر دیا ہے کہ خدا کے نزدیک مومن وہی لوگ ہیں جو صرف خدا پر ایمان نہیں لاتے بلکہ خدا اور رسول دونوں پر ایمان لاتے ہیں پھر بغیر ایمان! رسول کے نجات کیوں کر ہو سکتی ہے اور بغیر رسول پر ایمان لانے کے صرف توحید کس کا تم آسکتی ہے ۔

(۱۳) قوله تعالى وما منعهم ان تقبل منهم نفقاتهم الا انهم كفروا بالله ورسوله۔ الجز ۲۳ سورتہ توبہ) ترجمہ یعنی اس بات کا سبب جو کفار کے صدقات قبول نہیں کئے جاتے صرف یہ ہے کہ وہ ۱۲ اور اس کے رسول سے منکر ہیں۔ اب دیکھو ان آیات سے صاف ظاہر ہے کہ جو لوگ رسول پر ایمان نہیں لاتے ان کے اعمال ضائع ہو جاتے ہیں۔ خدا ان کو قبول نہیں کرتا۔ اور پھر جب اعمال ضائع ہوئے تو نجات کیوں کر ہوگی ۔

(۱۴) قوله تعالى الذين امنوا وعملوا الصالحات وامنوا بما نزل على محمد وهو الحق من ربهم كفرو عنهم سيئاتهم واصلحوا بالهدى الجز ۲۴ محمد

یہ تمام آیات ان لوگوں کے متعلق ہیں جنہوں نے رسول کے وجود پر اطلاع پائی اور رسول کی دعوت انکو پہنچ گئی اور جو لوگ رسول کے وجود سے بالکل بے خبر رہے اور انکو دعوت پہنچی انکی نسبت ہم کچھ نہیں کہہ سکتے

یہ تمام آیات ان لوگوں کے متعلق ہیں جنہوں نے رسول کے وجود پر اطلاع پائی اور رسول کی دعوت انکو پہنچ گئی اور جو لوگ رسول کے وجود سے بالکل بے خبر رہے اور انکو دعوت پہنچی انکی نسبت ہم کچھ نہیں کہہ سکتے

ترجمہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال سجالائے اور وہ کلام جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا اُس پر ایمان لائے اور وہی حق ہے ایسے لوگوں کے خدا گناہ بخش دے گا اور ان کے دلوں کے اصلاح کرے گا۔ اب دیکھو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی وجہ سے کس قدر خدا تعالیٰ اپنی خوشنودی ظاہر فرماتا ہے کہ ان کے گناہ بخشا ہے اور ان کے مذکورہ نفس کا خود شکر مل رہا ہے۔ پھر کیا پختہ وہ شخص ہے جو کہتا ہے کہ مجھ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی ضرورت نہیں اور غرور و تکبر سے اپنے تئیں کچھ سمجھتا ہے سدی نے سچ کہا ہے :-

محال ست سدی کہ راہ صفا	توان رقت جزو رہے مصطفیٰ
برو مہر آن شاہ سوئے بہشت	حرام است بر غیر توئے بہشت

(۱۵) قَوْلُهُ تَعَالَى - اَلَمْ يَعْلَمُوْا اَنَّهُ مِنْ يَّحٰدِ دِ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهُ يَدْخُلُ نَاِمًا خَالِدًا فِيْهَا ذٰلِكَ اَلْحَزَنُ الْعَظِيْمُ الْخُرُوْجُ مَشْقُوْبُهُ

ترجمہ کیا یہ لوگ نہیں جانتے کہ جو شخص خدا اور رسول کی مخالفت کرے خدا اس کو جہنم میں بھیگا اور وہ اس میں ہمیشہ رہے گا یہ ایک بڑی رسوائی ہے اب بتلاؤ میں کیا حکیم خان کہ انکی کیا رائے ہے کیا خدا کے اس حکم کو قبول کریں گے یا بہادری سے ان آیتوں کے عیب کو اپنے سر پر لین گے +

(۱۶) قَوْلُهُ تَعَالَى وَ اِذَا خَلَا اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيِّيْنَ لَمَّا اٰتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِيْمَةٍ مِّنْ جِئَاكُمْ مِّنْ سُوْلٍ مُّصَدِّقٍ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَ لَتَنْصُرُنَّهُ قَالَا اَقْرَبُ نَمَّ وَ لَخَذْنَا مِمَّنْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اٰصْرِيْ قَالُوْا اَقْرَبُ نَا قَالَا فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ (البزومیہ) ترجمہ اور یاد کر جب خدا نے تمام رسولوں سے عہد لیا کہ جب میں تمہیں کتاب اور حکمت دوں گا اور پھر تمہارے پاس آخری زمانہ میں میرا رسول آئے گا جو تمہاری کتابوں کی تصدیق کرے گا تمہیں اس پر ایمان لانا ہوگا اور اسکی مدد کرنی ہوگی اور کہا کیا تم نے اقرار کر لیا اور اس عہد پر ہمتار

ہو گئے انہوں نے کہا کہ ہم نے اقرار کر لیا تب خدا نے فرمایا کہ اسے اپنے اقرار کے گواہ رہو اور میں
 ہی تمہارے ساتھ اس بات کا گواہ ہوں ۔

اب ظاہر ہے کہ انبیاء و نواہی نے اپنے وقت پر فوت ہو گئے تھے یہ حکم ہر نبی کی امت
 کے لئے ہر کہ جب وہ رسول ظاہر ہو تو اس پر ایمان لاؤ ورنہ مواخذہ ہوگا۔ اب بتلاؤ میں
 عبد الحکیم خان نیم تلا خطرہ ایمان بلکہ اگر صرف توحید خشک کے نجات ہو سکتی ہے تو پھر خدا تعالیٰ
 ایسے لوگوں سے کیوں مواخذہ کریگا جو گو انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لاتے مگر توحید
 باری کے قائل ہیں ۔

علامہ اسکے تفسیر استنار باب ۸ میں ایک یہ آیت موجود ہے کہ جو شخص اس
 امر الزمان نبی کو نہیں مانے گا میں اُس سے مطالبہ کروں گا پس اگر صرف توحید ہی کافی ہو تو یہ مطالبہ کیوں ہوگا؟
 کیا خدا اپنی بات کو بھول جائیگا اور میں بقدر کفایت قرآن شریف میں ساری آیات لکھی ہیں وہ قرآن شریف
 اس قسم کی آیات سے بھرا ہوا ہے چنانچہ قرآن شریف انہیں آیات سے شروع ہوتا ہے جیسا کہ
 وہ فرماتا ہے **إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ**
 یعنی اے ہمارے خدا ہمیں رسولوں اور پیغمبروں کی راہ پر چلا جن پر تیرا انعام اور اکرام ہوا ہے ۔

یہ تشبیہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جیسا کہ سچے دین پر ہوتا حال صالحہ بجا لگنے سے خدا تعالیٰ کیلئے ایک انعام ہوتا
 ہے۔ اسی طرح سنت الہی واقع ہے کہ سچے دین والا صرف اس مرتبہ تک شہید نہیں ہوتا جس حد تک وہ اپنی کوشش سے چلتا ہے
 اور اپنی سعی سے قدم رکھتا ہے بلکہ جب اس کی کوشش حد تک پہنچ جاتی ہے اور انسانی طاقتوں کا کام ختم ہو جاتا
 ہے تب عنایت الہی اس کے وجود میں اپنا کام کرتی ہے اور ہدایت الہی اس مرتبہ تک اس کو علم اور عمل اور معرفت
 میں ترقی بخشی ہے جس مرتبہ تک وہ اپنی کوشش سے نہیں پہنچ سکتا تھا جیسا کہ ایک دوسرے مقام میں بھی
 اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا** یعنی جو لوگ ہماری
 راہ میں مجاہدہ اختیار کرتے ہیں اور جو کچھ اُن سے اور اُن کی قوتوں سے ہو سکتا تھا وہ آپ کر دکھلاتے ہیں ۔
 حضرت اعدیہ ان کا اتھ پکڑتی ہے اور جو کام اُن سے نہیں ہو سکتا تھا وہ آپ کر دکھلاتی ہے ۔

اب اس آیت سے کہ جو پنج وقت نماز میں پڑھی جاتی ہے ظاہر ہے کہ خدا کا روحانی نفاذ جو معرفت اور محبت الہی ہے صرف رسولوں اور نبیوں کے ذریعہ سے ہی ملتا ہے نہ کسی اور ذریعہ سے۔ چہنچہ معلوم نہیں کہ میان عبدالحکیم خان نماز پڑھتے ہیں یا نہیں اگر پڑھتے ہوتے تو ممکن نہ تھا کہ ان آیات کے معنوں سے بے خبر رہتے مگر جب ان کے نزدیک صرف توحید الہی کافی ہے تو پھر نماز کی کیا ضرورت ہے نماز تو رسول کا ایک طریق عبارت بتلایا ہوا ہے جسکو رسول کی متابعت سے پہلے غرض نہیں سکا نماز سے کیا غرض ہو اس کے نزدیک تو موجد برہم ہی نجات یافتہ ہیں کیا وہ نماز پڑھتے ہیں اور حیکم اسکے نزدیک ایک شخص اسلام سے مرتد ہو کر ہی بوجہ اپنی خشک توحید کے نجات پاسکتا ہے اور ایسا آدمی بھی نجات پاسکتا ہے جو ہیو یا انصاری یا ربیون میں سے سو حد ہے گو اسلام کا مذہب اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دین ہے تو پھر اسکی سیسائے ہوگی کہ نماز لا حاصل اور روزہ بے سود ہے۔ مگر ایک مژمن کے لئے توحید ہی آیت کافی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ روحانی دولت کے مالک صرف انبیاء اور رسل ہیں اور ہر ایک کو انکی پیروی سے حصہ ملتا ہے۔

۱۔ ہر سورہ بقرہ کے شروع میں یہ آیات ہیں :- ذَٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ ۝ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ ۝ وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِن قَبْلِكَ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ ۝ أُولَٰئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝ شرح یہ کتاب جو شکوک و شبہات سے پاک ہے متقیوں کیلئے ہدایت ہے۔ اور متقی وہ لوگ ہیں جو خدا پر جسکی ذات مخفی در مخفی ہے ایمان لاتے ہیں اور نماز کو قائم کرتے ہیں اور اپنے مالوں میں سے خدا کی راہ میں کچھ دیتے اور اس کتاب پر ایمان لاتے ہیں جو میرے پر نازل ہوئی اور نیز ان کتابوں پر ایمان لاتے ہیں جو تجھ سے پہلے نازل ہوئیں وہی لوگ خدا کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور وہی ہیں جو نجات پاسینگے۔

۲۔ عبدالحکیم خان کے نزدیک ہر ایک کی رہنمائی خدا ہی کرتا ہے اور اس کے لئے ایک غرض ہے کہ جس شخص کو اپنی راستہ میں اسلام کی سچی الہی کائناتی دلائل نہیں ملے وہ اسلام سے مرتد ہو کر بھی نجات پاسکتا ہے کیونکہ اسلام کی حقیقت ہر ایک کو سہل و آسان نہیں ملتی ہے۔

اب اٹھو اور آنکھ کھولو اسے میان عبد الحکیم مرتد کہ خدا تعالیٰ نے ان آیات میں فصیح کر دیا ہے اور نجات پانا صرف اسی بات میں حصر کر دیا ہے کہ لوگ خدا تعالیٰ کی کتابوں پر ایمان لاویں اور اسکی بندگی کریں۔ خدا تعالیٰ کے کلام میں تناقض اور اختلاف نہیں ہو سکتا پس جب کہ ابتدائے شانہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت سے نجات کو دلالت کر دیا ہے تو پھر بے ایمانی ہے کہ ان آیات قطعیۃ الدلالت کے انحراف کر کے متشابہات کی طرف دوڑیں۔ متشابہات کی طرف وہی لوگ دوڑتے ہیں جن کے دل نفاق کی مرض سے بیمار ہوئے ہیں۔

اور ان آیات میں جو معرفت کا نکتہ مخفی ہے وہ یہ ہے کہ آیات ممدوحہ بالا میں خدا تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ **الْحَدِّ ذَٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ** یعنی وہ کتاب ہے جو خدا تعالیٰ کے علم سے ظہور پذیر ہوئی ہے اور چونکہ اس کا علم جہل اور لیان سے پاک ہر اس لئے یہ کتاب ہر ایک شک و شبہ سے خالی ہے اور چونکہ خدا تعالیٰ کا علم انسانوں کی تکمیل کے لئے اپنے اندر ایک کامل طاقت رکھتا ہے اس لئے یہ کتاب متقین کے لئے ایک کامل ہدایت ہے اور ان کو اس مقام تک پہنچاتی ہے جو انسانی فطرت کی ترقیات کیلئے آخری مقام ہے اور خدا ان آیات میں فرماتا ہے کہ مستحق وہ ہیں کہ جو پوشیدہ خدا پر ایمان رتے ہیں اور نماز کو قائم کرتے ہیں اور اپنے مالوں میں سے کچھ خدا کی راہ میں دیتے ہیں

۱۔ حاشیہ۔ جب تک کسی کتاب کے علل اربعہ کا ملاحظہ نہ ہو تو وہ کتاب کامل نہیں کہلا سکتی اس لئے خدا تعالیٰ نے ان آیات میں قرآن شریف کے علل اربعہ کا ذکر فرمادیا ہے اور وہ چار ہیں (۱) علت فاعل (۲) علت ادوی (۳) علت بصیری (۴) علت غائی۔ اور ہر چار کامل و جمع پر ہیں پس اس کے علت فاعل کے کمال کی طرف اشارہ کرتا ہے جس کے سنی ہیں اذ اللہ اعلم یعنی کہ میں جو خدا سے عالم الغیب میں میں اس کتاب کو اتار رہا ہوں چوں کہ خدا اس کتاب کی علت فاعل ہے اس لئے اس کتاب کا فاعل ہر ایک فاعل سے برتر ہے اور کامل ہے۔ اور علت ادوی کے کمال کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ قرآن کہ ذالک الکتاب نبوی یہ کتاب ہے جس نے خدا کے علم سے خلعت جو دینا ہے

اور قرآن شریف اور پہلی کتابوں پر ایمان لاسے ہیں وہی ہدایت کے سر پر ہیں اور وہی نجات پائیں گے۔ ان آیات سے یہ تو معلوم ہوا کہ نجات بغیر نبی کریم پر ایمان لانے اور اسکی ہدایت نماز وغیرہ کے بجا لا کر نہیں مل سکتی۔ اور چھوٹے ہیں وہ لوگ جو نبی کریم کا دامن چھو کر محض خشک توحید سے نجات ڈھونڈ رہے ہیں مگر یہ عقدہ قابل حل ہا کہ جبکہ وہ لوگ ایسے استہزاء میں کہ پوشیدہ خدا پر ایمان لاتے اور نماز بھی ادا کرتے اور روزہ بھی رکھتے ہیں اور اپنے مالوں میں سے خدا کے راہ میں کچھ دیتے ہیں اور قرآن شریف اور پہلی کتابوں پر ایمان بھی رکھتے ہیں تو پھر یہ فرما کہ ہڈی للمتقین یعنی انکو یہ کتاب ہدایت دیگی اس کے کیا معنی ہیں وہ تو ان سب باتوں کو بجا لا کر پہلے ہی سے ہدایت پاتے ہیں اور حاصل مشابہہ کو حاصل کرنا یہ تو ایک نہایت معلوم ہوتا ہے۔

اسکا جواب یہ ہے کہ وہ لوگ باوجود ایمان اور عمل صالح کے کمال استقامت اور کمال ترقی کے محتاج ہیں جسکی رہنمائی صرف خدا ہی کرتا ہے انسانی کوشش کا سہین دخل نہیں۔ استقامت سے مراد یہ ہے کہ ایسا ایمان دل میں بچ جائے کہ کسی ابتداء کے وقت ٹھوکر نہ کھا دین اور ایسے طرز اور ایسے طور پر اعمال صالحہ ادا کرے کہ ان میں لذت پیدا ہو اور مشقت اور تلخی محسوس نہ ہو اور ان کے بغیر جی ہی نہ سکے کہ وہ اعمال روح کی غذا ہو جائیں اور اسکی روٹی بن جائیں اور اس کا آب شیرین بن جائیں کہ بغیر اس کے زندہ نہ رہیں غرض استقامت کے بارے میں ایسے حالات پیدا ہوں جن کو انسان محض اپنی سعی سے پیدا نہیں کر سکتا بلکہ عیب کا روح کا خدا کی طرف سے فیضان ہوتا ہے وہ فوق العادۃ استقامت ہی خدا کی طرف سے پیدا ہو جائے۔

تفسیر اور اس میں کچھ شک نہیں کہ خدا تعالیٰ کا علم تمام علوم سے کامل تر ہے اور علم ربوبی کی کمال کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ یہ فقرہ لاریب فیہ۔ یعنی یہ کتاب ہر ایک غلطی اور شک و شبہ سے پاک ہے اور اس میں کیا شک ہے کہ جو کتاب خدا تعالیٰ کے علم سے نکلے ہے وہ اپنی صحت اور ہر ایک عیب سے میل ہونے میں ہمیشہ بڑا نسیب ہے اور لاریب فیہ تو من اکمل اور اتم ہے اور علم غائی کو کمال کی طرف اشارہ کرتا ہے فقرہ ہڈی للمتقین یعنی یہ کتاب ایسا کمال متقین کیلئے ہے اور چنانچہ انسانی ہر شے کیلئے زیادہ سے زیادہ ہدایت ہے اس کے وہ اس کتاب کے ذریعہ سے ہوتی ہے۔ مینہ

اور ترقی سے مراد یہ ہے کہ وہ عبادت اور ایمان جو انسانی کوششوں کی انتہا ہے اس کے علاوہ وہ حالات پیدا ہو جائیں جو محض خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے پیدا ہو سکتے ہیں۔ یہ بات ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ پر ایمان لائیکے بارے میں انسانی سعی اور عقل صرف اس حد تک ہماری کرتی ہے کہ اس پر شیعہ خدا پر حین کا چہرہ ملین دیکھا گیا ایمان لایا جائے اسی وجہ سے شریعت جو انسان کو اسکی طاقت سے زیادہ تکلیف دینا نہیں چاہتی اس بات کے لئے مجبور نہیں کرتی کہ انسان اپنی طاقت کے ایمان بالغیب سے بڑھ کر ایمان حاصل کرے ہاں رہتا ہوں کو اسی آیت ھد للتقین میں وعدہ دیا گیا ہے کہ جب یہ ایمان بالغیب پر ثابت قدم ہو جائیں اور جو کچھ وہ اپنی سعی سے کر سکتے ہیں کر لیں تب خدا ایمان کی حالت کے عرفان کی حالت تک انکو پہنچا دے گا۔ اور ان کے ایمان میں ایک اور رنگ پیدا کر دے گا قرآن شریف کی سچائی کی ایک نشانی ہے کہ وہ جو اسکی طرف توجہ نہیں ان کو اس مرتبہ ایمان اور عمل پر رکھنا نہیں چاہتا کہ وہ اپنی کوشش سے اختیار کرتے ہیں کیونکہ اگر ایسا ہو تو کیونکر معلوم ہو کہ خدا موجود ہے بلکہ وہ انسانی کوششوں پر اپنی طرف سے ایک ثمرہ مرتب کرتا ہے جس میں خدائی چمک اور خدائی تصرف ہوتا ہے مثلاً جیسا کہ میں نے بیان کیا انسان خدا پر ایمان لائیکے بارے میں اس سے زیادہ کیا کر سکتا ہے کہ وہ اس پر شیعہ خدا پر ایمان لاوے جس کے وجود پر ذرہ ذرہ اس عالم کا گواہ ہے مگر انسان کی یہ تو طاقت ہی نہیں ہے کہ محض اپنے ہی قدموں اور اپنی ہی کوشش اور اپنے ہی زور بازو سے خدا کے انوار الوہیت پر اطلال پاوے اور ایمانی حالت سے عرفانی حالت تک پہنچ جاوے اور شاہد اور رسی کی کیفیت اپنے اندر پیدا کر لے ۛ

• اسی طرح انسانی سعی اور کوشش نماز کے ادا کرنے میں اس سے زیادہ کیا کر سکتی ہے کہ جہاں تک ہو سکے پاک اور صاف ہو کر اور نفی خطرات کے نماز ادا کریں اور کوشش کریں کہ نماز ایک گرمی ہوئی حالت میں نہ رہے اور اس کے جس قدر ارکان حمد ثنا حضرت عت اور توبہ و استغفار اور دعا اور درود ہیں وہ دلی جوش سے صادر ہوں لیکن یہ تو انسان کے

اختیار میں نہیں ہے کہ ایک فرق العادت محبت فی الی اور خشوع ذاتی اور محبت کے بہرہ ہوا
 ذوق و شوق اور ہر ایک کدورت سے خالی حضور اسکی نماز میں پیدا ہو جائے گا یا وہ خدا کو دیکھ
 لے اور ظاہر ہے کہ جب تک نماز میں کیفیت پیدا نہ ہو وہ نقصان سے خالی نہیں اسی وجہ سے
 خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ متقی وہ ہیں جو نماز کو کھڑی کرتے ہیں اور کھڑی وہی چیز کی جاتی ہے جو گرنے
 کے لئے مستعد ہے پس آیت یقیموا الصلوة کے معنی ہیں کہ جہاں تک ان سے ہو سکتا ہو
 نماز کو قائم کر کے لئے کوشش کرتے ہیں اور تکلف اور مجاہدات سے کام لیتے ہیں مگر انسانی
 کوششیں بغیر خدا تعالیٰ کے فضل کے بیکار ہیں اس لئے اُس کریم درحیم نے فرمایا ھٰذِی اللہ تعالیٰ لعلین
 جہاں تک ممکن ہو وہ تقویٰ کی راہ سے نماز کی اقامت میں کوشش کریں پھر اگر وہ میرے کلام پر ایمان
 لاتے ہیں تو میں ان کو فقط انہی کی کوشش اور سعی پر نہیں چھوڑوں گا بلکہ میں آپ ان کی دستگیری
 کروں گا۔ تب انکی نماز ایک اور رنگ پر جائیگی اور ایک اور کیفیت ان میں پیدا ہو جائیگی۔
 جو انکے خیال و گمان میں ہی نہیں تھی۔ یہ فضل محض اس لئے ہو گا کہ وہ خدا تعالیٰ کے کلام قرآن شریف
 پر ایمان لائے اور جہاں تک ان سے ہو سکا اسکے احکام کے مطابق عمل میں مشغول رہے
 غرض نماز کے متعلق جس ایدہ ہدایت کا وعدہ ہے وہ یہی ہے کہ اس قدر طبعی جوش اور ذاتی محبت
 اور خشوع اور کامل حضور پر توجہ ہے کہ انسان کی آنکھ اپنے محبوب حقیقی کے دیکھنے کے لئے کھلتی ہے
 اور ایک عارف عادت کیفیت مشاہدہ جمال باری کی میں آجائے جو لذات روحانیہ سے سرگرم
 ہو اور دنیوی زبائل اور انواع و اقسام کو معاشی قوی اور فعلی اور بصری اور سماعتی سے دل کو
 مستقر کرے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان احسن الیہا بن السیئات۔

ایسا ہی مالی عبادت جیسے انسان اپنی کوشش سے کر سکتا ہے وہ صرف ان قدر ہے
 کہ اپنے اہل مرغوبہ میں سے کچھ خدا کے لئے دیوے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اسی سورت میں فرمایا
 ہے وصما ذرقتہم ینفقون اور جیسا کہ ایک دوسری جگہ فرمایا ہے لن تتالوا الا بالرحمۃ
 تنفقوا مما تحبون لیکن ظاہر ہے کہ اگر مالی عبادت میں انسان صرف اسی قدر سچا لاوے کہ اپنے

اموال محبوبہ مرغوبہ میں سے کچھ خدا تعالیٰ کی راہ میں دیوے تو یہ کچھ کمال نہیں ہے کمال تو یہ ہے کہ ماسویٰ سے بکلی دست بردار ہو جائے اور جو کچھ اُس کا ہے وہ اسکا نہیں بلکہ خدا کا ہو جائے یہاں تک کہ جان ہی خدا تعالیٰ کی راہ میں فدا کر نیکی لئے طیار ہو کیونکہ وہ بھی ممدار زقنہم میں داخل ہے خدا تعالیٰ کا منشاء اس کے قول ممدار زقنہم سے صرف درہم و دینار نہیں ہے بلکہ یہ بڑا وسیع لفظ ہے جس میں ہر ایک و نعمت داخل ہے جو انسان کو دی گئی ہے +

عرض اس جگہ بھی ہدی المتقین فرمانے سے خدا تعالیٰ کا یہ منشاء ہے کہ جو کچھ انسان کو ہر ایک قسم کی نعمت مثلاً اسکی جان اور صحت اور علم اور طاقت اور مال وغیرہ میں سے دیا گیا ہے اسکی نسبت انسان اپنی کوشش سے صرف ممدار زقنہم ینفقون تک اپنا اخلاص ظاہر کر سکتا ہے اور اس سے بڑھ کر شیری توہین طاقت نہیں رکھتین لیکن خدا تعالیٰ کا قرآن شریف پر ایمان لانے والے ایکے لئے اگر وہ ممدار زقنہم ینفقون کی حد تک اپنا صدق ظاہر کر دے گا بموجب آیت ہدی للمتقین کے یہ وعدہ ہے کہ خدا تعالیٰ اس قسم کی عبادات میں بھی کمال تک اُسکو پہنچا دے گا اور کمال یہ ہے کہ اسکو یہ قوت ایثار بخشی جائیگی کہ وہ شرح صدر سے یہ سمجھ بیگا کہ جو کچھ اُسکا ہے خدا کا ہے اور کبھی کسی محسوس نہیں کرے گا کہ یہ چیزیں اسکی تھیں جس کے ذریعہ سے اُس نے فاع انسان کی خدمت کی مثلاً حسان کے ذریعہ سے کہی انسان کسیکو محسوس کرتا ہے کہ اُس نے اپنا مال دوسرے کو دیا مگر یہ ناقص حالت ہے کیونکہ وہ بھی محسوس کرے گا کہ جب اُس چیز کو اپنی چیز سمجھے گا پس جب بموجب آیت ہدی للمتقین کے خدا تعالیٰ قرآن شریف پر ایمان لانے والے کو اس مقام سے ترقی بخشے گا تو وہ یہاں تک اپنی تمام چیزوں کو خدا کی چیزیں سمجھ لے گا کہ محسوس کراہیگی مرض ہی اس کے دل میں سے جاتی رہے گی اور نوع انسان کے لئے ایک مادی ہماروی اُس کے دل میں پیدا ہو جائیگی بلکہ اُس سے بھی بڑھ کر اور کئی چیز اسکی اپنی نہیں رہیگی۔ بلکہ سب خدا کی ہو جائیگی اور یہ تپ ہو گا کہ جب وہ سچو دل سے قرآن شریف اور نبی کریم پر ایمان لائیگا۔ بغیر اس کے نہیں۔ پس کس قدر گراہ وہ لوگ ہیں جو بغیر تباہت

میں سے اسکا سبب یہ کہ یہ عیش و عشرت انسان کی فطرت میں ایک نخل ہی ہے کہ اگر ایک پہاڑ سونیکا ہی اس کے پاس ہو تو یہ بھی ایک نخل ہے اس کے لئے تو یہ عیش و عشرت انسان کی فطرت میں ایک نخل ہی ہے کہ اگر ایک پہاڑ سونیکا ہی اس کے پاس ہو تو یہ بھی ایک نخل ہے

نخل اس کے لئے تو یہ عیش و عشرت انسان کی فطرت میں ایک نخل ہی ہے کہ اگر ایک پہاڑ سونیکا ہی اس کے پاس ہو تو یہ بھی ایک نخل ہے

قرآن شریف اور رسول کریم کے صرف خشک توحید کو موجب نجات ٹھہرتے ہیں بلکہ مشاہدہ ثابت کر رہے ہیں کہ ایسے لوگ خدا پر سچا ایمان رکھتے ہیں نہ دنیا کے لالچوں اور خواہشوں سے پاک ہو سکتے ہیں چہ جائیکہ وہ کسی کمال تک ترقی کریں اور یہ بات بھی بالکل غلط اور کورانہ خیال ہے کہ انسان خود بخود نعمت توحید حاصل کر سکتا ہے بلکہ توحید خدا کی کلام کے ذریعہ سے ملتی ہے اور اپنی طرف سے جو کچھ سمجھتا ہے وہ شرک و خالی نہیں۔ اسی طرح خدا تعالیٰ کی کتابوں پر ایمان لانے کے بارے میں انسانی کوشش صرف اس حد تک ہے کہ انسان تقویٰ اختیار کر کے اس کی کتاب پر ایمان لاوے اور میرے اسکی پیروی کرے اس کو زیادہ انسان میں طاقت نہیں لیکن خدا تعالیٰ نے آیت **هٰدِ الصّٰلِحِیْنَ** میں یہ وعدہ فرمایا ہے کہ اگر اسکی کتاب اور رسول پر کوئی ایمان لائے گا تو وہ مزید ہدایت کا مستحق ہوگا اور خدا اسکی آنکھ کھولے گا اور اپنے مکالمات و محادثات سے مشرف کرے گا اور بڑے بڑے نشان اسکو دکھائے گا یہاں تک کہ وہ اسی دنیا میں اسکو دیکھ لے گا کہ اس کا خدا موجود ہے اور پوری تسلی پائے گا۔ خدا کا کلام کہتا ہے کہ اگر تو میرے پر کامل ایمان لاوے تو میں تیرے پر بھی نازل ہوں گا۔ اسی بنا پر حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس خلاص اور محبت اور شوق سے خدا کے کلام کو پڑھا کہ وہ الہامی رنگ میں میری زبان پر بھی جاری ہو گیا۔ لیکن انسو سے کہ لوگ اس بات کو نہیں سمجھتے کہ مکالمات الہیہ کیا شے ہیں اور کس حالت میں کہا جائے گا کہ خدا کسی شخص سے مکالمہ فرماتا ہے بلکہ اکثر نادان لوگ شیطانی القا کو ہی خدا کا کلام سمجھنے لگتے ہیں اور ان کو شیطانی اور رحمانی الہام میں تمیز نہیں۔ پس یاد رہے کہ رحمانی الہام اور وحی کیلئے اول شرط یہ ہے کہ انسان محض خدا کا ہو جائے اور شیطان کا کوئی حصہ اس میں نہ ہو کیونکہ جہاں مردار ہے ضرور ہے کہ وہ ان کتے بھی جمع ہو جائیں اسی لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **هٰذَا نَبِّئُکُمْ عَلٰی مَا تَنْزِلُ الشَّیَاطِیْنُ تَنْزِلُ عَلٰی کُلِّ فٰلٍ اَنْہِمْ** مگر جس میں شیطان کا حصہ نہیں رہا اور وہ سفلی زندگی سے ایسا دور ہوا کہ گویا مر گیا اور رستہ باز اور وفادار بن گیا اور خدا کی طرف آگیا اس پر شیطان حملہ نہیں کر سکتا

جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان عبادی لیس لك علیہم سلطان جو شیطان کے ہیں اور شیطان کی عاقبتیں اپنے اندر رکھتے ہیں انہیں کی طرف شیطان دھرتا ہے کیونکہ وہ شیطان کے شکار ہیں ۱

اور نیز یاد رہے کہ خدا کے مکالمات ایک خاص برکت اور شوکت اور لذت اپنے اندر رکھتے ہیں اور چونکہ خدا بسمع و علیم و رحیم ہے اس لئے وہ اپنے متقی اور راستباز اور وفادار بندوں کو ان کے معروضات کا جواب دیتا ہے۔ وریہ سوال و جواب کئی گھنٹوں تک طول پکڑ سکتے ہیں جب بندہ عجز و نیاز کے رنگ میں آپ سوال کرتا ہے تو اس کے بعد چند تک اس پر ایکے بودگی طاری ہو کر اس ربودگی کے پردہ میں اسکو جواب ملتا ہے پھر بعد کے بندہ اگر کوئی سوال کرتا ہے تو پھر دیکھتے دیکھتے اس پر ایکے ربودگی طاری ہو جاتی ہے اور بدستور اس کے پردہ میں جواب ملتا ہے اور خدا ایسا کریم اور رحیم اور حلیم ہے کہ اگر ہزار دفعہ بھی ایک بندہ کچھ سوالات کرے تو جواب مل جاتا ہے مگر چونکہ خدا تعالیٰ بے نیاز ہی ہے اور حکمت اور مصلحت کی ہی رعایت رکھتا ہے اس لئے بعض سوالات کے جواب میں اظہار مطلق نہیں کیا جاتا اور اگر یہ پوچھا جاوے کہ کیونکہ معلوم ہو کہ وہ جوابات خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں یہ شیطان کی طرف سے اسکا جواب ہم ابھی دے چکے ہیں۔

ماسوا اس کے شیطان گنگا ہے اپنی زبان میں فصاحت اور روانگی نہیں رکھتا اور گنگے کی طرح وہ فصیح اور شیر المقدار باتوں پر سادہ نہیں ہو سکتا صرف ایک بدبودار پیرایہ میں فقرہ و فقرہ دل میں ڈال دیتا ہے اسکو ازل سے یہ توفیق ہی نہیں دی گئی کہ لذت اور باشوکت کلام کر سکے اور یا چند گھنٹہ تک سلسلہ کلام کا سوالات کے جواب میں جاری رکھ سکے اور وہ بہرہ بھی ہے ہر ایک سوال کا جواب نہیں دیکتا اور وہ عاجز بھی ہے اپنی الہامات میں کوئی قدرت اور اعلیٰ درجہ کی غیب گوئی کا نمونہ دکھلا نہیں سکتا اور اسکا گلا بھی بیٹھا ہوا ہے پر شوکت اور بندہ اتنے بول نہیں سکتا۔ مخلصوں کی طرح اسکی آواز دھیمی انہیں علامات و شیطانی وحی

۱۔ یہ سوال کہ شیطان خواب یا اللہ میں کوئی غیبی خبر ہو سکتی ہے نہیں اسکا جواب یہ ہے کہ شیطان خواب یا اللہ میں جیسا کہ قرآن شریف سے ظاہر ہوتا ہے کبھی غیبی ہو سکتی ہے مگر وہ تین علامتیں اپنے ساتھ رکھتی ہے اول یہ کہ وہ غیب کوئی اقتدار ہی غیب نہیں ہوتا جیسا کہ خدا تعالیٰ کے کلام میں اس قسم کے غیب ہونے میں کوئی شخص جو سراسر بے باور نہیں ہوتا یا اسکو ہلاک کر دے گے اور ملاں شخص جسے صدق دکھلا دے

۲۔ یہ سوال کہ شیطان کوئی غیبی خبر ہو سکتی ہے یا اللہ میں جیسا کہ قرآن شریف سے ظاہر ہوتا ہے کبھی غیبی ہو سکتی ہے مگر وہ تین علامتیں اپنے ساتھ رکھتی ہے اول یہ کہ وہ غیب کوئی اقتدار ہی غیب نہیں ہوتا جیسا کہ خدا تعالیٰ کے کلام میں اس قسم کے غیب ہونے میں کوئی شخص جو سراسر بے باور نہیں ہوتا یا اسکو ہلاک کر دے گے اور ملاں شخص جسے صدق دکھلا دے

کو شناخت کر لو گے۔ لیکن خدا تعالیٰ گنگے اور پیرے اور عاجز کی طرح نہیں رہ سکتا ہے اور برابر جواب دیتا ہے اور اس کے کلام میں شوکت اور عظمت اور مہندی آواز ہوتی ہے اور کلام پُر اثر اور لذیذ ہوتا ہے اور شیطان کا کلام دھیمہ اور زمانہ اور شبہ رنگ میں ہوتا ہے اس میں ہیبت اور شوکت اور مہندی نہیں ہوتی اور نہ وہ بہت دیر تک چل سکتا ہے گویا صبری تھک جاتا ہے اور اس میں بھی کمزوری اور بزدلی چھتی ہے مگر خدا کا کلام ٹھکنے والا نہیں ہوتا۔ اور ہر ایک قسم کی طاقت اپنے اندر رکھتا ہے اور بڑے بڑے غیبی امور اور اقتداری وعدوں پر عمل ہوتا ہے اور خدا فی جلال و عظمت اور قدرت اور قدوسی کی اس سے بڑا قی ہے اور شیطان کے کلام میں خفاہیت نہیں ہوتی اور نیز خدا تعالیٰ کا کلام ایک قوی تاثیر اپنے اندر رکھتا ہے اور ایک منہج فوارہ کی طرح دل میں دھنس جاتا ہے اور دل پر ایک پاک اثر کرتا ہے اور دل کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور پس پر نازل ہوتا ہے اس کو درمیان کر دیتا ہے یہاں تک کہ اگر اس کو تیز تلوار کے ساتھ ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جاوے یا اس کو پھانسی دیا جاوے یا ہر ایک قسم کا دکھ جو دنیا میں ممکن ہے پہنچا یا جاوے اور ہر ایک قسم کی بے عزتی اور توہین کیجائے یا آتش سنوان میں بٹھایا جاوے یا جلایا جاوے وہ کبھی نہیں کہہ سکا کہ یہ خدا کا کلام نہیں جو میرے پر نازل ہوتا ہے کیونکہ خدا اس کو یقین کا لہجہ دیتا ہے اور اپنے چہرہ کا عاشق کر دیتا اور جان اور عزت اور مال اس کو نزدیک ایسا ہوتا ہے جیسا کہ ایک تنکا وہ خدا کا دامن نہیں چھوڑتا اگرچہ تمام دنیا اس کو اپنے پیروں کے نیچے کھیل ڈالے اور توکل اور شجاعت اور تقاضا میں شمل ہوتا ہے مگر شیطان کو الہام پانیوالے یہ قوت نہیں ہوتے وہ بزدل ہوتے ہیں کیونکہ شیطان بزدل ہے۔

بالآخر ہم یہ بھی ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ وہ امر جو عبد المسکیم خان کی ضلالت کا باعث ہوا ہے جسکی وجہ سے اس کو یہ خیال گزر رہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی ضرورت نہیں وہ قرآن شریف کی ایک آیت کی غلط فہمی ہے جو یہاں تک کہ یہی علم اور کمی تدبیر کے اس سے ظہور میں آئی اور وہ آیت یہ ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوا وَالَّذِیْنَ هَادُوا وَالنَّصَارَیْ

یہیہ حدیث سیحیہ (۳۹) د. ہمسائی کا غلط تفسیر ہے اس سبب اس کے استعمال نہیں کیا گیا ہے بعض اہم یا خواب سبب اس کے رنگ میں جو ہے جس کی ذرا سیادی طور پر کوئی عملی ہو جان ہے اور جہاں
وہاں ایسی چیزیں ہوں کہ جو کچھ کہتے ہیں وہ سب کچھ کہتے ہیں اور بعض رہا ہوں کہ جو کچھ کہتے ہیں وہ سب کچھ کہتے ہیں اور بعض رہا ہوں کہ جو کچھ کہتے ہیں وہ سب کچھ کہتے ہیں

اختیار نہیں ہے کہ ان معنوں کو بدل ڈالے۔ اور ہم اس بات کے مجاز نہیں ہیں کہ اپنی طرف سے کوئی ایسے معنی ایجاد کریں کہ جو قرآن شریف کے بیان کردہ معنوں سے مغایر اور مخالف ہوں۔ ہم نے اول سے آخر تک قرآن شریف کو غور سے دیکھا ہے اور توجہ سے دیکھا۔ اور بار بار دیکھا اور اس کے معانی میں خوب تدبر کیا ہے ہمیں یہی طور پر معلوم ہوا۔ یہ کہ قرآن شریف میں جس قدر صفات اور افعال الہیہ کا ذکر ہے ان سب صفات کا موصوف اسم اللہ ٹھہرایا گیا ہے مثلاً کہا گیا ہے الحمد لله رب العالمین الرحمن الرحیم ایسا ہی اس قسم کی اور بہت سی آیات میں جن میں یہ بیان ہے کہ اللہ وہ ہے جس نے قرآن اوتارا۔ اللہ وہ ہے جس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا۔ پس جبکہ قرآنی مہم طلح میں اللہ کے مفہوم میں یہ داخل ہے کہ اللہ وہ ہے جس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا ہے۔ لہذا یہ ضروری ہو کہ جو شخص اللہ پر ایمان لاوے تبھی اس کا ایمان معتبر اور صحیح سمجھا جائے گا۔ جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاوے۔ خدا تعالیٰ نے اس آیت میں یہ نہیں فرمایا کہ من آمن بالرحمن یا من آمن بالرحیم یا من آمن بالکریم بلکہ یہ فرمایا کہ من آمن باللہ اور اللہ سے مراد وہ ذات ہے جو مستجمع جمیع صفات کاملہ ہے اور ایک عظیم الشان صفت اسکی ہے کہ اس نے قرآن شریف کو اوتارا۔ اس صورت میں ہم صرف ایسے شخص کی نسبت کہہ سکتے ہیں کہ اللہ پر ایمان لایا جبکہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی ایمان لایا ہو اور قرآن شریف پر ہی ایمان لایا ہو۔ اگر کوئی کہے کہ پھر ان الذین آمنوا کے کیا معنی ہو تو یاد رہے کہ اس کے یہ معنی ہیں کہ جو لوگ محض خدا تعالیٰ پر ایمان لاتے ہیں ان کا ایمان معتبر نہیں ہے جب تک خدا کے رسول پر ایمان نہ لاوین یا جب تک اس ایمان کو کامل نہ کریں۔ اس بات کو یاد رکھنا چاہئے کہ قرآن شریف میں اختلاف نہیں ہے پس یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ صد ہا آیتوں میں تو خدا تعالیٰ یہ فرماوے کہ صرف توحید کافی نہیں ہے۔ بلکہ اس کے نبی پر ایمان لانا نجات کیلئے ضروری ہے بجز اس صورت کے کہ کوئی اس نبی سے پیغمبر ہو اور پھر کسی ایک آیت میں

برخلاف اسکے یہ بتلا دے کہ صرف توحید سے ہی نجات ہو سکتی ہے قرآن شریف اور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے بغیر کچھ ضرورت نہیں اور طرفہ یہ کہ اس آیت میں توحید کا ذکر ہی نہیں
اگر توحید مراد ہوتی تو یوں کہنا چاہئے تھا کہ من امن بالتوحید۔ مگر آیت کا تو یہ لفظ ہے
کہ من آمن بالله۔ پس آمن بالله کا فقرہ ہم پر یہ واجب کرتا ہے کہ ہم اس بات پر غور کریں
کہ قرآن شریف میں اللہ کا لفظ کن معنوں پر آتا ہے۔ ہماری دیانت کا یہ تقاضا ہونا چاہئے
کہ جب تک یہ خود قرآن سے ہی یہ معلوم ہوا کہ اللہ کے مفہوم میں یہ داخل ہے کہ اللہ وہ ہے جس نے
قرآن بھیجا اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا تو ہم اسی معنی کو قبول کر لیں جو قرآن شریف
نے بیان کئے اور خود روی اختیار کریں *

اسوال کے ہم بیان کر چکے ہیں کہ نجات حاصل کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ
انسان خدا تعالیٰ کی ہستی پر کامل یقین پیدا کرے اور نہ صرف یقین بلکہ اطاعت کیلئے بھی کمر بستہ
ہو جائے اور اسکی رضا مندی کی راہوں کو شناخت کرے۔ اور جب سے کہ دنیا پیدا ہوئی
ہے یہ دونوں باتیں خدا تعالیٰ کے رسولوں کے ذریعہ ہی حاصل ہوتی آئی ہیں پہر کس قدر
یہ خوب خیال ہے کہ ایک شخص توحید تو کہتا ہو مگر خدا تعالیٰ کے رسول پر ایمان نہیں لاتا وہ بھی نجات
پائیگا۔ اسے عقل کے اندر ہے اور نادان توحید بجز ذریعہ رسول کے کب حاصل ہو سکتی ہے۔ اسکی
تو ایسی ہی مثال ہے جیسے ایک شخص روز روشن سے تو نفرت کرے اور اس سے پہلے اور پہر کو
کہ میرے لئے آفتاب ہی کافی ہے دن کی کیا حاجت ہے وہ نادان نہیں جانتا کہ کیا آفتاب کہی
دن سے عیسوہ بھی ہوتا ہے۔ بلکہ افسوس یہ نادان نہیں سمجھتا کہ خدا تعالیٰ کی ذات تو مخفی و محض
اور غیب و غیب اور وراہ الوراہ ہے اور کوئی عقل اسکو دریافت نہیں کر سکتی جبکہ وہ
خود فرماتا ہے لا تدركه الابصار وهو يدرك الابصار یعنی بصائر میں اور بصیرت میں
اسکو پا نہیں سکتیں اور وہ ان کے انتہا کو جانتا ہے اور ان پر غالب ہے۔ پس اسکی توحید
محض عقل کے ذریعہ سے غیر ممکن ہے کیونکہ توحید کی حقیقت یہ ہے کہ جیسا کہ انسان آفاقی

باطل معبودوں سے کنارہ کرتا ہے یعنی بتوں یا انسانوں یا سورج چاند وغیرہ کی پرستش سے
 وٹکس ہوتا ہے ایسا ہی نفسی باطل معبودوں سے پرہیز کرے یعنی اپنی روحانی جسمانی طاقتوں
 پر بھروسہ کرنے سے اور ان کے ذریعہ سے عجب کی بلاتین گرفتار ہونے سے اپنے تئیں بچاؤ
 پس اس صورت میں ظاہر ہے کہ بجز ترک خودی اور رسول کا دامن کچھٹنے کے توحید حاصل
 نہیں ہو سکتی + اور جو شخص اپنی کسی قوت کو شریک باری ٹھیراتا ہے وہ کیونکر موحدا کہلا سکتا ہے
 یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف نے مابجا توحید کامل کو پیروی رسول سے وابستہ کیا ہے کیونکہ کامل
 توحید ایک نئی زندگی ہے اور بجز اس حالت حاصل نہیں ہو سکتی جب تک کہ اس کے رسول کا پیرو
 ہو اور اپنی مغلی زندگی پر موت وارد نہ کرے۔ علاوہ اس کے قرآن شریف میں بوجہ قول ان تاؤنوں
 کے تناقض لازم آتا ہے کیونکہ ایک طرف تو مابجا وہ یہ فرماتا ہے کہ بجز ذریعہ رسول توحید حاصل
 نہیں ہو سکتی اور نہ نجات حاصل ہو سکتی ہے۔ پر دوسری طرف گویا یہ کہتا ہے کہ حاصل ہو سکتی ہے حالانکہ
 توحید اور نجات کا آفتاب اور اس کو ظاہر کرنے والا صرف رسول ہی ہے اسی کی روشنی سے توحید ظاہر ہوتی ہے
 پس ایسا تناقض خدا کی کلام کی طرف منسوب نہیں ہو سکتا +

بڑی غلطی اس نادان کی یہ ہے کہ اس نے توحید کی حقیقت کو بالکل نہیں سمجھا توحید ایک
 نور ہے جو فانی نفسی معبودوں کی نفی کے بعد دل میں پیدا ہوتا ہے اور جو خدا کے ذریعہ میں
 سواہر کائنات میں وہ بجز خدا اور اس کے رسول کے ذریعہ محض اسی طاقت سے کیونکر حاصل ہو سکتا ہے انسان کا فقط کلام
 کہ اپنی خودی پر موت وارد کرے اور اس شیطانی نخوت کو چھوڑ دے کہ میں علوم میں پرورش یافتہ ہوں
 اور ایک جلیل کبیح اپنے تئیں تصور کرے اور دعائیں لگا رہے تب توحید کا نور خدا کی طرف سے
 اس پر نازل ہوگا اور ایک نئی زندگی اس کو بخشیدگا۔

خیر یہ ہم یہ بیان کرنا بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ اگر ہم فرض محال کے طور پر یہ مان
 لیں کہ اللہ کا لفظ ایک عام معنوں پر مشتمل ہے جس کا ترجمہ خدا ہے اور ان معنوں کو نظر انداز کر دیا
 جو قرآن شریف پر نظر قریب ڈال کر معلوم ہوتے ہیں یعنی یہ کہ اللہ کے مفہوم میں یہ داخل ہے کہ وہ قادر

فات ہے جس نے قرآن شریف بھیجا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ تب ہی آیت مخالف کو مفید نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ کو اتنا نجات کے لئے کافی ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص اللہ پر جو خدا تعالیٰ کا اسم غظم ہم پر اور مجمع جمیع صفات کا ملہ حضرت عزت پر ایمان لائے گا تو خدا اس کو ضائع نہیں کرے گا اور کشتان کشتان اس کو سلام کی طرف سے آئیگا کیونکہ ایک سچائی دوسری سچائی میں داخل ہو نیکی کے لئے مدد دیتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ پر خاص ایمان لانیوالے آخر حق کو پالیتے ہیں۔

قرآن شریف میں یہ وعدہ ہے کہ جو شخص سچے دل سے خدا تعالیٰ پر ایمان لائے گا خدا اس کو ضائع نہیں کرے گا اور حق اس پر کھول دے گا اور راہ راست اس کو دکھائیگا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔
وَالَّذِينَ جَاهَلُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا

پس اس آیت کے یہ معنی ہوئے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے والے ضائع نہیں کیا جاتا آخر اللہ تعالیٰ پوری ہدایت اس کو کر دیتا ہے چنانچہ صفویوں نے صد ہا سالین اسکی لکھی ہیں کہ بعض غیر قوم کے لوگ جب کمال اخلاص سے خدا تعالیٰ پر ایمان لائے اور اعمال صالحہ میں مشغول ہوئے تو خدا تعالیٰ نے انکو ان کے اخلاص کا یہ بدلہ دیا کہ انکی آنکھیں کھول دیں اور خاص اپنی دیگر سچائی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی ان پر ظاہر کر دی۔ یہی معنی اس آیت کے آخری فقرہ کے ہیں۔ **فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ** خدا تعالیٰ کا اجر جب تک دنیا میں ظاہر نہیں ہوتا آخرت میں ہی ظاہر نہیں ہوتا۔ پس دنیا میں خدا پر ایمان لانے کا یہ اجر ملتا ہے کہ ایسے شخص کو خدا تعالیٰ پوری ہدایت بخشتا ہے اور ضائع نہیں کرتا اسی کی طرف یہ آیت بھی اشارہ کرتی ہے۔ **وَأَنَّ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ الَّذِينَ يَتْلُونَ كِتَابَ اللَّهِ وَأَمَّا بَعْضُ النَّاسِ فَمِنْ تَحْتِهَا يَكْتُمُونَ** جو وہ جن کو کتاب ہے اور سچے دل سے خدا پر اور اسکی کتابوں پر ایمان لاتے اور عمل کرتے ہیں وہ آخر کار اس نبی پر ایمان لے آئیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ مان غیبت آدمی جن کو اہل کتاب نہیں کہتا چلے وہ ایمان نہیں لاتے۔ ایسا ہی سوانح اسلام میں اسکی بہت سی

مثالین پائل جاتی ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ ایسا کریم و رحیم ہے۔ مگر کوئی ایک ذرہ بھی نیکی کرے تب بھی اُسکی جزا میں اسلام میں اُسکو داخل کر دیتا ہے جیسا کہ ایک حدیث میں بھی ہے کہ کسی صحابی نے آنحضرت ﷺ سے عرض کی کہ میں نے کفر کی حالت میں محض خدا تعالیٰ کے خوش کرنے کے لئے بہت کچھ مال مساکین کو دیا تھا۔ کیا اُسکا ثواب بھی مجھ کو ہوگا تو آپ نے فرمایا کہ وہی صدقات میں جو تجھے کو اسلام کی طرف کھینچ لائے۔ پس اسی طرح جو شخص کسی غیر مذہب میں خدا تعالیٰ کو واحد لا شریک بمانتا ہے اور اُس سے محبت کرتا ہے تو خدا تعالیٰ بموجب آیت **فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ** آخر اُسکو اسلام میں داخل کر دیتا ہے۔ یہی معاملہ **یا وانا ناک** کو پیش آیا۔ جب غزیرہ سے اخلاص سے بت پرستی کو چھوڑ کر توحید کو اختیار کیا اور خدا تعالیٰ سے محبت کی تو وہی خدا جس نے آیت **مَمْدُودٌ بِالْإِيمَانِ** فرمایا ہے **فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ** اُس پر ظاہر ہوا اور اپنا وہاں سے اسلام کی طرف اُسکو مہری کی تب وہ مسلمان ہو گیا۔ اور حج بھی کیا۔

اور کتاب بحر الجواہر میں لکھا ہے کہ ابو الخیر نام ایک یہودی تھا جو پارسیا طبع اور رشتہ آدمی تھا اور خدا تعالیٰ کو واحد لا شریک بمانتا تھا۔ ایک دفعہ وہ بازار میں چلا جاتا تھا تو ایک مسیحی سے اُسکو آواز آئی کہ ایک لڑکا قرآن شریف کی یہ آیت پڑھ رہا تھا۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَنْتُمْ لَكُمْ أَنْ تَقُولُوا آمَنَّا بِهِمْ لَا يُفْتَنُونَ
یعنی کیا لوگ گمان کرتے ہیں کہ یوں ہی وہ نجات پا جاویں گے صرف اس کلمہ سے کہ ہم ایمان لائے اور ابھی خدا کی راہ میں انکا امتحان نہیں کیا گیا کہ کیا ان میں ایمان لایا ہوئی تھی استقامت اور صدف اور وفا بھی موجود ہے یا نہیں؟ اس آیت نے ابو الخیر کے دل پر اثر کیا اور اُس کے دل کو گداز کر دیا۔ تب وہ مسجد کی دیوار کے ساتھ کھڑا ہو کر زار زار روایا۔ رات کو حضرت سیدنا مولانا محمد عظیمی علیہ السلام اُسکی خواب میں آئے اور فرمایا **یا ابی الخیر** عجیبی ان مثلک مع کمال فضلک یتکرم بعبادتی یعنی اے ابو الخیر مجھے عجیب آیا کہ تیرے جیسا انسان باوجود اپنے کمال

فصل اور جررگی کے میری نبوت سوا نکلا کہوے پس صبح ہونے ہی ابوالخیر سلمان ہو گیا اور پہنچ اسلام کا اعلان کر دیا۔

خلاصہ یہ کہ میں اس بات کو بالکل سمجھ نہیں سکتا کہ ایک شخص خدا تعالیٰ پر ایمان لاوے اور اسکو واحد لاشرک کیسے سمجھے اور خدا اسکو دوزخ سے تو نجات دے مگر نابینائی سے نجات نہ دے حالانکہ نجات کی خبر معرفت ہر جہاں کہ اسد تعالیٰ فرماتا ہے من کان فی ہذہ العمی فہو فی الآخرۃ العمی ناضل سبیل لا یبصر جو شخص اس جہان میں اندھا ہے وہ دوسرے جہان میں بھی اندھا ہی ہو گا یا اس سے بھی بدتر۔ یہ بات بالکل سچی ہے کہ جس نے خدا کو رسولوں کو شناخت نہیں کیا اس نے خدا کو بھی شناخت نہیں کیا۔ خدا کے چہرے کا آئینہ اس کے سول ہیں ہر ایک جو خدا کو دیکھتا ہے اسی آئینہ کے ذریعہ سے دیکھتا ہے۔ پس کیس قسم کی نجات ہو کہ ایک شخص دنیا میں تمام عمر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مکتب اور متکبر رہا اور قرآن شریف کے نکاری رہا اور خدا تعالیٰ نے اسکو آنکھیں نہ بخشیں اور دل نہ دیا اور وہ اندھا ہی رہا اور اندھا ہی مر گیا اور پھر نجات ہی پا گیا عجیب نجات ہو! اور ہم دیکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ جس شخص پر رحمت کرنا چاہتا ہے پہلے اسکو آنکھیں بخشتا ہے اور اپنی طرف سے اسکو علم عطا کرتا ہے۔ صد ہا آدمی ہماری سلسلہ میں ایسے ہوئے کہ وہ شخص خواب یا الہام کے ذریعہ سے ہماری جماعت میں داخل ہوئے ہیں اور خدا تعالیٰ کی ذات سے صبح پر ہے اگر کوئی ایک قدم اسکی طرف آتا ہے تو وہ دو قدم آتا ہے اور جو شخص اسکی طرف جلدی تو چلتا ہے تو وہ اسکی طرف دوڑتا آتا ہے اور نابینا کی آنکھیں کہہ سکتا ہے پر کیونکر قبول کیا جائے کہ ایک شخص اسکی ذات پر ایمان لایا اور سچے دل سے اسکو وحدۃ لاشرک سمجھا اور اس سے محبت کی اور اس کے اور ایمان داخل ہوا۔ پھر خدا نے اسکو نابینا کر دیا اور ایسا اندھا بنا کہ خدا کے نبی کو شناخت نہ کر سکا اسی کی موت یہ حدیث ہے کہ من مات ولم یؤمن امام زمانہ فقد مات میتا للجاهلیۃ یعنی جس شخص نے اپنے زمانہ کے امام کو شناخت نہ کیا وہ جاہلیت کی موت پر مر گیا اور مصراط مستقیم سے بے نصیب رہا۔

اب ہم ان چند وساوس کا جواب دیتے ہیں جن کا جواب بعض حق کے طالبوں نے مجھ سے لیا
کیا ہے اور اکثر ان میں وہ وساوس ہیں کہ جو ابولکیم خان اسٹنٹ سرجن چپالہ خیر یا تقریر لوگوں کے
دلوں میں ڈالے اور اپنے مرتد ہونے پر ایسی تمہر لگا دی کہ اب غالباً اسکا خاندان اسی پر ہو گا۔ میں نے
ان چند وساوس کا جواب منشی برہان الحق صاحب ایچان پور کے اصرار سے لکھا ہے جو انہوں نے
نہایت انکسار سے اپنے خط میں ظاہر کیا ہے چنانچہ میں ذیل منشی برہان الحق کے خط کی اصل
عبارت ہر ایک سوال میں لکھ کر اسکا جواب دیا ہوں وباللہ التوفیق۔

سوال (۱)

تربیاق القلوب کے صفحہ ۱۵۷ میں (جو میری کتاب ہے) لکھا ہے۔ اس جگہ کسی کو یہ وہم نہ گزرے
کہ میں نے اس تقریر میں اپنے نفس کو حضرت مسیح پر فضیلت دی ہے کیونکہ یہ ایک جزئی فضیلت ہے
جو غیر نبی کو شکی ہو سکتی ہے۔ پھر یو یو جلد اول نمبر ۶ صفحہ ۲۵۷ میں مذکور ہے خدا نے اس امت
میں سے یکا موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے۔ پھر یو یو صفحہ ۲۷۵
میں لکھا ہے۔ مجھ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر مسیح ابن مریم میرے
زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو میں کر سکتا ہوں وہ ہرگز نہ کر سکتا اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہوئے
ہیں وہ ہرگز دکھانہ سکتا۔ خلاصہ غرض یہ کہ ان دونوں عبارتوں میں تناقض ہے۔

الجواب یاد رہے کہ اس بات کو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ مجھے ان باتوں سے نہ کوئی
خوشی ہے نہ کچھ غرض کہ میں مسیح موعود کہلاؤں یا مسیح ابن مریم سے اپنی شین بہتر ٹھہرائوں۔ خدا نے
میرے ضمیر کی اپنی اس پاک وحی میں آپ ہی خبر دی ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے: **اِنَّ اَجْرَ دُ**
نْقَسِ مَنْ كَتَبَ رَدِّهٖ اِلَیَّ۔ یعنی ان کو کہہ دے کہ میرا تو یہ حال ہے کہ میں کسی خطاب کو اپنی

لئے نہیں چاہتا یعنی میرا مقصد اور میری مراد ان خیالات سے بڑھ کر ہے اور کوئی خطاب دنیا یا خدا کا
نفل ہے میرا اس میں دخل نہیں ہے۔ یہ بات کہ ایسا کیوں لکھا گیا اور کلام میں یہ تناقض کیوں
پیدا ہو گیا۔ سو اس بات کو توجہ کرنے کے مجھ کو کہ یہ اسی قسم کا تناقض ہے جیسے براہین احمدیہ

میں مینے یہ لکھا تھا کہ مسیح ابن مریم آسمان سے نازل ہو گا مگر بعد میں یہ لکھا کہ آئے والے مسیح میں ہی ہوں۔ اس تناقض کا بھی یہی سبب تھا کہ اگرچہ خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں میل نام عیسے رکھا اور یہ بھی مجھے فرمایا کہ تیرے آنے کی خبر خدا اور رسول نے دی تھی مگر چونکہ ایک گروہ مسلمانوں کا اس اعتقاد پر جما ہوا تھا اور میل بھی یہی اعتقاد تھا کہ حضرت عیسیٰ آسمان پر سے نازل ہوں گے اسلئے میں نے خدا کی وحی کو ظاہر چل کر نہ چاہا بلکہ اس وحی کی تاویل کی اور اپنا اعتقاد وہی رکھا جو عام مسلمانوں کا تھا اور اسی کو براہین احمدیہ میں شایع کیا لیکن بعد اس کے اس بارہ میں بارش کی طرح وحی الہی نازل ہوئی کہ وہ مسیح موعود جو آنے والا تھا تو ہی ہے اور ساتھ اس کے صد نشان ظہور میں آئے اور زمین و آسمان دونوں میری تصدیق کیلئے کھڑے ہو گئے اور خدا کے حکمتے ہوئے نشان میرے پر جبر کر کے مجھ اس طرف لے آئے کہ آخری زمانہ میں مسیح آئیں والا میں ہی ہوں ورنہ میرا اعتقاد تو وہی تھا جو میں نے براہین احمدیہ میں لکھا یا تھا اور پھر میں نے اس پر کفایت نہ کر کے اس وحی کو قرآن شریف پر عرض کیا تو آیات قطعیتہ الدلالت سے ثابت ہوا کہ حقیقت مسیح ابن مریم فوت ہو گیا ہے اور آخری خلیفہ مسیح موعود کے نام پر اسی امت میں آئیگا اور عیساکہ جب دن چڑھ جاتا ہے تو کوئی تاریکی باقی نہیں رہتی اسی طرح صد نشانوں اور آسمانی شہادتوں اور قرآن شریف کی قطعیتہ الدلالت آیات اور نصوص میں سچے حدیثیہ نے مجھ اس بات کیلئے مجبور کر دیا کہ میں اپنے تئیں مسیح موعود مان لوں۔ میرے لئے یہ کافی تھا کہ وہ میرے پر خوش ہو چکے اس بات کی ہرگز نشانہ تھی۔ میں پوشیدگی کے حجرہ میں تھا اور کوئی مجھ نہیں جانتا تھا اور نہ مجھ پر غور تھا کہ کوئی مجھے شناخت کرے اس نے گوشہ استہنائی سے مجھ جبراً نکالا چنے پانے کے میں پوشیدہ رہوں اور پوشیدہ مرون گراں نے کہا کہ میں سچے تمام دنیا میں عزت کیساتھ شہرت روں گا پس اس خدا سے پوچھو کہ کیا تو نے کیوں کیا؟ میرا میں کیا تصور ہے۔ اسی طرح اوایل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہو وہ نبی ہے اور خدا کے برگزین مقربین میں سے ہے اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر کرتا تو میں اسکو جوئی فضیلت قرار

اس جگہ یہ بھی یاد رہے کہ حسب کہ مجھ کو تمام دنیا کی اصلاح کیلئے ایک خدمت سپرد کی گئی ہے اس وجہ سے کہ ہمارا آقا اور مخدوم تمام دنیا کیلئے آیا تھا تو اس عظیم الشان خدمت کے لحاظ سے مجھے وہ تو قین اور طاقتیں بھی دی گئی ہیں جو اس بوجھ کے اٹھانے کے لئے ضروری تھیں اور وہ معارف اور نشان ہی دیکھ گئے ہیں جن کا دیا جانا تمام محبت کیلئے مناسب وقت تھا مگر ضروری نہ تھا کہ حضرت عیسیٰ کو وہ معارف اور نشان دئے جاتے + کیونکہ اس وقت ان کی ضرورت نہ تھی اس لئے حضرت عیسیٰ کی مرثیت کو صرف وہ تو قین اور طاقتیں دی گئیں جو یہودیوں کے ایک تہوڑے سے فرقہ کی اصلاح کیلئے ضروری تھیں اور ہم قرآن شریف کے وارث ہیں جسکی تعلیم عام تمام کمالات ہو اور تمام دنیا کے لئے ہے۔ مگر حضرت عیسیٰ صرف توریت کے وارث تھے جسکی تعلیم ناقص اور مختص القوم ہے اسی وجہ سے انجیل میں کچھ باتیں تاکیدیہ کے ساتھ بیان کرنی پڑیں جو توریت میں مخفی اور مستور تھیں لیکن قرآن شریف میں ہم کوئی امر زیادہ بیان نہیں کر سکتے کیونکہ انکی تعلیم اتم اور اکمل ہے اور وہ توریت کی طرح کسی انجیل کا محتاج نہیں۔

پھر جس حالت میں یہ بات ظاہر اور برہنی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اسی قدر روحانی تو قین اور طاقتیں دی گئی تھیں جو فرقہ یہودی کی اصلاح کیلئے کافی تھیں تو بلاشبہ ان کے کمالات ہی انکی پیمانہ کے لحاظ سے ہون گے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنَةٌ وَمِنْ أَزْلِهِ لَا يَظْهَرُ مُتَعَلِّمٌ** یعنی ہر ایک چیز کے ہمارے پاس خزانے میں گرہم قدر ضرورت سے زیادہ ان کو نازل نہیں کیا کرتے پس یہ حکمت الہیہ کے برخلاف ہے کہ ایک نبی کو امت کی اصلاح کیلئے وہ علوم دئے جائیں جن علوم سے وہ امت نہ سبب ہی نہیں رکھتی بلکہ حیوانات میں بھی خدا تعالیٰ کا یہی قانون قدرت پایا جاتا ہے مثلاً گھوڑے کو اس غرض کیلئے خدا نے پیدا کیا

+ حاشیہ اگر کوئی کہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مردی زندہ کرتے تھے یہ کتنا بڑا نشان و نیکو باگبا اسکا یہ جواب ہو کہ واقعی طور پر مردہ کا زندہ ہونا قرآن شریف کی تعلیم کے برخلاف ہے ان جو مردہ کے طور پر بیمار نہ ہو اگر ان کو زندہ کیا تو اس جگہ بھی ایسے مردی زندہ ہو چکے ہیں اور پیسے بھی کھاتے ہیں اور یہاں بھی مگر عظیم الشان نشان اور میں جن کو

کہ قطع سافست میں عمدہ کام دے اور ہر ایک میدان میں دوڑنے کو اپنے سوا کا صافی اور مددگار
 ہوا سٹے ایک بکری ان صفات میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ کیونکہ وہ اس غرض کی پیدائش نہیں
 کی گئی۔ ایسا ہی خدا نے پانی کو سپاس بھانے کیلئے پیدا کیا ہے اس لئے لوگ اس کو قایم مقام نہیں دیتے
 انسانی سرشت بہت سی شاخوں پر مشتمل ہے اور کئی مختلف قوتیں خدا نے اس میں رکھی ہیں لیکن
 انجیل نے صرف ایک ہی قوت عفو اور درگزر پر زور دیا ہے گویا انسانی درخت کی صد شاخوں
 میں سے صرف ایک شاخ انجیل کے ماتہ میں ہے پس اس کو حضرت عیسیٰ کی معرفت کی حقیقت
 معلوم ہوتی ہے کہ وہ کہاں تک ہے لیکن ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت انسانی فطرت کے
 انتہا تک پہنچی ہوئی ہے اسلئے قرآن شریف کا ل نازل ہوا۔ اور یہ کچھ بڑا ماننے کی بات نہیں اللہ تعالیٰ
 خود فرماتا ہے کہ فَخُضِّلْنَا بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ لِّعَلَّ يَعْلَمَ لِعِزِّهِمْ نَبِیْنَ كُودِهِمْ نَبِیْنَ لِعِزِّهِمْ نَبِیْنَ لِعِزِّهِمْ
 وہی ہے اور میں حکم ہے کہ تمام احکام میں اخلاق میں عبادات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی
 کریں پس اگر ہماری فطرت کو وہ قوتیں نہ دی جاتیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام کمالات
 کو فعلی طور پر حاصل کر سکتیں تو یہ حکم ہمیں ہرگز نہ ہوتا کہ اس بزرگ نبی کی پیروی کرو کیونکہ خدا تعالیٰ
 فوق الطاقات کوئی تکلیف نہیں دیتا جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے لَا یُکَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اَلَا وُسْعَهَا
 اور چونکہ وہ جانتا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جامع کمالات تمام انبیاء ہیں اس لئے اس نے
 ہماری پنج وقتہ نماز میں بیچ دعا پڑھنے کا حکم دیا کہ اٰھدنا الصراط المستقیم صراط الذین
 انعمت علیہم یعنی اے ہمارے خدا ہم سے پہلے جس قدر نبی اور رسول اور صدیق اور شہید
 گزر چکے ہیں ان سب کے کمالات ہم میں جمع کر پس اس امت مرحومہ کی فطرت عالیہ کا اس سے
 اندازہ ہو سکتا ہے کہ اس کو حکم ہوا ہے کہ تمام گذشتہ متفرق کمالات کو اپنا اندر جمع کرے۔ یہ تو عام
 طور پر حکم ہے اور خبر اہل کے راجع خاصہ اسی سے معلوم ہو سکتے ہیں۔ اسی وجہ سے اس امت کے
 باکمال صوفی اس پوشیدہ حقیقت تک پہنچ گئے ہیں کہ انسانی فطرتوں کے کمال کا دائرہ اسی
 امت میں پورا کیا ہے بات یہ ہے کہ جس طرح ایک چوٹا سا تخم زمین میں بویا جاتا ہے اور آہستہ آہستہ

وہ اپنے کمال کو پہنچ کر ایک بڑا دست بن جاتا ہے اسی طرح انسانی سلسلہ نشوونما پانا گیا اور انسانی
قوتیں اپنے کمال میں بڑھتی گئیں یہاں تک کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں وہ اپنے
کمال نام تک پہنچ گئیں +

خلاصہ کلام یہ کہ چونکہ نبی ایک ایسے نبی کا قریب ہوں جو انسانیت کے تمام کمالات کا جامع
تھا اور اسکی شریعت اکمل اور ماتم تھی اور تمام دنیا کی اصلاح کیلئے تھی اسلئے مجھے وہ تو بہت عزیز
کی گئیں جو تمام دنیا کی اصلاح کیلئے ضروری تھیں تو پھر اس امر میں کیا شک ہے کہ حضرت شیخ علیہ السلام
کو وہ فطرتی طاقتیں بہت دیکھیں جو مجھے دی گئیں کیونکہ وہ ایک خاص قوم کے لوگ آئے تھے اور اگر وہ
میری جگہ ہوتے تو اپنی اس فطرت کی وجہ سے وہ کام انجام نہ دے سکتے جو خدا کی عبادت کے مجموعہ
دینے کی توت دی وہاں توحیدیت نعمت اللہ ولا فخر۔ جیسا کہ ظاہر ہے کہ اگر حضرت جوئے
علیہ السلام ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ آتے تو اس کام کو انجام نہ دے سکتے۔ اور اگر قرآن
شریف کی جگہ توریت نازل ہوتی تو اس کام کو ہرگز انجام نہ دے سکتی جو قرآن شریف کے دیا۔ انسانی
مراتب پر وہ غیب میں ہیں اس بات میں مجھटना اور متنبہ بنانا اچھا نہیں کیا جس قادیان میں نے حضرت
عیسیٰ علیہ السلام کو پیدا کیا وہ ایسا ہی ایک انسان یا اس سے بہتر پیدا نہیں کر سکتا؟ اگر قرآن
شریف کی کسی آیت میں ثابت ہوتا ہے تو وہ آیت پیش کرنا چاہئے۔ سخت مردودہ شخص ہو گا جو
قرآنی آیت کو انکار کرے۔ ورنہ میں اس پاک وحی کے مخالف کیونکہ خلاف افہام ہو سکتا ہوں جو
قریبات میں برس سے مجھ کو تسلیم ہو رہی ہے اور میرا خدا کی گواہی ان اور فوق العادت
نشان اپنے ساتھ رکھتی ہے خدا تعالیٰ کے کام مصلحت اور حکمت سے خالی نہیں اس لئے وہ کہا

۱۵۳۔ خدا تعالیٰ کے کاموں کا کوئی انتہا نہیں پاسکتا۔ بنی اسرائیل میں حضرت موسیٰ علیہ السلام عظیم نشان نبی گذر چکے ہیں
جن کو خدا تعالیٰ نے توریت دی اور جن کی خلقت اور وجاہت کی وجہ سے وہ باعزیزی ان کا مقابلہ کر کے تخت اشراے
میں ٹھالا گیا اور گتے کے ساتھ خدا نے اسکی مشابہت دی وہی سوسل ہے جسکو ایک یا دینین شخص کے علوم روحانیہ
کے سامنے شرمندہ ہونا پڑا اور اسی میں اس کا کچھ پتہ نہ لگا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فوجدا عبدًا من عبادنا آتینا
وہو من عندنا وعلمنا انہ من لدننا علمنا

کہ ایک شخص کو محض جوہر خدا بنایا گیا ہے جسکی چالیس کروڑ آدمی پرستش کر رہے ہیں۔ تب اس نے مجھے ایسے زمانہ میں بھیجا کہ جب اس عقیدہ پر غلو انتہا تک پہنچ گیا تھا اور تمام نبیوں کے نام میرے نام کے مگر مسیح ابن مریم کے نام سے خاص طور پر مجھے مخصوص کر کے وہ میرے رحمت اور عنایت کی گئی جو اس پر نہیں کی گئی تاہم سمجھیں کہ فضل خدا کے ہاتھ میں ہے جس کو چاہتا دنیا ہے اگر میں اپنی طرف سے یہ باتیں کرتا ہوں تو جھوٹا ہوں لیکن اگر خدا میری نسبت پر نشانوں کے ساتھ گواہی دیتا ہے تو میری تکذیب تقریباً کے برخلاف ہو اور جیسا کہ دنیا میں نبی نے ہی لکھا ہے میرا خدا کے کامل جلال کے ظہور کا وقت ہے اور میرے وقت میں فرشتوں اور شیاطین کا آخری جنگ ہے۔ اور خدا اس وقت وہ نشان رکھائیگا جو اس نے کہو دکھائے ہیں گویا خدا زمین پر خود اتر آئے گا جیسا کہ وہ فرماتا ہے یوم یأتی ربك فی ظلال من الغمام یعنی اس دن بادلوں میں تیرا خدا آئے گا یعنی انسانی مظہر کے ذریعہ سے اپنا جلال ظاہر کر لے گا اور اپنا چہرہ دکھائیگا کھڑے اور شکر نے بہت غلبہ کیا اور وہ خاموش رہا اور ایک مخفی خزانہ کی طرح ہو گیا اب چونکہ شکر اور انسان پرستی کا غلبہ کمال تک پہنچ گیا اور اسلام اس کے پاؤں کے نیچے کھلا گیا اسلئے خدا فرماتا ہے کہ میں زمین پر نازل ہوں گا اور وہ قہری نشان دکھلاؤں گا کہ جس سے نسل آدم پیدا ہوئی ہو کبھی نہیں دکھلائے ہیں حکمت یہ ہے کہ مدافعت بغیر حملہ دشمن ہوتی ہو پس جس قدر انسان پر تون کو شکر پر غلو ہے وہ غلو ہی انتہا تک پہنچ گیا ہے اسلئے اب خدا آپ لڑ لے گا وہ انسان کو کوئی تمنا نہیں دیگا اور نہ کوئی جہاد ہوگا ہاں اپنا ہاتھ دکھلائے گا۔ یہودیوں کا عقیدہ ہے کہ مسیح خدا کا بیٹا ہے اور آخری مسیح (جس سے اس زمانہ کا مسیح مراد ہے) پہلے مسیح ہی تھا۔ مسیح سے اس کا فضل ہوگا۔ اور عیسائی ایک ہی مسیح کے قائل ہیں مگر کہتے ہیں کہ وہی مسیح ابن مریم جو پہلے ظاہر ہوا آسمانی میں بڑی توت اور جلال کیساتھ ظاہر ہوگا اور دنیا کے فرقوں کا فیصلہ کرے گا اور کہتے ہیں کہ اس جلال کے ساتھ ظاہر ہوگا کہ آدم اول کو اس سے کچھ نسبت نہیں +

بہر حال یہ دونوں فرقے قائل ہیں کہ آنے والا مسیح جو آخری زمانہ میں آئے گا اپنے

جلال اور قوی نشا فون کے لحاظ سے پہلے مسیح یا پہلی آمد سے افضل ہے اور اسلام نے
 ہی آخری مسیح کا نام حکم رکھا ہے اور تمام دنیا کے مذاہب کا فیصلہ کر دیا اور محض اپنے دم سے
 کفار کو مارنے والا قرار دیا ہے جس کے معنی ہیں کہ خدا اس کے ساتھ ہوگا اور اس کی توجہ
 اور دعا بجلی کا کام کرے گی اور وہ ایسی تمام محبت کرے گا کہ گویا ہلاک کر دے گا۔ غرض کہ اہل کتاب اسلام
 اس بات کے قائل ہیں کہ پہلا مسیح آنے والے مسیح سے افضل ہے۔ یہود تو دوسرے مسیح قرار دیکر آخری مسیح
 کو نہایت افضل سمجھتے ہیں اور جو لوگ اپنی غلط فہمی سے صرف ایک ہی مسیح مانتے ہیں وہ ہی
 دوسری آمد کو نہایت جلالی آمد قرار دیتے ہیں اور پہلی آمد کو اس کے مقابل پر کچھ بھی چیز نہیں
 سمجھتے۔ پھر جب کہ خدا نے اور اس کے رسول نے اور تمام نبیوں نے آخری زمانہ کے مسیح کو اس کے
 کارناموں کی وجہ سے افضل قرار دیا ہے تو پھر یہ شیطانی دوسرے کہ یہ کہا جائے کہ کیون تم مسیح
 بن مریم سے اپنے تئیں افضل قرار دیتے ہو۔ عزیزو! جبکہ میں نے یہ ثابت کر دیا کہ مسیح ابن مریم قوت
 ہو گیا ہے اور آئینہ الایمان میں ہوں تو اس صورت میں جو شخص پہلے مسیح کو افضل سمجھتا ہے اس کو
 نفوس حدیثیہ اور قرآنیہ سے ثابت کرنا چاہئے کہ آئینہ الایمان کچھ چیز ہی نہیں نہ بنی کہلا سکتا
 ہے نہ حکم جو کچھ پہلا ہے۔ خدا نے اپنے وعدہ کے موافق مجھ پر بھیجا یا اب خدا سے لڑو۔ مان
 میں صرف نبی نہیں بلکہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی ہی تا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 کی قوت قدسیہ اور کمال فیضان ثابت ہو +

سوال (۲)

حضرت عالی نے سیکڑوں بلکہ ہزاروں جگہ لکھا ہے کہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کیلئے لڑا
 نہیں اٹھائی مگر عبدالحکیم کو جو خط تحریر فرمایا ہے اس میں یہ فقرہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 دین اسلام کی دعوت کے لئے زہن میں خون کی نہریں چلا دیں اس کا کیا مطلب ہے
 انجواب میں اب بھی کہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دین اسلام کو جبراً نہیں پھیلایا
 اور جو تلوار اٹھائی گئی وہ اس لئے نہیں تھی کہ دھکی دیکر اسلام قبول کرایا جائے بلکہ اس میں وہ اس

لمحوظ ہے (۱) ایک تو بطور مدافعت یہ لڑائیاں تھیں کیونکہ جبکہ کفار نے حملہ کر کے تلوار کھینچ کر اسلام کو نابود کرنا چاہا تو مجزاسکے کیا چارہ تھا کہ اپنی حفاظت کیلئے تلوار اٹھالی جاتی۔

(۲) دوسری قرآن شریف میں ان لڑائیوں سے ایک زمانہ پہلے یہ پیشگوئی کی گئی تھی کہ جو لوگ اس رسول کو نہیں مانتے خدا ان پر عذاب نازل کرے گا۔ چاہے تو آسمان سے اور چاہے تو زمین سے اور چاہے تو بعض کی تلوار کا مزہ بعض کو چکھا دے۔ اسی طرح اس مضمون کی اور بھی پیشگوئیاں تھیں جو اپنے وقت پر پوری ہوئیں اب سمجھنا چاہئے کہ وہ خط جو میں نے عبدالحکیم خان کو لکھا تھا اس میں میرا یہی مطلب تھا کہ اگر رسول کا ماننا غیر ضروری ہے تو خدا تعالیٰ نے اس رسول کیلئے یہ اپنی غیرت کیونکہ کھلائی کہ کفار کے خون کی ہرین چلا دیں یہ سچ ہے کہ اسلام کے لئے جبر نہیں کیا گیا مگر چونکہ قرآن شریف میں یہ وعدہ موجود ہے کہ جو لوگ اس رسول کے کذب اور منکر میں وہ عذاب سے ہلاک کر دیا جائیگا اس لئے ان کے عذاب کے لئے یہ تقریب پیش آئی کہ خود ان کافروں نے لڑائیوں کیلئے سبقت کی تب جن لوگوں نے تلوار اٹھائی وہ تلوار ہی ہمارے لئے اگر رسول کا انکار کرنا خدا کے نزدیک ایک سہل امر تھا اور باوجود انکار کے نجات ہو سکتی تھی تو پھر اس عذاب کے نازل کر نیکی کیا ضرورت تھی جویہ طور سے نازل ہوا جسکی دنیا میں نظیر نہیں پائی جاتی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان یاک کاذبا فعلیہ کذبہ لان یاک صادقاً یصیبکم بعض الذی یعد کہ یعنی اگر یہ رسول جھوٹا ہے تو خود تباہ ہو جائیگا لیکن اگر سچا ہے تو تمہاری نسبت جو عذاب کے بعض وعدے کو گئے ہیں وہ پورے ہونگے +

اب عور کا مقام ہے کہ اگر خدا کے رسول پر ایمان لانا غیر ضروری ہو تو ایمان نہ لانے پر عذاب کا کیوں وعدہ دیا گیا ظاہر ہے کہ جبر سے اپنا دین منوانا اور تلوار سے مسلمان کرنا یہ اور امر ہے مگر اس شخص کو سزا دینا جو سچے رسول کی نافرمانی کرتا ہے اور مقابلے سے پیش آتا ہے اور اس کو وہ کہہ دیتا ہے یہ اور بات ہے۔ سزا دینے کے لئے یہ امر شرط نہیں ہے کہ کوئی شخص مسلمان ہو جائے کبائے انکار کے ساتھ مقابلہ کر نیوالے واجب القتل ہو چکے ہوں اور پھر خدا تعالیٰ کی طرف سے ان کو یہ رعایت

دی گئی تھی کہ اگر مشرک باسلام ہو جائیں تو وہ سزا صاف ہو جائیگی اور ہر ایک کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
 ان الذین کفرو ابایات اللہ لہم عذاب شدید واللہ عزیز ذو انتقام الجزیۃ
 سورہ آل عمران یعنی جو لوگ خدا تعالیٰ کی آیتوں سے منکر ہو گئے ان کے لئے سخت عذاب
 ہے اور خدا غالب بدلہ لینے والا ہے۔ اب صاف ظاہر ہے کہ اس آیت میں یہی منکرین کے لئے
 عذاب کا وعدہ ہے لہذا ضرور تھا کہ ان پر عذاب نازل ہوتا۔ پس خدا تعالیٰ نے تمہارے عذاب پر
 وار کیا۔ اور پھر ایک جگہ قرآن شریف میں فرماتا ہے انما جزاء الذین یحاربون اللہ
 ورسولہ ویسعون فی الارض فسادا ان یقتلوا ویصلبوا او تقطع ایدیہم
 وارجلہم من خلاف او ینفوا من الارض ذلک لہم جزا فی الدنیا ولہم
 فی الآخرۃ عذاب عظیم الجزیۃ سورۃ المائدہ یعنی سوائے انہیں کہ بدلہ ان لوگوں
 کا کہ جو خدا اور رسول سے لڑتے اور زمین پر فساد کیلئے دوڑتے ہیں یہ ہے کہ وہ قتل کر جائیں
 یا سولی دے جائیں یا ان کے ہاتھ اور پاؤں مخالف طرف سے کاٹے جائیں یا جلاوطن کر کے قید
 رکھے جائیں یہ سوائی ان کی دنیا میں ہے اور آخرت میں بہت بڑا عذاب ہے پس اگر خدا تعالیٰ
 کے نزدیک ہمارے رسول کریم کی عدول حکمی اور اسکا مقابلہ کچھ چیز نہیں تھا تو ایسے منکرین کو
 جو موحد تھے جیسا کہ یہودی انکار اور مقابلہ کی وجہ سے اس قدر سخت سزا یعنی طرح طرح کے
 عذابوں سے موت کی سزا دینے کیلئے خدا تعالیٰ کی کتاب میں کیونکہ کم لکھا گیا اور کیوں ایسی سخت
 سزا نہیں دی گئیں کیونکہ دونوں طرف موقد تھے اس طرف بھی اور اس طرف بھی اور کسی گروہ میں کوئی
 شریک نہ تھا اور باوجود اس کے یہودیوں پر کچھ بھی رحم نہ آیا اور ان موقد لوگوں کو محض انکار
 اور مقابلہ رسول کی وجہ سے بری طرح قتل کیا گیا یہاں تک کہ ایک دفعہ تین ہزار یہودی ایک ہی
 دن میں قتل کئے گئے حالانکہ انہوں نے صرف اپنے دین کے خاطر کیلئے انکار اور مقابلہ کیا
 اور اپنے خیال میں بچے موقد تھے اور خدا کو ایک جانتے تھے۔

ان یہ بات ضرور یاد رکھو کہ بیشک ہزاروں یہودی قتل کئے گئے مگر اس غرض سے

نہیں کہ تا وہ مسلمان ہو جائیں بلکہ محض اس غرض سے کہ خدا کے رسول کا مقابلہ کیا اس لئے وہ خدا کے نزدیک مستوجبِ ناکو اور پانی کی طرح اُن کا خون زمین پر بہایا گیا پس ظاہر ہے کہ اگر توحید کافی ہوتی تو یہودیوں کا کوئی جرم نہ تھا وہ بھی تو موقد تھے وہ محض لشکار اور مقابلہ رسول کی وجہ سے کیوں خدا تعالیٰ کے نزدیک تباہ نہ ہو گئے۔

سوال (۳)

جناب عالی عبادِ حکیم کو جو اپنے فحشاء و فحش پر فرمایا ہے امین لکھا ہے کہ فطرتِ ایمان ایک لعنتی چیز ہے اس کا مطلب یہ سمجھنے میں نہیں آیا۔

الجواب خلاصہ اور مدعا میری تحریر کا یہ ہے کہ جو ایمان خدا تعالیٰ کے رسول کے ذریعہ سے حاصل نہیں ہونا اور محض انسانی فطرت خدا تعالیٰ کے وجود کی ضرورت محسوس کرتی ہے جیسا کہ فلسفیوں کا ایمان ہے اسکا آخری نتیجہ اکثر لعنت ہی ہوتا ہے کیونکہ ایسا ایمان تاریکی سے خالی نہیں ہوتا اس لئے وہ لوگ جلدی اپنے ایمان سے پھسل کر دہریہ بن جاتے ہیں پہلے تو صحیفہ فطرت اور قانون قدرت پر زور دیتے ہیں مگر چونکہ شمع رسالت کی روشنی ساتھ نہیں ہوتی جلد تاریکی میں گر کر گمراہ ہو جاتے ہیں۔ مبارک اور بے خطر وہ ایمان ہے جو خدا کے رسول کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے کیونکہ وہ ایمان صرف اس حد تک نہیں ہوتا کہ خدا کے وجود کی ایک ضرورت ہے بلکہ صد آسمانی نشان اسکو اس حد تک پہنچا دیتے ہیں کہ درحقیقت وہ خدا موجود ہے پس اصل بات یہ ہے کہ خدا پر ایمان مستحکم کرنے کے لئے انبیاء علیہم السلام پر ایمان لانا مثل منجوں کے ہے اور خدا پر اسی وقت تک ایمان قائم رہ سکتا ہے جب تک کہ رسول پر ایمان ہو اور جب رسول پر ایمان نہ رہے تو خدا پر ایمان لانے میں بھی کوئی آفت آجاتی ہے اور خشک توحید انسان کو جلد گمراہی میں ڈالتی ہے اسی واسطے میں نے کہا کہ فطرتِ ایمان لعنتی ہے یعنی جسکی بنیاد صرف صحیفہ فطرت ہے اور جسکی بنیاد جزو فطرت پر ہے اور رسول کی رشتہ دہی سے حاصل نہیں آخر وہ لعنتی خیال تک پہنچا دیتا ہے۔ غرض خدا کے رسول کو جو ہرگز اور رسول کے معجزات کو جو ہرگز محض فطرت کے لحاظ سے جس کا ایمان ہے

وہ ایک دیوار ریگ سے وہ آج ہی تباہ ہوا اور کل ہی۔ ایمان و حقیقت وہی ایمان ہے جو خدا کے رسول کو شناخت کرنے کے بعد حاصل ہوتا ہے اس ایمان کو زوال نہیں ہوتا اور اس کا انجام بد نہیں ہوتا۔ ان جو شخص کسی طور پر رسول کا تابع ہو گیا اور اس کو شناخت نہیں کیا اور اس کے انوار سے مطلع نہیں ہوا اس کا ایمان بھی کچھ چیز نہیں اور آخر ضرور وہ مرتد ہو گا جیسا کہ سید کذاب اور عبد اللہ ابن ابی سرح اور عبد اللہ بن جحش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اور یہود و اسکر یوٹی اور پافسور اور عیسیٰ مرتد حضرت عیسیٰ کے زمانہ میں اور جموں والا چراغ دین اور عبد الحکیم خان ہمارے اس زمانہ میں مرتد ہوئے

سوال (۴)

پہلی کتابوں اولاد و نام وغیرہ میں لکھا ہے کہ یہ بھی کچھ کوئی پیشگوئیاں ہیں کہ زلزلے کیلئے مری پڑے گی۔ لڑائیاں ہونگی قحط پڑے گی لیکن اب کئی تحریروں میں دیکھا گیا ہے کہ انہیں پیشگوئیوں کو جناب لائے عظیم الشان پیشگوئیاں قرار دیا ہے +

الجواب یہ بات صحیح نہیں ہے کہ انہیں پیشگوئیوں کو عظیم الشان قرار دیا ہے ہر ایک چیز کی عظمت یا عدم عظمت اس کی مقدار اور کیفیت سے اور نیز اس کے حالات خاصہ یا معمولی حالات سے ظاہر ہوتی ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جس ملک میں طاعون اور زلزلوں کی خبر دی تھی وہ ملک اس لئے ہے کہ اکثر اس میں طاعون کا دورہ رہتا ہے اور کشمیر کی طرح اس میں زلزلے بھی آتے رہتے ہیں اور قحط بھی پڑتے ہیں اور لڑائیاں اس کا سلسلہ ہی جاری رہا ہے اور حضرت یسوع کی پیشگوئی میں کسی خارق عادت زلزلہ کا ذکر ہے اور نہ کسی خارق عادت مری یعنی طاعون کا۔ اس صورت میں کوئی عقلمند ایسی پیشگوئیوں کو عظمت اور وقعت کی نظر سے نہیں دیکھ سکتا + مگر جس ملک کے لئے

حاشیہ ان ممکن ہے کہ اس پیشگوئیوں میں تحریف ہو گئی ہو جبکہ ایک بھیل کی جیسوں انجیل میں لکھی ہیں کہ کسی جہارت میں تحریف ہونا کونسا ایسا امر ہے جو بعد از عقل ہو سکتا ہے مگر ہمارا موجودہ انجیلوں پر اعتراض ہے اور خدا نے ان انجیلوں کو محض تبدیل قرار دیکر ہمیں ان اعتراضوں کا موقع دیا ہے

یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ حضرت یسوع کی پیشگوئیوں میں جو انجیلوں میں لکھی جاتی ہیں صرف معمولی اور نرم لفظ ہیں کسی شدید و ہیبت انگ زلزلہ یا ہیبت انگ طاعون کا ان میں ذکر نہیں ہے مگر مری پیشگوئیوں میں ان دونوں واقعات کی نسبت ایسے لفظ ہیں جو

میں نے طاعون کی خبر دی اور شدید زلزلوں سے اطمینان دی ہے وہ ملک کی حالت کے لحاظ سے
 حقیقت عظیم الشان پیشگوئیاں ہیں۔ کیونکہ اگر اس ملک کے صد سال کی تاریخ دیکھی جائے
 تب بھی ثابت نہیں ہوتا کہ کبھی اس ملک میں طاعون پڑی ہے چہ جائیکہ ایسی طاعون جس نے
 تھوڑے ہی عرصہ میں لاکھوں انسانوں کو ہلاک کر دیا چنانچہ طاعون کی نسبت میری پیشگوئی کے
 الفاظ یہ ہیں کہ ملک کا کوئی حصہ طاعون سے خالی نہیں رہے گا اور سخت تباہی آئیگی اور وہ
 تباہی زمانہ دراز تک رہے گی۔ اب کیا کوئی ثابت کر سکتا ہے جیسا کہ اب پیشگوئی کے مطابق سخت
 تباہیاں طاعون سے ظہور میں آئیں پہلے اس ملک میں کبھی ظہور میں آیا تھا ہرگز نہیں۔ رہا زلزلہ
 وہ بھی میری طرف سے کوئی معمولی پیشگوئی نہیں تھی بلکہ پیشگوئی میں یہ الفاظ تھے کہ ایک حصہ ملک کا
 اس سوتباہ ہو جائیگا جیسا کہ ظاہر ہے کہ وہ تباہی جو اس زلزلہ سے کانگریڈ اور بھاگسوا خاصاً لاکھوں
 پر آئی دو تہاڑ برس تک اسکی نظیر نہیں ملتی کہ کبھی زلزلہ سے ایسا نقصان ہوا چنانچہ انگریز محققین
 نے ہی یہی گواہی دی ہے پس اس صورت میں میرے پر اعتراض کرتا محض جلد بازی ہے۔

سوال (۵)

جناب عالی نے متفرق طور پر بہت سے اشتهارات میں لکھا ہے کہ مذہب کی خرابی کی وجہ سے
 دنیا میں عذاب نازل نہیں ہوتا بلکہ شرفی اور شہریت اور مرسلین کے ساتھ استہزاء کرنے سے عذاب
 آتا ہے اب سائنس کو وغیرہ میں جو زلزلے آئے ہیں جناب عالی نے اپنی تصدیق کا
 ان کو نشان قرار دیا ہے۔ یہ بات سمجھ نہیں آتی کہ یہ زلزلے آپ کی تکذیب کی وجہ سے آئے ہیں
 اب جواب میں کہی نہیں کہا کہ یہ تمام زلزلے جو سائنس کو وغیرہ مقامات میں آ رہے ہیں
 محض میری تکذیب کی وجہ سے آئے ہیں کسی اداکار کا امین و غل نہیں۔ ان میں کہتا ہوں کہ
 میری تکذیب ان زلزلوں کے ظہور کا باعث ہوئی ہے بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے تمام نبی
 اس بات پر متفق ہیں کہ عادتاً ہمیشہ سوائے طبع پر جاری ہے کہ جب دنیا ہر اکسبم کے گناہ
 کرتی ہے اور بہت سے گناہ ان کے جمع ہو جاتے ہیں تب اس زمانہ میں خدا اپنی طرف سے کیونکر فرماتا ہے

اور کوئی حصہ دنیا کا اسکی تکذیب کرتا ہے تب سکا مبعوث ہونا دوسرے شریر لوگوں کی سزا بن گئے بھی جو پہلے مجرم ہو چکے ہیں ایک محرک ہو جاتا ہے۔ اور جو شخص اپنے گزشتہ گناہوں کی سزا پہنچا کر اس کے لئے اس کا علم ضروری نہیں کہ اس زمانہ میں خدا کی طرف سے کوئی نبی یا رسول ہی موجود ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وما کنا معذبین حتیٰ نبعث رسولاً پس اس سے زیادہ میرا مطلب یہ نہ تھا کہ ان زلزلوں کا موجب میری تکذیب ہو سکتی ہے۔ یہی قدیم سے سنت آمد ہے جس سے کسی کو الٹا رہنمائی ہو سکتا۔ سو سان فرانسسکو وغیرہ مقامات کے رہنے والے جو زلزلہ اور دوسری آفات سے ہلاک ہو گئے ہیں اگرچہ اصل سبب ان پر عذاب نازل ہونیکا ان کے گزشتہ گناہ تھے مگر یہ سبب ان کو ہلاک کرنے والے میری سچائی کا ایک نشان تھے کیونکہ قدیم سنت اللہ کے موافق شریر لوگ کسی رسول کے آنیکے وقت ہلاک کئے جاتے ہیں اور نیز اس وجہ سے کہ میں نے براہین احمدیہ اور بہت سی اپنی کتابوں میں یہ خبر دی تھی کہ میرے زمانہ میں دنیا میں بہت سی غیر معمولی زلزلے آئیں گے اور دوسری آفات ہی آئیں گی اور ایک دنیا ان سے ہلاک ہو جائیگی۔ پس اس میں کیا شک ہے کہ میری پیشگوئیوں کے بعد دنیا میں زلزلوں اور دوسری آفات کا سلسلہ شروع ہو جائے گا میری سچائی کی لئے ایک نشان ہے۔ یاد رہے کہ خدا کے رسول کی خواہ کسی حصہ میں تکذیب ہو مگر ان تکذیب کے وقت دوسرے مجرم ہی پکڑے جاتے ہیں جو اور ملکوں کے رہنے والے ہیں جن کو اس رسول کی خبر ہی نہیں جیسا کہ نوحؑ کے وقت میں ہوا کہ ایک قوم کی تکذیب سے ایک دنیا پر عذاب آیا بلکہ پندرہ چوبیسویں اس عذاب سے باہر نہ رہے۔

”عرض عادت آمد ہی طرح پر جاری ہے کہ جب کسی صادق کی عادت زیادہ تکذیب کی جائے یا اسکو ستایا جائے تو دنیا میں طرح طرح کی بلائیں آتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کی تمام کتابیں یہی بیان فرماتی ہیں اور قرآن شریف یہی فرماتا ہے جیسا کہ حضرت موسیٰ کی تکذیب کی وجہ سے مصر کے ملک پر طرح طرح کی آفات نازل ہوئیں جو زمین پر سین

میں بے گنہگار بنیں اور عام قحط پڑا۔ حالانکہ ملک مصر کے دور دور کے باشندوں کو حضرت موسیٰ کی خبر ہی نہ تھی اور نہ ان کا اس میں کچھ گناہ تھا۔ اور نہ صرف یہ بلکہ تمام مصر لوگوں کے پہلو پر بیچے مارے گئے اور فرعون ایک مدت تک ان آفات سے محفوظ رہا اور جو شخص بے خبر رہے وہ پہلے مارے گئے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں جن لوگوں نے حضرت عیسیٰ کو صلیب سے قتل کرنا چاہا تھا ان کا تو بال بینکا ہی نہ ہوا اور وہ آرام سے زندگی بسر کرتے رہے۔ لیکن چالیس برس بعد جب وہ صدی گزرنے پر تھی۔ تو طبعطوس رومی کے ہاتھ سے ہزاروں بیٹوں قتل کئے گئے اور طاعون بھی پڑی۔ اور قرآن شریف ثابت ہے کہ یہ عذاب محض حضرت عیسیٰ کی وجہ سے تھا۔

ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں سات برس کا قحط پڑا اور اکثر اس قحط میں غریب ہی مارے گئے اور بڑے بڑے سردار فتنہ انگیز جو دکھ دینے والے تھے مدت تک عذاب سے بچے رہے۔ خلاصہ کلام یہ کہ سنت اللہ اسی طرح جاری ہے کہ جب کوئی خدا کی طرف سواتا ہے اور اس کی تکذیب کی جاتی ہے تو طرح طرح کی آفتیں آسمان سے نازل ہوتی ہیں جنہیں اکثر ایسے لوگ پکڑے جاتے ہیں جن کا اس تکذیب سے کچھ تعلق نہیں ہے۔ رفتہ رفتہ ائمۃ الکفر پکڑے جاتے ہیں اور سب سے آخر بڑے شریروں کا وقت آتا ہے اسی کی طرف اللہ تعالیٰ اس آیت میں اشارہ فرماتا ہے اِنَّا نَأْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا یعنی ہم آہستہ آہستہ زمین کی طرف آتے جاتے ہیں اس میرے بیان میں ان بعض نادانوں کو اعتراض کا جواب آگیا ہے جو کہتے ہیں کہ تکفیر تو مولویوں نے کی تھی اور غریب آدمی طاعون سے مارے گئے اور کانگرہ اور بھاگسوکے پہاڑ کے صدر با آدمی زلزلہ سے ہلاک ہو گئے ان کا کیا قصور تھا اور انہوں نے کوئی تکذیب کی تھی۔ سو یاد رہے کہ جب خدا کے کسی مرسل کی تکذیب کی جاتی ہے خواہ وہ تکذیب کوئی خاص قوم کرے یا کسی خاص حصہ میں ہو مگر خدا تعالیٰ کی غیرت عام عذاب نازل کرتی ہے اور آسمان پر عام طور پر بلا میں نازل ہوتی ہیں اور اکثر ایسا ہوا ہے۔

کہ اصل شریر پیچھے سے پکڑے جاتے ہیں جو اصل مبدد فساد ہوتے ہیں جیسا کہ ان قہری
نشانوں سے جو حضرت موسیٰ نے فرعون کے سامنے دکھلائے۔ فرعون کا کچھ نقصان ہوا
صرف غریب مارے گئے لیکن آخر کار خدا نے فرعون کو مع اس کے لشکر کے غرق کیا نہایت
اسد ہے جس سے کوئی منافکار انکار نہیں کر سکتا ۵

سوال (۶)

حضرت علی نے ہزاروں جگہ تحریر فرمایا ہے کہ کلمہ گو اور اہل قبلہ کو کافر کہنا کسی طرح صحیح نہیں
ہے اس کی صاف ظاہر ہے کہ علاوہ ان مومنوں کے جو آپ کی تکفیر کر کے کافر بنائیں۔
صرف آپ کے نہ ماننے سے کوئی کافر نہیں ہو سکتا۔ لیکن عبدالحکیم خان کو آپ لکھتے ہیں کہ ہر
ایک شخص جسکو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے
اس بیان اور پہلی کتابوں کے بیان میں تناقض ہے یعنی پہلے آپ تریں القلوب
وغیرہ میں لکھ چکے ہیں کہ میرے نہ ماننے سے کوئی کافر نہیں ہوتا اور اب آپ لکھتے ہیں
کہ میرے انکار سے کافر ہو جاتا ہے۔

الجواب: عجیب بات ہے کہ آپ کافر کہنے والے اور نہ ماننے والے کو دو قسم کے
انسان ٹھہراتے ہیں حالانکہ خدا کے نزدیک ایک ہی قسم ہے کیونکہ جو شخص مجھے نہیں
مانتا وہ اسی وجہ سے نہیں مانتا کہ وہ مجھے مفتی قرار دیتا ہے مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ
خدا پر اقرار کرنے والا سب کافروں سے بڑھ کر کافر ہے جیسا کہ فرماتا ہو ومن اظلم من
افترى على الله كذبا او كذب بايات الله یعنی بڑے کافر وہی ہیں ایک خدا پر اقرار کرنا
دوسرا خدا کی کلام کی تکذیب کرنا پس جبکہ میں نے ایک مذہب کے نزدیک خدا پر اقرار کیا ہے اس
صوت میں نہ میں صرف کافر بلکہ بڑا کافر ہوں اگر میں مفتی نہیں تو بلاشبہ وہ کفر ہے بڑا
جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں خود فرمایا ہے۔ علاوہ اسکے جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا
اور رسول کو بھی نہیں مانتا کیونکہ میری نسبت خدا اور رسول کی پیشگوئی موجود ہے۔ یعنی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی کہ آخری زمانہ میں میری امت میں سیڑھی مسیح موعود آئیگا
 اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی خبر دی تھی کہ میں سورج کی رات میں مسیح ابن مریم کو ان نبیوں
 میں دیکھ آیا ہوں جو اس دنیا سے گزر گئے ہیں اور یکے شبہ کے پاس دوسرے آسمان میں
 اُن کو دیکھا ہے اور خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں خبر دی کہ مسیح ابن مریم فوت ہو گیا ہے اور
 خدا نے میری سچائی کی گواہی کیلئے تین لاکھ سے زیادہ آسمانی نشانات بر کزاد آسمان پر نازل
 خسوفِ مضان میں ہوا اب جو قصہ خدا اور رسول کے بیان کو نہیں مانتا اور قرآن کی تکذیب
 کرتا ہے اور عدا خدا تعالیٰ کے نشانوں کو رد کرتا ہے اور مجھ کو باوجود صد انشائون کے
 مغتری ٹھہراتا ہے تو وہ مومن کیونکر ہو سکتا ہے اور اگر وہ مومن ہے تو میں بوجہ انکار کے
 کافر ٹھیکر کیا تو مکہ میں انکی نظر میں مغتری ہوں اور اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے -
 قَالَتِ الْأَعْرَابُ آمَنَّا - قُلْ سَوَّيْتُمْ وَأَمَّا لَكُنْ قَوْلُوا اسْلِمْنَا - وَلَمَّا يَدْخُلِ
 الْإِيمَانُ فِي قُلُوبِكُمْ - يَبْئُتُ عَرَبُكَ دِهَانٍ كَيْفَ يَكْتُمُونَ كَيْفَ يَكْتُمُونَ
 ایمان نہیں لائے ہاں یوں کہو کہ ہم اطاعت اختیار کر لی ہے اور ایمان ابھی تمہارے دلوں
 میں داخل نہیں ہوا۔ پس جبکہ خدا اطاعت کرنا والوں کا نام مومن نہیں رکھتا۔ پھر وہ لوگ
 خدا کے نزدیک کیونکر مومن ہو سکتے ہیں جو کھلے کھلے طور پر خدا کے کلام کی تکذیب کرتے
 ہیں اور خدا تعالیٰ کے ہزار نشان دیکھ کر جو زمین اور آسمان میں ظاہر ہوئے پھر بھی میری
 تکذیب سے باز نہیں آتے۔ وہ خود اسباب کا اقرار رکھتے ہیں کہ اگر میں مغتری نہیں اور مومن ہوں
 تو اس صورت میں وہ میری تکذیب اور تکفیر کے بعد کافر ہوئے اور مجھ کو کافر ٹھیکر کر اپنے
 کفر پر ٹھہر گیا۔ یہ ایک شریعت کا مسئلہ ہے کہ مومن کو کافر کہنے والا آخر کافر ہو جاتا ہے
 پھر جبکہ فریاد و سوہلولی نے مجھے کافر ٹھیکرایا اور میرے پر کفر کا فتوے لکھا گیا اور انہیں
 کے فتوے سے یہ بات ثابت ہو کہ مومن کو کافر کہنے والا کافر ہو جاتا ہے اور کافر کو مومن کہنے
 والا بھی کافر ہو جاتا ہے تو اس بات کا سہل علاج ہے کہ اگر دوسرے لوگوں میں تخمِ دیانت

اور ایمان ہے اور وہ منافق نہیں ہیں انکو پھانسی دینا کہ اس مولویوں کے بارے میں ایک لمبا اشتہار ہر ایک مولوی کے نام کی تصویر سے شائع کر دین کہ یہ سب کافر ہیں کیونکہ انہوں نے ایک مسلمان کو کافر بنایا تب میں ان کو مسلمان سمجھ لوں گا۔ بشرطیکہ ان میں کوئی نفاق کا شبہ نہ پایا جاوے اور خدا کے کہلے کہلے معجزات کی کذب نہ ہوں ورنہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان المنافقین فی الدنیا والاسفل من النار یعنی منافق دوزخ کے نیچے کے طبقے میں ڈالے جائیں گے اور حدیث شریف میں یہ بھی ہے کہ ما زنا زانی و هو مؤمن وما سرق سارق و هو مؤمن یعنی کوئی زانی زانیہ کی حالت میں اور کوئی چور چوری کی حالت میں مومن نہیں ہوتا۔ پھر منافق نفاق کی حالت میں کیونکر مومن ہو سکتا ہے اگر یہ سب صحیح نہیں ہے کہ کسی کافر کہنے سے انسان خود کافر ہو جاتا ہے تو اپنے مولویوں کا قتلے کیجئے دکھلا دین میں قبول کر لوں گا۔ اور اگر کافر ہو جاتا ہے تو دوسرے مولوی کے کفر کی نسبت نام بنام ایک اشتہار شائع کر دین بعد اس کے حرام ہو گا کہ میں ان کے اسلام میں شک کروں بشرطیکہ کوئی نفاق کی شہادت نہیں پائی جائے۔

سوال (۷)

دعوت پہنچ جانے سے کیا مراد ہے۔

الجواب۔ دعوت پہنچا دینے میں دو امر ضروری ہوتے ہیں۔ اول یہ کہ شخص حق خدا کی طرف سے بھیجا گیا ہے وہ لوگوں کو اطلاع دیدے کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجا گیا ہوں اور انکو انکی غلطیوں پر متنبہ کر دے کہ فلاں فلاں اعتقاد میں تم خطا پر ہو یا فلاں فلاں عمل میں تم سست ہو دوسرے یہ کہ آسمانی نشانوں اور دلائل عقلیہ اور نقلیہ سے اپنا سچا ہونا ثابت کرے اور عادت اس طرح پر ہے کہ اول اپنی بیویوں اور مرسلوں کو اس قدر مہلت دیتا ہے کہ دنیا کی بہت سے حصہ میں ان کا نام پھیل جاتا ہے اور ان کے دعوے سے لوگ مطمع ہو جاتے ہیں اور پھر آسمانی نشانوں اور دلائل عقلیہ اور نقلیہ کے ساتھ لوگوں پر اتنا محبت کر دیتا ہے

منہج۔ منہج کا لفظ بمعنی راستہ ہے۔ منہج یعنی وہ راستہ جس پر انسان کو چلنا پڑتا ہے۔ منہج کا لفظ بمعنی راستہ ہے۔ منہج یعنی وہ راستہ جس پر انسان کو چلنا پڑتا ہے۔

جیسا کہ مجھے بیان کیا کہ ان کو مومن قرار دینے سے انسان کو دیکھنا ہے کیونکہ جو شخص درحقیقت کافر ہے وہ اس کی فتنہ اور مین دیکھتا ہوں کہ جس قدر لوگ میرے پر ایمان میں لاتے وہ سب کے سب ایسے ہیں کہ ان تمام لوگوں کو وہ مومن جانتے ہیں۔

اور دنیا میں خارق عادت طور پر شہرت دینا اور روشن نشانوں کے ساتھ اتمام حجت کرنا خدا تعالیٰ کے نزدیک نہیں ممکن نہیں جس طرح تم دیکھو ہو کہ ایک مہینہ آسمان کے ایک کنارہ سے بجلی چمکتی اور دوسرے کنارہ تک پہنچ جاتی ہے اسی طرح خدا کے حکم سے خدا کے رسولوں کو شہرت دی جاتی ہے اور خدا کے فرشتے زمین پر اترتے اور سعید لوگوں کے دلوں میں آتے ہیں کہ میں راہوں کو تھے اختیار کر رہا ہے وہ صحیح نہیں ہیں تب ایسے لوگ راہ راست کی تلاش میں لگ جاتے ہیں اور دوسری طرف خدا تعالیٰ ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے کہ اس کے امام وقت کی خبر ان لوگوں کو پہنچ جاتی ہے یا انھیں یہ زمانہ تو ایسا زمانہ ہے کہ چند دنوں میں بیت المقدس کا حال تمام دنیا میں شہرت ہو سکتی ہے تو کیا خدا تعالیٰ کے بندے جن کے ساتھ ہر وقت خدا ہے وہ اس دنیا میں شہرت نہیں پاسکتے اور مٹھتی رہتے ہیں اور خدا کی شہرت پر فائدہ نہیں ہوتا ہے نہیں دیکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کا فضل ایسے طور سے میری شامل حال ہو میری اتمام حجت کیلئے اور اپنے نبی کریم کے اشاعت دین کے لئے خدا تعالیٰ نے وہ سامان مقرر کر رکھے ہیں کہ پھر اس سے کسی نبی کو میت نہیں آئے تھو چنانچہ میری وقت میں ممالک تھکے باہی تعلقات عیاش سواری ریل اور تار اور انتظام ڈاک اور انتظام سفر بحری اور بری اس قدر بڑھ گئے ہیں کہ گویا اب تمام ممالک ایک ہی ملک کا حکم رکھتے ہیں بلکہ ایک ہی شہر کا حکم رکھتے ہیں اور ایک شخص اگر سیر کرنا چاہے تو نوٹری مدت میں تمام دنیا کا سیر کر کے آتا ہے اور اسکے کتاب لکھنا ایسا سہل اور آسان ہو گیا ہے کہ ایسی ایسی چپا پون کی کلین ایجاد ہو گئی ہیں کہ کسی ضخیم کتاب کے چند جلد سو برس میں بھی نہیں لکھ سکتے تھو اس کی کوئی لاکھ نسخے ایک سو برس میں لکھ سکتے ہیں اور تمام ملک میں شایع ہو جاتے ہیں اور ہر ایک پہلو سے تبلیغ کیلئے ہی اس قدر آسان ہو گئی ہیں کہ ہمارے ملک میں آج سے سو برس پہلے ان کا نام و نشان نہ تھا اور آج سے پہلو اگر چاس برس پر نظر ڈالی جائے تو ثابت ہوگا کہ اکثر لوگ ناخواندہ اور جاہل تھے مگر اب باعث کثرت مدارس جو دیہات میں بھی قائم کئے گئے ہیں اس قدر استعداد علمیت لوگوں کو حاصل ہو گئی

[illegible]

ہے کہ وہ دینی کتابوں کو بڑی آسانی سے سمجھ سکتے ہیں۔ اور میری طرف سے تبلیغ کی کارروائی یہ ہوئی ہے کہ میں نے پنجاب اور ہندوستان کے بعض شہروں جیسے امرتسر، لاہور، جالندھر، سیالکوٹ اور دہلی اور گدھیانہ وغیرہ میں بڑی بڑی مجلسوں میں خود جا کر خدا تعالیٰ کے پیغام کو پہنچایا ہے اور ہزار ہا انسانوں کے روبرو اسلامی تعلیم کی خوبیاں پیش کی ہیں اور شرک کے قریب میں عربی اور فارسی اور اردو اور انگریزی میں حقانیت اسلام کے بارہ میں جنگی جلدیں ابھار کے قریب ہونگی تالیف کر کے ممالک اسلام میں شائع کی ہیں اور اسی مقصد کیلئے کئی لاکھ شہر شائع کیے ہیں اور خدا تعالیٰ کے فضل اور اسکی ہدایت سے تین لاکھ سو زیادہ لوگ میرے ہاتھ پر اپنے گناہوں سے آجتا کر چکے ہیں اور اس قدر مسرت ہے کہ یہ کارروائی جاری ہے کہ ہر ایک میں صد آدمی بیعت میں داخل ہو جاتے ہیں۔ اور ہمارے سلسلہ سے غیر ملکوں کے لوگ بے تحریفین ہیں بلکہ ممالک امریکہ اور یورپ کے دور دراز ملکوں تک ہماری دعوت پہنچ گئی ہے یہاں تک کہ امریکہ میں کئی لوگ ہماری جماعت میں داخل ہو چکے ہیں اور خود انہوں نے غیر معمولی زلزلوں کی پیش گوئیوں کو ہمارے نشانوں کا ثبوت دینے کیلئے امریکہ کے نامی اخبار میں شائع کرایا ہے اور یورپ کے بعض لوگ بھی ہماری جماعت میں داخل ہیں اور اسلامی بلاد کا تو کیا ذکر کریں کہ اب تک جیسا کہ میں نے ابھی بیان کیا ہے کچھ زیادہ تین لاکھ سے اس جماعت میں داخل ہو چکے ہیں اور ہزار ہا نشانوں سے لوگ اطلاع پا چکے ہیں اور اکثر ان میں صالح اور نیک بخت ہیں۔

۴۔ چاہیے انہوں کہ ہماری جماعت کی ایماذاری اور احلاص پر اعتراض کریں اسے دیانت اور رستبازی سے کام نہیں لیتے اس جماعت میں بعض لوگوں نے اپنی اشتقاق سے کہ وہ نمونہ دکھائے ہیں جنکی اس زمانہ میں نظیر ملنا مشکل ہے مثلاً ایک خدا ترس اور متصف مزاج کو مولوی صاحب جنزادہ عبد اللطیف صاحب سید کے اشتقاق پر نظر انصاف ڈالتی جاسیے اور سوچنا چاہیے کہ کیا اس سے بڑھ کر کوئی شخص دنیا میں تقاضا کا نمونہ دکھا سکتا ہے مولوی صاحب صرف ایک حلال انسان فاضل علوم عربیہ میں تھے اور عام عمر حدیث اور تفسیر کے سر میں سر کی تھی اور انکو الہام ہی ہوتا تھا۔ یہی اس ہزار کے قریب ان کے پیروار ہیں اگر دیکھیں۔

۵۔ اگر خدا سوا ہزار اشتہار حقانیت اسلام کے بارے میں انگریزی میں ترجمہ کر کر رکھ دے اور امریکہ میں بھی ساج کی تھا تو

انگریزی اخبار میں بھی شائع ہو گیا تھا اور وہ اشتہارات ان حضرات نے گئے جہاں لوگ اسلام کی خبروں سے بہتر تھے اور ایک ٹکڑا ہم کو بھی ان دنوں میں سلطان نہیں ہو تھا۔ یہ سب کی سب وہ اشتہار ہو چکے تھے جن کے بعد وہ سلطان ہو گیا اور ان کے نام سے۔

سوال (۸)

اگرچہ ہمارا ایمان ہے کہ نری خشک توحید مدار نجات نہیں ہو سکتی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے علیحدہ ہو کر کوئی عمل کرنا انسان کو ناسی نہیں بنا سکتا لیکن طمانیت قلب کے لئے عرض پرواز میں کہ سب الحکیم خان نے جو آیات لکھی ہیں ان کا کیا مطلب ہے مثلاً ان الذین امنوا والذین ہادوا والنصارى والصائبین من امن بالله والیوم الآخر ومن امن بالله ما احسن اجرهم عند ربہم اور عسیا کہ یہ آیت بلی امن اسلم وجهہ اللہ رہو محسن فلا اجر عند ربہ۔ اور عسیا کہ یہ آیت تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا و بینکم ان لا نعبد الا اللہ ولا نشرب بہ شیئاً ولا یتخذ بعضنا بعضاً ارباباً من دون اللہ۔

الجواب واضح ہو کہ قرآن شریف میں ان آیات کے ذکر کرنے سے یہ مطلب نہیں ہے کہ بغیر اسکے جو رسول پر ایمان لایا جائے نجات ہو سکتی ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ بغیر اسکے کہ خدا عز و جل

اور رنبوی عزت بھی بہت کھڑے تھے۔ بمانکہ کہ راست کا بل کے امیرون کی نظر میں ایک بزرگوار اور شیخ الوقت تسلیم کئے گئے تھے اور گورنٹ انگریزی اور ریاست میں جاگیر رکھتے تھے انہوں نے میری سچائی ماننے پر اپنی جان دیدی ان کو بہت سمجھایا گیا کہ مجھ سے انکار کریں پلا نہ ہوں نے کہا کہ میں نادان نہیں۔ میں بصیرت کی راہ سے ایمان لایا ہوں۔ میں ان کو ترک نہیں کر سکتا مگر جان کو ترک کر دیا گا۔ امیر نے کئی دفعہ ان کو سمجھایا کہ آپ بزرگوار میں لوگ شورش کرتے ہیں مساحت وقت سمجھیں انہوں نے کہا کہ میں دین کو دنیا پر مقدم رکھتا ہوں میں اپنا ایمان ضائع کرنا نہیں چاہتا۔ میں جانتا ہوں جس سوچنے سمجھنے کی ہر وہ حق پر ہے اور تمام دنیا سے بہتر ہے اور انیو لایس بھی ہے اور عسیا کہ گیا تب مولویوں نے شہر بچایا کہ کافر ہو گیا کیون قتل کیا عبادے مگر امیر نے یہ بھی قتل کرنے میں تاخیر کی۔ آخر یہ محنت پیش کی گئی کہ یہ لوگ جہاد کے منکر ہیں کہ اب غیر قوموں کو ملو اور کے ساتھ دین کیلئے لڑنا نہیں چاہئے چنانچہ مولوی صاحب نے اس الزام سے انکار نہ کیا اور کہا کہ یہی وعدہ ہے کہ مسیح کو خدا آسمان سے دوڑ دیا گیا اب جہاد حرام ہے اور پھر وہ ہمت بے رمی سے سناتے کو گئے اور ان کے عیال گرفتار کر کے کسی دور دراز گوشہ یا کابل میں پھنچاؤ گئے اور ان کی جائے کے آدمی اس سلسلہ میں داخل ہو گئے صاحب عیا اور شرم سے سوچنا چاہئے کہ ایک فاضل جلیل سے بروینا اور دین میں عزت رکھتا تھا جس نے میرے لئے جان بازی عبد الحکیم کیا لیکن ہو اگر وہ مرد ہو گیا تو ایسے آدمی کے ارتداد جو علوم عربیہ سے بالکل محروم ہے دین کو کیا نقصان پہنچا ایسا ہی عماد الدین جو مولوی کہلاتا تھا مرتد ہو کر عیال پر اپنے اسلام کا کیا جگا لٹا تھا یہ خیال کریں کہ جس کی بکارت ایسی طرح دھم دھم پال جو انہیں دلوں میں احکام مقرر ہو گیا اس کا کیا بلا لڑا۔۔۔ درکار خاتمہ عشق اور کفر ناگزیر است۔ آتش کر اسور و گریہ لب ناست۔ منہ

لا شریک اور یوم آخرت پر ایمان لایا جاوے۔ نجات نہیں ہو سکتی اور اللہ پر پورا ایمان نہی ہو سکتا ہے کہ اُس کے رسولوں پر ایمان لاوے وجہ یہ کہ وہ اسکی صفات کے مظہر ہیں اور کسی چیز کا وجود بغیر وجود اسکی صفات کے بپایہ ثبوت نہیں پہنچتا۔ لہذا بغیر علم صفات باری تعالیٰ کے معرفت باری تعالیٰ ناقص رہ جاتی ہے کیونکہ مثلاً یہ صفات اللہ تعالیٰ کے کہ وہ ہوتا ہے سنتا ہے پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے رحمت یا عذاب کرنے پر قدرت رکھتا ہے بغیر اسکے کہ رسول کے ذریعہ سے اُن کا پتہ لگے کیونکہ اُن پر یقین آ سکتا ہے۔ اگر یہ صفات مشاہدہ کے رنگ میں ثابت نہ ہوں تو خدا تعالیٰ کا وجود ہی ثابت نہیں ہوتا تو اس صبر و استقامت میں اس پر ایمان مانیکی کیا معنی ہوں گے اور جہنم میں خدا پر ایمان لاوے ضرور ہے کہ اُس کے صفات پر یہی ایمان لاوے اور یہ ایمان اُسکو فیوض پر ایمان لانیکے لئے مجبور کرے گا۔ کیونکہ مثلاً خدا کا کلام کرنا اور ہونا بغیر ثبوت خدا کی کلام کے کیونکہ کلمہ مجہول آ سکتا ہے اور اس کلام کو پیش کرنے والے مع اُس کے ثبوت کے صرف ہی ہیں۔

پھر یہ بھی واضح ہو کہ قرآن شریف میں دو قسم کی آیات ہیں ایک محکمات و دہنات
جیسا کہ یہ آیت ان الذین یکفرون بالله ورسوله ویریدون ان یضربوا بین
الله ورسوله ویقولون لو من توٰمن ببعض و نکفر ببعض ویریدون ان یتخذوا
بین ذلک سبیلاً اولئک هم الکافرین حقاً واعدنا للکافرین عذاباً
مہیناً یعنی جو لوگ ایسا ایمان لانا نہیں چاہتے جو خدا پر بھی ایمان لاویں اور اُس کے
رسولوں پر بھی اور چاہتے ہیں کہ خدا کو اُس کے رسولوں سے علیحدہ کر دیں اور کہتے ہیں کہ
بعض پر ہم ایمان لاتے ہیں اور بعض پر نہیں یعنی خدا پر ایمان لاتے ہیں اور رسولوں پر نہیں
یا بعض رسولوں پر ایمان لاتے ہیں اور بعض پر نہیں اور ایا وہ کہتے ہیں کہ میں میں راہ اختیار
کر لین ہی لوگ واقعی طور پر کافر اور پکے کافر ہیں اور ہم نے کافروں کیلئے ذلیل کر نیا الا حد ۶
ہیسا کر دکھایا ہے۔ یہ تو آیات محکمات ہیں جنکی ہم ایک بڑی تفصیل ابھی لکھ چکے ہیں۔

قرآن شریف میں عا و قاسم کے بعض مگر تفصیل مرقی پر اور بعض مگر اجالہ و کلام نہ جانتے اور اور پڑھتے ہیں ایک طبع منہدی بتا رہا ہے کہ عمل امتحان کے ایسے طبع کو سنی کر کے کہ آیت غصہ کو مخالف نہ ہو جائیں مثلاً غلہ تاملی ۔ مصرع کو فرما کر کہ کٹر نہیں بننا جاسیگا مگر قرآن شریف کی آیت کہ اڑا اڑا

دوسری قسم کی آیات متشابہات ہیں جن کے معنی باریک ہوتے ہیں اور جو لوگ
 راسخ فی العلم ہیں ان لوگوں کو انکا علم دیا جاتا ہے اور جن لوگوں کے دلوں میں نفاق
 کی بیماری ہے وہ آیات محکمات کی کچھ پروا نہیں رکھتے اور متشابہات کی پیروی کرتے
 ہیں۔ اور محکمات کی علامت یہ ہے کہ محکمات آیات خدا تعالیٰ کے کلام میں بکثرت
 موجود ہیں اور خدا تعالیٰ کا کلام ان سے بہرہوا ہوتا ہے اور ان کے معنی کلمہ کلمہ ہوتے
 ہیں اور ان کے ماننے سے فساد لازم آتا ہے مثلاً اسی دیکھ لو کہ جو شخص محض خدا تعالیٰ
 پر ایمان لاتا ہے اور اس کے رسولوں پر ایمان نہیں لانا اسکو خدا تعالیٰ کی صفات سے منکر ہونا
 پڑتا ہے مثلاً ہمارے زمانہ میں برہم جو ایک نیا فرقہ ہے جو دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم خدا تعالیٰ
 کو مانتے ہیں مگر نبیوں کو نہیں مانتے وہ خدا تعالیٰ کے کلام سے منکر ہیں اور ظاہر ہے کہ
 اگر خدا تعالیٰ مستلزم ہے تو بولتا ہی ہے پس اگر اسکا بولنا ثابت نہیں تو سنا ہی ثابت نہیں
 اس طرح پرابہے لوگ صفات باری سے انکار کر کے دہریوں کے رنگ میں ہو جاتے ہیں
 اور صفات باری جیسے انہی ہیں فریبیدی بھی ہیں اور ان کو مشاہدہ کے طور پر دکھلانیوالے
 محض انبیاء علیہم السلام ہیں اور نفی صفات باری نفی وجود باری کو مستلزم ہے اس تحقیق سے
 ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانیکے لئے انبیاء علیہم السلام پر ایمان لانا کس قدر
 ضروری ہے۔ بغیر ان کے خدا پر ایمان لانا ناقص اور نہ تمام رہ جاتا ہے۔ اور نیز آیات محکمات کی
 ایک یہی علامت ہے کہ انکی شہادت نے محض کثرت آیات سے ملکہ عملی طور پر بھی ملتی ہے یعنی
 خدا کے نبیوں کی متواتر شہادت ان کے بارہ میں پائی جاتی ہے جیسا کہ جو شخص خدا تعالیٰ کے
 کلام قرآن شریف اور دوسری نبیوں کی کتابوں کو دیکھے گا اسکو معلوم ہوگا کہ نبیوں کی کتابوں
 میں طرح خدا پر ایمان لانیکے تاکیدیہ ایسا ہی اس کے رسولوں پر بھی ایمان لانے کی تاکید ہے۔ اور
 متشابہات کی یہ علامت ہے کہ ان کے ایسے معنی ماننے سے جو مخالف محکمات ہیں فساد لازم آتا
 ہے اور نیز دوسری آیات سے جو کثرت کے ساتھ ہیں مخالف پڑتی ہیں خدا تعالیٰ کے کلام میں تناقض

ممکن نہیں اس لئے جو قلیل ہے بہر حال کشیدہ کے تابع کرنا پڑتا ہے اور میں لکھ چکا ہوں کہ اللہ کے لفظ پر غور کرنا اس وسوسہ کو مٹا دیتا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کے کلام میں اس کے اپنی بیان میں اللہ کے لفظ کی یہ تصریح ہے کہ اللہ وہ خدا ہے جس نے کتابیں بھیجی ہیں اور نبی بھیجے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا کہ وہ ان مدارج اور مراتب کو پالیں جو رسول کریم کی پیروی سے لوگوں کو ملین گئے کیونکہ جن منازل تک باعث پیروی نور رسالت پیروی کر نیوالے پہنچ سکتے ہیں محض اللہ ہی نہیں پہنچ سکتے اور یہ خدا کا فضل ہے جس پر چاہے کرے۔ اور جبکہ خدا تعالیٰ نے اسم اللہ کو اپنے تمام صفات اور افعال کا موصوف ٹھہرایا ہے تو اللہ کے لفظ کے معنی کر نیکی وقت کیوں اس ضروری امر کو ملحوظ رکھا جاویں۔ ہمیں اس سے کچھ غرض نہیں کہ قرآن شریف میں پہلے عرب کے لوگ اللہ کے لفظ کو کن معنوں پر استعمال کرتے تھے مگر ہمیں اس بات کی پابندی کرنا چاہئے کہ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں اول سے آخر تک اسم اللہ کے لفظ کو انہیں معنوں کے ساتھ بیان فرمایا ہے کہ وہ رسولوں اور نبیوں اور کتابوں کا بھیجنے والا اور زمین اور آسمان کا پیدا کر نیوالا اور فلان فلان صفت کی منتصف اور واحد لا شریک ہے۔ ان جن لوگوں کو خدا تعالیٰ کا کلام نہیں پہنچا اور وہ بالکل خیر میں ان سوآن کے علم اور عقل اور فہم کے موافق مواخذہ ہوگا لیکن ہرگز ممکن نہیں کہ وہ ان مدارج اور مراتب کو پالیں جو رسول کریم کی پیروی سے لوگوں کو ملین گئے کیونکہ جن منازل تک باعث پیروی نور رسالت پیروی کرنے والے پہنچ سکتے ہیں محض اللہ ہی نہیں پہنچ سکتے اور یہ خدا کا فضل ہے جس پر چاہے کرے۔

پھر اس ظلم کو تو دیکھو کہ باوجود قرآن شریف کی صد آیتیں بتاؤ اس سے گزری ہیں کہ نری توحید موجب نجات نہیں ہو سکتی بلکہ اس کے ساتھ رسول کریم پر ایمان لانا ضروری ہے یہی میان عبد الحکیم خان ان آیات کی کچھ بھی پروا نہیں کرتے اور یہودیوں کی طرح ایک روایت جو محمل طور پر واقع ہیں لے لئے معنی کر کے بار بار پیش کرتے ہیں۔ ہر ایک عقائد سمجھ سکتا ہے کہ اگر ان آیات کے یہی معنی ہیں جو عبد الحکیم پیش کرتا ہے تب سلام و ناسیہ جھوٹا ہو جاتا ہے۔

اور جو کچھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے احکام مثل نماز روزہ وغیرہ کے کھلائے ہیں وہ سب کچھ بہودہ اور الخواد و عبث ٹھہرتا ہے کیونکہ اگر یہی بات ہے کہ ہر ایک شخص خیالی توحید کے نجات پا سکتا ہے تو پھر نبی کی تلمذ یہ کچھ ہی گناہ نہیں اور نہ مرتد ہونا کسی کا کچھ بگاڑ سکتا ہے پس یاد رہے کہ قرآن شریف میں کوئی بھی ایسی آیت نہیں کہ جو نبی کریم کی اطاعت سے لاپرواہ کرتی ہو اور اگر بالفرض وہ دو تین آیتیں ان صد باتوں کے مخالف ہوئیں تب بھی چاہئے تھا کہ قلیل کو کثیر کے تابع کیا جاتا نہ کہ کثیر کو بالکل نظر انداز کر کے ارتداد کا جامہ پہن میں اور اس جگہ آیات کلام اللہ میں کوئی تناقض ہی نہیں صرف اپنے فہم کا فرق اور اپنی طبیعت کی تاریکی ہے۔ ہمیں چاہئے کہ اللہ کے لفظ کے وہ معنی کریں جو خدا تعالیٰ نے خود کئے ہیں نہ کہ اپنی طرف سے یہودیوں کی طرح اور معنی بنا دیں ۔

ماسوا کے خدا تعالیٰ کے کلام اور اس کے رسولوں کی قییم سے یہ سنت ہے کہ وہ ہر ایک سے رکش اور سخت منکر کو اس پر ایسا ہے ہی ہدایت کیا کرتے ہیں کہ تم صیح اور خالص طور پر خدا پر ایمان لاؤ اس سے محبت کرو اسکو واحد لا شریک سمجھو تب تمہاری نجات ہو جائے گی۔ اور اس کلام سے مطلب یہ ہوتا ہے کہ اگر وہ پورے طور سے خدا پر ایمان لائیں گے تو خدا انکو اسلام قبول کرنے کی توفیق دیدیگا۔ قرآن شریف کو یہ لوگ نہیں پڑھتے اس میں صاف لکھا ہے کہ خدا پر سچا ایمان لانا اس کے رسول پر ایمان لانے کے لئے موجب ہو جاتا ہے اور ایسے شخص کا سینہ اسلام کو قبول کرنے کے لئے کھولا جاتا ہے۔ اس لئے میرا بھی یہی دستور ہے کہ جب کوئی آدمی یا یہودی یا عیسائی یا یہودی یا سکھ یا اور منکر اسلام کچھ سمجھتی کرتا ہے اور کسی طرح باز نہیں آتا تو آخر کہہ دیا کرتا ہوں کہ تمہاری اس بحث کے تمہیں کچھ فائدہ نہیں ہوگا تم خدا پر پورے اخلاص سے ایمان لاؤ۔ اس سے وہ تمہیں نجات دیگا۔ مگر اس کلمہ سے میرا مطلب نہیں ہوتا کہ بغیر ثابت نبی کریم کے نجات مل سکتی ہے بلکہ میرا مطلب ہوتا ہے کہ جو شخص پورے صدق سے خدا پر ایمان لائے گا خدا اس کو توفیق بخش دیگا اور اپنے رسول پر ایمان لانے کے لئے اس کا سینہ کھول دیگا۔ ایسا ہی میں نے تجربہ کر دیکھا ہے

کہ ایک نیکی دوسری نیکی کی توفیق بخشتی ہے اور ایک نیک عمل دوسرے نیک عمل کی قوت دیتا ہے۔ تذکرۃ الاولیاء میں یہ ایک عجیب حکایت لکھی ہے کہ ایک بزرگ اہل سفر تھے جن کو ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ چند دن بارش رہی اور نہت مینہ برسا۔ مینہ تہم جانی کے بعد میں اپنے کو مٹھے پر کسی کام کیلئے چڑھا اور میرا ہمسایا ایک بڑھا آتش پرست تھا وہ اُس وقت اپنے کو مٹھے پر جیتے دانے ڈال رہا تھا۔ میں نے سبب پوچھا تو اس نے جواب دیا کہ چند روز سے یہ باعث بارش پڑ رہی ہے ہوسکے میں مجھے اُن پر رحم آیا اس لئے میں یہ دانے اُن کے لئے ڈال رہا ہوں تاکہ مجھے ثواب ہو۔ میں نے جواب دیا کہ اسے بڑے تیرا یہ خیال غلط ہے تو مشرک ہو اور مشرک کو کوئی ثواب نہیں ملتا کیونکہ تو آتش پرست ہے یہ کہہ کر میں نیچے اتر آیا کچھ مدت کے بعد مجھے حج کر نیکا اتفاق ہوا اور میں مکہ معظمہ پہنچا اور جب میں طواف کر رہا تھا تو میرے پیچھے سے ایک طواف کر رہا ملا۔ میں نے پوچھا کہ کیا آواز دی جب میں پیچھے کی طرف دیکھا تو وہی بڑھا تھا جو مشرف باسلام ہو کر طواف کر رہا تھا اس نے مجھ کو کہا کہ کیا اُن دنوں کا جو میں نے پندون کو ڈالے تھے مجھے ثواب ملا یا نہلا؟ پس جبکہ پندون کو دانہ ڈالنا آخر پہنچ کر اسلام کی طرف لے آتا ہے تو پھر جو شخص اُس سچے بادشاہ قادر حقیقی پر ایمان لادے تو کیا وہ اسلام سے محروم رہے گا۔ ہرگز نہیں۔

عاشق کہ شد کہ یار بجا نشن نظر نہ کرد اسے خواہ درویش و گزینہ طلبیت

یاد رہے کہ اول تو توحید بغیر پروردی بنی کریم کے کامل طور پر حاصل نہیں ہو سکتی جیسا کہ اسی ہم بیان کر آئے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی صفات جو اسکی ذات سے الگ نہیں ہو سکتیں بغیر آئینہ وحی نبوت کے مشاہدہ میں آئیں نہیں سکتیں۔ اُن صفات کو مشاہدہ کے ذمہ میں دیکھانے والا محض نبی ہو سکتا ہے علاوہ اسکے اگر بغیر محال حصول انکا ناقص طور پر ہو جائے تو وہ مشرک کی آلائش سے خالی نہیں جیسا کہ خدا اسی مغشوش متاع کو قبول کر کے اسلام میں داخل ہو کر کیونکہ جو کچھ انسان کو خدا تعالیٰ سے اسکے رسول کی معرفت ملتا ہے وہ ایک آسمانی پانی ہر آئین

بے فخر اور عجیب کو کچھ دخل نہیں لیکن انسان اپنی کوشش سے جو کچھ حاصل کرتا ہے، میں ضرور
کوئی شرک کی تائید پیدا ہو جاتی ہے۔ پس یہی حکمت تھی کہ توحید کو سکھانے کیلئے رسول
پیغمبرؐ کو۔ اور انسانوں کی محض عقل پر نہیں چھوڑ گیا تا توحید حاصل ہو اور انسانی عجیب شرک
میں غلط نہ ہو جائے اور اسی وجہ سے فلاسفہ ضالہ کو توحید حاصل نصیب نہیں ہوئی کیونکہ وہ
رعوت اور شر اور عجیب میں گرفتار رہے اور توحید حاصل نصیبی کو چاہتی ہے اور وہ نصیبی حبت تک
انسان اپنے دل سے یہ نہ سمجھے کہ میری کوشش کا کچھ دخل نہیں محض انعام الہی ہے حاصل نہیں
ہو سکتی مثلاً ایک شخص تمام عیاں کر اور اپنی نفس کو نصیب میں ڈال کر اپنے کہیت کی آب باشتی کر
لے ہے اور دوسرے شخص تمام راست سوار اور ایک باول آیا اور اس کے کہیت کو پانی سے بہرہ
مہیت پونچھا ہوت کہ کیا وہ دونوں خدا کا شکر کرنے میں برابر ہوتے ہیں کہ نہیں۔ بلکہ وہ زیادہ
شکر کرنے والے کو انیس کی نعمت کے پانی دید گیا۔ اسی لئے خدا تعالیٰ کے کلام میں بار بار آیا ہے
کہ اے خدا کا شکر کر جس نے رسول پیغمبرؐ اور تمہیں توحید سکھائی۔

سوال (4)

جن لوگوں نے نیک نیکی کے ساتھ آنحضرتؐ کا خلافت کیا یا کرتے ہیں اپنی آفتاب کی روشنی میں اور توحید الہی کے قائل ہیں نیک عمل بجالاتے ہیں اور بد عملوں سے پرہیز کرتے ہیں انہیں نیکیت کیا عقیدہ رکھا جائے۔

الجواب۔ انسان کی نیک نیتی تسلی پانے پر ثابت ہوتی ہے پس جبکہ بجز اسلام کے کسی مذہب میں تسلی نہیں مل سکتی تو نیک نیتی کا ثبوت کیا ہوا مثلاً عیسائی مذہب کا یہ حال ہے کہ وہ کھلے کھلے طور پر ایک انسان کو خدا بنا رہے ہیں اور انسان ہی وہ کہ جو تختہ مشق ہے اور یہ سہاج وائے اپنے پریشیر کے وجود پر کوئی دلیل نہیں لائے کیونکہ ان کے نزدیک وہ خالق ہمدین نامعلوم پروردگار کے خالق کی شناخت ہوا اور ان کے مذہب کی رو سے خدا تعالیٰ معجزات نہیں دیکھاتا اور مذہب کے زمانہ میں دیکھتا ہے تا معجزوں کے ذریعہ سے پریشیر کا ثبوت ملے

کتاب پر پڑھا دیا۔ سو کہ تو گویا کون خدا۔ میں ملا دی جو میرے کیا۔ میں۔ انسان کو کچھ تسلی دے سکتی ہے۔ تو اسلام وہ خدا پیش کرتا ہے جس پر انسانی عظمت اور تمام اسباب کا انھوں سے جو اسلام کے کامل پرستاروں اپنی طاقتیں قائم کرتا ہے۔ ہنسنا

اور ان کے پاس سے بات پر کوئی دلیل نہیں کہ وہ صفات جو پیشتر کی طرف اشارہ کیے گئے ہیں
 فی حقیقت اس میں موجود ہیں یہ علم غیب اور سنا اور بولنا اور قدرت کہنا اور دیکھنا اور سنا۔
 پس انکا ہمیشہ صرف فرضی پریشہ ہے یہی عیسائیوں کا دال ہے ان کے خدا کے ہام پر ہی
 مہر لگ گئی ہے۔ پس ایسے ہمیشہ خدا پر ایمان لائے تھے کہ ان کے ہمارے جو شخص اسے خدا
 پر کامل یقین نہیں رکھتا وہ کیونکر کامل طور پر خدا کی محبت پر کوئی اثر نہ کر سکتا۔ بلکہ خدا کے لئے ہر
 نبی کی ہم کی تمام محبت میں کسر نہیں رہی وہ ایک آفتاب کی طرح اور بڑا ہے۔ اور اپنی
 بخشی ظاہر کی۔ پس جو شخص اس آفتاب حقیقی سے منہ پھرتا ہے مکمل خیر نہیں ہو سکتا۔ بلکہ ایک
 نہیں کہہ سکتے کیا جو شخص مجبور ہے اور عذاب نے اس کے اعضاء کو ہلاک کر دیے وہ کیونکر
 ہے کہ میں مجبور نہیں یا بھی علاج کی حاجت نہ پڑے بلکہ کہہ سکتے ہیں سو اور فرما
 طور پر کوئی شخص نہایت مومن ہو کہ وہ وجود پوری نیک نیتی اور پوری پوری کوشش سے
 کہہ سکتا کہ وہ دنیا کے حصول کیلئے کرتا ہے سلام کی سچائی تاکہ اسے نجات دلا سکے اور اسے
 کے پاس ہے مگر یہ ہی تمام عمر میں ایسا کوئی آدمی دیکھا نہیں ملتا ہے کہ وہ اس کے
 دین کوئی شخص نفس اور لطف کی دوسرے کسی دوسرے مذہب کو عام نہ پہنچا دے کہ
 تارک اور باطل دین نفسانہ کی تعلیم سے ایک بات بکھڑکتے ہیں کہ ان کو جبر کا نام
 زنا زیم سنی اسلام کے پیروی کی ضرورت نہیں۔ مگر درحقیقت تو یہ کیسا ہی سزا
 سے پس یہ سزا جیسا کہ یہ ہے اور خدا کے لئے ہرگز ایسا ہے اور یہ کیسا ہے اور وہ
 کہہ سکتا کہ ان جاننا ہے کہ اس نے اپنے نبی کے لئے چائی ثابت کر نیک سے۔ اور ان
 نشانوں سے بہرہ یاب ہے اور اس سے زیادہ میں ہی خدا کے اس چیز خدا کو بھیج کر رہا
 نشان آخر سنتی اسلام کے لئے تصدیق کیے بغیر ظاہر فرمائے ہیں جو ہر شخص کے لئے ہیں
 تو یہ تمام محبت میں کوئی کسر باقی ہے جس شخص کو مٹی لفت پر نیکو عمل ہے وہ کیوں موقت
 کی راہ کو سچ نہیں سکتا اور جرات کو دیکھتا ہے کہ اس کو سکور نہ روشن میں نظر نہیں آتا۔

اسلام کا ایسا فطر کے موافق وہ ہے کہ اس کی ایک جہل اور وہ ہندو کی بھی وہ ہے۔
 کہ جو کہ اس کے مقابل میں وہ کسی قوم کے لئے نہیں ہے۔

حالانکہ تخریب کن راہوں کی نسبت تصدیق کی راہ بہت سہل ہے ہر مان جو شخص سلوب العقل کی طرح ہو اور انسانی قوتوں سے کم حصہ کتابت کا حساب خدا کی سپرد کرنا چاہے اس کے بارہ میں ہم کلام نہیں کر سکتے وہ ان انسانوں کی طرح ہے جو غور و سالی اور چہن مین مریجاتے ہیں مگر ایک شیر کذاب یہ غدر نہیں کر سکتا کہ مین نیک نیتی سے تخریب کرتا ہوں دیکھنا چاہئے کہ اس کے جو اس لایق مین یا نہیں کہ مسئلہ توحید اور سدک کچھ سکے اگر معلوم ہوتا ہے کہ سمجھتا ہے مگر شرارت سے تخریب کرتا ہے تو وہ کیونکر معذور رہ سکتا ہے اگر کوئی آفتاب کی روشنی دیکھ کر یہ کہے کہ دن نہیں بلکہ رات ہے تو کیا ہم اسکو معذور سمجھ سکتے ہیں اسی طرح جو لوگ دانستہ کج کوشی کرتے ہیں اور اسلام کے دلائل کو توڑ نہیں سکتے کیا ہم خیال کر سکتے ہیں کہ وہ معذور ہیں۔ اور اسلام تو ایک زندہ مذہب ہے جو شخص زندہ اور مردہ مین فرق کر سکتا ہے وہ کیوں اسلام کو ترک کرتا اور مردہ مذہب کو قبول کرتا ہے خدا تعالیٰ اس زمانہ مین بھی اسلام کی تائید مین بڑے بڑے نشان ظاہر کرتا ہے اور جیسا کہ اس بارہ مین مین خود صاحب تجربہ ہوں اور مین دیکھتا ہوں کہ اگر میرے مقابل پر تمام دنیا کی قومیں جمع ہو جائیں اور آیات کا بالمقابل امتحان ہو کہ کون خدا غیب کی خبریں دیتا ہے اور کس کی دعا مین قبول کرتا ہے اور کس کی مدد کرتا ہے اور کس کے لئے بڑے بڑے نشان دکھاتا ہے تو مین خدا کی قسم کہا کر کہتا ہوں کہ مین ہی غالب رہوں گا۔ کیا کوئی ہے !! کہ اس امتحان مین میرے مقابل پر آوے ہزار نشان خدا نے محض اس لئے مجھے دئے ہیں کہ تا دہن معلوم کرے کہ دین اسلام سچا ہے مین اپنی کوئی عزت نہیں چاہتا بلکہ اپنی عزت چاہتا ہوں جس کے لئے مین بھیجا گیا ہوں۔ بعض نادان کہتے ہیں کہ فلان فلان پیشگوئی پوری نہیں ہوئی اور اپنی پیش گوئی سے ایک دو پیشگوئیوں کا ذکر کرتے ہیں کہ وہ پوری نہیں ہوئی جیسا کہ شری آدمی پہلے نبیوں کے وقت مین ایسا ہی کرتے آئے ہیں۔ مگر وہ آفتاب پر عقو کنا چاہتے ہیں اور اپنے جھوٹ

+ جو شخص پہلے آپس میں کو خدا ہوا ہے یا بیدل خدا کو خالق بنو جو اسے تیا ہو کیا وہ ہلام کی بجائی کے مشا دلائل دیکھ نہیں سکتا۔ منہ

اور اتر اسے اپنی بات کو رنگ و بیکر لوگوں کو دہوکہ دیتے ہیں انکو خدا تعالیٰ کی سنت کی خبر نہیں
 انکو خدا تعالیٰ کی کتابوں کا علم نہیں یا کسی کو علم ہے اور محض شرارت سے ایسا کہتا ہے ان کے
 نزدیک تو گویا یونس نبی ہی جبراً تھا جسکی قطعی پیشگوئی میں کے ساتھ کوئی شرط نہ تھی پوری
 نہ ہوئی۔ مگر میری دو پیشگوئیاں جن کو وہ بار بار پیش کرتے ہیں یعنی آتھم اور احمد بیگ کے
 داماد کی نسبت وہ اپنے شرائط کے لحاظ سے پوری ہو گئی ہیں کیونکہ انکے ساتھ شرطیں تھیں
 ان شرطوں کے لحاظ سے تاخیر ہوئی۔ ان لوگوں کو معلوم نہیں کہ وعید کی پیشگوئیوں میں
 ضروری نہیں ہوتا کہ پوری ہو جائیں اس پر تمام انبیاء کا اتفاق ہے اور میں اس بار میں
 زیادہ لکھنا نہیں چاہتا کیونکہ اسکی تفصیل میں میری کتاب میں بھری پڑی ہیں۔ انھم تو جو جب
 پیشگوئی کے فوت ہو گیا اور احمد بیگ بھی بموجب پیشگوئی کے فوت ہو گیا اب اس کے داماد
 کی نسبت روتے ہیں اور وعید کی پیشگوئیوں کی نسبت جو سنت الہیہ اسکو قبول جاتے
 ہیں۔ اگر شرم اور حیا اور انصاف ہو تو دو فردین بنا کر ایک فرد میں وہ پیشگوئیاں لکھیں جو
 انکی نسبت میں پوری نہیں ہوئیں اور دوسری فرد میں وہ پیشگوئیاں لکھیں جن کی کوئی انکار نہیں کیا
 تب انکو معلوم ہو کہ وہ ایک دیکھتے مقابل پرچہ نہایت معاف ہے ایک تطویش کرتے ہیں جو انکے نزدیک مصیبت نہیں
 غرض یہ امر سچے کے لائق ہے کہ صرف دو پیشگوئیوں پر انکا اتنا ماتم اور سیاق
 ہے مگر اس جگہ ہزار پیشگوئیاں پوری ہو گئی ہیں اور کئی لاکھ انسان ان کے گواہ ہیں
 اگر ان کو خدا کا خوف ہو تو کیوں ان سے فائدہ نہیں اٹھاتے اس طرح تو یہودی بھی ایک
 لکھتے ہیں کہ اکثر پیشگوئیاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پوری نہیں ہوئیں جیسا کہ بارہ حواریوں کے
 بارہ تختوں کی پیشگوئی اور اسی زمانہ میں ان کے دو ہاتھ آنے کی پیشگوئی وغیرہ۔

غلاصہ کلام یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حجت تمام دنیا پر پوری ہو چکی
 ہے اور آپ کے اوزار سچ سے زیادہ چمکے ہیں پھر انکا زکے ساتھ نیک نیتی کیونکہ جمع ہو سکتی ہو
 اور جس شخص سے یہ بدگلی ظہور میں آئے کہ ایک کھلی کھلی سچائی کو روکیا اسکی نسبت ہم کیونکہ کہہ سکتے ہیں کہ

حضرت عیسیٰ کی توحید میں یہ پیشگوئی تھی کہ وہ نبی اسراج کو کشت میں وہاں دورہ اور شہد کی ہرین بیت میں پہنچا جائیگا مگر پیشگوئی پوری ہو
 حضرت عیسیٰ ہی وہ ہیں نہ تھے اور نبی اسراج ہیں۔ ایسا ہی حضرت عیسیٰ کی پیشگوئی کہ بارہ تخت آئیں

اور ان کے ساتھ ہزار پیشگوئیاں پوری ہو گئی ہیں اور کئی لاکھ انسان ان کے گواہ ہیں اور ان کے اوزار سچ سے زیادہ چمکے ہیں پھر انکا زکے ساتھ نیک نیتی کیونکہ جمع ہو سکتی ہو اور جس شخص سے یہ بدگلی ظہور میں آئے کہ ایک کھلی کھلی سچائی کو روکیا اسکی نسبت ہم کیونکہ کہہ سکتے ہیں کہ

وہ نیک اعمال بجا لاتا ہے۔ تیرہ سو برس سے یہ منادی ہم ہی ہے اور ہزار ہا اہل کراہت خوار
اپنے اپنے نہ زمانہ میں خجستہ پوری کر گئے ہیں پس کیا اب تک حجت پر ہی نہیں رہتی آخر منکر
کسی حد تک سزا دینا چاہیے یا نہیں ہوتا ہے تاکہ ہزار ہا معجزات اور خوارق اور خدا کے نشان
دیکھ کر اور سیدیم کو محمد پاکر اور خالص توحید اسلام میں دیکھ کر پھر کتنا ایمان آئے گا ابھی یہ ہی تسبیح

بالآخر ہم اس غلط فہمی میں چند امور ضروریہ بیان کر کے اس رسالہ کو ختم کرتے ہیں۔
 ۱۔ انجیل ایک یہ کہ ڈاکٹر عبدالحکیم خان اپنے رب کو مسیح الدجال وغیرہ میں سے پرہیزگار
 کہتے ہیں کہ کوئی جیسے اپنی کتاب میں یہ لکھا ہے کہ جو شخص میرے پر ایمان نہیں لائے گا گو وہ میرے
 نام سے بھی بے خبر ہوگا اور گو وہ ایسے ملک میں ہوگا جہاں تک میری دعوت نہیں پہنچی
 تب بھی وہ کافر ہو جائیگا اور دوزخ میں پڑے گا۔ یہ ڈاکٹر مذکور کا مسرے فقرہ ہے مگر کسی کتاب
 یا کسی اشتہار میں ایسا نہیں لکھا اس پر فرض ہے کہ وہ ایسی کوئی میری کتاب پیش کر جس
 میں یہ لکھا ہے۔ یا وہ یہ کہ اس نے محض چالاکی سے جیسا کہ انکی عادت ہے یہ فقرہ میرے
 پر کیلئے یہ تو ایسا امر ہے کہ بیداشت کوئی عقل اسکو قبول نہیں کر سکتی جو شخص کجی نام سے
 بھی بے خبر ہے اس پر مواخذہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ ان میں یہ کہتا ہوں کہ چونکہ میں مسیح موعود
 ہوں اور خدا نے عام طور پر میرے لئے آسمان کے نشان و ظاہر کئے ہیں پس جس شخص پر میرے مسیح
 موعود ہونے کے بارے میں خدا کے نزدیک اتمام حجت ہو چکا ہے اور میرے دعوے پر وہ اطلاع
 پا چکا ہے وہ قابل مواخذہ ہوگا کیونکہ خدا کے فرستادوں سے دانستہ منہ پھیرنا ایسا امر نہیں
 ہے کہ اس پر کوئی گرفت نہ ہو اس گناہ کا مواخذہ میں نہیں ہوں بلکہ ایک ہی ہے جس کی تائید
 کے لئے میں بھیجا گیا یعنی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ جو شخص مجھ پر نہیں مانتا
 وہ میرا نہیں بلکہ اس کا فرمان ہے جس نے میرے آئینے پیشگوئی کی۔

ایسا ہی عقیدہ میرا حضرت علیؑ سے اس حدیث سے مسلم پر ایمان لانا کی بارہ مین بھی بنتی ہے کہ جس شخص کو

۱۱۱
 فلسفہ خدائے خالق کے بارے میں
 خدائے تعالیٰ کے بارے میں بحث ہے کہ اس کے مفہوم میں یہ امر دخل نہیں ہے کہ کوئی شخص اس شخصیت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاوے یا نہ لاوے۔ حالانکہ تمام مسلمانوں کے اتفاق سے اسلام تمام نہیں ہے، صرف تنگ و تنگ ہے، اصل یہ ہے کہ اسلام کے بارے میں جو شخص قرآن شریف فرماتا ہے کہ ہر ایک امت کے ذریعہ ان کے نبی کے یہ عہد یہ تھا کہ جب حضرت خاتم الانبیاء پیدا ہوئے تو ان پر ایمان لانا اور ان کی ہدایت کرنا۔ اور یہی ہے کہ اس شخصیت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دعوت اسلام کے خلاف اس وقت کے عیسائی، دھرم اور کٹر کٹر کفر کے لیے تھی یعنی یہ تھا کہ ان کی دیکھو صفحہ ۱۱۹)

مسائل پورپ کو کیونکر سمجھ کر لکھتے ہیں جنہوں نے قرآن شریف کے زیر کیم کے شاہ کیم اور آپ تفسیر میں مکہ میں اور حدیث کی بڑی بڑی کتابوں کے ترجمہ کے در لغت عربی کی بڑی بڑی کتابوں میں بیحد کم ہمارے یہ قریب ہو کر حق قدر اسلام کے کتب خانے پورپ میں موجود ہیں اس قدر مسلمانوں کے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پہنچ چکی ہے اور وہ آپ کی بعثت کو مطلع ہو چکا ہے اور خدا تعالیٰ کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے بارے میں اس پر تمام حجت ہو چکا ہے وہ اگر کفر پر مگر گیا تو ہمیشہ کی جہنم کا سزاوار ہو گا۔

اور تمام حجت کا علم محض خدا تعالیٰ کو ہے ان عقل اس بات کو جان ہی ہے کہ چونکہ لوگ مختلف استعداد اور مختلف فہم پر مجبول ہیں اس لئے ان تمام حجت ہی صرف ایک ہی طرز پر نہیں ہو گا۔ پس جو لوگ جو علمی استعداد کے قدر کی باطن اور نشانوں اور دین کی خوبیاں کو بہت آسانی سے سمجھ سکتے ہیں اور شناخت کر سکتے ہیں وہ اگر خدا کے رسول ہو، انکار کریں تو وہ کفر کے اول درجہ پر ہونگے اور جو لوگ اس قدر فہم اور علم نہیں رکھتے مگر خدا کے نزدیک ان پر بھی ان کے فہم کے مطابق حجت پوری ہو چکی ہے ان کی بھی رسول کے انکار کا مواخذہ ہو گا اگر نسبت پہلے منکرین کے کم بہر حال کسی کے کفر اور اس پر تمام حجت کے بارے میں خود فرد کا حال دریافت کرنا ہمارا کام نہیں ہے یہ اس کا کام ہے جو عالم الغیب پر ہم اس قدر کہہ سکتے ہیں کہ خدا کے نزدیک جس پر تمام حجت ہو چکا ہے اور خدا کے نزدیک جو منکر ٹھہر چکا ہے وہ مواخذہ کے لائق ہو گا۔ مان چونکہ شریعت کی بنیاد ظاہر پر ہے اس لئے ہم منکر کو مومن نہیں کہہ سکتے اور نہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ مواخذہ سے بری ہے اور کافر منکر کو ہی کہتے ہیں کیونکہ کافر کا لفظ مومن کے مقابل پر ہے اور کفر دو قسم پر ہے۔

(اول) ایک یہ کفر کہ ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا رسول نہیں مانتا۔ (دو) دوسرے یہ کفر کہ مثلاً وہ سچ موعود کو نہیں مانتا اور اسکو باوجود اتمام حجت کے جھوٹا جانتا ہے جس کے ماننے اور سچا جاننے کے بارے میں خدا اور رسول نے تاکید کی ہے اور پہلے فیوض کے کتابوں میں ہی تاکید پائی جاتی ہے۔ پس اسکو کہ وہ خدا اور رسول کے فرمان کا منکر ہی کا زہر ہے اور اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں کیونکہ جو شخص باوجود شناخت کر لینے کے خدا اور

مذکورہ بالا تمام باتیں قرآن مجید میں مذکور ہیں اور ان سے کفر و ایمان کا پتہ چلتا ہے۔

رسول کے علم کو نہیں مانتا وہ بموجب نص صریح قرآن اور حدیث کے خدا اور رسول کو ہی نہیں مانتا اور اس میں شک نہیں کہ جس پر خدا تعالیٰ کے نزدیک اول قسم کفر یا دوسری قسم کفر کی نسبت اتمام حجت ہو چکا ہے وہ قیامت کے دن سزا خذہ کے لائق ہوگا اور جس پر خدا کے نزدیک اتمام حجت نہیں ہوا اور وہ مکذب اور منکر ہے تو گو شرعیت نے جسکی بنا ظاہر پر ہے اسکا نام ہی کافر ہی رکھا ہے اور ہم ہی اسکو اتباع شرعیت کافر کے نام سے ہی پکارتے ہیں مگر پھر بھی وہ خدا کے نزدیک بموجب آیت لا یكلف اللہ نفساً الا و سعه ا قابل سزا خذہ نہیں ہوگا۔ اُن ہم اس بات کے مجاز نہیں ہیں کہ ہم اسکی نسبت نجات کا حکم دین اسکا معاملہ خدا کے ساتھ ہے ہمیں اس میں دخل نہیں اور عیا کہ میں ابھی بیان کر چکا ہوں یہ علم محض خدا تعالیٰ کو ہے کہ اُس کے نزدیک باوجود دلائل عقلیہ اور نقلیہ اور عمدہ تسلیم اور آسانی نشا نون کے کس پر ابھی تک اتمام حجت نہیں ہوا ہمیں دعویٰ سکرنا نہیں چاہئے کہ فلان شخص پر اتمام حجت نہیں ہوا ہمیں کسی کو باطن کا علم نہیں ہے اور چونکہ ہر ایک پہلے کے دلائل پیش کرنے اور نشا نون کے دکھلانے سے خدا تعالیٰ کے ہر ایک رسول کا ہی ارادہ رہا ہے کہ وہ اپنی حجت لوگوں پر پوری کرے اور اس بارے میں خدا بھی اسکا مو تیر رہا ہے اسلئے جو شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ مجھ پر حجت پوری نہیں ہوئی وہ اپنے انکار کا ذمہ دار آپ ہو اور اس بات کا بار ثبوت اسی کی گردن پر ہے اور وہی اس بات کا جواب وہ ہوگا کہ باوجود دلائل عقلیہ اور نقلیہ اور عمدہ تسلیم اور آسانی نشا نون اور ہر ایک قسم کی رہنمائی کے کیوں اُس پر حجت پوری نہیں ہوئی یہ بحث محض فضول اور فرضی کجواس ہے کہ جس پر حجت پوری نہیں ہوئی وہ باوجود اس کے کہ اُس سلام پہ اطلاع بائی انکار کی حالت میں نجات پا جائیگا بلکہ ایسے مذکرہ میں خدا تعالیٰ کی ہمت ہے۔ کیونکہ حجت سارہ تو امانت ہے اپنے رسول کو یہی اسکی اس میں کسر شان ہو اور نیزہ مختلف وعدہ لازم آتا ہے کہ باوجود اس کے کہ اُس نے یہ وعدہ ہی کیا کہ میں اپنی حجت پوری کروں

ہم تمام میں بھی تو دیکھنا چاہئے کہ جس دین کو ایسا شخص اختیار کر رہا ہے وہ دین بمقابلہ اسلام کس قسم کی تو حید اور غلط فہمیت حضرت اری بیش کہ آئندہ عجیب بات کہ ایسے لوگ جن کے دین میں خدا کی غلط فہمی نہ خدا کی توحید نہ خدا کی شجاعت نہ خدا کی لڑائی نہ ہو، یہ تو کونسا دین ہے کہ تو ایسا شخص جو دنیا ایک شیطانی جوہر یا شیطانی عنصر یا شیطانی طاقت ہے نہ اتنا فتنہ فتنوں سے اپنا ثبوت نہ کر سکتا ہو کہ کس اور نہ کس کے کہنا پر یہ

سلام سیدوینہ اچھا ہے کیا وہ اپنے مذہب کی خوبی دکھلا سکے گئے تیرے لگویش کریگا جس میں بلوچوں دزدہ ہونے ایک عورت کے خاوند کے دوسرا
شخص اُس نے ہم پرستہ ہو سکتا ہے۔ منگو

پھر یہی وہ کمزبین پر اپنی محبت پوری نہیں کر سکا اور انہوں نے اُن کے رسول کی تکذیب
 ہی کی اور پھر نجات ہی پا گئے اور ہم جب خدا تعالیٰ کے نشانوں کو دیکھتے ہیں جو اُس نے
 دین اسلام کیلئے ظاہر کئے اور پھر ہم ولایہ اعلیٰ اور تعلیہ کو دیکھتے ہیں اور ہزار بار خوبیاں سلام
 میں پاتے ہیں جو غیر قوموں کے مذاہب میں نہیں اور خدا تعالیٰ کی طرف ترقی کرنے کا دروازہ
 محض اسلام میں ہی کھلا دیکھتے ہیں اور دوسرے مذاہب کو ایسی حالت میں پاتے ہیں کہ وہ یا تو
 مخلوق پرستی میں گرفتار ہیں اور یا خدا تعالیٰ کو خالق اکل اور مبداء اکل اور حشر و کُل فیوض کا
 نہیں مانتے تو ہمیں ایسے لوگوں پر افسوس آتا ہے جو ان ہیودہ باتوں کو دنیا میں پہلے پاتے
 ہیں کہ جو شخص اسلام پر اطلاع تو رکھتا ہو مگر اس پر تمام محبت نہ ہو وہ نجات پا سکا یا یہ ظاہر ہے
 کہ صحیح واقعات کو نہ ماننا گو عمدہ نہ ہو تب بھی وہ نقصان رسان ہوتا ہے مثلاً طبیوں نے
 یہ اشتہار دیا ہے کہ آتشک زدہ عورت کے نزدیک مت جاؤ اور ایک شخص نے ایسی عورت
 سے محبت کی اب اس کا یہ کہنا بیجا ہے کہ میں طبیوں کے اس اشتہار سے بخبر تھا
 مجھے کیوں آتشک ہر گئی باوانامک صاحب نے یہ کہا ہے مع منہ کے کہ میں انکا جہل مند ہوں۔

اے نادانو! جبکہ خدا نے اپنی سنت کے موافق اپنی دین توہم کی محبت پوری
 کر دی تو اب ہمیں شبہات کو دخل دینا اور باوجود خدا کے تمام محبت کے ہیودہ باتوں کو پیش کرنا کیا
 ضرورت ہے اگر حقیقت خدا تعالیٰ کے علم میں کوئی ایسا ہو گا کہ اس پر تمام محبت نہیں ہو
 تو اس کا معاملہ خدا کے ساتھ ہے ہمیں اس بحث کی ضرورت نہیں ہاں جو اسلام سے محض
 بے خبر ہے اگر بے خبری میں مر جاوے جیسے نابالغ بچے اور مجاہدین یا کسی ایسے ملک کے رہنما
 جسے جہان اسلام نہیں پہنچا وہ معذور ہیں۔

الانجملہ امر قابل تذکرہ ہے کہ عبدالحمید خان نے اپنے دوسرے ہم غصوں کی پیروی کر کے
 میرے پیہ الزام لگائے ہیں کہ میں جھوٹا ہوں اور ہمارے دجال ہوں اور ہمارے ہون
 اور غائن ہوں اور اپنے رسالہ المسیح الدجال میں طرح طرح کی میری عیب ستاری کی ہے چنانچہ

میرا نام شکم پرست نفس پرست متکبر و جال شیطانی جابل مجنون کذاب مست حرام خور و عین
 خائن رکھا ہے اور دوسرے کو عیب لگائے ہیں جو اسکی کتاب المسیح الدجال میں لکھے ہوئے ہیں
 اور یہی تمام عیب ہیں جو ابتداء ہوتی حضرت عیسیٰ پر لگائے ہیں۔ پس یہ خوشی کی بات ہے کہ اس
 امت کے یہودیوں نے بھی وہی عیب میرے پر لگائے مگر میں نہیں چاہتا کہ ان تمام الزاموں
 اور گالیوں کا جواب دون بلکہ میں ان تمام باتوں کو خدا تعالیٰ کے حوالہ کرتا ہوں اگر میں ایسا
 ہی ہوں جیسا کہ عہد الحکیم اور اسکے ہمجنسوں نے مجھ پر سمجھا ہے تو پھر خدا تعالیٰ سے بڑھ کر میرا
 دشمن اور کون ہوگا اور اگر میں خدا تعالیٰ کے نزدیک ایسا نہیں ہوں تو پھر میں یہی بہتر طریق
 سمجھتا ہوں کہ ان باتوں کا جواب خدا تعالیٰ پر چھوڑ دوں۔ ہمیشہ اسی طرح پرست اند ہے کہ
 جب کوئی فیصلہ زمین پر نہیں سکتا تو اس مقدمہ کو جو اس کے کسی رسول کی نسبت ہوتا ہے
 خدا تعالیٰ اپنے ہاتھ میں لے لیتا ہے اور آپ فیصلہ کرتا ہے اور اگر مخالفوں میں سے کوئی غور
 کرے تو ان کے الزاموں سے یہی میری ایک کراہت ہی ثابت ہوتی ہے کیونکہ جب کہ میں ایک
 ایسا ظالم اور شریر آدمی ہوں کہ ایک طرف تو عرصہ پچیس سال سے خدا تعالیٰ پر جھوٹ بول رہا ہوں
 اور راست کو اپنی طرف سے دوچار باتیں بناتا ہوں اور صبح کہتا ہوں کہ خدا کا یہ الہام ہے اور پھر دوسری
 طرف خدا تعالیٰ کی مخلوق پر یہ ظلم کرتا ہوں کہ ہزار ہا روپیہ انکا بددیانتی سے کہا لیا ہے عہد شکنی کرتا ہوں
 جھوٹ بولتا ہوں اور اپنی نفس پرستی کیلئے انکا نقصان کرتا ہوں اور تمام دنیا کی عیب انکا اندر
 رکھتا ہوں پھر مجائے غضب کے خدا کی رحمت مجھ پر نازل ہوتی ہے ہر ایک منصوبہ میرے لٹو کیا جاتا
 ہے خدا دشمنوں کو اس میں نامور اور گھٹا ہے اور ان ہزار ہا گناہوں اور افتراؤں اور ظلم اور حرام خورد و
 کدو سے نہ میرے پر کوئی بچا کرتی ہے اور نہ میں زمین میں مٹھنسا یا جاتا ہوں بلکہ تمام دشمنوں کے
 مخالف پر مجھے مدد ملتی ہے چنانچہ باوجود کئی انکے حملوں میں بچا لیا گیا اور باوجود ہزاروں روگوں کو لگا لگا کر بچا لیا گیا اور
 پس اگر یہ کراہت نہیں تو اور کیا ہے اگر اسکی نظیر مخالفوں کے پاس موجود ہے تو وہ پیش کریں
 ورنہ بجز اسکے کیا کہیں کہ لعنت اللہ علی الکاذبین کیا ان کے پاس پچیس سال کے مغتری کی کوئی

کے لئے اس کا جواب دینا ضروری ہے۔ میرے یہ الزام ہیں اس سے بھی بڑھ کر برکت کی خبر پہلے سے لکھی گئی اور قانونِ خدا کے خلاف ورنہ کامیاب میرے یہ جھوٹا لیا جس کی سزا چھ ماہ قید
 تھی اس سے بھی نہیں بڑھ کر اور برکت کی خبر پہلے سے لکھی گئی۔ اسی طرح اسکی عدالت میں ایک نوحداری مقدمہ میرے یہ جھوٹا لیا جس کی سزا چھ ماہ قید
 نامزد ہے اور اس پرانی کی پہلے پہلے جو دیکھی ہو کہ جس مقدمہ نوحداری مقدمہ میں ایک جھوٹا لیا جس کی سزا چھ ماہ قید

نہج دیدی پھر ایک مقدمہ گورداسپو میں اسی کرم دین کو جہادری میں میرے نام دائر کیا اس میں بھی لکھا گیا اور برکت کی خبر پہلے سے لکھی گئی
 مجھے دی اسی طرح میرے دشمنوں نے آٹھ حملے میرے پر کئے اور آٹھ میں ہی مراد ہے اور خدا کی وہ پیشگوئی پوری ہوئی جو
 آٹھ پچیس سال پہلے براہین احمدیہ میں درج ہے یعنی یہ کہ یتصرف اللہ فی مواظبتہ کیا یہ کراہت نہیں؟ منسلک

تغیر ہے جس کو باوجود اس مدت کے اقرار کے خدا نشان تائید اور نصرت الہی کے ذکر کر رہے ہوں۔
وردہ دشمنوں کے ہر ایک حملہ سے بچایا گیا ہو۔ فاقوا بعد ان کنت تم صدیقین۔

خلاصہ کلام یہ کہ اب ہمارا اور مخالفوں کا جھگڑا انتہا تک پہنچ گیا ہے اور اب یہ وقت ہے
فیصلہ کر دینے کا۔ اگر میں صادق ہوں تو ضرور ہے کہ آسمان میرے لئے ایک زیروست کرے گا
وہ جس کی بنیاد کا پتہ چائین اور اگر میں پچیس سال مجرم ہوں جس نے اس مدت دراز تک خدا سے
افتر کیا تو میں کیونکر بچ سکتا ہوں اس صورت میں اگر تم سب میرے دوست بن جاؤ تب ہی میں
جاک شہ ہوں کیونکہ خدا کا ہاتھ میرے مخالف ہو۔ اے لوگو تمہیں یاد رہے کہ میں کاذب نہیں
ہوں مظلوم ہوں اور مفتی نہیں بلکہ صادق ہوں میرے مظلوم ہونے پر کٹنا گذر گیا ہے
یہ وہی بات ہے کہ آج سے ۲۵ برس پہلے خدا نے قربانی جو براہین احمدیہ میں شائع ہوئی یعنی خدا کا
یہ الہام کہ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اس سے
قبول کر لیا اور بڑی زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دی گئی۔ یہ اس وقت کا
الہام ہے جبکہ میری طرف سے نہ کوئی دعوت تھی اور نہ کوئی منکر قاصد تھا یہ پیشگوئی کے رنگ میں
یہ الفاظ تھے جو مخالفت مولویوں نے پورے کئے سر انہوں نے جو چاہا کیا اب اس پیشگوئی کے
دوسرے فقرے کے ظہور کا وقت ہے یعنی یہ فقرہ کہ لیکن خدا اسے قبول کر لگا اور بڑے زور
حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دی گئی۔

افسوس کہ جو خدا تعالیٰ کے نشان کچھلے طور پر ظاہر ہوئے ان سے انہوں نے
کچھ فائدہ نہیں اٹھایا اور جو بعض نشان سمجھ میں نہیں آئے ان کو ذریعہ اعتراض بنا دیا۔ لیکن
میں جانتا ہوں کہ اب اس فیصلہ میں دیر نہیں آسمان کے نیچے یہ بڑا ظلم ہوا کہ ایک خدا کے
سامنے جو چاہا ان لوگوں نے کیا اور جو چاہا نہ کیا۔ اور یہ عجیب بات کہ محمد حکیم تن اپنے
سالہ ذکر حکیم کے پتہ لکھ کر صفحہ ۱۵ میں میری نسبت لکھتا ہے ”جہاں کی طرف سے کوئی لڑیں
نہیں وہی ایمان ہے کہ آپ مثیل یح ہیں۔ یح ہیں۔ مثیل انبیاء ہیں“ پھر اسی کتاب کے صفحہ

نہیں کر سکتے کہ یہ شیطانی خواب ہے کیونکہ شیطان کو کسی کے ہلاک کرنے کی ہرگز ریت نہیں پڑتی۔
 ہاں شیطانی خواب میں اور شیطانی الہام وہ ہیں جو اب میری مخالفت کی حالت میں اس کو
 ہوتے ہیں کیونکہ ان کے ساتھ کوئی نمونہ خدائی طاقت کا نہیں ہوتا۔ ان کو کہہ سکتے ہیں کہ یہ
 کہ شیطان اس سے دور ہو جائے۔

اور منجملہ امور قابل تذکرہ کے ایک یہ ہے کہ عبدالحکیم خان نے اپنے رسالہ میں
میں دوسرے مخالفین کی طرح عوام کو یہ دھوکہ دیا تھا کہ گویا میری پیشگوئی بن گیا تھی
رہی ہیں۔ چنانچہ جو پیشگوئی عبد اللہ اتہم کی نسبت تھی اور جو پیشگوئی عبد اللہ اتہم کی نسبت تھی
نسبت تھی اور جو ایک پیشگوئی مولوی محمد حسین بٹالوی اور ان کے بعض رفیقوں کی
نسبت تھی ان سب کو بیان کر کے یہ دعوے کیا ہے کہ وہ پوری نہیں ہوئیں مگر
میں ان پیشگوئیوں کی نسبت بار بار لکھ چکا ہوں کہ وہ سنت اللہ کے موافق پوری ہو چکی
ہیں عبد اللہ اتہم کی نسبت اور نیز احمد بیگ اور اسکے داماد کی نسبت بیان کر چکا ہوں
کہ یہ دونوں پیشگوئیاں شرطی تھیں عبد اللہ اتہم کی نسبت پیشگوئی کے یہ لفظ تھے
کہ وہ پندرہ مہینے میں ہلاک ہو گا بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے یہ لفظ نہیں تھے کہ
بشرطیکہ ظاہری طور پر مسلمان ہی ہو جائے۔ رجوع ایک ایسا لفظ ہے جو مسلمان کے ساتھ
تعلق رکھتا ہے + سوائے اسی مجلس میں جس میں ساتھ یا شریک چھ کلمہ پیش گوئی تھی وہ
پیشگوئی سننے کے بعد آثار رجوع ظاہر کئے یعنی جب پیشگوئی سن کر باہر آئے
ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی کتاب میں و جال کہا ہے اسکی سن میں ہمارے
پندرہ مہینے کے اندر تمہاری زندگی کا خاتمہ ہو گا تب اسکا رنگ زرد ہو گا اور
زبان باہر نکالی اور دونوں ہاتھ کانوں پر رکھے اور پتہ آوے گا کہ یہ کون سا
صلی اللہ علیہ وسلم کا نام و جال نہیں رکھا۔ اس مجلس میں مسلمانوں میں سے ایک یہ کہتا
تھا کہ یہی موجود ہے جن کا نام شاید یوسف شاہ تھا اور بہت سے عیسائی اور مسلمان اسکا ہاتھ

+ اگر کسی نسبت یہ پیشگوئی ہو کہ وہ چند روز میں ایک ایسا بیمار ہو جائیگا جس کی گروہ یا سٹینڈر کے ساتھ ہوجائے اور تاک اور تمام اعضا گرہ لگ گیا وہ خلیجوں پر کیا پیشگوئی ہو رہی نہیں ہے؟

عیسائیوں میں سے ڈاکٹر مارٹن کلارک ہی تھا جس نے بعد میں میرے پر خون کا مستند ذکر کیا تھا۔ ان سب کو صلف کیساتھ پوچھنا چاہئے کہ کیا یہ امر وقوع میں آیا تھا یا نہیں اور اگر حقیقت یہ الفاظ عبد اسد اہتم کے منہ سے نکلے تھے تو اب خود سوچنا چاہئے کہ کیا یہ توخی اور شرارت کے الفاظ تھے یا عجز و نیاز اور رجوع کے الفاظ تھے۔ میں نے تو اس قسم کے عجز و نیاز کے الفاظ اپنی تمام عمر میں کسی عیسائی کے منہ سے نہیں سنے بلکہ اکثر انکی کتاب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت گالیوں سے بھری ہوئی دیکھی ہیں پھر جبکہ ایک مخالف شخص نے عین مباحثہ کے وقت میں اس قدر تذلل اور انکسار کے ساتھ جواب کہنے سے انکار کیا اور بعد میں وہ پندرہ مہینہ تک خاموش رہا بلکہ روتا رہا تو پھر کیا وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک اس بات کا حق نہ کہتا تھا کہ خدا تعالیٰ نے شرط کے موافق اسکو فائدہ پہنچا تا ۱۲۴ پھر بہت مدت تک یہی اسکی زندگی نہیں ہوئی بلکہ چند ماہ کے بعد فوت ہو گیا اس نے بعد اس کے کوئی شخی نہیں دیکھا اور جو کچھ اسکی طرف منسوب کیا جاتا ہے وہ عیسائیوں کا اپنا کرتب ہے، غرض نفس مشکوئی تھا اسکی موت تھی اسکے موافق وہ میری زندگی میں ہی مر گیا۔ خدا نے میری عمر بڑادی اور اسکی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔ اب اسی بات پر زور دینا کہ وہ میعاد کے اندر نہیں مرا کس قدر ظلم اور تعصب ہے اسے نادان کیا تو پریش کے تعصب سے بھی بے خبر ہے جس کا ذکر قرآن شریف میں موجود ہے یونسؑ کی مشکوئی میں کوئی شرط بھی نہیں تھی تب بھی توبہ استغفار اسکی قوم بچ گئی حالانکہ اسکی قوم کی نسبت خدا تعالیٰ کا قطعی وعدہ تھا کہ وہ ضرور چالیس دن کے اندر ہلاک ہو جائیگی مگر کیا وہ

۱۲۴ حاشیہ۔ یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ عبد اسد اہتم کی نسبت بھی موت کی مشکوئی تھی اور لیکچر کی نسبت بھی موت کی مشکوئی تھی مگر عبد اسد اہتم نے عجز و نیاز دیکھا دیا اسلئے اسکی موت میں اہل میعاد چند ماہ کی تاخیر واقع ہوئی۔ لیکچر نے مشکوئی سننے کے بعد شخی ظاہر کی اور بازاریوں اور گیموں میں ہمارے بنی سے اللہ علیہ وسلم کو مارا دیتا رہا اسلئے قبل اسکے کہ اسکی اہل میعاد بھی پوری ہوئی وہ پکڑا گیا اور ابھی امیکسال باقی رہتا تھا کہ وہ مارا گیا عبد اسد اہتم سے خدا تعالیٰ نے اپنی جہاں صفت کو ظاہر کیا اور لیکچر ہم سے جہاں صفت کو۔ وہ قادر ہے کہ بھی کر سکتا ہے

تقد ان الفاظ صاف ظاہر ہے کہ عبد اسد اہتم نے جہاں کہنے سے رجوع کر لیا تھا اور مشکوئی کا اہل موجب بھی لفظ تھا۔ منہ

اس پیشگوئی کے مطابق چالیس برس کے اندر ہلاک ہو گئی اگرچہ ہونڈر منٹور میں ان کا قصہ دیکھ لو یا یونہی کی کتاب ہی ملاحظہ کرو حد سے زیادہ کیونکہ شہر آزد کہلاتے ہو کیا ایک دن مزار نہیں۔ شوخی اور بددیانتی ایمان کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتی۔

اور احمد بیگ کے داماد کی نسبت یہی بار بار لکھ چکے ہیں کہ یہ پیشگوئی بھی شرطی تھی اور شرط کے الفاظ جو ہم اشتہارات میں پہلے سے شائع کر چکے ہیں یہ تھے ایھا المرأۃ قوی قوی فان البلاء علی عقیبک یہ الہامی الفاظ ہیں اور اس میں مخاطب اس عورت کی تھی ہے جسکی نسبت یہ پیشگوئی ہے اور ایک مرتبہ میں نے یہ الہام مولوی عبدالصمد صاحب کی اولاد میں سے ایک شخص کو بمقام ہوشیار پور قبل از وقت سنایا تھا شاید ان کا نام عبد الرحیم تھا یا عبد الواحد تھا۔ اس الہامی عبارت کا ترجمہ یہ ہے اے عورت توبہ کر توبہ کر کیونکہ تیری لڑکی اور لڑکی کی لڑکی پر ایک بلا آنے والی ہے اور اس پیشگوئی میں احمد بیگ اور اس کے داماد کی خبر دی گئی تھی چنانچہ احمد بیگ معاد کے اندر مر گیا آہ اور اس عورت کی لڑکی پر بلا آگئی کیونکہ وہ احمد بیگ کی بیوی تھی اور احمد کے مرنے سے بڑا خوف اس کے اقارب پر غالب آگیا۔ یہاں تک کہ بعض نے ان میں کیرٹ عجز و نیاز کے ساتھ خط بھی لکھے کہ دعا کر دس خدا نے ان کے اس خوف اور اس قدر عجز و نیاز کی وجہ سے پیشگوئی کے وقوع میں تاخیر ڈال دی اور جو کچھ مولوی محمد حسین اور اور ان کے رفقا کی نسبت پیشگوئی خدا تعالیٰ کے الہام میں لکھی گئی تھی اسکی نسبت کوئی تاریخ مقرر نہ تھی صرف میری دعا میں اپنے الفاظ تھے الہامی الفاظ نہ تھے۔

میں حاشیہ۔ تعجب ہے کہ جو لوگ احمد بیگ کے داماد کا بار بار ذکر کرتے ہیں کہی وہ یہ زبان پر نہیں لاتے کہ اس پیشگوئی کا ایک حصہ پورا ہو چکا ہے کیونکہ احمد بیگ معاد کے اندر مر گیا ہے اگر ان میں کچھ دیانت ہوتی تو یوں بیان کرنا چاہتے تھا کہ اس پیشگوئی کے دو حصوں میں ایک حصہ پورا ہو چکا ہے اور دوسرا انگوٹھ میں سوا ایک انگوٹھ بچ گیا ہے مگر تعجب یہی ایک عجیب ہرگز انصاف کے بعد کون زبان پر نہیں آئے دیتا۔ منہ

اور صرف میری طرف سے دعا تھی کہ تیری مدت میں ایسا ہو سو خداوند تعالیٰ اپنی وحی کا پابند
 ہوتا ہے اس پر فرض نہیں ہے کہ جو اپنی طرف سے التجا کی جائے بعینہ اس کو بخود رکھے اس لئے
 پیشگوئی میں جو سربا میں شایع ہو چکی ہے کوئی مدت مقرر نہیں ہے کہ فلاں مہینہ یا برس میں
 رسوا کیا جائیگا اور یہ تو معلوم ہے کہ وعید کی پیشگوئیوں میں خدا تعالیٰ اختیار رکھتا ہے
 کہ انکو کسی کے مجز و نیاز سے یا اپنی طرف سے ملتوی کر دے تمام اہل سنت بلکہ تمام انبیاء
 علیہم السلام کا اس پر اتفاق ہے کیونکہ وعید کی پیشگوئی خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک بلا
 کسی کے لئے مقدر ہوتی ہے جو صدقات خیرات اور توبہ استغفار سب مل سکتی ہے فرق
 صرف اتنا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ اس بلا کو صرف اپنی علم میں رکھے اور اپنی وحی کے ذریعہ سے
 کسی اپنے رسول پر ظاہر نہ کرے تب تو وہ صرف بلا مقدر کہلاتی ہے کہ جو خدا تعالیٰ کے
 ارادہ میں مخفی ہوتی ہے اور اگر اپنی وحی کے ذریعہ سے کسی اپنے رسول کو اس بلا کا علم
 دیدے تب وہ پیشگوئی ہو جاتی ہے اور دنیا کی تمام قومیں اس بات پر اتفاق رکھتی ہیں
 کہ آنے والی بلا میں خواہ وہ پیش گوئی کے رنگ میں ظاہر کی جائے اور خواہ صرف خدا
 تعالیٰ کے ارادہ میں مخفی ہوں وہ صدقہ خیرات اور توبہ استغفار سب مل سکتی ہیں۔ تبھی تو لوگ
 مصیبت کی وقت میں صدقہ خیرات دیا کرتے ہیں ورنہ بے فائدہ کام کون کرتا ہے۔
 اذیتام غیبیوں کا اس پر اتفاق ہے کہ صدقہ خیرات اور توبہ استغفار سے زبرد بلا ہوتا ہے اور
 دنیا کی تجربہ سے کہ بسا اوقات خدا تعالیٰ میری نسبت یا میری اولاد کی نسبت یا میرے
 کسی دوست کی نسبت ایک آنیوالی بلا کی خبر دیتا ہے اور جب اس کے دفع کیلئے دعا کی جاتی
 ہے تو پھر اسے الہام ہوتا ہے کہ سمجھئے اس بلا کو دفع کر دیا پس اگر اس طرح پر وعید کی پیشگوئی
 ضروری اور قوی ہے تو میں میسبوں دفع جو ہا بن سکتا ہوں اور اگر ہمارے مخالفوں اور بداندیشوں
 کو ہمیں کذب شک و شبہ ہے اگر چاہیں میں اس قسم کی کئی پیشگوئیاں اور پڑھائی منسوخی کی ان کو اطلاع
 دیدیا کروں۔ ہماری اسلامی تفسیر میں ابن اوزنیر بائبل میں ہی لکھا ہے کہ ایک بادشاہ کی نسبت

وقت کے نبی نے پیشگوئی کی تھی کہ اُس کی عمر پندرہ دن روگ لگی ہے مگر وہ بادشاہ نام راست
روٹا رہا تب اُس نبی کو دوبارہ الہام ہوا کہ مجھے پندرہ دن کو پندرہ سال کے ساتھ
بدل دیا ہے یہ قصہ جیسا کہ میں نے لکھا ہے ہماری کتابوں اور بیورو اور نصاب کی کتابوں
میں بھی موجود ہے۔ اب کیا تم یہ کہو گے کہ وہ نبی جس نے بادشاہ کی عمر کے بارے میں صرف
پندرہ دن بتلائے تھے اور پندرہ دن کے بعد موت بتلائی تھی وہ اپنی پیشگوئی میں جھوٹا
نکلا یہ خدا تعالیٰ کی رحمت ہے کہ وعید کی پیشگوئیوں میں منسوخی کا سلسلہ اُسکی طرف سے جاری
ہے یہاں تک کہ جو جہنم میں ہمیشہ رہو گا وعید قرآن شریف میں کافروں کیلئے ہے
وَمَا نَبِيٍّ بِهٖ اٰیٰتٍ مَّوْجُوْدَةٍ اِلَّا مَا شَاءَ رَبُّكَ اِنَّ رَبَّكَ فَاعَلٌ لِّمَا يَرِیْدُ
یعنی کافر ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے لیکن تیرا رب چاہے کیونکہ جو کچھ وہ چاہتا ہے اُس کے
کرنے پر وہ قادر ہے لیکن ہستیوں کے لئے ایسا نہیں فرمایا کیونکہ وہ وعدہ ہے
وعید نہیں ہے۔ +

اخیر پر مین بڑے زور سے اور بڑے دعویٰ سے اور بڑی یسیرت سے یہ کہتا ہوں
 کہ جو جو اعتراض میری پیشگوئیوں پر ڈاکٹر عبدالحکیم خان اور اس کے ہم جنس لوہوں نے کئے
 ہیں میں دیکھتا ہوں کہ اولاً العزم فیہوں میں سے کوئی ایسا ہی نہیں جسکی کسی پیشگوئی
 پر انہیں اعتراضات کے مشابہ کوئی اعتراض ہو اور صرف یونس کا قصہ میں پیش نہیں کر دینا
 بلکہ حضرت موسیٰ اور حضرت مسیح اور حضرت سید المرسلین علیہ السلام کی پیشگوئیوں میں یا خدا کی
 کلام میں اسکی نفیر و کبدان لگا کر میں یسٹنا چاہتا ہوں کہ کیا اس وقت یہ تمام لوگ ان تمام بیوں
 کو جو بڑے نیچے لئے دیا ہیں اور کیا وہ اس بات کیلئے مستعد بیٹھے ہیں کہ اس ثبوت کے پیش کرنے
 کے بعد جیسا کہ مجھے گالیان دیتے ہیں ان کو ہی گالیان دیں گے اور جیسا کہ مجھے کاذب ٹھہرا رہا
 انہیں ہی کاذب ٹھہرا دیں گے۔ اسے نادانوں اور انکھوں کے اندھوں کیوں اپنی عاقبت خراب کرتے ہیں
 اے افسوس کیوں تم دانستہ آگ میں پڑتے ہو اور کیوں تم اس قدر ایمان اور تقویٰ سے دور

۴۰ قرآن شریف میں کفار اور مشرکین کی سزا کے لئے بار بار اب کی جہنم کا ذکر ہے اور بار بار فرمایا ہے خالد میں وہاں ابدی اور پھر بارگود اس کے قرآن شریف میں دوزخیوں۔۔۔ حق میں الہامات و ریکٹ بھی موجود ہے اور حدیث میں بھی ہے کہ یاتی علی حاتم زمان لیس فیہا الحد و نسیم الصبا تحرف ابوابہا۔ یعنی جہنم میں ایک سیارہ۔ آیتوں میں میں کوئی

پلے گئے کہ تمہارے دل میں یہ خوف بھی نہیں رہا کہ یہ اعتراض کس کس پاک اور مقدس
 پر وارد ہوں گے اور تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے اِنَّ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْٓ اٰتٰكَ كَاذِبًا فَعَلَيْكَ كَذِبُہٗ
 وَاِنَّ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْٓ اٰتٰكَ صَادِقًا فَعَلَيْكَ بَعْضَ الَّذِيْٓ اٰتٰكَ اَللّٰہُ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ
 مُّسْرِئٌ كَذّٰبٌ اَبٰی یعنی اگر یہ نبی چھوٹا ہے تو خود تباہ ہو جائیگا کیونکہ خدا کذاب کے کام کو انجام
 تک نہیں پہنچاتا و جبکہ اس صادق اور کاذب کا معاملہ مشتبہ ہو جائیگا۔ اور اگر یہ رسول سچا ہے تو اسکی
 بعض وعید کی پیشگوئیاں ضرور وقوع میں آئیں گی پس ان سب میں جو بعض کا لفظ ہو گئے طور پر اس میں اشارہ کیا
 گیا جو وحید کی پیشگوئیاں یعنی عذاب کی پیشگوئیاں کرتے ہیں تو یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ سب کی سب
 ظہور میں آجائیں ہاں یہ ضروری ہے کہ بعض ان میں سے ظہور میں آجائیں جیسا کہ آیت فرمادی ہے
 یٰۤاَيُّهَا الَّذِيْٓ اٰتٰكَ صَادِقًا فَعَلَيْكَ بَعْضَ الَّذِيْٓ اٰتٰكَ صَادِقًا فَعَلَيْكَ بَعْضَ الَّذِيْٓ اٰتٰكَ صَادِقًا
 طرف سے شائع ہوئی تھیں ان میں سے کس قوت اور شان کے ساتھ لیکھرام کی نسبت پیشگوئی
 پوری ہوئی جسکی نسبت یہ بھی بتلایا گیا تھا کہ وہ معمولی موت سے نہیں مرے گا بلکہ خدا کا غضب
 کسی حربہ سے اس کا کام تمام کرے گا اور یہ بھی بتلایا گیا تھا کہ عید کے متصل اسکی موت کا واقعہ
 ہوگا اور یہ بھی اشارہ کیا گیا تھا کہ اس کے واقعہ کے بعد ملک میں طاعون پڑے گی اور یہ بھی ظاہر کیا
 گیا تھا کہ یہ صہرہ پیشگوئی نہیں بلکہ واقعہ میری بددعا کا ایک نتیجہ ہوگا کیونکہ اسکی زبان درازیاں انتہا
 تک پہنچ گئی تھیں پس وہ خدا جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کو برباد کرنا نہیں چاہتا۔
 اسکا غضب لیکھرام پر نازل ہوا اور اسکو دردناک عذاب کیساتھ ہلاک کیا۔

پھر سچا چاہئے کہ احمد بیگ کی نسبت جو میری تکذیب کے لئے کمر بستہ تھا اور دن رات
 ہنسی ٹھٹھا کرتا تھا کس صفائی سے پیشگوئی نے اپنا ظہور کیا اور وہ میعاد کے اندر محرقہ تپ سے
 ہوشیار پور کے شفا خانہ میں فوت ہو گیا اور اس کے اقارب میں اسکی موت سے تہلکہ برپا ہوا
 رہی جس کے ماما کی نسبت بتک ہمارے مخالف ماتم اور سیا پاکر رہے ہیں کہ کیوں
 نہیں مرنے لگے بدستے کہ دایم ٹانگ تو اس پیشگوئی کی احمد بیگ ہی تھا جس نے اپنی جوانمردی

مرنے سے ثابت کر دیا کہ پیشگوئی سچی ہے اور پہر جبکہ پیشگوئی میں لکھ تھا کہ احمد بیگ کی موت کے قریب اور موت میں ہی اُسکے عزیزوں کی ہونگی وہ امر یہی وقوع میں آیا اور احمد بیگ کا ایک لڑکا اور دو ہم شیرہ انہیں ایام میں فوت ہو گئے۔ تو اب ہمارے مخالفین کا وہ نہ فائدہ آئے یہ سب کچھ بعض الذی ایک اس پر صدق آیا یہ نہیں۔ پس جبکہ ہری پور دہلی کی پیشگوئیوں کی نسبت انکو خود اقرار کرنا پڑتا ہے کہ کمال صفائی سے پوری ہوئیں تو پہر بوجہ اسلام کے وعوے کے کیون یہ آیت مدوحہ انکی مد نظر نہیں رہتی یعنی یہ سب کچھ بعض الذی بعد کم کیا پوشیدہ طور پر اتنا دیکھنے طیار رہی تو نہیں اور یہ کہنا کہ پیشگوئی کے بعد احمد بیگ کی لڑکی کے نکاح کیلئے کوشش کی گئی اور طمع وی گئی اور خط لکھے گئے یہ عجیب اعتراض ہیں سچ ہر انسان شدت تعجب کی وجہ سے اندھا ہو جاتا ہے کوئی مولوی اس بات سے بے خبر نہ ہوگا کہ اگر وحی الہی کوئی بابت بطور پیشگوئی ظاہر فرما رہے اور ممکن ہو کہ انسان بغیر کسی فتنہ اور ناجائز طریق کے اُسکو پورا کر سکے تو اپنے ہاتھ سے اس پیشگوئی کا پورا کرنا نہ صرف جائز بلکہ مسنون ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خود اپنا فعل اُسکے ثبوت کیلئے کافی ہے اور پھر حضرت عمر کا ایک صحابی کو کر دینا دوسری دلیل ہے اور اسلام کی ترقی کیلئے ہی قرآن شریف میں ایک پیشگوئی تھی یہ کہین اسلام کی ترقی کیلئے جان توڑ کر کوشش کی گئی تھی۔ یہاں تک کہ مولفہ اللہ کے سخی کوئی داکھہ دیکھ دیا گیا اور اس جگہ تو زمین وغیرہ کے لئے اصل تحریک خود احمد بیگ کی طرف سے تھی۔

پھر سچے کا مقام ہے کہ ایک طرف تو یہ دو تین پیشگوئیاں ہیں جو ہمارے حق اپنی تائیدی کی وجہ سے بار بار پیش کرتے ہیں جن کا پیس خوردہ عبدالحکیم کو بھی کہنا پڑا۔ اور دوسری طرف میری تائید میں خدا تعالیٰ کے نشانوں کا ایک دریا بہہ رہا ہے جس سے یہ لوگ بے خبر نہیں ہیں اور کوئی مہینہ شاؤ و ماورایا گذرنا ہوگا کہ جس میں کوئی نشان ظاہر نہ ہو ان نشانوں پر کوئی نظر نہیں ڈالتا نہیں کہتے کہ خدا کیا کر رہا ہے۔ ایک طرف طاعون بزمان حال کہہ رہی ہے کہ قیامت کے دن نزدیک ہیں اور دوسری طرف غارق حادث زلزلے جو کہی

اس طرح اس ملک میں نہیں آئے تھے۔ خبر دے رہی ہیں کہ خدا کا غضب زمین پر پڑ چکا رہا ہے اور آئے دن ایسی نئی نئی آفات نازل ہوتی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کے طور بدل گئے ہیں اور ظاہر ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کوئی بڑی آفت دکھلانی چاہتا ہے اور ہر ایک آفت جو ظاہر ہوتی ہے پہلے سراسر اسکی بجھے خبر دی جاتی ہے اور میں بذریعہ اخبار یا رسائل یا ہشتنگا کے اسکو شایع کر دیتا ہوں چنانچہ میں بار بار کہتا ہوں کہ توبہ کرو کہ زمین پر اس قدر آفات آنے والی ہیں کہ جیسا کہ ناگہانی طور پر ایک سیاہ اندھی آتی ہے اور جیسا کہ فرعون کے زمانہ میں ہوا کہ پہلے تھوڑے نشان دکھلائے گئے اور آخر وہ نشان دکھلا یا گیا جس کو دیکھ کر فرعون کو یہی کہنا پڑا کہ اَمْسَتْ اَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ اَمْسَتْ بِهٖ بَنُوۤاۤ اِسْرَآئِیْلُ خدا غناصر اربعہ میں سے ہر ایک غناصر میں نشان کے طور پر ایک طوفان پیدا کر لگا اور دنیا میں ٹٹے ٹٹے زلزلے آئینگے یہاں تک کہ وہ زلزلہ آجائے گا جو قیامت کا نمونہ ہے تب ہر قوم میں ماتم پڑے گا کیونکہ انہوں نے اپنے وقت کو شناخت نہ کیا یہی معنی خدا کے اس الہام کے ہیں کہ دنیا میں ایک تدریجاً یا پر دنیا نے اسکو قبول کیا لیکن خدا سے قبول کر لیا اور بڑے زور اور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دے گا پچیس برس کا الہام ہے جو براہین احمدیہ میں لکھا گیا اور ان دنوں میں پورا ہو گا جس کے کان سننے کے ہیں دوسرے۔

یہ تو جتنے وہ دو تین پیشگوئیاں لکھی ہیں جن پر ہمارے مخالف مولوی اور انہیں کا نیا چیلہا عبس الحکیم خان بار بار اعتراض کرتے ہیں اب ہم ان کے مقابل یہ دکھلانا چاہتے تھے کہ خدا تعالیٰ کے اسمانی نشان ہماری شہادت کیلئے کس قدر ہیں لیکن افسوس کہ اگر وہ سب کے سب لکھے جائیں تو ہزار جوب کی کتاب میں بھی اکی گنجائش نہیں ہو سکتی اسلئے ہم محض بطور نمونہ ایک سو چالیس نشان ان میں سے لکھتے ہیں۔ انہیں سے بعض وہ پہلے نبیوں کی پیشگوئیاں ہیں جو میرے حق میں پوری ہوئیں اور بعض اس امت کے اکابر کی پیشگوئیاں ہیں اور بعض وہ نشان

چند خدا تعالیٰ کے شیعہ عرفین کی خبریں دی کہ پنجاب میں زلزلے وغیرہ آئیں گی کیونکہ میں صرف پنجاب کے لئے ہوت نہیں ہوا بلکہ جانشین نبی کی آمدی سے ان سب کی اصلاح کے لئے اور ہر قوم میں میں سچ لکھا ہوں کہ یہ آئین اور یہ زلزلے عرفین کے مخصوص نہیں ہیں بلکہ تمام دنیا میں آئیں گے حصہ لے گی اور جیسا کہ امریکہ وغیرہ کے کہنے سے تباہ ہو چکے ہیں یہی کلمہ کسی دن یورپ کے لئے دہشت ہے اور میرے ہولناک دن پنجاب اور

خدا تعالیٰ کے ہیں جو میرے ہاتھ پر ظہور میں آئے اور چونکہ میری پیشگوئیوں پر ان پیشگوئیوں کو تقدم زمانی ہے اس لئے مناسب سمجھا گیا کہ تحریری طور پر ہی انہیں کو مقدم رکھا جائے اور یہ تمام پیشگوئیاں ایک ہی سلسلہ میں نمبر وار لکھی جائیں گی۔ اور وہ یہ ہیں۔

۱۔ پہلا نشان قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ یبعث لہذا الامۃ علی سراسر کل مائۃ من یجد دلہا دینہا رواہ ابو داؤد یعنی خدا ہر ایک صدی کے سر پر اس ائمہ کیلئے ایک شخص ببعوث فرماے گا جو اس کے لئے دین کو تازہ کرے گا۔ اور اس صدی کو چوبیسواں سال جانا ہے اور ممکن نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ میں تخلف ہو اگر کوئی کہے کہ اگر یہ حدیث صحیح ہے تو بارہ صدیوں کے مجددوں کے نام بتلا دیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث علماء امت میں مسلم علی آئی ہے اب اگر میرے دعوے کے وقت اس حدیث کو وضعی ہی قرار دیا جائے تو ان مولوی صاحبوں کی یہ بھی سچ ہے بعض کا بر محمد میں نے اپنے اپنے زمانہ میں خود مجدد ہونے کا دعویٰ کیا ہے بعض نے کسی دوسرے کے مجدد بننا نیکی کر کشش کی ہے پس اگر یہ حدیث صحیح نہیں تو ادنیٰ ہونے والی امت کے کام نہیں لیا اور ہمارے لئے ضروری نہیں کہ تمام مجددین کے نام ہمیں یاد ہوں یہ علم محیط تو خاصہ خدا تعالیٰ کا ہے ہمیں عالم ہونا نہ دعوے نہیں گمراہی قدر جو خدا بتلا دے اس واسطے کہ امت ایک بڑے حصہ دنیا میں بسلی ہوئی ہے اور خدا کی مصلحت کہی کسی ملک میں مجاہد پیدا کرتی ہے اور کسی کسی ملک میں میں خدا کے کاموں کا کون پورا علم رکھ سکتا ہے اور کون اس کے غیب پر احاطہ کر سکتا ہے۔ جدا ہے تو پہلا کہ حضرت آدم سے بیکرا آئندہ صلی اللہ علیہ وسلم تک ہر ایک قوم میں نبی کتنے گزرے ہیں اگر تم تیار دو گے تو تم عید دہی تیار دینگے ظاہر ہے کہ عدم علم سے عدم شنہ لازم نہیں آتا اور یہ بھی اہل سنت میں متفق علیہ امر ہے کہ آخری مجدد اس امت کا مسیح موعود ہے جو آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا۔ اب تنبیح طلب یہ امر ہے کہ یہ آخری زمانہ ہے یا نہیں یہود و نصاریٰ دونوں تو میں اس پر اتفاق رکھتی ہیں کہ یہ آخری زمانہ ہے اگر چاہو تو پوچھ کر دیکھ لو۔ مری پوری ہے

ہر ایک قسم کی خارق عادت تباہیاں شروع میں پہر کیا یہ آخری زمانہ نہیں ہے اور صلحاء اسلام نے
 بھی اس زمانہ کو آخری زمانہ قرار دیا ہے اور چودھویں صدی میں سے ہی تیس سال گزر گئے ہیں
 پس یہ قریب دلیل اس بات پر ہے کہ یہی وقت مسیح موعود کے ظہور کا وقت ہے اور میں ہی وہ ایک شخص
 ہوں جس نے اس صدی کے شروع ہونے سے پہلے دعویٰ کیا۔ اور میں ہی وہ ایک شخص ہوں
 جس کے دعویٰ پچیس برس گزر گئے اور اب تک زندہ موجود ہوں اور میں ہی وہ ایک ہوں جس نے
 عیسائیوں اور دوسری قوموں کو خدا کے نشانوں کے ساتھ ملزم کیا۔ پس جب تک میرے اس دور
 کے مقابل پر انہیں صفات کے ساتھ کوئی دوسرا دعویٰ پیش نہ کیا جائے تب تک میرا یہ دعویٰ ثابت
 ہے کہ مسیح موعود جو آخری زمانہ کا مجدد ہے وہ میں ہی ہوں۔ زمانہ میں خدا نے نو بتیں رکھی ہیں
 ایک وہ وقت تھا کہ خدا کے سچے پیغمبر کو صلیب نے توڑا اور اس کو زخمی کیا تھا اور آخری زمانہ میں
 یہ مقدر تھا کہ مسیح صلیب کو توڑے گا یعنی آسمانی نشانوں سے کفارہ کے عقیدہ کو دنیا سے
 اٹھا دیا جائے۔ عوض معاوضہ گلہ نداء و +

۲۔ نشان صبح و اترپتی میں یہ ایک حدیث ہے کہ امام محمد باقر فرماتے ہیں ان لہدینا ایتین
 لہد تگونا منذ خلق السموات والارض ینکسف القمر لاول لیلۃ من رات
 وتنکسف الشمس فی النصف منہ ترجمہ یعنی ہمارے مہدی کیلئے دو نشان ہیں اور جب
 کہ زمین و آسمان خدا نے پیدا کیا یہ دو نشان کسی اور مامور اور رسول کے وقت میں ظاہر نہیں ہوئے
 ان میں سے ایک یہ ہے کہ مہدی مہرود کے زمانہ میں رمضان کے مہینہ میں چاند کا گرہن آسکی
 اول رات میں ہوگا یعنی تیرہویں تاریخ میں اور سورج کا گرہن اُس کے دنوں میں سے سچ کے دن میں
 ہوگا یعنی اسی رمضان کے مہینہ کی اٹھائیسویں تاریخ کو اور ایسا واقعہ ابتداً دنیا سے کسی رسول یا
 نبی کے وقت میں کہیں ظہور میں نہیں آیا صرف مہدی مہرود کے وقت اُس کا ہونا مقدر ہے۔ اب تلام
 انگریزی اور اردو اخبار اور جملہ ماہرین ہیت اس بات کے گواہ ہیں کہ میرے زمانہ میں ہی حکومت
 قریباً ۱۰ سال کا گزر چکا ہے اسی صفت کا چاند اور سورج کا گرہن رمضان کے مہینہ میں وقوع میں آیا کہ

اور جیسا کہ ایک اور حدیث میں بیان کیا گیا ہے یہ گرمی دو مرتبہ رمضان میں واقع ہو چکا ہے
 اول اس ملک میں دوست امریکیہ میں اور دونوں مرتبہ انہیں تاریخوں میں ہوا ہے جسکی طرف شد
 اشارہ کرتی ہے اور چونکہ اس گرمی کے وقت میں مہدی مہود ہونیکا مدعی کوئی زمین پر بخیر ہے
 نہیں تھا اور نہ کسی نے میری طرح اس گرمی کو اپنی مہدویت کا نشان قرار دیکر صدمہ اشتہار اور رسوا
 اردو اور فارسی اور عربی میں دنیا میں شائع کئے اسلئے یہ نشان آسانی میرے لئے متعین ہوا
 دوسری اس پر دلیل یہ ہے کہ بارہ برس پہلے اس نشان کے ظہور سے خدا تعالیٰ نے اس نشان
 کے بارے میں مجھے خبر دی تھی کہ ایسا نشان ظہور میں آئے گا اور وہ خبر براہین احمدیہ میں درج
 ہو کر قبل اسکے جو یہ نشان ظاہر ہوا کہوں آدمیوں میں شہر ہو چکی تھی۔

اور بڑا افسوس ہے کہ ہمارے مخالف سرسخت عصبیہ یہ اعتراض کرتے ہیں۔ اول یہ کہ
 حدیث کے لفظ یہ ہیں کہ چاند گرمی پہلی رات میں ہوگا اور سورج گرمی بیچ کے دن میں گرانیہیں
 ہوا یعنی ان کے زعم کے موافق چاند گرمی شب میں ہونا چاہئے تھا جو قمری مہینہ کی پہلی رات ہے
 اور سورج گرمی قمری مہینے کے پندرہویں دن کو ہونا چاہئے تھا جو مہینہ کا بیچواں دن ہے۔ مگر
 اس خیال میں سر اسماں لوگوں کی ناسمجھی ہے کیونکہ دنیا جب پیدا ہوئی ہے چاند گرمی کے
 لئے تین راتیں خدا تعالیٰ کے قانون قدرت میں مقرر ہیں یعنی تیرہویں چودھویں پندرہویں
 اور چاند گرمی کی پہلی رات جو خدا کے قانون قدرت کے مطابق ہے وہ قمری مہینے کی تیرہویں
 رات ہے اور سورج کے گرمی کے لئے تین دن خدا کے قانون قدرت میں مقرر ہیں یعنی
 قمری مہینے کا سٹائیسون اٹھائیسواں اور اسیسواں دن۔ اور سورج کے تین دن گرمی میں سے
 قمری مہینہ کے نو سے اٹھائیسواں دن بیچ کا دن ہے سو انہیں تاریخوں میں عین حدیث کے
 منشاء کے موافق سورج اور چاند کا رمضان میں گرمی ہوا یعنی چاند گرمی رمضان کی تیرہویں
 رات میں ہوا اور سورج گرمی اسی رمضان کے اٹھائیسویں دن ہوا۔

اور عرب کے محاورہ میں پہلی رات کا چاند قمری نہیں کہلاتا بلکہ تین دن تک اس کا

تمام ہلالِ مرتبے اور بعض کے نزدیک سات دن تک ہلال کہلاتا ہے۔ دوسرا یہ اعتراض ہے کہ اگر ہم قبول کر لیں کہ چاند کی پہلی رات سو مراد تیرہویں رات ہے اور سورج کے پچ کے دن سے مراد اٹھائیسواں دن ہے تو اس میں خارق عادت کو نسا امر ہوا کیا رمضان کے مہینہ میں کہی چاند گرہن اور سورج گرہن نہیں ہوا تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ رمضان کے مہینہ میں کہی یہ دونوں گرہن جمع نہیں ہوئے بلکہ یہ مطلب ہے کہ کسی مدعی رسالت یا نبوت کے وقت میں کہی یہ دونوں گرہن جمع نہیں ہوئے جیسا کہ حدیث کے ظاہر الفاظ ہی پر دلالت کرتے ہیں اگر کسی کا یہ دعوئے ہے کہ کسی مدعی نبوت یا رسالت کے وقت میں یہ دونوں گرہن رمضان میں کہی کسی زمانہ میں جمع ہوئے ہیں تو اس کا فرض ہے کہ اس کا ثبوت اسے خاص کر یہ امر سن کو معلوم نہیں کہ اسلامی سن یعنی تیرہ سو برس میں کئی لوگوں نے محض اقتران کے طور پر مہدی موعود ہونیکا دعوئے بھی کیا بلکہ لڑائیاں بھی کیں مگر کون ثابت کر سکتا ہے کہ ان کے وقت میں چاند گرہن اور سورج گرہن رمضان کے مہینہ میں دونوں جمع ہوئے تھے اور جب تک یہ ثبوت پیش نہ کیا جائے تب تک بلاشبہ یہ واقعہ خارق عادت ہے کیونکہ خارق عادت اسی کو کہتے ہیں کہ اسکی نظیر دنیا میں نہ پائی جائے اور صرف حدیث ہی نہیں بلکہ قرآن شریف نے بھی اسکی طرف اشارہ کیا ہے دیکھو آیت و تخسف القمر و جمع الشمس والقمر

تیسرا یہ اعتراض پیش کیا جاتا ہے کہ یہ حدیث مرفوع متصل نہیں ہے صرف
امام محمد باقر رضی اللہ عنہ کا قول ہے اس کا جواب یہ ہے کہ آئمہ الطہریت کا یہی طریق تھا کہ وہ
بوجہ اپنی وجاہت ذاتی کے سلسلہ حدیث کو نام تمام امام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچانا ضروری
نہیں سمجھتے تھے انکی یہ عادت شائع متعارف ہر چنانچہ شیعہ مذہب میں صد ہا اسی قسم کی حدیثیں موجود
ہیں اور خود امام داقلنی نے اسکو احادیث کے سلسلہ میں لکھا ہے ماسوا اس کے یہ حدیث
ایک غیبی امر پر مشتمل ہے جو تیرہ سو برس کے بعد ظہور میں آگیا۔ بس کا خلاصہ یہ ہے کہ جس وقت

خدا تعالیٰ نے مختصر نقطوں میں فرمادیا کہ آخری زمانہ کی نشانی یہ ہے کہ ایک ہی مہینہ میں شمس اور قمر کے کسوف خسوف کا اجتماع ہو گا اور اسی آیت کے اگلے حصہ میں فرمایا کہ سو قوت کدّہ کو ذرا کی جگہ مہینہ رسد کر، جس سے نخل برے کر، و کسوف خسوف مہدی عہد رس کے زمانہ میں ہو گا خلاصہ یہ ہے کہ چونکہ وہ کسوف خسوف مطابق واقع ہو گا اسلئے کہ وہ غیر عادت ہو رہی ہو جائیگی۔ منہ

مہدی موعود و ظاہر ہوگا اُس کے زمانہ میں رمضان کے مہینہ میں چاند گرہن تیر ہوگا رات کو ہوگا اور اسی مہینہ میں سورج گرہن اٹھائیسویں دن ہوگا اور ایسا واقعہ کسی مہدی کے زمانہ میں نہیں آئے گا۔ رُحانِ معجم کہ ایسی کہلی گہلی غیب کی بات بتلانا بجز نبی کے اور کسی کا کام نہیں ہے اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ لَا يَظْهَرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدٌ إِلَّا مَن ارْتَضَىٰ مِن رَّسُولٍ يَئْتِيهِ خُصَاةٌ مِنَ غَيْبٍ بِبُرْهَانٍ كَرِيمٍ سَوْنِ كَسِي كُو مَطْلَعِ نَهْنِ فَسَدَاتَا۔ پس جبکہ یہ پیشگوئی اپنی معنوں کے روسے کامل طور پر پوری ہو چکی تو اب یہ کچھ بیان ہے کہ حدیث ضعیف ہے یا امام باقر کا قول ہے۔ بات یہ ہے کہ یہ لوگ ہرگز نہیں چاہتے کہ کوئی پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری ہو یا کوئی قرآن شریف کی پیشگوئی پوری ہو دنیا ختم ہونے تک پہنچ گئی مگر بقول ان کے اب تک آفرین کے متعلق کوئی پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ اور اس حدیث سے بڑ بڑ کر کوئی حدیث صحیح ہوگی جس کے سر پر محدثین کی تنقید کا بھی احسان نہیں بلکہ اُس نے اپنی صحت کو اپنے ہر کر کے دکھلادیا کہ وہ صحت کے اعلیٰ درجہ پر ہے۔ خدا کے نشانوں کو قبول نہ کرنا یہ اور بات ہے ورنہ عظیم الشان نشان سے جو مجھ سے پہلے ہزاروں علماء اور محدثین اسکے وقوع کے امیدوار تھے اور منبروں پر چڑھ چڑھ کر اور رو کر اسکو یاد دلایا کرتے تھے پناہ سب کے آخر مولیٰ محمد لکھو کے والے ہی زمانہ میں اسی گرہن کی نسبت ابی کبشہ ازخواری نے شعر لکھتے گئے ہیں جس میں مہدی موعود کا وقت بتایا ہے اور وہ یہ ہے۔

تیرہویں چاند ستیہویں سورج گرہن ہوئی اُس کے + اندر ماہ رمضان نے لکھیا کہ رویت واسلے پہر دوسرے بزرگ جن کا شعر صد سال سے مشہور چلا آتا ہے یہ لکھتے ہیں۔

در سن غاشی ہجری دو قرآن خواہد بود + از پئے مہدی دو جہاں نشان خواہد بود
یعنی چودھویں صدی میں جب چاند اور سورج کا ایک ہی مہینہ میں گرہن ہوگا تب مہدی موعود اور وہاں کے ظہور کا ایک نشان ہوگا۔ اس شعر میں ٹھیک سن کسوف و خسوف دسج ہوا ہے۔

+ شعر میں ستائیسویں کا لفظ سہو کا ہے یا خود مولیٰ صاحب سے باعث بشریت مہدی موعود کا ہے۔
کا یہ شعر ترجمہ ہے اس میں بجائے ستائیس کے اٹھائیسویں تاریخ ہے۔

بعض اعتراضوں کے جواب

۳۔ تیسرا نشان ذوالستین ستارہ کا ٹکڑا جس کے طلوع ہونیکا زمانہ مسیح موعود کا وقت تقریباً اور مدت ہوئی کہ وہ طلوع ہو چکا ہے ایسکو دیکھ کر عیسائیوں کے بعض انگریزی اخبارات میں شایع ہوا تھا کہ اب مسیح کے آنیکا وقت آگیا

۴۔ چوتھا نشان ایک نئی سواری کا ٹکڑا ہے جو مسیح موعود کے ظہور کی خاص نشانی ہے جیسا کہ قرآن شریف میں لکھا ہے **وَإِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ** یعنی آخری زمانہ وہ ہے جب اوشیان بیکار ہو جائیں گی اور ایسا ہی حدیث مسلم میں ہے۔ **وَلَيُزَكِّنَنَّ الْقُلَاصَ فَلَا يُسَيِّعُ عَلَيْهَا** یعنی اس زمانہ میں اوشیان بیکار ہو جائیں گی اور کوئی ان پر سفر نہیں کریگا۔ ایام حج میں مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کی طرف اوشنیوں پر سفر ہوتا ہے اب وہ نہایت قریب ہے کہ اس سفر کے لئے ریل طیار ہو جائیں گی تب اس سفر پر یہ صیادق آئیں گے کہ **لَيُزَكِّنَنَّ الْقُلَاصَ فَلَا يُسَيِّعُ عَلَيْهَا**

۵۔ پانچواں نشان حج کا بند ہونا ہے جو صحیح حدیث میں آچکا ہے کہ مسیح موعود کے وقت میں حج کرنا کسی مدت تک بند ہو جائیگا سو باعث طاعون **لَيُزَكِّنَنَّ الْقُلَاصَ فَلَا يُسَيِّعُ عَلَيْهَا** کی طرح ہو جائیگا۔

۶۔ چھٹا نشان کتابوں اور نوشتوں کا بکثرت شایع ہونا جیسا کہ آیت **وَإِذَا الصُّحُفُ نُفِثَتْ** سے معلوم ہوتا ہے کیونکہ باعث چھاپہ کی کلون کے جس قدر اس زمانہ میں کثرت اشاعت کتابوں کی ہوئی ہے اگر بیان کی ضرورت نہیں۔

۷۔ نشان کثرت سونہرین جاری کئے جانا جیسا کہ آیت **وَإِذَا الْهَرَابُ نُفِثَتْ** سے ظاہر ہوتا ہے پس اس میں کیا شک ہے کہ اس زمانہ میں اس کثرت سونہرین جاری ہوئی ہیں جن کی کثرت سونہرین خشک ہو جاتے ہیں۔

۸۔ آٹھواں نشان نوع انسان کی باہمی تعلقات کا بڑھنا اور ملاقاتوں کا طریق سہل ہو جانا جیسا کہ آیت **وَإِذَا النُّفُوسُ زُوِّجَتْ** سے ظاہر ہے سونہرین ریل اور تار کے یہ امر ایسا ظہور میں آیا ہے کہ گویا دنیا بدل گئی ہے

۹۔ نواں نشان زلزلوں کا متواتر آنا اور سخت ہونا جیسا کہ آیت **يَوْمَ تَوَجَّهَتُ الرُّجُفُ**

تَتَّبِعْهَا الْكَافَّةً فَهُوَ ظَاهِرٌ بِسُوءِ غَيْرِ مَحْمُولٍ زِلْزَلَةِ دُنْيَا مِينَ آدَمِ هِيَ ۔

۱۰۔ وسیان نشان طرح طرح کی آفات۔ اس زمانہ میں انسانوں کا کثرت ہو گا جیسا کہ قرآن شریف کی اس آیت کا مطلب ہے۔ **وَانْ مِنْ قَوْمٍ يَدْعُوْنَ بِاللّٰحِنِ مَهْلِكُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَوْ مَعْبُذٍ يُّوْهَىٰ** ترجمہ کوئی ایسی بستی نہیں جس کو ہم قیامت سے پہلے تباہ کر دیں گے یا کسی حد تک اس پر عذاب وارد نہیں کریں گے سو یہی وہ زمانہ ہے کیونکہ طاعون اور زلزلوں اور طوفان اور آتش افشان پہاڑوں کے صدمات اور باہمی جنگوں سے لوگ ہلاک ہو رہے ہیں اور اس قدر اسباب موت کے اس زمانہ میں جمع ہو گئے ہیں اور اس شدت سے وقوع میں آئے ہیں کہ اس مجموعی حالت کی نظیر کسی پہلے زمانہ میں پائی نہیں جاتی۔

۱۱۔ گیارہواں نشان دانیال نبی کی کتاب میں مسیح موعود کے ظہور کا زمانہ ہی لکھا ہوا ہے جنہیں خدا نے مجھ سے پیش
مگر اس وقت بہت لوگ پاک کئے جائیں گے اور سفید کئے جائیں گے اور آزمائے جائیں گے لیکن
شریر شراعت کرتے رہیں گے اور شرورین میں سے کوئی نہیں سمجھے گا پر دانشور سمجھیں گے
اور جو وقت سردائی قربانی موقوف کی جائیگی اور مکروہ چیز جو خراب کرتی ہو قائم کی جائیگی ایک ہزار
۱۲۹۰ دو سو نوے دن ہونگے مبارک وہ جو انتظار کرتا ہے اور ایک ہزار تین سو پینتیس روز تک
آتا ہے اس پیشگدئی میں مسیح موعود کی خبر ہے جو آخری زمانہ میں ظاہر ہوئیوالاتھا۔ سو
دانیال نبی نے اس کا یہ نشان دیا ہے کہ اس وقت سے جو یہود اپنی رسم قربانی ^{۱۲۹۱}خوشی کو چھوڑ دینگے
اور یہ چلنیوں میں مبتلا ہو جائیں گے ایک ہزار دو سو نوے سال ہونگے جب مسیح موعود ظاہر
ہوگا سو اس عاجز کے ظہور کا یہی وقت تھا کیونکہ میری کتاب براہین احمدیہ صرف چن سال
بعد میرے مامور اور مبعوث ہونیکے چھپ کر شائع ہوئی ہے اور یہ عجیب امر ہے اور میں اس کو
خدا تعالیٰ کا ایک نشان سمجھتا ہوں کہ ٹھیک بارہ سو نوے ^{۱۲۹۰}سے بحری میں خدا تعالیٰ کی طرف سے جو شرف

۱۰۰ **تخلیہ** یہودی اپنی کتابوں کی تعلیم موافق قرآنی سوغتی کے پابند تھے جو پہل کے آگے بکروار کر کے آگ میں جلاتے تھے اس میں شریعت کا لانا یہ تھا کہ اسی طرح انسان کو خدا تعالیٰ کے آگے اپنی نفس کی قربانی دینی چاہیے اور فضائی عبادات اور شریعت

و مخاطب پا چکا تھا پہر سا سال بعد کتاب کا ہوا جس میں میرا جو مسطورہ نالیفٹ ہو کر نکلی جیسا کہ میری کتاب
براہین احمدیہ کے سرورق پر یہ شعر لکھا ہوا ہے۔

از بس کہ یہ مغفرت کا دکھلاتی ہے اہ ^{۱۲۹۷} تارنج بھی یا غفور نکل وہ واہ

سو دانیال کی کتاب میں جو ظہور مسیح موعود کے لئے بارہ سو نوے برس لکھے ہیں اس کتاب
براہین احمدیہ میں جس میں میری طرف سے باجوہ بنی نابہ ہونیکا اعلان ہے صرف سات برس تاریخ ہو
زیادہ میں جسکی نسبت میں ابھی بیان کر چکا ہوں کہ مکالمات آپس کا سلسلہ ان سات برس سے پہلے کا ہو
یعنی بارہ سو نوے کا۔ پھر آخری زمانہ اس مسیح موعود کا دانیال ^{۱۲۹۷} تیرہ سو پچیس برس لکھتا ہے جو خدا تعالیٰ کے
اس الہام سے متاثر ہے جو میری عمر کی نسبت بیان فرمایا ہے اور یہ پیشگوئی فنی نہیں ہو کیونکہ
حضرت عیسیٰ کی پیشگوئی جو مسیح موعود کے بارہ میں نبیل میں ہے اسکا اس سے نوادہ ہو گیا ہے
اور وہ بھی یہی زمانہ مسیح موعود کا فرار دینی ہے چنانچہ ہمیں مسیح موعود کے زمانہ کی یہ سلاہیں
لکھی ہیں کہ ان دنوں میں طعون پڑے گی زلزلے آئیں گے لڑائیاں ہوں گی اور چاند اور
سورج کا کوئی خسوف ہوگا۔ پس اس میں کیا شک ہے کہ جس زمانہ کے آثار نبیل ظاہر کرتی ہے
اُسی زمانہ کی دانیال بھی خبر دیتا ہے اور نبیل کی پیشگوئی دانیال کی پیشگوئی کو قوت دیتی ہے
کیونکہ وہ سب باتیں اس زمانہ میں وقوع میں آگئی ہیں اور ساتھ ہی یہود و نصاریٰ کی وہ پیشگوئی
جو بائبل میں ہے مستنبط کی گئی ہے اسکی موید ہے اور وہ ہے کہ مسیح موعود آدم کی تاریخ پیدائش

بقیہ جلد ۱۱ میں درج ہے کہ علماء نے لکھا ظاہری طور پر یاد کیا فنی طور پر حضرت مسیح علیہ السلام کے
عہد مبارک میں نہ ہو سکتا تھا اور وہی کارنامہ جس میں ہو گیا ہے جیسا کہ ظاہر ہے جس جہو جہو فنی قوتی ہو
اور وہی کارنامہ جس میں ہو گیا ہے کہ وہی کارنامہ جس میں ہو گیا ہے کہ وہی کارنامہ جس میں ہو گیا ہے
وہی کارنامہ جس میں ہو گیا ہے کہ وہی کارنامہ جس میں ہو گیا ہے کہ وہی کارنامہ جس میں ہو گیا ہے
اتصال سے لایا گیا ہے کہ وہی کارنامہ جس میں ہو گیا ہے کہ وہی کارنامہ جس میں ہو گیا ہے
جو یہود و نصاریٰ میں سے ہے کہ وہی کارنامہ جس میں ہو گیا ہے کہ وہی کارنامہ جس میں ہو گیا ہے
فنی جہو جس میں ہو گیا ہے کہ وہی کارنامہ جس میں ہو گیا ہے کہ وہی کارنامہ جس میں ہو گیا ہے

سے چھٹے ہزار کے آخر میں پیدا ہوگا چنانچہ قمری حساب کے رو سے جو اصل حساب الہی کتاب کا ہے سیری ولادت چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی اور چھٹے ہزار کے آخر میں مسیح موعود کا پیدا ہونا ابتدا ارادہ الہی میں مقرر تھا کیونکہ مسیح موعود خاتم الخلفاء ہے اور آخر کو اول سے مناسبت چاہئے اور چونکہ حضرت آدم ہی چھٹے دن کے آخر میں پیدا کئے گئے ہیں اس لئے بلحاظ مناسبت ضروری تھا کہ آخری خلیفہ جو آخری آدم ہے وہ بھی چھٹے ہزار کے آخر میں پیدا ہو۔ یہ کہ خدا کے سات دنوں میں سے ہر ایک دن ہزار برس کے برابر ہے جیسا کہ خود وہ فرماتا ہے **اِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفَ سَنَةٍ مَّا تَعُدُّوْنَ** اور احادیث صحیحہ سے ہی ثابت ہوتا ہے کہ مسیح موعود چھٹے ہزار میں پیدا ہوگا۔ اسی لئے تمام اہل کشف مسیح موعود کا زمانہ قرار دینے میں چھٹے ہزار برس سے باہر نہیں گئے اور زیادہ سے زیادہ اگر ظہور کا وقت چودھویں صدی عجمی لکھا ہے۔ اور اہل اسلام کے اہل کشف نے مسیح موعود کو جو آخری خلیفہ اور خاتم الخلفاء ہے صرف اس بات میں آدم سے مشابہ قرار نہیں دیا کہ آدم چھٹے دن کے آخر میں پیدا ہوا اور مسیح موعود چھٹے ہزار کے آخر میں پیدا ہوگا لکھا اس بات میں بھی مشابہ قرار دیا ہے کہ آدم کی طرح وہ بھی جمعہ دن پیدا ہوگا اور اسکی پیدائش بھی تو آدم کے طور پر ہوگی یعنی جیسا کہ آدم تو آدم کے طور پر پیدا ہوا تھا پہلے آدم اور بعد میں تو ایسا ہی مسیح موعود بھی تو آدم کے طور پر پیدا ہوگا سوا حکم تدوین اللہ کہ متصفون کی اس پیشگوئی کا میں مصداق ہوں میں ہی جمعہ کے روز بوقت صبح تو آدم پیدا ہوا تھا صرف یہ فرق ہوا کہ پہلے لڑکی پیدا ہوئی تھی جس کا نام حبت تھا وہ چند روز کے بعد جنت میں چلی گئی اور بعد اُسکے میں پیدا ہوا۔ اور اس پیشگوئی کو شیخ محی الدین ابن عربی نے اپنی کتاب فصو ص میں لکھا ہے اور لکھا ہے کہ میں اصل ہوگا بہر حال یہ تینوں پیشگوئیاں ایک دوسری کو قوت دیتی ہیں اور باعث ظاہر کے یقین کی حد تک پہنچ گئی ہیں جن سے کوئی عقلمند انکار نہیں کر سکتا۔

اور خدا تعالیٰ نے میرے یہاں ہزاروں سال تک یہی حکم لکھا ہے کہ مسیح موعود چھٹے ہزار میں پیدا ہوگا اور اسکی پیدائش بھی تو آدم کے طور پر ہوگی یعنی جیسا کہ آدم تو آدم کے طور پر پیدا ہوا تھا پہلے آدم اور بعد میں تو ایسا ہی مسیح موعود بھی تو آدم کے طور پر پیدا ہوگا سوا حکم تدوین اللہ کہ متصفون کی اس پیشگوئی کا میں مصداق ہوں میں ہی جمعہ کے روز بوقت صبح تو آدم پیدا ہوا تھا صرف یہ فرق ہوا کہ پہلے لڑکی پیدا ہوئی تھی جس کا نام حبت تھا وہ چند روز کے بعد جنت میں چلی گئی اور بعد اُسکے میں پیدا ہوا۔ اور اس پیشگوئی کو شیخ محی الدین ابن عربی نے اپنی کتاب فصو ص میں لکھا ہے اور لکھا ہے کہ میں اصل ہوگا بہر حال یہ تینوں پیشگوئیاں ایک دوسری کو قوت دیتی ہیں اور باعث ظاہر کے یقین کی حد تک پہنچ گئی ہیں جن سے کوئی عقلمند انکار نہیں کر سکتا۔

میں نے یہی حکم لکھا ہے کہ مسیح موعود چھٹے ہزار میں پیدا ہوگا اور اسکی پیدائش بھی تو آدم کے طور پر ہوگی یعنی جیسا کہ آدم تو آدم کے طور پر پیدا ہوا تھا پہلے آدم اور بعد میں تو ایسا ہی مسیح موعود بھی تو آدم کے طور پر پیدا ہوگا سوا حکم تدوین اللہ کہ متصفون کی اس پیشگوئی کا میں مصداق ہوں میں ہی جمعہ کے روز بوقت صبح تو آدم پیدا ہوا تھا صرف یہ فرق ہوا کہ پہلے لڑکی پیدا ہوئی تھی جس کا نام حبت تھا وہ چند روز کے بعد جنت میں چلی گئی اور بعد اُسکے میں پیدا ہوا۔ اور اس پیشگوئی کو شیخ محی الدین ابن عربی نے اپنی کتاب فصو ص میں لکھا ہے اور لکھا ہے کہ میں اصل ہوگا بہر حال یہ تینوں پیشگوئیاں ایک دوسری کو قوت دیتی ہیں اور باعث ظاہر کے یقین کی حد تک پہنچ گئی ہیں جن سے کوئی عقلمند انکار نہیں کر سکتا۔

اس میں صحت پر کمال کے خاندان میں ترک کا خون ملا ہوگا ہمارا خاندان جو اہل شریعت کے محاسن و خصلتیں خاندان لکھا ہے اور اس پیشگوئی کا مصداق ہے کہ مسیح موعود چھٹے ہزار میں پیدا ہوگا اور اسکی پیدائش بھی تو آدم کے طور پر ہوگی یعنی جیسا کہ آدم تو آدم کے طور پر پیدا ہوا تھا پہلے آدم اور بعد میں تو ایسا ہی مسیح موعود بھی تو آدم کے طور پر پیدا ہوگا سوا حکم تدوین اللہ کہ متصفون کی اس پیشگوئی کا میں مصداق ہوں میں ہی جمعہ کے روز بوقت صبح تو آدم پیدا ہوا تھا صرف یہ فرق ہوا کہ پہلے لڑکی پیدا ہوئی تھی جس کا نام حبت تھا وہ چند روز کے بعد جنت میں چلی گئی اور بعد اُسکے میں پیدا ہوا۔ اور اس پیشگوئی کو شیخ محی الدین ابن عربی نے اپنی کتاب فصو ص میں لکھا ہے اور لکھا ہے کہ میں اصل ہوگا بہر حال یہ تینوں پیشگوئیاں ایک دوسری کو قوت دیتی ہیں اور باعث ظاہر کے یقین کی حد تک پہنچ گئی ہیں جن سے کوئی عقلمند انکار نہیں کر سکتا۔

۱۲ نشان۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیشگوئی زلزلوں اور طاعون کی جیسا کہ ابھی لکھا گیا ہو گا۔
 ۱۳ نشان۔ چھ ہزار برس کے آخر مسیح موعود کا ہر ہونگی پیشگوئی جو میل سے ہستناط کی گئی ہے۔
 ۱۴ نشان۔ میری نسبت نعمت اسدولی کی پیشگوئی جس کے اشعار میں پتا چلتا ہے کہ اس کی نبی قتل کی نہیں۔
 ۱۵ نشان۔ میری نسبت گلاب شاہ جمال پوری کی پیشگوئی جس کو میں نے ازالہ و مہینہ مفصل لکھ دیا ہے۔
 ۱۶ نشان۔ میری نسبت پیر صاحب العلم سندھی نے جس کے ایک لاکھ مرید تھے اور وہ اپنی نواح میں مشہور بزرگ تھے خواب میں دیکھا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ سچا ہے اور ہماری طرف سے اس خواب کو میں خود گواہی میں شائع کر چکا ہوں اس لئے تفصیل کی ضرورت نہیں۔
 ۱۷ نشان۔ مولوی صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید کا الہام کہ شخص حق پر ہے اور مسیح موعود بھی ہے اور اسکے ساتھ کئی متواتر خواب میں تہین جنہوں نے مولوی صاحب موصوف کو وہ ہتھکڑیاں بخشی کہ آخر انہوں نے میری تصدیق کیلئے کابل کی سرزمین میں امیر کابل کے حکم سے جان دی انکو کئی مرتبہ امیر نے فہمائش کی کہ اس شخص کی بیعت اگر چہ پڑو تو پہلے سو ہی یادہ آپ کی عزت کی جانیگی مگر انہوں نے کہا کہ میں جان کو ایمان پر مقدم نہیں رکھ سکتا آخر انہوں نے اس میں جان دی اور کہا کہ اس راہ میں خدا کی رضامندی کے لئے جان دنیا پسند کرتا ہوں تب وہ پتھرون سوسنگار کئے گئے اور اسی ہتھکڑی کہ کہلانی کہ ایک آہ بھی اُنکے منہ سے نہ نکلی اور چالیس دیکھان کی نقش پتھرون میں پڑی رہی اور پھر ایک مرید احمد نور نام نے ان کی لاش دفن کی اور بیان کیا گیا ہے کہ انکی قبر سے اب تک مشک کی خوشبو آتی ہے اور ایک ہال انکا سجک پہنچا گیا جس سے اب تک مشک کی خوشبو آتی ہے اور ہمارے بیت الدعاء کے ایک گوشہ میں ایک شیشہ میں آویزاں ہے۔ اب ظاہر ہے اگر یہ کاروبار محض ایک منقری کافر سے تھا تو شبہ مرعوم کو اتنے دور دراز فاصلہ پر سے کیوں میری سچائی کے بارہ میں الہام ہوئے اور کیوں متواتر خواب میں آئین وہ تو میرے نام سے ہی بے خبر تھے محض خدا نے اُن کو میری خبر دی کہ پنجاب میں مسیح موعود پیدا ہو گیا تب انہوں نے پنجاب کی خبروں کی تفتیش شروع

۱۸ ایک پادری صاحب نے کہا کہ طاعون اور زلزلوں کا تاسع موعود ہونے کے لئے کوئی دلیل نہیں ہے کیونکہ تاریخ سے یہ لگتا ہے کہ اسے رزلے اور سی طاعون ہمیشہ دنیا میں ظاہر ہوئے ہیں۔ اس جواب سے کہ زلزلے اور طاعون ہر دو نشان میں غیر معمولی ہیں۔ صد بار میں ایک ہی ایسی بات نہیں لکھا اور کیا باعتبار کیفیت طاعون اور زلزلے عمارت عادی میں اگر پادری صاحب کو دکھائی جائے

کی کوئی دلیل نہیں ہے ماسوا اس کے اگر پہلے دنیا میں طاعون ہوتا ہے اور زلزلے آتے ہیں اور لاشیں ہوتی ہیں تو اس وقت مسیح موعود ہونیکا کوئی مدعی موجود نہ تھا پس جبکہ اسے غیر معمولی زلزلوں اور طاعون سے پہلے ایک ایسی مسیحیت موجود ہو گیا اور بعد اس کے یہ سب علاماتیں

کی اور حبیب یہ پتہ مل گیا کہ درحقیقت ایک شخص قادیان متعلقہ پنجاب ضلع گورداسپور میں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتا ہے تب سب کچھ چھوڑ کر میری طرف بہا گئے اور قریباً دو ماہ یہاں رہے اور پھر واپسی پر شرمیہ مخبروں کی مخبری سے گرفتار کئے گئے اور حبیب گرفتاری کے بعد کہا گیا کہ اپنی بیوی اور بچوں سے ملاقات کر لو تو کہا کہ اب مجھ کو انکی ملاقات کی ضرورت نہیں میں انکو خدا کے حوالہ کرتا ہوں اور حبیب کم سنایا گیا کہ آپ سنگسار کئے جاؤ گے تو کہا میں چالیس دن سے زیادہ مردہ نہیں رہوں گا۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ جو خدا کی کتابوں میں لکھا گیا کہ مومن مرنے سے چند روز بعد یا نہایت چالیس دن تک زندہ کیا جاتا اور آسمان کی طرف اٹھایا جاتا ہے۔ یہ وہی جہگڑا ہے جو اب تک ہم میں اور ہمارے مخالفوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع کی نسبت چلا آتا ہے ہم موافق کتاب اللہ کے انکی رفع روانی ہو نیکی قابل ہیں اور وہ کتاب اللہ کی مخالفت کر کے اور خدا کے حکم قل سبحان ربی ہلکنت الا بشر ام سو لا کو پیروں کے نیچے رکھ کر رفع جہانی بھیجے قابل ہیں اور مجھے کہتے ہیں کہ یہ دجال ہے کیونکہ لکھا ہے کہ تیس دجال آئیں گے وہ نہیں سوچنے کہ اگر تیس دجال آئیں لے تھے تو اس حساب کی رو سے ہر ایک دجال کے مقابل پچیس مسیح ہی تو چاہئے تھے یہ کیا غنڈہ ہے کہ دجال تو تیس آ گئے مگر مسیح ایک ہی نہ آیا یا امت کیسی پست ہے کہ اس کے حصہ میں دجال ہی رہ گئے اور سچے مسیح کا سہہ دیکھنا اب تک نصیب حوالا نہ ہر اٹلی سلسلہ میں تو صمد باہنی آئے تھے۔

غرض میں سلسلہ میں عبداللطیف شہید جیسے صادق اور ملہم خدا نے پیدا کئے جنہوں نے جان پہنچا کہ اس راہ میں قربان کر دی اور خدا سے الہام پا کر میری تقدیر کی اس سلسلہ پر اعتراض کرنا کیا یہ تقویٰ میں داخل ہو ایک پارسا طبع صلح اہل علم کا ایک جہوٹے انسان کے لئے اس قدر عاشقانہ جوش کب ہو سکتا ہے۔

کس پر کے سر نہ ہر جان نقشاند عشق بہت کہ این کا بعد صدق کنا

عشق ہست کہ آتش ہرزان بتیاند عشق ہست کہ بر خاکِ مذلت غلطاند
 بے عشق دے پاک شود من پذیرم عشق ہست کہ زینِ دام بکیدم ہر تاند
 صاحبزادہ مولوی عبد اللطیف شہید نے اپنی خون کے ساتھ سچائی کی گواہی دی الاستقامت
 فوق الکرامت مگر آجکل کے اکثر علماء کا یہ قاعدہ ہے کہ وہ وہ روپیہ سے ان کے فتوے
 بدل جاتے ہیں اور ان کی باتیں خدا کے خوف سے نہیں بلکہ نفس کے جوش سے ہوتی ہیں لیکن
 عبد اللطیف شہید مرحوم وہ صادق و متقی خدا کا بندہ تھا جس نے خدا کی راہ میں نہ اپنی بیوی
 کی پردا کی دیکھوں کی داپنی جان عزیز کی۔ یہ لوگ ہیں حقانی علماء ہیں جن کے اقوال و اعمال
 پیروی کے لائق ہیں۔ جنہوں نے اخیر تک خدا کی راہ میں اپنا صدق نباہ دیا۔

از بندگانِ نفس و آن گجانِ پیرس ہر جا کہ گردِ خواستِ ساری دران بکو
 آن کس کہ ہست از پئے آن یارِ بقیار رو بہ پیشِ گزینِ قرارے دران بکو
 بر آستانِ آنکہ ز خود رفت بہر یار چون خاکِ باش و مرضی پاک دران بکو
 مردانِ تبلیغِ کامی و حرقتِ بدورند حرقتِ گزینِ فسخِ حصادے دران بکو
 برستہ غرورِ شستہ ستنِ طریقِ نیست این نفسِ دن بسوز و نگارے دران بکو

۸۔ اٹھارہواں نشان خدا تعالیٰ کا یہ قول دلو تقول علینا بعضا لا قادیل لاخذنا
 بالیمین شولقطعنا منہ التین یعنی اگر یہ نبی ہمارے پرافتر کرتا تو ہم اسکو دہنے
 ہاتھ سے پکڑ لیتے پھر اسکی وہ رگ کاٹ دیتی جو جان کی رگ ہے۔ یہ آیت اگرچہ آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم کے بارے میں نازل ہوئی ہے لیکن اسکے معنوں میں عموم ہے جیسا کہ تمام قرآن شریف میں
 محاورہ ہے کہ بظاہر اکثر امر وہی کے مخاطب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوتے ہیں لیکن ان احکام
 میں دوسرے بھی شریک ہوتے ہیں یہ وہ احکام دوسروں کے لئے ہی ہوتے ہیں جیسا کہ یہ آیت
 وَلَا تَقُلْ لَهُمْ أَهْلًا أَفْ كَاثِرًا وَقُلْ اللَّهُمَّ اَنْتَ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِنَّكَ عَلِيْمٌ خَفِيٍّ
 کہو اور ایسی باتیں ان سے نہ کر جنہیں انکی بزرگواری کا لحاظ ہو اس آیت کے مخاطب تو

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں لیکن دراصل مرجع کلام امت کی طرف ہی کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والد اور والدہ آپ کی خورد سالی میں ہی فوت ہو چکے تھے اور اس حکم میں ایک آیت بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ اس آیت سے ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا گیا ہے کہ تو اپنے والدین کی عزت کر اور ہر ایک بول حال میں ان کے بزرگانہ مرتبہ کا لحاظ رکھ کہ تو پھر دوسروں کو اپنے والدین کی کس قدر تعظیم کرنی چاہئے اور اسی کی طرف یہ دوسری آیت اشارہ کرتی ہے۔ وقضیٰ لربنا لا نعبد الا ایتا لا ووالدین احسانا یعنی تیرے رب کے چاہا ہے کہ نہ فقط اسی کی بندگی کر اور والدین سے احسان کر۔ اس آیت میں بت پرستوں جو بت کی پوجا کرتے ہیں سمجھایا گیا ہے کہ بت کچھ چیز نہیں ہیں اور بتوں کا تم پر کچھ احسان نہیں ہے انہوں نے تین پیدائشیں کیا اور تمہاری خورد سالی میں وہ تمہارے متکفل نہیں تھے اور اگر خدا جانیز کہتا کہ اس کے ساتھ کسی اور کی بھی پرستش کی جائے تو یہ حکم دیتا کہ تم والدین کی بھی پرستش کرو کیونکہ وہ بھی مجازی رب ہیں اور ہر ایک شخص طبعاً یہاں تک کہ وہ نہ چرند ہی اپنی اولاد کو ان کی خورد سالی میں ضایع ہونے سے بچاتے ہیں پس خدا کی ربوبیت کے بعد ان کی بھی ایک ربوبیت ہو اور وہ جوش ربوبیت کا ہی خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

اس جملہ مترضہ کے بعد پھر ہم اصل کلام کی طرف رجوع کر کے کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت جو فرمایا کہ اگر وہ ہمارے پرچہ افترا کرتا تو ہم اس کو ہلاک کر دیتے۔ اس کا مطلب نہیں ہے کہ صرف خدا تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ غیرت اپنی ظاہر کرتا ہے کہ آپ اگر مغتری ہوتے تو آپ کو ہلاک کر دیتا۔ مگر دوسروں کی نسبت یہ غیرت نہیں ہے۔ اور دوسرے خواہ کیسا ہی خدا پر افترا کریں اور جو بڑے الہام بنا کر خدا کی طرف منسوب کر دیا کریں ان کی نسبت خدا کی غیرت جوش نہیں مارتی یہ خیال جیسا کہ غیر معقول ہے ایسا ہی خدا کی تمام کتابوں کے برخلاف ہے اور اب تک تو ریت میں ہی یہ فقرہ موجود ہے کہ

جو شخص خدا پر افترا کر لگا اور جھوٹا دعویٰ نبوت کا کر لگا وہ ہلاک کیا جاوے گا۔ علاوہ اسکے
قدیم سے علماء اسلام آیت لَوْ تَقُولُ عَلَيْنَا كُفْيَا لَيْسَ عَلَيْنَا لَوْلَا رَبُّنَا كُنَّا سِوَاكَ کے سامنے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی کے لئے بطور دلیل پیش کرتے رہے ہیں اور ظاہر ہے کہ جب تک کسی
بات میں عموم نہ ہو وہ دلیل کا کام نہیں دے سکتی۔ بھلا یہ کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم اگر افترا کرتے تو ہلاک کئے جاتے اور تمام کام بگڑ جاتا۔ لیکن اگر کوئی دوسرا افترا کرے
تو خدا ناما من نہیں ہوتا بلکہ اُس سے پیار کرتا ہے اور اُسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی زیادہ
دیتا ہے اور اُسکی نصرت اور تائید کرتا ہے اس کا نام تو دلیل نہیں رکھنا چاہئے بلکہ یہ تو ایک
دعویٰ ہے کہ جو خود دلیل کا محتاج ہے۔ افسوس میری عداوت کیلئے ان لوگوں کی کہان تکفوت
پہنچ گئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی کے نشانوں پر پی جو کرنے لگے چونکہ ان لوگوں کو معلوم
ہے کہ میرے اس دعویٰ وحی اور الہام پر پچیس سال سے زیادہ بچے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے بھی زیادہ ہیں کیونکہ وہ تیس برس تھو اور یہ تیس سال قریب ہی معلوم نہیں کہ کہان تک
خدا تعالیٰ کے علم میں میرے ایام دعوت کا سلسلہ ہے اسلئے یہ لوگ باوجود سولوی کہلانے
کے یہ کہتے ہیں کہ ایک خدا پر افترا کرنا ایوالا اور جھوٹا ملہم بننے والا اپنے ابتدائے افترا سے تیس سال
تک بھی زندہ رہ سکتا ہے اور خدا اُسکی نصرت اور تائید کر سکتا ہے اور اُسکی کوئی نظیر پیش نہیں کرتے
اے بیباک لوگو! جھوٹ بولنا اور گواہی دینا ایک برابر ہے جو کچھ خدا نے اپنے لطف و کرم
سے میرے ساتھ معاملہ کیا بیان تک کہ اس مدت دراز میں ہر ایک دن میرے لئے ترقی کا دن تھا
اور ہر ایک مقدمہ جو میرے تباہ کرنے کے لئے اٹھایا گیا خدا نے دشمنوں کو رسوا کیا اگر اس مدت اور اس
تائید اور نصرت کی تمہارے پاس کوئی نظیر ہے تو پیش کر دو ورنہ بموجب آیت لَوْ تَقُولُ عَلَيْنَا
یہ نشان بھی ثابت ہو گیا اور تم اس سے پرچہ جاؤ گے۔

۱۹۔ انیسویں نشان یہ ہے کہ خواجہ غلام فرید صاحب نے جو ناب میاں دیپور کے پیر تھے میری نصیر
کیلئے ایک خواب دیکھا جسکی بنا پر میری محبت خدا تعالیٰ نے ان کے دل میں ڈال دی اور اسی بنا پر

یہ یاد ہے کہ میرے زمانہ حیات میں اس تاریخ سے لیا جائے جب قتل ہوئے ہیں احمدیہ کا لکھا تھا تیس سال سے میرے اہل ہم کے زندہ کر سکتا تیس سال کے قریب جو تین ادیب برکات احمدیہ کے ہمارے
ہم شریک جیسے تو تیس تیس سال تک رہ سکے ہیں اور جب وہ زمانہ لیا جائے کہ جب پہلے الہام شروع ہوا تب تیس سال ہو گئے۔ مسند ۸

کتاب اشارات فریدی میں جو خواجہ صاحب موصوف کے ملفوظات میں جا بجا خواجہ موصوف میری تصدیق فرماتے ہیں اہل فکر کی یہ عادت ہوتی ہے کہ وہ ظاہری جہگڑاؤں میں بہت کم پڑتے ہیں اور جو کچھ خدا تعالیٰ کی طرف سے انکو بذریعہ خواب یا کشف یا الہام پہنچتا ہے اس پر ایمان لاتے ہیں لیکن خواجہ غلام فرید صاحب پر صاحب المسلم کی طرح پاک باطن سننے والے خدا نے ان پر میری سچائی کی حقیقت کہو لدی اور کئی مولوی حبیبی مولوی غلام دستگیر خواجہ صاحب کو میرا کلام بنانے کے لئے آپ کے گانوں میں پہنچے جیسا کہ کتاب اشارات فریدی میں خواجہ صاحب نے خود یہ حالات بیان کیے ہیں اور بعض غریبوں کا بھی خواجہ موصوف کے پاس پہنچا مگر آپ نے کسی کی بھی پروا نہیں کی اور ان خشک ملاؤں کو ایسے دزدان شکن جواب دیے کہ وہ ساکت رہ گئے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے آپ کا خاتمہ مصدق ہو نیکی حالت میں ہوا چنانچہ وہ خط جو آپ نے میری طرف لکھے ان سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے کس قدر میری محبت انکو دل میں ڈال دی تھی اور کس قدر اپنے فضل سے میرے بارہ میں انکو معرفت بخش دی تھی۔

خواجہ صاحب نے اپنی کتاب اشارات فریدی میں مخالفوں کے حملوں کا جا بجا جواب دیا ہے جیسا کہ ایک جگہ اشارات فریدی میں لکھا ہے کہ کسی نے خواجہ صاحب موصوف کی خدمت میں عرض کی کہ آہم سیاد کے بعد مرا انہوں نے میرا نام لیکر فرمایا کہ اس بات کی کیا پروا ہے میں جانتا ہوں کہ آہم انہیں کے نفس سے مرا ہے یعنی انہیں کی توجہ اور عقیدہ ہمیشہ آہم کا خاتمہ کر دیا۔ اور کس نے میری نسبت آپ کو کہا کہ ہم ان کو مہدی مہود کیونکر مان لیں کیونکہ مہدی مہود کی ساری علامتیں جو حدیثوں میں لکھی ہیں ان میں پائی نہیں جاتیں تب خواجہ صاحب اس کلمہ پر زاریں ہوئے اور فرمایا کہ یہ تو کہو کہ تمام قرار دادہ نشان جو لوگوں نے پہلے ہی سمجھ رکھے تھے کس نبی یا رسول میں سب کے سب پائے گئے اگر ایسا وقوع میں آتا تو کیوں بعض کا فریتر اور بعض ایمان لاتے۔ یہی سنت اسدی ہے کہ جو علامتیں پیشگوئیوں میں کسی آنے والے نبی کے بارہ میں لکھی جاتی ہیں وہ تمام باتیں اپنے ظاہری الفاظ کے ساتھ ہرگز پوری نہیں ہوتیں

۱۔ میں بار بار لکھ چکا ہوں کہ آہم کی نسبت جو پیشگوئی تھی وہ اپنے مفہوم کے مطابق پوری ہو گئی اگر آہم لوگوں کے دوسرے جو ساتھ یا شرعے و جلال کہتے ہیں سے رجوع کرنا تو اس وقت کہہ سکتے تھے کہ پیشگوئی پوری نہ ہوئی مگر جبکہ آہم نے رجوع کر لیا تو فرق تھا کہ شرط کا فائدہ اٹھانا بلکہ اگر آہم باوجود اس قدر رجوع کے جو اس اپنی عزت اور حشمت کی کچھ پروا نہ کر کے عیسائیوں کے مجمع میں ہی

جو کیا چھوٹی شہیدانہ ہمت کے اندر جا تا تو خدا تعالیٰ کے وعدہ پر اصرار میں ہوتا تب کہ سب کے پیشگوئی پوری نہیں ہوتی مگر جب باوجود اس کے پھر عرض کرتا ان لوگوں کو کہ تم کو کلام میں ان جیسے آہم شہیدانہ ہمت کے لئے نہ کہ سب کے لئے کہ جس طرح وہاں کا خدا تعالیٰ کے احسان کا شکر ادا نہ کر رہا تھا کہ یہ دوسری پیشگوئی کے مطابق آہم کی نسبت چھوٹی تھی وہ نہایت صفائی سے پوری ہو گئی اور انکار سب سے منکر ہیندہ باہر نہ نکلی کہ چاہے ایک علامت نہ ہو باوجود عیسائیوں کے انکار کیا ہے کہ آہم کی نسبت جو پیشگوئی تھی وہ نہایت صفائی سے پوری ہو گئی اور انکار سب سے منکر ہیندہ

بعض جگہ استعارات ہوتے ہیں بعض جگہ خود اپنی سمجھ میں فرق پڑ جاتا ہے اور بعض جگہ پرانی باتوں میں کچھ تحریف ہو جاتی ہے اسلئے تقویٰ کا طریق یہ ہے کہ جو باتیں پوری ہو جائیں ان سے فائدہ اٹھائیں اور وقت اور ضرورت کو مد نظر رکھیں اور اگر تمام مقرر کردہ علامتوں کو اپنی سمجھ سے مطابق کرنا ضروری ہوتا تو تمام نبیوں سے دست بردار نہ ہو پڑتا اور انجام اسکا بجز محرومی اور بے ایمانی کے کچھ نہ ہوتا۔ کیونکہ کوئی بھی ایسا نبی نہیں گذرا جس پر تمام قرار دادہ علامتیں ظاہری طور پر پوری ہوئی نہ کوئی کسر رہ گئی ہے۔ یہودی پہلے مسیح کی نسبت یعنی حضرت عیسیٰ کی نسبت کہتے تھے کہ وہ اس وقت آئے گا کہ جب یہی اس سے ایسا نبی دوبارہ زمین پر آجائے گا۔ پس کیا ایسا آگیا؟ ایسا ہی یہودیوں کا اس بات پر اصرار تھا کہ انیوالا خاتم الانبیاء بنی اسرائیل میں سے ہو گا پس کیا وہ بنی اسرائیل میں سے ظاہر ہوا؟ پہر جبکہ یہودیوں کے خیال کے موافق جس پر ان کے تمام نبیوں کا اتفاق تھا خاتم الانبیاء بنی اسرائیل میں سے نہیں آیا پہر اگر مہدی موعود ظاہری یا عیاسی خاندان سے ظاہر نہ ہوا تو اس میں کوئی تعجب کی جگہ ہے خدا کی پیشگوئی میں کسی اسرار مخفی ہوتے ہیں۔ اور امتحان ہی منظور ہوتا ہے۔

پس جبکہ یہودی اپنے خیالات پر زور دیتے سے ایمان کو محروم رہے تو مسلمانوں کو
لئے یہ عبرت پکڑنے کا مقام ہے کیونکہ حدیث صحیحہ میں آیا ہے کہ آخری زمانہ میں مسلمانوں میں سے
بعض یہودی ہو جائیں گے یعنی یہودیوں کی عادت اختیار کر لیں گے اور ان کے قدم پر چلیں گے
جیسا کہ لکھا ہے کہ اگر کسی یہودی نے اپنی ماں سے پی زنا کیا ہوگا تو وہ بھی کرینگے پس کس
خوف کا مقام ہے اکثر یہودیوں نے صرف اس سبب سے حضرت عیسیٰ اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کو قبول نہیں کیا کہ اس بات کو انہوں نے اپنا فرض سمجھا کہ جنتکساری علیہ السلام اور
ساری نشانیاں ان میں اپنے خیال کے موافق پوری ہوتی نہ دیکھ لیں تب تک فتنہا جائز ہے
اور آخر کفر کے گڑھے میں گر گئے اور اس بات پر ایسا ارٹے رہے کہ پہلے ایسا آنا چاہئے
پھر مسیح اور خاتم النبیا بنی اسرائیل میں سے چاہئے۔ غرض خواجہ غلام فرید صاحب کو خدا تعالیٰ

اور بعض میں لکھا ہے کہ رحیل من ائمتی یعنی میری ائمہ تھے ایک شخص ہوگا ابوبار بن ماجہ کی حدیث نے ان سب آیات پر پانی بھیر دیا ہے کہ نہ اس حدیث کے لفظا کھن کا لاء ہمدانی الا عینی یعنی عینی ہوگا

ہدی ہے اسکو سوا اور کوئی ہرگز نہیں۔ پھر مہدی کی حدیثوں کا یہ حال ہے کہ کوئی بھی جرح سے خالی نہیں اور کسی کو صحیح حدیث نہیں کہہ سکتے پس جس رنگ پر پیشگوئی ظہور میں آئی اور جو کچھ حکم موعود نے فیصلہ کیا وہی صحیح ہے۔ منہلا

یہ نور باطن عطا کیا تھا کہ وہ ایک ہی نظر میں صادق اور کاذب میں فرق کر لیتے تھے۔

خدا انکو غریقِ رحمت کرے اور اپنے قرب میں جگہ دے۔ آمین

۲۰۔ بیرون نشان۔ قریباً تیس برس کا عرصہ ہوا ہے کہ مجھ پر خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا تھا کہ تو ایک نسل پیدا کر دیکھیں گے اس الہام کے صدقہ آدمی گواہ ہیں اور کئی مرتبہ چپ چکا کر بیہ اسکے موافق ظہور میں آیا کہ میں نے وہ اولاد دیکھی جو پیشگوئی کے وقت موجود نہ تھی و پھر اولاد کی اولاد دیکھی اور نہ معلوم ابھی کہاں تک اس پیشگوئی کا اثر ہے۔

۲۱۔ اکیسویں نشان۔ یہ عرصہ تھینا تیس برس کا ہوا ہے کہ جب میرے والد صاحب خدا انکا یہ غریقِ رحمت کرے اپنی آخری عمر میں بیمار ہوئے تو میں وراثتی وفات سے قبل دوسرے وقت مجھ کو الہام ہوا والسماء والطارق اور ساتھ ہی دل میں ڈالا گیا کہ یہ ان کی وفات کی طرف اشارہ ہے اور اس کے معنی ہیں کہ قسم ہے آسمان کی اور قسم ہے اس حادثہ کی جو آفتاب کے غروب کے بعد پڑیگا اور یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اپنے بندہ کو عزا پسندی تہی تب سینے سمجھ لیا کہ میرے والد صاحب غروب آفتاب کے بعد فوت ہو جائیں گے اور لوگوں کو اس الہام کی خبر دی گئی اور مجھے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے اور جس پر چھوٹ بولنا ایک شیطان اور لعنتی کا کام ہے کہ ایسا ہی ظہور میں آیا اور اس دن میرے والد صاحب کی اصل مرض جو در و گردہ تھی دور ہو چکی تھی صرف تھوڑی سی زحیر باقی تھی اور اپنی طاقت سے بغیر کسی کے سہارے کے پاخانہ میں جاتے تھے جب سورج غروب ہوا اور وہ پاخانہ سے آکر ہار پائی پر بیٹھے تو بیٹھتے ہی جان کنڈن کا غرغره شروع ہوا اسی غرغره کی حالت میں انہوں نے مجھے کہا کہ دیکھو یہ کیا ہے اور پرلیٹ گئے اور پہلے اس سے مجھے کہی اس بات کے دیکھنے کا اتفاق نہیں کہ کوئی شخص غرغره کے وقت میں بول سکے اور غرغره کی حالت میں صفائی اور استقامت کو کلام کر سکے بعد اس کے عین اس وقت جبکہ آفتاب غروب ہوا وہ اس جہان فانی سے انتقال فرما گئے انا بقدر وانا الیہ اجعون۔ اور میں سب الہامات

پہلا الہام اور پہلی مشکوٰۃ تھی جو خدا نے مجھ پر ظاہر کی وہ میرے وقت خدا نے مجھ
 اسکی اطلاع دی کہ ایسا ہو نیا والا ہے اور غروب کے بعد یہ خبر پوری ہو گئی اور مجھے فخر کی جگہ پر
 اور میں اس بات کو فراموش نہیں کروں گا کہ میرے والد صاحب کے وفات کے وقت خدا
 تعالیٰ نے میری عزاپرسی کی اور میرے والد کی وفات کی قسم کہا لی جیسا کہ آسمان کی قسم کہا
 جن لوگوں میں شیطانی روح جو شش و شش ن ہو وہ تعجب کرینگے کہ ایسا کیونکر ہو سکتا ہے کہ خدا کیسے
 اس قدر عظمت دے کہ اُس کے والد کی وفات کو ایک عظیم نشان صدرہ قرار دے گا کہ اسکی قسم کہا دے
 مگر میں پہر دوبارہ خدا عزوجل کی قسم کہا کہ کہتا ہوں کہ یہ واقعہ حق ہے اور وہ خدا ہی تھا جس نے
 عزاپرسی کے طور پر مجھے خبر دی اور کہا کہ واسع الطریق اور اسکی موافق ظہور میں آیا فیالحمد للہ تعالیٰ

۲۲- بانیوں نشان یہ ہے کہ جیسا کہ میں ابھی لکھ چکا ہوں جب مجھ پر یہ خبر دی گئی کہ میرے
 والد صاحب آفتاب غروب ہونے کے بعد فوت ہو جائیں گے تو بموجب مقتضائے بشریت
 کے مجھے اس خبر کے سننے سے درد پہنچا اور چونکہ ہماری معاش کے اکثر وجوہ انہیں کی زندگی
 سے وابستہ تھے اور وہ سرکار انگریزی کی طرف سرپیش پاتے تھے اور نیز ایک قم کثیر
 انعام کی پاتے تھے جو ان کے حیات میں شرط تھی اسلئے یہ خیال گذرا کہ ان کی وفات
 کے بعد کیا ہوگا اور دل میں خوف پیدا ہوا کہ شاید تنگی اور تکلیف کے دن ہم پر آئیں گے
 اور یہ سارا خیال جلی کی چمک کی طرح ایک بیکند سے ہی کم عرصہ میں دل میں گذر گیا تب اسی وقت
 غنودگی ہو کر یہ دوسرا الہام ہوا ایسے اندکاف عجدہ یعنی کیا خدا پر خندہ کے
 لئے کافی نہیں ہے اس الہام الہی کے ساتھ ایسا دل قوی ہو گیا کہ جیسے ایک سخت دردناک
 زخم کسی مرہم سے ایک دم میں اچھا ہو جاتا ہے درحقیقت یہ امر بار بار آزمایا گیا ہے کہ وحی الہی میں
 دلی تسلی دینے کے لئے ایک فوالتی خاصیت ہو اور جڑ سے خاصیت کی وہ یقین ہے جو وحی
 الہی پر ہو جاتا ہے۔ افسوس ان لوگوں کے کیسے الہام میں کہ جو باوجود دعویٰ الہام کے یہ
 ہی کہتے ہیں کہ یہ ہمارے الہام ظنی امور ہیں یہ معلوم شیطانی میں یا رحمانی یا ایسے الہاموں کا

ضرر ان کے نفع سے زیادہ ہے مگر میں خدا تعالیٰ کی قسم کہ اگر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں اسی طرح اس کلام کو یہی جو میرے پر نازل ہوتا ہے خدا کا کلام یقین کرتا ہوں کیونکہ اس کے ساتھ اتنی چمک اور نور و کھٹا ہون اور اس کے ساتھ خدا کی قدرتوں کے نمونے پاتا ہوں غرض جب مجھ کو یہ الہام ہوا کہ اللہ تعالیٰ بکافِ عبدہ تو مینے اسی وقت سے سمجھ لیا کہ خدایہ صانع ہنہیں کرے گا تب میں ایک ہندو کہتری ملاو اہل نام کو جو ساکن قادیان ہے اور ابھی تک زندہ ہے وہ الہام لکھ کر دیا اور سارا قصہ اسکو سنایا اور اسکو امرتے رہیجا کہ تا حکیم مولوی محمد شریف کلا نوری کی معرفت اسکو کسی نگینہ میں کبھدرا کر اور مہر بنوا کر لے آوے اور مینے اس ہندو کو اس کام کے لئے محض اس غرض سے اختیار کیا کہ تا وہ اس عظیم الشان پیشگوئی کا گواہ ہو جائے اور تا مولوی محمد شریف ہی گواہ ہو جاوے چنانچہ مولوی صاحب موصوف کے ذریعہ سورہ انگشتی بصرف



مبلغ پنج روپیہ طیار ہو کر میرے پاس پہنچ گئی جو اب تک میری پائس جودہی جس کا نشان یہ ہے۔

یہ اس زمانہ میں الہام ہوا تھا جبکہ ہماری معاش اور آرام کا تمام مدار ہمارے والد صاحب کی محض ایک مختصر ذمہ پر منحصر تھا اور بیرونی لوگوں میں سے ایک شخص ہی مجھے ہنہیں جانتا تھا اور میں ایک گمنام انسان تھا جو قادیان جیسے ویران گائوں میں زاد نی گنتامی میں پڑا ہوا تھا پہر بعد ازاں خدا نے اپنی پیشگوئی کے موافق ایک دنیا کو میری طرف جمع دیدیا اور ایسی متواتر فتوحات سے مالی مدد کی کہ میں کا شکر یہ بیان کرنے کے لئے میرے پاس الفاظ ہنہیں مجھے اپنی حالت پر خیال کر کے اس قدر ہی امید نہ تھی کہ دس روپیہ ماہوار ہی آئینگے مگر خدا تعالیٰ جو غریبوں کو خاک میں سے اٹھاتا اور تکبر و ن کو خاک میں لاتا ہے اس نے ایسی میری دستگیری کی کہ میں یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ اب تک میں لاکھ کے قریب روپیہ آچکا ہے اور شاید اس سے زیادہ ہو اور اس مدد کی کو اس کو خیال کر لیا چاہئے کہ سالہا سال سے صرف لکھ خانہ کا ڈیڑھ ہزار روپیہ ہوا تک بچھ رہا تھا ہے

نوٹ: بعض نسخوں میں اس طرح لکھا ہوا ہے کہ تا وہ اس عظیم الشان پیشگوئی کا گواہ ہو جائے اور تا مولوی محمد شریف ہی گواہ ہو جاوے

حاشیہ: اگرچہ مئی آٹھ روپوں کے ذریعہ ہزار روپے آچکے ہیں مگر اس سے زیادہ وہ ہیں جو خود غرض لوگوں نے آکر لے اور جو خطوط کے اندر

یعنی اوسط کے حساب سے اور دوسری شاخین مصارف کی یعنی مدرسہ زفیہ اور کتابوں کی
چھپائی اس سے الگ ہے۔ پس دیکھنا چاہئے کہ یہ پیشگوئی یعنی الیس الہدیکات عہدہ کس صندلی
اور قوت اور شان سے پوری ہوئی۔ کیا کسی مفتری کا کام ہے یا شہبانی و ساوس میں ہرگز
نہیں۔ بلکہ یہ اس خدا کا کام ہے جس کے ہاتھ میں عزت اور زلت اور اویار اور اقبال ہے
اگر اس میرے بیان کا اعتبار نہ ہو تو میں برس کی ڈاک کے سرکاری جسٹرن کو دیکھ کر کہہ دوں
جو کہ کس قدر آمدنی کا دروازہ اس تمام مدت میں کھولا گیا ہے حالانکہ یہ آمدن صرف ڈاک سے
ذریعہ تک محدود نہیں رہی بلکہ ہر بار روپیہ کی آمدنی اس طرح ہی ہوتی ہے کہ لوگ خود قادیان
میں آکر دیتے ہیں اور نیز ایسی آمدنی جو عاؤں میں ڈٹ بیٹھے جاتے ہیں۔

۲۲۔ تیسواں نشان۔ ڈچی عبداللہ اتہم کی نسبت پیشگوئی ہے جو بہت صفائی سے
پوری ہو گئی ہے اور یہ مداحل وہ پیشگوئیاں تھیں اول یہ کہ وہ پندرہ مہینے کے اندر مرجا گیا
دوسری یہ کہ اگر وہ اپنے اس کلام سے باز آجائے گا جو اس نے شایع کیا کہ نوذوالحجہ ۱۲۸۰
صلی اللہ علیہ وسلم دجال تھے تو پندرہ مہینے کے اندر نہیں مر گیا اور جیسا کہ میں لکھ چکا ہوں موت
کی پیشگوئی اس بنا پر تھی کہ اتہم نے اپنی ایک باندہ و میل نام میں ہادی صلی اللہ علیہ وسلم کو دجال کہا تھا
اور یہ سچ ہے کہ پیشگوئی میں اتہم کے مرنے کیلئے پندرہ مہینے کی ميعاد تھی نہ ساتھ ہی یہ شرط تھی
جس کے یہ الفاظ تھے کہ بشرطیکہ حق کبیر رجوع نہ کرے مگر اتہم نے اسی مجلس میں رجوع کر لیا
اور نہایت عاجزی سے زبان نکال کر اور دونوں ہاتھ کا نون پر رکھ کر دجال کہنے سے نہ ہمت
ظاہر کی اس بات کے گواہ نہ ایک نہ دو بلکہ ساٹھ یا ستر آدمی ہیں جن میں سے نصف کے قریب عیسائی
ہیں اور نصف کے قریب مسلمان اور میں خیال کرتا ہوں کہ چپانٹ کے قریب اب تک انہیں
زندہ ہونگے جن کے روبرو اتہم نے دجال کہنے سے رجوع کیا اور پھر مرتے وقت تک ایسا
لفظ منہ پر نہیں لایا۔ اب سوچنا چاہئے کہ کیسی بد ذاتی اور بد معاشی اور بے ایمانی ہو کہ باوجود اس
کیلے کہ رجوع کے جو اتہم نے ساٹھ یا ستر آدمیوں کے روبرو کیا پھر بھی کہا جائے کہ اس نے

اس بات کی خبر دون آدمیوں کو خبر ہوئی کہ جب اتہم کو کوشش و الہام کے بغیر ہی گئی تو اس کی خبر کا کوئی شکار اور نہ کیا بلکہ یہ سمجھ کر کہ دجال سے مل گیا
عیسائی قریب کی ساری بزرگ قسم کھاتے ہیں اور یہاں کوئی عیسائی نہ ہوگا کہ اس کے بغیر ہی گئی تو اس کی خبر کا کوئی شکار اور نہ کیا بلکہ یہ سمجھ کر کہ دجال سے مل گیا
اس بات کی خبر دون آدمیوں کو خبر ہوئی کہ جب اتہم کو کوشش و الہام کے بغیر ہی گئی تو اس کی خبر کا کوئی شکار اور نہ کیا بلکہ یہ سمجھ کر کہ دجال سے مل گیا
عیسائی قریب کی ساری بزرگ قسم کھاتے ہیں اور یہاں کوئی عیسائی نہ ہوگا کہ اس کے بغیر ہی گئی تو اس کی خبر کا کوئی شکار اور نہ کیا بلکہ یہ سمجھ کر کہ دجال سے مل گیا

انتہا شایع کیا ہے کہ اس شہادت کی تاریخ جو مینے میں دوسروں کو الہام کی مدد سے اس کی موت کے بارے میں شایع کیا تھا وہ پندرہ مہینے کے اندر مر گیا
سو دھانے اتہم کے لئے جبکہ اس کو کالی کی راہ چھوڑ دی اور حق پوشی کی ذی پندہ مینے قائم رکھ کر جو بارہ مہینے کا عرصہ تھا ان کے گھروں میں ماتم اور سیپاہی مدد

رجوع نہیں کیا تمام مدد غضب الہی کا تو دجال کے لفظ پر تھا اور اسی بنا پر پیشگوئی تھی اور اسی لفظ سے رجوع کرنا شرط تھا سداں ہونیکا پیشگوئی میں کوئی ذکر نہیں پس جب اُس نے ہتھ انکاری سے رجوع کیا تو خدا نے ہی رحمت کے ساتھ رجوع کیا الہام الہی کا تو یہ مدعا نہیں تھا کہ جب تک آئیم اسلام نہ لاوے ہلاکت کے نہیں بچر گا کیونکہ اسلام کے انکار میں تو ساری عیسائی شریک ہیں خدا اسلام کیلئے کسی پر جبر نہیں کرتا اور اسی پیشگوئی بالکل غیر معقول ہے کہ فلان شخص اگر اسلام نہ لاوے تو فلان مدت تک مر جاوے گا دنیا ایسے لوگوں سے بھری پڑی ہے جو نہ اسلام میں اور عیسائی کہ میں بار بار لکھ چکا ہوں محض انکار اسلام سے کوئی عذاب کسی پر دنیا میں نہیں سکتا بلکہ اس گناہ کی باز پرس صرف قیامت کو ہوگی پہر آئیم کی اس میں کوئی خصوصیت تھی کہ بوجہ انکا اسلام اسکی موت کی پیشگوئی کیلئے اور دوسروں کیلئے نہیں کی گئی بلکہ پیشگوئی کی وجہ صرف یہ تھی کہ اوس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مقدس کی نسبت و خیال کا لفظ استعمال کیا تھا جس پر تو اس نے ساٹھ یا ستر اناؤں کے دو برو رجوع کیا جن میں سے بہت سے ایسے تھے جو پہر تو وہیں مجلس میں موجود تھے پہر جبکہ اُس نے اس لفظ سے رجوع کر لیا بلکہ بعد اسکے دوبارہ تو خدا تعالیٰ کی جناب میں رحم کے قابل ہو گیا مگر صرف اسی قدر کہ اسکی موت میں چند ماہ کی تاخیر ہو گئی اور میری زندگی میں ہی مر گیا اور وہ بحث جو ایک مباحثہ کے رنگ میں تھی اسکی رو سے وہ بوجہ اپنی موت کے جہر ثابت ہوا۔ تو کیا اب تک وہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی بیشک پوری ہو گئی اور نہایت صفائی سے پوری ہوئی ایسے دلوں پر خدا کی لعنت ہے کہ ایسے جبر و نشانہ پر اعتراض کرنے سے باز نہیں آتے اگر وہ چاہیں تو آئیم کے رجوع پر میں چالیس آدمی کے قرب گواہ پیش کر سکتا ہوں اور اسی وجہ سے اُس نے قسم بھی نہ کہائی حالانکہ تمام عیسائی قسم کھاتے آئے ہیں اور حضرت مسیح نے خود قسم کھائی اور میں اس بحث کو طول و بیک کی ضرورت نہیں۔ آئیم اب زندہ موجود نہیں گیارہ برس سے زیادہ عرصہ گزرا کہ وہ مر چکا ہے۔

۲۲۲ نشان ۳۰ جون ۱۸۹۹ء میں محمد الہام نے پہلی بار پیشگوئی کی کہ یہ الہام ایک

مخلص دوست کی نسبت ہر جسکی موت سے ہمیں پتہ چکا۔ چنانچہ اپنی جماعت کے بہت سے لوگوں کو یہ الہام سنایا گیا اور الحکم ۳۰ جون ۱۸۹۹ء میں درج ہو کر شائع کیا گیا پھر آخر جولائی ۱۸۹۹ء میں ہمارے ایک ثناءیت مخلص دوست یعنی ڈاکٹر محمد بڑے خان سسٹنٹ سرجن ایک انگریزی موت و قصور میں گذر گئے اور پہلی ہی ہر ایک دفعہ غشی طاری ہو گئی پھر اس ناپایدار دنیا سے کوچ کیا اور انکی موت اور اس الہام میں صریح تین تین دن کا فرق تھا۔

۲۵۔ چھبیسواں نشان کرم دین جہلمی کے اس مقدمہ فوجداری کی نسبت پیشگوئی ہر جو اس نے جہلم میں مجھ پر دیا کیا تھا جس پیشگوئی کے یہ الفاظ خدا تعالیٰ کی طرف سے تھے۔ سربت غائب تھا۔

خادمکارتب فاحفظنی وانصر فی وارجمنی اور دوسرے ابھارات یہی تھے جن میں بریت کا وعدہ تھا چنانچہ خدا تعالیٰ نے اس مقدمہ سے مجھ کو بری کر دیا۔

۲۶۔ چھبیسواں نشان کرم دین جہلمی کے اس مقدمہ فوجداری میں میری بریت جو گواہوں میں چند دن اور آٹھ رات محبشرٹ کی عدالت میں مہرے پر دیا گیا تھا اور پیشگوئی میں بتلایا گیا تھا کہ آخر بریت ہوگی چنانچہ میں بری ہوا۔

۲۷۔ ستائیسواں نشان کرم دین جہلمی کی سناریابی کی نسبت پیشگوئی ہر جسکی رو سے آخر وہ سنرا پا گیا دیکھو میری کتاب مہذب الرحمان صفحہ ۱۲۹ اسطر ۱۲۹ میں پیشگوئیان بڑی تفصیل کے ساتھ مہذب الرحمان میں درج ہیں اور یہ کتاب مہذب الرحمان اس وقت تالیف ہو کر شائع کی گئی تھی جبکہ پیشگوئی کا کوئی انجام معلوم نہ تھا پیشگوئی کی عبارت یہ ہے جو کتاب موصوف میں شائع ہوئی۔

ومن آيات ما انبأني العليم الحكيم في امر رجل الشيم وهبتا العظیم
واوحى الي انه يريد ان يخطف عرضك - ثم يجعل نفسه عرضك - وامر اني
رؤيا ثلاث مرات - واداني ان العدو اعد لئلا لك ثلثة حمارا التوهين واعلنا
ورثيت كافي احضر محاکمة كالماتخمين ورثيت ان اخرا من نجات
بفضل رب العزماين - ولو بعد حين - ويشرت ان البلاد يرد على عدوى
الكتاب المهيمن - فاشعت كلما رثيت والهمت قبل ظهوره في جليله يسلم

وفی جریدۃ آخری لیسے البدار۔ ثم قعدت كالمنتظرین وما مت علی فارسیت
 الاسنة فاذا ظهر قلدا لله علی ید علقو مبین اسماء کرم الدین
 وقد ظهر بعض انباءه تعالى من اجزاء هذه القضية فيظهر بقيتها احكاما وعد
 من غير الشك والشبهة۔ ترجمہ اور مجملہ سے نشانوں کے ایک یہ ہے کہ جو
 خدائے علیم و حکیم نے ایک لئیم شخص کی نسبت اور اس کے بہتان عظیم کی نسبت مجھ پر فرمایا
 اور مجھے اپنی وحی سے اطلاع دی کہ شخص میری عزت و حرکت کر نیکی لڑا کر گیا اور انجام کار میرا
 نشانہ آپ بن جائیگا۔ اور خدائے تعالیٰ نے میں خوابوں میں یہ حقیقت میرے پر ظاہر کی اور خواب میں میرے
 پر ظاہر کیا کہ یہ دشمن تین حمایت کر لیا ہے اپنی کامیابی کے لئے مقرر کر لیا تاکہ کسی طرح انت
 کرے اور رنج پہنچا دے اور مجھے خواب میں دکھایا گیا کہ گویا میں کسی عدالت میں گرفتار ہوئی
 طرح حاضر کیا گیا ہوں اور مجھے دکھایا گیا کہ انجام ان حالات کا میری نجات ہو اگرچہ کچھ مدت کے
 بعد ہو اور مجھے بشارت دی گئی کہ اس دشمن کذاب مہین پر بلا رو کی جائے گی پس ان تمام
 خوابوں اور الہامات کو مینے قبل از وقت شائع کر دیا اور جن اخبار و ن میں شائع کیا ایک کا
 نام ان میں سے ایک ہے اور دوسری کا نام البدر۔ پھر میں انتظار کرتا رہا کہ کب یہ پیشگوئی کی
 باتیں ظہور میں آئیں گی پس جب ایک برس گزرا تو یہ مقدمہ باقی کر دین کے اہل حق و ظہور میں آگئیں
 یعنی اُس نے ناحق میرے پر فوجداری مقدمات دائر کئے) پس اُس کے مقدمات دائر کرنے سے
 پیشگوئی کا ایک حصہ تو پورا ہو گیا اور جو باقی حصہ ہے یعنی میرا اس کے مقدمات سے نجات پانا۔ اور
 آخر کی کا سزا یا سب ہو یہ بھی عنقریب پورا ہو جائیگا۔ اس حصہ عبارت سے ظاہر ہے کہ اس کتاب
 کی اشاعت کے وقت تک نہ مجھ کو کرم دین کے مقدمات سے نجات اور رائی ملی تھی اور نہ وہ سزا یا
 ہوا تھا بلکہ یہ سب کچھ پیشگوئی کے طور پر لکھا گیا تھا۔ یہ ترجمہ ہے اُس پیشگوئی کا جو عربی میں اور
 لکھی گئی ہے جس میں بتلایا گیا ہے کہ کرم دین میرے سزا دلائیے گی لہذا فوجداری میں مقدمات دائر کر لیا
 اور کئی حمایتی شکوہ درویش کے آخروہ خود سزا یا گیا اور خدا مجھ کی شر سے نجات دے گا۔

جو مقدمات کرم دین کے متعلق مجملہ اور گورنر سپور کی عدالت سے لکھے ہوئے ہیں ان سے ظاہر ہے کرم دین کی سزا یا اور میری بہت کی پیشگوئی

اس مقدمات فیصلے کا یہ کہ یہ سب اس میں شائع ہوئی تھی تو شخص جلتے حالت میں حاضر فیصلوں کے لئے تھے وہیں دیکھ لے اور اس پیشگوئی کے پورے ہو جانے کی خبر لے کر ہرگز نہ ہوا کہ میں اس میں شریک نہ تھا اور نہ اس میں کوئی اور شخص شریک تھا۔

سوا ایسا ہی ظہور میں آیا۔ اب سوچنا چاہئے کہ یہ پیشگوئی کس قدر غیب پر مشتمل ہے کیا کسی انسان یا شیطان کا کام ہو سکتا ہے جو میری عزت اور دشمن کی ذلت کا حکم دیتی ہے۔

۲۸۔ اٹھائیسواں نشان۔ آثارِ ام کی اولاد کی موت کی نسبت پیشگوئی چنانچہ بیس دن میں دو لڑکے اُس کے سر گئے۔ اس پیشگوئی کے گواہ وہ جامع کرکٹ جو گورداسپور میں میری تہہ مندرجہ جانشین تھے۔
۲۹۔ اکتیسواں نشان۔ لالہ چند دلال محبٹرٹھ اکسٹرا اسٹنٹ گورداسپور کے منزل کی نسبت پیشگوئی چنانچہ وہ گورداسپور سے تبدیل ہو کر ملتان منصفی پر بلا گیا۔

۳۰۔ تیسواں نشان۔ ایک شخص ڈوئی نام امریکہ کا رہنے والا تھا اُس نے پیغمبری کا دعویٰ کیا اور اسلام کا تحفہ دشمن تھا اُس کا خیال تھا کہ میں اسلام کی بجائے کر دین کا حضرت عیسیٰ کو خدا ماننا تھا۔ بیٹے اُسکی طرف لکھا کہ میرے ساتھ ساتھ رہ کر رہے اور ساتھ ساتھ رہے یہ بھی لکھا کہ اگر وہ ساتھ ساتھ رہیں کر لگا۔ تب ہی خدا اُسکو تباہ کر دیا۔ چنانچہ یہ پیشگوئی امریکہ کے کئی اخبار دشمن شائع کی گئی اور اپنے انگریزی رسالہ میں بھی شائع کی گئی۔ آخر اس پیشگوئی کا نتیجہ یہ ہوا کہ کئی لاکھ روپیہ کی ملکیت سے اُسکو جواب مل گیا اور بڑی دولت پیش آئی اور آپ مرض فالج میں گرفتار ہو گیا ایسا کہ اب وہ ایک قدر نہی آپ چل نہیں سکتا۔ ہر ایک جگہ اُٹھا کر لے جاتے ہیں اور امریکہ کے ڈاکٹروں نے راجدوی ہے کہ اب یہ قابل علاج نہیں شاید چند ماہ تک مر جائیگا۔

۳۱۔ اکتیسواں نشان۔ میری بریت کے بارہ مہینے ڈاکٹر مارٹن کلا رک کے مقدمہ میں پیشگوئی تھی جو اُس نے میرے پر خون کا مقدمہ کیا تھا چنانچہ اس پیشگوئی کے موافقین بری ہو گیا۔
۳۲۔ تیسواں نشان۔ ٹکس کے مقدمہ میں پیشگوئی تھی بعض شرابیوں کو ان نے سرکار انگریزی میں میری نسبت یہ مخبری کی تھی کہ ہزار روپیہ کی ان کو آمدنی ہے ٹکس لگانا چاہئے اور خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا کہ اس میں وہ لوگ نامور ہیں گے چنانچہ ایسا ہی ظہور میں آیا۔

۳۳۔ تیسواں نشان۔ مسٹر ڈوئی صاحب ڈپٹی کمشنر گورداسپور کے پاس میری نسبت پختہ سزا دلائیے کے فرج داری میں ایک مقدمہ پولیس نے بنایا تھا اور اُسکی نسبت خدا تعالیٰ نے

مجھے بتلایا کہ ایسی کوشش کر نیوالے نامراد رہیں گے چنانچہ ایسا ہی ظہور میں آیا اس بارہ میں خدا تعالیٰ نے مجھ پر فرمایا انا نجی الدنا فاقطع العدو و سبأ به یعنی مجھے تمہارے ساتھ جنگ کیا پس نتیجہ یہ ہوا کہ دشمن ہلاک ہو گیا اور اس کے سبب یہی ہلاک ہوئے۔ اس جگہ دشمن مراد ایک ٹریڈ انسپیکٹر ہے جس نے ناحق عداوت سے مقدمہ بنایا تھا آخر طاعون سے ہلاک ہوا۔

۳۴۔ چوتیسواں نشان یہ ہے کہ میرا ایک لڑکا فوت ہو گیا تھا اور مخالفوں نے جیسا کہ انکی عادت ہے اس لڑکے کے مرنے پر بڑی خوشی ظاہر کی تھی تب خدا نے مجھ کو بشارت دیکر فرمایا کہ اس کے عوض میں جلد ایک اور لڑکا پیدا ہو گا میں کا نام محمود ہو گا اور اس کا نام ایک دیوار لکھا ہوا مجھے دکھایا گیا۔ تب میں نے ایک سبز رنگ اشتہار میں ہزار اموات قتل اور مخالفوں میں یہ پیشگوئی شائع کی اور ابھی نشر و پراپیٹ کی کہ موت پر نہیں گذرے گا یہ لڑکا پیدا ہو گا اور اس کا نام محمود احمد رکھا گیا۔

۳۵۔ پینتیسواں نشان یہ ہے کہ پہلا لڑکا محمود احمد پیدا ہو سکتا تھا اگر میں یہ بشارت نہ دیتا تو ہونکی خدائی مجھ پر بشارت دی اور اس اشتہار میں لوگوں میں تبلیغ کیا کہ چنانچہ لڑکا پیدا ہوا اور اس کا نام بشیر احمد رکھا گیا۔

۳۶۔ چھتیسواں نشان یہ ہے کہ بشیر احمد کے بعد ایک اور لڑکا پیدا ہوئے کی خبر انے مجھ پر بشارت دی چنانچہ وہ بشارت بھی بڑی تازہ تھی لوگوں میں شائع کی گئی بعد ازاں تیسرا لڑکا پیدا ہوا اور اس کا نام شریف احمد رکھا گیا۔

۳۷۔ سینتیسواں نشان یہ ہے کہ بعد اسکے خدا تعالیٰ نے صل کے ایام میں ایک لڑکی کی بشارت دی اور اسکی نسبت فرمایا تَنْشَأُ فِي الْحَلِیَةِ یعنی زبور میں نشوونما پائے گی یعنی نہ خورد سالی میں فوت ہوگی اور نہ تنگی دیکھے گی۔ چنانچہ بعد اسکے لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام مبارکہ یگم رکھا گیا اور اسکی پیدائش سے جیسا کہ روز گذرے تو عین حقیقہ کے دن غیر آئی کہ پنڈت لیکھرام پیشگوئی کے مطابق کسی کے ہاتھ سے مارا گیا تب ایک ہی وقت میں

دو نشان پورے ہوئے ۔

۳۸۔ اٹھتیسواں نشان ۔ یہ ہے کہ لڑکی کے بعد مجھے ایک اور سپر کی بشارت دی گئی چنانچہ وہ بشارت قدیم دستور کے موافق شائع کی گئی اور پہلے لڑکا پیدا ہوا اور اسکا نام مبارک احمد رکھا گیا ۔

۳۹۔ اکتالیسواں نشان یہ ہے کہ مجھے وحی الہی سے بتلایا گیا کہ ایک اور لڑکی پیدا ہوگی مگر وہ فوت ہو جائیگی چنانچہ وہ الہام قبل از وقت بہتوں کو بتلایا گیا بعد اس کے وہ لڑکی پیدا ہوئی اور چنپاؤہ بعد فوت ہو گئی ۔

۴۰۔ چالیسواں نشان یہ ہے کہ اس لڑکی کے بعد ایک لڑکی کی بشارت دی گئی جس کے الفاظ یہ تھے کہ دخت کرام چنانچہ وہ الہام الحکم اور البدر راخیا ندین اور شاہدین دونوں میں سے ایک میں شائع کیا گیا اور پہلے لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام امۃ الحنفیہ رکھا گیا اور وہ اب تک زندہ ہے ۔

۴۱۔ اکتالیسواں نشان چنانچہ عرصہ بنی یا اکیس برس کا گزر گیا ہے کہ میں نے ایک اشتهار شائع کیا تھا جس میں لکھا تھا کہ خدا نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ میں چار لڑکے دوں گا جو عمر پادین گئے اسی پیشگوئی کی طرف مواہب الرحمن صفحہ ۱۳۹ میں اشارہ ہے یعنی اربعۃ من الحمد للہ الذی وعدہ علی الکبر اربعۃ من البنین وانجز وعدہ من ملاحنا یعنی اللہ تعالیٰ کہ حمد و ثنا ہے جس نے پیرائے سال میں چار لڑکے مجھ سے دیئے اور اپنا وعدہ پورا کیا جو میں چار لڑکے دوں گا چنانچہ وہ چار لڑکے یہ ہیں : محمدی احمد ۔ بشیر احمد ۔ شمس الدین احمد ۔ مبارک احمد جو زندہ موجود ہیں ۔

۴۲۔ بیالیسواں نشان یہ ہے کہ خدا نے نافع کے طور پر پانچویں لڑکے کا وعدہ کیا تھا جیسا کہ اسی کتاب مواہب الرحمن کے صفحہ ۱۳۹ میں اس طرح پر یہ پیشگوئی لکھی ہے ویشرفی بنی ماس فی حین مزل لا حیات یعنی پانچواں لڑکا جو پیار سے علاوہ بطور نافع ہو

والا تھا اسکی خدا نے بھی بشارت دی کہ وہ کسی وقت ضرور پیدا ہوگا اور اس کے بارہ مہینہ ایک اور الہام بھی ہوا کہ جو اخبار البدر اور الحکم میں مدت ہوئی کہ شائع ہو چکا ہے اور وہ یہ ہے کہ انا نبشركم بغلامٍ نافعٍ لک نافعہ من عندی یعنی ہم ایک اور لڑکے کی سب سے بشارت دیتے ہیں کہ جو نافعہ ہوگا یعنی لڑکے کا لڑکا یہ نافعہ ہماری طرف سے ہے چنانچہ قریبا مہینہ کا عرصہ گزر رہا ہے کہ میرے لڑکے محمود احمد کے گھر میں لڑکا پیدا ہوا جس کا نام نصیر احمد رکھا گیا۔ سو یہ پیشگوئی ساڑھے چار برس کے بعد پوری ہوئی۔

۴۴۔ تینا لیوان نشان یہ ہے کہ سینو اپنی کتاب کشتی قوح بن یہ پیشگوئی کی تھی کہ طاعون کے زمانہ میں سین ٹیکہ کی ضرورت نہیں ہوگی خدا ہماری اور ان سب کی جو ہمارے گھر میں ہیں آپ حفاظت کر لینگے۔ تب ثابت ہمارے ساتھ رہے گی لیکن بعض ٹیکہ لگوانے والے جان کا نقصان اٹھائیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا اور بعض لوگوں نے ٹیکہ سے اس قدر نقصان اٹھایا کہ انکی مینائی جاتی رہی اور بعض کے اور اعضا میں خلل پیدا ہو گیا اور سب سے زیادہ یہ کہ والدی شمع گوت ایک ہی دفعہ انیس آدمی ٹیکہ سے مر گئے۔

۴۵۔ چو لیوان نشان یہ ہے کہ سردار نواحیہ علیخان صاحب سید تیر کوئٹہ کا عہدہ الرحیم خان شہید محرقہ تپ کی بیماری سے بیمار ہو گیا تھا اور کوئی صورت جان بری کی دکھائی نہیں دینی تھی گو یا مردہ کے حکم میں تھا اس وقت میں نے اس کیسے دن کی تو معلوم ہوا کہ تپ پر مہر کم بیچ ہے تب میں نے جناب الہی میں عرض کی کہ یا الہی میں اس کے لئے شفاعت کرنا ہوتی اس کے جواب میں خدا تعالیٰ نے فرمایا من ذا الذی لیشفع عندہ الا باذنہ یعنی کس کی مجال ہے کہ بغیر اذن الہی کے کسی کی شفاعت کر سکے تب میں خاموش ہو گیا بعد اس کے بغیر توقف کے یہ الہام ہوا انک ائمت الجارہ یعنی تجھے شفاعت کرنیکی اجازت دی گئی تب میں نے تفسیر اور ابہتال سے دعا کرتے شروع کی۔ تو خدا نے میری دعا قبول فرمائی اور لڑکا گویا قبر میں سے نکل کر باہر آیا اور آثار صحت ظاہر ہوئے اور اس قدر لاغر ہو گیا تھا کہ مدت دراز کے بعد وہ اپنی اصل بدن پر

آیا اور تندرست ہو گیا اور زندہ و جود ہے۔

۲۵۔ پتیا لیسوان نشان یہ ہے کہ میرے مخلص دوست مولوی نور دین صاحب کا ایک لڑکا فوت ہو گیا تھا اور وہی ایک لڑکا تھا۔ اُس کے فوت ہونے پر بعض نادان دشمنوں نے بہت خوشی کی اس خیال سے کہ مولوی صاحب لا ولد رہ گئے تب سینوران کے لئے بہت دعا کی اور دے کے بعد خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھ پر اطلاع ملی کہ تمہاری دعا سے ایک لڑکا پیدا ہو گا اور اس کا نشان کہ وہ بعض دعا کے ذریعہ سے پیدا کیا گیا ہے یہ بتایا گیا کہ اُس کے بدن پر ہر ایک پھوڑے نخل آئین گے چنانچہ وہ لڑکا پیدا ہوا جس کا نام عبداللہ رکھا گیا اور اُس کے بدن پر غیر معمولی پھوڑے بہت سے نکلے جن کے درمیان ایک موجود ہیں۔ اور یہ پھوڑے کاشان لڑکوں کے پیدا ہونے کے بعد چھپا لیسوان نشان یہ ہے کہ اس زمانہ میں جبکہ بھارتیہ کے پنجاب کے تمام ضلع میں طاعون کا نام و نشان نہ تھا خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی کہ تمام پنجاب میں طاعون پھیل جائیگی اور ہر ایک مقام میں عورت سے آلودہ ہو جائیگا اور بہت مری پڑیگی اور ہزار ہا لوگ طاعون کا شکار ہو جائیں گے اور کئی زبیران ہو جائیں گے۔ اور مجھے دکھایا گیا کہ ہر ایک جگہ اور ہر ایک ضلع میں طاعون کے بہاؤ درخت ٹکڑے ٹکڑے بن چنانچہ یہ پیشگوئی کئی ہزار اشتہار اور ہزار سالوں کے ذریعہ سے پہنچے اس کا سبب یہ تھا کہ یہ تہذیبی برت کے بعد ہر ایک ضلع میں طاعون پھوٹ پڑی چنانچہ تین لاکھ کے قریب انسان جانوں کا نقصان ہوا اور ہور ماسے اور خدا تعالیٰ کے فرمایا کہ اب اس کو پس طاعون دو بندین ہو گی جتنا کہ یہ لوگ اپنی تبدیلی نہ کریں۔

۲۶۔ سینا لیسوان نشان یہ ہے کہ ایک شخص مسیحی چراغ دین ساکن جموں میرے مریدوں میں داخل ہوا تھا پھر تندرست ہو گیا اور رسول ہو گیا دعویٰ کیا اور کہا کہ میں عیسیٰ کا رسول ہوں اور اپنے میر نام و جلال رکھ اور کہا کہ میں نے مجھ کو عطا دیا ہے اس جلال کو اس عصا کے ساتھ قتل کرو اور میں نے اسکی نسبت یہ پیشگوئی کر دی کہ وہ غصہ سے اسکی بیماری سے یعنی طاعون سے ہلاک ہو گا اور خدا سکونیت کر لیا چنانچہ وہ ۴ مارچ ۱۹۱۸ء کو مع اپنی دونوں بیٹوں کے طاعون سے ہلاک ہو گیا۔

۴۸۔ اٹھتا لیوان نشان یہ ہے کہ میں نے مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کی نسبت پیشگوئی کی تھی کہ وہ تین سال کے عرصہ میں فوت ہو جائیگا چنانچہ وہ تین سال کی مدت کے اندر فوت ہو گیا۔

۴۹۔ اٹھتا لیوان نشان یہ ہے کہ میں نے زلزلہ کی نسبت پیشگوئی کی تھی۔ جو اخبار الحکم اور البدر میں چھپ گئی تھی کہ ایک سخت زلزلہ آئیگا ہے جو بعض حصہ پنجاب میں ایک سخت تباہی کا موجب ہوگا اور پیشگوئی کی تمام عبارت یہ ہے۔ زلزلہ کا دھکا جفت الہیہ مہلہا و مہلہا چنانچہ وہ پیشگوئی ۴۲۔ اپریل سنہ ۱۲۹۰ء کو پوری ہوئی۔

۵۰۔ پچاسواں نشان یہ ہے کہ میں نے پہر ایک پیشگوئی کی تھی کہ اس زلزلہ کے بعد بہار کے دنوں میں پہر ایک اور زلزلہ آئے گا۔ اس الہامی پیشگوئی کی ایک عبارت یہ تھی۔ ”پھر بہار آئی خدا کی بات پہر پوری ہوئی“ چنانچہ ۴۸۔ فروری سنہ ۱۲۹۰ء کو وہ زلزلہ آیا اور کوہستانی جگہوں میں بہت نقصان جانوں اور مالوں کے باعث ہونے سے ہوا۔

۵۱۔ اکاونواں نشان یہ ہے کہ میں نے ایک پیشگوئی کی تھی کہ کچھ مدت تک زلزلے متواتر آتے رہیں گے۔ ان میں سے چار زلزلے بڑے ہونگے اور پانچواں زلزلہ قیامت کا نمونہ ہوگا چنانچہ زلزلے اب تک آتے ہیں ایسے کہ میں نے گزرتے ہیں جن میں کوئی زلزلہ نہیں آجاتا اور یقیناً یاد رکھنا چاہئے کہ بعد اس کے سخت زلزلے آنے والے ہیں خاص کر پانچواں زلزلہ جو قیامت کا نمونہ ہوگا اور خدا نے مجھ کو مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ یہ سب تیری سچائی کے لئے نشان ہیں۔

۵۲۔ باونواں نشان یہ پندت دیانند آریوں کے لئے بطور گروہ کے تہاجب اسکاقتہ حدیث ہے بڑھ گیا تو مجھے دکھلایا گیا کہ اب اسکی زندگی کا خاتمہ ہے چنانچہ اسی سال میں وہ فوت ہو گیا۔ میں نے یہ پیشگوئی ایک آریہ شریعت نام کو جو ساکن قادیان ہے قبل از وقوع تبتلا دی تھی اور وہ ابتداء ۱۲۹۰ء میں۔

۵۳۔ تیرہواں نشان یہ ہے کہ اسی شریعت کا ایک بہائی بسمدیس نام ایک نو مہاری مضمون میں شایہ ۱۲۹۰ سال کے لٹوقید ہو گیا تھا تب شریعت نے اپنی اضطراب کی حالت میں مجھ کو دعا کی تھی

چنانچہ میں نے اسکی نسبت دعا کی تو میں نے بعد اُس کے خواب میں دیکھا کہ میں اُس دفتر میں گیا ہوں جس جگہ قیدیوں کے ناموں کے رجسٹر تھے اور اُن رجسٹروں میں ہر ایک قیدی کی سیاق و قیاد لکھی تھی تب میں وہ رجسٹر کو بلا سمین لسمبر اُس کی قید کی نسبت لکھا تھا کہ اتنی قید ہے اور میں نے اپنے ہاتھ سے اسکی نصف قید کاٹ دی اور جب اسکی قید کی نسبت چیف کورٹ میں اپیل کیا گیا تو مجھ کو دکھلایا گیا کہ انجام مقدمہ یہ ہوگا کہ مثل مقدمہ منع میں آسکے گی اور نصف قید لسمبر اُس کی تخفیف کی جائیگی مگر بری نہیں ہوگا اور میں نے وہ تمام حالات اُس کے یہاں لاء شریٹ کو قبل از ظہور انجام مقدمہ بتلا دئے اور انجام کار ایسا ہی ہوا جو میں نے کہا تھا۔

۵۴۔ چوڑاں نشان۔ مولوی صاحبزادہ عبداللطیف شہید کے قتل میں نیکی نسبت پیشگوئی ہے جو براہین احمدیہ میں درج ہے۔

۵۵۔ بچپن ان نشان میان عبدالسند سنوری کی ایک ناکامی کی نسبت پیشگوئی ہے اس پیشگوئی کے پورے ہونیکا گواہ خود میان عبدالسند سنوری ہے۔

۵۶۔ چھپنواں نشان یہ میں نے اپنی شادی کی نسبت پیشگوئی کی تھی یہ الہام میں نے بہتوں کو بتایا تھا جواب تک زندہ موجود ہیں اور اسکی نسبت براہین میں ایک الہام ہے جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ سارا میں وہ رشتہ ہوگا۔ اذکر نعمتی رہت خدیجی

۵۷۔ مولوی ابوسعید محمد حسین بٹالوی کی نسبت براہین احمدیہ میں پیشگوئی ہے کہ وہ میری نسبت تکفیر کیلئے کوشش کر لیا اور کافر ٹھہرانے کیلئے استغناء لکھے گا۔

۵۸۔ اٹھاونواں نشان۔ مولوی تدریس حسین دہلوی کی نسبت براہین احمدیہ میں پیشگوئی ہے کہ وہ تکفیر سے لکھے گا۔

۵۹۔ ناستھواں نشان۔ شیخ مہر علی ہوشیار پوری کی نسبت پیشگوئی یعنی خواب میں میں نے دیکھا کہ اُسکے گھر میں آگ لگ گئی اور پھر میں نے اُسکو گھبراہٹ میں اس بات کی طرف اشارہ کیا تھا کہ آخر میری دعا رٹائی ہوگی یہ تمام پیشگوئی میں نے خط میں لکھ کر شیخ مہر علی کو اس سے اطلاع دی بعد اس کے پیشگوئی

+ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سادات کی نانی ہوں اس الہام میں ایک تو یہ اشارہ تھا کہ تمہاری بیوی قوم کی سیدہ ہوگی اور دوسری پیشگوئی تھی کہ اسکی اولاد سے ایک بڑی نسل پیدا ہوگی۔ منہ

کے مطابق اس پر قید کی معصیت آئی اور پھر قید کے بعد پیشگوئی کے دوسرے حصہ کے مطابق اس نے رہائی پائی۔

۶۰۔ ساٹھواں نشان۔ بعد میں شیخ مہر علی کی نسبت ایک اور پیشگوئی کی گئی تھی کہ وہ ایک سخت بلا میں مبتلا ہوگا چنانچہ بعد اس کے وہ مرضی الجحیم میں مبتلا ہو گیا اور پھر حال معلوم نہیں۔

۶۱۔ اکٹھواں نشان۔ اپنے بہائی مرزا غلام قادر مرحوم کی وفات کی نسبت پیشگوئی جس میں میری ایک بیٹی کی طرف سے بطور حقائق غیر مجھے یہ الہام ہوا اے غمی بازی خوش کردی مرا افسوس بسیار دادی۔ یہ پیشگوئی بھی اسی شریعت آریہ کو قبل از وقت بتلائی گئی تھی اور اس الہام کا مطلب یہ تھا کہ میرے بہائی کی بوقت اور ناگہانی موت ہوگی جو موجب صدمہ ہوگی جب یہ الہام ہو تو اس دن یا اس کو ایک دن پہلے شریعت مذکور کے گہر میں ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا سنو امین چند نام رکھا اور عجیب اگر اس نے بتایا کہ میرے گہر میں لڑکا پیدا ہوا ہے جس کا نام سینا امین چند رکھا ہے سینے کہا کہ ابھی مجھے الہام ہوا ہے کہ اے غمی بازی خوش کردی مرا افسوس بسیار دادی اور

ہنوز اس الہام کے میرے پرستی نہیں کہنے میں ڈرتا ہوں کہ اس سے مراد تیرا لڑکا امین چند ہی ہو کیونکہ تیری میرے پاس آمد درست بہت ہو اور الہامات میں کہی ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ کسی تعلق رکھنے والے کی نسبت الہام ہوتا ہے وہ یہ بات سن کر ڈر گیا اور اس نے گہر میں جاتے ہی اپنے لڑکے کا نام بدلا دیا یعنی بجائے امین چند کے گوگل چند رکھ دیا وہ لڑکا اب تک زندہ ہے اور ان دنوں میں کسی ضلالت میں نہ آ رہا ہے اور بعد اس کے میرے پر کہو لا گیا کہ یہ الہام میرے بہائی کی موت کی طرف اشارہ ہے چنانچہ میرا بہائی دس دن کے بعد ایک ناگہانی طور پر فوت ہو گیا اور میرے اس لڑکے کو اسکی موت کا صدمہ پہنچا اور راج میں اگر شریعت مذکور جو غمت ہنصا ہے گواہ بن گیا اگر کہو کہ خدا کے الہام کے اس بوقت کیونکہ کہو لے گئے تو میں اس کے جواب میں کہتا ہوں کہ مقطعات قرآنی کے ساتھ معی نہیں کہو لے گئے کہ میں جانتا ہوں کہ ظلم کیا چیز ہے اور ان کیا چیز ہے اور گھٹیا ہے کیا چیز ہے اور آیت سے نیز اللہ کے نعمت حدیث میں ہے

کہ آنحضرتؐ فرمایا کہ اب تک مجھے اس کے معنی معلوم نہیں اور نیز آپؐ نے فرمایا کہ مجھے ایک خوشہ بہشتی انگور کا دیا گیا کہ یہ اب جہنم کے لئے ہے اور میں اسکی تاویل سمجھ نہ سکا جب تک کہ عکرمہ اسکا بیٹا مسلمان ہوا اور مجھے ہجرت کی زمین بتلائی گئی اور میں نہ سمجھ سکا کہ وہ مدینہ ہے غرض ایسے اعتراض بوجہ بے خبری سنت کے دونوں میں پیدا ہونے میں۔

- ۶۲۔ ہاسٹھون نشان - فصل رومی کی تباہی کی نسبت پیشگوئی اسکا مفصل حال میری کتابوں میں مذکور ہے۔
 ۶۳۔ ہاسٹھون نشان - براہین احمدیہ میں میری نسبت خدا تعالیٰ کی پیشگوئی کے قتل وغیرہ منصوبوں کے میں بچا یا جاؤں گا۔ چنانچہ جب تک باوجود متعدد دھوکوں خدا تعالیٰ نے دشمنوں کے شر سے مجھے بچایا۔
 ۶۴۔ ہاسٹھون نشان - براہین احمدیہ میں پیشگوئی کے کہ جس قدر میرے مخالف کئے جائیں گے مجھے فتح ہوگی۔ چنانچہ ہر ایک مقدمہ میں
 ۶۵۔ ہاسٹھون نشان - براہین احمدیہ میں یہ پیشگوئی کہ اس قدر لوگ میری پاس آئیں گے کہ قریب ہوگا کہ میں ان کی کثرت ملاقات سے تھک جاؤں۔ چنانچہ کئی لاکھ آدمی میرے پاس آیا۔

- ۶۶۔ ہاسٹھون نشان - براہین احمدیہ میں اصحاب الصفہ کی نسبت پیشگوئی ہے چنانچہ کسی مخلص لوگ خود طغوتوں سے
 ۶۷۔ ہاسٹھون نشان - براہین احمدیہ میں یہ پیشگوئی کہ تم جو عربی زبان میں فصاحت و بلاغت عطا کیا ایسی جیسا کوئی مقابلہ نہیں
 ۶۸۔ ہاسٹھون نشان - براہین احمدیہ میں شاہد نزاع کی پیشگوئی جیسا پورا ہوا براہین احمدیہ میں مفصل لکھا ہے
 ۶۹۔ اہتران نشان - حماتہ البشرے میں جو کئی سال طاعون پیدا ہونے سے پہلے شائع کی تھی میں نے یہ کہا تھا کہ میں نے طاعون پہنچنے کیلئے دعا کی ہے سو وہ دعا قبول ہو کر ملک میں طاعون پھیل گئی۔
 ۷۰۔ شتران نشان - براہین احمدیہ میں بیعت مذکور طاعون پیدا ہونے کے لئے خدا تعالیٰ نے مجھ کو خبر دی تھی سو پچیس برس بعد پنجاب میں طاعون پھیل گئی۔

- ۷۱۔ اہتران نشان کتاب ستر خلعتہ کے صفحہ ۶۲ میں میں نے لکھا ہے کہ مخلفوں پر طاعون پڑنے کیلئے میں نے دعا کی تھی یعنی ایسے مخالف جنگی قسمت میں ہدایت نہیں سو میں دعا کے کئی سال بعد اس ملک میں طاعون کا غلبہ ہوا اور بعض سخت مخالفت اس نے تباہی سے گزر گئی اور وہ دعا یہ تھی۔

وَمِنْ رَحْمَتِ رَبِّكَ إِتْرَافُكَ وَمِنْ رَحْمَتِ رَبِّكَ إِتْرَافُكَ وَمِنْ رَحْمَتِ رَبِّكَ إِتْرَافُكَ
 وَفَرَجَ كُرْبِي يَا كَرِيمِي وَفَرَجَ كُرْبِي يَا كَرِيمِي وَفَرَجَ كُرْبِي يَا كَرِيمِي

۱۔ میں نے خدا تعالیٰ سے دعا کی کہ میری کتاب میں جو کئی سال پہلے شائع ہوئی تھی وہ دعا قبول ہو کر ملک میں طاعون پھیل گئی۔
 ۲۔ میں نے خدا تعالیٰ سے دعا کی کہ میری کتاب میں جو کئی سال پہلے شائع ہوئی تھی وہ دعا قبول ہو کر ملک میں طاعون پھیل گئی۔
 ۳۔ میں نے خدا تعالیٰ سے دعا کی کہ میری کتاب میں جو کئی سال پہلے شائع ہوئی تھی وہ دعا قبول ہو کر ملک میں طاعون پھیل گئی۔
 ۴۔ میں نے خدا تعالیٰ سے دعا کی کہ میری کتاب میں جو کئی سال پہلے شائع ہوئی تھی وہ دعا قبول ہو کر ملک میں طاعون پھیل گئی۔
 ۵۔ میں نے خدا تعالیٰ سے دعا کی کہ میری کتاب میں جو کئی سال پہلے شائع ہوئی تھی وہ دعا قبول ہو کر ملک میں طاعون پھیل گئی۔
 ۶۔ میں نے خدا تعالیٰ سے دعا کی کہ میری کتاب میں جو کئی سال پہلے شائع ہوئی تھی وہ دعا قبول ہو کر ملک میں طاعون پھیل گئی۔
 ۷۔ میں نے خدا تعالیٰ سے دعا کی کہ میری کتاب میں جو کئی سال پہلے شائع ہوئی تھی وہ دعا قبول ہو کر ملک میں طاعون پھیل گئی۔
 ۸۔ میں نے خدا تعالیٰ سے دعا کی کہ میری کتاب میں جو کئی سال پہلے شائع ہوئی تھی وہ دعا قبول ہو کر ملک میں طاعون پھیل گئی۔
 ۹۔ میں نے خدا تعالیٰ سے دعا کی کہ میری کتاب میں جو کئی سال پہلے شائع ہوئی تھی وہ دعا قبول ہو کر ملک میں طاعون پھیل گئی۔
 ۱۰۔ میں نے خدا تعالیٰ سے دعا کی کہ میری کتاب میں جو کئی سال پہلے شائع ہوئی تھی وہ دعا قبول ہو کر ملک میں طاعون پھیل گئی۔

سے ترجمہ۔ اور میرے خدا پرستوں نے اس کا نام دشمن ہوا اور اس کو کھڑا اور اس پر طاعون کا عذاب نازل کر دیا اس کو ہلاک کر دیا
 ۱۔ اور میری بے قراریاں دور کر دے جو مجھے غموں کی نجات دے اور میری کرم۔ اور میرے دشمن کو کھڑے ہو کر اس کے گرد خاک میں ملا دے یہ پیشگوئی

اور پھر کتاب اعجاز احمدی میں یہ پیشگوئی تھی۔

اذا ما غضبنا غاضباً لله صائلاً + علی معتدی ثودی وبالسوء عیہر
 جب ہم غضبنا کہ ہوں خدا اس شخص پر غضب کرتا ہوں جو حد سوار ہو اور کھلی کھلی بدی پر آمادہ ہوتا ہو
 ویأتی زمان کاسر کل ظالم + وهل لیکلک الیوم الا المذکر
 اور وہ زمانہ آ رہا ہے کہ ہر ایک ظالم کو توڑے گا اور وہی ہلاک ہوں گے جو اپنے گناہوں کی باعث ہلاک ہو چکے ہوں
 والی لشر الناس ان لم یکن لهم + جزاء اهانہم صغار یصغر
 اور میں سب بد لوگوں سے بدتر ہوں گا اگر ان کے لئے انکی امانت کی جزا امانت نہ ہو
 قضی اللہ ان الطعن بالطعنینا + فذلک طاعون اتاہم لیجبروا
 خدا نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ طعن کا بدلہ طعن ہے پس وہی طاعون ہے جو ان کو پکڑ لیگی
 ولما طغى الفسق المبیذ بسبیلہ + تمنیت لو کان الی بقاء المتبر
 اور جب فسق پاک کر سنے والا حد سے بڑھ گیا تو میں نے آرزو کی کہ اب ہلاک کر نیوالی طاعون چائے
 یہ اس کے بعد رہا ہوا مع اسے بسا خاٹہ دشمن کہ تو دیران کر دی اور یہ حکم اور البدر میں شائع
 کیا گیا ہے اور پھر مذکورہ بالا عالمین جو دشمنوں کی سخت ایذا کے بعد کی گئیں جناب الہی میں
 قیامت ہو کر پیشو شہوت کے مطابق عین کا خدا اب ان پر آگ کی طرح برسا اور کئی ہزار دشمن
 یہ میری تکذیب کرتا اور بدین مستند بنایا ہوا کہ یہ سب کچھ نمونہ کے طور پر چند سخت
 خباثتوں کا نمونہ ہے یہ سب کچھ جہت سے یہ سب کچھ ہونی سے اس لئے ذکر کے قابل ہے
 جس سے میرے رب میں کتا سبب اور نہایت بڑا کہ ہلائی اور چند روز رندگی سے پیار
 اس کے جھوٹ ہوا اور میرے لئے وہ سب کچھ عین سے ہلاک ہوا۔ پھر بعد اس کے ایک شخص
 محمد بخش نام جو اپنی بسبب سے بے رحم اور بے رحم ہوا وہی طاعون سے ہلاک ہوا۔ پھر
 بعد اس کے ایک شخص محمد بخش نام جو اپنی بسبب سے بے رحم اور بے رحم ہوا وہی طاعون سے ہلاک ہوا۔ پھر
 یہ نام و حال کہہ رہا ہوں کہ یہ سب کچھ عین سے ہلاک ہوا۔ پھر بعد اس کے ایک شخص

عصا سے اس مہمال کو ہلاک کروں سودہ بھی میری اس پیشگوئی کے مطابق جو خاص اس کو حق میں سالہ
 وافع البلاد مصیبات کی زندہ گی میں ہی شایع کی گئی تھی ۳۰۔ اپریل سنہ ۱۹۰۷ء کو مع اپنی دونوں بیویوں
 کے طاعون سے ہلاک ہو گیا۔ کہان گیا عیسیٰ صاحب کے ساتھ مجھے قتل کرتا تھا اور کہان
 گیا اس کا الہام الہی لمن المرسلین افسوس اکثر لوگ قبل تزکیہ نفس کے حدیث النقص کو ہی
 الہام قرار دیتے ہیں اس لئے تھکا رڈ اور سوئی ٹھکی موت ہوتی ہے اور ان کے سوا وہ بھی کئی لوگ ہیں
 جو ایذا اور امانت میں حد سے بڑھ گئے تھے اور خدا تعالیٰ کے قہر سے نہیں ڈرتے تو اور بڑا
 ہنسی اور ٹھٹھا اور گالیان دینا ان کا کام تھا آخر کار طاعون کا شکار ہو گئے جیسا کہ منشی عیسیٰ
 صاحب احمدی لاہور سے لکھتے ہیں کہ ایک میرا چچا تھا جس کا نام نور احمد تھا وہ موضع بھری چٹھہ تحصیل
 حافظ آباد کا باشندہ تھا اس نے ایک دن مجھے کہا کہ مرزا صاحب اپنی رحمت کے دعوے پر
 کیون کوئی نشان نہیں کہلاتے میں نے کہا ان کے نشانوں میں سے ایک نشان طاعون ہو چکا گوئی کے
 بعد آئی جو دنیا کو کہاتی جاتی ہے تو اس بات پر وہ بول اٹھا کہ طاعون نہیں چھو سکی بلکہ یہ طاعون
 مرزا صاحب کو ہی ہلاک کر نیکی لئے آئی ہے اور اس کا اثر ہم پر گزرنہیں ہوگا مرزا صاحب پر ہی ہوگا
 اسی قدر گفتگو پر بات ختم ہو گئی جب میں لاہور پہنچا تو ایک ہفتہ کے بعد بھی خبر ملی کہ چچا نور احمد طاعون
 سے مر گئے اور اس کا نوٹ کے بہت سے لوگ اس گفتگو کے گواہ ہیں اور یہ ایسا واقعہ ہے کہ چھپ نہیں سکتا۔
 اور میان معراج الدین صاحب لاہور سے لکھتے ہیں کہ مولوی زین العابدین جو مولوی فاضل
 منشی فاضل کے امتحانات پاس کر رہے تھا اور مولوی غلام رسول قلعہ دایہ کے رشتہ داروں میں سے تھا اور
 دینی تعلیم سے فارغ التحصیل تھا اور صاحبِ حایتِ ہلام لاہور کا ایک مقرب مدرس تھا اس نے حضور کے
 صدق کے بارے میں مولوی محمد علی سیالکوٹی سے کشمیری بانار میں ایک دوکان پر کھڑے ہو کر مباحثہ
 کیا یہ پھر تھوڑے دنوں کے بعد عرض طاعون ہو گیا اور نہ صرف وہ بلکہ اکل پوری ہی طاعون سے مر گئی۔
 اور اس کا داماد بھی جو محکمہ اکونٹس جنرل میں ملازم تھا طاعون سے مر گیا۔ اسی طرح آکے گہر کے سترہ
 آدمی مباحثہ کے بعد طاعون سے ہلاک ہو گئے۔

یہ عجیب بات ہو کیا کوئی اس پر یہ کہتا ہے کہ ان لوگوں کے خیال میں کاذب اور منفردی اور جہاں تو میں ٹھہرا۔ مگر یہاں کے وقت میں ہی لوگ مرتے ہیں کیا انہوں نے خدا سے بھی کوئی غلط نہیں ہو جاتی ہے؟ ایسے نیک لوگوں پر کیوں یہ قہر الہی نازل ہے جو موت بھی ہوتی ہے اور پرزالت اور سوائی بھی۔ اور میان معراج میں لکھتے ہیں کہ ایسا ہی کریم بخش نام لاہور میں ایک ٹھیکہ دار تھا وہ سخت بے ادبی اور گستاخی حضور کے حق میں کرتا تھا اور اکثر کرتا ہی رہتا تھا۔ میں نے کئی دفعہ اُسکو سمجھایا مگر وہ باز نہ آیا۔ آخر جوانی کی عمر میں ہی شکار موت ہوا۔

سید عالم شاہ صاحب لکھنؤ لکھتے ہیں کہ حافظ سلطان سیالکوٹی صنف کا سخت مخالف تھا یہ دہی شخص تھا جس نے ارادہ کیا تھا کہ سیالکوٹ میں آپ کی سواری گزرنے پر آپ پر راکہ ڈالے آخر وہ سخت طاعون سے اسی شہر میں ہلاک ہوا اور اُس کے گھر کے نو یا دہائی آدمی بھی طاعون سے ہلاک ہوئے۔ ایسا ہی شہر سیالکوٹ میں یہ بات سب کو معلوم ہے کہ حکیم محمد شفیع جو بیعت کر کے مرتد ہو گیا تھا جس نے درستہ القرآن کی بنیاد ڈالی تھی آپ کا سخت مخالف تھا یہ قسمت اپنی اغراض نفسانی کی وجہ سے بیعت پر قائم نہ رہ سکا اور سیالکوٹ کے محلہ لوہارن کے لوگ جو سخت مخالف تھے عداوت اور مخالفت میں اُنکا شریک ہو گیا۔ آخر وہ بھی طاعون کا شکار ہوا اور اُسکی بیوی اور اُسکی والدہ اور اُسکا بہائی سب کے بعد دیگرے طاعون سے مرے اور اُس کے مدرسہ کو جو لوگ امداد دیتے تھے وہ بھی ہلاک ہو گئے۔

ایسا ہی مزار سردار بیگ سیالکوٹی جاپنی گندہ زبانی اور شوخی میں بہت بڑھ گیا تھا اور ہر وقت استہزاء و شتم اُسکا کام تھا اور ہر ایک بات طنز اور شوخی سے کرتا تھا وہ بھی سخت طاعون میں گرفتار ہو کر ہلاک ہوا اور ایک دن اُس نے شوخی سے جماعت احمدیہ کے ایک فرد کو کہا کہ کیوں طاعون طاعون کرتے ہو تم تو تب جانیں کہ میں طاعون ہو پس اس سے دو دن بعد طاعون سے مر گیا۔

۲۔ بہترین نشان بعض سخت مخالف جنہوں نے تمہارا ہلکے طور پر لعنت اس علیہ الکا فین کہا تھا وہ خدا تعالیٰ کے مذاہب بتلا ہو کر جیسے کہ لڑی شیعہ کے گناہ ہیں اور پھر سانپ کے کاٹنے سے مر گیا اور بعض دوسرے جو کہ جیسے کہ

شاہ دین لودھیانوی اور مولوی عبدالعزیز اور مولوی محمد اور مولوی عبدالعزیز لودھیانوی جو اولیٰ مرتبہ کے مخالف تھے قیون فوت ہو گئے۔ ایسا ہی عبدالرحمن محی الدین لکھنؤ والے اپنی اس الہام کے بعد کہ کاذب پر خدا کا مذاق اڑا کر فوت ہو گئے۔

۴۴۔ تہتر و ان نشان۔ ایسا ہی مولوی غلام شکیب قصوری نے اپنے طور پر مجہد سے مبالغہ کیا اور اپنی کتاب میں دعائی کہ جو کاذب خدا کو ہلاک کرے پھر اس دعا سے چند دن بعد آپ ہی ہلاک ہو گیا۔ یہ کس قدر مخالف مولویوں کیلئے نشان تھا اگر وہ سمجھتے۔

۴۵۔ چوتھروں نشان۔ ایسا ہی مولوی محمد حسن بیہی میری پیشگوئی کے مطابق مراجعہ کیا کہ میں نے مفصل اپنی کتاب مرہب الرحمن میں لکھا ہے۔

۴۶۔ چوتھروں نشان۔ میں نے اپنی کتاب نور الحق کے صفحہ ۳۵ سے صفحہ ۳۸ تک یہ پیشگوئی

لکھی ہے کہ خدا نے مجھ کو خبر دی ہے کہ رمضان میں جو خسوف کسوف ہوا یہ آنے والے عذاب کا ایک مقدمہ ہے چنانچہ اس پیشگوئی کے مطابق ملک میں ایسی طاعون پھیلی کہ اب تک تین لاکھ کے

۴۷۔ چوتھروں نشان۔ برامین احمدیہ میں میری نسبت خدا تعالیٰ کی یہ پیشگوئی ہے القیت علیک

حسبۃ منی ولتصنع علی عینی یعز خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں تیری محبت دگوں کو انہیں ڈالوں گا اور میں اپنی آنکھوں کے سامنے تیری پرورش کروں گا یہ اُس وقت کا الہام ہے کہ جب ایک شخص

بھی میرے ساتھ تعلق نہیں رکھتا تھا۔ پھر ایک مدت کے بعد یہ الہام پورا ہوا اور ہزار ہا انسان خدا نے ایسے پیدا کئے کہ جن کے دلوں میں اُس نے میری محبت بکھری بعض نے میرے لئے

جان دی اور بعض نے اپنی مالی تباہی میرے لئے منظور کی اور بعض میری لئے اپنی وطنوں سے نکالے گئے اور دکھ دئے گئے اور تالے گئے اور ہزار ہا ایسے ہیں کہ وہ اپنی نفس کی حاجات پر

مقدم کر کے اپنے عزیز مال سے آگے نہ کھینچتے ہیں۔ اور میں دیکھتا ہوں کہ ان کے دل محبت سے پر ہیں

۴۸۔ حاشیہ۔ میں اپنی تحریر میں اس جگہ تاک پہنچا ہوا اور یہ فقرہ لکھ چکا تھا کہ اسی وقت ایک مخلص صادق کا خط آیا جو میرے سلسلہ میں داخل ہوا اور چونکہ وہ خط اس فقرہ کے عین لکھنے کے وقت آیا اور اگر مناسب حال تھا اس لئے ذیل میں اس کو لکھتا ہوں اور

۴۹۔ میری بڑی تمنا ہے کہ قیامت میں حضور ہمارے سر پر سایہ جماعت بادت میں شامل ہوں جیسا کہ اب ہوں۔ آمین حضور خالی اللہ تعالیٰ بتبر بابتنا ہو کہ خاک کو اس قدر محبت فائز و الا صفات کی جو کہ میرا تمام مال جان آپ پر قربان ہوا اور میں ہر جان کو آپ پر قربان ہوں میرے بہال والدین آپ پر شاہد ہوں خدا میرا خیر آپ کی محبت اور اطاعت میں کرے۔ آمین

اور پتھر سے ایسے مہین کہ اگر مہین کہوں کہ وہ اپنی مالون سے بجلی دست بردار ہو جائیں یا اپنے جانوں کو میرے لئے نذا کریں تو وہ طیار مہین حب میں اس رعبہ کا صدق ادا ارادت اکثر افراد اپنی جماعت میں پاتا ہوں تو بے اختیار بھر کہنا پڑتا ہے کہ اسے میرے قادر خدا اور حقیقت ذرہ ذرہ پر تیرا تصرف ہو تو تھے ان دنوں کہ ایسے پڑا تو ب زمانہ میں میری طرف کہینچا اور انکو استقامت بخشی یہ تیری قدرت کا نشان عظیم الشان ہے۔

۷۔ ستر ہون نشان۔ بشیر احمد میرا لڑکا آنکھوں کی بیماری سے ایسا بیمار ہو گیا تھا کہ کوئی دوا فائدہ نہیں کر سکتی تھی اور بنیائی جاتے رہے تو کا اندیشہ تھا جب شدت مرض انتہا تک پہنچ گئی تب میری دعا کی تو اہام ہوا بوقت طفلی بشیر۔ یعنی میرا لڑکا بشیر دیکھنے لگا تب اسی دن یا دوسرے دن وہ شفا یاب ہو گیا۔ یہ واقعہ ہی قریباً سو آدمی کو معلوم ہو گا۔

۸۔ اٹھتر ہون نشان۔ جب چوٹی مسجد مینے تعمیر کی جو ہمارے گھر کے ساتھ ایک کچھ پر ہے تب بھر نیال آیا کہ اسکی کوئی تاریخ چاہئے تب خدا تعالیٰ کی طرف سے القا ہوا مبارک و مبارک و کل امر مبارک عجیب۔ یہ ایک پیشگوئی تھی اور اسی سے ماوہ تاریخ بنائے مسجد نکلتا ہے۔

۹۔ اسی دن نشان۔ برابرین احمد بن جماعت احمدیہ کی ترقی کی نسبت یہ پیشگوئی ہے کذراع اخراج شطاً کا فاذرہ فاستغلاظ فاستوی علی موقیع یعنی پہلے ایک سبج ہو گا کہ جو اپنا سبزہ نکالے گا پھر مٹا ہو گا پھر اپنی ساقون پر قائم ہو گا یہ ایک بڑی پیشگوئی تھی جو اس جماعت کے پیدائشی ہو چکا اور اس کے نشوونما کے بارہ مہینے آج سے پچیس برس پہلے کی گئی تھی اسی وقت میں کہ نہ اس وقت جماعت تھی اور نہ کسی کو مجھ سے تعلق بعیت تھا بلکہ کوئی ان میں سے میرے نام سے ہی واقف نہ تھا۔ پھر بعد اس کے خدا تعالیٰ کے فضل و کرم نے یہ جماعت پیدا کر دی جو اب تین لاکھ سے بھی کچھ زیادہ ہے۔ میں ایک چوڑے سے بچ کی طرح تھا جو خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے بویا گیا۔ پھر میں ایک مدت تک مخفی رہا پھر میرا ظہور ہوا اور بیت سی

شاخون نے میرے ساتھ تعلق پکڑا۔ سو یہ پیشگوئی محض خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے پوری ہوئی۔

۸۰۔ اسی ان نشان۔ براہین احمدیہ میں یہ پیشگوئی ہے۔ یریدون ان لیطفوا فوسر اللہ باقواہ۔ سحر و ابداء مٹم نو مرقاہ و لو کسوا الکافرون یعنی مخالف لوگ ارادہ کریں گے کہ خود خدا کو اپنے سونہ کی ہونکوں سے بھیلوں مگر خدا اپنے نور کو پورا کر لیا اگرچہ منکر لوگ کراہت ہی کریں۔ یہ اس وقت کی پیشگوئی ہے جبکہ کوئی مخالف نہ تھا بلکہ کوئی میرے نام سے ہی واقف نہ تھا پہر بعد اسکے حسب بیان پیشگوئی دنیا میں عرت کے ساتھ میری شہرت ہوئی اور ہزاروں نے مجھے قبول کیا تب اس قدر مخالفت ہوئی کہ مکہ معظمہ سے اہل مکہ کے پاس خلاف واقعہ باتیں بیان کر کے میرے لئے کفر کے فتوے منگوائے گئے۔ اور میری تکفیر کا دنیا میں ایک شور مچا گیا قتل کے فتوے دیئے گئے حکام کو اکسایا گیا۔ عام لوگوں کو مجھ سے اور میری جماعت سے بیزاری کیا گیا۔ غرض ہر ایک طرح سے میرے نابود کرنے کے لئے کوشش کی گئی مگر خدا تعالیٰ کی پیشگوئی کے مطابق یہ تمام مولوی اور ان کے مجلس اپنی کوششوں میں نامراد اور ناکام رہے افسوس کس قدر مخالف اند ہے میں ان پیشگوئیوں کی عظمت کو نہیں دیکھتے کہ کس ماند کی ہین اور کس شوکت اور قدرت کے ساتھ پوری ہوئی کیا سچ خدا تعالیٰ کے کسی ادسا کام ہے اگر ہے تو اسکی نظیر پیش کرو نہیں سوچتے کہ اگر یہ انسان کا کاروبار ہوتا اور خدا کی مرضی کے مخالف ہوتا تو وہ اپنی کوششوں میں نامراد رہتے۔ کس نے انکو نامراد کہا یا کسی خدا نے جو میری ساتھ ہے

۸۱۔ اکاسیوان نشان۔ براہین احمدیہ میں ایک یہ بھی پیشگوئی ہے۔ یعصمک اللہ من عندہ و لولم یعصمک الناس یعنی خدا تجھے آپ تمام آفات سے بچا دے گا۔ اگرچہ لوگ نہیں چاہیں گے کہ تو آفات سے بچ جائے یہ اس زمانہ کی پیشگوئی ہے جبکہ میں ایک مراد یہ گنہگار میں پوشیدہ تھا اور کوئی مجھ سے نہ تعلق بیعت نہ کرتا تھا نہ عداوت بعد اس کے جب مسیح موعود ہونیکا دعویٰ میں نے کیا تو سب مولوی اور انکی مجلس آگ کی طرح ہو گئے ان دنوں میں میرے پر ایک پادری ڈاکٹر مارٹن کلاک نام نے خون کا مقدمہ کیا اس مقدمہ میں مجھے یہ تجربہ ہو گیا کہ پنجاب کے

مولوی میرے خون کے پیاسے ہیں اور مجھ پر ایک عیسائی سے بھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن ہے اور گامیان نکالتا ہے بدتر سمجھتے ہیں کیونکہ بعض مولویوں نے اس مقدمہ میں میرے مخالف عدالت میں حاضر ہو کر اس پادری کے گواہ بن کر گواہیاں دیں اور بعض اس میں لگے رہے کہ پادری لوگ فتح پادریں۔ میں نے مستند ذریعہ سے سنا ہے کہ وہ مسجدوں میں رو کر دعائیں کرتے تھے کہ اے خدا اس پادری کی مدد کر اسکو فتح دے۔ مگر خدائے علیم نے ان کی ایک نہ سنی نہ گواہی دینے والے اپنی گواہی میں کامیاب ہوئے اور نہ دعا کر نیوایوں کی دعائیں قبول ہوئیں۔ یہ علماء اپنی دین کے حامی اور یہ قوم ہے جس کیلئے لوگ قوم قوم بکارت ہیں۔ ان لوگوں نے میرے پہانسی دلائیے لہذا اپنے تمام منصوبوں زور لگایا اور ایک دشمن خدا اور رسول کی مدد کی۔ اور اس جگہ طہاروں میں گذرنا ہو کہ جب یہ قوم کے تمام مولوی اور ان کے پیرو میرے جانی دشمن تھے پہر کس نے مجھے اس اہر کستی جوں لگ سی بچایا حالانکہ آٹھ فرگاہ میرے مجرم بنانے کے لئے گزر چکے تھے اسکا جواب یہ ہے کہ اسی نے بچایا جس نے پچیس برس پہلے یہ وعدہ دیا تھا کہ تیری قوم تو تجھے نہیں بچائے گی اور کوشش کرے گی کہ تو ہلاک ہو جاؤ مگر میں تجھے بچاؤں گا جیسا کہ اس نے پہلے ہی فرمایا تھا جو بہترین احمدیہ میں سچ پچیس برس پہلے اور وہ یہ ہے **فَإِنَّ اللَّهَ مَعَنَا قَالُوا وَكَانَ عِنْدَ اللَّهِ وَجِيهًا** یعنی خدا نے اس الزام سے اسکو بری کیا جو اُسپر لگایا گیا تھا اور وہ خدا کے نزدیک وجیہ ہے۔

۸۲۔ بیسیڈون نشان۔ یہ پیغمبرؐ کی ہے جو بار بار میرے رسالوں میں مروج ہو چکی ہے ان اللہ
لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم اللہ اوی القریۃ یعنی خدا اس طاعون
کو اس قوم سے دوزخ میں کرے گا اور اپنا ارادہ نہیں بدلائیگا جب تک لوگ اپنی خود کو نہ بدلا
اور خدا انجام کار اس گائو کو اپنی پناہ میں لے لیگا۔ اور فرمایا کہ لولا الاکرام لہذا
المقام یعنی اگر میں تمہاری عزت کا پاس نہ کرتا تو میں اس تمام گائو کو ہلاک کر دیتا اور ان میں
سے ایک کو بھی نہ چھوڑتا اور فرمایا وما کان اللہ لیعذبہم وانت فیہم اور خدا ایسا نہیں

کہ ان سب کو عذاب سے ہلاک کر دیتا۔ حالانکہ تو انہیں مین رہتا ہے۔ یاد رہے کہ خدا تعالیٰ کا یہ فقرہ کہ **انہ اوی الفسرتہ** اس کے معنی ہیں کہ خدا تعالیٰ کسی قدر عذاب کے بعد اس کو گناہ کو اپنی پناہ میں لے لینگا یعنی نہیں مین کہ ہرگز اس میں طاعون نہیں آئیگی۔ اوی کا لفظ عربی زبان میں اس پناہ دینے کو کہتے ہیں کہ جب کوئی شخص کسی حد تک مصیبت سیدہ ہو کر پھر اس میں آجاتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **الم یجید ک یتیمًا فاوی** یعنی خدا فتنے یتیم پایا اور یتیمی کے مصائب میں تجھ کو مبتلا دیکھا پھر پناہ دی۔ اور جیسا کہ فرماتا ہے **اویناہا الی ربوہ ذات قرار و معین** یعنی عیسیٰ اور اسکی ماں کو بعد اسکے جو یہودیوں نے اُن پر ظلم کیا اور حضرت عیسیٰ کو سولی دینا چاہا تھے عیسیٰ اور اسکی ماں کو پناہ دی اور دونوں کو ایک ایسی پہاڑ پر پہنچایا جو سب پہاڑوں سے اونچا تھا یعنی کشمیر کا پہاڑ جس میں خوشگوار پانی تھا اور بڑی آسائش اور آرام کی جگہ تھی اور جیسا کہ سورۃ الکہف میں یہ آیت ہے۔ **فاوا الی الکہف ینشر لکم رزقکم من تحتہ** ابجز و نمبر ۱۷ سورہ کہف یعنی غار کی پناہ میں آجاؤ اس طرح پر خدا اپنی رحمت پھیلایا لینگا۔ یعنی تم ظالم بادشاہ کی انید سے نجات پاؤ گے غرض اوی کا لفظ ہمیشہ اُس موقع پر آتا ہے کہ جب ایک شخص کسی حد تک کڑی مصیبت سے گزر کر پھر اس میں داخل کیا جاتا ہے یہی پیشگوئی قادیان کی نسبت ہے چنانچہ صرف ایک دفعہ کسی قدر شدت سے طاعون قادیان میں ہوئی۔ بعد اسکے کم ہوتی گئی یہاں تک کہ اب کے سال میں ایک شخص ہی قادیان میں طاعون سے نہیں مراد حالانکہ اگر وہ صد ہا آدمی طاعون سے فوت ہو گئے۔

۸۳ تراوی النشان۔ ایک دفعہ میں اس پیشہ میں چوبارہ میں بیٹھا ہوا تھا جو چوٹی سجدت الحق ہے جس کا نام خدا تعالیٰ نے بیت الفکر کہا ہے۔ درمیرے پاس ایک شخص تھا جو دینی نام پر دینا دیتا تھا۔ میں نے اس کو پوچھا تو فرمایا ایدھا یعنی آج آج تک اس نے کبھی کبھی جاری نہ کیا کہ اس وقت تک یہ ابھام ہوا ہے اس نے مجھے جواب دیا

کہ آپ کے ہاتھ پر ایک ہنسی ہے شاید اسی کی طرف اشارہ ہو میں نے اسکو کہا کہ کجا ہاتھ اور کجا
 مان۔ یہ خیال ہیودہ اور غیر معقول ہے اور ہنسی تو در وہی نہیں کرتی۔ اور نیز الہام کے
 یہ معنی ہیں کہ تو دیکھے گا نہ کہ اب دیکھ رہا ہے۔ بعد اس کے ہم دونوں چوبارہ پر سے اترے تا
 بڑی مسجد میں جا کر نماز پڑھیں اور نیچے اتر کر میں دیکھا کہ دو شخص گھوڑے پر سوار میری طرف
 آ رہے ہیں دونوں بغیر کاٹھی کے دو گھوڑوں پر سوار تھے اور دونوں کی عمر بیس برس سے
 کم تھی وہ مجھے دیکھ کر وہیں ٹھہر گئے اور ایک نے انہیں سے کہا کہ یہ میرا بیٹا جو دوسرے
 گھوڑے پر سوار ہے در دران سے سخت بیمار ہے اور سخت لاچار ہے اس لئے ہم آ کر میں
 کہ آپ ان کے لئے کوئی دوا تجویز کریں۔ تب میں نے حامد سے کہا کہ الحمد للہ کہ میرا الہام اس قدر
 جلد پورا ہوا کہ صرف اسی قدر دیر لگی کہ جس قدر پیچھا کرتے تھے میں دیر لگی ہے شجہ حامد علی اب
 تک موجود ہے جو موضع تھو غلام نبی کا باشندہ ہے اور ان دنوں میں میرے پاس ہے۔ کوئی
 شخص دوسرے کیلئے اپنے ایمان کو ضائع نہیں کر سکتا بلکہ اگر درمیان تعلق مریدی کا ہو اور
 کوئی شخص اپنے مرید کو یہ کہے کہ میں اپنی لئے ایک جہوٹی کر امت بنائی ہے تو میرے لئے
 گواہی دے۔ تب وہ اپنے دل میں ضرور کہیگا کہ یہ تو ایک منکار اور بد آدمی ہے میں نے ناحق
 اس کے ہاتھ میں ہاتھ دیا ہے اسی طرح میں قدر میں نے اس رسالہ میں پیشگوئیاں کیں ہیں ہزاروں
 مرید میرے انکی سچائی کے گواہ ہیں۔ ایک جاہل کیسے کہ مرید کی گواہی کا کیا اعتبار ہے
 میں کہتا ہوں کہ اس گواہی جیانی اور کوئی گواہی نہیں کیونکہ تعلق محض میں کے لئے ہوتا ہے
 اور انسان اسی کا مرید بنتا ہے جس کو اپنے خواست میں تمام دنیا سے زیادہ پارہا طبع اور متقی اور
 خیال کرنا ہے پر غیب مرشد کا یہ حال ہو کہ صد بار جہوٹی پیشگوئیاں اپنی طرف سے تراش کر مرید
 کے آگے ہاتھ جوڑتا ہے کہ میرے لئے جہوٹہ ہو اور کسی طرح جہوٹہ نہ لکے بچے ولی بنا دو اسکو
 کیونکہ اس کے مرید نیک آدمی کہہ سکتے ہیں اور کیونکہ دل بد جان سے اسکی خدمت کر سکتے ہیں
 بلکہ اسکو ایک شیطان کہہ سکتے ہیں اور اس سے بیزار ہو جائیں گے اور میں تو ایسے مرید پر لعنت

۸۴۔ نشان۔ ہر گزست سترہ کو ایک دفعہ نصف حصہ اول بدن کا میرا بجیس ہو گیا اور ایک دم چلنے کی طاقت نہ رہی اور چونکہ میں نے یونانی طبابت کی کتاب میں سبقاً پڑھی تھیں اسلئے مجھے خیال گذرا کہ یہ فالج کی علامات ہیں ساتھ ہی سخت درد تھی۔ دل میں گہرا سہرہ تھی کروٹ بدلتا شکل تھا۔ رات کو جب میں بہت تکلیف میں تھا تو مجھے ثبات اعدا کا خیال آیا مگر محض دین کیلئے نہ کسی اور امر کے لئے تب میں خواب الہی میں دعا کی کہ موت تو ایک امر ضروری ہے مگر تو جانتا ہے کہ ایسی موت اور بوقت موت میں ثبات اعدا ہے تب مجھ کو توڑی ہی غنودگی کے ساتھ الہام ہوا۔ ان الله على كل شئ قدير ان الله لا يخزي المؤمنین یعنی خدا ہر چیز پر قادر ہے اور خدا مومنوں کو رسوا نہیں کیا کرتا پس اسی خدا نے کریم کی مجھ کو قسم ہے جس کے نامہ میں میری جان ہے اور مجھ اس وقت بھی دیکھ رہا ہے کہ میں اس پر اقرار کرتا ہوں یا سچ بولتا ہوں کہ اس الہام کے ساتھ ہی شاید آدھ گھنٹہ تک مجھے نیند آگئی اور ہر ایک دفعہ جب آنکھ کھلی تو میں نے دیکھا کہ مرض کا نام و نشان نہیں بلکہ تمام لوگ سوئے ہوئے تھے اور میں آٹھا۔ اور امتحان کے لئے چلنا شروع کیا تو ثابت ہوں کہ میں بالکل تندرست ہوں تب مجھ کو اپنے قادر خدا کی قدرت عظیم کو دیکھ کر رونا آیا کہ کیا قادر ہمارا خدا ہے اور ہم کیسے خوش نصیب ہیں کہ انکی کلام قرآن شریف پر ایمان لائے اور انکے رسول کی پیروی کی اور کیا بد نصیب وہ لوگ ہیں جو اس نور العجاوب خدا پر ایمان نہیں لائے۔

۸۵۔ نشان۔ ایک مرتبہ میں تو لہج زحیری سے سخت بیمار ہوا اور سولہ دن پاخانہ کی راہ سے خون آتا رہا اور سخت درد تھا جو بیان سے باہر ہے انہیں دونوں میں شیخ رحیم بخش صاحب مرقوم مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب کے والد ماجد ثناء سے میری عیادت کیلئے آئے اور میری نازک حالت انہوں نے دیکھی اور میں نے سنا کہ وہ بعض لوگوں کو کہہ رہے تھے کہ کچھ مرض و باکی طرح نہیں ہے ہے بلکہ میں ابھی میں ایک جنازہ پڑھ کر آیا ہوں جو اسی مرض کی موت ہوا ہے اور ایسا اتفاق ہوا کہ

کہ محمد بخش نام ایک حجام قادیان کا رہنمور لانا اسی دن ہی مرض سے بیمار ہوا اور آٹھویں دن مر گیا اور جب تسولہ دن میری مرض پر گذرے تو آثار نو میدی کے ظاہر ہو گئے وہ سنو دیکھا کہ بعض عزیز میرے دیوار کے پیچھے روتے تھے اور سہنوں طور پر تین مرتبہ سو وہ لیس منائی گئی جب میری مرض اس نوبت پر پہنچ گئی کہ خدا تعالیٰ کے میرے دل پر القا کیا کہ اور علاج پہنچو اور دریا کی ریت جس کے ساتھ پانی بھی ہو تسبیح اور درود کے ساتھ اپنے بدن پر ملو تب بہت جلدی دریا سے ایسی ریت منگوائی گئی اور میں نے اس کلمہ کے ساتھ کہ سبحان اللہ و بحمہ سبحان اللہ العظیم اور درود شریف کے ساتھ اس ریت کو بدن پر ملنا شروع کیا۔ ہر ایک دفعہ جو جسم پر وہ ریت پہنچی تھی تو گویا میلہ بن آگ میں سے نجات پاتا تھا صبح تک وہ تمام مرض دور ہو گئی اور صبح کے وقت الہام ہوا وان كنت في رهيب مما نزلنا على عبدنا فأتوا بشفاعتي من ربك۔

۸۶۔ نشان ایک دفعہ مجھے دانت میں سخت دہرہ لگی ایک دم قرار نہ تھا کسی شخص سے میں نے دریافت کیا کہ اسکا کوئی علاج ہی ہے اس نے کہا کہ علاج دندان اخراج دندان اور دوا دانت نکالنے سے میلہ مل ڈرتا تب اس وقت مجھ پر غنودگی آگئی اور میں زمین پر تباہی کی حالت میں بیٹھا ہوا تھا اور چارپائی پاس پہنچی تھی میں نے تباہی کی حالت میں پس چارپائی کی پائنتی پر اپنا سر رکھ دیا اور چورکی نیند آگئی جب میں بیدار ہوا تو درود کا نام و نشان نہ تھا اور زبان پر یہ الہام جاری تھا۔

۸۷۔ مرضت فہو لیشقی یعنی جب بیمار ہوتا ہے تو وہ تجھے شفا دیتا ہے فالجمل علی ذلک کے تباہیوں نشان۔ یہ پیشگوئی ہے کہ میری اس شادی کو بارے میں جو طہا بن ہوئی تھی خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھے یہ الہام ہوا تھا۔ الحمد للہ الذی جعل لکم السہو والنسب یعنی اس طہا کو تعریف میں نے تمہیں دیا ماری اور نسب دونوں طرف کو عزت دی یعنی تمہاری نسب کو بھی شریف بنایا اور تمہاری بیوی بھی سادات میں آئیگی یا الہام شادی کیلئے ایک لڑکی تھی جس کو مجھ پر پیدا ہوا کہ شادی کے خراجات کو کیونکر میں انجام دوں گا کہ اس وقت میرے پاس کچھ نہیں اور نیز کیونکر میں ہمیشہ کیلئے اس بوجہ کا متحمل ہو سکوں گا تو میں نے جناب الہی میں دعا کی کہ ان

اخراجات کی مجاہد میں طاقت نہیں تھی یہ الہام ہوا کہ ہرچہ باید لو عروسی ماہمہ سامان کنم۔
 و تخیہ در کار شما باشد عطاسے آن کنم۔ یعنی جو کچھ شادی کیلئے درکار ہوگا تمام سامان اوس کا
 میں آپ کروں گا اور جو کچھ ہمیں وقتاً فوقتاً حاجت ہوتی رہیگی آپ ویتار ہوں گا۔ چنانچہ
 ایسا ہی ظہور میں آیا۔ شادی کیلئے جو کچھ درمیں روپیہ درکار تھا ان ضروری اخراجات
 کے لئے منشی عبدالحق اکوٹھٹ لاہور نے پانسو روپیہ مجھے قرضہ دیا اور ایک اور صاحب
 حکیم محمد تیر لہیا نام ساکن کلا نور نے جو امت مسلمہ میں طبابت کرتے تھے دو سو روپیہ یا تین سو روپیہ
 مجھے بطور قرضہ دیا۔ اس وقت منشی عبدالحق صاحب اکوٹھٹ نے مجھے کہا کہ ہندوستان
 میں شادی کرنا ایسا ہے جیسا کہ باہمی کو اپنے دروازہ پر باندھنا یعنی اُن کو بوائے یا ان اخراجات
 کا خدا نے غرور وعدہ فرما دیا ہے پھر شادی کرنے کے بعد سلسلہ فقہ حیات کا شروع ہو گیا اور
 بارہ ماہ تک کہ بیاض تفرقہ وجوہ معاش پانچ سات آدمی کا خرچ بھی میرے پر ایک چھ
 تھا اور بارہ وقت۔ اگیا کہ بحساب اوسط تین سو آدمی ہر روز معہ عیال و اطفال اور ساتھ اسکے
 کئی غریب اور درویش اس لنگر خانہ میں روٹی کھاتے ہیں اور یہ پیشگوئی لالہ شریعت آریہ اعدہ ملا
 آریہ ساکن قادیان کو بھی قبل از وقت سنائی گئی تھی اور شیخ حامد علی اور چند اور واقفکاروں
 کو اس سے اطلاع دی گئی تھی اور منشی عبدالحق اکوٹھٹ لاہوری اگرچہ وقت مخالفین کے
 زمرہ میں ہیں مگر میں امید نہیں رکھتا کہ اس حقیقت کا انکشاف کریں۔ واللہ اعلم

۸۸ اٹھاسی ماہان نشان۔ جب دیکھنے لگے کہ نسبت بہ خیامیہ میں بار بار بیان کیا گیا تھا
 کہ وہ پنجاب میں آئیگا تب جھوکہ لایا گیا کہ وہ ہرگز نہیں آئیگا بلکہ روکا جائیگا اور منیو قریب پانچ آدمیوں
 کو اس پیشگوئی سے مطلع کیا تھا اور ایک ہفتہ میں ہی جو دو ورقہ تھا اچانک اس پیش گوئی کو لکھا تھا
 چنانچہ آخر کار ایسا ہی ظہور میں آیا۔

۸۹ نواہی خان نشان۔ میں نے سید احمد خان کی نسبت پیشگوئی کی تھی کہ آخر عمر میں اُن کو
 کچھ تکالیف پیش آئیں گی اور ان کی عمر کے دن نہ بڑھے باقی ہیں اور میں ان شہادت میں شایع

کر دیا تھا چنانچہ اسکے بعد ایک شیر مہندو کے غبن مال کی وجہ سے سید احمد خان کو زنی
عمر میں بہت غم اور صدمہ اٹھانا پڑا اور بعد اسکے تھوڑی دن تک ہی زندہ رہے اور اسی
غم اور صدمہ سے اُن کا انتقال ہو گیا۔

۹۰۔ لوہڑاں نشان۔ ایک دفعہ قانون ڈاک کی خلاف ورزی کا مقدمہ میرے چلا یا گیا
جسکی سزا پانچ سو روپیہ جرمانہ یا چھ ماہ قید تھی اور نظارہ سیسل بمالی معلوم نہیں ہوتی تھی تب بعد
خواب میں خدا تعالیٰ نے میرے سر پر ظاہر کیا کہ وہ مقدمہ رفع دفع کر دیا جائیگا اس مقدمہ کا قلمبہ
ایک عیسائی رہبر رام نام تھا جو امرتسر میں وکیل تھا اور میری خواب میں یہ بھی دیکھا کہ اُس نے
میری طرف ایک ساپ بھیجا ہے اور میری اُس ساپ کو مچھلی کی طرح تل کر اُسکی طرف واپس
بھیج دیا ہے چونکہ وہ وکیل تھا اس لئے میرے مقدمہ کی نظیر گویا اُس کے لئے کارآمد تھی اور
تلی ہوئی مچھلی کا کام دیتی تھی چنانچہ وہ مقدمہ پہلی پیشی میں خارج ہو گیا۔

۹۱۔ اکانو وان نشان۔ براہین احمدیہ میں جو آج سے پچیس برس پہلے تمام ممالک میں
شائع ہو چکی ہے یعنی ہر حصہ پنجاب اور ہندوستان اور بلوچستان اور شام اور کابل اور
بخارا و غیرہ تمام بلاد اسلام میں پہنچائی گئی ہے اس میں یہ ایک پیشگوئی ہے کہ دہلی کا تلواری
قرداؤ انت خیر الواصلین یعنی خدا کی رحمت میں میری طرف سے یہ دعا تھی کہ ملے
میرے خدا مجھے اکیلا مت چھوڑ دیا کہ اب میں اکیلا ہوں اور تجھ سے بہتر کون وارث ہے
یعنی اگرچہ میں اس وقت اولاد ہی رکھتا ہوں اور والد ہی اور بیٹی بھی لیکن روحانی طور پر
بھی میں اکیلا ہوں اور تجھ سے ایسے لوگ چاہتا ہوں جو روحانی طور پر میرے وارث ہوں
یہ دعا اس آئندہ امر کیلئے پیشگوئی تھی کہ خدا تعالیٰ روحانی تعلق والوں کی ایک جماعت میرے
ساتھ کر دیگا جو میرے ہاتھ پر توبہ کرینگے سو خدا کا شکر ہے کہ یہ پیشگوئی نہایت صفائی سے
پوری ہوئی پنجاب اور ہندوستان کی ہزار ہا مسجدوں نے میرے ہاتھ پر جیت کی ہو
اور ایسا ہی کس زمین ریاست امیر کابل کو بہت سے لوگ میری جیت میں داخل ہوئے ہیں اور

سے یہ عمل کافی ہے کہ ہزار آدمیوں نے میرے ہاتھ پر اپنے طرح طرح کے گناہوں سے توبہ کی ہے اور ہزار لوگوں میں بعد بعیت میں نے ایسی تبدیلی پائی ہے کہ جیتک خدا کا ہاتھ سیکڑھا نہ کرے ہرگز ایسا صاف نہیں ہو سکتا اور میں صدقاً کہہ سکتا ہوں کہ میرے ہزار ہا صادق اور وفادار مرید بعیت کے بعد ایسی پاک تبدیلی حاصل کر چکے ہیں کہ ایک ایک فرد ان میں بجائے ایک ایک نشان کے رہے اگرچہ وہ سب سے بڑا انکی فطرت میں پہلے ہی سے ایک مادہ رشداً و سعادت کا نہ تھی تھا مگر وہ کہلے طور پر ظاہر نہیں ہوا جب تک انہوں نے بعیت نہیں کی غرض خدا کی شہادت سزا بستی ہے کہ پہلے میں اکیلا تھا اور میرے ساتھ کوئی جماعت نہ تھی اور اب کوئی مخالفت اس بات کو چھپا نہیں سکتا کہ اب ہزار لوگ میرے ساتھ ہیں۔ پس خدا کی پیشگوئیاں اس قسم کی ہوتی ہیں جن کے ساتھ نصرت اور تائید الہی ہوتی ہے کہ ان اس بات میں مجھے جھٹلا سکتا ہو کہ جب یہ پیشگوئی خدا تعالیٰ نے فرمائی اور براہین احمدیہ میں درج کر کے شایع کی گئی اس وقت جیسا کہ خدا نے فرمایا میں اکیلا تھا اور بجز خدا کے میرے ساتھ کوئی نہ تھا میں اپنی خوشیوں کی نگاہ میں یہی حقیر تھا کیونکہ انکی راہ میں اور تہنیں اور میری راہ دہتی اور قادیان کے تمام جہد و جہاد و جدوجہد و سخت مخالفت کے اس گواہی کے و نیز کھیلے مجبور ہوں گے کہ میں درحقیقت اُن کا میں ایک گناہی کی حالت میں ہوسکتا تھا اور کوئی نشان اس بات کا موجود نہ تھا کہ اس قدر اراد اور محبت اور جانفشانی کا تعلق رکھنے والے میرے ساتھ شامل ہو جائیں گے اب کہو کہ کیا یہ پیشگوئی درست نہیں ہے کیا انسان اس پر قادر ہے اور اگر قادر ہے تو زمانہ حال یا سابق زمانہ میں سے اسکی کوئی نظیر پیش کرے۔ **وَانْ لِّمَنْ تَعْمَلُوا وَلَنْ تَفْعَلُوا فَاتَّقُوا النَّاسَ الَّتِي**
وَقَدْ هَمَّ النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ اَعْدَتْ لِمُكَافَرَتِهِ

۹۲۔ ہاتھ نہ ٹھانے۔ وہ مبارک ہے جو عبدالحق غزنوی کے ساتھ بمقام امرت سر کیا گیا تھا جسکو آج گیارہ سال گزر گئے ہیں وہ بھی خدا تعالیٰ کا ایک نشان ہے۔ عبدالحق نے مبارک کے لئے بہت اصرار کیا تھا اور مجھ کے ساتھ مبارک کرنے میں تامل تھا کہ میں شخص کی شاگردی کی

طرف وہ اپنے تئیں منسوب کرتا تھا وہ میرے خیال میں ایک صالح آدمی تھا یعنی مولوی علیہد صاحب مرحوم غزنوی اور اگر میرے زمانہ کو پانا تو میں یقین کرتا ہوں کہ وہ مجھے میرے دھوکے ساتھ قبول کرتا اور زندہ کرنا مگر وہ مرد صالح میری دعوت سے پہلے ہی وفات پا گیا اور جو کچھ عقیدہ میں غلطی تھی وہ قابل مواخذہ نہیں کیونکہ اجتہادی غلطی معاف ہے مواخذہ دعوت اور اتمام حجت کے بعد شروع ہوتا ہے اگر اس میں شک نہیں کہ وہ متقی اور مستباز تھا اور قتل اور انقطاع اس پر غالب تھا اور عباد صالحین میں سے تھا میں نے اسکی وفات کے بعد ایک دفعہ اسکو خواب میں دیکھا اور میں نے اسکو کہا کہ میں خواب میں دیکھا کہ ایک تلوار میرے ہاتھ میں ہے جبکہ قبضہ میرے ہاتھ میں اور نوک آسمان میں ہے اور میں میں بیٹھا ہوں اس تلوار کو چلاتا ہوں اور ہر ایک ضرب سے ہزار مخالف مرتے ہیں اسکی تعبیر کیا ہے۔ تب انہوں نے کہا کہ یہ اتمام حجت کی تلوار ہے ایسی حجت کہ جو زمین سے آسمان تک پہنچے گی اور کوئی اسکو روک نہیں سکے گا اور یہ جو دیکھا کہ کسی دہنی طرف تلوار چلائی جاتی ہے اور کہیں بائیں طرف اس سے مراد دونوں قسم کے دلائل ہیں جو آپ کو دئے جائیں گے یعنی ایک عقل اور نقل کے دلائل دوسرے کفر و انقار کے تازہ نشانوں کے دلائل سوان دونوں طریق سے دنیا پر حجت پوری ہوگی اور مخالف لوگ ان دلائل کے سامنے انجام کار سبک ہو جائیں گے گویا مر جائیں گے اور پھر فرمایا کہ جب میں دنیا میں تھا تو میں امیدوار تھا کہ ایسا کوئی انسان پیدا ہوگا یہ الفاظ میں جو ان کے منہ سے نکلے ولعنة اللہ علی الکا فین۔

جب وہ زندہ تھے ایک دفعہ مقام خیر دی میں اور دوسری دفعہ مقام ادرستہ میں ان سے میری ملاقات ہوئی میں نے انہیں کہا کہ آپ ہم میں ہمارا ایک مدعا ہے اسکو لئے آپ دعا کرو مگر میں آپ کو نہیں بتاؤں گا کہ کیا مدعا ہے انہوں نے کہا اور پوشیدہ داستان برکت است و من انشاء اللہ دعا خواہ کم کروا الہام ہر اختیار ہی نیست اور میرا مدعا کیا ہے میں نے عرض کیا کہ روز بروز تنزل میں ہر خدا اسکا مددگار ہو۔ بعد اسکی میں قادیان میں چلا آیا تو طرے دنوں کے بعد

بذر میرے ڈاک اُن کا خط مجھے ملا جس میں یہ لکھا تھا کہ اُن عاجز برائے شہادہ کا کردہ بود القاسم
وانصرنا على القوم الكافرين فقیرا کم اتفاق عزتہ کہ بدین جلدی القاسم و اُن زانہ

شکستہ میں

غرض عبد الحق کے بہت اصرار کے بعد سینو اسکی طرف لکھا کہ میں کسی مسلمان کلمہ گو
سے مباہلہ کرنا نہیں چاہتا اُس نے جواب میں لکھا کہ جب ہم نے تم پر کفر کا فتوے دیدیا تو اب
تمہارے نزدیک ہم کافر ہو گئے تو پھر مباہلہ میں کیا مضایقہ غرض اس کے سخت اصرار کے بعد
میں مباہلہ کیلئے امرت سرمن آیا اور چونکہ مجھے مولوی عبدالعزیز صاحب مرحوم کے ملی محبت
تھی اور میں ان کو اپنے اس منصب کے لئے بطور ارباب ص کے سمجھتا تھا یا جیسا کہ یحییٰ عیسیٰ کے پہلے
ظاہر ہوا اس لئے میرے دل نے عبد الحق کے لئے کسی بد دعا کو پسند نہیں کیا بلکہ میری نظر
میں وہ قابلِ حسم تھا کیونکہ وہ نہیں جانتا تھا کہ کس کو بُرا کہتا ہے وہ اپنی خیال میں اسلام کیلئے
ایک غیرت دکھاتا تھا اور نہیں جانتا تھا کہ اسلام کی تائید میں خدا کا کیا ارادہ ہے

بہر حال مباہلہ میں جو اسے چاہا کہ مگر میری دعا کا مرجع میری نفس تھا اور میں جناب
انہی میں یہی التجا کرتا تھا کہ اگر میں کاذب ہوں تو کاذبوں کی طرح تباہ کیا جاؤں اور اگر میں حق
ہوں تو خدا میری مدد اور نصرت کرے اس بات کو گیارہ برس گزر گئے جب یہ مباہلہ ہوا تھا بعد
اس کے جو کچھ خدا نے میری نصرت اور مدد کی میں اس مختصر رسالہ میں اس کو بیان نہیں کر سکتا یا بت
کسی پر پوشیدہ نہیں کہ جب مباہلہ کیا گیا تو میرے ساتھ صرف چند آدمی تھے جو انگلیوں پر شمار
ہو سکتے تھے اور اب تین لاکھ سے بھی کچھ زیادہ میری محبت کر چکے ہیں اور مالی مشکلات اس قدر
تھے کہ میں وہ پیا ہوا رہی نہیں آتے تھے اور قرضہ لینا پڑتا تھا اور اب میرے سلسلہ کی تمام
شاخوں سے قریباً تین ہزار روپیہ ماہواری آمدنی ہے اور خدا نے اس کے بعد بڑی بڑے قوی
نشان دکھلائے جس نے مقابلہ کیا آخر وہ تباہ ہوا جیسا کہ ان اتفاقوں کے دیکھنے سے
جو غرض بطور نمود اس جگہ لکھے گئے ہیں ظاہر ہوگا کہ خدا نے کسی کسی میری مدد کی ایسی ہی ہزار

نشان نصرت آپ کی ظاہر ہو چکی ہیں جو صرف ان میں سے اس قدر بطور نمونہ اس جگہ لکھ گئے اگر کسی شخص میں حبیب اور انصاف ہو تو اس کیلئے یہ نشان میری تصدیق کے لئے کافی ہیں اور یہ محبت اٹھانا کہ اہم میعاد کے اندر نہیں مرا اور یہ کہ عیسائیوں نے بہت گالیوں دیں اور بہت شوخی کی تو سمجھنا چاہئے کہ کیا عیسائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیوں نہیں دیتے ٹھٹھا نہیں کھتے کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین میں ہزاروں بلکہ لاکھوں کتابیں اب تک لکھ نہیں چکے اور ہسی ٹھٹھے کو انتہا کم نہیں پہنچا دیا تو کیا ان پر قسمت لوگوں کی ان حرکات سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت مشتبہ ہو گئی یا آپ کی اس سے کچھ رسوائی ہوئی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **يَا حَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَأْتِيهِمْ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ** یعنی کوئی ایسا رسول نہیں آیا جس سے جاہل آدمیوں نے ٹھٹھا نہیں کیا دیکھنا تو یہ چاہئے کہ کیا ٹھٹھا کرنے میں وہ حق بجانب تھے یا محض شیطنت اور شرارت تھی یہ امر ثابت شدہ ہے کہ اہم پیشگوئی کے مطابق چند روز زندہ رہا اور پھر پیشگوئی کے مطابق پندرہ مہینے کا اندر مر گیا اور اس کی موت کی تاخیر بوجہ اس کے رجوع کے قطعی اس بات کو دنیا جانتی ہے کہ اہم نے قریباً ستر آدمی کے روبرو دجال کہنے سے رجوع کیا لہذا خدا نے چند ماہ تک اس کی موت میں تاخیر فرمائی اور پھر تیس دنوں بعد اس کو دنیا سے لے گیا۔

اب کہ ذکر دوسری پیشگوئی میں یہ بھی تھا کہ گوتاخیر کی گئی مگر یہی اہم پندرہ مہینے کے اندر فوت ہو جائیگا چنانچہ گیارہ سال گزر گئے کہ وہ مر گیا اور میں اب تک زندہ ہوں کیا اہم نے قریباً ستر آدمیوں کے روبرو دجال کہنے سے رجوع نہیں کیا پھر کیا ضرورہ تھا کہ اس کو کسی قدر تاخیر دی جاتی۔ معنی اس خیال سے حیرت کچھ بھی ٹوب جانا ہوں کہ اس صاف اور صریح پیشگوئی کا کینہ انکار کرتے ہیں آخر کہنا پڑتا ہے کہ جن دلوں پر پردہ ہیں وہ سیدھی بات کو بھی نہیں سمجھتے اور مسلمان کہنا کہ پھر عیسائیوں کو مدد دیتے ہیں اور وعید لعنت اللہ علی الکاذبین سے نہیں ڈرتے کوئی انسان مروجہ اور افتر سے قریب نہیں ہو سکتا وہ منہ گوا انجام و کنت

اور رسوائی ہے اور سچائی کی آخر فتح ہے۔

عبدالحق کے ساتھ مباہلہ کرنے کے بعد جس قدر تائبید اور نصرت الہی کے مجبور الہام ہوئے اور جس طرح عظمت اور شوکت سے وہ پورے ہو کر وہ تمام حال میری ان تمام کتابوں میں بھراڑا ہے جو مباہلہ کے بعد لکھی گئی ہیں جو چاہے دیکھ لے مجھ بار بار اعادہ کرنے کی ضرورت نہیں میں صرف مختصر طور پر کہتا ہوں کہ مجبور اسکے کہ میں مباہلہ کر کے اپنی مسکان پر آیا اسی وقت تائبید اور نصرت الہی کے الہام شروع ہو گئے اور خدا نے متواتر بشارتیں مجھ کو دیں اور مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں دنیا میں تجھے ایک بڑی عورت و دنیا کا تجھ کو ایک بڑی جماعت بناؤں گا اور بڑے بڑے نشان تیرے لئے دکھلاؤں گا اور تمام برکات کا تیرے پر دروازہ کھولوں گا چنانچہ ان پیشگوئیوں کے مطابق کئی لاکھ آدمی میری جماعت میں داخل ہو جو اس راہ میں اپنی جان قربان کرتے ہیں اور اس وقت سے آج تک دو لاکھ سے بھی زیادہ روپیہ آیا۔ اور اس قدر ہر ایک طرف سے تحائف آئے کہ اگر وہ سب جمع کئے جاتے تو کئی کوٹھڑے اُن سے بھر جاتے اور مخالف لوگوں نے میرے پر مقدمہ اٹھائے اور مجھ پر ہلاک کرنا چاہا لیکن رب کے منہ کا لے ہوئے اور ہر ایک مقدمہ میں انجام کار میری عزت اور ان کی نامرادی تھی اور مباہلہ کے بعد تین لاکھ بھی میرے پیدا ہوئے اور مجھ کو خدا نے عزت کے ساتھ اسی دنیا میں شہرت دی کہ ہزاروں لوگ فوری عزت میری جماعت میں داخل ہوئے۔ یقیناً یاد رکھو کہ ہر ایک شخص جس کو اس بات پر اطلاع ہوگی کہ مباہلہ کے پہلے میری عزت کیا تھی اور کس قدر میری جماعت تھی اور کیا میری آمدنی تھی اور اولاد میری کس قدر تھی پھر بعد اس کے کیا ترقی ہوئی اُس کو گو کیا ہی دشمن ہو ماننا پڑے گا کہ مباہلہ کے بعد خدا نے برکت پر برکت دی جو سے میری سچائی کی گواہی دی۔ اب عبدالحق سے پوچھنا چاہئے کہ اُس کو مباہلہ کے بعد کونسی برکت ملی۔ میں یہ کہتا ہوں کہ ایک کھلا گہلا سحرہ پہلے قریب ہے کہ اندازاً ہی اُس کو دیکھ لے مگر افسوس ان لوگوں پر کہ ان کو دیکھتے ہیں اور دن کو اندھے ہو جاتے ہیں۔ مباہلہ کے دن سے آج تک مجھ پر فضل کی باتیں ہو رہی ہیں اور ہر ایک

خدا نے مجھ مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ دیکھ میں تیرے لئے آسمان سے برساؤ لگا اور زمین سے نکالوں گا سوس نے ایسا ہی میرے ساتھ معاملہ کیا اور وہ نعمتیں دیاں اور وہ نشان کھائے جو میں شمار نہیں کر سکتا اور وہ عزت خدای کی کئی لاکھ انسان میرے پاؤ پر گر رہے ہیں۔

۹۳ تراخوان نشان۔ اپنے امور وراثت کے متعلق ایک پیشگوئی ہے اور وہ یہ ہے کہ بعض غیر قابلِ بض جدی شرکاؤں نے جو قادیان کی ملکیت میں ہمارے شریک تھے دنیا بیا کا دعوے عدالت گورداسپور میں کیا تب میٹرو دھاک کی کہ وہ اپنی مقدمہ میں ناکام رہیں مگر جواب میں خدا نے فرمایا اجیب کل دعاك الا فی شرکاء یعنی میں تیری ساری

دعائیں قبول کروں گا مگر شرکاؤں کے بارہ میں نہیں۔ تب مجھ معلوم ہوا کہ اسی بدالت میں یا انجام کار کسی اور عدالت میں مدعی فتح پا جائیں گے۔ یہ الہام اس قدر زور سے ہوا تھا کہ میں نے سمجھا کہ شاید قریب محلہ کے لوگوں تک آواز پہنچی ہوگی اور میں جناب الہی کے اس منشاء سے مطلع ہو کر گھر میں گیا اور میرے بہائی مرزا غلام شاہ اور مرحوم اس وقت زندہ تھے میٹرو اور بد تمام گھر کے لوگوں کے سب حال انکو کہہ دیا۔ انہوں نے جواب دیا کہ اب ہم مقدمہ میں بہت کچھ خرچ کر چکے ہیں اگر پہلے سے کتھ تو ہم مقدمہ نہ کرتے مگر یہ عذر ان کا محض سرسری تھا اور انکو اپنی کامیابی اور فتح پر یقین تھا چنانچہ پہلی عدالت میں حوالہ کی فتح ہو گئی مگر چیف کوٹ میں مدعی کامیاب ہو گئے اور تمام عدالتوں کا خرچہ ہمارے ذمہ پڑا اور علاوہ اس کے وہ پورے جو پورے مقدمہ کیلئے آپ قرضہ اٹھایا تھا وہ بھی دینا پڑا اس طرح پرکٹی ہزار روپیہ نقصان ہوا اور میرے بہائی کو اس سے بڑا صدمہ پہنچا کیونکہ میں نے ان کو کئی مرتبہ کہا تھا کہ شرکار نے اپنا حصہ میرزا اعظم بیگ لاہوری کے پاس بیچا ہے آپ کا حق شفعہ ہے روپیہ ویکریلو۔ مگر انہوں نے اس بات کو قبل نہ کیا اور وقت اٹھ سے محل گیا اس لئے اس بات پر کھپتے تھے کہ کیوں بہتر الہام الہی پر عمل نہ کیا یہ واقعہ اس قدر شہور ہو چکا کہ پاس آدمی کے قریب اس واقعہ کو جانتے ہیں کیونکہ یہ الہام بہت سے لوگوں کو سنایا گیا تھا جنہیں سے بعض منہ دہی ہیں۔

نیز وہ مقام بہت میں استعمال ہوتا ہے اور خاص شخص کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ ہر ایک کے لئے استعمال نہیں ہوتا ہے۔ منسلک

۴ اردو میں بھی الہام ہوا تھا جو یہی فقرہ ہے۔ اس الہام میں جس قدر خدا نے اپنے اس عاجز بندہ کو عزت دی ہے وہ ظاہر ہے

۹۴۔ چورانان نشان ایک دفعہ میں لدھیانہ کی طرف سو قادیان کی طرف ریل گاڑی میں چلا آتا تھا اور میرے ساتھ شیخ حامد علی میراخذ متنگا مارا چند آدمی بھی تھے جب ہم کسی قدر مسافت طے کر چکے تو تھوڑی سی غنودگی ہو کر مجھے الہام ہوا نصف نصف عمالیق را اور ساتھ ہی دل میں ڈالا گیا کہ یہ دراشت کا حصہ ہے کہ کسی وارث کی موت سے ہمیں لیگا اور نیز دل میں ڈالا گیا کہ عمالیق سے مراد میرے چچا زاد بھائی ہیں جو مخالفت بھی رکھتے تھے اور قد کے بھی لمبے تھے گویا خدا نے مجھ کو موسیٰ ٹھیرایا اور ان کو مخالف موسیٰ جب میں قادیان میں پہنچا تو معلوم ہوا کہ ہمارے شہر کا زمین سے ایک عورت امام بی بی نام تھیں اسہال کبیری سے بیمار ہے چنانچہ وہ چند دن کے بعد مر گئی اور ہم دونوں گروہ کے سوا اسکا کوئی وارث نہیں تھا اس لئے اسکی زمین میں سے آدمی تو ہمارے حصہ میں آئی اور آدمی زمین ہمارے چچا زاد بھائیوں کے حصہ میں گئی اور اس طرح پر وہ پیشگوئی پوری ہو گئی جس کے پورے ہونے اور بیان کرنے پر ایک جماعت گواہ ہے اور نیز شیخ حامد علی بھی جو زندہ موجود ہے۔

۹۵۔ پچا نوان نشان۔ ایک دفعہ مجھے لدھیانہ سے پٹیا لے جانے کا اتفاق ہوا اور میرے ساتھ وہی شیخ حامد علی اور دوسرے شخص فتح خان نام ساکن ایک مکان متصل ٹانڈہ ضلع شیوپورہ اور میرے شخص عبدالرحیم نام ساکن اٹالہ چاوانی تھا اور بعض اور بھی تھے جو یاد نہیں رہے جس صبح ہم نے ریل پر سوار ہونا تھا مجھے الہام کے ذریعہ سے بتایا گیا تھا کہ اس سفر میں کچھ نقصان ہوگا اور کچھ خرچ بھی۔ میں نے اپنے ان تمام ہمراہیوں کو کہا کہ ناز پڑھ کر دعا کرو کیونکہ مجھے یہ الہام ہوا ہے چنانچہ سب نے دعا کی اور پھر ہم ریل پر سوار ہو کر ہر ایک طور کی عافیت سے پٹیا لے میں پہنچ گئے جب ہم اسٹیشن پر پہنچے تو وزیراعظم ریاست کا خلیفہ مدین مع اپنی تمام اہل کاران است کے ہوشایداٹھارہ گاڑیوں پر سوار ہون گئے پیشوائی کیلئے موجود تھے اور جب آگے بڑھے تو شاید سات ہزار کے قریب دوسرے عام و خاص شہر کے رہنے والے ملاقات کیلئے موجود تھے اس حد تک تو غیر گدزی نہ کوئی نقصان ہوا اور نہ کوئی خرچ لیکن جب واپس آئیکا ارادہ ہوا تو

وہی وزیر صاحب مع اپنے بہائی سید محمد حسین صاحب کے بوشایدان ولون میں بمبر کونسل
 میں مجھے ریل پر سوار کر تیکے لٹو اسٹیشن پر میری ہمراہ گئے اور ان کے ساتھ ذاب علی محمد خان
 صاحب جو مجھ پر غلطی تھی جب ہم اسٹیشن پر پہنچے تو ریل کے چلتی ہوئے کچھ دیر تھی میں نے ارادہ کیا
 کہ عصر کی نماز میں پڑھ لوں اسلئے میں نے چوغہ اتار کر وضو کرنا چاہا اور چوغہ وزیر صاحب کے
 ایک ملازم کو کپڑا دیا اور میرے چوغہ پہن کر نماز پڑھ لی اور اس چوغہ میں زار و راہ کے طور پر کچھ
 روپیہ تھے اور اسی میں ریل کا کرایہ ہی دینا تھا جب ٹکٹ لینے کا وقت آیا تو میں نے حبیب میں
 ہاتھ ڈالا کہ ٹکٹ کیلئے روپیہ دوں تو معلوم ہوا کہ وہ رومان حسین روپیہ تھا گم ہو گیا معلوم
 ہوتا ہے کہ چوغہ اتارنے کے وقت کہیں گر پڑا۔ مگر مجھ پر بجائے غم کے خوشی ہوئی کہ ایک
 حصہ پیشگوئی کا پورا ہو گیا۔ پھر ہم ٹکٹ کا انتظام کر کے ریل پر سوار ہو گئے خبیہ ہم دو اسہ
 کے اسٹیشن پہنچے تو شاید اس وقت دس بجے رات کا وقت تھا اور وہاں صرف پانچ
 منٹ کیلئے ریل ٹھہرتی تھی میرے ایک ہمراہی شیخ عبدالرحیم نے ایک انگریز سے پوچھا
 کہ کیا اوٹا نہ آگیا اس نے شرارت سے یا کسی اپنی خود غرضی سے جواب دیا کہ ہاں آگیا تب
 ہم مع اپنے تمام اسباب کے جلد جلد اتر آئے اتنے میں ریل روانہ ہو گئی اترنے کے
 ساتھ ہی ایک ویرانہ سا اسٹیشن دیکھ کر پتہ لگ گیا کہ ہمیں ہوکا دیا گیا وہ ایسا ویرانہ
 اسٹیشن تھا کہ بیٹھنے کے لئے چار پائی بھی نہیں ملتی تھی اور نہ روٹی کا سامان ہو سکتا تھا
 گویا اس امر کے خیال سے کہ اس خرچہ کے پیش آنے سے دوسرے حصہ پیشگوئی کا بھی پورا ہو گیا
 اس قدر مجھے خوشی ہوئی کہ گویا اس مقام میں کسی نے ہمیں بہاری دعوت دی اور گویا ہر ایک
 قسم کا خوش مزہ کھانا ہمیں مل گیا۔ بعد اسکے اسٹیشن باسٹرا پر کمرہ سے نکلا اس نے افسوس
 کیا کہ کسی نے ہاتھ شرارت سے آپ کو حج پہنچایا اور کہا کہ آدھی رات کو ایک ال گاڑی آئے گی
 اگر گنجائش ہوئی تو میں اس میں بیٹا دوں گا تب اس نے اس امر کے دریافت کے لئے
 تار دی اور جواب آیا کہ گنجائش ہے تب ہم آدھی رات کو سوار ہو کر لوٹا نہ میں پہنچ گئے گویا

یہ سفر اسی پیشگوئی کے لئے تھا۔

۹۶۔ چہا نوان نشان۔ ایک دفعہ نواب علی محمد خان مرحوم رئیس لودھیانہ نے میری طرف خط لکھا کہ میرے بعض امور معاش بند ہو گئے ہیں آپ دعا کریں کہ تادم کھل جائیں جب میں نے دعا کی تو مجھے الہام ہوا کہ کھل جائیں گے مینے بذریعہ خط ان کو اطلاع دے دی پھر صرف دو چار دن کے بعد وہ وجہ معاش کھل گئی اور انکو بشت اعتقاد ہو گیا۔ پھر ایک دفعہ انہوں نے بعض اپنے پوشیدہ مطالب کے متعلق میری طرف ایک خط روانہ کیا اور جس گھڑی انہوں نے خط ڈاک میں ڈالا اسی گھڑی مجھے الہام ہوا کہ اس مضمون کا خط انکی طرف سے آیا والا ہے تب مینے بلا توقف انکی طرف یہ خط لکھا کہ اس مضمون کا خط آپ روانہ کرینگے دوسرے دن وہ خط آگیا اور جب میرا خط انکو ملا تو وہ دریائے حیرت میں ڈوب گئے کہ غیب کی خبر کس طرح مل گئی کیونکہ میرے اس راز کی خبر کسی کو نہ تھی اور انکا اعتقاد اس قدر بڑھا کہ وہ محبت اور ارادت میں فنا ہو گئے اور انہوں نے ایک چوٹی سی یادداشت کی کتاب میں وہ دونوں نشان متذکرہ بالا درج کروائے اور ہمیشہ ان کو پاس رکھتے تھے جب میں پشیمان گیا اور جیسا کہ اوپر لکھا گیا ہے جب وزیر سید محمد حسن صاحب کی ملاقات ہوئی تو اتفاقاً سلسلہ گفتگو میں وزیر صاحب اور نواب صاحب کا میرے خوارق اور نشانوں کے بارہ میں کچھ تذکرہ ہوا تب نواب صاحب مرحوم نے ایک چوٹی سی کتاب اپنی جیب میں سے نکال کر وزیر صاحب کے سامنے پیش کر دی اور کہا کہ میری ایمان اور ارادت کا باعث تو یہ دو پیشگوئیاں ہیں جو اس کتاب میں درج ہیں اور جب کچھ مدت کے بعد ان کی موت ہوئی ایک دن پہلے میں انکی عیادت کیلئے لودھیانہ میں انکو مکان پر گیا تو وہ بوا میر کے مرض سے بہت کمزور ہوئے تھے اور بہت خون آ رہا تھا اس حالت میں وہ آٹھ بیٹھے اور اپنا اندر کے کمرہ میں چلے گئے اور وہی چوٹی کتاب لے آئے اور کہا کہ یہ مینے بطور مرزبان رکھی ہے اور اس کے دیکھنے سے میں تسلی پاتا ہوں اور وہ مقام دکھلائے جہاں وہ دونوں پیشگوئیاں لکھی ہوئی تھیں۔ پھر جیب

لصف کے یا زیادہ رست گزری تو وہ فوت ہو گئے اناشد وانا الیہ راجعون میں یقین کہتا ہوں کہ اب آپ کے کتب خانہ میں وہ کتاب ہوگی۔

۹۔ ستان نشان۔ یہ ایک پیشگوئی اخبار الحکم اور السدید میں چھپ کر شائع ہو چکی ہے کہ تخرج الصدور الی القبور اسکے سنوں کی تعمیر خداتعالیٰ کی طرف سے یہ ہوئی تھی کہ پنجاب کے صدر نشین مولوی جواہر اپنی جگہ مفتی سمجھے جاتے ہیں جو ماتحت مولویوں کے استاد اور شیخ ہیں وہ بعد اس الہام کے قبروں کی طرف انتقال کریں گے۔ سو بعد اسکے تمام مولویوں کے شیخ المشایخ مولوی نذیر حسین دہلوی اس دنیا کو چھوڑ گئے وہی میری نسبت سے پہلے فوتو رہنے والے تھے جنہوں نے میرے کفر کا فتوے دیا تھا اور مولوی محمد حسین ٹیالوی کے استاد تھے اور انہوں نے مولوی ابوسعید محمد حسین ٹیالوی کے استفتاء پر یہ کلمات میری نسبت لکھ دیے تھے کہ ایسا شخص ضال مضل اور دائرۃ اسلام سے خارج ہے اور ایسے لوگوں کو مسلمانوں کے قبروں میں دفن نہیں کرنا چاہئے۔ اور اس مولوی نے یہ فتوے دیکر تمام پنجاب میں آگ لگا دی تھی اور لوگ اس قدر ڈر گئے تھے کہ ہم سے مصافحہ کرنے سے بھی بیزار ہو گئے تھے کہ شاید اس قدر تعلق سے بھی ہم کا فر ہو جائیں گے۔ پھر مولوی غلام دستگیر قصوری وہ بزرگ تھے جنہوں نے میرے کفر کے لئے کلمہ معفرہ سے کفر کے فتوے منگوائے تھے وہ بھی اپنی ایک طرف مبالغہ کے بعد انتقال کر گئے۔ افسوس کہ مکہ والوں کو ان کے اس برت کی خبر نہیں ہوئی تا اپنے فتوے واپس لیتے۔ پھر نودھیانہ کے مفتی مولوی محمد مولوی عبداللہ مولوی عبدالعزیز جنہوں نے کئی دفعہ مبالغہ کے رنگ میں لعنت اسد علی الکافرین کہا تھا وہ بھی اس الہام کے بعد گزر گئے۔ پھر امرتسر کے مفتی مولوی رسل بابا تھے وہ بھی کوچ کر گئے اسی طرح بہت سے پنجاب کے مولوی اور بعض ہندوستان کے مولوی اس الہام کے بعد اس جہان کو چھوڑ گئے اگر ان سب کی اس جگہ فہرست لکھی جاوے تو وہ بھی ایک رسالہ بنے گا اور اس قدر جو لکھا گیا وہ پیشگوئی کی صداقت ظاہر کر نیکی کے لئے کافی ہے اور اگر کوئی اس قدر پر سیر نہ ہو تو

ایک لمبی فہرست ہم دی سکتے ہیں۔

۹۸۔ اٹھانواں نشان۔ چند سال ہوئے ہیں کہ سیٹھ عبدالرحمن صاحب تاجمدر اس جج ادا کے مخلص جماعت میں سے ہیں قادیان میں آئے تھے اور انکی تجارت کے امور میں کوئی تفرقہ اور پیشانی واقع ہو گئی تھی انہوں نے دعا کیلئے درخواست کی تب یہ الہام ہوا جو ذیل میں درج ہے قادر ہے وہ بارگہ ٹوٹا کام بناوے بنایا توڑوے کوئی اسکا بھید نہاوے۔ اس الہامی عبارت کا مطلب تھا کہ خدا تعالیٰ ٹوٹا ہوا کام بناوے گا مگر پہر کچھ عرصہ کے بعد بنایا توڑ دیکھا۔ چنانچہ یہ الہام قادیان میں سیٹھ صاحب کو سنایا گیا اور تھوڑے دن ہی گزرے تھے کہ خدا تعالیٰ نے ان کے تجارتی امور میں رونق پیدا کر دی اور ایسے اسباب غیب سے پیدا ہوئے کہ فتوحات مالی شروع ہو گئیں اور پہر کچھ عرصہ کے بعد وہ بنایا کام ٹوٹ گیا۔

۹۹۔ شانواں نشان۔ ایک دفعہ فجر کے وقت الہام ہوا کہ آج حاجی ارباب محمد لشکر خان کے قراتی کاروپہ آتا ہے چنانچہ میں نے دود آریہ شریعت اور ملا دال ساکنان قادیان کو صبح کے وقت یعنی ڈاک آنیکے وقت سب سے پہلے یہ پیشگوئی بتلا دی مگر ان دونوں آریوں نے بوجہ مخالفت نہ مہی کے اس بات پر ضد کی کہ ہم تب مانینگے کہ جب ہم میں سے کوئی ڈاکخانہ میں جاتا اور اتفاقاً ڈاکخانہ کا سب پرشما شریہ ہندو ہی تھا تب میں انکی اس درخواست کو منظور کیا اور جب ڈاک آنیکا وقت ہوا تو ان دونوں میں سے ملا دال آریہ ڈاک لینو کیلئے گیا اور ایک خط لایا جس میں لکھا تھا کہ سرور خان نے مبلغ ۵۰ پیسے ہیں اب یہ نیا جگہ پیش آیا کہ سرور خان کرن ہے کیا وہ محمد لشکر خان کا کوئی قراتی ہے یا نہیں اور آریوں کا حق تھا کہ اسکا فیصلہ کیا جاوے تا اصل حقیقت معلوم ہو تب منشی الہی بخش صاحب اکوٹھٹ صنف عصابے ہوئے کی طرف جو اسوقت ہوتی مردان میں تھے اور ابی مخالف نہیں تھے خط لکھا کہ اس جگہ بحث درپیش ہے اور دریافت طلب یہ امر ہے کہ سرور خان کی محمد لشکر خان سے کچھ قرابت ہے

یا نہیں چند روز کے بعد منشی الہی بخش صاحب کا ہوتی مردان سے جواب آیا جس میں لکھا تھا کہ سرور خان
 ارباب لشکر خان کا بیٹا ہے تب دونوں آریہ لا جواب رہ گئے۔ اب دیکھو یہ اس قسم کا علم غیبی ہے
 کہ عقل تجویز نہیں کر سکتی کہ بحر خدا کے کوئی اس پر قادر ہو سکے۔ اس پیشگوئی میں دونوں
 طرف مخالفوں کی گواہی ہے یعنی ایک طرف تو دو آریہ ہیں جنکی نسبت میرا بیان ہے کہ
 ان کو یہ پیشگوئی سینے سنائی تھی اور ان میں سے ایک خط لائیکے لڑکا کٹا یہ گیا تھا اور دوسری
 طرف منشی الہی بخش صاحب اگر ٹنٹھ میں جو ان دونوں لاہور میں ہیں جنہوں نے میری مخالفت
 میں اپنی کتاب عصا موسیٰ شایع کی ہے اور جو کچھ چاہا میری نسبت لکھا۔ ان میں اس قدر کہتا
 ہوں کہ اس پیشگوئی کی تصدیق کیلئے ان دو طرفہ گواہوں سے حلفاً پوچھنا چاہئے نہ محض
 معمولی بیان سے کیونکہ ملا دال اور شمس پست وہ متعصب آریہ ہیں جنہوں نے میری مخالفت
 میں اشتہار دئے اور منشی الہی بخش صاحب وہی منشی صاحب ہیں جنہوں نے میری مخالفت
 میں عصا موسیٰ تالیف کر کے بہتوں کو دھوکہ دیا ہے پس بجز قسم کے چارہ نہیں اور یہ
 پیشگوئی بہت سے دوسرے لوگوں کو بھی معلوم ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ منشی صاحب کی خدمت میں
 خط بھیجا گیا تھا اور انکا ذکر بالا جواب آیا تھا اسلئے کسی طرح ممکن نہیں کہ وہ ہر دو آریہ اس پیشگوئی
 سے انکار کریں یا منشی الہی بخش صاحب خط کے پہنچنے سے انکار کریں اور اگر انکار ہی کریں تو یہ
 امر تو اب بھی فیصلہ ہو سکتا ہے کہ سرور خان کا ارباب لشکر خان سے کوئی رشتہ ہے یا نہیں۔

۱۰۰۔ سودان نشان - براہین احمدیہ کی وہ پیشگوئی ہے جو اس کے صفحہ ۲۳۱ میں
 درج ہے اور پیشگوئی کی عبارت یہ ہے لا تیش من روح اللہ - الا ان روح اللہ
 قریب الا ان نصر اللہ قریب - یا تیک من کل فجہ عمیق - یا تون
 من کل فج عمیق - یصرک اللہ من عندہ - یصرک رجال فوجی
 الیہم من السماء ولا تصغر لخلق اللہ ولا تسبم من الناس - دیکھو

صفحہ ۲۳۱ براہین احمدیہ مطبوعہ ۱۸۸۱ء و ۱۸۸۲ء مطبعہ سفیر سندھ پریس امرتسر (ترجمہ) خدا

فضل سے نومید مت ہو اور یہ بات سن رکھو کہ خدا کا فضل قریب سے خبردار ہو کہ خدا کی مدد قریب ہے وہ مدد ہر ایک راہ سے تجھے پہنچے گی اور ہر ایک راہ سے لوگ تیرے پاس آئیں گے اور اس کثرت سے آئیں گے کہ روزِ امین جن پر وہ چلنے لگے عین ہو جائیں گی۔ خدا اپنی پاس تیری مدد کر اگیا۔ تیری مدد وہ لوگ کریں گے جن کے دلوں میں ہم آپ القا کریں گے مگر چاہئے کہ توفیق کے بندوں سے جو تیرے پاس آئیں گے بدخلیٰ نہ کرے اور چاہئے کہ تو انکی کثرت دیکھ کر ملتا تلوں سے تہمت نہ لے۔ اس پیشگوئی کو آج کے چھپن برس گزر گئے جب یہ برامین احمدیہ میں شائع ہوئی تھی۔ اور یہ اس زمانہ کی پیشگوئی ہے جبکہ میں زاویہ گمنامی میں پوشیدہ تھا اور ان سب میں سے جو آج میرے ساتھ ہیں مجھے کوئی ہی نہیں جانتا تھا اور میں ان لوگوں میں سے نہیں تھا جن سے کسی وجہ سے دنیا میں ذکر کیا جاتا ہے۔ غرض کچھ بھی نہیں تھا اور اب ایک احد من الناس تھا اور محض گمنام تھا اور اب فردی میرے ساتھ تعلق نہیں کہتا تھا۔ شاہِ زماں اور ایسے چند آدمی جو میرے خاندان سے پہلے ہی سے تعارف رکھتے تھے اور یہ وہ واقعہ ہے کہ قادیان کے رہنے والوں میں سے کوئی ہی اسکے برخلاف شہادت نہیں دے سکتا۔ بعد اسکے خدا تعالیٰ نے اس پیشگوئی کے پورا کرنے کے لئے اپنے بندوں کو میری طرف رجوع کیا اور فوج در فوج لوگ قادیان میں آئے اور آ رہے ہیں اور نقد اور جنس اور ہر ایک قسم کے تحایف اس کثرت سے لوگوں نے دئے اور دے رہے ہیں جسکا میں شمار نہیں کر سکتا اور ہر چند مولویوں کی طرف سے روکین ہوئیں اور انہوں نے ناخون کا شور مچایا کہ رجوع خلافت نہ ہو یہاں تک کہ تکہ تک یہی فتوے منگوائے گئے اور قریباً دو سو مولویوں نے میرے پر کفر کے فتوے دئے بلکہ واجب القتل ہونیکے یہی فتوے شائع کیئے گئے لیکن اپنی تمام کوششوں میں نامراد رہے اور انجام یہ ہوا کہ میری جماعت پنجاب کے تمام شہروں اور دیہات میں پھیل گئی اور ہندوستان میں بھی جا بجا یہ تحمیری ہو گئی بلکہ یورپ اور امریکہ کے بعض انگریز بھی مشرف باسلام ہو کر اس جماعت میں داخل ہوئے اور اس قدر فوج در فوج قادیان

میں لوگ آئے کہ بیرون کی کثرت کو کئی جگہ سے قادیان کی شرک ٹوٹ گئی اس پر پٹھانی کو
خوب سوچنا چاہئے اور خوب غور سے سوچنا چاہئے کہ اگر یہ خدا کی عزت کو پیشگیوں نہ ہوتی تو یہ
طوفان مخالفت جو اٹھا تھا اور تمام پنجاب اور ہندوستان کے لوگ مجھ سے ایسے بگڑ گئے
تھے جو مجھے بیرون کے نیچے کھینچنا چاہتے تھے ضرور تھا کہ وہ لوگ اپنی جان توڑ کر کشش
میں کامیاب ہو جاتے اور مجھے تباہ کر دیتے لیکن وہ سب کے سب نامراد رہے اور میں جانتا
ہوں کہ ان کا اس قدر شور اور میرے تباہ کرنے کے لئے اس قدر کشش اور یہ بڑا طوفان جو
میری مخالفت میں پیدا ہوا یہ اس لئے نہیں تھا کہ خدا نے میرے تباہ کرنے کے لئے ارادہ کیا تھا بلکہ
اس لئے تھا کہ خدا تعالیٰ کے نشان ظاہر ہوں اور تا خدا کے قاور جو کسی سے مغلوب نہیں
ہو سکتا ان لوگوں کے مقابل پر اپنی طاقت اور قوت دکھلا دے اور اپنی قدرت کا نشان
ظاہر کرے چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا کون جانتا تھا اور کس کے علم میں یہ بات تھی کہ جب میں
ایک چھوٹے سے بچ کی طرح بویا گیا اور بعد اس کے ہزاروں بیرون کے نیچے کھلا گیا اور
اندھیاں چلیں اور طوفان آئے اور ایک سیلاب کی طرح شورش و فساد میرے اس چھوٹے سے
تخم پر پہر گیا۔ پھر بھی میں ان صدمات کو بچ جاؤں گا ہ وہ تخم خدا کے فضل سے ضائع
نہ ہوا بلکہ بڑا اور ٹھوس اور آج وہ ایک بڑا درخت ہے جس کے سایہ کے نیچے تین لاکھ لاکھ
آرام کر رہا ہے یہ خدائی کام ہیں جن کے اور اک سے انسانی طاقتیں عاجز ہیں وہ کسی
سے مغلوب نہیں ہو سکتا۔ اے لوگو! کہتی ہو خدا سے شرم کرو کیا اسکی نظیر کسی منقری کی طرح میں
پیش کر سکتے ہو اگر یہ کاروبار انسان کا ہوتا تو کچھ ہی ضرورت نہ تھی کہ تم مخالفت کرتے اور میرے
ہلاک کرنے کے لئے اس قدر تکلیف اٹھاتے بلکہ میرے مارنے کیلئے خدا ہی کافی تھا جب ملک
میں طاعون پہلی تو کسی لوگوں نے دعویٰ کر کے کہا کہ یہ شخص طاعون سے ہلاک کیا جائیگا مگر عجیب
قدرت حق ہے کہ وہ سب لوگ آہستہ آہستہ طاعون سے ہلاک ہو گئے اور خدا نے مجھ کو مخاطب کر کے فرمایا
کہ میں تیری حفاظت کروں گا اور طاعون تیرے نزدیک نہیں آئے گی بلکہ یہی مجھ کو فرمایا کہ میں

لوگوں کو یہ کہوں کہ آگ سے (یعنی طاعون سے) ہمیں مت ڈراؤ آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے اور نیز مجھے فرمایا کہ میں اس شیر نگہ کی حفاظت کرو لٹکا اور ہر ایک جو اس چار دیواری کے اندر ہے وہ طاعون سے بچا رہے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا اس فوج میں سب کو معلوم ہو کہ طاعون کے حملے سے گائوں کے گائے ہلاک ہو گئے اور ہمارے ارد گرد قیامت کا منونہ رہا مگر خدا نے ہمیں محفوظ رکھا۔

۱۰۱۔ ایک سو ایک نشان۔ جب میں سلسلہ ۱۹۰۳ء میں کرم دین کے نو جداری مقدمہ کی وجہ سے جہلم میں جا رہا تھا تو ماہ میں مجھے الہام ہوا اریک برکات من کل طرف یعنی میں ہر ایک پہلو سے تجھے برکتیں دے گا۔ یہ الہام اسی وقت تمام جماعت کو سنا دیا گیا بلکہ اخبار الحکم میں درج کر کے شائع کیا گیا اور یہ پیشگوئی اس طرح پر پوری ہوئی کہ جب میں جہلم کے قریب پہنچا تو تیسراں ہزار سے زیادہ آدمی ہو گا کہ وہ میری ملاقات کیلئے آیا اور تمام شہر پر آدمی تھے اور ایسے انکسار کی حالت میں تھے کہ گویا سجدے کرتے تھے اور پر ضلع کی کچہری کے ارد گرد میں قدر لوگوں کا ہجوم تھا کہ حکام حیرت میں پڑ گئے۔ گیارہ سو آدمیوں نے بیعت کی اور قریباً دوسرے عورت بیعت کر کے اس سلسلہ میں داخل ہوئی۔ اور کرم دین کا مقدمہ جو میرے پر تھا خارج کیا گیا۔ اور بہت سے لوگوں نے ارادت اور انکسار سے نذرانے دیے اور تحفے پیش کئے اور اس طرح ہم ہر ایک طرف سے برکتوں سے مالا مال ہو کر قادیان میں واپس آئے اور خدا تعالیٰ نے نہایت صفائی سے وہ پیشگوئی پوری کی۔

۱۰۲۔ نشان۔ براہین احمدیہ میں ایک یہ پیشگوئی ہے سبحان اللہ تبارک وتعالیٰ
 ناد مجدك انقطع ابااءك وبيدك منك دیکھو براہین احمدیہ ص ۴۹۔ (ترجمہ خدا
 ہر ایک عیب سے پاک اور بہت برکتوں والا ہے وہ تیری بزرگی زیادہ کر لیا تیرے باپ دادا سے
 کا ذکر منقطع ہو جائیگا اور خدا اس خاندان کی بزرگی کی تجھ سے بنیاد ڈالے گا۔ یہ اس وقت کی
 پیشگوئی ہے کہ جب کسی قسم کی عظمت میری طرف منسوب نہیں ہوتی تھی اور میں ایسی گناہ کی طرح تھا

۴۰. اے ایمان من یہ ہے تارہ تار کہ توبائی و جوہ معاش سب بند ہو جائیں گے اور اللہ تعالیٰ نئی برکتیں عطا کرے گا چنانچہ ہمارے والد صاحب کی توجہ

جو گویا دنیا میں نہیں رہتا۔ اور وہ زمانہ جب یہ پیشگوئی کی گئی اس پر قریباً تیس برس گزر گئے۔ اب دیکھنا چاہئے کہ یہ پیشگوئی کس صفائی سے پوری ہوئی جو اس وقت ہزار ہا آدمی میری جماعت کے حلقہ میں داخل ہیں اور اس سر پہلے کون جانتا تھا کہ اس قدر میری عظمت دنیا میں پہلے گی پس افسوس اُن پر جو خدا کے نشانوں پر غور نہیں کرتے۔ پھر اس پیشگوئی میں جس کثرت نسل کا وعدہ تھا اسکی بنیاد ہی ڈالی گئی۔ کیونکہ اس پیشگوئی کے بعد چار فرزند زرمینہ اور ایک پوتہ اور دو لڑکیاں میرے گھر میں پیدا ہوئیں جو اس وقت موجود نہ ہیں۔

۱۰۲۔ ایک سو تین نشان۔ ایک دفعہ طاعون کے زور کے دنوں میں جب قاریاں میں ہی طاعون تھی مولوی محمد علی صاحب ایم اے کو سخت بیمار ہو گیا اور ان کو ظن غالب ہو گیا کہ یہ طاعون ہے اور انہوں نے مرزا لون کی طرح وصیت کر دی اور مفتی محمد صادق صاحب کو سب کچھ سمجھا دیا اور وہ میرے گھر کے ایک حصہ میں رہتے تھے جس گھر کی نسبت خدا تعالیٰ کا یہ الہام ہے انی احافظ کل من فی الدار تب من انکی عیادت کے لئے یا اور انکو پریشان اور گھبراہٹ میں پا کر میں نے اُن کو کہا کہ اگر آپ کو طاعون ہو گئی ہے تو پرہیز جیڑا ہوں اور میرا دعویٰ الہام غلط ہے یہ کہہ کر میں نے انکی نبض پر ہاتھ لگایا۔ یہ عجیب نمونہ قدرت الہی دیکھا کہ ہاتھ لگانے کے ساتھ ہی ایسا بدن سے دیا کہ تب کا نام و نشان نہ تھا۔

۱۰۳۔ ایک سو چار نشان۔ ایک دفعہ میرا چوٹا لڑکا مبارک احمد بیمار ہو گیا غشی غشی پڑتی تھی اور میں انکی قریب مکان میں دعائیں مشغول تھا اور کئی عورتیں اسکے پاس بیٹھی تھیں کہ ایک دفعہ ایک عورت نے پکار کر کہا کہ اب بس کرو کیونکہ لڑکا فوت ہو گیا تب میں اسکے پاس آیا اور اُس کے بدن پر ہاتھ رکھا اور خدا تعالیٰ کی طرف توجہ کی تو وہ زمین سنٹ کے بعد لڑکے کو سانس آنا شروع ہو گیا اور نبض بھی محسوس ہوئی اور لڑکا زندہ ہو گیا۔ تب مجھ کو خیال آیا کہ عیسیٰ علیہ السلام کا احیاء سوتی ہی اسی قسم کا تھا اور پھر نادانوں نے اس پر حاشیے چڑھا دیے۔

۱۰۵۔ ایک سو پانچواں نشان۔ ایک دفعہ میرے بیانی مرزا غلام قادر صاحب مرحوم کی

نسبت بچہ خواب میں دکھلایا گیا کہ ان کی زندگی کے تھوڑے دن رہ گئے ہیں جو زیادہ سے زیادہ پندرہ دن ہیں بعد میں وہ ایک دفعہ سخت بیمار ہو گئے یہاں تک کہ صرف استخوان باقی رہ گئیں اور اس قدر بے ہوئی ہو گئے کہ چار پائی بیٹھے ہوئے نہیں معلوم ہوتے تھے کہ کوئی اس پر بیٹھا ہوا ہے یا مثال چار پائی ہے پافانہ اور پیشاب اوپر ہی نکل جاتا تھا اور بیوشی کا عالم تھا تھا۔ میرے والد صاحب میرا غلام مر قضاے مرحوم بڑے عاقل طبیب تھے انہوں نے کہہ دیا کہ اب یہ حالت یاس اور نوسیدی کی ہے صرف چند روز کی بات ہے مجھے میں اس وقت جوانی کی قوت موجود تھی اور مجاہدات کی طاقت تھی اور میری فطرت ایسی واقع ہے کہ میں ہر ایک بات پر خدا کو قادر جانتا ہوں اور حقیقت ان کی قدرتوں کا کون انتہا پاسکتا ہے اور اس کے آگے کوئی بات ان ہونی نہیں بجز ان امور کے جو اسکے وعدہ کے برخلاف یا اسکی پاک شان کے منافی اور اسکی توحید کو ضد ہیں اسلئے میں نے اُس حالت میں بھی اُن کیلئے دعا کرنی شروع کی اور سینور دل میں یہ مقرر کر لیا کہ اس دُعائے میں۔ میں تین باتوں میں اپنی معرفت زیادہ کرنا چاہتا ہوں۔

ایک یہ کہ میں بچھنا چاہتا ہوں کہ کیا میں حضرت عزت میں اس لائق ہوں کہ میری عاقبت میں دوسری یہ کہ کیا خواب اور الہام جو وحید کے رنگ میں آتے ہیں انکی تاخیر ہی ہو سکتی ہے یا نہیں تیسری یہ کہ کیا اس درجہ کا بیمار جو صرف استخوان باقی ہیں دُعا کے ذریعہ سے اچھا ہو سکتا ہے یا نہیں۔ غرض میں نے اس بنا پر دعا کرنا شروع کی پس قسم ہے مجھ اُس بات کی حکمران تہ میں میری جان ہے کہ دعا کے ساتھ ہی تغیر شروع ہو گیا اور اس اثنا میں ایک دوسرے خواب میں دیکھا کہ وہ گویا اپنے دالان میں اپنے قدموں سے چل رہے ہیں اور حالت یہ تھی کہ دوسرا شخص کرپٹ ہوتا تھا۔ جب دعا کرتے کرتے پندرہ دن گزرے تو ان میں صحت کے ایک ظاہری آثار پیدا ہو گئے اور انہوں نے خواہش ظاہر کی کہ میرا دل چاہتا ہے کہ چند قدم چلون چنانچہ وہ کسی قدر سہا کر سے اٹھے اور سوٹے کے سہارے کھینچنا شروع کیا اور پھر سٹوٹا بھی چوڑا چاند روز ایک پورے قدر رست ہو گئے اور بعد اس کے پندرہ برس تک زندہ رہے اور پھر فوت ہو گئے جس سے

معلوم ہوا کہ خدا نے انکی زندگی کے پندرہ دن پندرہ سال سے بدل دیے ہیں یہ ہے ہمارا خدا جو اپنی پیشگوئیوں کے بدلانے پر بھی قادر ہے۔ مگر ہمارے مخالف کہتے ہیں کہ قادر نہیں۔

نشان ۱۰۶۔ ایک قسطنطنیہ پر بھیجے خدا تعالیٰ کی زیارت ہوئی اور میں نے اپنا ہاتھ سے کسی پیشگوئی میں لکھیں جن کا یہ مطلب تھا کہ ایسے واقعات ہونے چاہئیں تب ہی وہ کاغذ سرانے کے لٹر خدا تعالیٰ کے سامنے پیش کیا اور اسد تعالیٰ نے بغیر کسی تاثر کے سرخی کی قلم سے اس پر دستخط کئے اور دستخط کرنے کے وقت قلم کو چھڑکا جیسا کہ جب قلم پر زیادہ سیما آجاتی ہے تو اسی طرح پر جھاڑ دیتے ہیں اور پھر دستخط کر دیے اور میری پراسوت نہایت وقت کا عالم تھا اس خیال سے کہ کس قدر خدا تعالیٰ کا میرے بفضل اور کرم ہے کہ جو چہ پہنچا ہوا ہے اسد تعالیٰ نے اس پر دستخط کر دیے اور اسی وقت میری آنکھ کھل گئی اور اس وقت میں اسد سعوری مسجد کے حجرہ میں میرے پیرو بار ہا تھا کہ اس کے روبرو غیب کے سرخی کے قطرے برے گرتے اور اسکی ٹوپی پر ہی گرے اور عجیب بات یہ ہے کہ اس سرخی کے قطرے گرنے اور قلم کے جھاڑنے کا ایک ہی وقت تھا ایک سکینڈ کا بھی فرق نہ تھا ایک غیر آدمی اس از کو نہیں سمجھتا اور شک کر لیا کہ کیونکر اسکو صرف ایک خواب کا معاملہ محسوس ہوگا مگر سکور و حانی امور کا علم ہر وہ حسین شک نہیں کر سکتا اسی طرح خدا نیست سحرست کر سکتا ہے۔ غرض میں نے یہ سارا قصہ بیان کر دیا کہ سنایا اور اس وقت میری آنکھوں سے آنسو جاری تھے بعد اسد خواب کے رات کا گواہ جو اس پر بہت اثر ہوا اور اس نے میرا کرتہ بطور تبرک اپنے پاس رکھ لیا جواب نہت سحر پاس نہ جود ہو۔

۱۰۔ کئی مرتبہ زلزلوں سے پہلے اجادین میری طرف سے شایع ہو چکا ہے کہ دنیا میں بڑے بڑے زلزلے آئیں گے یہاں تک کہ زمین زیر و زبر ہو جائیگی۔ پس وہ زلزلے جو سان فرانسکو اور فارو سا وغیرہ میں میری پیشگوئی کے مطابق آئے وہ سب کو معلوم ہیں لیکن حال میں ۱۶۔ اگست ۱۹۰۶ء کو جو جنوبی حصہ امریکہ یعنی چلی کے صوبہ میں ایک سخت زلزلہ آیا وہ پہلے زلزلوں سے کم نہ تھا جس سے پندرہ چھوٹے بڑے شہر اور قصبے برباد ہو گئے اور ہزار ہا جانیں تلف ہوئیں اور

ڈن لاکھ آدمی اب تک بے خانان ہیں۔ شاید نادان لوگ کہیں گے کہ یہ کیونکر نشان ہو سکتا ہے
یہ زلزلے تو پنجاب میں نہیں آئے مگر وہ نہیں جانتے کہ خدا تمام دنیا کا خدا ہے نہ صرف پنجاب کا
اور اس نے تمام دنیا کے لئے یہ خبریں دی ہیں نہ صرف پنجاب کے لئے یہ قسمتی ہے کہ خدا تعالیٰ کی
پیشگوئی کو ناحق ٹال دینا اور خدا کی کلام کو غور سے نہ پڑھنا اور کوشش کرنے رہنا کہ کسی طرح حق
پہنچ جائے مگر ایسی تکذیب سے بچائی چھپ نہیں سکتی۔

یاد رہے کہ خدا نے مجھے عام طور پر زلزلوں کی خبر دی ہے پس یقیناً سمجھو کہ جیسا کہ
پیشگوئی کے مطابق امریکہ میں زلزلے آئے ایسا ہی یورپ میں بھی آئے اور نیز ایشیا کے
مختلف مقامات میں آئیں گے اور بعض انہیں قیامت کا ثمرہ ہونگے اور اس قدر موت ہوگی
کہ خون کی نہریں چلیں گی۔ اس موت کو پرند چرند ہی باہر نہیں ہونگے اور زمین پر سخت تباہی
آئیگی کہ اس روز سے کہ انسان پیدا ہوا ایسی تباہی کبھی نہیں آئی ہوگی اور اکثر مقامات زیرِ ذر
ہو جائیں گے کہ گویا ان میں کبھی آبادی نہ تھی اور اُس کے ساتھ اور بھی آفات زمین اور آسمان میں
ہولناک صورت میں پیدا ہونگی یہاں تک کہ ہر ایک عقل مند کی نظر میں وہ باتیں غیر معمولی ہو
جائیں گی اور ہیئت اور فلسفہ کی کتابوں کے کسی صفحہ میں انکا پتہ نہیں ملے گا تب انسانوں میں اضطراب
پیدا ہوگا کہ یہ کیا ہونے والا ہے اور بہتیرے بچات پائیں گے اور بہتیرے ہلاک ہو جائیں گے
وہ دن نزدیک ہیں بلکہ میں دیکھتا ہوں کہ دروازے پر ہیں کہ دنیا ایک قیامت کا نظارہ دیکھیں گی
اور نہ صرف زلزلہ بلکہ اور بھی ڈر آنے والی آفتیں ظاہر ہونگی کچھ آسمان سے اور کچھ زمین سے یا اس لئے
کہ نوع انسان نے اپنی خدا کی پیش چوڑی ہے اور تمام دل اور تمام محبت اور تمام خیالات کو
دنیا پر ہی گر گئے ہیں اگر میں نہ آیا ہوتا تو ان بلاؤں میں کچھ تاخیر ہوتی پر میرے آنے کے ساتھ
خدا کے غضب کے وہ مخفی ارادے جو ایک بڑی مدت کو مخفی تھے ظاہر ہو گئے جیسا کہ خدا نے فرمایا۔
وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا اور تو یہ کہہ کر ہوا انسان پائیں گے اور وہ بلا ہی پہلے
ڈرتے ہیں ان پر رحم کیا جائیگا۔ کیا تم خیال کرتے ہو کہ تم ان زلزلوں سے امن میں ہو گے یا تم

اپنی تدبیروں سے اپنی تین بچا سکتے ہو؟ ہرگز نہیں۔ انسانی کاموں کا اس دن خاتمہ ہوگا یہ
 مت خیال کرو کہ امریکہ وغیرہ میں سخت زلزلے آئے اور تمہارا ملک ان سے محفوظ ہے
 میں تو دیکھتا ہوں کہ شاید ان سے زیادہ مصیبت کا شہدہ دیکھو گے۔ اسے یورپ تو بھی
 میں نہیں اور اسے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں اور اسے جزائر کے رہن والو کوئی مصنوعی خدا نہیں
 مدد نہیں کر لگا۔ میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو دیران پاتا ہوں۔ وہ واحد
 یگانہ ایک مدت تک خاموش رہا اور اسکی آنکھوں کے سامنے کردہ کام کئے گئے اور وہ
 چپ رہا مگر اب وہ ہیت کیسا تہہ اپنا چہرہ دکھائیگا جس کے کان سننے کے ہون سننے کہ وہ
 وقت دور نہیں۔ میں نے کوشش کی کہ خدا کی امان کے نیچے سب کو جمع کروں پر ضرورتاً کہ
 تقدیر کے نوشتے پورے ہوتے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ اس ملک کی فوج ہی قریب
 آتی جاتی ہے فوج کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائیگا اور لوط کی زمین کا واقعہ تم بچتے ہو
 دیکھ لو گے۔ مگر خدا غضب میں دھیما ہے تو یہ کروا تم پر رحم کیا جائے جو خدا کو چوڑتا ہے وہ ایک
 کثیرا ہے کہ آدمی اور جو اس سے نہیں ڈرتا وہ مردہ ہے کہ زندہ۔

۱۰۸۔ نشان۔ جو براہین احمدیہ میں درج ہے یہ اس وقت ان مختلف تخلقات
 یعنی میں نے ارادہ کیا کہ خلیفہ بناؤں پس میں نے آدم کو خلیفہ بنایا۔ یہ الہام مدت پیش برس سے
 براہین احمدیہ میں درج ہے اس جگہ براہین احمدیہ میں خدا تعالیٰ نے میرا نام آدم رکھا اور یہ ایک
 پیشگوئی ہے جس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ عیسا کہ فرشتوں نے آدم کی عیب جوئی کی
 تھی اور اس کو رد کر دیا تھا مگر آخر خدا نے اسی آدم کو خلیفہ بنایا اور سب کو اس کے آگے سر جھکانا
 پڑا۔ سو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس جگہ بھی ایسا ہی ہوگا۔ چنانچہ میرے مخالف علما اور ان کے
 بھیسوں نے عیب جوئی میں کمی نہ کی اور تباہ کر شکے لئے کوئی دقیقہ کر کا اٹھا نہیں رکھا مگر آخر
 کار خدا نے مجھ غالب کیا اور خدا بس نہیں کر لگا جب تک جھوٹ کو اپنے پیروں کے نیچے نہ کھیلے۔
 ۱۰۹۔ نشان۔ جو براہین احمدیہ میں درج ہو کر شائع ہو چکا ہے۔ وکذلک منشا علی یوسف

لنصرف عنه السوء والفحشاء ولننذر قومًا ما انذربا آءم فہم غفلون
 دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۵۵ (ترجمہ) اور اسی طرح ہم نے اپنی نشانوں کے ساتھ اس یوسف پر حاکم
 کیا تاکہ جو بدی اور عیب کسی طرف غصب کیے جائیں گے ان کو ہم اُس کو بچالین اور تاکہ ان نشانوں کی
 عظمت کو جو اس لائق ہو کہ غافلون کو ڈراوے کیونکہ درحقیقت انہیں لوگوں کا وعظ و لون پر
 اثر کرتا ہے جن کو خدا اپنی طرف سے عظمت و امتیاز بخشا ہے۔ اس جگہ خدا تعالیٰ نے میرا نام
 یوسف رکھا اور یہ ایک پیشگوئی ہے جس کا یہ مطلب ہے کہ جس طرح یوسف کے بہائیوں نے
 اپنی جہالت سے یوسف کو بہت دکھ دیا تھا اور اس کے ہلاک کرنے میں کسرتزین رکھی تھی خدا
 فرماتا ہے کہ اس جگہ بھی ایسا ہی ہوگا اور اشارہ فرماتا ہے کہ یہ لوگ بھی جو قومی اخوت رکھتے ہیں
 ہلاک اور تباہ کرنے کے لئے بڑے بڑے فریب کریں گے مگر آخر کار وہ نامراد رہیں گے اور خدا ان
 پر کھول دیگا کہ جس شخص کو تم غفلت سے نہ دیکھو گے اس کو عزت کا تاج پہنایا۔ تب بہتوں پر
 کھل جائیگا کہ ہم غلطی پر تھے جیسا کہ وہ ایک دوسرے الہام میں فرماتا ہے:-

يَخْتَوْنَ عَلَىٰ الْأَذْقَانِ يَسْحَدُونَ اَغْفِرْ لَنَا اِنَّا كُنَّا خَاطِئِينَ ۝ تَاللّٰهِ لَقَدْ
 اَفْرَاكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَاِنْ كُنَّا لَخَاطِئِينَ - لا تَرْيِبُ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يُغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ
 وَهُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ - یعنی وہ لوگ اپنی ٹھوڈیوں پر سجدہ کرتے ہوئے اور یہ کہتے
 ہوئے گریں گے کہ اے ہمارے خدا ہمیں بخش ہم خطا پر تھے اور تجھے مخاطب کر کے کہیں گے
 کہ بخدا خدا نے ہم سب میں سے تجھ کو چن لیا اور ہم خطا پر تھے تب خدا جوع کر غیالوں کو کہیگا کہ آج تم
 پر کوئی سزائش نہیں کیونکہ تم ایمان لائے۔ خدا تمہیں تمہاری پہلی لغزشیں بخش دیگا کہ وہ ارحم
 الراحمین ہے۔

غرض اس پیشگوئی میں دو امر غیب کا بیان ہے (۱) اول یہ کہ آئندہ زمانہ میں قوم
 میں سخت مخالفت پیدا ہو جائیں گے اور حسد کا شعلہ ایسا ان میں جوش مارے گا جیسا کہ یوسف کے
 بھائیوں میں جوش مارا تھا تب وہ سخت دشمن بن جائیں گے اور تباہ اور ہلاک کرنے کے لئے طوطی طرح کے

منصوبے کرینگے اور یہ امر کہ قوم مین سے مخالف پیدا ہو جائیں گے اور بڑی بڑی شرارت کرینگے۔ یہ ایک پیشگوئی ہے کیونکہ یہ خبر براہین احمدیہ مین درج ہے جسکو پچیس برس کا عرصہ گزر گیا ہے اور اسوقت قوم مین سے میرا کوئی مخالف نہ تھا کیونکہ ابھی تو براہین احمدیہ بھی شایع نہ ہوئی تھی۔ پھر مخالفت کی کیا وجہ تھی۔ پس بلاشبہ یہ خبر کہ کسی زمانہ مین ایسے دشمن جانی پیدا ہو جائیں گے جو پہلے اخوت اسلامی کیوجہ سے بھائیوں کے طور پر تھے یہ ایک امر غیبی جو خدا نے قبل از وقوع ظاہر کیا اور براہین احمدیہ مین لکھا گیا۔ (۲) دوسرا امر غیبی اس پیشگوئی مین یہ ہے کہ اس مخالفت کا یہ انجام بتا دیا ہے کہ آخر کار وہ دشمن فائب خاسر رہیں گے اور بہتیرے انہیں سے یوسف کے بھائیوں کی طرح رجوع کرینگے اور اسوقت خدا اس عاجز کو یوسف کی طرح تاج عزت پہنائیگا اور وہ عظمت اور بزرگی بخش یگا جسکی کسیکو توقع نہ تھی چنانچہ بہت سا حصہ اس پیشگوئی کا پورا ہو چکا ہے کیونکہ ایسے دشمن پیدا ہو گئے جو میرا استیصال چاہتے ہیں اور حقیقت یہ لوگ اپنی بد ارادے مین یوسف کے بھائیوں سے بھی بڑے ہیں۔ سو خدا نے کسی لاکھ انسان میرے تابع کر کے اور مجھے ایک خاص عزت اور عظمت بخش کر ان کو ذلیل کیا اور وہ وقت آتا ہے کہ اس سو بڑھ کر خدا تعالیٰ میری شان ظاہر کریگا اور بڑے بڑے دشمن مین سے جو سعید مین انکو کہنا پڑیگا کہ ربنا اغفر لنا اننا كنا خاطئين یہ کہنا پڑیگا کہ تالہ لقد اشرک الله علينا۔

• ۱۱ نشان۔ براہین احمدیہ کی پیشگوئی انا اعطیناک الکوش۔ ثلث من آلاء وثلث من الاخرین دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۵۶۔ (ترجمہ) ہم ایک کبوتر دے دیں اور عطا کریں گے۔ اظہار ایک پہلا گروہ جو آفات کے نزول سے پہلے ایمان لائینگے وہم دور تھے تھری نشانوں کے بعد ایمان لائینگے۔ ہم کسی مرتبہ لکھ چکے ہیں کہ جس قدر براہین احمدیہ پیشگوئیوں پر پچیس برس گزر گئے ہیں اور وہ اس زمانہ کی پیشگوئیوں مین جیسے میرے ہیں ایک انسان بھی نہ تھا اگر یہ بیان غلط ہے تو گویا میرا تمام دعوے باطل ہے پس نشان

کہ یہ پیشگوئی بھی براہین احمدیہ میں دیج ہے جو اس تنہائی اور یکسوی کے زمانہ میں ایک ایسے زمانہ کی خبر دیتی ہے جبکہ ہزار ہا آدمی میری سمیت میں داخل ہو جائیں گے۔ سو اس زمانہ میں یہ پیشگوئی پوری ہوئی۔ غیب کی خبر دنیا بھر خدا کے کسی کی طاقت میں نہیں۔ علم غیب صمد خدا ہے مگر اب تو ہمارے مخالفوں کی نظر میں علم غیب بھی خاصہ خدا نہیں دیکھتے کہ ان تک ترقی کریں گے۔

۱۱۔ نشان۔ براہین احمدیہ میں ایک یہ پیشگوئی ہے۔ میں اپنی چمکار دکھلاؤں گا اپنی اندر

نہائی سے نکلوا اٹھاؤں گا۔ دنیا میں ایک نذیر آیا ہے دنیا نے اسکو قبول کیا لیکن خدا اسے قبول کر لیا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ اس پیشگوئی پر محسوس گذر گئے اس زمانہ کی ہے جبکہ میں کچھ بھی نہیں تھا۔ اس پیشگوئی کا حاصل یہ ہے کہ عیاش سخت مخالفت بیرونی اور اندرونی کے کوئی ظاہری امید نہیں گی کہ سلسلہ قائم ہو سکے لیکن خدا اپنے چمک دار نشانوں سے دنیا کو اس طرف پہنچا لے گا اور میری تصدیق کے لئے زور آور حملے دکھائیگا۔ چنانچہ انہیں حملوں میں سے ایک طاعون ہے جسکی ایک بڑت پہلے خبر دی گئی تھی۔ اور انہیں حملوں میں زلزلے ہیں جو دنیا میں آرہے ہیں اور معلوم اور کیا کیا حملے ہونگے اور اسہیں کیا شک ہے کہ عیساکہ اس پیشگوئی میں بیان فرمایا ہے خدا نے محض اپنی قدرت نہائی سے اس جماعت کو قائم کر دیا ہے ورنہ باوجود اس قدر قومی طاقت کے یہ امر محالات میں سے تھا کہ اس قدر عہدی سے کئی لاکھ انسان میرے ساتھ ہو جائیں اور مخالفوں نے بہتیری کوششیں کیں مگر خدا تعالیٰ کے ارادہ کے مقابل پر ایک پیش نہ گئی۔

۱۲۔ نشان۔ ہمارا ایک مقدمہ تحصیل ثلث گورداسپور میں چند سورتوں اسامیوں پر تھا

بجے خواب میں بتلایا گیا کہ اس مقدمہ میں دگری ہوگی مینے کئی لوگوں کے آگے وہ خواب بیان کی منجانبان کے ایک ہندو بھی تھا جو میرے پاس آمد و رفت رکھتا تھا اس کا نام شیرپت ہے جو زندہ موجود ہے اسکی پاس بھی میں نے یہ پیشگوئی بیان کر دی تھی کہ اس مقدمہ میں ہماری فتح ہوگی

بعد اس کے ایسا اتفاق ہوا کہ جس روز اس مقدمہ کا اخیر حکم سنایا جانا تھا ہماری طرف سے کوئی شخص حاضر نہ ہوا اور فریق ثانی جو شاید سپردہ یا سولہ آدمی تھے حاضر ہوئے عصر کے وقت ان سب کے پاس آکر بازار میں بیان کیا کہ مقدمہ خارج ہو گیا تب ہی شخص مسجد میں میرے پاس دوڑتا آیا اور طنزاً کہا کہ لو صاحب آپ کا مقدمہ خارج ہو گیا مینے کہا کہ کس نے بیان کیا اس نے جواب دیا کہ سب مدعا علیہم آگئے ہیں اور بازار میں بیان کر رہے ہیں یہ سنتے ہی میں حیرت میں پڑ گیا کیونکہ خبر دینے والے سپردہ آدمی سے کم دتھے اور بعض ان میں سے مسلمان اور بعض ہندو تھے۔ تب جو کچھ مجھے کو فکر اور غم لاحق ہوا اسکو میں بیان نہیں کر سکتا وہ ہندو تو یہ بات کہہ کر خوش خوش بازار کی طرف چلا گیا گویا اسلام پر حملہ کر نکلا ایک موقع سکول گیا مگر جو کچھ میرا حال ہوا اسکا بیان کرنا طاقت سے باہر ہے عصر کا وقت تھا میں مسجد کے ایک گوشہ میں بیٹھ گیا اور دل سخت پریشان تھا کہ اب یہ ہندو ہمیشہ کے لئے یہ کہنا رہ گیا کہ کس قدر دعوے سے دگری ہونے کی پیشگی بی کی تھی اور وہ جھوٹی نکل۔ اتنے میں غیب سے ایک آواز گونج کر آئی اور آوازاں اس قدر بلند تھیں کہ مینے متال کیا کہ باہر سے کسی آدمی نے آوازاں ہے آواز کے یہ لفظ تھے کہ دگری ہو گئی ہے مسلمان ہے یعنی کیا تو باور نہیں کرتا تب مینے اٹھ کر مسجد کے چاروں طرف دیکھا تو کوئی آدمی نہ پایا۔ تب یقین ہو گیا کہ فرشتہ کی آواز ہے مینے اس ہندو کو پھر اسی وقت بلایا اور فرشتہ کی آواز سے اسکو اطلاع دی مگر اسکو باور نہ آیا صبح میں خود بٹانہ کی تحصیل میں گیا اور تحصیلدار حافظ ہدایت علی نام ایک شخص تھا وہ اس وقت ابھی تحصیل میں نہیں آیا تھا اسکا مشن خان مٹھرا اس نام ایک ہندو موجود تھا مینے اس سے دریافت کیا کہ کیا ہمارا مقدمہ خارج ہو گیا اس نے کہا کہ نہیں بلکہ دگری ہو گئی مینے کہا کہ فریق مخالف نے قادیان میں جا کر یہ مشہور کر دیا ہے کہ مقدمہ خارج ہو گیا ہے اس نے کہا کہ ایک طور سے انہوں نے یہی سچ کہا بات یہ ہے کہ جب تحصیلدار فیصلہ لکھ رہا تھا تو میں ایک ضروری حاجت کیلئے اسکی پیشی سے اٹھ کر چلا گیا تھا۔ تحصیلدار نے یہاں آتا تھا اسکو مقدمہ کی

پیش روپس کی خبر دہ تھی فرق مخالف نے ایک فیصلہ اسکے روبرو پیش کیا جس میں دہی
اسامیون کو بلا اجازت مالک کے اپنا اپنے کہیتوں سے دخت کاٹنے کا اختیار دیا گیا تھا
تخصیلا نے اس فیصلہ کو دیکھ کر مقدمہ خارج کر دیا اور مالک کو رخصت کر دیا جب میں آیا تو تخصیلا
نے وہ فیصلہ مجھے دیا کہ شامل مثل کر جب میں اسکو پڑھا تو مجھے تخصیلا نے کہہ دیا کہ یہ تو آپ نے
بڑی بھاری غلطی کی کیونکہ جس فیصلہ کی بنا پر آپ نے یہ حکم لکھا ہے وہ تو اپیل کے محکمہ سے
منسوخ ہو چکا ہے مدعا علیہم نے شرارت کر آپ کو دھوکا دیا ہے اور میں نے اسی وقت محکمہ
اپیل کا فیصلہ جو شامل سے شامل تھا انکو دکھلا دیا۔ تب تخصیلا نے بلا توقف اپنا پہلا فیصلہ چا
کر دیا اور ڈگری کر دی یہ ایک پیشگوئی ہے کہ ایک ہندوؤں کی جماعت اور کئی مسلمان اسکو
گواہ ہیں اور وہی شریعت اس کا گواہ ہے جو بہت خوشی سے یہ خبر لیکر میرے پاس آیا تھا کہ مقدمہ
خارج ہو گیا فالحمد لله علی ذلک۔ خدا کے کام عجیب قدر تون سے ظاہر ہوتے ہیں اس پیشگوئی
کی تمام وقعت اس سے پیدا ہوئی کہ ہماری طرف سے کوئی عارضہ ہوا اور تخصیلا نے غلط فیصلہ
فریق ثانی کو سننا دیا اور اصل سب کچھ خدا نے کیا اگر ایسا نہ ہوتا تو یہ خاص عظمت اور وقعت
پیشگوئی میں برگرز پیدا نہ ہوتی۔

۱۱۳۔ نشان۔ براہین احمدیہ کی یہ پیشگوئی تذاکرات و کل من علیہا فانی۔

یعنی دو بکریاں فرج کیجا میں گئی اور ہر ایک جو زمین پر ہے آخر مر گیا۔ پیشگوئی براہین احمدیہ میں
درج ہے جو آج سے پچیس برس پہلے شیلن ہر چکی پر مجھے مدت تک اسکو معنی معلوم نہ ہوئے
بلکہ اور جبکہ کو محض اجتہاد سے اس کا مصداق تفسیر یا لیکن جب مولوی صاحبزادہ عبداللطیف
مرحوم اور شیخ عبدالرحمن انکے تلمیذ سعید کابل کے ناحق ظلم سے قتل کر گئے تب روز روشن
کی طرح کھل گیا کہ اس پیشگوئی کے مصداق یہی دونوں بزرگ ہیں کیونکہ شاة کا لفظ نبیوں
کی کتابوں میں صرف صالح انسان پر بولا گیا ہے اور ہماری تمام جماعت میں ابھی تک بجز
ان دونوں بزرگوں کے کوئی شہید نہیں ہوا اور جو لوگ ہماری جماعت سے باہر اور دین اور دنیا

سے محروم ہیں ان پر شاة کا لفظ اطلاق نہیں پاسکتا اور پھر اس پر اور قریب یہ ہے کہ اس الہام کے ساتھ یہ دوسرا فقرہ ہے کہ لا تھنوا ولا تخزنوا جس ثبات ہوتا ہے کہ یہ ایسی موتیں ہونگی جو ہمارے غم اور حزن کا موجب ہوگی اور ظاہر ہے کہ دشمن کی موت سے کوئی غم نہیں ہو سکتا اور جب صاحبزادہ مولوی عبداللطیف شہید اسی جگہ قادیان میں تھے اُس وقت بھی اُنکے بارہ میں یہ الہام ہوا تھا قتل خبیثہ ولید ہیبتہ یعنی مخالفوں سے نوید ہونے کی حالت میں قتل کیا جائیگا اور اسکا مارا جانا بہت ہیبت ناک ہوگا۔

۱۴۱ | نشان۔ طاعون کی پہلے کی بارہ میں مجرم الہام ہوا۔ الامراض تشاع والنفوس تصنع یعنی مرضیں پھیلانی جائیگی اور جانوں کا نقصان ہوگا۔ اب جو شخص چاہے رکھ لے کہ میں اس الہام کو طاعون کی پہلے سے پہلے اخبار الحکم اور السبر میں شائع کر دیتا ہوں پھر بعد کو پنجاب میں اس قدر طاعون کا زور ہوا کہ ہزار ہا گھر موت سے ویران ہو گئے۔

۱۴۵ | نشان۔ رسالہ سراج منیر میں طاعون کے آئین کی نسبت یہ ایک پیشگوئی ہے۔ یا مسیح الخلق عدوانا۔ یعنی اے وہ مسیح جو مخلوق کیلئے بھیجا گیا ہمارے طاعون کی خبر کے پھر بعد اسکے سخت طاعون پڑی اور ہزار ہا بندگان خدا طاعون سے ڈر کر میری طرف دوڑنے لگے یا انکی زبان پر یہ فقرہ تھا کہ یا مسیح الخلق عدوانا۔ اور یہ پیشگوئی جس طرح میری کتاب سراج منیر میں درج ہے اسی طرح صد آرمیوں کو قبل از وقوع اس سے اطلاع دی گئی تھی۔

۱۴۶ | نشان۔ ایک دفعہ صبح کے وقت وحی الہی سے میری زبان پر جاری ہوا۔ عبداللہ خان ڈیرہ اسماعیل خان اور نعیم مولیٰ کہ اس نام کا ایک شخص آج کچھ روپیہ بھیجے گا میں نے چند ہنڈوؤں کے پاس جو سلسلہ وحی کے جاری رہنے کے منکر ہیں اور سب کچھ دیر پر ختم کر بیٹھے ہیں اس الہام الہی کو ذکر کیا اور میں بیان کیا کہ اگر آج یہ روپیہ نہ آیا تو میں

حق پر نہیں۔ انہیں سے ایک ہندویشن اس نام قوم کا برہمن جو آجکل ایک جگہ کا پٹھاری ہے
 بول اٹھا کہ میں اس بات کا امتحان کروں گا اور میں ڈاکخانہ بن جائی گا۔ ان دنوں میں قادیان میں
 ڈاک دوپہر کے بعد دو بجے آتی تھی وہ اسی وقت ڈاکخانہ میں گیا اور نہایت حیرت زدہ ہو کر
 جواب دیا کہ درحقیقت عبدالغنی نام ایک شخص نے جو ڈیرہ اسماعیل خان میں ایک سٹر اسٹنٹ ہے
 کچھ روپیہ بھیجا ہے اور وہ ہندو نہایت متعجب اور حیران ہو کر بار بار مجھ سے پوچھتا تھا کہ یہ امر
 آپ کو کس نے بتایا اور اُس کے چہرہ سے حیرانی اور مبہوت ہونیکے آثار ظاہر تھے۔ تب میں نے
 اُس کو کہا کہ اُس نے بتایا جو پوشیدہ بھیج دیتا ہے وہی خدا ہے جس کی ہم پرستش کرتے ہیں
 چونکہ ہندو لوگ اُس زمرہ خدا سے محض ناواقف ہیں جو ہمیشہ اپنی قدرت اور اسلام پر سچائی
 کے نمونے ظاہر کرتا رہتا ہے اس لئے عام طور پر ہندوؤں کی یہ عادت ہے کہ اول تو خدا تعالیٰ کو عجایب
 نشانوں سے انکار کرتے ہیں اور جب کوئی ایسا شخص انکو دکھائے کہ غیب کی پوشیدہ باتیں
 اُس کے ہاتھ سے ظاہر ہوں تب حیرت اور تعجب کے دریا میں ڈوب جاتے ہیں۔ اسی طرح
 لاد شریٹ کا حال ہوا تھا جیسا کہ میں پہلے لکھ چکا ہوں اسکا بھائی بسبر ہس اور ایک
 اور شخص خوشحال نام کسی جرم میں قید ہو گئے تھے لاد شریٹ نے امتحان کے واسطے کسی اعتقاد
 سے مجھ سے دریافت کیا تھا کہ اس مقدمہ کا انجام کیا ہوگا اور دعا کی بھی درخواست کی تھی
 تب میں کئی دن اُس کے لئے دعا کرتا رہا آخر وہ خدا جو عالم غیب ہوا اُس نے رات کے وقت یہ شہید
 امر میرے پر کھول دیا کہ مقدمہ کا انجسام یہ ہوگا کہ بسبر ہس کی نصف قید تخفیف کر دی جائیگی
 جیسا کہ میں نے اپنی کشفی حالت میں دیکھا تھا کہ آدمی قید رہی خود میں نے اپنی قلم سے کاٹ دی
 ہے مگر میرے پر ظاہر کیا گیا کہ خوشحال کو پوری قید بھگتنی پڑے گی ایک دن بھی کاٹا نہیں جائیگا
 اور بسبر ہس کی نصف قید رہ جائے صرف دعا کے اثر سے ہوگا مگر دونوں میں سے کوئی بھی بری
 نہیں ہوگا اور ضرور ہے کہ مثل ضلع میں وہیں آئے اور انجسام وہ ہو جو بیان کیا گیا۔ مجھ پر یاد
 کہ جب یہ سب باتیں پوری ہو گئیں تو شریٹ حیرت میں پڑا اور ہمارے خدا کی قدر و قون نے

اسکو سخت حیران کروایا اور اس نے میری طرف رقعہ لکھا کہ یہ باتیں آپ کی نیک بختی کی وجہ سے پوری ہو گئیں۔ افسوس کہ اس نے پہر بھی اسلام کے نور سے کچھ فائدہ نہ اٹھایا اور آج کل وہ آریہ ہے اور ہدایت تو ایک طرف مجھ تو ان لوگوں پر اتنی ہی امید نہیں کہ وہ سچی گواہی دے سکیں اگرچہ بظاہر ہی لاٹ و گرافٹ کے کہ سچائی کی حمایت کرنی چاہئے مگر اس پر عمل نہیں ہاں میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر ایسے گواہ یعنی شریعت کو حلف دی جائے اور حلف میں جھوٹ کی حالت میں اولاد پر اثر پڑنے کا اقرار کرایا جائے تو پھر ضرور سچ بول دیگا۔ میری کئی پیشگوئیوں کی گواہیاں اسکے پاس ہیں ممکن ہے کہ سچا چھڑا نیلے لٹے یہ کہہ دے کہ مجھ پر یاد نہیں مگر حلف ایک ایسی چیز ہے کہ ضرور اس سے یاد آجائے گا اور اگر جھوٹ بولے گا تو یقیناً یاد رکھو کہ میرا خدا اسے سزا دیگا اور یہ بھی ایک نشان ظاہر ہوگا وہ کھلے کھلے نشانوں کا گواہ ہے۔

میں خدا کے قادر کا شکر کرتا ہوں کہ میرے نشانوں کے صرف مسلمان ہی گواہ نہیں بلکہ دنیا میں جس قدر قومیں ہیں وہ سب میرے نشانوں کی گواہ ہیں فالحمدا للہ علی ذلک

۱۱۸ نشان۔ ایک دفعہ ایک آریہ ملاوٹ نام مرض حق میں مبتلا ہو گیا اور آثارِ نو میدی ظاہر ہوتے جاتے تھے اور اس نے خواب میں دیکھا کہ ایک زہریلے سانپ اسکو کاٹ گیا وہ ایک دن اپنی زندگی سے نومید ہو کر میرے پاس آکر دیا میں نے اس کے حق میں دعا کی جواب آیا قلنا یا نارا کوئی برد او سلاماً یعنی ہم نے تپ کی آگ کو کہا کہ سرد اور سلاستی ہو جا چنا بعد اسکے وہ ایک ہفتہ میں اچھا ہو گیا۔ اور اب تک زندہ موجود ہے دیکھو براہین احمدیہ ص ۲۲۷

مگر یقین ہے کہ اسکی گواہی کے لئے بھی حلف کی ضرورت پڑے گی۔

۱۱۸ نشان۔ ایک دفعہ جب میں گورن سپور میں ایک نوجوان سی مقدمہ کی وجہ سے (جو کرم دین جہلمی نے میرے پر دایر کیا تھا) موجود تھا مجھے ابھام ہوا یسٹ لونک عن شانک قل اللہ شہد سہم فی خوضہم یلعبون یعنی تیری شان کے بارہ میں پوچھیں گے کہ تیری کیا شان اور کیا مرتبہ ہے۔ کہ وہ خدا ہے جس نے مجھ پر مرتبہ بخشا ہے۔ پہلا گواہ اپنی لہو

میں چورٹوے سو مینے یہ الہام اپنی اس جماعت کو جو گورداسپور میں میرے ہمراہ تھے جو چالیس آدمی سے کم نہیں ہو گئے سنا دیا جن میں مولوی محمد علی صاحب ایم اے خواجہ کمال الدین صاحب بی اے پی ٹی بھی تھے پھر بعد اسکے جب ہم کچہری یا گئے تو فریق ثانی کے کپیل نے مجھ سے یہی سوال کیا کہ کیا آپ کی شان اور آپ کا مرتبہ ایسا ہے جیسا کہ تریاق القلوب میں لکھا ہے میں جواب دیا کہ ہاں خدا کے فضل سے یہی مرتبہ ہے اسی نے یہ مرتبہ مجھ پر عطا کیا ہے تب وہ الہام جو خدا کی طرف صبح کے وقت ہوا تھا قریب عصر کے وقت پورا ہو گیا اور ہماری تمام جماعت کے زیادت ایمان کا موجب ہوا۔

۱۱۹ نشان۔ سن ۱۹۰۷ء میں ایسا اتفاق ہوا کہ میرے چچا زاد بھائیوں میں سے امام الدین نام ایک سخت مخالف تھا اس نے یہ ایک فتنہ برپا کیا کہ ہمارے گھر کے آگے ایک دیوار کھینچ دی اور ایسے موقعہ پر دیوار کھینچی کہ مسجد میں آنے جا نیکارہ سترک گیا اور جوہان میری نشست کی جگہ پر میرے پاس آئے تو یہ مسجد میں آئے تہودہ بھی آئیے رک گئے اور مجھ اور میری جماعت کو سخت تکلیف پہنچی گویا ہم محاصرہ میں آ گئے۔ ناچار دیوانی میں منشی خدا بخش صاحب طبع کٹ چھ کے محکمہ میں نالش کی گئی جب نالش ہو چکی تو بعد میں معلوم ہوا کہ یہ مقدمہ ناقابل فسخ ہے اور اس میں یہ مشکلات ہیں کہ جس میں پر دیوار کھینچی گئی ہے اُنکی نسبت کسی پہلے وقت کی نش کے روٹ ثابت ہوتا ہے کہ مدعا علیہ یعنی امام الدین قدیم سے اس کا قابض ہو کر اور یہ زمین دیوار کے شرکاء کی تھی جبکہ امام غلام جیلانی تھا اور اسکے قبضہ میں نہ نخل گئی تھی نہ کھجور امام الدین کو اس میں کا قابض خیال کر کے گورداسپور میں بستی دیوانی نالش کی تھی اور چونکہ یہ مخالفانہ قبضہ کے وہ نالش خارج ہو گئی تھی تب سے امام الدین کا اس پر قبضہ چلا آتا ہے اُس نے زمین پر امام الدین نے دیوار کھینچ دی ہے کہ یہ میری زمین ہے غرض نالش کے بعد ایک دیوانی مثل کے ملاحظہ سے یہاں عقدہ لا نخل ہمارے لئے پیش کیا تھا جس سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ ہمارا دعویٰ خارج کیا جائیگا کیونکہ جیسا کہ میں نے ذکر کیا ہے ایک دیوانی مثل سو ہی ثابت ہوتا تھا

کہ اس زمین پر قبضہ امام الدین کا ہے اس سخت مشکل کو دیکھ کر ہمارے وکیل خواجہ کمال الدین نے
 ہمیں یہ بھی صلاح دی تھی کہ بہتر ہوگا کہ اس مقدمہ میں صلح کی جائے یعنی امام الدین کو بطور خود
 کچھ روپیہ دیکر چلی کر لیا جائے لہذا میں نے مجبوراً اس تجویز کو پسند کر لیا تھا مگر وہ ایسا انسان
 نہیں تھا جو رضی ہوتا اسکو مجھ سے بلکہ دین اسلام سے ایک ذاتی بغض تھا اور اسکو بہت
 بات گئی تھی کہ مقدمہ چلانی کا ان پر قطعاً دروازہ بند ہے لہذا وہ اپنی شوخی میں اور بھی بڑھ کر
 آخر میں اس بات کو خدا تعالیٰ پر چھوڑ دیا مگر جہان تک ہم نے اور ہمارے وکیل نے سوچا کوئی
 بھی صورت کامیابی کی نہیں تھی کیونکہ پورانی شل سے امام الدین کا ہی قبضہ ثابت ہوتا تھا اور
 امام الدین کی یہاں تک بد نیت تھی کہ ہمارے گھر کے آگے جو صحن تھا جس میں اگر ہماری عمت
 کے بچے ٹھہرتے تھے وہاں ہر وقت مزاحمت کرتا اور گالیوں نکالتا تھا اور نہ صرف اسی قدر
 بلکہ اس نے یہ بھی ارادہ کیا تھا کہ ہمارا مقدمہ خارج ہونیکے بعد ایک لمبی عرصہ ہمارے گھر کے دروازوں
 کے آگے کھینچ دے تاہم قیدیوں کی طرح محاصرہ میں آجائیں اور گھر سے باہر نہ نکال سکیں اور
 نہ باہر جا سکیں یہ دن بڑی تشویش کے تھے یہاں تک کہ ہم ضاقت علیہم السلام اٹھ کر
 بِسْمِ اللّٰہِ حَبِیْبَتِ کا مصداق ہو گئے اور بیٹھے بیٹھے ایک مصیبت پیش آگئی اس لئے جناب
 آہی میں دعا کی گئی اور اس سے مدد مانگی گئی تب بعد دعا مندرجہ ذیل الہام ہوا اور یہ الہام
 علیحدہ علیحدہ وقت کے نہیں بلکہ ایک ہی دفعہ ایک ہی وقت میں ہوا۔ مجھے یاد ہے کہ اس وقت فقہ شیعہ
 صاحب لاہوری ہمارے سیدنا صاحب اور شیعین بارہ مول کشمیر سے تشریف لے رہے تھے
 اور وہ پھر کا وقت تھا کہ یہ سلسلہ الہام دیوار کے مقدمہ کی نسبت شروع ہوا۔ میں نے عجیب
 کو کہا کہ یہ دیوار کے مقدمہ کی نسبت الہام ہے۔ آپ جیسا عیا یہ الہام ہوتا جائے لکھ کر مجھے
 چنانچہ انہوں نے قلم و دوات اور کاغذ لے لیا پس لیا ہوا کہ ہر ایک دفعہ غنودگی کجا لٹا رہی
 ہو کر ایک ایک فقرہ وحی آہی کا جیسا کہ سنت امد ہے زبان پر نازل ہوتا تھا اور جب
 ایک فقرہ ختم ہو جاتا تھا اور لکھا جاتا تھا تو پھر غنودگی آتی تھی اور دوسرا فقرہ وحی آہی کا زبان

۱۔ عجیب بات ہے کہ اس الہام میں بشارت فضل کے لفظ شروع ہوتی ہے اور جہاں تک یہ وحی قلمبند کر لی گئی
 اسکا نام ہی فضل ہے۔

جاری ہونا تھا یہاں تک کہ کل وحی الہی نازل ہو کر یہ فضل شاہ صاحب نامہ ہونی کی قلم سے لکھی گئی اور اس میں تفہیم ہوئی کہ یہ اس دیوار کے متعلق ہے جو امام الدین نے لکھنچی ہے ہر شے کا مقدمہ عدالت میں دایہ ہے اور یہ تفہیم ہوئی کہ انجام کار اس مقدمہ میں فتح ہوگی چنانچہ میں نے اپنی ایک کثیر جماعت کو یہ وحی الہی سنادی اور اس کے معنی اور شان نزول سے اطلاع دیدی اور اخبار احکم میں چھپوایا اور سب کو کہہ دیا کہ اگر یہ مقدمہ اب خطرناک اور صورت نو میدی کی ہے مگر آخر خدا تعالیٰ کچھ ایسے اسباب پیدا کر دے گا جس میں ہماری فتح ہوگی کیونکہ وحی الہی کا خلاصہ مضمون یہی تھا اب ہم اس وحی الہی کو مع ترجمہ ذیل میں لکھتے ہیں اور وہ یہ ہے۔

الوحی - تدور ویزل القضا - ان فضل الله کانت و لیس لاحد ان یرد ما اتی - قل ای ربی انہ لحتی لا یتبدل ولا ینحی - و ینزل ما تعجبہ وحی من رب السموات العلی - ان ربی لا یضل ولا ینسی - ظفر مبین - وانما یوخرهم الی اجل مسی - انت معی وانا معک - قل الله ثم ذرہ فغث یتقط - انه معک وانه یعلم السیر وما اخفی - لا اله الا هو یم کل شیء - ان الله مع الذین اتقوا والذین هم یحسنون الخسائی - انا ارسلنا احمد الی قومہ فاعرضوا وقالوا کذاب اشس - وجعلوا یشہدہ من علیہ و یسیئون الیہ کما منہم - ان حتی قریب انه قریب مستقر

۴۔ شاید وحی الہی کے نزول کے وقت کی غنودگی ہی ایک غارق عادت امری جسم کے طبعی اسباب سے پیدا نہیں ہوتی بلکہ جہان تک ضرورتوں کا اپنا پیش ہو کر ایک ضرورت اور دنیا کی وقت بخش قدرت سے غنودگی پیدا ہونے والی چیز ہے۔ کچھ بھی ہمیں دخل نہیں ہوتا۔ پس اس سے آریہ سلاح والوں کے مذہب کا بطلان ثابت ہوتا ہے کیونکہ وہ انسانی زندگی اور تمام عوارض کا سلسلہ مادی اسباب تک ہی محدود رکھتے ہیں تو وہ نیستی سے ہستی ہو چکے تو انہیں اوزان کے نزدیک ہر ایک ظہور کیلئے مادی اسباب کا وجود ہونا ضروری ہے پس اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ وہ وحی الہی کے ہی منکر ہیں۔ منہ

زرجبہ) چکی پھر سے گی اور قضا و قدر نازل ہوگی یعنی مقدمہ کی صورت بدل جائیگی جیسا
 کہ چکی جب گردش کرتی ہے تو وہ حصہ چکی کا جو سامنے ہوتا ہے باعث گردش کے پردہ میں
 آجاتا ہے اور وہ حصہ جو پردہ میں ہوتا ہے وہ سامنے آجاتا ہے مطلب یہ کہ مقدمہ کی موجودہ
 حالت میں جو صورت مقدمہ عالم کی نظر کے سامنے ہے جو ہمارے لئے مرہدہ اور نقصان رسان ہے
 یہ صورت تبدیل نہیں رہیگی اور ایک دوسری صورت پیدا ہو جائیگی جو ہماری لئے مفید ہے
 اور جیسا کہ چکی کو گردش دینے سے جو منہ کے سامنے حصہ چکی کا ہوتا ہے وہ پیچھے کو چلا جاتا
 ہے اور جو پیچھے کا حصہ ہے وہ منہ کے سامنے آجاتا ہے اسی طرح جو مخفی اور پردہ باطن میں
 وہ منہ کے سامنے آجاتا ہے اور ظاہر ہو جائیگی اور جو ظاہر میں وہ ناقابل التفات اور
 مخفی ہو جائیگی اور پھر بعد اسکے فرمایا کہ یہ خدا کا فضل ہے جیسا وعدہ دیا گیا ہے یہ ضرور آئیگا
 اور یہی مجال نہیں جو اسکو رد کر کے یعنی آسمان پر یہ فیصلہ یافتہ امر ہے کہ یہ صورت موجودہ
 مقدمہ کی جس سے یاس اور نومیدی ٹپکتی ہے ایک دفعہ اٹھا دی جائیگی اور ایک اور صورت
 ظاہر ہو جائیگی جو ہماری کامیابی کے لئے مفید ہے جس کا ہنوز کسی کو علم نہیں ہے اور پھر فرمایا
 کہ کہ مجھے میرے خدا کی قسم ہے کہ یہی بات سچ ہے اس امر میں نہ کچھ فرق آئیگا اور نہ یہ امر
 پوشیدہ رہیگا اور ایک بات پیدا ہو جائیگی جو تجھے تعجب میں ڈالیگی۔ یہ اس خدا کی دعویٰ
 ہے جو بلند آسمانوں کا خدا ہے میرا رب اس صراط مستقیم کو نہیں چھوڑتا جو اپنے برگزیدہ بندوں
 سے عادت رکھتا ہے اور وہ اپنے ان بندوں کو بھرتا نہیں جو مدد کرنے کے لائق ہیں۔
 سو ہمیں اس مقدمہ میں کھلی کھلی فتح ہوگی مگر اس فیصلہ میں اس وقت تک تاخیر ہے جو خدا
 مقرر کر رہا ہے تو میرے ساتھ ہے اور میں تیرے ساتھ ہوں۔ تو کہ ہر ایک امر میرے خدا
 کے اختیار میں ہے پھر اس مخالف کو اسکی گمراہی اور تاز اور تکبر میں چھوڑ دے (یہ فقرہ وحی
 الہی کا ایک تسلی دہی کا فقرہ ہے کیونکہ جب ہماری نالشی کے بعد اکثر قانون دان سمجھ گڑھتے
 کہ یہ دعویٰ بے بنیاد ہے ضرور خارج ہو جائیگا اور امام الذین دعا علیہ کو ہر ایک پہلو سے

یہ خبریں مل گئی تھیں کہ قانون کے رو سے ہماری کامیابی کی سبیل بند ہے تو اس وجہ سے
اُسکا تجربہ بہت بڑھ گیا تھا اور وہ دعوے سے کہتا تھا کہ وہ مقدمہ عنقریب خارج ہو جائیگا
بلکہ یہی سمجھو کہ خلق ہو گیا اور شہریر لوگوں نے اسکا ساتھ دیا۔ چنانچہ یہ بات قریباً تمام
گمانوں میں مشہور ہو گئی تھی کہ اس مقدمہ کو ہمارے مخالفوں نے ایسا سمجھ لیا ہے کہ گویا
مقدمہ اُن کے حق میں فیصلہ ہو گیا ہے سو اس جگہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیوں اس قدر
ناز اور رعوت دکھلا رہے ہو ہر ایک امر خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ اور وہ ہر ایک
چیز پر قادر ہے جو چاہے کر سکتا ہے اور پھر مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ وہ قادر تیرے ساتھ
ہے اُسکو پوشیدہ باتوں کا علم ہے بلکہ جو نہایت پوشیدہ باتیں ہیں جو انسان کے فہم
سے بھی بڑھ رہی ہیں وہ بھی اُسکو معلوم ہیں، حاصل اس فقرہ وحی الہی کا یہ ہے کہ اس جگہ بھی ایک
پوشیدہ امر ہے کہ جواب تک نہ سمجھو معلوم ہے اور نہ تمہاری وکیل کو اور نہ اُس حاکم کو جسکی عدالت
میں یہ مقدمہ ہے اور پھر فرمایا کہ وہی خدا حقیقی معبود ہے اُسکی سوا کوئی معبود نہیں انسان
کو نہیں چاہئے کہ کسی دوسرے پر توکل کرے کہ گویا وہ اُسکا معبود ہے ایک خدا ہی ہے
جو یہ صفت اپنے اندر رکھتا ہے وہی ہے جسکو ہر ایک چیز کا علم ہے اور جو ہر ایک چیز کو
دیکھ رہا ہے اور وہ خدا اُن لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور
اُس سے ڈرتے ہیں اور جب کوئی نیکی کرتے ہیں تو نیکی کے تمام بار ایک لازم کو ادا کرتے
ہیں سطحی طور پر نیکی نہیں کرتے اور نہ ناقص طور پر بلکہ اُسکی عمیق و عریق شاخوں کو بجالاتے
دین اور کمال خوبی سے اُسکا انجام دیتے ہیں سو انہیں کی خدا مدد کرتا ہے کیونکہ وہ اُسکی
پستیدہ راہوں کے علوم ہوتے ہیں اور ان پر چلتے ہیں اور چلتے ہیں۔ اور پھر فرمایا
کہ ہم نے احمد کو یعنی اُس عابد کو اُسکی قوم کی طرف بھیجا پس قوم اُس سے گردان ہو گئی۔ اور
انہوں نے کہا کہ یہ تو کذاب ہے دنیا کے لالچ میں پڑا ہوا ہے یعنی ایسے ایسے یوں سودیہ
کمانا چاہتا ہے اور انہوں نے عدالتوں میں اُسپر گواہیاں دیں تا اُسکو گرفتار کرادیں اور وہ

ایک سند سیلاب کی طرح جو اوپر سے نیچے کی طرف آتا ہے اس پر اپنے حملوں کے ساتھ گری ہیں
 گروہ کہتا ہے کہ براہِ یار اچھے سے بہت قریب ہے تو ہے مگر مخالفین کی آنکھوں کے
 پوشیدہ ہی۔ یہ پیشگوئی ہے جو اس وقت کی گئی تھی جبکہ مخالف وعدہ یہ سے کہتے تھے
 کہ بالیقین مقدمہ خارج ہو جائیگا اور میری نسبت کہتے تھے کہ ہم ان کے گھر کے تمام دروازوں
 کے سامنے دیوار کھینچ کر وہ دکھ دینگے کہ گواہ قیامین پڑ جائیں گے اور جیسا کہ میں ابھی
 لکھ چکا ہوں خدا نے اس پیشگوئی میں خبر دی کہ میں ایسا مظاہر کروں گا جس سے جو مذہب
 ہے وہ غالب اور جو غالب ہے وہ مغلوب ہو جائیگا۔ اور یہ پیشگوئی اس قدر شایع کی گئی
 تھی کہ بعض ہماری بہمت کے لوگوں نے اسکو حفظ کر لیا تھا اور صد ہا آدمی اس سے اطلاع
 رکھتے تھے اور تعجب کرتے تھے کہ یہ کیونکر ہوگا۔ غرض کوئی اس سے انکار نہیں کر سکتا کہ یہ
 پیشگوئی قبل از وقت بلکہ کئی مہینے فیصلہ سے پہلے عام طور پر شایع ہو چکی تھی اور احکم
 اخبار میں درج ہو کر درودِ راز ملک کے لوگوں تک اسکی خبر پہنچ چکی تھی پھر فیصلہ کا دن
 آیا۔ اس دن ہمارے مخالف بہت خوش تھے کہ آج اخراج مقدمہ کا حکم سنایا جائیگا
 اور کہتے تھے کہ آج سے ہمارے نوزیر ایک قسم کی ایدہ کا موقع ہا تھا آج جائیگا وہی دن تھا
 جس میں پیشگوئی کیا اس بیان کے معنی کھلنے تھے کہ وہ ایک امر مخفی ہے جس سے مقدمہ
 پٹ کھائیگا اور آخر میں وہ ظاہر کیا جائیگا۔ سو ایسا اتفاق ہوا کہ اس دن ہمارے وسیل
 خواجہ کمال الدین کو خیال آیا کہ پرانی مثل کا انڈکس دیکھنا چاہئے یعنی ضمیمہ حسین دہری
 احکام کا خلاصہ۔ بتواتر جب وہ دیکھا گیا تو اس میں وہ بات نکلی جس کے نکلنے کی توقع نہ تھی
 یعنی حاکم کا تصدیق شدہ یہ حکم نکلا کہ اس میں پتہ بعض صرف امام الدین ہے بلکہ میرزا
 غلام مرتضیٰ یعنی میر سے والد صاحب بھی قابض ہیں۔ تب دیکھنے سے میر کو یوں سمجھ لیا
 کہ ہمارا مقدمہ فتح ہو گیا۔ حاکم کے پاس یہ بیان کیا گیا اس نے فی الفور وہ انڈکس طلب کیا
 اور چونکہ دیکھتے ہی اس پر حقیقت کھل گئی اس لئے اس نے بلا توقف امام الدین پر ڈگری

جوسلئے جوتا ہے وہ پوشیدہ ہو جاتا ہے۔ پس یہی حال اس مقدمہ کا ہوا یعنی جو وجوہات قبل اس ہر عالم کی نظر کے سامنے تھیں یعنی یہ کہ غلام جیلانی مدعی نے اپنی عرضی دعوے میں صرف امام الدین کو قابض ظاہر کیا ہے ائمہ کس پیدا ہونے سے ایک دفعہ یہ وجوہات ناپید ہو گئے اور چکی کی پوشیدہ طرف کی طرح نئے وجوہات نظر کے سامنے آ گئے اور جس پوشیدہ امر کیلئے اس پیشگوئی میں خدا تعالیٰ نے وعدہ کیا تھا کہ آخر کار میں ظاہر کر دوں گا وہ ظاہر ہو گیا۔ بات یہ ہے کہ غلام جیلانی کی تالش کا مقدمہ ایک پرانے زمانہ کا تھا جس پر قریباً چالیس برس کے گزر گئے تھے اور وہ مقدمہ میرے والد صاحب کے وقت کا تھا مجھ کو اس سے کچھ اطلاع نہ تھی اور چونکہ مدعی کے عرضی دعوے میں صرف امام الدین کا نام مدعیہ لکھا گیا تھا اور باقی کاغذات تلف ہو چکے تھے اور میں برس گزر گئے تھے جبکہ میرے والد صاحب اور نیز بعد ان کے میرے بڑے بھائی بھی فوت ہو چکے تھے اس لئے ان پوشیدہ باتوں کی مجھ کو کچھ خبر نہ تھی۔

اب سوچنا چاہئے کہ یہ کس قدر عظیم الشان پیشگوئی ہے جو نصرت الہی سے خمیر کی گئی ہے اب جو شخص ایسی پیشگوئیوں کی بھی تکذیب کرے گا تو ہمیں اس کا اسلام کی کچھ خیانت نہیں آتی افسوس کہ یہ لوگ خدا تعالیٰ کی نصرت کی بھی قدر نہیں کرتے ایک وہ زمانہ تھا کہ پادری لوگ محض اپنے تعصب سے یہ کہ اس کرتے تھے کہ قرآن شریف میں کوئی پیشگوئی نہیں اور علماء اسلام جواب دیتے تھے مگر سچ بات تو یہ ہے کہ پیشگوئیوں اور خوارق کے منکر کا جواب دینا اسی شخص کا کام ہے جو پیشگوئی دکھلا بھی سکے ورنہ محض باتوں سے یہ تنازع فیصلہ پاتا نہیں پس جبکہ پادریوں کی تکذیب انتہا تک پہنچ گئی تو خدا نے حجت محمدیہ پوری کر نیکی لئے مجھے بھیجا۔ اب کہان میں پادری تا میرے مقابل پر آوین۔ میں بے وقت نہیں آیا۔ میں اُقت آیا کہ جب غلام عیسائیوں کے پیروں کے نیچے کھلا گیا۔ اسے آنکھوں کے اندھو تمہیں سچائی کا مخالف بننا کس نے کھلایا! دین تباہ ہو گیا اور بیرونی حملوں اور اندرونی بدعات نے تمام

اعتقاد دین کے زخمی کر دئے اور صدی میں سے بھی تیسویں برس گزر گئے اور کئی لاکھ
 مسلمان مرتد ہو کر خدا اور رسول کے دشمن ہو گئے مگر تم کہتے ہو کہ اس وقت کوئی خدا کی طرف سے تو نہیں مگر حال آیا
 بھلا اب کوئی پادری تو مسیحا کے سامنے لاؤ جو یہ کہتا ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی مشکوٰۃ
 نہیں کی یا دیکھو کہ وہ زمانہ مجھ سے پہلے ہی گزر گیا اب وہ زمانہ آگیا جس میں خدا یہ ظاہر کرنا
 چاہتا ہے کہ وہ رسول محمد عربیؐ اس کو گالیوں دی گئیں جس کا نام کی معجزتی کی
 گئی جسکی تکذیب قہرست پادریوں نے کئی لاکھ کتابیں اس زمانہ میں لکھ کر شائع کر دیں
وہی چپا اور سچوں کا سردار ہے۔ اس کے قبول میں حد سے زیادہ انکار کیا
 گیا۔ مگر آخر اسی رسول کو تاج عزت پہنایا گیا اس کے غلاموں اور غلاموں میں سے ایک میں
 ہون جس سے خدا مکالمہ مخاطب کرتا ہے اور جس پر خدا کے غیبیوں اور نشانوں کا دروازہ
 کھولا گیا ہے۔ اے نادانوں! تم کفر کہو یا کچھ کہو تمہاری تکفیر کی اس شخص کو کیا پروا ہے
 جو خدا کے حکم کے موافق دین کی خدمت میں مشغول ہے اور اپنے پر خدا کی عنایات کو
 بارش کی طرح دیکھتا ہے وہ خدا جو ہم کے بیٹے کے دل پر اتنا تھا دہی میرے دل پر بھی
 اور اسے گرا بنی تجلی میں اس سے زیادہ۔ وہ بھی بشر تھا اور میں بھی بشر ہوں اور جس
 میں وہ وسیع دروازہ پر پڑتی ہے اور وہ اس میں کہہ سکتی کہ میں سورج ہوں۔ اس لئے ہم دونوں
 اپنے تجلیات سے ایسا نفس کی کوئی اتنی عزت نہیں نکال سکتے۔ کیونکہ وہ حقیقی آفتاب کہہ سکتا
 ہے اور ہم نہ سکتے۔ مگر یہ پھر دیکھو کہ تجھ میں کوئی عزت ہے۔ اسی طرح عیسائی نے ایک وقت
 میں یہ کہہ کہ میں خدا کا بیٹا ہوں اور فخر سے کہتا ہوں میں شیطان کے پیچھے پیچھے ہٹتا ہوں
 اگر میں جنتی اور خوشی میں تو یہ ابتلا اس کو پیش نہ آتا۔ کیا شیطان خدا کی بھی آزمائش
 کرتا ہے۔ پس چونکہ عیسائی انسان تھا اس لئے انسانی آزمائشیں اس کو پیش آئیں۔
 اس کی دعاؤں میں بھی کوئی اقتدار نہ تھا صرف انسان کی طرح جناب الہی میں عجز و نیاز تھا
 اور اسے کہنے والی عاجز اس قدر وہ رو بہ آج کے کہتے ہو وہ بھڑکے ہوئے ہیں۔ مگر یہاں وہ اس کے

اس کے متعلق ایک ایسی شہرت ہے جو ہے۔ ہر زمانہ و ہر قوم کے لئے

عیسائی کہتے ہیں کہ پھر بھی وہ دعا قبول نہ ہوئی لیکن ہم کہتے ہیں کہ وہ قبول ہو گئی اور خدا نے اسکو صلیب سے بچا لیا اور صرف یونس کی طرح قبر میں داخل ہوا اور یونس کی طرح زندہ ہی داخل ہوا اور زندہ ہی نکلا اسکا رونا اور اذکی روح کا گداز ہونا موت کے قایم مقام تھا اسی دعائیں قبول ہوتی ہیں جیسی مریم کے بیٹے نے باغ میں کی ۱۱

۲۰ ایشان۔ انجمن حمایت اسلام لاہور کے متعلق ذیل خبر ایشان ایشان لاہور تھا جو کہ اس نشان کے اول گواہ مفتی محمد صادق صاحب ڈیڑا بارہ رہیں اسلام آباد میں کے ہاتھ کا خط بطور شہادت ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

حضرت اقدس مرشدنا و مہدینا مسیح موعود و مہدی نبی ہمدرد و سلام علیکم رحمۃ اللہ علیہ جناب عالی مجھے جو کچھ معلوم ہے خاتمین عرض کرتا ہوں وہ یہ کہ حبیب کتب خانہ عیسائیوں کی طرف سے اپریل ۱۹۸۵ء میں شیخ مولیٰ تہی ذوالنہج جیل میں لاہور میں ممبران نے گورنمنٹ میں اس مضمون کا میموریل بھیجا تھا کہ اس کتاب کی اشاعت سے پہلے اور اس کے مصنف سے جس نے ایسی گندی کتاب لکھی ہے باز پرس ہو۔ اس ایام میں علامہ لاہور میں دفتر اکوٹھنٹ جنرل میں ملازم تھا اور دو چار روز کے واسطے کسی شخصیت کی تقریب پر قادیان آیا ہوا تھا جبکہ حضور کی خدمت میں ان کے میموریل کا ذکر کیا گیا تو مجھے خوب یاد ہے کہ حضور بہت سو آدمیوں کے ساتھ جن میں حضرت مولوی محمد علی صاحبک بھی تھے بھی سب باغ کی طرف سیر کو جا رہے تھے۔ تب حضور نے فرمایا کہ یہ بات انجمن نے ٹھیک نہیں کی۔ ہم اس میموریل کے سخت مخالف ہیں۔ چنانچہ حضور نے اس مخالفت کو اپنی ایک تحریر میں جو بصورت میموریل بخود گورنمنٹ بھیجی تھی صاف طور پر ہمیں ۱۹۸۵ء کو شائع ہی

۱۱۔ پھر معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ نے انیسویں دور میں ایک نسبت کوئی خوب رکھی ہوگی اسلئے ان کے میں یہ خوف نہ ہو کہ اگر میں رسول دعا گیا تو شہر پر پڑی لعنتی ہوگی تب میری پرکھا بیٹے میں سیو جی انہوں نے جان لو کہ وہ عاک اور وہ دعا قبول ہو گئی اور خدا نے اس قدر اس طرح بد

۱۱۔ پھر معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ نے انیسویں دور میں ایک نسبت کوئی خوب رکھی ہوگی اسلئے ان کے میں یہ خوف نہ ہو کہ اگر میں رسول دعا گیا تو شہر پر پڑی لعنتی ہوگی تب میری پرکھا بیٹے میں سیو جی انہوں نے جان لو کہ وہ عاک اور وہ دعا قبول ہو گئی اور خدا نے اس قدر اس طرح بد

کر دیا تھا جس پر انجمن الون نے بہت شور مچایا اور اخبار دن میں حضور کے برخلاف مضمون شایع کئے انہیں دنوں میں جب حضور باہر سیر کرنے کو گئے تو حضور نے فرمایا تھا کہ ہمیں انجمن حمایت اسلام لاہور کی اس کارروائی کے متعلق الہام پہا ہے کہ مستند کمرون ما اقول لکھو وافوض امری الی اللہ۔ اور اسکے ترجمہ اور تفہیم میں حضور نے فرمایا کہ عنقریب انجمن والے میری بات کو یاد کریں گے کہ اس طریق کے اختیار کرنے میں ناکامی ہو اور جس امر کو ہم نے اختیار کیا ہے یعنی مخالفین کے اعتراضات کو رد کرنا اور انکا جواب دینا اس امر کو خدا تعالیٰ کو سونپتا ہوں یعنی خدا میرے کام کا محافظ ہو گا مگر وہ امداد جو انجمن الون نے کیا ہے کہ اقہات المؤمنین کے مؤلف کو سزا دلا میں اس میں ان کو کامیابی بر گزرتی ہوگی اور بعد میں انکو یاد آئیگا کہ جو پیش از وقت بتلایا گیا تھا وہ واقعی اور درست تھا اس الہام کے سننے کے ایک دو دن کے بعد جب میں واپس لاہور گیا تو حسب معمول مسجد گٹھی بازار لاہور میں ایک جلسہ کیا گیا۔ اور اس جلسہ میں یہ عاجز اپنے قادیان کے سفر کی رپورٹ سناتا تھا چنانچہ حضور کا یہ الہام اور اسکی تشریح ایک گروہ کثیر کو وہاں سنائی گئی اور منور میں سنا ہی چکا تھا کہ ایک شخص نے خبر دی کہ انجمن کو فٹنٹ گورنر کی طرف سے جواب لکھا گیا ہے اور انکا ممبر علی غنطو ہوا ہے اور مؤلف رسالہ مہات المؤمنین کٹانی کے مؤلفہ کے شہچہ نہیں آسکتا۔ تب اس خبر کا سنا تمام حاضرین جلسہ کے واسطے از ویادایان کا موجب ہوا اور سب نے خدا تعالیٰ کے عجیب کاموں پر اسکی حمد کی۔ (راقم) حضور کی جوتیوں کا غلام محمد صادق

۲۱۔ المشان۔ جن دنوں میں ۴۔ اپریل ۱۹۰۵ء کا زلزلہ واقع ہوا تھا اسوقت چونکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھ کو خبر ملی تھی کہ اسی زلزلہ پر حضرت ہین اور بھی زلزلے آئیں گے۔ اسلئے میں مصلحتاً بلغ میں موعیال اطفال اور اکثر انبی جہالت کے لوگوں کے چلا گیا تھا اور وہاں ایک بڑے میدان میں دو خیمے لگا کر ہم بسر کرتے تھے انہیں دنوں میں میرے گھر کے لوگ سخت بیمار ہو گئے تھے کسی وقت تب مفارقت نہیں کرتا تھا اور کھانسی ساتھ

تھی۔ میرے مخلص دست مولوی حکیم نور الدین صاحب علاج کرتے تھے مگر فائدہ محسوس نہ ہوتا تھا یہاں تک نوبت پہنچی کہ نشست برخواست سوامی ہو گئی چار پائی پر بٹھا کر خیمہ میں شام کے وقت عورتیں لیجاتی تھیں اور صبح چار پائی پر باغ میں لے آتی تھیں اور دن بدن کم لاغر ہوتا جاتا تھا آخر میں توجہ سے دعا کی تب الہام ہوا ان معی رقی سیہل دین یعنی میرا رب میرے ساتھ ہے عنقریب وہ مجھ کو بتلا دے گا کہ مرض کیا ہے اور علاج کیا ہے اس الہام سے چند منٹ بعد ہی میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہ بیماری بیاعت حرارت جگر ہے اور دل میں ڈالا گیا کہ کتاب شفاء الاستقام کا نسخہ اسکے لئے مفید ہو گا سو وہ نسخہ بنایا گیا اور وہ قرص تھے جب تین یا چار قرص کھائی گئے تو ایک دن صبح کے وقت میں خواب میں دیکھا کہ عبدالرحمن نام ایک شخص چارٹ مکان میں آیا ہے اور وہ کھڑا ہو کر کہتا ہے کہ بخار ٹوٹ گیا۔ اور عجیب قدرت اس سے کہ ایک طرف یہ خواب رکھی گئی اور دوسری طرف حبیب مینو بنفوس دیکھی تو بخار کا بخار نہ تھا پھر یہ الہام ہوا۔ تو در منزل ماچو بار بار آئی۔ خدا ابر رحمت بار دیدار۔ پیشگوئی کی بھی ایک جماعت گواہ ہے جس کا جی چاہے دریافت کر لے۔

۴۴ انشان۔ عرصہ میں برس کے قریب گزرا ہے کہ ایک دتہ بھٹنور۔ ایک بلند چو ترہ ہے جو نڈکان کے شاہ ہے اور شاہ اس پر محبت رکھتا ہے۔ اس کا خوب صورت لڑکا بیٹھا ہے جو فریاسات برس کی عمر کا تھا۔ بھرے دل میں کہہ رہا تھا کہ اس نے مجھ کو گایا یا میں خود گایا یا نہیں۔ لیکن جب میں اس کے چو ترہ کے پاس گیا تو اس نے ایک ان چو نہایت لطیف تھا اور جھک رہا تھا اور بہت ڈر تھا کہ اس کا ہاتھ اس کے سقدار پر تھا اپنے ہاتھ میں پکڑ کر مجھے دیا اور کہا کہ یہ مان لو یہ تمہارے شوہر ہیں اور یہ تمہاری درویشیوں کے لئے ہے سو اس برس کے بعد اس خواب کا ظہور ہو گیا۔ اگر وہی سقدار سے قانون میں اگر رہے تو اس سے معلوم ہو گا کہ وہی رونی جو فرشتے نے ہی تجھے دو دیا ہے۔

غیب سے ملتی ہے کئی عیالدار دو وقت یہاں سے روٹی کھاتے ہیں کئی نابینا اور اچانچ اور سکین دو وقت اس لنگر خانہ سے روٹی لے جاتے ہیں اور ہر ایک طرف سے یہاں آتے ہیں۔ اور اوسط تعداد روٹی کہا نیوالوں کی ہر روز دو سو اور کبھی تین سو اور کبھی زیادہ ہوتی ہے جو دو وقت اس لنگر سے روٹی کھاتے ہیں اور دوسرے مصارف مہانداری کے الگ ہیں اور اوسط خرچ بہت کفایت شعاری سے پندرہ سو روپیہ یا سواری ہوتا ہے مگر اور کئی متفرق خرچ ہیں جو اسکے علاوہ ہیں۔ اور یہ خدا کا سچا عین برس سے میں دیکھ رہا ہوں۔ کہ غیب سے ہیں وہ روٹی ملتی ہے اور نہیں معلوم ہوتا کہ کل کہاں سے آئیگی لیکن آجانی ہے حضرت عیسیٰ کے حواریوں کی تو یہ دعا تھی کہ اے خدا ہمیں روز کی روٹی دے لیکن خدا کریم ہمیں بغیر دعا کے ہر روز کی روٹی دے رہا ہے اور جیسا کہ فرشتہ نے کہا تھا کہ یہ روٹی تمہارے لئے اور تمہارے ساتھ کے درویشوں کے لئے ہے اسی طرح خدا کے کریم مجھے اور میرے ساتھ کے درویشوں کو ہر روز اپنی طرف سے یہ دعوت بھیجتا ہے پس ہر روز نئی روٹی انکی ہمارے لئے ایک نیا نشان ہے۔

۱۲۳۰ نشان۔ ایک دفعہ ایک منہد و صاحب قادیان میں میرے پاس آئے جن کا نام یاد نہیں رہا اور کہا کہ میں ایک مذہبی جلسہ کرا چاہتا ہوں آپ بھی اپنے مذہب کے خوموں کے متعلق کچھ مضمون لکھیں تا اس جلسہ میں پڑھا جائے یعنی عذر کیا پر اس نے بہت اصرار کیا کہ آپ ضرور لکھیں چونکہ میں جانتا ہوں کہ میں اپنی ذاتی طاقت سے کچھ بھی نہیں کر سکتا بلکہ مجھ میں کوئی طاقت نہیں۔ میں بغیر خدا کے بلائے بول نہیں سکتا اور بغیر اس کے دکھانے کے کچھ دیکھ نہیں سکتا اسلئے میں نے جناب الہی میں دعا کی کہ وہ مجھے ایسے مضمون کا انشاء کرے جو اس مجمع کی تمام تقریروں پر غالب رہے میں نے دعا کے بعد دیکھا کہ ایک قوت میرے اندر پھونک دی گئی ہے میں نے اس آسانی قوت کی ایک حرکت اپنی اندر محسوس کی اور میرے دوست جو اس وقت حاضر تھے جانتے ہیں کہ میں نے اس مضمون کا کوئی سو وہ نہیں لکھا جو کچھ

لکھا صرف قلم برداشتہ لکھا تھا اور ایسی تیزی اور جلدی سے میں لکھتا جاتا تھا کہ نقل کر مویلیکے
 لئے شکل ہو گیا کہ اس قدر جلدی سے اسکی نقل لکھے۔ جب میں مضمون ختم کر چکا تو خدا تعالیٰ
 کی طرف سے یہ الہام ہوا کہ **مضمون بالارٹ** خلاصہ کلام یہ کہ جب وہ مضمون
 اس مجمع میں پڑھا گیا تو اسکے پڑھنے کے وقت سامعین کے لئے ایک عالم وجود تھا۔ اور
 ہر ایک طرف سے تحسین کی آواز تھی یہاں تک کہ ایک بندہ صاحب جو سد نشین اس
 مجمع کے تھے ان کے منہ سے بھی بے اختیار نکل گیا کہ یہ مضمون تمام مضامین سے بالارٹ اور
 سول اینڈ ملٹری گزٹ جولاہور سے انگریزی میں ایک اخبار نکلتا ہے اس نے بھی شہادت
 کے طور پر شائع کیا کہ یہ مضمون بالارٹ۔ اور شاید میں کے قریب ایسے اردو اخبار ہی ہوں گے
 جنہوں نے یہی شہادت دی اور اس مجمع میں بجز بعض متعصب لوگوں کے تمام زبانوں پر
 یہی تھا کہ یہی مضمون فحش و ہوا اور آج تک صد ہا آدمی ایسے موجود ہیں جو یہی گواہی دے
 رہے ہیں۔ غرض ہر ایک فرقہ کی شہادت اور نیز انگریزی اخباروں کی شہادت سے میری
 پیشگوئی پوری ہو گئی کہ مضمون بالارٹ۔ یہ مقابلہ اس مقابلہ کی مانند تھا جو موسیٰ بنی کریم
 کے ساتھ کرنا پڑا تھا کیونکہ اس مجمع میں مختلف خیالات کے آدمیوں نے اپنے اپنے مذہب کے
 متعلق تقریریں سنائی تھیں جنہیں سے بعض عیسائی تھے اور بعض سناٹن و عہد کے ہندو
 اور بعض آریہ سماج کے ہندو اور بعض برہما اور بعض سکھ اور بعض سارے مخالف مسلمان تھے
 اور سب نے اپنی اپنی لائحہ یوں کے خیالی سانپ بنائے تھے۔ لیکن جبکہ خدا نے میرے ہاتھ
 اسدی رہنمائی کا وعدہ ایک ایک اور پیغام نفیر کے یہاں میں ان کے مقابل پر چھوڑا
 تو وہ اثر و باہنکرب کو نکل گیا۔ اور آج تک قوم میں میری اس تقریر کا تعریف کے
 ساتھ چرچا ہے جو میرے منہ سے نکل تھی فالکھمد اللہ علی ذلک۔

۳۳۱ **ایشان**۔ براہین احمدیہ کے زمانہ میں جبکہ لوگوں کا میری طرف کچھ رجوع
 نہ تھا اور نہ دنیا میں شہرت تھی۔ یہی سبقت قرآن پیش آئی اس کے لئے میں نے دعا کی تب

منہ مصون جو کہ پنج سو تالیفات ہو چکی ہیں اس سے ملحق ہیں جس کے لئے مقررہ وقت کافی نہ تھا لہذا تمام حاضرین

یہ الہام ہوا دس دن کے بعد میں صبح دکھاتا ہوں الا ان نصر اللہ
 قریب کافی شائل مقیاس دن دن یو گو گو تو امرت سر یعنی دن کے
 بعد روپیہ ضرور آئے گا پہلے اس سے کچھ نہیں آئے گا خدا کی مدد نزدیک ہے اور جیسے
 جب جتنے کے لئے اوٹنی دم اٹھاتی ہے تب اس کا بچہ جتنا نزدیک ہوتا ہے ایسا ہی مدد
 الہی بھی قریب ہے اور پھر انگریزی فقرہ میں یہ فرمایا کہ دس دن کے بعد جب روپیہ آئیگا تب تم
 امرت سر میں بھی جاؤ گے۔ یہ پیشگوئی سینے تین ہندوؤں یعنی شریست۔ ملا مالچ بشنداس
 کو جو آریہ میں سنادی اور انکو کہدیا کہ یاد رکھو کہ یہ روپیہ ڈاک کے ذریعہ سے آئیگا اور دن
 دن تک ڈاک کے ذریعہ سے کچھ بھی نہیں آئیگا۔ اور علاوہ ان ہندوؤں کے اور بہت
 سے مسلمانوں کو یہ پیشگوئی قبل از وقت سنادی اور خوب مشہور کر دی کیونکہ اس پیشگوئی
 میں دو پہلو بہت عجیب تھے۔ ایک یہ کہ قطعی طور پر حکم دیا گیا تھا کہ دن دن تک کچھ نہیں
 آئیگا اور گیارہویں دن بلا توقف اور بلا فاصلہ روپیہ آئیگا۔ دوسرا پہلو یہ عجیب تھا کہ روپیہ آنے
 کے ساتھ ہی کچھ ایسا اتفاق پیش آجائیگا کہ نہیں امرت سر جانا پڑیگا۔ پس یہ عجیب نمونہ قدرت
 الہی ظاہر ہوا کہ الہام کے دن سے دن تک ایک پہلو بھی نہ آیا اور نہ کورہ بالا آریاں ہونے
 ڈاک خانہ میں جا کر تفتیش کرتے رہے اور ان دنوں میں ڈاک خانہ کا سبب پوسٹ ماسٹر بھی
 ہندو تھا۔ جب گیارہویں دن چڑھا تو ان آریوں کے لئے ایک عجیب تماشے کا دن تھا
 اور وہ بہت خوشی سے اس بات کے امیدوار تھے کہ یہ پیشگوئی جھوٹی نکلی تب بعض ان میں
 ڈاک خانہ میں گئے اور غلگین صورت بنا کر واپس آئے اور بیان کیا کہ آج محمد اسحاق خان نام ایک
 شیئر منٹ بند و بست راولپنڈی نے ایک سو دس روپیہ بھیجے ہیں اور ایسا ہی ایک
 شخص نے سو روپیہ بھیجے غرض اس دن ایک سو تیس روپیہ آئے جن سے وہ کام پورا ہو گیا
 جس کے لئے ضرورت تھی اور اسی دن جبکہ یہ روپیہ آیا عدالت خفیہ امرت سر سے ایک شہادت
 کے ادا کرنے کیلئے میرے نام سمن آگیا اور جیسا کہ میں نے بیان کیا اس پیشگوئی کے پورے ہونے کی

ایک جماعت گواہ ہے اور اسکی اس طرح پر ہی تصدیق ہو سکتی ہے کہ قادیان کے ڈاکخانہ کا جسٹر دیکھا جائے تو جس دن یہ ایک سو تیس روپے آئے ہیں اس دن سے دس دن پہلے کی تاریخوں میں جسٹر میں ایک پیسے کا مٹی آرڈر بھی میرے نام نہیں پاؤ گے اور پھر اگر اسی تاریخ عدالت خفیہ امرتسر کے دفتر میں تلاش کرو گے تو اس میں ایک شخص پادری جی علی نام کے مقدمہ میں میرا اظہار شامل مثل پاؤ گے اور یہ سب اے کا نشان ہے۔ اسی پتہ سے ڈاکخانہ کا جسٹر ملاحظہ ہو سکتا ہے اور اسی پتہ سے عدالت خفیہ امرتسر میں میرے اظہار کا پتہ لگا سکتا ہے اور اگر منہر گواہ انکار کریں تو حلف دینے سے وہ سچ بیان کر سکتے ہیں اور جبکہ یہ پیشگوئی براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۶۹ و صفحہ ۲۷۰ میں درج ہے اور ان آریوں کا حوالہ دیا گیا ہے تو عقل مند سوچ سکتا ہے کہ اگر وہ لوگ اس پیشگوئی کے گواہ روہیت نہیں تھے تو باوجود سخت مخالف ہونے کے اس مدت تک ان کا خاموش رہنا عقل رنجور نہیں کر سکتی وہ اس زمانہ سے کہ جب سن عیسوی ۱۸۵۸ء تھا اس زمانہ تک کہ اب ۱۹۵۸ء ہی باوجود علم اس بات کے کہ بار بار کتابوں اور اشتہاروں میں ان کے نام بطور گواہوں کے ہم لکھ کر ہیں کیوں خاموش ہے ان کا حق تھا کہ ان تمام شہادتوں کی تکذیب کرتے جو براہین احمدیہ میں انکی نسبت درج ہیں۔ یاد رہے کہ تین ہندوؤں کی شہادتیں براہین احمدیہ میں پیشگوئیوں کے بارہ میں درج ہیں سب سے اول لالہ شریست کھتری دوسرا لالہ ملاو مل کھتری تیسرا شندہ برہمن ہے اور براہین احمدیہ کی ہر ایک عبارت میں آریوں سے مراد وہی لوگ ہیں بعض جگہ اور بھی ہیں اور اس پیشگوئی میں ایک انگریزی فقرہ ہے وہ بھی میرے لئے بطور نشان کے ہے کیونکہ میں انگریزی بالکل نہیں جانتا۔ پس اس پیشگوئی کو خدا تعالیٰ نے اردو اور عربی اور انگریزی میں بیان کر کے ہر ایک طرح سے اس کو منشا کو کھول دیا ہے اور یہ ایک بڑا نشان ہے مگر ان کیلئے جن کی آنکھوں پر تعصب کی پٹی نہیں۔

۲۵۱ نشان۔ واضح ہو کہ بخلم عیت ناک اور عظیم نشان نشانوں کی پختہ بیکھرام

کی موت کا نشان ہے جسکی بنیادی پیشگوئی کا سرشمہ میری کتابین برکات الہیہ اور
 کرامات الصادقین و آئینہ کمالات اسلام میں جنہیں قبل از وقوع خبر دی گئی تھی کہ لیکھرام
 قتل کے ذریعہ سے چھ سال کے اندر اس دنیا سے کوچ کر جائیگا اور اس کے قتل کے جانے
 کا دن عید سے دوسرا دن ہوگا یعنی شنبہ کا دن اور یہ اسلئے مقرر کیا گیا کہ تاحید کا دن
 اس بت پر ملائت کرے کہ جس دن مسلمانوں کے گھر میں غم نہ ہوگی اس سو سو سو دن
 آریوں کے گھر میں ماتم ہوگی اور یہ پیشگوئی نہ صرف میری کتابوں میں درج ہے بلکہ لیکھرام
 خود اپنی کتاب میں نقل کر کے اپنی قوم میں اس پیشگوئی کی قبل از وقوع شہرت دیدی تھی اور اس
 پیشگوئی کے مقابل پر اسنے اپنی کتاب میں میری نسبت یہ لکھا کہ میرے پر پیش نے مجھے یہ
 الہام کیا ہے کہ شیخ نصر الدین چ خاکسا آئین سال کے اندر مہینہ سو مرتبہ لکھنا کہ کذاب ہے
 لیکھرام کا یہ الہام ۳ سالہ ایسا ہی تھا جیسا کہ اب میری موت کی نسبت عبدالحکیم خان نے
 ۳ سالہ الہام شائع کیا ہے غرض میری یہ پیشگوئی لیکھرام کے مقابل تھی اور بطور مبارک کے
 تھی اور لیکھرام کی اب تک وہ کتابیں موجود ہیں اور آریوں میں بہت شہرت یافتہ ہیں جنہیں
 لیکھرام نے اپنے پر پیش کی طرف منسوب کر کے وہ پیشگوئی لکھی ہے ایسا ہی میری پیشگوئی ہے
 جس میں لیکھرام کی موت کی نسبت چھ سال قرار دئے گئے تھے کئی لاکھ انسانوں میں شہرت
 پا چکی تھی چنانچہ سالہ کرامات الصادقین مطبوعہ صفر ۱۳۱۳ ہجری میں یہ پیشگوئی درج کی گئی
 اور وہ عربی کتاب ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ لیکھرام کی نسبت خدا نے میری دعا قبول کر کے مجھے
 خبر دی ہے کہ وہ چھ سال کے اندر ہلاک ہوگا اور اس کا جرم یہ ہے کہ وہ خدا سے کوئی صلی اسد
 علیہ وسلم کو گالیان دیتا تھا اور برے لفظوں کے ساتھ توہین کرتا تھا۔ یہ کتاب لیکھرام کے
 مرنے سے پانچ برس پہلے پنجاب اور ہندوستان میں خوب شائع ہو گئی تھی اور پھر شہر
 ۲۲ فروری ۱۳۱۳ء میں جو میری کتاب آئینہ کمالات اسلام کے ساتھ شامل ہے لیکھرام
 کی موت سے کئی سال پہلے صاف طور پر مینے یہ پیشگوئی کی تھی کہ لیکھرام کو سالہ سامری کی طرح

لیکھرام شنبہ کے دن قتل کیا گیا تھا اور جمعہ کے روز عید اظہار تھی۔ جو جمعہ خود اس سال میں عید کا دن ہے گویا یہ اس بات کی معرفت اشارہ تھا کہ لیکھرام کے قتل سے پہلے دن مسلمانوں کی دو عیدیں ہوں گی اور ان دو عیدوں کے
 دن لیکھرام تکذیب پر آمین احمدیہ صفحہ ۶-۱۱ اور کلیات آریہ صفر ۱۳۱۳-۱۱ اور کلیات آریہ صفر ۱۳۱۳-۱۱

دوسرے دن آریوں کے گھر میں دو ماتم ہونگے ایک یہ کہ لکھرام ہلا گیا دوسرے یہ کہ ہماری پیشگوئی پوری ہو کر لکھرام کا اطل ہونا ثابت ہوا۔ منہ

ٹکڑے ٹکڑے کیا جائے گا اور اس میں یہ اشارہ تھا کہ جیسا کہ گوسالہ سامری شنبہ کے دن
ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا تھا یہی لیکہرام کا حال ہوگا اور یہ اس کے قتل کی طرف اشارہ تھا چنانچہ
لیکہرام شنبہ کے دن قتل کیا گیا اور ان دنوں میں شنبہ سے پہلے جمعہ کے دن سہا فون کی عید ہوئی تھی
ایسا ہی گوسالہ سامری بھی شنبہ کے دن ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا تھا اور وہ یہود کی عید کا
دن تھا اور گوسالہ سامری ٹکڑے ٹکڑے کر نیچے بعد جلا یا گیا تھا ایسا ہی لیکہرام بھی ٹکڑے
ٹکڑے کر نیچے بعد جلا یا گیا کیونکہ اول قاتل نے اسکی انٹرویو کو ٹکڑے ٹکڑے کیا۔
اور پھر ڈاکٹر نے اس کے زخم کو زیادہ کھولا اور بالآخر جلا یا گیا اور پھر گوسالہ سامری کی طرح
اسکی ہڈیاں وریا میں ڈالی گئیں اور خدا تعالیٰ نے گوسالہ سامری سے اس لئے اس کو
تشبیہ دی کہ وہ گوسالہ محض بے جان تھا اور اس زمانہ کے ان کہلو نے کی طرح جان کی کل
دبانے سے آواز نکلتی ہے اسی طرح اس گوسالہ میں سے ایک آواز نکلتی تھی پس خدا تعالیٰ
فرماتا ہے کہ دراصل لیکہرام بے جان تھا اور اس میں روحانی زندگی نہیں آئی تھی اور اسکی
آواز محض گوسالہ سامری کی طرح تھی اور سچا علم اور سچا گیان اور خدا تعالیٰ سے سچا تعلق
اور سچی محبت اسکو نصیب نہیں تھی یہ آریوں کا قصور تھا کہ اس بے جان کو جسمین و نہایت
کی جان نہ تھی اور محض مردہ تھا اس مقام پر کھڑا کر دیا جس پر کوئی زندہ کھڑا ہونا چاہے
تھا اس لئے اس کا گوسالہ سامری کی طرح انجام ہوا۔

اس پیشگوئی کے وقت بعض اخبار والوں نے یہی میرے پر حملے کیے چنانچہ
پرچہ تیسری ٹیڑھ مطبوعہ ۲۵۔ مارچ ۱۹۳۲ء میں اخبار مذکور کے ادبیر نے یہی ایک حملہ کیا اور وہ
یہ تھا کہ اگر لیکہرام کو تھوڑی سی درد سہا تپ آیا تو کہہ دیا جائیگا کہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔
میں نے اس کے جواب میں برکات الدعائین لکھا کہ اگر ایسی کوئی معمولی بات ہوئی تو میں سزا کے
لاقی ٹھہروں گا لیکن اگر پیشگوئی کا ظہور اس طور سے ہوا کہ جسمین قہرائی کا نشان صاف
صاف طور پر دکھائی دے تو پھر سمجھو کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ جواب برکات الدعائین

کے پہلے صفحہ میں ہی شائع کیا گیا تھا چاہو تو دیکھ لو۔

اور یہ امر کہ کن پیشگوئیوں سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ قتل کیا جائیگا پس واضح ہو کہ وہ تین مہینے۔ اول ایک پیشگوئی کہ جو رسالہ برکات الدعائیں لیکھرام کی زندگی میں ہی شائع کی گئی تھی وہ اسکے قتل کی صاف طور پر خبر دیتی ہے اور وہ یہ ہے عجل جسد له خوار۔ لہ نصب و عذاب یعنی لیکھرام کو سالہ سامری ہے جو بیان ہے اور اس میں محض ایک آواز ہے جس میں روحانیت نہیں اسلئے اسکو وہ عذاب دیا جائیگا جو گو سالہ سامری کو دیا گیا تھا اور ہر ایک شخص جانتا ہے کہ گو سالہ سامری کو ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا تھا اور پھر ملا یا گیا اور پھر دریا میں ڈالا گیا تھا۔ پس اس پیشگوئی میں صریح اور صاف طور پر لیکھرام کے قتل کی طرف اشارہ ہے کیونکہ اسکے لئے وہ عذاب مقرر کیا گیا ہے جو گو سالہ سامری کے لئے مقرر کیا گیا تھا۔

دوسری پیشگوئی جو لیکھرام کے قتل کی خبر دیتی ہے وہ ایک کشف ہے جو رسالہ برکات الدعا کے حاشیہ پر درج ہے اور اس کی عبارت یہ ہے کہ ۲۲ اپریل ۱۹۳۳ء کو دیکھا کہ ایک شخص قوی ہیکل مہیب شکل گویا اسکے چہرہ پر سے خون ٹپکتا ہے گویا وہ انسان نہیں بلکہ ایک شہداء و غلامین سے ہے۔ وہ میرے سامنے آکر کھڑا ہو گیا اور اسکی ہیبت لوں پر طاری تھی اور میں اسکو دیکھنا تھا کہ ایک خونی شخص کے رنگ میں ہے اس نے مجھ سے پوچھا کہ لیکھرام کہاں ہے اور ایک اور شخص کا نام لیا اور کہا کہ وہ کہاں ہے۔ تب میں نے پوچھا کہ یہ شخص لیکھرام اور اس دوسرے کی سزا کیلئے مقرر کیا گیا ہے۔ دیکھو ٹا میٹل برکات الدعا صہبہ ۱۲۱ پر ۱۹۳۳ء کے جلد ۱۔ ص ۱۹۳ میں لیکھرام بذریعہ قتل ملاک ہو گیا اور اسکی

حاشیہ۔ ایک مجبور معلوم نہیں کہ وہ اور شخص کون ہے اس شخص خونی نے اسکا نام تو لیا مگر مجبوراً نہ لکھا کہ اگر مجھ یا دوسرا تو اسے میں متنبہ کرتا اگر نہ کرتا تو میں اسے دعوے و نصیحت سے توبہ کی طرف مائل کرتا لیکن قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شخص بھی لیکھرام کا روپ یا لہو کہو کہ اسکا بروزی و زخمیں اور گالیان دیکھیں اسکا مشیل ہو گا

موت سے تخمیناً پانچ برس پہلے یہ کشف رسالہ برکات الدعا میں چھاپ کر شائع کیا گیا تھا۔ اور یاد رہے کہ لیکچر ام کے مارچ جانے کی پیشگوئی صرف پیشگوئی نہیں تھی بلکہ جیسے اسکے ہلاک ہونے کے لئے دعا کی تھی اور مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے جواب ملا تھا کہ وہ چھ برس کے اندر ہلاک کیا جائیگا اگر وہ حد سے زیادہ زبان درازی نہ کرتا اور علانیہ طور پر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیان غدتیا تو چھ برس پورے کر کے مرنے لگا۔ مگر اسکی زبان درازیوں نے وہ مدت بھی پوری ہونے نہ دی اور ایک برس ابھی باقی تھا کہ وہ سچے اہل میں گرفتار ہو گیا۔ اسکے برخلاف ڈپٹی عبدالستار رحمہ اللہ نے نرمی کا طریق اختیار کیا یہاں تک کہ جب من اس میں مباحثہ کے لئے ڈاکٹر مارٹن کلارک کی کوٹھی پر جانا تھا تو مجھے دیکھ کر وہ تعظیم کیلئے کھڑا ہو جاتا تھا اور کہینہ طبع عیسائی اسکو منع کرتے تھے مگر وہ اس تعظیم سے باز نہیں آتا تھا اور نہ صرف اس قدر بلکہ اُس نے وہاں کہنے سے جلسہ عام میں رجوع بھی کیا اور عیسائیوں کا کچھ بھی لحاظ نہ رکھا اسلئے خدا نے میعاد مقررہ سے زیادہ اسکو مہلت دیدی لیکچر ام وہ تھا جو اپنی شوخیوں کی وجہ سے اہل میعاد ہی پوری نہ کر سکا اور عبدالستار رحمہ اللہ کی تھا جو اپنے ادب اور نرمی کی وجہ سے علاوہ اہل میعاد کے پندرہ مہینہ تک اور زندہ رہا اور پھر حال پندرہ مہینہ کے اندر مر گیا خدا نے اسکو بہت بھی دیدی اور میری بات کو بھی نہ چھوڑا یعنی پھر حال اسکی موت کیلئے پندرہ مہینے قائم رہے ۔

اور میں نے سید احمد خان کو مخاطب کر کے اپنی کتاب برکات الدعا میں لکھا تھا کہ لیکچر ام کی موت کے لئے میں نے دعا کی ہے اور وہ دعا قبول ہو گئی ہے سو آپ کے لئے جو قبولیت دعا کے منکر ہیں انہیں دعا مستجاب کافی ہے مگر میری اس تحریر پر بھی کی گئی۔ کیونکہ لیکچر ام ابھی زندہ اور ہر طرح سے تندرست اور توہین اسلام میں سخت سرگرم تھا اور میں نے اس مراد سے کہ لوگ پیشگوئی کر یا دکر لین اشعار میں سید احمد خان کو مخاطب کیا اور اشعار یہ ہیں جو میری کتاب برکات الدعا میں درج ہیں اور اُس وقت شائع ہو کر

گئے عجب لیکھرام زندہ موجود تھا۔

سید احمد خان صاحب سی ایس آئی کی طرف نظم میں ایک خط جو دعا کی قبولیت کا منکر تھا۔

مردے دلبر از طلبگار ان نمیدارد حجاب
لیکن آن روستے حسین از غافلان باندہا
میں درخش در خور می تاباند رہا مہتاب
دین پاکش ز سخت مانعی آید بدست
ماشتے باید کہ بردارند از پیرش نقاب
بس خطر ناک است راہ کوچہ یارِ قدیم
پہنچ را ہی نیست غیر از عجز و درواضہ طرب
جان سلامت بایست از خود رویہا ستر تاب
ہر کہ از خود گم شود او یا بد آن او صواب
ذوق آن می اندان مستی کہ نوشدن شیرا
مشکل قرآن نہ از ابنائے دنیا حل شود
در حق ماہر چہ گوئی نیستی جاسے عتاب
ایکہ آگاہی ندادندت ز انوار و رون
تا مگر زین مرہے بہ گرد آن زخم خراب
از سر وعظ و نصیحت این سخننا گفتہ ہم
چون علاج مے زے وقت خار و التہاب
سوئے من بشتاب بنایم ترا چون آفتاب
از دعا کن چارہ آزار انکار دعا
ایکہ گوئی گرد دعا مارا اثر بودے کجاست

ہاں مکن انکار زین سرا قدر تھا ہے حق

قصہ کو تم کن بین از ما دعا مستجاب

یہ نقل مطابق اصل ہے اور اس میں یہ تشریح درج ہے کہ یہ دعا لیکھرام کی موت کیلئے کی گئی تھی۔
اور کتاب کرامت الصادقین میں ایک شعر لکھا گیا ہے کہ لیکھرام کی موت عید کے دن کے
قرب ہوگی چنانچہ عید جمعہ کو ہوئی اور لیکھرام شنبہ کے دن مارا گیا اور وہ شعر یہ ہے۔

و کثیر فی رقی وقال مَبْشَرٌ
سَمِعَ یومَ العیدِ العیدِ اُخْرَبُ

یعنی مجھے لیکھرام کی موت کی نسبت خدا نے بشارت دی اور کہا کہ تو اس واقعہ کو عید کے دن میں پہچان لے گا اور عید اس سے قریب ہوگی یہ پیشگوئی کہ لیکھرام کی موت عید کے دن کے قریب واقع ہوگی بعض آریہ سلج والوں کی اخباروں میں چھپ چکی ہے جیسا کہ سماج میں واضح ہو کہ لیکھرام کی موت کے بارے میں پیشگوئی حق الیقین تک پہنچ گئی ہے اور جو شخص اس پیشگوئی کے متعلق پوری واقفیت حاصل کرنا چاہے اسے چاہئے کہ اول میری کتاب آئینہ کمالات اسلام والا اشتہار پڑھے اور پھر میری کتاب برکات الدعاء کی وہ عبارت غور سے پڑھے جس میں میں نے سید احمد خان کی طرف لکھا تھا کہ آپ سن رکھیں کہ میں نے لیکھرام کی موت کیلئے دعا کی تھی پس تم یقیناً یاد رکھو کہ وہ میعاد کے اندر مر جائیگا پھر طالب حق کو چاہئے کہ اسکے بعد وہ کتاب آئینہ کمالات اسلام کے اشتہار میں میرا وہ نوٹ پڑھے جس میں میں نے آریوں کو مخاطب کر کے لکھا ہے کہ لیکھرام کی موت کی نسبت میرے دعا قبول ہو چکی ہے اب اگر تمہارا مذہب سچا ہے تو اپنے پریشیر سے پراگتھنا اور دعا کرو کہ وہ اس قطعی موت سے بچ جائے اور ایسا ہی طالب حق کو چاہئے کہ برکات الدعاء کے اخیر میں میرے اس کشف کو پڑھے جس میں میں نے لکھا ہے کہ ایک فرشتہ میں نے دیکھا جسکی آنکھوں سے خون ٹپکتا تھا اور اس نے مجھے اکر کہا کہ لیکھرام کہاں ہے اور ایک اور شخص کا بھی نام لیا کہ وہ کہاں ہے اور پھر چاہئے کہ طالب حق کرامات الصادقین میں وہ شعر پڑھے جس میں لکھا ہے کہ لیکھرام عید کو قریب ہلاک ہوگا اور پھر چاہئے کہ طالب حق آئینہ کمالات اسلام کا الہام پڑھے جس میں لیکھرام کی نسبت لکھا ہے عجل حبیلہ خوار لہ نصیب عذاب - یعنی لہ مکملہ نصیب و عذاب ترجمہ یہ گوسالہ بیان ہے جس میں روحانیت کی جان نہیں صرف آوازیں آواز ہے پس وہ سامری کے گوسالہ کی طرح ٹکڑے ٹکڑے کیا جائیگا یا درجہ کہ عبارت لہ نصیب و عذاب کی تصریح سوا حق تفہیم الہی یہ ہے کہ لہ مکملہ نصیب و عذاب سما یا سہی ظہور میں آیا اور جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں لیکھرام

✽ غنی فرشتہ کے اس قول سے یہ اشارہ تھا کہ لیکھرام قتل کیا جائیگا۔ منہلا

کے قتل کئے جانے کی نسبت تین الہام میں۔ اول خونی فرشتہ جو میرے پر نظام ہر ہوا اور
اس نے پوچھا کہ لیکہرام کہاں ہے۔ دوسرا یہی الہام یعنی عجل جلد لا خواتمہ غضب
وعذاب یعنی لیکہرام کو سالہ سامری ہے اور گوسالہ سامری کی مانند وہ ٹکڑے ٹکڑے کیا جائیگا
تیسرا وہ شعر جو خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا اور قبل از وقت یعنی پنج سال لیکہرام کی موت سے
پہلے شائع کیا گیا اور وہ شعر یہ ہے

الا اے دشمن نادان و بیراہ پتھر از بیخ بران محمدؐ

یعنی اے لیکہرام تو کیوں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کالیان دیتا ہے تو حضرت محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کی اس تلوار سے جو پنج ٹکڑے ٹکڑے کر دی گئی کیوں نہیں ڈرتا۔ اب ہم وہ کمال اشعار
اس جگہ لکھ دیتے ہیں جن میں مذکورہ بالا الہامی شعر ہے اور نیچے اُن کے لیکہرام پشاور کی
کی نقش کی وہ تصویر لکھ دینگے جو خود آریہ صاحبوں نے شائع کی اور میں اُس نسبت لیکہرام
کی حالت پر نہایت افسوس آتا ہے کہ چند دن اسلام پر زبان درازی کر کے آخر آسنے جو نادان مرگ

جان دی اور وہ قریب دو ماہ تک قادیان میں یہی میرے پاس رہا تھا اور پہلے اسکی ایسی
طبیعت نہیں تھی مگر شریر لوگوں نے اسکی طبیعت کو خراب کر دیا اُس نے بڑی خواہش کے
ساتھ یہ قبول کیا تھا کہ اگر مجھے معلوم ہوا کہ اسلام ایک ایسا مذہب ہے کہ ہمیں خدا تعالیٰ کے
نشان ظاہر ہوتے ہیں اور اس غیبیہ کہتے ہیں تو میں اسلام قبول کر لوں گا مگر قادیان کے
بعض مشرک الطبع لوگوں نے اس کے دل کو خراب کر دیا اور میری نسبت بھی اُن نالایق منکران
نے بہت کچھ چوڑھٹی باتیں اسکو سنائیں تا وہ میری صحبت سے متنفر ہو جائے پس ان بد صحبتوں
کی وجہ سے روز بروز وہ رذوی حالت کی طرف گرتا گیا مگر چنان تک میرا خیال ہے ابتدا
میں اسکی ایسی رذوی حالت نہ تھی صرف مذہبی جوش تھا جو ہر ایک اہل مذہب حق رکھتا ہو
کہ اپنے مذہب کی پابندی میں پابندی حق پرستی و انصاف بحث کرے وہ ایک مرتبہ اپنے
قتل کئے جانے سے ایک برس پہلے لاہور کے اسٹیشن پر ایک چوٹی سی مسجد میں مجھے ملا

اور میں دھوکہ کرا رہا تھا کہ وہ نمٹے کر کے چند منٹ کھڑا رہا اور پھر چلا گیا مجھے افسوس ہے کہ اس وقت نماز کی وجہ سے میں اس سے بات نہ کر سکا اور مجھ پر بڑا افسوس ہے کہ قادیان کے ہندوؤں نے اُسکو میری باتیں سننے کا موقع نہ دیا اور محض فقرائے اُسکو جوش دلایا اور میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ خون اُنکی گردن پر ہے وہ باوجود اس قدر جوش کے اپنی طبیعت میں ایک سادگی ہی رکھتا تھا کیونکہ شریر لوگوں کی باتوں سے بغیر تفتیش اور تفحص کے متاثر ہو جاتا تھا اسی وجہ سے خدا تعالیٰ نے اُسکو ایک گویا سالہ سے مشابہت دی یہ حال اہم اسکی ناگہانی موت سے بغیر افسوس کے نہیں رہ سکتے مگر کیا کیا جائے کہ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مقدر تھا وہ پورا ہوا ضرور ہی تھا ہم ان اشعار کے نیچے جو ذیل میں لکھیں گے پنداشت لیکر ہم کی اس فحش کی تصویر دکھائیں گے جو آپ صاحبوں نے شائع کی ہے یہ اس وقت کی تصویر ہے جبکہ وہ مقتول ہونے کے بعد رختی پر رکھا گیا تھا اور ایک جماعت کثیر اُسکے ساتھ تھی یہ تصویر ہم نے اس رسالہ میں اسلئے شائع کی ہے تا اگر ممکن ہو تو کوئی اس حالت کو عبرت پکڑے اور مذہبی مباحثات میں وہ طریق اختیار نہ کرے جو خدا کو پسند نہیں۔ اس امر کو خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ مجھے کسی سے بغض نہیں ہے اگرچہ میں لیکر ام کے معاملہ میں اس بات کو تو خوش پہن کہ خدا تعالیٰ کی پیشگوئی پوری ہوئی مگر دوسرے پہلو سے میں غمگین ہوں کہ وہ عین جوانی کی حالت میں مرا اگر وہ میری طرف رجوع کرنا تو میں اُسکے لڑکا کرتا یا بلاٹل جاتی اُسکے ضروری نہ تھا کہ اس بلا کے رد کرانیکے لئے مسلمان ہو جاتا بلکہ صرف اس قدر ضروری تھا کہ گالیوں اور گندہ زبانی سے اپنی منہ کو روک لیتا اور اُسکی طرف سے صریح ظلم تھا کہ وہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی گالیوں دیتا تھا اور جو خدا کا برگزیدہ نبی ایسے وقت میں آیا کہ جب تمام عرب اور فارس اور شام اور روم اور تمام بلاد یورپ مخلوق پرستی میں گرفتار تھے اور باقرائے ہندو مت اس زمانہ میں تمام آریہ ورت ہیئت پرستی میں ڈوبا ہوا تھا اور کسی حصہ زمین میں جنہا کی

توحید قائم نہیں رہی تھی اور ماسی نبی نے ظاہر ہو کر توحید کو نئے حلقہ قائم کیا اور زمین پر خدا کے جلال اور شہادت کا سکھایا اور ہزار نشانوں اور معجزات سے اپنی سچائی ظاہر کی وہاں تک اس کے معجزات ظہور میں آ رہے ہیں۔ پس کیا یہ شرافت اور تہذیب کا طریق تھا کہ ایسے عظیم الشان نبی کو جو خدا کے جلال کو زمین پر ظاہر کرنے والا اور رب پرستی کو نابود کرنے والا اور نئے سرے سے توحید کو قائم کر نیا لانا تھا گندی گالیوں سے یا دیکھا جاسکے؟ اور کبھی بھی بس نہ کیا جاسکے؟ بازار دن میں گالیان دین عام مجھوں میں گالیان دین؟ ہر ایک کو چھو گلی نہیں گالیان دین؟ خدا غضب میں دھیما ہے اور نہایت کریم و رحیم ہے مگر آخر سرکش اور بے حیا کو پکڑتا ہے یہاں آخرت کا ابھی مخفی ہے مگر ایسے مذہب کو ضرور خدا کی طرف سے کھینچا پڑتا ہے جو نہ خدا کے زندہ نشان دکھاتا ہو انسان ہر ایک عہدِ تعلیم کی عقل و تمارسکتا ہے مگر خدا کے نشانوں کی نقش نہیں آتا۔ پس اس معیار کی روشنی میں زمین پر زندہ مذہب صرف اسلام ہے مگر باوجود اس کے ہم نہیں کہہ سکتے کہ ہندوؤں کے پیشوا اور اوتار کا ذب اور سنگار ہے اور انھوں نے باوجود ہم انکو گالیان دیتے ہیں بلکہ خدا تعالیٰ نے ہمیں تسلیم دی ہے کہ کوئی آبادی اور ملک نہیں جس میں اس نے کوئی نبی نہ بھیجا ہو یہاں کہ وہ خود فرماتا ہے **وَإِنْ مِنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ** یعنی کوئی ایسی امت نہیں جس میں خدا کا کوئی نبی نہ آیا ہو مگر ہم اس عقیدہ کو سمجھ نہیں سکتے کہ باوجود خدا کے وسیع بے اد اور اقبالیم کے جو سب اسکی ہدایت کے محتاج ہیں اور سب اسکی بندے ہیں پھر بھی خدا تعالیٰ کا قدیم سے آریہ ورت سے ہی خلق رہا اور پوری قوم میں اسکی بندہ راست ہدایت کو ضرور دے دیں۔ خدا کا موجودہ قانون بھی چھٹن کے برخلاف پانچ سو برس پہلے کے دوسرے مذاہب میں سب بھی اپنی دلی اور الہام سے اپنے وجود کا پتہ دیا ہے اپنے بندوں کی نسبت سے اسکی طرف سے یہ پکٹس پائے اور طرفداری اسکی طرف کی طرف منسوب نہیں۔ یہ پکٹس اسکی طرف دل و دیرین سے بے تحاشہ

کرے وہ بھی اُسکی طرف رجوع نہ کرنا خواہ ہندی ہو اور خواہ عربی وہ کسی کو ضائع کرنا نہیں چاہتا اُسکی رحمت عام ہے کسی خاص ملک سے محدود نہیں اور ہم دیکھتے ہیں کہ جہانی طور پر ہی خدا تعالیٰ کی نعمتیں ہر ایک جگہ پائی جاتی ہیں ہر ایک ملک میں پانی موجود ہے جیسا کہ آریہ درت میں موجود ہے ہر ایک ملک میں اناج موجود ہے جیسا کہ آریہ درت میں موجود ہے ہر ایک ملک میں وہ نعمتیں موجود ہیں جیسا کہ آریہ درت میں موجود ہیں تو پھر جبکہ خدا نے جہانی طور پر اپنے فیضان میں کسی قوم اور ملک کو فرق نہیں کیا تو کیا کوئی سمجھ سکتا ہے کہ روحانی طور پر اُس نے فرق کیا ہے اُس کے سب بندے ہیں کیا کالے اور کیا گورے اور کیا ہندی اور کیا عربی۔ پس یہ غیر محدود صفات والا خدا کسی تنگہ دامن میں محدود نہیں ہو سکتا اور اُسکو محدود کرنا تنگ ظرفی اور نادانی ہے۔

اب ہم وہ اشعار ذیل میں لکھتے ہیں جن میں لیکھرام کے قتل کئے جانے کی پیشگوئی ہے اور جیسا کہ ہم پہلے ہی لکھ چکے ہیں یہ اشعار اُس کے ماری جانے سے پہلے ہر پہلے طبع ہو کر تمام پنجاب اور ہندوستان میں شائع ہو چکے ہیں اور وہ یہ ہیں اور ان کے آخر میں لیکھرام کی قتل کی تصویر چپان کی گئی ہے۔

اشعار

عجب نرے است در جان محمدؐ	عجب تعلیست در کان محمدؐ
ز ظلمت ہولے نگہ شو و صاف	کہ گرد و از محبت ان محمدؐ
عجب درم دل آن ناکسان را	کہ دما بست از خوان محمدؐ
ندام هیچ نفسے و زو و عالم	کہ دار و شوکت و شان محمدؐ
خدا زان سینہ بیزارت صمدیار	کہ بہت از کینہ داران محمدؐ

خدا خود سوزد آن کرم دینی را
 اگر خواهی نجات از مستی نفس
 اگر خواهی که حق گوید شناخت
 اگر خواهی وسیله عاشقش باش
 سر به دارم فدای خاک احمد
 بگیسوئے رسول الله که هستم
 درین ره گر گشندم و رنجوند
 بے سهل است از دنیا بریدن
 نداشتد در رهش هر ذره همن
 و گراستاد و انا می‌ندم
 بدگر و لبیکر کار ندارم
 مرا آن گوشه پیشه بپاید

دل زارم به پهلویم مجوئید
 من آن خوش مرغ از مرغان قدیم
 تو جان ما منور کردی از عشق
 درینا گروم صد جان و دین راه

که باشت راز عدوان محسند
 بیا در ذیل مستان محسند
 بشو از دل ثنا خوان محسند
 محمد هست برمان محسند
 دلم هر وقت قربان محسند
 نثار روئے تائبان محسند
 نیاکم روز ایوان محسند
 بیا و حسن احسان محسند
 که دیدم حسن پنهان محسند
 که خواندم در و بهتان محسند
 که هستم گشته آن محسند
 نخواهم جز گلستان محسند

که بستیمش بدامن محسند
 که دارد جای بهستان محسند
 فدایت جز نام یحیی محسند
 نباشد نیز شایان محسند

۲۶ نشان۔ لودمانہ میں ایک صاحب عباس علی نام تھے جو بیت کرنوالوں میں

داخل تھے چند سال تک انہوں نے اخلاص میں ایسی ترقی کی کہ انکی موجودہ حالت کے

محاذ پر ایک دفعہ الہام ہوا اصلہا ثابت و فرعہا فی السماء اس الہام سے صرف

اس قدر مطلب تھا کہ اس زمانہ میں وہ راسخ الاعتقاد تھے اور ایسے ہی انہوں نے اس زمانہ میں

آنا ظاہر کئے۔ کہ ان کے لئے بجز میرے ذکر کے اور کوئی ورد نہ تھا اور ہر ایک میرے خط

کو نہایت درجہ متبرک سمجھ کر اپنے ہاتھ سے اسکی نقل کرتے تھے اور لوگوں کو وعظ و نصیحت کرتے

تھے اور اگر ایک خشک ٹکڑا بھی دسترخوان کا ہو تو متبرک سمجھ کر کھا جلتے تھے اور سب سے پہلے

لدھیانہ سے وہی قادیان میں آئے تھے ایک مرتبہ مجھ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے حکایا گیا کہ

عباس علی ٹھوکر کھایگا اور برگشتہ ہو جائیگا وہ میرا خط بھی انہوں نے میرے ملفوظات میں

درج کر لیا بعد اسکے جب انکی ملاقات ہوئی تو انہوں نے مجھ کو کہا کہ مجھ کو اس کشف سے

جو میری نسبت ہوا بڑا تعجب ہو یہ تو آپ کے لئے مرنے کو طیار ہوں میں نے جواب دیا

کہ جو کچھ آپ کے لئے مقدر ہے وہ پورا ہوگا۔ بعد اس کے جب وہ زمانہ آیا کہ میں نے مسیح موعود

ہونیکا دعوائے کیا تو وہ دعوائے اکنونا گوار گذرا۔ اول دل ہی دل میں بیچ و تاب کھاتے

رہے بعد اس کے اس مباحثہ کے وقت کہ جو مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب سولہ رات

میں میری طرف سے ہوا تھا اور اس تقریب کے چند دن اکنونا لفون کی صحبت بھی میں لگئی تو وہ

تقدیر ظاہر ہو گیا اور وہ صریح طور پر بگڑ گئے۔ اور یہاں سے بگڑے کہ وہ یقین دل کا اور وہ

وزانیت منہ کی جو تھی سب جاتی رہی اور ازندا دکی تار کی ظاہر ہو گئی اور مرتد ہونے کے

بعد ایک دن وہ لدھیانہ میں پیرافتنی راہد صاحب کے مکان پر مجھے ملے اور کہنے لگے

کہ آپ کا اور ہمارا اس طرح پر مقابلہ ہو سکتا ہے کہ ایک حجرہ میں ہم دو دن بند کئے جائیں

دس دن تک بند رہیں پھر جو ہوا ہو گا مر جائے گا میں نے کہا میرا صاحب ایسی خلاف شرع

آزمائشوں کی کیا ضرورت ہے کسی نبی نے خدا کی آزمائش نہیں کی مگر مجھے اور آپ کو خدا

پر کھڑا رہا اور مجھ سے مدد کے طور پر کچھ مانگتا ہے۔ میں نے جواب دیا کہ اب وقت گزر گیا اب ہم میں اور تم میں بہت فاصلہ ہے تو میرے تک پہنچ نہیں سکتا۔

۲۷۔ نشان۔ ایک شخص سچ رام نام امرت سر کی کشتری میں سرشتہ دار تھا اور پہلے وہ منسلح سیالکوٹ میں مصاحب پٹی کشتی کا سرشتہ دار تھا اور وہ مجھ سے ہمیشہ ہی بحث رکھتا تھا اور دین اسلام سے فطرتاً ایک کینہ رکھتا تھا اور ایسا اتفاق ہوا کہ میرے ایک بڑے بھائی تھے انہوں نے تحصیلداری کا امتحان دیا تھا اور امتحان میں پاس ہو گئے تھے اور وہ ابھی گھر میں قادیان میں تھے اور نوکری کے امیدوار تھے ایک دن میں اپنی چوبارہ میں عصر کے وقت قرآن شریف پڑھ رہا تھا جب میں نے قرآن شریف کا دوسرا صفحہ اٹھانا چاہا تو اسی حالت میں میری آنکھ کشتی زدگ پکڑ گئی اور سینے دیکھا کہ سحرآم سیاہ کپڑے پہنے ہوئے اور عاجزی کر نیوالوں کی طرح دانت نکالے ہوئے میرے سامنے آکھڑا ہوا۔ جیسا کہ کوئی کہتا ہے کہ میرے پر رحم کرادو میں نے اسکو کہا کہ اب رحم کا وقت نہیں اور ساتھ ہی خدا تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا کہ اسی وقت یہ شخص فوت ہو گیا ہے اور کچھ خبر نہ تھی بعد اس کے میں نیچے اتر آیا اور میرے بھائی کے پاس چھ سات آدمی بیٹھے ہوئے تھے اور انکی نوکری کے بارہ میں باتیں کر رہے تھے میں نے کہا کہ اگر بیڈت سحرآم فوت ہو جائے تو وہ عہدہ ہی عہدہ ہے ان میں سے میری بات سن کر قہقہہ مار کر خسی کی کہ کیا چنگے بید کو ماتے ہو دوسرے دن یا تیسرے دن خبر آگئی کہ اسی گھڑی سچ رام ناگہانی موت سے اس دنیا سے گزر گیا۔

۲۸۔ نشان۔ ۱۱۔ فردوسی سنسکرت کو بنگالہ کی نسبت ایک پیشگوئی کی گئی تھی جس کے یہ الفاظ تھے: بنگالہ کی فتح جاری کیا گیا تھا اب انکی دل جونی ہوگی۔ اسکی تفصیل یہ ہے کہ جب ایک سے کو معلوم ہے کہ گورنمنٹ نے تقسیم بنگالہ کی نسبت حکم نافذ کیا تھا اور یہ حکم بنگالہ کی رستگاری کے باعث نافذ ہوا تھا کہ گورنمنٹ نے گھڑی میں انہیں پڑ گیا تھا اور انہیں

تقسیم بنگالہ کے ٹرک جانے کی نسبت بہت کوشش کی مگر ناکام رہے بلکہ برخلاف اس کے
 نتیجہ ہوا کہ ان کا شور و غوغا گورنمنٹ کے افسرین نے پسند نہ کیا اور انکی نسبت ان افسرین
 کی طرف سے جو کچھ کارروائیاں ہوئیں یہیں اس جگہ اسکی تفصیل کی ہی ضرورت نہیں۔
 خاص کر فلرمنٹ گورنر کو ادنیٰ ہونے نے اپنے لئے ملک الموت سمجھا اور ایسا اتفاق ہوا
 کہ ان آیام میں کہ بنگالی لوگ اپنے افسرین کے ہاتھ سے دکھ اٹھا رہے تھے اور سرفلر
 کے انتظام سے جان بلب تھے مجھے مذکورہ بالا الہام ہوا یعنی یہ کہ پہلے بنگالہ کی نسبت
 جو کچھ حکم جاری کیا گیا تھا اب انکی دلجوئی ہوگی۔ چنانچہ میں نے اس پیشگوئی کو انہیں دنوں
 میں شائع کر دیا۔ سو یہ پیشگوئی اس طرح پر پوری ہوئی کہ بنگالہ کا فلرمنٹ گورنر صاحب
 جس کے ہاتھ سے بنگالی لوگ تنگ آ گئے تھے اور اس قدر شاک تھے کہ انکی آہیں آسمان
 تک پہنچ گئی تھیں ایک دفعہ تعین ہو گیا وہ کاغذات شائع نہیں کئے گئے جنکی وجہ
 سے استعفا دیا گیا مگر فلر صاحب کے استعفا پر جس قدر خوشی کا اظہار بنگالیوں نے کیا ہے
 جیسا کہ بنگالی اخباروں سے ظاہر ہے وہ سب سڑبڑ کر گواہ اس بات پر ہے کہ بنگالیوں
 نے فلر کی علیحدگی میں اپنی دلجوئی محسوس کی ہے اور فلر کے استعفا دینے سے ان کے خوشی
 کے جلسے اور عام طور پر خوشی کے نعرے اس بات کی شہادت دے رہے ہیں کہ حقیقت
 فلر کی علیحدگی سے انکی دلجوئی ہوئی ہے بلکہ پورے طور پر دلجوئی ہو گئی ہے اور یہ کہ انہوں نے
 فلر کی علیحدگی کو اپنے لئے گورنمنٹ کا بڑا احسان سمجھا ہے پس فلر کے استعفا میں جس غرض کی
 کہ گورنمنٹ نے اپنی کسی مصلحت سے پوشیدہ کیا ہے وہ غرض بنگالیوں کی بے حد خوشیوں
 سے ظاہر ہو رہی ہے اور اس سڑبڑ کر پیشگوئی کے پورا ہونیکا اور کیا ثبوت ہوگا کہ بنگالیوں
 نے اپنی دلجوئی اس کارروائی میں خود مان لی ہے اور گورنمنٹ کا بے انتہا شکر کیا ہے
 اور یہ میری پیشگوئی صرف ہمارے رسالہ ریویات پر بیعت میں ہی شائع نہیں ہوئی تھی
 بلکہ پنجاب کے بہت سے اخباروں نے اسکو شائع کیا تھا۔ یہاں تک کہ خود بنگالہ کے بعض

نامی اخباروں نے اس پیشگوئی کو شائع کر دیا تھا۔

اور ایک اور دلیل اس بات پر کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی ہے یہ ہے کہ امرت یازار پتر کا کلکتہ کا انگریزی اخبار جو بنگالیوں کا سب سے زیادہ مشہور اخبار ہے لکھتا ہے جس کے فقرہ ذیل کو اخبار سول اینڈ ٹری گزٹ لاہور نے ۲۲ اگست ۱۹۱۹ء کی اشاعت میں درج کیا ہے اور وہ یہ ہے "یہ غالب ہے کہ اسکا یعنی فلر کا جانشین (مینا لفٹنٹ گورنر) خاص دلجوئی کی پالیسی اختیار کرے گا۔" ہمیں شک نہیں کہ یہ یقین ہمارے مقصد کے مطابق ہے۔

اخبار مذکور کے اس فقرہ سے یہی ظاہر ہے کہ اس نے اس بارہ میں اپنے اطمینان ظاہر کیا ہے کہ ضروری لفٹنٹ گورنر کا یہ فرض ہو گا کہ بنگالیوں کی دلجوئی کرنا ہے۔ پس اخبار مذکور بھی پیش گوئی کے پورا ہونے کی ایک شہادت ہے۔

پھر آخر میں ہم اس پیشگوئی کے پورا ہونے پر ایک دہر دلیل لکھتے ہیں اور وہ یہ کہ ایک انگریز افسر جو پچاس سال گورنمنٹ کے ایک ممتاز عہدہ پر رہا ہے افسر سول اینڈ ٹری گزٹ لاہور مورخہ ۲۴- اگست ۱۹۱۹ء میں ایک لمبی خط کے آثار میں جس میں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ سرفلر کا استعفاء عین جنگوں باؤوں کے منشاء کے مطابق ہو سکتا ہے اس میں کچھ شک نہیں کہ اسکی یعنی فلر کے جانشین کو یہ حکم (حکام بالاسے) ملا ہے اور اس نے اسکو قبول کیا ہے کہ شرا انگریز باؤوں کے ساتھ دلجوئی کا طریق اختیار کرے۔

اب دیکھو کہ کس صفائی سے یہ پیشگوئی پوری ہو گئی خدا نازہ تبارہ اپنی نشان دکھلاتا جاتا ہے۔ یہ کیسے غافل دل ہیں کہ یہ قبول نہیں کرنے ہم ان متواتر نشانوں سے ایسے یقین سے ہر گئے ہیں جیسا کہ سمندر پانی سے پہرا ہوا ہے گرافوس کہ ہمارے مخالفوں کو اس آبِ زلال سے ایک قطرہ بھی نصیب نہیں ہوا۔ اس بد قسمتی کا اندازہ نہیں ہو سکتا کہ کوئی قوم نہیں جہیں میرے نشان ظاہر نہیں ہو کر اور کوئی فرقہ

یعنی آئندہ جمعہ سے پہلے مرجائیگا چنانچہ وہ آئندہ جمعہ سے پہلے ۸ دسمبر ۱۹۷۱ء کو پانچ بجے صبح کے اس جہان فانی سے رخصت ہوا اور یہ میرا لہام اسکی موت سے پہلے شائع کیا گیا تھا اور حکم میں ہی شائع ہو چکا ہے۔ پھر ساتھ ہی مجھے یہ لہام ہوا سلام علیک یا ابراہیم سلام علی امراۃ صروت فایزہ۔ یعنی امیراۃ تیمیر سے پر سلام تو فتحیاب ہو گیا۔

۳۰۔ نشان۔ میں اپنے رسالہ انجام اٹھم میں بہت سے مخالف مولویوں کا نام لیکر مباحثہ کی طرف انکو بلایا تھا اور صفحہ ۶۶ رسالہ مذکور میں یہ لکھا تھا کہ اگر کوئی ان میں سے مباحثہ کرے تو میں یہ دعا کروں گا کہ ان میں سے کوئی اندھا ہو جائے اور کوئی مفلوج اور کوئی دیوانہ اور کسی کی موت سانپ کے کاٹنے سے ہو اور کوئی بے وقت موت سے مرجائے اور کوئی بے عزت ہو اور کسی کو مال کا نقصان پہنچے۔ پھر اگرچہ تمام مخالف مولوی مرد میدان بن کر مباحثہ کے لئے حاضر ہوئے مگر پس پشت گالیاں دیتے رہے اور تکذیب کرتے رہے۔ چنانچہ ان میں سے رشید احمد گنگوہی نے صرف نعتہ السد علی الکاذبین نہیں کہا بلکہ اپنے ایک اشتہار میں مجھے شیطان کے نام سے پکارا ہے آخر نتیجہ اسکا یہ ہوا کہ تمام مباحثہ مولویوں میں سے جو باؤں تھے آج تک صرف بیس زندہ ہیں اور وہ بھی کسی نہ کسی بائیں گشتہ باقی سب فوت ہو گئے مولوی رشید احمد اندھا ہوا اور پھر سانپ کے کاٹنے سے مر گیا جیسا کہ مباحثہ کی دعائیں تھیں۔ مولوی شاہ دین دیوانہ ہو کر مر گیا۔ مولوی غلام دستگیر خود اپنے مباحثہ سے مر گیا اور جو زندہ ہیں ان میں سے کوئی بھی آفات متذکرہ بالا سے خالی نہیں حالانکہ ابھی جنوں کے مسنون طور پر مباحثہ نہیں کیا تھا۔

۳۱۔ نشان۔ ناظرین میرے اس رسالہ میں پڑھیں گے کہ ایک فقہ سینے بسمبر اس کی اور شریعت کبوتری سبک دہ میں ایک پیشگوئی کی تھی کہ وہ اس مقدمہ توحیدی سے جو اس پر بنا تھا بری تو نہیں ہوگا مگر نصف قید رہ جائیگی بعد اس کے ایسا اتفاق ہوا کہ جب بسمبر اس

نصف قید ہیگت کر رہا ہو گیا جیسا کہ پہلے سویشگوئی میں بتلایا گیا تھا تو اسکے وارثوں نے
 خلاف واقعہ طور پر یہی شہرہ کر دیا کہ سبیر اس بری ہو گیا رات کا وقت تھا اور میں اپنی بڑی
 مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے گیا تھا جب ایک شخص علی محمد نام ملا سکن قادیان نے مسجد میں
 اگر یہ بیان کیا کہ سبیر اس بری ہو گیا ہے اور بازار میں اسکو مبارکبادیاں مل رہی ہیں تو مجھے
 یہ خبر سنتے ہی بہت صدمہ پہنچا اور دل میں بقیاری پیدا ہوئی کہ متعصب ہندو اس بات
 پر حملہ کرینگے کہ تم نے تو یہ خبر دی تھی کہ سبیر اس بری نہیں ہو گا اب دیکھو وہ تو بری ہو گیا
 مجھے اس غم سے ایک ایک رکعت نماز کی ایک ایک سال کے برابر ہو گئی اور جب میں نماز
 میں کسی رکعت کے بعد سجدہ میں گیا تو اس وقت میرا منظر انتہایت تک پہنچ گیا تھا تب سجدہ
 کی حالت میں ہی بلند آواز سے خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا لا تخف انت
 انت الاعلیٰ یعنی کچھ خوف مت کر تو ہی غالب ہے۔ پھر میں منتظر رہا کہ یہ پیشگوئی
 کس طرح پوری ہوگی۔ مگر کوئی نشان ظاہر نہ ہوا۔ میں بار بار اسی شریعت سے پوچھتا تھا کہ
 کیا یہ سچ ہے کہ سبیر اس بری ہو گیا تو وہ یہی جواب دیتا تھا کہ وہ درحقیقت بری ہو گیا
 ہے مجھے جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت تھی اور اس گاؤ میں جس سو میں دریافت کیا وہ
 یہی کہتا تھا کہ مجھے یہی منسا ہے کہ وہ بری ہو گیا ہے اسی طرح قریباً چھ ماہ گزر گئے یا کچھ کم
 و بیش اور شریر لوگ ٹھٹھا اور منسی کرتے تھے جیسا کہ انکی قدیم سے عادت ہے۔ مگر
 شریعت نے کوئی ٹھٹھا اور منسی نہیں کی جس سے مجھے یقین ہوا کہ اب تو اس نے
 شرافت کا برتاؤ مجھ سے کیا ہے مگر پھر بھی اس کے روبرو تا دم ہوتا تھا کہ اس قدر تاکید
 سے سینے اسکو انکے بھائی کے بری نہ ہونے کی خبر دی تھی اور اب یہ صورت پیش آئی
 لیکن ناہم اپنے خدا پر میرا پختہ ایمان تھا اور مجھے یقین تھا کہ خدا کوئی نظارہ قدرت
 دکھلائیگا اور ممکن ہے کہ بری ہونیکے بعد پرمایا خود ہو جائے مگر یہ مجھے خبر نہ تھی کہ خود
 یہ خبر بریت ہی تکاب بناوٹ ہو۔ بعد اس کے ایسا اتفاق ہوا کہ صبح کے وقت آٹھ بجے

کے قریب ٹیارہ کا ایک تحصیلدار حافظ ہدایت علی نام میں کا پہلے ہی ذکر ہو چکا ہے بطور دورہ قادیان میں آیا کیونکہ قادیان تحصیل ٹیارہ کے متعلق ہے اور وہ ہمارے مکان پر گیا اور ابھی گھوڑے پر سے نہیں اتر اٹھا کہ چند منہد وجہیہ انکی رسم پر اسکو سلام کر نیکی لے آگئے اور ان میں سبیر داس ہی تھا۔ تب تحصیلدار نے سبیر داس کو دیکھ کر کہا کہ سبیر داس ہم اس سے خوش ہوئے کہ تم نے قتیبہ سے رانی پائی۔ مگر انہوں نے کہ تم بری نہ ہوئے بیٹے تو اس بات کو سنتے ہی سجدہ شکر کیا اور فی الفور شرمسٹ کو بلا یا کہ تو کس لئے اتنی مدت تک میرے پاس جھوٹ بولتا رہا کہ سبیر داس بری ہو گیا اور مجھے ناحق دکھ دیا۔ اس نے جواب دیا کہ ایک معذوری کی وجہ سے یہ جھوٹ بولنا پڑا اور وہ یہ ہے کہ ہماری قوم میں شتون اور ناٹون کے وقت اونٹوں اور بٹون میں نکتہ چینیان ہوتی ہیں اور کسی بد چلنی کے ثابت ہونے سے لڑکیاں ملنی مشکل ہو جاتی ہیں سو اسی معذوری سے میں غلاف واقعہ کہتا رہا اور غلاف واقعہ شہرت دی۔

۳۲۲ نشان۔ میں پہلے لکھ چکا ہوں کہ ۱۹۰۵ء کے زلزلہ کے وقت ہم مع اپنے تمام اہل و عیال کے باغ میں چسے گئے تھے اور ایک میدان ہماری زمین کا جس میں پانچ ہزار آدمی کی گنجائش ہو سکتی تھی۔ چمنے سو نیکی لٹی پسند کیا اور اس میں دو بجے لگائے اور ارد گرد قنائون سے پردہ کر دیا مگر پھر بھی چورون کا خطرہ تھا کیونکہ کل تباہی کو قریب ہی بعض دیہات میں نامی چور رہتے ہیں جو کئی مرتبہ سنا چکے ہیں۔ ایک مرتبہ رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ میں پہرہ کے لئے پھرتا ہوں جب میں چند قدم گیا تو ایک شخص مجھے ملا اور اس نے کہا کہ آگے فرشتوں کا پہرہ ہے یعنی تمہارے پہرہ کی کچھ ضرورت نہیں تمہاری فرودگاہ کے ارد گرد فرشتے پہرہ دے رہے ہیں پھر بعد اسکو الہام ہوا میں سب و مقسم محبت سر اسے ملا پھر چند روز کے بعد ایسا اتفاق ہوا کہ ارد گرد کے دیہات میں سے ایک گاؤ کا باشندہ جو نامی چور تھا چوری کے بارہ

آئی کوئیو۔ آئی ایم و ڈیو۔ یس آئی ایم مہی۔ لائف آف پمین۔
 آئی شیل ہیلپ یو۔ آئی کین واٹ آئی ول ڈو۔ وی کین وا
 وی ول ڈو۔ گوڈ از کمنگ بالی ہر آرمی۔ ہی از ویو ٹوکل اتہی
 وی ڈیزشل کم وین گوڈ شیل ہیلپ یو۔ گوری بی ٹو وی لارڈ۔
 گوڈ میک آف از تھ اینڈ مینون - ۴۴

(ترجمہ) میں تم سے محبت کرتا ہوں۔ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ ان میں خوش ہوں
 زندگی دکھ کی (یعنی موجودہ زندگی تمہاری تکالیف کی زندگی ہے) میں تمہاری
 مدد کروں گا۔ میں کر سکتا ہوں جو چاہوں گا۔ ہم کر سکتے ہیں جو چاہیں گے۔ خدا تمہاری
 طرف ایک شکر کے ساتھ چلا آتا ہے۔ وہ دشمن کو ہلاک کر نیچے لئے تمہاری ساتھ ہے
 وہ دن آتے ہیں کہ خدا تمہاری مدد کرے گا خدائے ذوالجلال آفرینندہ زمین و آسمان
 یہ وہ پیشگوئی ہے کہ انگریزی میں خدائے واحد لا شریک کے کی حالانکہ میں انگریزی
 نوان نہیں ہوں اور بجلی اس زبان سے ناواقف ہوں مگر خدائے چاہا کہ اپنی آئینہ و عدل
 کو اس ملک کے تمام شہرت یافتہ زبانوں میں شایع کرے سو اس پیشگوئی میں خدا تعالیٰ ظاہر
 فرماتا ہے کہ جو تمہاری موجودہ حالت دکھ اور تکلیف کی ہے میں اسکو دور کروں گا اور
 میں تمہاری مدد کروں گا اور ایک فوج کیسا تمہارے پاس آؤں گا اور دشمن کو ہلاک کروں گا
 اس پیشگوئی میں سے بہت کچھ حصہ پورا ہو چکا ہے اور خدا تعالیٰ نے ہر ایک نعمت کا
 دروازہ میرے پر کھول دیا ہے اور ہزار انسان دل جان سو میری صحبت میں داخل

۴۴ حاشیہ۔ چونکہ بغیر زبان میں الہام ہے اور الہام اتنی میں ایک سرعت ہوتی ہوا ہے مگر بعض لوگوں کے
 ادراک میں کچھ فرق ہے اور یہی دیکھا گیا ہے کہ بعض جگہ خدا تعالیٰ انسانی محاورات کا پابند نہیں ہوتا کسی
 اور زمانہ کے مترادف محاورہ کو اختیار کرتا ہے اور یہی دیکھا گیا ہے کہ بعض جگہ انسانی گریز یعنی صرف
 کے ماتحت نہیں چلتا۔ اسکی نظیر قرآن شریف میں بہت پائی جاتی ہیں مثلاً یہ آیت ان هذا لیس احسان

ہو گئے ہیں۔ اس پیشگوئی کے وقت میں کون جانتا تھا کہ کس وقت اس قدر فتنہ برپا ہوگا
 آئیگی سو یہ عجیب پیشگوئی ہے جس کے الفاظ یہی ایک نشان ہیں یعنی انگریزی عبارت
 اور معانی یہی نشان ہیں کیونکہ ان میں آمیدہ کی خبر ہے۔

۱۳۴۔ نشان۔ براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۲۳ میں اس نشان کا مفصل ذکر ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ ایک دفعہ مجھے الہام ہوا کہ بہت دیر روپیہ آئے واسطے کہ
 یہ الہام بھی انہیں آریون کو بتلایا گیا جن کا کوئی دفعہ ذکر ہو چکا ہے اور الہام میں
 ہوئی تھی کہ وہ روپیہ آج ہی آئے گا۔ چنانچہ اس روز وزیر سنگھ نامی ایک شخص
 اگر مجھے ایک روپیہ دیا اور پھر مجھے خیال آیا کہ باقی بیس روپیہ شاید ڈاک کی معزیت آجیل
 چنانچہ ڈاکخانہ میں اپنا ایک معتبر بھیجا گیا وہ جواب لایا کہ ڈاک منشی کہتا ہے کہ میرے پاس
 آج صرف پانچ روپیہ ڈیرہ غازی خان سے آئے ہیں جن کے ساتھ ایک کا ڈبھی ہے
 اس خبر کے سننے سے بہت حیرانی ہوئی کیونکہ میں آریون کو اس پیشگوئی سے اطلاع
 دے چکا تھا کہ آج اکیس روپے آئیں گے اور ان کو معلوم تھا کہ ایک روپیہ آچکا ہے
 اور مجھے ڈاک منشی کی اس خبر سے اس قدر مضطرب ہوا جس کا بیان نہیں ہو سکتا کیونکہ
 اسکی اس خبر سے کہ صرف پانچ روپیہ ڈیرہ غازی خان سے آئے ہیں زیادہ روپیہ سے قطعاً
 نو میدی ہوگئی اور مجھے علامات سے معلوم ہوا کہ اب یہ لوگ جن کو یہ اطلاع دی گئی تھی
 میں بہت خوش ہوئے ہیں کہ آج یہی تکذیب کا موقعہ مل گیا اور میں نہایت مضطرب رہا
 تھا کہ ایک دفعہ مجھے یہ الہام ہوا۔ بہت دیر روپیہ آئے ہیں اس میں شک نہیں
 میں نے آریون کو یہ الہام سنایا وہ اور بھی زیادہ بیس کا موجب ہوا کیونکہ ایک ملازم سرکاری
 نے جو شب پوٹ ماسٹر تھا علانیہ طور پر کہہ دیا تھا کہ صرف پانچ روپیہ آئے ہیں بعد اس کے
 اتفاقاً ایک آریہ ان آریون میں سے ڈاکخانہ میں گیا اور اسکو ڈاک منشی نے اسے
 استفسار سے پوچھا کہ دراصل بیس روپے آئے ہیں اور پہلے یوں ہی میری منہ

نکل گیا تھا کہ پانچ روپے آئے ہیں اور ساتھ اسکے منشی الہی بخش صاحب کو فٹنٹ
کو ایک کارڈ بھی تھا اور یہ روپیہ ۱۸ ستمبر ۱۸۸۳ء کو پہنچا تھا جس دن یہ الہام ہوا پس
اس مبارک دن کی یادداشت کیلئے اور نیز آریون کو گواہ بنانے کے لئے ایک
رویہ کی شیرینی تقسیم کی گئی جس کو ایک آریہ لایا اور آریون کو اور نیز دوسروں کو
دی گئی تا اگر یون نہیں تو شیرینی کہا کر ہی اس نشان کو یاد رکھیں۔

۳۵۱ نشان۔ ایک دفعہ بیاض مرض دیا بیٹیس جو قریباً بیس سال کے تھے
دھنگیرہ تھے انکھوں کی بصارت کی نسبت بہت اندیشہ ہوا کیونکہ ایسے امراض میں دل الہی
کاخ تخط خطرہ ہوتا ہے تب خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مجھے اپنی اس وحی
سے تسلی اور اطمینان اور سکینت بخشی اور وہ وحی یہ ہے **فزلت الرحمۃ علی ثلاث**
العیان و علی الاخریین یعنی تین اعضا پر رحمت نازل کی گئی ایک آنکھیں
اور دو اور اعضا اور انکی تصریح نہیں کی۔ اور میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ
جیسا کہ پندرہ بیس برس کی عمر میں میری بیٹائی تھی ایسی ہی اس عمر میں ہی کہ کر گیا
ستتر برس تک پہنچ گئی ہے وہی بیٹائی ہے سو یہ وہی رحمت ہے جس کا وعدہ خدا تعالیٰ
کی وحی میں دیا گیا تھا۔

۳۵۲ نشان۔ مجھے دائمی کمزوری اور دوران سر کی وجہ سے بہت سی
ناطافتی ہو گئی تھی یہاں تک کہ مجھے یہ اندیشہ ہوا کہ اب میری حالت بالکل تالیف تصنیف
کے لائق نہیں رہی اور ایسی کمزوری تھی کہ گویا بدن میں روح نہیں تھی۔ اس حالت میں مجھ
الہام ہوا **وَرَدَّ إِلَيْكَ أَوْدَانُ الشَّبَابِ**۔ یعنی جوانی کے نور تیری طرف واپس گئے
بعد اسکے چند روز میں ہی مجھے محسوس ہوا کہ میری گمشدہ قوتیں پھر واپس آتی جاتی ہیں۔
اور تھوڑے دنوں کے بعد مجھ میں اس قدر طاقت ہو گئی کہ میں ہر روز دو دو جزو تالیف
کتاب کو اپنا تھکے سے لکھ سکتا ہوں اور نہ صرف لکھنا بلکہ سوچنا اور فکر کرنا جو نئی تالیف

کیلئے ضروری ہے پورے طور پر میسر آگیا اُن دو مرض میرے لائق حال میں ایک بدن کے اوپر کے حصہ میں۔ اور دوسری بدن کے نیچے کے حصہ میں۔ اور کچھ حصہ میں دوران سر ہے اور نیچے کے حصہ میں کثرت پیشاب ہے اور یہ دونوں مرضیں اُن ہی زمانہ سے ہیں جن زمانہ سے میں نے اپنا دعویٰ امور میں اسد ہونیکا شائع کیا ہے میں نے اُن کیلئے دعائیں بھی کیں مگر منع میں جواب پایا اور میرے دل میں القا کیا گیا کہ ابتداء سے مسیح موعود کیلئے یہ نشان مقرر ہے کہ وہ دو زرد چادروں کے ساتھ دو فرشتوں کے گاندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے اُترے گا۔ سو یہ وہی دو زرد چادریں ہیں جو میری جسمانی حالت کے ساتھ شامل کی گئیں انبیاء علیہم السلام کے اتفاق سے زرد چادر کی تفسیر بیماری ہے اور دو زرد چادریں دو بیماریاں ہیں جو دو حصہ بدن پر مشتمل ہیں اور میرے پر یہی خدا تعالیٰ کی طرف سے یہی کہولا گیا ہے کہ دو زرد چادروں سے مراد دو بیماریاں ہیں اور ضرورت تھا کہ خدا تعالیٰ کا فرمودہ پورا ہوتا۔

یاد رہے کہ مسیح موعود کی خاص علامتوں میں سے یہ لکھا ہے کہ لا اودہ و زرد چادروں کے ساتھ اُترے گا (۲) اور نیز یہ کہ دو فرشتوں کے گاندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے اُترے گا۔ (۳) اور نیز یہ کہ کافرا کے دم سے مرے گا (۴) اور نیز یہ کہ وہ ایسی حالت میں دکھائی دے گا کہ گویا غسل کر کے حمام میں سے نکلا ہے اور پانی کے قطرے اس کے سر پر پڑ رہے ہوں گے دانوں کی طرح چمکتے نظر آئیں گے (۵) اور نیز یہ کہ وہ دجال کے مقابل پر خانہ کعبہ کا طواف کرے گا۔ (۶) اور نیز یہ کہ وہ صلیب کو توڑے گا۔ (۷) اور نیز یہ کہ وہ خنزیر کو قتل کرے گا۔ (۸) اور نیز یہ کہ وہ بیوی کرے گا اور اسکی اولاد ہوگی (۹) اور نیز یہ کہ وہی ہے جو دجال کا قاتل ہوگا (۱۰) اور نیز یہ کہ مسیح موعود قتل نہیں کیا جائے گا بلکہ فوت ہوگا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں داخل کیا جائیگا۔ و تلافی عشرۃ کا صلہ پس دو زرد چادروں کی نسبت ہم بیان کر چکے ہیں کہ وہ دو بیماریاں ہیں جو بطور

علامت کے مسیح موعود کے جسم کو ان کا روز ازل سے لاحق ہونا مفقود کیا گیا تھا تا
اسکی غیر معمولی صحت ہی ایک نشان ہو۔

اور دو فرشتوں سے مراد اسکے لئے دو قسم کے غیبی سہاری ہیں جن پر انکی
اتمام حجت موقوف ہے (۱) ایک یہی علم متعلق عقل و نقل کیساتھ حجت جو بغیر کسب اور کتاب کے
اسکو عطا کیا جائیگا۔ (۲) دوسری اتمام حجت نشانوں کے ساتھ جو بغیر انسانی دخل کے خدا کی
طرف سے نازل ہونگے اور دو فرشتوں کے کاذھون پر ہاتھ رکھ کر اسکا اترنا اس بات
کی طرف اشارہ ہے کہ اسکی ترقی کے لئے غیب سے سامان سینسرمون گے اور ان کے سہار
سے کام چلیگا۔ اور میں اس سے پہلے ایک خواب بیان کر چکا ہوں کہ میں نے دیکھا کہ ایک تلوار
میرے ہاتھ میں دگئی ہے جسکا قبضہ تو میرے ہاتھ میں ہے اور نوک اسکی آسمان میں ہے
اور میں دونوں طرف اسکو چلاتا ہوں اور ہر ایک طرف چلانے سے صد انسان قتل ہو
جاتے ہیں جسکی تعبیر خواب ہی میں ایک بندہ صلح کرنے یہ بیان کی کہ یہ اتمام حجت کی تلوار
ہے اور دہنی طرف سے مراد وہ اتمام حجت ہے جو بذریعہ نشانوں کے ہوگا اور بائیں طرف سے
وہ اتمام حجت مراد ہے جو بذریعہ عقل اور نقل کے ہوگا اور یہ دونوں طور کا اتمام حجت
بغیر انسانی کسب اور کوشش کے ظہور میں آئیگا۔

اور کافروں کو اپنے دم سے مارنا اس سے یہ مطلب ہے کہ مسیح موعود کے
نفس کو بیچنے اسکی توجہ سے کافر طاغ ہونگے اور مسیح موعود کا ایسا دکھائی دینا کہ گویا وہ
حمام سے غسل کر کے نکلا ہے اور موتیوں کے دانوں کی طرح عجبیل کے قطرے اس کے
سر پہ چسکتے ہیں اس کشف کے معنی یہ ہیں کہ مسیح موعود اپنی بار باز کی توبہ اور تضرع
سے اپنے اس تعلق کو جو اسکو خدا کے ساتھ ہے تازہ کرتا رہیگا گویا وہ ہر وقت غسل کرتا
اور اس پاک غسل کے پاک قطرے موتیوں کی طرح اس کے سر پہ چسکتے ہیں یہ نہیں کہ انسانی
شرشت کے برخلاف اس میں کوئی عاریق عادت امر ہے ہرگز نہیں۔ ہرگز نہیں۔ کیا

لوگوں نے اس سے پہلے خارق عادت امر کا عیسیٰ بن مریم میں نتیجہ نہیں دیکھ لیا جس نے کرڑا
 انسان کو جہنم کی آگ کا ایندھن بنا دیا تو کیا اب بھی یہ شوق باقی ہے کہ انسانی عادت
 کے برخلاف عیسیٰ آسمان سے اترے فرشتے ہی ساتھ ہوں اور اپنے منہ کی پھونک سے
 لوگوں کو ہلاک کرے۔ ورنہ موتیوں کی طرح قطرے اس کے بدن سے ٹپکتے ہوں۔ غرض مسیح موعود کے
 بدن سے موتیوں کی طرح قطرے ٹپکتے کے معنی جو مسیح مہینہ صبح میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی
 ہاتھوں میں سونے کے کرٹے دیئے تھے تو کیا اس سے کرٹے ہی مراد تھے ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم نے گائیڈان فرج ہوتے دیکھیں تو کیا اس سے گائیڈان ہی مراد تھیں۔ ہرگز نہیں بلکہ
 ان کے اور معانی تھے پس اسی طرح مسیح موعود کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس باب میں
 دیکھنا کہ گویا وہ غسل کر کے آتا ہے اور غسل کے قطرے موتیوں کی طرح اس کے سر پر سے ٹپکتے ہیں
 اسکے ہی معنی ہیں کہ وہ بہت نوبہ کر نیوالا۔ اور رجوع کر نیوالا ہوگا اور ہمیشہ اس کا تعلق خدا
 تعالیٰ سے تازہ بتازہ رہیگا گویا وہ ہر وقت غسل کرتا ہے اور پاک رجوع کے پاک قطرے
 موتیوں کی دانوں کی طرح اس کے سر پر سے ٹپکتے ہیں۔ ایک دوسری حدیث میں بھی
 خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے کو غسل سے مشابہت دی ہے جیسا کہ نماز کی خوبیوں میں آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر کسی کے گھر کے دروازے کے آگے نہر ہو اور وہ پانچ
 وقت اس نہر میں غسل کرے تو کیا اس کے بدن پر میل رکھتی ہے۔ صحابہ نے عرض کیا کہ
 نہیں تب آپ نے فرمایا کہ اسی طرح جو شخص پانچ وقت نماز پڑھتا ہے (جو جامع توبہ اور
 استغفار اور دعا اور تضرع اور نیاز اور تحمید اور تسبیح ہے) اسکے نفس پر بھی گناہوں کی میل
 نہیں رہ سکتی گویا وہ پانچ وقت غسل کرتا ہے۔ اس حدیث سے ظاہر ہے کہ مسیح موعود کے
 غسل کے بھی یہی معنی ہیں ورنہ جسمانی غسل میں کوئی خاصی خوبی ہے اس طرح تو
 بھی ہر روز صبح کو غسل کرتے ہیں اور غسل کے قطرے بھی ٹپکتے ہیں افسوس کہ جسمانی خیال
 کے آدمی ہر ایک روحانی امر کو جسمانی امور کی طرف ہی پہنچ کر لے جاتے ہیں اور یہی کیفیت

اسرار اور حقائق سے نا آشنا ہیں ۔

اور یہ امر کہ مسیح موعود و جبال کے مقابل پر فادہ کعبہ کا طواف کرے گا یعنی
و جبال بھی خانہ کعبہ کا طواف کر لے گا اور مسیح موعود بھی اس کے معنی خود ظاہر ہیں کہ اس طواف
سے ظاہری طواف مراد نہیں ورنہ یہ ماننا پڑے گا کہ و جبال خانہ کعبہ میں داخل ہو جائیگا
یا یہ کہ مسلمان ہو جائیگا۔ یہ دونوں باتیں خلاف لصوص حدیثیہ ہیں پس بہر حال حدیث
قابل تاویل ہے اور اسکی وہ تاویل جو خدا نے میرے پر ظاہر فرمائی ہے وہ یہ ہے کہ آخری زمانہ
میں ایک گروہ پیدا ہو گا جس کا نام و جبال ہے وہ اسلام کا سخت دشمن ہو گا اور وہ اسلام
کو نابود کرنے کے لئے جس کا مرکز خانہ کعبہ ہے چور کی طرح اس کے گرد طواف کر لے گا تا اسلام کی عمارت
کو بیخ و بن سے اکھاڑ دے اور اس کے مقابل پر مسیح موعود بھی مرکز اسلام کا طواف کر لے گا
جسکی تمثیلی صورت خانہ کعبہ ہے اور اس طواف پر مسیح موعود کی غرض یہ ہوگی کہ اس چور کو
پکڑے جس کا نام و جبال ہے اور اسکی دست دراز یوں کہ مرکز اسلام کو محفوظ رکھو یہ بات ظاہر ہو کہ رات کی وقت چوری
نہ ہو نہ طواف کرنا ہی اور چوکیدار بھی چور کی غرض طواف کرے کہ نقیب لگا دو اور گھر والوں کو تباہ کر دے اور چوکیدار
کی غرض طواف کرے کہ چور کو پکڑے اور اسکو سخت عقوبت کے زندان میں داخل کر دے تا اسکی
بدی سے لوگ امن میں آجائیں۔ پس اس حدیث میں ہی مقابلہ کی طرف اشارہ ہے کہ
آخری زمانہ میں وہ چور جسکو و جبال کے نام سے موسوم کیا گیا ہے ناخون تک زور لگائے گا
کہ اسلام کی عمارت کو منہاں کر دے اور مسیح موعود بھی اسلام کی بہرہ ریزی میں اپنی نعرے

۴۱
حاشیہ خدا تعالیٰ نے سورہ فاتحہ میں ہمیں تعلیم دی ہے کہ وہ و جبال جس سے ڈایا گیا ہے وہ آخری زمانہ کے
گمراہ پادری بن جائیں گے حضرت عیسیٰ کا طریق چھوڑ دیا ہے کیونکہ اس نے سورہ مائدہ میں یہی دعا
سکھائی ہے کہ ہم خدا سے پہنچتے ہیں کہ ایسے یہودی بن جائیں جن پر حضرت عیسیٰ کی نافرمانی و عداوت ہو
غضب اللہ علیہم اجمعین اور ایسے مسیحائی بن جائیں جنہوں نے حضرت عیسیٰ کی تعظیم کو چھوڑ دیا اور خدا بنا دیا تھا اور ایک ایسا
جہوت بنایا کہ جو تمام جہوتوں سے بڑا ہے اور اسکی تائید میں حدوں زیادہ فریب اور مکر استعمال میں لائے گئے
آسمان پر تک نام و جبال کہیں گے اگر کوئی اور و جبال ہوتا تو اس میں میں اس سو پناہ مانگتی ضروری تھی مگر سورہ فاتحہ
میں یہودیوں کا نام و جبال ہونا پانا تھا اور یہی حقیقی واقعات ظاہر ہو رہے ہیں کیونکہ جس آخری منہ کر
نہ لگایا نہ ہمارا نہ سفارشی منہ کہ پتہ کیا ہے و نہ است پر غلو کرے گا فتنہ ہے۔ منہ

آسمان تک پہنچائیگا اور تمام فرشتے اس کے ساتھ ہو جائیں گے اس آخری جنگ میں اسکی فتح ہو۔ وہ نہ تھکے گا اور نہ در ماندہ ہوگا اور نہ سست ہوگا اور نہ خون تک زور لگائیگا کہ تا اس چور کو پکڑے اور جب اسکی نصراات انتہا تک پہنچ جائیں گی تب خدا اسکے دل کو دیکھے گا کہ کہاں تک وہ اسلام کیلئے کچھل گیا تب وہ کام جو زمین نہیں کر سکتی آسمان کرے گی اور وہ فتح جو انسانی ہاتھوں سے نہیں ہو سکتی وہ فرشتوں کے ہاتھوں میں آجائیگی۔ اس مسیح کے آخری دنوں میں سخت بلائیں نازل ہوں گی اور سخت زلزلے آئیں گے اور تمام دنیا اس میں جاتا رہے گی یہ بلائیں صرف اس مسیح کی دعا سے نازل ہوں گی تب ان نشانوں کے بعد اسکی فتح ہوگی۔ وہی فرشتے ہیں جو ستارہ کے دباس میں لکھا گیا ہے کہ مسیح موعود ان کے کندھوں پر نزل کرے گا۔ آج کون خیال کر سکتا ہے کہ یہ وجہی فتنہ جس میں مراد آخری زمانہ کے صلاحت مشیہ پاور یوں کے منصوبے ہیں انسانی کوششوں سے فرو ہو سکتا ہے ہرگز نہیں بلکہ آسمان کا خدا خود اس فتنہ کو فرو کرے گا وہ بجلی کی طرح گرے گا اور طوفان کی طرح آئیگا اور ایک سخت اندھی کی طرح دنیا کو بلا دے گا یہ دیکھ کر غضب کا وقت آگیا کہ وہ بے نیاز ہے۔ قدرت کی پتھر کی آگ انسانی نصراات کی ضرب کی محتاج ہے آہ کیا مشکل کام ہے۔ آہ کیا مشکل کام ہے۔ ہم نے ایک قربانی دینا ہے جب تک ہم وہ قربانی ادا نہ کریں کہ صلیب نہیں ہوگا اسی قربانی کو جتنا کسی نبی نے اور نہیں کیا اسکی فتح نہیں ہوئی اور اسی قربانی کی طرف اس آیت کریمہ میں اشارہ ہے **وَأَمْسِكْ فَلْيُنَادِلْ جَبَّارٍ عَنِيدٍ** یعنی فیوں نے انہیں مجاہدہ کی آگ میں نہ کرے فتح دیا ہی نہ دیا تھا ہر ایک ظالم سرکش تباہ ہو گیا اور اسی کی طرف اس شعر میں اشارہ ہے

”**اول مردوخ خدا نامہ بدرد + بیج فوے را خدا رسوا نکرد**“

اور صلیب کے توڑنے سے یہ سمجھا کہ صلیب کی لکڑی یا سونے پاندی کی

صلیب میں توڑ دی جائیگی پخت غلطی ہے اس قسم کی صلیبیں تو ہمیشہ سلامی جنگوں میں

ٹوٹی رہی ہیں بلکہ اس کو مطلب یہ ہے کہ مسیح موعود صلیبی عقیدہ کو توڑ دیجھا اور بعد اس کے دنیا میں صلیبی عقیدہ کا نشوونما نہیں ہوگا ایسا ٹوٹے ٹھکانے کا کہ پر قیامت تک اسکا پونہ نہیں ہوگا۔ انسانی ہاتھ اسکو نہیں توڑ سینگے بلکہ وہ خدا جو تمام قدرتوں کا مالک ہے جس طرح اس نے اس فتنہ کو پیدا کیا تھا اسی طرح اسکو نابود کرے گا اسکی آنکھ ہر ایک کو دیکھتی ہے اور ہر ایک صداوق اور کاذب اسکی نظر کے سامنے ہر وہ غیر کو یہ عزت نہیں دینگا مگر اس کے ہاتھ کا بنایا ہوا مسیح۔ شرف پائیگا جسکو خدا عزت دے کوئی نہیں جو اسکو زلیل کر سکے وہ مسیح ایک بڑے کام کے لئے پیدا کیا گیا ہے سو وہ کام اس کے ہاتھ پر فتح ہوگا اسکا اقبال صلیب کے زوال کا موجب ہوگا اور صلیبی عقیدہ کی عمر اس کے ظہور سے پوری ہو جائیگی اور خود بخود لوگوں کے خیالات صلیبی عقیدہ سے بیزار ہونے چلے جائیں گے جیسا کہ آجکل یورپ میں ہو رہا ہے اور جیسا کہ ظاہر ہے کہ ان دنوں میں عیسائیت کا کام صرف تنخواہ دار پادری چلا رہے ہیں اور اہل علم اس عقیدہ کو چھوڑتے ہیں پس یہ ایک ہوا ہے جو صلیبی عقیدہ کے برخلاف یورپ میں چل پڑی ہے اور ہر روز تند اور تیز ہوتی چلی جاتی ہے۔ یہی مسیح موعود کے ظہور کے آثار ہیں کیونکہ وہی دو فرشتے جو مسیح موعود کے ساتھ نازل ہونے والے تھے صلیبی عقیدہ کے برخلاف کام کر رہے ہیں اور دنیا ظلمت سے روشنی کی طرف آتی جاتی ہے اور وہ وقت قریب ہے کہ دجالی طلسم کھلے کھلے طور پر ٹوٹ جائے کیونکہ عمر پوری ہو گئی ہے۔

اور یہ پیشگوئی کہ خنزیر کو قتل کر لینگا یہ ایک نجس اور زہر بان دشمن کو مغلوب کرنیکی طرف اشارہ ہے اور اسکی طرف اشارہ ہے کہ ایسا دشمن مسیح موعود کی دغا سے ہلاک کیا جائیگا اور یہ پیشگوئی کہ مسیح موعود کی اولاد ہوگی یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ خدا اسکی نسل سے ایک ایسے شخص کو پیدا کر لینگا جو اس کا جانشین ہوگا اور وہ اسکا نام کی جاتا کر لینگا جیسا کہ میری بعض پیشگوئیوں میں یہ خبر آچکی ہے۔

اور یہ پیشگوئی کہ وہ دجال کو قتل کر لیا اس کے پس منظر میں کہ اس کے ظہور سے
دجال فتنہ روبرو ہوا اور خود بخود کم ہوتا جائیگا اور دشمنوں کے دل توجہ
کی طرف پلٹا کھا جائیں گے۔ واضح ہو کہ دجال کے لفظ کی دو تفسیریں کی گئی ہیں ایک یہ
کہ دجال اُس گروہ کو کہتے ہیں جو جھوٹے مسیح کا حامی ہو اور کبر اور فریب سے کام لے رہا ہو۔
دوسری یہ کہ دجال شیطان کا نام ہے جو ہر ایک جھوٹ اور فساد کا باپ ہے جس کا قتل
کرنے کے معنی ہیں کہ اس شیطانی فتنہ کا ایسا استیصال ہوگا کہ پھر قیامت تک کہیں نہ ہوگا
نشوونما نہیں ہوگا گویا اس آخری لڑائی میں شیطان قتل کیا جائیگا۔

اور یہ پیشگوئی کہ مسیح موعود بعد از فتنہ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
قبر میں داخل ہوگا اسکے یہ معنی کرنا کہ نبی موعود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کھودی جائیگی
یہ جسمانی خیال کے لوگوں کی غلط فہمی ہے جو گستاخی اور بے ادبی سے بھری ہوئی ہے
بلکہ اسکے معنی یہ ہیں کہ مسیح موعود مقام قرب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قدر ہوگا
کہ موت کے بعد وہ اس رتبہ کو پا جائیگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب کا رتبہ اُسکو ملے گا۔
اور اسکی روح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح سے جاملے گی گویا ایک ہی قبر میں ہیں۔ اصل معنی
یہی ہے جس کا جی چاہے دوسرے معنی کرے۔ اس بات کو روحانی لوگ جانتے ہیں۔
کہ موت کے بعد جسمانی قرب کچھ حقیقت نہیں رکھتا بلکہ ہر ایک جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے روحانی قرب رکھتا ہے، اسکی روح آپ کی روح سے نزاکت کی جاتی ہے جیسا کہ
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **فَاَدْخِلْنِيْ فِيْ عِبَادِيْ وَادْخِلْنِيْ جَنَّتِيْ**۔

اور یہ پیشگوئی کہ قیامت میں کیا جائیگا یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ خاتم الخلفاء
کا قتل ہونا موجب ہر تک سلام ہے اسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قتل سے
بچائے گئے۔

۳۷۷۔ **النشان**۔ عظیم الشان نشان لیکھرام کا بیاہرہ ہے واضح ہو کہ میں نے سرورِ عالم

کے ختم میں بعض آریہ صاحبوں کو مباہلہ کے لئے بلایا تھا اور لکھا تھا کہ جو تعلیم وید کی طرف منسوب کی جاتی ہے صحیح نہیں ہے اور جو تکذیب قرآن شریف کی آریہ جہان کو توڑ دینا اس تکذیب میں وہ کاذب ہیں اگر ان کو دعویٰ ہے کہ وہ تعلیم جو وید کی طرف منسوب کی جاتی ہے سچی ہے اور یا لغو ذرا لہ قرآن شریف منجانب اللہ نہیں تو وہ مجھ سے مباہلہ کر لیں اور لکھا گیا تھا کہ سب سے پہلے مباہلہ کے لئے لالہ مرلیہ صاحب کو بلایا جائے جن سے بمقام ہوشیار پور بحث ہوئی تھی پھر بعد اسکے ہمارے مخاطب لالہ جیوند اس سکریٹری آریہ سماج لاہور ہیں اور پھر کوئی اور دوسرے صاحب آریوں میں سے جو معزز اور ذی علم تسلیم کئے گئے ہوں مخاطب کئے جاتے ہیں

پیری اس تحریر پر سنڈٹ لیکچر ام نے اپنی کتاب خط احمدیہ میں جو ۱۸۸۸ء میں اس نے شائع کی تھی جیسا کہ اس کتاب کے اخیر میں یہ تاریخ درج ہے میرے ساتھ مباہلہ کیا۔ چنانچہ وہ مباہلہ کے لئے اپنی کتاب خط احمدیہ کے صفحہ ۳۴۳ میں بطور تہنید یہ عبارت لکھتا ہے۔

چونکہ ہمارے کرم و معظّم ماسٹر مرلیہ صاحب دہشتی جیون داس صاحب سبب کثرت کام سرکاری کے عظیم الفرصت میں بنا بران اپنے اوتشاہ اور ان کے ارشاد سے اس خدمت کو بھی نیا زندگی دے اپنے ذمہ نیا پس کسی انا کے اس مقولہ پر کہ دروغ گو را تا بدروازہ باید رسانید عمل کر کے میرزا صاحب کی اس آخری التماس کو بھی (یعنی مباہلہ کو)

بد نظریہ کہ مباہلہ کی رو چار سطر کی کسی فرصت کی ضرورت تھی مباہلہ کا خلاصہ صرف یہ فقرہ کہ اپنا اور فریق ثانی کا نام لیکر خدا تعالیٰ سے یہ دعا کریں کہ جو شخص ہم میں سے جو ہمارے ہوا وہ ہلاک ہو پس کیا ماسٹر مرلیہ صاحب دہشتی جیوند اس کو اتنی کم فرصتی تھی کہ یہ دو سطر ہی نہیں لکھ سکتے تھے بلکہ اصل حقیقت یہ کہ وہ دونوں سچ کے مقابل پر ڈر گئے اور لیکچر ام اپنی قیمتی سے شوخ ویدہ اور اندھا ادبی تھا اس نے اپنی فطرتی شوخی سے انکی بلا اپنی ذمہ لے لی آخر مباہلہ کے بعد

۱۔ پانچ سالہ ملاو کو بدوشیاس دنیا سے کچ کر گیا۔ مینہ۔

منظور کرتا ہوں اور مباہلہ کو بیان پر طبع کر اگر مشہور۔

مضمون مباہلہ

میں نیاز التیام لیکھ ام ولد پنڈت تار سنگھ صاحب شرما مصنف کذیب
برائین احمدیہ و رسالہ ہذا اقرار صحیح بدستنی ہوش حواس کر کے کرتا ہوں کہ میں نے اول
سے آخر تک رسالہ شرمشہم آریہ کو پڑھ لیا۔ اور ایک بار نہیں بلکہ کئی بار اس کے دلائل
کو بخوبی سمجھ لیا بلکہ ان کے بطلان کو بروئے سنت و عہد رسالہ ہذا میں شائع کیا میرے
دل میں مرزاجی کی دلیلوں نے کچھ بھی اثر نہیں کیا اور نہ وہ رشتی کے متعلق ہیں۔
میں اپنے جگت پتا پر ہمیشہ کو ساکھی جانکر اقرار کرتا ہوں کہ عیساکہ ہر ہمارے دیر مقدس میں
ارشاد ہدایت مینا ہے اس پر میں پختہ یقین رکھتا ہوں کہ میری روح اور تمام ارواح کو
کہی نیستی یعنی قطعی ناکش نہیں ہے اور نہ کہی ہوا اور نہ ہوگا۔ میری روح کو کسی نے نیست
سے ہست نہیں کیا (یعنی میری روح کا کوئی پیدا کر نیا لالہ نہیں بلکہ خود بخود قدیم ہے)
بلکہ ہمیشہ سے پر ماتا کی انا دی قدرت میں رہا اور رہیگا۔ ایسا ہی میرا جیسا مادہ اپنے
پر کرتی یا نرما تو بھی قدیمی یا انا دی پر ماتا کے قبضہ قدرت میں موجود ہیں کہی مفقود

❖ حاشیہ: کہنا افضل فقرہ ہے کہ ہمیشہ سے پر ماتا کی انا دی قدرت میں رہا اور رہیگا ظاہر ہے کہ
جبکہ ارواح بقول آریہ سیاح کے اپنی تمام طاقتوں اور قوتوں کیساتھ قدیم سے خود خود ہیں تو پھر ان کو
پریشہ کی قدرت کے ساتھ تعلق ہی کیا ہے ان قوتوں کو نہ پریشہ بڑا سکتا ہے نہ گھٹا سکتا ہے اور
ندان میں کسی طرح کا تصرف کر سکتا ہے وہ تمام ارواح تو بقول آریوں کے اپنا وجود کے آپ ہی پریشہ
ہیں اور ایک ذرہ پریشہ کا اپنا احسان نہیں۔ پس یاد رہے کہ یہ بقول لیکھ ام ولد کے دوسرے ہم مذہب
کہ ارواح پر ماتا کی انا دی قدرت میں رہتی ہیں اور رہیں گے یہ صرف اپنی غلط مذہب کی پرہیز
کیلئے بولا جاتا ہے کیونکہ انسان کا کاشفس اس کو ہر وقت ایسا ہی بودہ عقائد پر ملزم کرتا ہے اگر خداوند

نہیں ہوں گے اور تمام حجت کا سرچن ہر ایک ہی کرتا رہے دوسرا کوئی نہیں مین پر ہمیشہ
کی طرح تمام دنیا کا مالک یا صانع نہیں ہوں اور نہ سرب بیا پاک ہوں اور نہ انتزاعی بلکہ اس
مہان لٹیکتی مان کا ایک اور فیض ہو کہ ہر اس کے گیان اور شکتی مین ہمیشہ سے ہوں
معدوم کہی نہیں ہوں۔ اور نہ کوئی عدم خانہ کہیں ہے بلکہ کسی چیز کو عدم نہیں ایسا ہی ویدی

شبلیہ اور انکی قوتوں اور ذرات عالم اور انکی قوتوں کا پیدا کرنا نہیں تو سیر وہ ان کا خدا ہی نہیں
ہو سکتا اور یہ کہنا کہ اگر ہم روح کو انکے تجریدی حالت مین خدا کے بندے اور مخلوق نہیں کہہ سکتے کیونکہ

اس نے انکو نہیں بنایا لیکن جب ہمیشہ روح کو اجسام مین ڈالتا ہے تو اس قدر اپنی کارروائی
سے ہٹا کر ہمیشہ بناتا ہے یہ خیال ہی غلط ہے کیونکہ جس شے نے ارواح اور پرمانوں کو مع انکی تمام قوتوں
کے پیدا نہیں کیا کوئی دلیل اس بات پر قائم نہیں ہو سکتی کہ وہ ان کے جوڑنے پر قادر ہے

اور محض بعض کا بعض سے جوڑنا اسکو ہمیشہ بننے کا حق نہیں بخش دیتا بلکہ اس صورت مین تو وہ
اس ان بانی کی طرح ہے جس نے آٹا بازار سے لیا اور لکڑی کسی لکڑی فروش سے اور تاک ہمسایہ
سے اور پھر روٹی پکائی۔ اور اس صورت مین پرشہ وجود پر کوئی ہی ثبوت نہیں کیونکہ اگر

ارواح مع اپنی تمام قوتوں کے قدیم سے خود بخود مین تو پھر اس پر کیا دلیل ہے کہ ارواح
اور پرمانوں کا اتصال اور انفصال ہی قدیم سے خود بخود نہیں جیسا کہ دہر یون کا خیال
ہے۔ سوائے آریہ سماج والے اپنے ہمیشہ کے وجود پر کوئی دلیل نہیں پیش کر سکتے اور نہ ان کے

پس کوئی دلیل ہے۔ یہ ہے خلاصہ وید کے گیان کا جس پر غور کیا جاتا ہے۔ یہ بات ظاہر ہے
کہ خدا تعالیٰ کی ہستی پر دو قسم کے دلائل قائم ہو سکتے ہیں اول اس حالت مین دلیل قائم
ہوتی ہے کہ جب اکی ذات کو مشرقیہ تمام فیوض کا ان لیا جائے اور اسی کو ہر اک اپنی ہستی کا

پیدا کنندہ تسلیم کر لیا جائے تو اس صورت مین خواہ ذرات عالم پر نظر کریں یا ارواح پر یا
اجسام پر ضروری طور پر ماننا پڑے گا کہ ان تمام مصنوعات کا ایک صانع ہے۔

دوسرا طریق خدا تعالیٰ کی شناخت کا اس کے تازہ تازہ نشان مین جو پھیل اور اولیا

اس انصافانہ تعلیم کو بھی میں تسلیم کرتا ہوں کہ کتنی سینے نجات کروں کے مطابق ہمارا ملک ملتی ہے (یعنی وہابی نجات نہیں صرف ایک مقررہ مدت تک ہے) بعد اس کے پرانا تاکی نیا کے مطابق پھر جسم انسانی لینا پڑتا ہے۔ محدود کروں کا بے حد چل نہیں (کرم تو محدود ہیں مگر وفادار پرستار کی نیت محدود نہیں ہوتی اور نیز کرم کا محدود ہونا اسکی مرضی نہیں)

مشکیہ کی معرفت ظاہر ہوتے ہیں سو آریہ سماج والے ان سے ہی منکر ہیں اس لئے ان کے بقیہ پاس اپنے پریشہر کے وجود پر کئی ہی دلیل نہیں۔

عجیب بات ہے کہ آریہ لوگ یوں تو بات بات میں اپنی پریشہر کو پتا پتا کر کے پکارتے ہیں جیسا کہ ابھی لیکھرام نے اپنے مضمون میں مذکور کیا ہے مگر معلوم نہیں کہ وہ کس طور کا پتا ہے کیا اس طور کا پتا جیسا کہ ایک متبنی ایک جہنی شخص کو اپنا پاپ کہہ دیتا ہے یا ایسا پتا جو نیوگ کے ذریعے سے فرضی طور پر بنایا جاتا ہے اور ایک آریہ کی عورت اپنی پاکہ اپنی کو خاک میں مل کر دوسری سے اپنا منہ کالا کرتی ہے اور اس طرح پر اس عورت کا خاندان کا پتا پتا ہے جو نیوگ کے ذریعے سے حاصل کیا جاتا ہے پس اگر پریشہر آریوں کا ایسا ہی پتا ہے تب تو ہمیں کلام کر نیکی گنجائش نہیں لیکن اگر اس طرح کا پتا ہے کہ ارجح اور ذات عالم سے اپنی تمام تون کے ایک ہاتھ سے نکلی ہیں اور ایسی کر وجود پذیر ہیں تو یہ بات آریوں کے اصول کے برخلاف ہے اگر پوچھو کہ کیوں گرا اصول کے برخلاف ہے تو واضح ہو کہ آریوں کے اصول کے مطابق تمام ارجح پریشہر کے قد ہی شریک ہیں جس سے وجود پذیر نہیں تو پھر ہم پریشہر کو ٹن کا پتا کیوں کر کہہ سکتے ہیں وہ تو خود خود میں جیسے کہ پریشہر خود خود۔ مگر یہ اصول غلطی معرفت کی انکو بخیر کیسے معلوم کر سکتے ہیں کہ جیسا کہ آپ بن تو ہیں اور غلطی اور غلطی میں ہوتی ہیں دوسری جیسے میں پائی جاتی ہیں پر اس طرح چونکہ ارجح خدا خدائی کے ہاتھ سے نکلی ہیں ان میں غلطی طور پر وہ رنگ پایا جاتا ہے جو خدا کی ذات میں موجود ہے اور جیسے جیسے خدا کے بند غرض اسکی محبت اور پریشہر کے ذریعے صفوت اور پاکیزگی میں ترقی کرتے ہیں وہ رنگ نیز ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ غلطی جو ہر ایسے انسان میں خدا کے افوار ظاہر ہونے سے شروع ہو جاتا

میں دیدوں کی ان سب تعلیموں کو دلی یقین سے مانتا ہوں اور میں یہ بھی مانتا ہوں کہ پریشگر گناہوں کو بالکل نہیں بخشا [عجیب پریشگر ہے] یا کسی شفاعت یا سفارش پر بھروسہ نہیں [یعنی کسی کی دعا کسی کے حق میں قبول نہیں ہوتی] میں خدا کو راشی یا ظالم نہیں جانتا [لفظ مرثی ہے جس کے معنی ہیں رشوت سینے والا راشی لفظ نہیں ہے بلکہ مرثیہ کی عظمت کا یہ نمونہ ہے کہ بجائے مرثی کے راشی لکھتا ہے] اور میں دید کی رو سے اس بات پر کامل و صحیح یقین رکھتا ہوں کہ چاروں دید ضرور ایشگر گناہ ہیں ذرا ہی غلطی یا جھوٹ یا کوئی قصہ کہانی نہیں۔ ان کو ہمیشہ ہر نئی دنیا میں پرانا تاجگت کی ہڈی عام کیلئے پرکاش کیا کرتا ہے۔ اس مرثی کے آغاز میں حب انسانی خلقت شروع ہوئی پر مانتا ہے دیدوں کو شری الگٹی۔ شری دایو۔ شری آوت۔ شری انگرہ جیو۔ چار رشیدوں کے آکاؤں میں الہام دیا مگر جبریل یا کسی اور چھٹی رسان کی معرفت نہیں بلکہ خود ہی کیونکہ وہ

نفس پاک میں۔ صاف طور پر یہی دکھائی دیتا ہے کہ انسانی فطرت میں خدا کے پاک اخلاق مخفی ہیں جو نزکیہ نفس سے ظاہر ہو جاتے ہیں مثلاً خدا کریم ہے ایسا ہی انسان بھی نزکیہ نفس کے بعد رحم کی صفت رحمہ لیتا ہے۔ خدا جو ادا ہے ایسا ہی انسان بھی نزکیہ نفس کے بعد جوہر کی صفت رحمہ لیتا ہے ایسا ہی خدا شامی خدا کریم ہے خدا غفور ہے اور انسان بھی نزکیہ نفس کے بعد ان تمام صفات سے محضہ لیتا ہے پس کہ یہ صفات فاضلہ انسان کی روح میں رکھ دے کہ میں اگر خدا نہ رہے کہ میں تو اس سو ثابت ہو کہ وہ ارواح کا خالق ہے اور اگر کوئی یہ کہے کہ خود بخود میں تو اس کا جواب یہی کافی ہے کہ لعنة الله علی الذین - منہ

۱۔ جہاں نظام پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان جوہر کے ذریعہ سے مستفاد ہے اور سوچ کے ذریعہ سے دیکھتا ہے پھر جہاں نظام میں یہ دو چھٹی رسان کو پہنچ گئے حالانکہ خدا کا جسمانی روحانی قانون بہم مطابق ہونا چاہئے۔ افسوس دید کا گناہ ہر جگہ پر صحیفہ قدرت کے مخالف ہے اور کون کہتا ہے کہ خدا ہر جگہ نہیں بلکہ وہ ہر جگہ ہی ہے اور ذوالعرش ہی ہے۔ نادان اس معرفت کو غنہ کو نہیں سمجھتا۔ یہ بات

مترقیان جو فائدہ بخشا ہے کہ ہم کہیں کر سکتے ہیں کہ وہ خود خود انسان کے بدن میں آکر رہتے ہیں بزرگ نہیں بلکہ وہ خدا کے حکم سے آکر خالق ہوا۔ حق کر سکتے ہیں وہ بھی ایک قسم کے فرشتے ہیں بلکہ ذرہ عالم سے انرا واقف ہے کہ توحید پرستی نہیں ہے یہ سب خدا کے فرشتے ہیں اور توحید پرستی نہیں ہوتی جب تک کہ ذرہ کو خدا قائل نہ ہو کہ وہ خدا کا نام نہ لے سکے کہ وہ خدا کے فرشتے ہیں خدا کے فرشتے تسلیم نہ کریں تو پھر ہمیں انکار کرنا چاہیے گا کہ یہ تمام تفرقات انسانی جسم اور تمام عالم میں بغیر خدا تعالیٰ کے علم اور ارادہ اور امر و نہی کے خود بخود ہو سکتے ہیں اور اس صورت میں خدا کو محض مطلق جوہر باہر مانتا ہے نہ کہ کسی شے میں یا ان کے اندر یا ان کے باہر

توحید قائم نہیں رہ سکتی اور ہر ایک چیز کو اور ہر ایک تاثیر کو خدا تعالیٰ کے ارادہ سے باہر مانتا ہے اور فرشتہ کا مفہوم تو یہی ہے کہ وہ چیزیں جو خدا کے حکم سے کام کر رہی ہیں پس جبکہ یہ قانون ضروری اور مسلم ہے تو پھر جبرائیل اور میکائیل سے کیوں انکار کیا جائے

آسمان یا عرش پر نہیں بلکہ سرب بیا پاک ہے۔ میں یہ بھی مانتا ہوں کہ وہ یہی سب سے
کامل اور مقدس گیان کے پتک ہیں۔ آریہ ورت سے ہی تمام دنیا نے فضیلت سیکھی
آریہ لوگ ہی سب کے اوستا و اول ہیں آریہ ورت سے باہر جو بقول مسلمانوں کے ایک لاکھ
چوبیس ہزار و تیس ہزار سال سے آئے ہیں اور تو ریت۔ زبور۔ انجیل۔ قرآن وغیرہ کتب
لائے ہیں میں دلی یقین سے اُن پتکوں کو مطالعہ کرنے سے اور سمجھنے سے..... انکی تمام مہر ہی
ہر امتوں کو بناوٹ اور جعلی اصلی الہام کے بزمام کرنیوی تحریر میں خیال کرتا ہوں..... انکی سچائی کی
ریل سے کھلے یا ادانی یا توار کے اُنکے پاس کوئی نہیں..... اوجیس طرح میں اور رستی کے
برخلاف باتوں کو غلط سمجھتا ہوں ایسا ہی قرآن اور اسکی اصولوں اور تعلیموں کو جو دین کے مخالف ہیں
انکو غلط اور جھوٹا جانتا ہوں [لعنة الله على الذين] لیکن میرا دوسرا فرق میرا
غلام احمد ہے وہ قرآن کو خدا کا کلام جانتا اور اسکی سب تعلیموں کو درست اور صحیح سمجھتا ہے اور
جس طرح میں قرآن وغیرہ کو پڑھ کر غلط سمجھتا ہوں ویسے ہی وہ اُمّی محض مذہب و زناگری و محروم
مطلق بغیر پڑھنے یا دیکھنے ویدوں کے ویدوں کو غلط سمجھتا ہے
اسے ہمیشہ ہم دونوں فریقوں میں سچا فیصلہ کر کیونکہ کاذب صادق
کی طرح کبھی تیر کو حضور میں عزت نہیں پاسکتا۔

راقم آپکا ادلی بندہ لیکھرام شراب ساسد ریہ سلج پشاور
حال اویٹر آریہ گزٹ فیروز پورہ پنجاب

حاشیہ۔ اگر غیبیہ وید نہیں پڑھے ہیما یہ تو غیبت ہے کہ لیکھرام نے چاروں وید کتبہ کر لئے تھے سچ ہی ہے [لعنة الله على الكاذبين]
کیا کہہ سکتے ہیں۔ بحث اصولوں پر ہوتی ہے جبکہ آریہ سماج والوں نے اپنی ناقص وید کے اصول شائع کر دیئے ہیں
بحث کرنا ہر ایک غلط فہمی کا حق ہے اور یہ سب غلط فہمیاں کہ میں وید میں پڑھتا ہوں وہ وید کے وہ ترجمہ جو ملک میں شائع ہوئے
سے آخر تک دیکھے ہیں پتہ نہ دیا نہ کادید بھاش بھی دیکھا ہے اور عرصہ قریب چالیس سال سے ہمارا رجوع
میرے مباحثات ہوتے رہے ہیں پہلے کہنا کہ وید کی محکمہ کچھ بھی خبر نہیں کس قدر جھوٹ ہے اور اگر آریہ سماج
کے پتہ نہ اب بھی لیکھرام کو وید کا مفصل تسلیم کر چکے ہیں تو میں وہ سر شکیست و کھنڈی کاشت قی ہوں بلکہ لیکھرام
کا زبہ ذرا بھی اس سے بڑھ کر نہیں جانتا ہے اسکو ملے فراہ۔ عجیل حبیلہ خوار۔ منہ۔

اب مباہلہ کی اس دعا کے بعد جو منہ پڑت لیکن ہم نے اپنی کتاب ضبط احمد کے صفحہ ۳۴، ۳۵، ۳۶
 تک لکھی ہے جو کچھ خدا نے آسمان سے فیصلہ کیا ہے اور جس طرح اس نے کاذب کی ذلت ظاہر کی اور صادق
 کی عزت وہ یہ ہے جو ۶۔ مارچ ۱۸۹۷ء کو بروز شنبہ دن کے چار بج کر بعد ظہر میں آیا۔
 دیکھو خدایا کا فیصلہ جس فیصلہ کو لیکر ہم نے اپنی پیشکش
 مانگا تھا انا صادق اور کاذب میں فرق ظاہر ہو جائے



یہ بات یاد رہے کہ اس جگہ ایک نشان نہیں بلکہ دو نشان ہیں (۱) ایک یہ کہ لیکھرام کے ارے جانے کی بذات خود ایک عظیم الشان پیشگوئی ہے جس میں اسکے ماری جانیکاون بتلایا گیا موت کی قسم بتلائی گئی۔ مدت بتلائی گئی وقت بتلایا گیا۔ (۲) دوسری یہ کہ باوجود ہزار کوشش اور سعی کے قاتل کا کچھ بھی پتہ نہیں لگا گیا وہ آسمان پر چڑھ گیا یا زمین کے اندر مخفی ہو گیا اگر قاتل پکڑا جاتا اور پھانسی مل جاتا تو پیشگوئی کی یہ وقعت نہ رہتی بلکہ اس وقت ہر ایک کہہ سکتا تھا کہ جیسے لیکھرام مارا گیا قاتل بھی مارا گیا مگر قاتل ایسا گم ہوا کہ نہیں معلوم کہ آیا وہ آدمی تھا یا فرشتہ تھا جو آسمان پر چڑھ گیا۔

۱۳۸۔ نشان۔ یاد رہے کہ خدا کے بندوں کی مقبولیت پہچاننے کیلئے دعا کا قبول ہونا بھی ایک بڑا نشان ہوتا ہے بلکہ استجاب دعا کی مانند اور کوئی بھی نشان نہیں کیونکہ استجاب دعا سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک بندہ کو جناب الہی میں قدر اور عزت ہے اگرچہ دعا کا قبول ہو جائے مگر لازمی امر نہیں کہی کہی خدا سے عزت و جل اپنی مرضی ہی اختیار کرتا ہے لیکن اس میں کچھ بھی شک نہیں کہ مقبولین حضرت عزت کیلئے یہ بھی ایک نشانی ہے کہ نسبت دوسروں کے کثرت سے انکی دعائیں قبول ہوتی ہیں اور کوئی استجاب دعا کے مرتبہ میں ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا اور میں خدا تعالیٰ کی قسم کہا کر کہہ سکتا ہوں کہ ہزار ہا میری دعائیں قبول ہوئی ہیں اگر میں سب کو لکھوں تو ایک بڑی کتاب ہو جائے اور کسی قدر میں پہلے بھی لکھ چکا ہوں اور اس جگہ بھی چند دعاؤں کا قبول ہونا تحریر کرتا ہوں چنانچہ منجملہ انکی استجاب دعا کا ایک یہ نشان ہے کہ ایک میرے مخلص سیدنا صراشاہ نام جواب کشمیر بارہ پور میں اور میر میں وہ اپنے فسون کے ماتحت نہایت تنگ تھے اور کئی آدمی انکی ترقی کے علاج سے بلکہ انکی ملازمت خطہ میں تھی ایک دفعہ انہوں نے معصوم ارادہ کر لیا کہ میں استعفا دیدیتا ہوں تا اس ہر روزہ تکلیف کی نجات پاؤں میں نے انکو منع کیا مگر وہ اس قدر ملازمت سے عاجز آ گئے تھے کہ انہوں نے بار بار نہایت طرز و اخبار سے عرض کی کہ مجھ کو اجازت دیجائی

کہ میری جان ایک بل میں گرفتار ہو اور عہد سے زیادہ اصرار کیا اور کہا کہ میرے لئے ترقی عہدہ کی راہ بند ہے بلکہ ایسا نہ ہو کہ کسی ظالم کے ہاتھ سے فوق الطانت مجھے ضرر پہنچ جائے۔ تب میں نے انکو کہا کہ کچھ دن صبر کرو میں تمہارے لئے دعا کروں گا اور اگر پھر بھی شکست پیش آئے تو پھر جستیار ہو بعد اس کے میں نے جناب الہی میں ان کیلئے دعا کی اور حضرت عزت شانی کی کامیابی جاری اور اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ سچائے اسکے کہ پہلی ملازمت بھی خطرہ میں تھی غیر مترقب طور پر ترقی ہو گئی چنانچہ ہم دِل میں سیدنا صر شاہ صاحب ہ خط درج کرتے ہیں جس سے معلوم ہو گا کہ دعائے انکی حالت پر کیا اثر کیا اور وہ یہ ہے۔

محضور اقدس حضرت پیر مرشد دام ظلکم

خاکسار نا بکار سیدنا صر شاہ بعد از سلام علیکم مدحہ اللہ برکاتہ عرض سان ہے کہ حضور والا کی دعا نے یہ اثر دکھایا کہ حضور کی دعا کی برکت سے ترقی عہدہ اور ترقی تنخواہ ہو گئی حضور والا کے وہ الفاظ خاکسار کو بخوبی یاد ہیں کہ جب خاکسار نے آذر وہ غلط ہو کر عرض کیا تھا کہ اب ملازمت چھوڑ دوں گا لیکن حضور نے بڑے لطف اور رحم سے فرمایا تھا کہ گھبرانا نہیں چاہیے ہم دعا کرینگے خدا قادر ہے کہ انہیں دشمنوں کو تیار دوست بنا دیتا۔ سو جناب والا ! اچھا لہو کہ جو وہ الفاظ حضور والا نے فرمائے تھے اسی طرح ظہور میں آگیا اور وہی دشمن بعد میں میرے لئے دوست اور سفارش کر نیوالے بن گئے خدا نے حضور کی دعا سوائے کا دل میری طرف پھیر دیا۔ ایک اور بڑا معجزہ حضور والا کی برکت سے یہ ظہور میں آیا کہ ممبران بالا کی طرف سے مجھ پر اعتراض ہوا تھا کہ ناصر شاہ نے کالج کا پاس نہیں کیا اور نہ کسی امتحان کی سند ہے اس لئے عہدہ کی ترقی کا کیونکر مستحق ہو سکتا ہے۔ اور یہ اعتراض تھا اور اس طرف سے حضور والا کا نامہ صادر ہوا کہ ہم نے جہاں تک ممکن تھا بہت دعا کی ہے سو جناب عالی وہی دن تھا جبکہ میری نسبت کاغذات کو نسل میں پیش ہو کر اور صاحب بہادر نے میرے لئے بہت زور دیکر کہا اور عجیب یہ کہ وہی مخالف میرے لئے سفارش کر نیوالے تھے اور دلی دوستی

اور خیر خواہی سے میری ترقی کے خواہاں تھے اور نتیجہ یہ ہوا کہ بغیر کسی عذر و حیلہ کے میری ترقی کیلئے رزولیشن پاس ہو گیا فالحمد للہ علی ذالک جناب من مبلغ چچاس روپیہ پر یوں کی ڈاک میں حضور والا میں اس خاکسار نے روادہ کئے ہیں قبول فرماؤں اور عافرا دین کہ اللہ تعالیٰ آفات زمانہ سے محفوظ رکھے اور عاقبت نیک فرمادے۔ آمین

عرفیہ بندہ خاکسار سید ناصر شاہ اور سیر از مقام

۳۹۱ نشان ایک مرتبہ مشتری نظام الدین نام ایک ہماری جماعت کے شخص نے سیالکوٹ اپنی جائے سکونت سے میری طرف خط لکھا کہ ایک خطرناک مقدمہ فوجداری میری پر وار ہو گیا ہے اور کوئی سبیل رہائی معلوم نہیں ہوتی سخت خوف و ہنگام ہے اور دشمن چاہتا ہیں کہ میں اس میں پھنس جاؤں اور بہت خوش ہو رہی ہیں اور سب سے سخت تھا میری سب سے نو سید ہو کر یہ خط لکھا ہے اور میرا اپنے دل میں نذر کی ہو کہ اگر میں اس مقدمہ سے نجات پا جاؤں تو مبلغ چچاس روپیہ خدا تعالیٰ کے شکر یہ کے طور پر آپ کی خدمت میں ارسال کروں گا تب وہ خط اسکا کئی لوگوں کو دکھلایا گیا اور بہت دعا کی گئی اور اسکو اطلاع دی گئی چند دن گزرے بعد اسکا پہر خط مع چچاس روپیہ کے آیا اور لکھا کہ خدا نے مجھے جس بلا سے نجات دی۔

پھر چند ہفتہ کے بعد ایک اور خط آیا جس میں لکھا تھا کہ کاری کوئل نے پھر وہ مقدمہ اٹھایا ہے اس بنیاد پر کہ فیصلہ میں غلطی ہے اور صاحب ڈپٹی کسٹرنے ڈیو کیٹ کی بات قبول کر کے فیصلہ کو انگریزی میں ترجمہ کر اکر اور سفارش لکھ کر صاحب کسٹرنے جہاد کی خدمت میں بھیج دیا ہے اسلئے یہ حملہ پہلے سے زیادہ خطرناک اور بہت تشویش دہ تھا اور میں نے اس سے بے بسی میں پھر اپنے ذمہ یہ نذر مقرر کی ہے کہ اگر ابھی دفعہ میں اس حملہ سے بچ جاؤں تو مبلغ چچاس روپیہ پھر بطور شکر یہ ادا کروں گا میری لئے بہت دعا کیجئے یہ علاوہ دو نذر خدوں کا ہے جن کے بعد دعا کی گئی۔

بعد اس کے شاید ایک دو ہفتہ ہی گزرے تھے کہ پھر ستری نظام الدین کا خط آیا جو مجھے ذیل میں لکھا جاتا ہے :-

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

میں نے ابھی پنا حضرت حجۃ اللہ علی الارض - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - اللہ تعالیٰ نے حضور کی خاطر پھر دوبارہ خاکسار پر رحم فرمایا اور اپیل فریق مخالف کی کشتہ صاحب لاہور نے نا منظور کر کے کل واپس کر دی فالحمد للہ والنتہ خاکسار دو ہفتہ کے اندر حضور کی قدوسی کیلئے حضور کی خدمت میں پچاس روپیہ تدارک جو پہلے مانا ہوا ہے بیکر حاضر ہو گا -

حضور کا اکارہ غلام

خاکسار نظام الدین ستری شہر سیالکوٹ متصل ڈاکوئی نہ

۴۰۔ **النشان** - سردار خان برادر حکیم شاہ نواز خان مسکن راولپنڈی مین میری طرف لکھتے ہیں کہ ایک مقدمہ میں انکے بھائی شاہ نواز خان کی مع ایکس فریق مخالف کے عدالت میں ضمانت لی گئی تھی جس میں حضرت صاحب سیوینی مجھ سے بعد اپیل دعا کرائی گئی تھی اور ہر دو فریق نے اپیل کیا تھا چنانچہ دعا کی برکت سے شاہ نواز کا اپیل منظور ہو گیا اور فریق ثانی کی اپیل خارج ہو گئی۔ قانون دان لوگ کہتے تھے کہ اپیل کرنا بیفائدہ ہے کیونکہ بالمقابل ضمانت میں یہ دعا کا اثر تھا کہ دشمن کی ضمانت قائم رہی اور شاہ نواز ضمانت سے بری کیا گیا -

۴۱۔ **النشان** - میان نور احمد مدرس مدرسہ امدادی بستی دریام کملانہ ڈاکوئی ڈاکوئی تحصیل شوروکوٹ ضلع جھنگ کے متواتر خطوط میرے نام اس بارہ میں پہنچے تھے کہ ان کے عزیز دوست مسی داسم دستم داسل وغیرہ پر ایک جھوٹا مقدمہ مسی پٹھانہ کملانہ نے کیا ہوا ہے اور مقدمہ خطہ اک ہو گیا ہے دعا کیجا ہے نہ پس جبکہ کثرت سے ہر ایک خط میں عاجزانہ طور پر دعا کیلئے انکا اصرار ہوا تب میری دل کو اس طرف توجہ ہو گئی کیونکہ میں واقعی طور پر انکی حالت کو قابل رحم

پایا اس لئے بہت دعا کی گئی آخر دعا منظور ہوئی چنانچہ ۳ اکتوبر ۱۹۰۶ء کو اسی میان نواز احمد کا خط مجاہد کو بذریعہ ڈاک جو فتیائی مقدمہ کی نسبت تھا پہنچا جو ذیل میں لکھا جاتا ہے اور وہ یہ ہے۔

بسم الرحمن الرحیم

حمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

حضرت مرشدنا و مولانا جناب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
بعد اوائے آداب غلاما عرض ہے کہ جو مقدمہ جہڑا پٹھانہ کملانہ نے ہمارے غریب دوست مسیحی
قاسم دستم و لعل وغیرہ پر جائز کیا ہوا تھا وہ مقدمہ خدا کے فضل سے آپ کے دعاؤں کی برکت سے
۳۱ اگست ۱۹۰۶ء کو فتح ہو گیا ہے آپ کو مبارک ہو۔ سبحان اللہ خدا کے پاک نے اپنی ساری
امام کی دعاؤں کو قبول فرمایا اور سدا فرما دیا اور ہمارے ایمان میں ایزادی ہوئی ہم اس احکم
الحاکمین کے فضلوں کا شکر ادا نہیں کر سکتے۔

راقم بندہ نواز احمد مدرس مدرسہ امدادی ہستی دریا م کملانہ
ڈاکخانہ ڈب بکھان تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ

۳۲ ایشان - میرے ایک صادق دوست اور نہایت مخلص جن کا نام ہے
سیٹھ عبدالرحمن تاجر مدد اس انکی طرف سے ایک تار آیا کہ وہ کارنگیل اپنے سرطان کی بیماری سے
جو ایک مہلک پھوٹا ہوتا ہے بیمار ہیں چونکہ سیٹھ صاحب موصوف اول درجہ کے مخلصین میں
سے ہیں اسلئے انکی بیماری کی وجہ سے بڑا فکر اور بڑا تردد ہوا تو ریاضہ مجروحان کا وقت تھا کہ میں
غم اور فکر میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک دفعہ غنودگی ہو کر میرے سر بجیے کی طرف جھک گیا اور موتا ہوا
عزوجل کی طرف سے وحی ہوئی کہ اگر تیرا ہر گز بھلائی کے ایک اور تار مدد ہے۔
آیا کہ حالت اچھی ہے کوئی گھبراہٹ نہیں ہے لیکن یہ ایک بار خط تیرے جوں کے
صلح محمد مرحوم کے ماتھے کا لکھا ہوا تھا جس پر یہ مولا تھا کہ تجھے صحت ہوگی اور تیرا
نواہٹیں کی بھی شکایت تھی چنانچہ دیا گیا کہ تیرا رشتہ بھلا ہوا ہے اور تیرے

غم اور فکر نے استیلا کیا اور غم انتہا تک پہنچ گیا اور یہ غم اسلئے ہوا کہ میں نے سیٹھ عبدالرحمن
 کو بہت ہی مخلص پایا تھا اور انہوں نے علی طور پر اپنی اخلاص کا اول درجہ پر ثبوت دیا تھا
 اور محض دلی خلوص سے ہمارے لنگر خانہ کیلئے کئی ہزار روپیہ سے مدد کرتے رہتے تھے جس میں
 بجز خوشنودی خدا کے اور کوئی مطلب نہ تھا اور وہ ہمیشہ صدق اور اخلاص کے تقاضا کو مانگوں
 ایک رقم کثیر ہمارے لنگر خانہ کیلئے بھیجا کرتے تھے اور اس قدر محبت سے بھرا ہوا اعتقاد رکھتے
 تھے کہ گویا محبت اور اخلاص میں محو تھے اور ان کا حق تھا کہ ان کے لئے بہت دعا کی جائے
 آخر دل نے ان کے لئے نہایت درجہ جوش مارا جو خارق عادت تھا اور کیا رات اور کیا دن
 میں نہایت توجہ سے دعائیں لگا رہتا تھا خدا تعالیٰ نے بھی خارق عادت نتیجہ دکھلایا
 اور ایسی ہلکا سا مرض سے سیٹھ عبدالرحمن صاحب کو نجات بخشی گویا ان کو نئے سرے سے
 زندہ کیا جتنا عجیب وہ اپنے خط میں لکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے آپ کی دعا سے ایک بڑا معجزہ دکھلایا
 ورنہ زندگی کی کچھ بھی امید نہ تھی آپرین کے بعد زخم کا مندرل ہونا شروع ہو گیا اور اس کے قریب
 ایک بنا چھوڑا نکل آیا تھا جس سے پھر خوف اور تہلکہ میں ڈال دیا تھا مگر بعد میں معلوم ہوا کہ وہ
 کا رنکل نہیں آخر چند ماہ کے بعد رنکل شفا ہو گئی۔ میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہی مرد کا زندہ ہونا اور
 کا رنکل اور بعد اس کے ساتھ نیا بطیس اور عمر پیرانہ سال اس خوفناک صورت کو ڈاکٹر لوگ خوب
 جانتے ہیں کہ اس قدر اسکا اچھا ہونا غیر ممکن ہے۔ ۱۲ اخذ اٹھا کریم و رحیم ہے اور اسکی صفات میں
 سے ایک حد کی صفت بھی ہے سال گذشتہ میں یعنی ۱۱ اکتوبر ۱۹۵۷ء کو ہمارے ایک مخلص
 دوست یعنی سرسوی عبد کبیر صاحب مرحوم ایسی بیماری کا رنکل یعنی سرطان سرقت ہو گئے تھے
 ان کیلئے بھی سینے بہت دعا کی تھی مگر ایک بھی الہام ان کے لئے تسلی بخش نہ تھا بلکہ بار بار یہ
 جہاں ہوئے کہ کفر میں لپیٹا گیا۔ ۱۴ برس کی عمر انا یسید وانا الیہ ارجعون
 انا المتنا یا لا تسیتیں سہا مھا یعنی موتوں کے تیر خلا نہیں باقی۔ جب اس پر
 بھی دعا کی گئی تب الہام ہوا یا ایھا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم۔ تو ترون

الحقیقۃ الدنیا۔ یعنی اسے لوگوں میں اس خدا کی پرستش کرو جس نے تمہیں پیدا کیا ہے یعنی اسکو
 اپنا کاموں کا کارساز سمجھو اور اس پر توکل کہو کیا تمہیں نیا کی زندگی کو اختیار کرتے ہو اس میں یہ
 اشارہ تھا کہ کسی کے وجود کو ایسا ضروری سمجھنا کہ اس کے مرنے سے نہایت درجہ کا حرج ہوگا ایک شکر
 ہو اور اس کی زندگی پر نہایت درجہ نور لگا دینا ایک قسم کی پرستش ہے اس کے بعد میں خاموش ہو گیا
 اور سمجھ لیا کہ اس کی موت قطعی ہے چنانچہ وہ گیارہ اکتوبر سنہ ۱۹۷۹ء کو بروز چارشنبہ بوقت عصر اس فانی
 دنیا سے گزر گئے۔ وہ درو جوان کے لئے دعا کرنے میں میری دل پر وارد ہوا تھا خدا نے اس کو
 فراموش نہ کیا اور چاہا کہ اس ناکامی کا ایک اور کامیابی کے ساتھ تدارک کرے اس لئے
 اس نشان کیلئے سیٹھ عبدالرحمن کو منتخب کر لیا اگرچہ خدا نے عبدالکریم کو ہم سے لے لیا
 تو عبدالرحمن کو دوبارہ ہمیں دیدیا۔ وہی مرض ان کے دامگیر ہو گئی آخر وہ اسی بندہ کی دعاؤں
 سے شفا یاب ہو گئے نا محمد تھو علی ذالک میرا صد امتزجہ کا تجربہ ہے کہ خدا ایسا کریم و رحیم
 ہے کہ جب اپنی مصلحت ضروری ہو تو اس کے عوض میں کوئی اور عام منظور
 کرتا ہے جو اس کے مثل ہوتا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ ما تشبہ من ابد و منہا

فانت بغیرہا او مثلہا الم نعلم ان اللہ علی کل شیء قدير

۳۳ **انکشاف**۔ اس کے بعد خدا تعالیٰ نے ایک اور خوشی کا نشان مجھے دکھایا

اور وہ یہ ہے کہ میں نے ان دنوں میں ایک دفعہ دعا کی تھی کہ کوئی تازہ نشان خدا تعالیٰ مجھے

دکھاوے تب جیسا کہ ۳۰۔ اگست سنہ ۱۹۷۹ء کے اخبار برہمن خلیج ہو چکا ہے یہ الہام مجھ

ہوا آج کل کوئی نشان ظاہر ہوگا یعنی عنقریب کوئی نشان ظاہر ہوئیوالا ہے چنانچہ وہ نشان

اس طرح پر ظہور میں آیا کہ میں نے کئی دفعہ اسی مندر خوا میں دیکھیں جنہیں صریح طور پر یہ بتلایا گیا

تھا کہ میرا صبر نواب جو میرے خیر میں ان کے عیال کے متعلق کوئی مصیبت آنیوالی ہے چنانچہ

ایک دفعہ میں نے گھر میں بکرے کی ایک ران لٹکائی ہوئی دیکھی جو کسی کے موت پر دلالت کرتی تھی

اور ایک دفعہ میں نے دیکھا کہ ڈاکٹر عبدالحکیم خان مسٹریٹ سٹریٹ اس چوبارہ کے پاس باہر کی

طرف چوکھٹ کیساتھ لگ کر کھڑا ہے جس میں رہتا ہوں تب کسی شخص نے مجھ کو کہا کہ
 عبد الحکیم خان کو والدہ اسحاق نے گھر کے اندر بلا یا ہے (والدہ اسحاق میرزا ناصر صاحب
 صاحب کی بیوی ہیں اور اسحاق اُن کا لڑکا ہے) اور وہ سب ہماری گھر میں ہی رہتے ہیں
 تب میں نے یہ بات سُن کر جواب دیا کہ میں عبد الحکیم خان کو ہرگز اپنے گھر میں آنے نہ دوں گا۔
 اس میں ہاری معیشتی ہے۔ تب وہ آنکھوں کے سامنے سرگم ہو گیا اندر داخل نہیں ہوا
 یاد رہے کہ علم تعمیر میں معبرین نے یہ لکھا ہے جس کا بار بار تجربہ ہو چکا ہے کہ اگر کسی کے
 گھر میں دشمن داخل ہو جائے تو اُس گھر میں کوئی مصیبت یا موت آتی ہے اور چونکہ آج کل
 عبد الحکیم سخت دشمن جانی اور ہمارے زوال کا دن رات منتظر ہے اس لئے خدا تعالیٰ نے
 اُسی کو خواب میں دکھلایا کہ گویا وہ ہمارے گھر میں داخل ہونا چاہتا ہے اور والدہ اسحاق یعنی
 میرزا ناصر صاحب کی بیوی اُس کو بلاتی ہیں اور بلانے کی تعبیر یہ لکھی ہے کہ ایسا شخص محض اپنے
 بعض دینی غفلتوں کی وجہ سے جن کا علم خدا تعالیٰ کو ہے مصیبت کو اپنے گھر میں بلاتا ہے یعنی اُسکی موجودہ
 حالت اس بات کو چاہتی ہے کہ کوئی بلا نازل ہو یہ ظاہر ہے کہ انسان معاصی اور گناہوں کے
 غلام نہیں ہے اور انسانی فطرت بجز خاص لوگوں کی لغزش سے محفوظ نہیں رہ سکتی اور
 وہ لغزش چاہتی ہے کہ کوئی تنبیہ نازل ہو اس میں تمام دنیا شریک ہے پس اس خواب کے یہی
 معنی تھے کہ انکی کسی لغزش نے دشمن کو گھر میں بلانا چاہا مگر شفاعت نے روک دیا۔ میں نے خواب میں
 عبد الحکیم خان کو گھر کے اندر داخل ہونے سے روک دیا یعنی وہ فضل خدا تعالیٰ کا جو میرے
 نشاطِ حیات ہے اُس نے دشمن کو شامت کے موقع سے باز رکھا۔ غرض جب اس قدر مجھے
 ابہام ہوئے جن سے یقیناً میرے پرکھل گیا کہ میرا صاحب کے خیال پر کوئی مصیبت پیش
 ہے تو میں دعا میں لگ گیا اور یہ اتفاقاً مع اپنے بیٹے اسحاق اور اپنے گھر کے لوگوں کے
 لاہور جانے کو تھے میں نے اُن کو یہ خواب میں سنا دین اور لاہور جانے سے روک دیا۔ اور
 انہوں نے کہا کہ میں آپ کی اجازت کے بغیر ہرگز نہیں جاؤں گا جب دوسرے دن کی صبح

ہوئی تو میر صاحب کے بیٹے اسحاق کو نیز تپ چڑھ گیا اور سخت گھبراہٹ شروع ہو گئی اور دونوں طرف بے راہ میں گلیاں نکل آئیں اور یقین ہو گیا کہ طاعون ہے کیونکہ اس ضلع کے بعض مواضع میں طاعون پھوٹ پڑی ہے تب معلوم ہوا کہ مذکورہ بالا خوابوں کی تعبیر یہی تھی اور دل میں سخت غم پیدا ہوا اور میں نے میر صاحب کے گھر کے لوگوں کو کہہ دیا کہ میں تو دعا کرتا ہوں آپ تو بے استغفار رہتے کریں کیونکہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ آپ نے دشمن کو اپنے گھر میں بلا لیا ہے اور یہی لغزش کی طرف اشارہ ہے اور اگرچہ میں جانتا تھا کہ موت فوت قدیم سے ایک قانون قدرت ہو لیکن یہ خیال آیا کہ اگر خدا تعالیٰ ہمارے گھر میں کوئی طاعون سے مر گیا تو ہماری تکذیب میں ایک شور قیامت برپا ہو جائیگا اور پھر گوشت ہزار نشان ہی پیش کروں تب بھی اس اعتراض کے مقابل پر کچھ بھی ان کا اثر نہیں ہوگا۔ کیونکہ میں صد مرتبہ لکھ چکا ہوں اور شائع کر چکا ہوں اور ہزار لوگوں میں بیان کر چکا ہوں کہ ہمارے گھر کے تمام لوگ طاعون کی موت سے بچ رہیں گے۔ غرض اس وقت جو کچھ میرے دل کی حالت تھی میں بیان نہیں کر سکتا۔ میں فی الفور دعائیں میں مشغول ہو گیا اور بعد دعا عجیب نظارہ قدرت دیکھا کہ دو تین گھنٹہ میں غارق عادت کے طور پر اسحاق کا تپ اُتر گیا اور گلیٹیوں کا نام و نشان نہ رہا اور وہ اٹھ کر بیٹھ گیا اور نہ صرف اس قدر بلکہ پھرنا۔ چلنا کھینا اور ناشروع کر دیا گویا کبھی کوئی بیماری نہیں ہوئی تھی۔ یہی ہے احیاء موتی۔ میں صفا کہتا ہوں کہ حضرت عیسیٰ کے احیاء موتی میں اس سے ایک کچھ زیادہ د تھا اب لوگ جو چاہیں ان کے معجزات پر حاشے پڑھائیں۔ مگر حقیقت یہی تھی جو شخص حقیقی طور پر مر جائے اور اس دنیا سے گزر جائے اور ملک الموت اس کی روح کو قبض کر لیتا ہے ہرگز واپس نہیں آتا۔ دیکھو اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے فیمسك التي قضی علیہا الموت۔

۳۴۴ نشان۔ مولوی سمیع الدین شندہ خاص علیگڑہ۔ وہ شخص تھا جو بے

پہلا عداوت پر کمر بستہ ہوا اور عیسا کہ میں نے اپنے رسالہ فتح اسلام میں لکھا ہے اس نے لوگوں

میں میری نسبت یہ شہرت دی کہ یہ شخص مل اور نجوم سے پیشگوئیاں بتلاتا ہے اور اس کے پاس آلات نجوم کے موجود ہیں۔ میں نے اسکی نسبت لغت اللہ علی الکاذبین کہا اور خدا تعالیٰ کا عذاب اس کے لئے چاہا جیسا کہ رسالہ فتح اسلام لکھنؤ کی وقت اسکی زندگی میں ہی میں نے یہ شائع کیا تھا اور یہ لکھا تھا تعالیٰ اندیخ ابناء نواہیاء کم و نساء نواہیاء کم و انفسنا و انفسکم ثم نبذناہل فجعل لعنة اللہ علی الکاذبین چنانچہ قریباً ایک برس اس سبب پر گزرا ہو گا کہ وہ ایک دفعہ کسی گہانی بیماری میں مبتلا ہو کر فوت ہو گیا اور اس نے اپنی کتاب میں جو میرے مقابل پر اور میری رد میں شائع کی تھی یہ لکھا تھا کہ جاء الحق وزهق الباطل پس خدا نے لوگوں پر ظاہر کر دیا کہ حق کونسا ہے جو قائم رہا اور باطل کونسا تھا جو بھاگ گیا۔ قریباً سو لاکھ اس ہو گئے کہ وہ اس سبب کے بعد فوت ہوا۔

۴۵ نشان۔ مولوی غلام دستگیر تصوری نے اپنی رسالہ فتح رحمانی میں جو ۱۳۱۵ء کو میری مخالفت میں مطبع احمدی لدھیانہ میں چھاپ کر شائع کیا گیا سبب کے رنگ میں میرے پر ایک بددعا کی تھی جیسا کہ کتاب مذکور کے صفحہ ۲۶ و ۲۷ میں آن کی یہ بددعا تھی :-

اَللّٰهُمَّ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ يَا مَالِكِ الْمُلْكِ جِيسَا كَ تُوْنِيْ اَيْكَ عَالَمِ رَبَّانِيْ حَضْرَتِ مُحَمَّدٍ طَاهِرٍ مُّرْتَلَفٍ مَجْمَعِ بَحَارِ الْاَلْوَارِ كِي دُعَا اَوْ رَسْمِيْ سَيِّئِ اسْ مَہْدِيْ كَاذِبِ اَوْ رَجَعِيْ سَيِّئِ كَا بِيْرَ اَعَارَتِ كِيَا رَجْوَانِ كِي زَمَانِہِ مِيْنِ سَيِّئِ اَمُو اَتَحَا (وہیسا ہی دعا اور التجا ایں فقیر تصوری کان انداز سے ہے جو سچے دل سے تیرے دین متین کی تائید میں حتی الوسع سامی ہے کہ تو مرزا قادیانی اور اس کے حواریوں کو تو بہ نصوح کی توفیق رفیق فرما اور اگر یہ مقدر نہیں تو اُن کو سبب اوس آیت قرآنی کا بنا فقطع دابر القوم الذین ظلموا وَاَلْمُحْسِنُ رَحْمَتِ الْعَالَمِيْنَ اَنْكُ عَلَيَّ سَلِّ شَيْءٌ قَدِيْثٌ وَاِلَّا جَابَةِ حَبِيْثٌ اَمِيْنُ یعنی جو لوگ ظالم ہیں وہ جہل سے کاٹے جائیں گے اور خدا کے لئے حمد ہے تو میری حقادہ ہے اور دعا قبول کر لیا ہے آمین۔ اور پھر صفحہ ۲۶ کتاب مذکور کے حاشیہ میں مولوی مذکور میری نسبت

مولوی مصطفیٰ نے اپنے ایک شمار میں میری صورت کے بارے میں دعا کی تھی جو بعد اس بددعا کے جملہ گناہوں سے پاک ہو گئی۔ منہ

لکھا ہے تَبَّالَهُ وَلَا تَبَاعُہ یعنی وہ اور اس کے پیرو ہلاک ہو جائیں۔ پس خدا تعالیٰ
 کے فضل سے میں اب تک زندہ ہوں اور میرے پیرو اس زمانہ سے قریباً پچاس حصہ زیادہ
 ہیں اور ظاہر ہے کہ مولوی غلام دستگیر نے میرے صدق یا کذب کا فیصلہ آیت فقط
 دَابِلَ الْقَوْمِ الَّذِینَ ظَلَمُوا پر چھوڑا تھا جس کے اس محل پر یہ معنی ہیں کہ جو ظالم ہوگا اسکی جڑ کاٹ
 دی جائیگی اور یہ امر کسی اہل علم پر مخفی نہیں کہ آیت مدوحہ بالا کا مفہوم عام ہے جس کا اثر شخص
 پر اثر ہوتا ہے جو ظالم ہے پس ضرور تھا کہ ظالم اس کے اثر سے ہلاک کیا جاتا لہذا چونکہ
 غلام دستگیر خدا تعالیٰ کی نظر میں ظالم تھا اسلئے اس قدر بھی اسکو مہلت نہ ملی جو اپنی اس
 کتاب کی اشاعت کو دیکھ لیتا اس سے پہلے ہی مر گیا۔ اور سب کو معلوم ہے کہ وہ اس کتاب
 سے چند روز بعد ہی فوت ہو گیا۔

بعض نادان مولوی سمجھتے ہیں کہ غلام دستگیر نے مباہلہ نہیں کیا صرف ظالم پر بددعا کی تھی مگر میں کہتا ہوں کہ جبکہ اس نے میری مرنیکے ساتھ خدا سے فیصلہ چاہا تھا اور مجھے ظالم قرار دیا تھا تو پھر وہ بددعا اس پر کیوں پڑ گئی اور خدا نے ایسے نازک وقت میں جبکہ لوگ خدا کی فیصلہ کے منتظر تھے غلام دستگیر کو ہی کیوں ہلاک کر دیا اور جبکہ وہ اپنی دعا میں میرا ہلاک ہونا چاہتا تھا تو دنیا پر یہ بات ثابت کر دے کہ جبکہ محمد طاہر کی بددعا سے جھوٹا مہدی اور جھوٹا مسیح ہلاک ہو گیا تھا میری بددعا سے یہ شخص ہلاک ہو گیا تو اس دعا کا اثر کیوں ہوا یہ تو سچ ہے کہ محمد طاہر کی بددعا سے جھوٹا مہدی اور جھوٹا مسیح ہلاک ہو گیا تھا اور اسی محمد طاہر کی یہی دعا غلام دستگیر نے میری بددعا کی تھی تو اب سوچنا چاہئے کہ محمد طاہر کی بددعا کا کیا اثر ہوا اور غلام دستگیر کی دعا کا کیا اثر ہوا اور اگر کہو کہ غلام دستگیر انصافاً مگر گیا تو پھر یہ بھی کہو کہ وہ جھوٹا مہدی ہی انصافاً مگر گیا تھا محمد طاہر کی کوئی کراہت تھی لعنۃ اللہ علیٰ لکاذبین۔

اس وقت قریباً بیس سال غلام و شگیر کے مرنے پر گزر گئے ہیں جو ظالم تھا خدا نے
 اُسکو ناک کیا اور اُسکا گھر و میان کر دیا اب انصافاً کہو کس کی جڑ کاٹی گئی اور کس پر یہ دعا

پیش رو ہوں
جیری انت چاہتا ہے میں سکھوں کہ روشن کاروں کا اور خود کے فیصلے سے غلام رہنا میرا ایک حربہ جنگی ہے۔ یہ بہ نسبت ہے۔ منہ پر

۴ غلام و سنگیر نے میری نسبت یہ مادہ کیا تھا کہ اسکی بددعا سے میں مر جاؤں اور اس بات کا ثبوت ہو کہ میں کاذب اور مفتری چون اور
محمدا علیہ السلام سنگیر کی کرامت ثابت ہو اور اس طرف میری خدائے مجبوری طلب کر کے فرمایا کہ اے صاحبین من اور اداہتات میں جو شخص

اسد تعالیٰ فرماتا ہے۔ **يَتَرَبَّصُّ بِكُمْ الدَّاعِيَ عَلَيْهِمْ كَاتِبَةُ السَّعْيِ** میں نے
 نبی میرے پر یہ بد نہاد دشمن طرح طرح کی گردشیں پاس تھے مین ۲ انہیں پر گردشیں ڈیٹھی۔ پس اس
 آیت کریمہ کی رو سے یہ سنت اسد ہے کہ جو شخص صداق پر کوئی بد دعا کرتا ہے وہی بد دعا اس
 پر پڑتی ہے یہ سنت اسد مخصوص قرآنہ اور حدیث سے ظاہر ہے۔ پس اب بتلاؤ کہ غلام دستگیر
 اس بد دعا کے بعد مر گیا ہے یا نہیں۔ لہذا بتلاؤ کہ امین کیا بھید ہے کہ محمد طاہر کی بد دعا سے
 تو ایک عجیب و غریب مر گیا اور میرے پر بد دعا کرنے والا خود مر گیا۔ خدا نے میری عمر تو بڑھا دی کہ
 گیارہ سال سے میں اب تک زندہ ہوں اور غلام دستگیر کو ایک مہینہ کی بھی مہلت نہ دی
۳۶۱ نشان۔ تو اب محمد حیات خان جو ڈوڈی نل جج تھا کسی فوجداری الزام میں
 سطل ہو گیا تھا اور کوئی صورت اسکی رہائی کی نظر نہیں آتی تھی تب اس نے مجھ سے دعا
 کی درخواست کی اور مینے دعا کی تب میرے پر خدا نے ظاہر کیا کہ وہ بری ہو جائیگا اور یہ خبر سکو
 اور بہت سے لوگوں کو قبل از وقت سدا دی گئی جیسا کہ براہین احمدیہ میں مفصل درج ہے آخر وہ خدا
 تعالیٰ کے فضل سے بری ہو گیا۔

۳۶۲ نشان۔ ایک دفعہ مارچ سنہ ۱۹۰۵ء کے مہینے میں بوقت قلت آمدنی لشکر خانہ کے
 مصارف میں بہت دقت ہوئی کیونکہ کثرت سربہانوں کی آمد تھی اور اس کے مقابل پہ
 روپیہ کی آمدنی کم ایسے دعا کی گئی ۵ مارچ سنہ ۱۹۰۵ء کو مینے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص جمع فرشتے
 معلوم ہوتا تھا میرے سامنے آیا اور اس نے بہت سا روپیہ میرے دامن میں ڈال دیا مینے اسکا
 نام پوچھا اس نے کہا نام کچھ نہیں سینے کہا آخر کچھ تو نام ہوگا اس نے کہا میرا نام ہے قحطی بچی
 پنجابی زبان میں بوقت مقررہ کو کہتے ہیں یعنی عین ضرورت کے وقت پر آتیوالا۔ تب میری
 آنکھ کھل گئی۔ بعد اسکے خدا تعالیٰ کی طرف سے کیا داک کے ذریعے سے اور کیا براہ راست
 لوگوں کے اٹھ رہے۔ سے استدر مالی فتوحات ہوئیں جن کا خیال و گمان نہ تھا اور کئی ہزار
 روپیہ لگیا چنانچہ جو شخص اسکی تصدیق کے لئے صرف ڈاکخانہ کے رجسٹری ۵ مارچ سنہ ۱۹۰۵ء سے

اخیر سال تک دیکھے اسکو معلوم ہوگا کہ کس قدر روپیہ آیا تھا۔

یاد رہے کہ خدا تعالیٰ کی مجھ سے یہ عادت ہے کہ اکثر جو نقد روپیہ آئیوالا ہو یا اور چیزیں تحالیف کے طور پر ہوں انکی خبر قبل از وقت بذریعہ الہام یا خواب کے مجھ کو دیدیتا ہے اور اس قسم کے نشان پچاس ہزار سے کچھ زیادہ ہونگے۔

۴۸ نشان۔ ایک دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ میں نعمت الدولی کا وہ تصدیقہ دیکھ رہا تھا جس میں اُس نے میرے آنے کی بطور پیشگوئی خبر دی ہے اور میرا نام بھی لکھا ہے اور بتلایا ہے کہ تیرھویں صدی کے اخیر میں وہ مسیح موعود ظاہر ہوگا اور میری نسبت شعر لکھا ہے کہ۔

مہدی وقت عیسیٰ و ان + ہر دورا شہسوار می بینم

یعنی وہ آئیوالا مہدی بھی ہوگا اور عیسیٰ بھی ہوگا دونوں ناموں کا مصداق ہوگا اور دونوں طور کے دعوے کریگا۔ پس اس اشارہ میں کہ میں شعر پڑھا تھا علین پڑھنے کی وقت بھی الہام ہوا

از پئے آن محمد حسن۔ تارک روزگاری بیم

یعنی میں دیکھتا ہوں کہ مولوی سید محمد حسن امروہی اسی غرض کیلئے اپنی فوری سوجریت بھوپال میں تھی علیحدہ ہو گئے تا خدا کے مسیح موعود کے پاس حاضر ہوں اور اسکے دعویٰ کے ٹھیک کے لئے خدمت بجالا دے اور یہ ایک پیشگوئی تھی جو بعد میں نہایت صفائی سے ظہور میں آئی کیونکہ مولوی صاحب موصوف نے کمر بستہ ہو کر میرے دعویٰ کی تائید میں بہت سی کتابیں لکھیں لیکن لاگوں سے مباحثات کئے اور اب تک اسی کلام میں مشغول ہیں خدا ان کے کام میں برکت دے اور اس خدمت کا ان کو اجر بخشے۔ آمین۔

۴۹ نشان۔ براہین احمدیہ صفحہ ۵۲۲ میں یہ پیشگوئی ہے بحرام کہ وقت تو

نزول یک سید روپائے محمدیان بر منار بلند تر محکم افتاد۔ اس زمانہ کو

پچیس برس سے بھی زیادہ گزر گیا جب یہ پیشگوئی خدائے عزوجل کی براہین احمدیہ میں شائع ہوئی تھی جس کا یہ مطلب تھا کہ تیرے اقبال کے دن آئیں گے مہینہ جو دین محمدی کی شان اور عزت کو بڑھائیں گے اور اس زمانہ میں جیسا کہ سب لوگ جانتے ہیں میں ایک زاویہ گمنامی میں مستور و محبوب تھا اور میرے ساتھ ایک بھی انسان نہ تھا اور نہ کسی کو توقع تھی کہ مجھے یہ مرتبہ ملیگا بلکہ میں خود اس آئندہ شان و شوکت سے محض بخیر تھا اور سچ تو یہ ہے کہ میں کچھ بھی نہ تھا بعد میں خدائے عزوجل نے محض اپنی فضل سے نہ میرے کسی ہنر سے مجھے چن لیا میں گنیم تھا مجھے شہرت دی اور اس قدر جلد شہرت دی کہ جیسا کہ بجل ایک طرف سے دوسری طرف اپنی چمکار ظاہر کر دیتی ہے اور میں نادان تھا مجھے اپنی طرف سے علم دیا اور میں کوئی مالی وسعت نہیں رکھتا تھا اس نے کئی لاکھ روپے کی میرے پر فتوحات کیں اور میں اکیلا تھا اس نے کئی لاکھ انسان کو میری تابع کر دیا اور زمین اور آسمان دونوں میں سے میرے لئے نشان ظاہر فرمائے میں نہیں جانتا کہ اس نے میرے لئے یہ کیوں کیا کیونکہ میں اپنے نفس میں کوئی خوبی نہیں پاتا اور میں شیخ سعدی علیہ السلام کے اس شعر کو معنرت عزت میں پڑھنا اپنی مناسبات میں بہت پسندیدہ گانے بجائے پسند زمانہ ترانت چہ آمد پسند میرے خدا نے ہر ایک پہلو سے میری مدد کی ہر ایک جو دشمنی کے لئے اٹھا اسکو نیچے گرایا۔ ہر ایک نے جو سزا دلانے کیلئے عدالتوں میں مجھے کھینچا ان سب مقدموں میں میرے مولیٰ نے مجھے فتح دی ہر ایک نے جو میرے پر بددعا کی میرے آقا نے وہ بددعا اسی پر ڈال دی جیسا کہ دیکھ کر قسمت نے اپنی جہوٹی خوشیوں پر بھر دیا کہ میری نسبت شائع کیا تھا کہ وہ تین سال کے اندر مع اپنے تمام فرزندوں کے مر جائیگا آخر نتیجہ یہ ہوا کہ وہ خود ہی میری پیشگوئی کے مطابق لا دل مر گیا اور کوئی نسل اسکی دنیا میں نہ رہی۔ سیاحی عبدالحق غزنوی اٹھا اور اپنے سیاحہ کر کے اپنی بددعاؤں سے فیالستیصال چاہا سو جس قدر ہر ایک پہلو سے مجھے ترقی ہوئی اسکے مقابلہ کے بعد ہوئی۔ کئی لاکھ انسان تابع ہو گئے کئی لاکھ روپیہ آیا قریباً تمام دنیا میں

عزت کیساتھ میری شہرت ہوگئی یہاں تک کہ غیر ملکوں کے لوگ میری جماعت میں داخل
 ہوئے اور کئی لڑکے بعد میں پیدا ہوئے مگر عبدالحق منقطع النسل رہا جو مرنے کے حکم میں تھا
 اور ایک ذمہ کے برابر خدا تعالیٰ کی طرف سے اسکو برکت نہ ملی اور نہ بعد میں اس نے
 کوئی عزت پائی اور ان شا نک ہوا لا بلز کا پورا مصداق ہو گیا۔ پھر مولوی غلام دستگیر
 قصوری اکٹھا اور اسکو شوق ہوا کہ محمد طاہر کی طرح میرے پر بد دعا کر کے قوم میں نام حاصل
 کرے یعنی جس طرح محمد طاہر نے ایک جھوٹے مسیح اور جھوٹے مہدی پر بد دعا کی تھی اور
 وہ ہلاک ہو گیا تھا اسی طرح اپنی بد دعا سے مجھے ہلاک کرے مگر اس بد دعا کے بعد وہ آپ
 ہی ایسی جلدی ہلاک ہوا جسکی نظیر نہیں پائی جاتی۔ کوئی مولوی جواب نہیں دیتا کہ یہ کیا زبان
 ہے کہ محمد طاہر نے تو اپنے زمانہ کے جھوٹے مسیح پر بد دعا کر کے اسکو ہلاک کر دیا اور غلام دستگیر
 اپنے زمانہ کے مسیح پر بد دعا کر کے آپ ہی ہلاک ہو گیا۔ یہ تو اندرونی نصرت الہی ہے بیرونی
 طور پر خدا تعالیٰ نے وہ رعب بھی بخشا ہے کہ کوئی پادری میرے مقابل نہیں آ سکتا۔ یا تو
 وہ زیادہ تھا کہ وہ لوگ بازاروں میں چلا چلا کر کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی
 معجزہ نہیں ہوا اور قرآن شریف میں کوئی پیشگوئی نہیں اور یا خدا تعالیٰ نے ایسا ان پر
 رعب ڈالا کہ اس طرف منہ نہیں کرتے گویا وہ سب اس جہان سے رخصت ہو گئے۔ اور مجھ کو ہم
 اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر کوئی پادری اس مقابلہ کے لئے میری
 طرف منہ کرے تو خدا اسکو سخت ذلیل کرے گا۔ اور اس غلبہ میں مبتلا کرے گا جسکی نظیر
 نہیں ہوگی اور اسکو طاقت نہیں ہوگی کہ جو کچھ میں دکھلا تا ہوں وہ اپنی فرسی خدا کی طاقت
 اور قوت سے دکھلا سکے اور میرے لئے خدا آسمان سے نشان برساتیگا اور زمین سے بھی
 میں سچ سچ کہتا ہوں کہ یہ برکت غیر قوموں کو نہیں دی گئی۔ پس کیا روئے زمین میں مشرق
 سے لیکر مغرب کی انتہا تک کوئی پادری ہے جو خدا کی نشان میرے مقابل پر دکھلا سکے
 مہنے میدان فتح کر لیا ہے کسی کی مجال نہیں جو ہمارے مقابل پر آوے پتق وہی بات ہے

مولا عبدالحق عزیزی کو مبارک ہے بعد نئے اپنے سال اولیٰ اسلام میں بار بار مخاطب کر کے لکھا ہے کہ اگر تم اپنی دعا سے مایوس نہ ہو

جو خدا تعالیٰ نے حج سے پچیس برس پہلے بطور مشکوئی فرمائی ہے بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پاسے محمدیان برمنار بلند تر محکم اوقتاو۔ بخدا کہ ہم محمدی آج بلند مینار پر ہیں اور ہر ایک شخص ہماری سیرت کے پیچھے ہے۔

۱۵۰۔ نشان۔ میری کتاب نور الحق کے صفحہ ۳۵ سے ۳۸ تک جو طاعون کے پھوٹنے سے پہلے ملک میں شایع کی گئی تھی طاعون کے باری میں یہ مشکوئی ہے۔
اعلم ان الله نفث في روعنا ان هذا الخسوف والكسوف في روعنا آيتان مخوفتان لقوم اتبعوا الشيطان ولئن ابوا فان العذاب قدير
دیکھو صفحہ ۳۵ سے ۳۸ تک رسالہ نور الحق (ترجمہ) خدا نے اپنے الہام کے ساتھ میرے دل میں بھونکا ہے کہ خسوف کسوف ایک عذاب کا مقدمہ ہے یعنی طاعون کا جو قریب ہے اب برائے خدا وہ میری کتاب یعنی نور الحق ^{چند} غور سے پڑھو اور دیکھو کہ کس قدر قدرت و راز طاعون سے پہلے اس میں طاعون کی ہر مشکوئی موجود ہے کیا انسان کی طاقت ہے کہ اپنی طرف سے ایسی مشکوئی کرے خدا تعالیٰ فرماتا ہے لا یظہر علی غیبہ احد الا من اراد فی من رسول یعنی غیب کا ایسا دروازہ کسی پر کھولنا کہ گویا وہ غیب پر غالب اور غیب اس کے قبضہ میں ہے یہ تصرف علم غیب میں بجز خدا کے برگزیدہ رسولوں اور کسی نہیں دیا جاتا کہ کیا باعتبار کیفیت اور کیا باعتبار کسبت غیب کے دروازے اس پر کھولے جائیں ان شاذ و نادر کے طور پر عام لوگوں کو کوئی سچی خواب آسکتی ہے یا سچا الہام ہو سکتا ہے اور وہ ہی تاریکی سے غالی نہیں ہوتا مگر غیب کے دروازے ان پر نہیں کھلتے۔ یہ سو بہت محض خدا کے برگزیدہ رسولوں کے لئے ہوتی ہے۔

۱۵۱۔ نشان۔ جب مینو اپنی کتاب براہین احمدیہ تصنیف کی جو میری پہلی تصنیف کے ترجمہ کی شکل پیش آئی کہ اس کی چھپوائی کے لئے کچھ روپیہ نہ تھا اور میں ایک گنہگار آدمی تھا مجھے کسی سہولت نہ تھی تب مینو خدا تعالیٰ کی جناب میں دعا کی تو یہ الہام ہوا ہذا المیک

بجذع النخلۃ تساقط علیک رطباً جنیاً ^{۲۲۶} دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۲۲۶
 (ترجمہ) کھجور کے تنے کو ہلاتیرے پر تازہ بتازہ کھجوریں گرینگیں چنانچہ میں نے اس حکم پر عمل
 کرنے کے لئے سب سے اول خلیفہ سید محمد حسن صاحب وزیر ریاست پٹیالہ کی طرف خط لکھا
 پس خدا نے جیسا کہ تمہارے وعدہ کیا تھا اُن کو میری طرف مائل کر دیا اور انہوں نے بلا توقف
 اٹھائی سو روپیہ بھیج دیا اور پھر دوسری دفعہ اٹھائی سو روپیہ دیا اور چند اور آدمیوں
 نے روپیہ کی مدد کی اور اس طرح پر وہ کتاب باوجود نو میدی کے چھپ گئی اور وہ مشکوٰۃ
 پوری ہو گئی۔ یہ واقعات ایسے ہیں کہ صرف ایک دو آدمی اُن کے گواہ نہیں بلکہ ایک
 جماعت کثیر گواہ ہے جس میں منہ وہی ہیں۔ اس جگہ ایک نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے
 کہ یہ وحی الہی کہ ہذا لیک بجذع النخلۃ حضرت مریم کو قرآن شریف میں خطاب
 ہے جب لڑکا پیدا ہونے سے وہ بہت کمزور ہو گئی تھیں اور غذا اسکے لئے خدا تعالیٰ
 کی مدد کی محتاج تھیں۔ اسی طرح براہین احمدیہ میرے لئے بطور بچہ کے تھی جو پیدا ہوا۔
 اور یہ بات ہر ایک جانتا ہے کہ تالیفات کی نسبت یہ عام محاورہ ہے کہ ان کو نتائج
 طبع کہتے ہیں۔ یعنی طبع از بچے اور جبکہ براہین احمدیہ میرا بچہ پھیرا جو پیدا ہوا تو اس کے

۴۰ تشبیہ متن کتاب تہذیب اور کچھ چکا ہوں کہ کتاب براہین احمدیہ میں اول خدا نے میرا نام مریم رکھا اور پھر
 فرمایا کہ میں نے اس مریم میں صدق کی روح پھونک کر بعد کا نام عیسیٰ رکھ دیا گو یا میری حالت سو عیسیٰ پیدا
 ہو گیا اور اس طرح تین خدا کا کلام میں ابن مریم کہلایا۔ اس بارہ میں قرآن شریف میں بھی ایک
 اشارہ ہے اور وہ میرے لئے بطور پیش گوئی کے ہے یعنی اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں اس آیت کے
 بغیر افراد کو مریم سے تشبیہ دیتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ وہ مریم عیسیٰ کی حالت ہو گئی اور اب ظاہر ہے
 کہ اس امت میں تجزیر میرے کشی نے اس بات کا دعویٰ نہیں کیا کہ میرا نام خدا نے مریم رکھا اور پھر
 ابن مریم میں عیسیٰ کی روح پھونک دی ہے اور خدا کا کلام باطل نہیں بنو رہا ہے کہ اس امت میں کوئی ایسا

پیدا ہونے کے وقت میں بھی اپنی مالی حالت میں کمزور تھا جیسا کہ مریم کمزور تھی اور اپنے طور پر اس بچہ کی پرورش کیلئے اپنے اسکے طبع کیلئے غذا حاصل نہیں کر سکتا تھا تو مجھے ہی مریم کی طرح ہی حکم ہوا کہ **هَذَا إِلِيكَ بَعْدَ الْفَخْلَةِ** پس اس پیشگوئی کے مطابق سرمایہ کتاب اکٹھا ہو گیا اور پیشگوئی پوری ہو گئی اور اس روپیہ کا آنا بالکل غیر متوقع تھا کیونکہ میں گنہگار تھا اور یہ میری پہلی تالیف تھی اور یہ نکتہ بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ خدا تعالیٰ نے ہر مہر پروردگار

مصدق ہوا اور خوب غور کر کے دیکھ لو اور دنیا میں تلاش کرو کہ قرآن شریف کی اس آیت کا بجز میری کوئی دنیا میں مصداق نہیں پس یہ پیشگوئی سورہ تحریم میں خاص میری لئے ہے اور وہ آیت یہ ہے **وَمِنْ أَجْلِ عِمْرَانَ الَّتِي أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيهِ مِنْ رُوحِنَا وَوَكَّلْنَاهُ تَحْرِيمًا** (ترجمہ) اور دوسری مثال اس آیت کے افراد کی مریم عمران کی بیٹی ہے جس نے اپنی عصمت کو محفوظ رکھا تب ہم نے اس کی پٹ میں اپنی قدرت سے روح پھونک دی یعنی عیسیٰ کی روح۔ اب ظاہر ہو کر کہ بوجہ اس آیت کے اس امت کی مریم کو پہلی مریم کے ساتھ نسبتاً بہت پیدا ہوتی ہے کہ ہمیں ہی عیسیٰ کی روح پھونک دی جائے جیسا کہ خود روح پھونکنے کا ذکر بھی اس آیت میں فرمایا ہے ضرور ہے کہ خدا کا کلام پورا ہو پس اس تامل میں وہ میں ہوں میری نام خدا نے براہین احمدیہ میں پہلی مریم رکھا اور بعد اس کی میری ہی نسبت یہ کہا کہ ہمیں اس مریم میں اپنی طرف سے روح پھونک دی اور پھر روح پھونکنے کے بعد مجھ ہی عیسیٰ قرار دیا پس اس آیت کا میں ہی مصداق ہوں میرے سوا تیرے سوا جس میں کسی نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ پہلے خدا نے میرا نام مریم رکھا اور مریم میں اپنی طرف سے روح پھونک دی جس سے میں عیسیٰ بن گیا۔ خدا سو ڈرو اور ہمیں غور کرو جس زمانہ میں خدا نے براہین احمدیہ میں یہ فرمایا اس وقت تو میں اس قبیح معرفت سے خود بخیر تھا جیسا کہ میں براہین احمدیہ میں اپنا عقیدہ ہی ظاہر کر دیا کہ عیسیٰ آسمان سے آیا والا ہے یہ میرا عقیدہ اس بات پر گواہ ہے کہ میری طرف سے کوئی افتراء نہیں اور میں خدا کی تفہیم سے پہلے کچھ نہیں

سمجھ سکا۔ منہ

مین مجھے عیسیٰ کے نام سے موسوم کرنے سے پہلے میرا نام مریم رکھا اور ایک مدت تک میرا نام
 کو نزدیک ہی رہا اور پھر خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ اے مریم میں تجھ میں سچائی کی روح
 پھونک دی گویا مریم سچائی کی روح سے حاملہ ہوئی اور پھر خدا نے براہین احمدیہ کے اخیر
 میں میرا نام عیسیٰ رکھ دیا گویا وہ سچائی کی روح جو مریم میں پھونکی گئی تھی ظہور میں آکر عیسیٰ کے
 نام سے موسوم ہو گئی۔ پس اس طرح پر مین خدا کی کلام میں ابن مریم کہلایا اور یہی معنی اس
 وحی الہی کے ہیں کہ الحمد لله الذی جعلک المیجر ابن مریم۔

ہست او غافل ز را ز ایزدی
 در براہین نام من مریم نہاد
 دست نادادہ بہ پیران زمی
 از رفیق راہ حق نہ آشنا
 روح عیسیٰ اندران مریم دسید
 ز اوزان مریم یسح این زمان
 ز انکہ مریم بود اول گام من
 شد ز جاسے مری بر تہ قدم
 گر نمیدانی براہین را بہین
 بکجہ مستور کم فہم کہے
 کار بے فیضان نمی آید درست
 ظلمتے در سر قدم داری راہ
 ہاں مروخون تو نے آہستہ ہاں
 حادثات ویران تو در فکر و گر
 زوجہ نالی بہر کفسر و گبران

انکہ گویا بن مریم چون شدی
 آن خدا سے قادر و رب العباد
 مدتے بودم برنگ مریمی
 ہچچو بکر سے یافتہ نشوونما
 بعد از ان آن قادر و رب مجید
 پس پے نفخش رنگ دیگر شد عیان
 زین سبب شد ابن مریم نام من
 بعد از ان از نفخ حق عیسیٰ شدم
 این ہمہ گفت ہست رب العالمین
 حکمت حق را نہ مآوار و بے
 فہم را فیضان حق باید نخست
 گر ز داری فیض رحمان را پس نام
 فیض حق را با تضرع کن تلاش
 اے پے تکفیر با بستہ کمر
 صد ہزاران کفر و جانت نہان

نکتہ چہین را چشم می بایخت
اونہ بر ما خویشش را رسوا کند
لعنت آن باشد کہ از رحمان بود

خیز و اول خویش تن را کن سست
لعنتی گر لعنتی بر ما بست
لعنت اہل جفا آسان بود

۱۵۲ نشان - خدا تعالیٰ نے ایک عام طور پر مجھے مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ -
انی مہین من اراد اہانتک یعنی میں اُس کو ذلیل کر دینگا جو تیری ذلت کا
ارادہ کرے گا۔ صد ہا دشمن اس پیشگوئی کے مصداق ہو گئے ہیں اس رسالہ میں مفصل
لکھنے کی گنجائش نہیں۔ اُن میں سے اکثر لوگ ایسے ہیں جو میری نسبت یہ کہا کہ میری
ہے طاعتوں سے ہلاک ہو گا خدا کی قدرت کہ وہ خود طاعتوں سے ہلاک ہو گئے اور اکثر لوگ
ایسے ہیں کہ اپنا یہ الہام پیش کرتے تھے کہ ہمیں خدا نے بتلایا ہے کہ یہ شخص جلد مر جائے گا
خدا کی شان کہ وہ اپنے ایسے الہاموں کے بعد خود جلد مر گئے اور بعض نے میری پروردگار
کی تھبین کہ وہ جلد ہلاک ہو جائے وہ خود جلد ہلاک ہو گئے مولوی محی الدین لکھو کے والیکا الہام
لوگوں کو یاد ہو گا جنہوں نے مجھ کو کافر ٹھہرایا اور فرعون سے تشبیہ دی اور میرے پر عذاب
نازل ہوئی نسبت الہام شایع کئے آخر آپ ہی ہلاک ہو گئے اور کئی سال ہو گئے کہ وہ اس
دنیا سے گزر گئے۔ ایسا ہی مولوی غلام دستگیر تھوڑے بھی مجھے گالیاں دینی میں حد سے
بڑھ گیا تھا جس نے کہ سے میرے پر کفر کے فتوے منگوائے تھوڑے بھی بیٹھے اٹھتے میری پر
بد دعا کرتا اور لعنت امد علی الکاذبین اسکا ورد تھا اور اسی پر بن بنین کی بلکہ حنیفہ کین ابھی
لکھ چکا ہوں اسکو بھی شوق آیا کہ شیخ محمد طاہر صاحب مجمع البحار کی طرح میرے پر بد دعا کرے
تا اسکی بھی کراست ثابت ہو کیونکہ صاحب مجمع البحار کے زمانہ میں بعض ناپاک طبع لوگوں
نے محض اقترا کے طور پر مسیح اور مہدی ہونیکا دعوائے کیا تھا اور چونکہ وہ ناراستی پر تھے
اس لہذا خدا تعالیٰ نے محمد طاہر کی دعا منظور کر کے اُن کو محمد طاہر کی زندگی میں ہی ہلاک کر ڈالا
پس اس قصہ کو پڑھ کر غلام دستگیر کو بھی شوق اٹھا کہ آؤ میں بھی اس جھوٹے مسیح اور جھوٹے

مہدی پر دعا کروں تا اسکی موت سے میری کرامت بھی ثابت ہوگا اسکو شیخ سعدی کا یہ شعر یاد رہے ہر بیش گمان مبرکہ خالی است۔ شاید کہ پلنگ خفتہ باشد + اگر میں جھوٹا ہوتا تو بے شک ایسی دعا سے کہ جو نہایت توجہ اور درود سے کی گئی تھی ضرور ہلاک ہو جاتا اور میان غلام و دستگیر محمد طاہر ثانی سمجھا جاتا لیکن چونکہ میں صادق تھا اس لئے غلام و دستگیر خدا تعالیٰ کی وحی انی مہین من اراد انک کا شکار ہو گیا اور وہ دینی نیت جو میرے لئے اس نے چاہی تھی اسی پر پڑ گئی +

اگر کوئی مولوی خدا سے ڈرنیوالا ہو تو اس ایک ہی مقام سے اسکا پروردہ غفلت دور ہو جاتا ہے ہر ایک طالب حق پر لازم ہے کہ اس بات کو سوچے کہ یہ کیا بھید ہے کہ محمد طاہر کی دعا سے تو جھوٹا مسیح اور جھوٹا مہدی ہلاک ہو گیا اور جب میان غلام و دستگیر اسکی ریس کر کے بلکہ شاہیت ظاہر کر نیکی لئے اپنی کتاب فتح رحمانی میں اسکا ذکر بھی کر کے میرے پر بد دعا کی اور بد دعا کر نیکی وقت اپنی اسی کتاب میں میری نسبت یہ لفظ لکھا تَبَّالَہُ وَ لَا تَبَاعَدْ جس کے معنی ہیں کہ میں اور میرے پیروں ہلاک ہو جائیں تب وہ چند ہفتہ کے اندر آپ ہی ہلاک ہو گیا اور جس نیت کو میری موت مانگ کر میرے لئے چاہتا وہ داغِ ذلت ہمیشہ کیلئے اسی کو نصیب ہو گیا کوئی صاحبِ فہم جو اب دین کہ کیا یہ اتفاقی امر ہے یا خدا تعالیٰ کے ارادہ سے ظہور میں آیا۔ میں اب تک خدا تعالیٰ کے فضل سے زندہ ہوں مگر غلام و دستگیر کے مرنے پر گیارہ برس سے زیادہ گزر گئے اب آپ لوگوں کا کیا خیال ہے کیا خدا تعالیٰ کو محمد طاہر کے زمانہ کا جھوٹا مسیح اور جھوٹا مہدی برا معلوم ہوتا تھا اور اس سے خدا دشمنی رکھتا تھا مگر غلام و دستگیر کے زمانہ میں جو جھوٹا مسیح پیدا ہوا اسکو خدا تعالیٰ نے محبت کی نظر سے دیکھا اور اسکو عزت دی کہ غلام و دستگیر کو اس کے سامنے ہلاک کر دیا اور غلام و دستگیر کی بد دعا کو اسی کے منہ پر مار کر اسی کو موت کا پیالہ پلا دیا اور قیامت تک یہ داغِ ذلت اس پر رکھا۔ اگر میں غلام و دستگیر کی بد دعا سے مر جاتا اور غلام و دستگیر اب تک

زندہ رہتا تو کیا میرے دشمن بلکہ دین اسلام کے دشمن دنیا میں ہزاروں اشتہار جاری کر کے شور قیامت نہ مچا دیتے اور کیا میرے جھوٹا ہونا تقارہ کی چوٹ سے مشہور نہ کیا جاتا تو پھر اب کیوں بزرگان قوم خاموش ہیں کیا ان لوگوں کی یہی تقویٰ ہے اور یہ کہنا کہ یہ سب اہل نہ ہیں۔ فرض کیا کہ یہ سب اہل نہ ہیں مگر محمد طاہر کی ریس کر کے بددعا تو ہے جس کے مقابل سید الہام کے انی مہدین من اراد اہانتک پس یہ کیا ہوا کہ اس بددعا سے میرا تو کچھ نہ بگڑا مگر خدا تعالیٰ کے الہام انی مہدین من اراد اہانتک نے کھلا کھلا اثر دکھا دیا اور اسی بددعا کو موجب آیت علیہم داثرة السوء غلام دشگیر بن نازل کر دیا۔ اور جو شخص محمد طاہر کا ثانی بننا چاہتا تھا اس کو خدا نے جوئے مسیح کا ثانی بنا دیا اور اگر مرنیکے بعد میرے پر برکت بکرت نازل کی گئی۔ کئی لاکھ انسان مرید ہو گئے اور اسکی نیت کے بعد تین بیٹے پیدا ہوئے اور کئی لاکھ روپیہ آیا اور قریباً تمام دنیا میں عزت کے ساتھ خدا سے منجھتے مشور کر دیا۔ شاید ہمارے مخالف اب یہ کہیں گے کہ وہ جھوٹا مسیح اور جھوٹا مہدی جو محمد طاہر کی بددعا سے مگیا تھا وہ بھی ایک اتفاقی موت تھی محمد طاہر کی دعا کا اثر نہ تھا پس ایسی باتوں کا ہم کہاں تک جواب دے سکتے ہیں پناہیں تو وہ وہ یہ بخائیں اور یہ کہہ دین کہ غلام دشگیر کی موت بھی اتفاقی ہے۔ ظاہر علامات تو یہی معلوم ہوتی ہیں

کیوں نہیں لوگو تمہیں حق کا خیال	دل میں تھا میری سوسوایاں
اس قدر کہیں تعجب بڑھ گیا	جس کو کچھ پریشان جو تھا وہ شر گیا
آپا یہی تقویٰ ہے یہی اسلام تھا	جس کے ہاتھ سے تھا رنام تھا

غرض خدا کا یہ الہام کہ انی مہدین من اراد اہانتک صد ہجری پر سے زور سے ظاہر ہوا اور ظاہر ہو رہا ہے۔ امین کیا بھی ہے کہ وہ قادر اس قدر میری حمایت کرتا ہے یہی عجیب ہے کہ وہ نہیں دیکھتا کہ اس کا محبوب منایع ہو

چہ شیریں نفی سے دستا تم	چہ شیریں خصلتی سے جانِ جب تم
-------------------------	------------------------------

چو دیدم روئے تو دل در تو بستم	نمانده غیر تو اندر جہانم
توان برداشتن دست از دو عالم	مگر حبست بسوزداستخوانم
در آتش تن با ساقی توان داد	ز اجرت جان رود با صد فغانم

۵۴ نشان۔ مولوی محمد حسن بھین والے نے تیری کتاب اعجاز احمدی کے حاشیہ پر بحث اللہ علی الکاذبین لکھ کر اپنے تئیں مبالغہ کے بیچ میں ڈال دیا چنانچہ اس تحریر پر ایک سال بھی نہیں گزرا تھا کہ بڑے دکھ کے ساتھ اس جہان سے گزر گیا اور جو انان مرگ موت ہوئی۔ اسی کے ہاتھ کا لکھا ہوا ایسا ہی ہار پاس موجود ہے جو چاہے دیکھ لے۔

۵۴ نشان۔ پیر مر علی شاہ گولڑی نے اپنی کتاب سیف چشتیائی میں مجھے چوکھا بیٹے اُس کے خیال میں بیٹے دوسروں کی کتابوں کا مضمون چوکا کر لکھا ہے اس افترا کی خدا نے اسکو یہ سزا دی کہ عدالت میں کرم دین کے مقدمہ میں وہ خود محمد حسن بھین کے نوٹوں کا چور ثابت ہو چنانچہ عدالت میں اس بارہ میں حلفی شہادتیں گزر گئیں۔ تب اس پر الہام اتی مہین میں ارادہ انتہا تک پورا ہو کر خدا تعالیٰ کا نشان ظاہر ہوا۔

۵۵ نشان۔ خدا تعالیٰ کا یہ بھی ایک نشان تھا کہ اُس نے سلسلہ کے بعد باقی حصہ براہین احمدیہ کا تیسریں برس کی مدت تک چھپنے سے روک دیا اس کا یہ کلام پورا ہو کہ میں براہین احمدیہ کو بطور نشان کے بناؤں گا۔ کیونکہ اس میں بہت سی ایسی مشکوئیات ہیں جو ابھی اُن کا پورا ہونا معرض انتظار میں تھا اور اس میں میری نسبت ایسے وعدے تھے جو ابھی ظہور میں نہیں آئے تھے اور ضرور تھا کہ اُن تمام نشانوں اور تمام وعدوں کا اُن کی کتاب میں پورا ہونا دکھلایا جاتا تاکہ کتاب براہین احمدیہ اسم باہمی ہو جاتی۔ اگر اُن مشکوئیوں کے پورا ہونے سے پہلے براہین احمدیہ ختم ہو جاتی تو وہ ایک ناقص کتاب ہوتی جس کو خدا نے جس کے تمام کام مکمل اور محبت پرستی میں یہ چاہا کہ اس وقت تک براہین احمدیہ کے باقی حصہ کا چھپنا اور شائع ہونا

رک دیا جائے جب تک کہ وہ پیشگوئیاں پوری ہو جائیں جو براہین احمدیہ میں لکھی گئی ہیں
 کیونکہ وہ کتاب جیسا کہ اسکا نام براہین احمدیہ ہے اس لٹریٹور کی گئی ہے کہ تاجوا سلام کی
 براہین ہیں وہ ظاہر کرے اور براہین میں سے سب کے بڑھ کر آسمانی نشان ہیں جن میں انسانی
 طاقت کا کچھ بھی دخل نہیں سو ضرور تھا کہ اس میں اس قدر آسمانی نشان لکھے جاتے کہ دشمن
 پر اتمام حجت کرنے کے لئے کافی ہوتے جیسا کہ براہین احمدیہ میں یہ وعدہ دیا گیا تھا کہ اس میں
 تین سو نشان لکھے جائیں گے سو خدا نے چاہا کہ وہ باتیں پوری ہوں اگرچہ مخالف لوگ اپنی
 جہالت سے شور ڈالتے تھے اور میرے پر یہ افترا کیا کہ گویا میں نے بدعتی سے لوگوں کا رویہ
 قیمت ہضم کرنے کے لئے براہین احمدیہ کا چھپنا آئندہ ہمیشہ کیلئے بند کر دیا ہے لیکن براہین احمدیہ
 کی تاخیر طبع میں یہی حکمت تھی جو میں نے بیان کی اور میں یقین رکھتا ہوں کہ کوئی عقلمند اس سے
 انکار نہیں کر لیا مگر وہی لوگ جن کو دین و دیانت سے سرکار نہیں وسیع علم الذین ظلموا
 آتے مُنْقَلَبِ يَنْقَلِبُونَ۔ اسد تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے وَقَالَ الَّذِي نَكَهَ النِّسَاءَ عَلَيْهِ
 فَمِنْ جَمَلَةٍ وَاحِدَةٍ۔ كَذَلِكَ لِنُثَبِّتَ بِهِ فُؤَادَكَ يٰعِزُّی كَافِرٌ كَتَبْتُمْ هُنَّ كَیْفَ لَیْسَ لَیْسَ
 ایک مرتبہ ہی نازل نہ ہوا۔ ایسا ہی چاہئے تھا تا وقتاً فوقتاً ہم تیرے دل کو نسلی دیر میں او
 کا وہ مخالف اور معلوم جو وقت سے وابستہ ہیں اپنے وقت پر ہی ظاہر ہوں کیونکہ قبل از وقت کسی
 بات کا سمجھنا مشکل ہو جاتا ہے سو اس صحت سے خدا نے قرآن شریف کو تیس برس تک نازل کیا
 تا اس قدر تک موعودہ نشان ہی ظاہر ہو جائیں سو میں یقین رکھتا ہوں کہ کتاب براہین احمدیہ
 کی تاخیر براہی تیسواں برس ختم نہیں ہو گا کہ اسکا پانچواں حصہ ملک میں شائع ہو جائیگا۔
 اور خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں تیس برس کی طرقت اشارہ ہی کیا ہے کیونکہ وہ خدا فرماتا ہے
 یٰ اَحْمَدُ بَارِكْ لَیْلَہُ فِیْکَ۔ الرَّحْمٰنُ عَلٰہُ الْقُرْاٰنِ۔ لَسْتُ نَذِرُ قَوْمًا مَّا اَنْذَرُ
 اٰبَاءَہُمْ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنْ سُبُلِ الْمَجْرَمِیْنَ۔ قُلْ اِنِّیْ اَمْرٌ وَّ اِنَّا اَوَّلُ الْمَوْصُوْنِ
 سے احمد یہ ظلی طور پر اس کا نام ہے) خدا نے تجھ میں برکت رکھ دی وہ خدا تعالیٰ جس نے

تجھے قرآن سکھلایا ہے یعنی اس زمانہ کے لوگوں میں سے کسی کا تیرے پر بارست نہیں چڑھا
 تیرا معلم ہے اور خدا نے تجھ کو اسے قرآن سکھلایا کہ تا تو ان لوگوں کو ڈراوے جن کے باپ
 دار سے نہیں ڈرائے گئے اور تا خدا کی محبت پر سی ہو جاوے اور مجھوں کی راہ کھل
 جائے انکو کہہ دے کہ میں خدا کی طرف سے ماسد ہوں اور سب سے پہلے اس بات پر ایمان لانے
 والا میں ہوں اور چونکہ پہلے اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت تعلیم قرآن تیس
 برس تک ختم ہوئی اس لئے ضروری تھا کہ اب بھی اس مشابہت کو کہلانے کیلئے تیس
 برس ہی تعلیم قرآن کی مدت مقرر کی جاتی تا وہ سب نشان ظاہر ہو جائیں جن کا
 وعدہ دیا گیا تھا۔ رومی صاحب نے بھی اسی بارہ میں فرمایا ہے

میتے این ششوی تاخیر شد سالہا باست تا خون شیر شد

۱۶۔ **الشان**۔ یہ نشان پہلے اس سے سینے اپنے رسالہ تذکرۃ الشہادۃ میں کے اخیر
 میں لکھا ہے اور وہ یہ ہے کہ اکتوبر ۱۹۷۹ء کو سینے ارادہ کیا تھا کہ صاحبزادہ عبداللطیف
 اور شیخ عبدالرحمن صاحب کی شہادت کے بارہ میں جو نہایت ظلم سے قتل کئے گئے ایک
 رسالہ لکھوں جس کا نام تذکرۃ الشہادۃ میں تجویز کیا تھا لیکن اتفاقاً مجھے درود گردہ شروع
 ہو گیا اور میرا ارادہ تھا کہ ۱۶۔ اکتوبر ۱۹۷۹ء تک وہ رسالہ ختم کر لوں کیونکہ ۱۶۔ اکتوبر ۱۹۷۹ء
 ایک فوجداری مقدمہ کے لئے جو ایک مخالف کی طرف سے میرے پر دایر تھا گورہا سپور
 جانا ضروری تھا تب میں جناب الہی میں دعا کی کہ یا الہی میں شہید مرحوم عبداللطیف کیلئے
 رسالہ لکھنا چاہتا ہوں اور درود گردہ شروع ہو گئی ہے مجھے شفا بخش اور اس سے پہلے مجھے
 ایک دفعہ دس دن برابر درود گردہ رہی تھی اور میں اس سے قریب موت ہو گیا تھا اب کی
 دفعہ بھی وہی خوف دامنگیر ہو گیا سینے اپنے گھر کے لوگوں کو کہا کہ میں دعا کرتا ہوں تم
 آمین کہو تب میں نے اپنی شفا کے لئے اس سخت درہ کی حالت میں دعا کی اور انہوں
 نے آمین کہی پس میں خدا تعالیٰ کی قسم کہ کہتا ہوں جسکی قسم ہر ایک گواہی سے زیادہ اعتبار

کہ لائق ہے کہ ابھی بیٹے دعا تمام نہیں کی تھی کہ میرے پر غنودگی طاری ہوئی اور
الہام ہوا سلام قولاً من رب رحیم۔ میں نے اسی وقت یہ الہام اپنی گھر کے
لوگوں اور ان سب کو جو حاضر تھے سنا دیا اور خدا نے علیم جانتا ہے کہ صبح کے چھ
بجھر کے پہلے میں بکلی صحت یاب ہو گیا اور اسی دن میں نے ادھی کتاب تصنیف کر لی
فالحمد لله علی ذلک ویکون ذکر الشہادۃ من کامنہ اخیر۔

۱۵۷ نشان۔ صاحبزادہ مولوی عبداللطیف کی شہادت بھی میری سچائی پر
ایک نشان ہے کیونکہ جب کے خدا نے دنیا کی بنیاد ڈالی ہے کہی ایسا اتفاق نہیں ہو
کہ کوئی شخص دیدہ و دانستہ ایک جموٹے مکار مغتری کے لئے اپنی جان دے اور اپنی بیوی
کو بیوہ ہونے کی نصیبیت میں ڈالے اور اپنے بچوں کا یتیم ہونا پسند کرے اور اپنے لئے
سنگساری کی موت قبول کرے یوں تو صد ہا آدمی ظلم کے طور پر قتل کئے جاتے ہیں مگر
میں جو اس جگہ صاحبزادہ مولوی عبداللطیف صاحب کی شہادت کو ایک عظیم الشان نشان
قرار دیتا ہوں وہ اس وجہ سے نہیں کہ ظلم سے قتل کئے گئے اور شہید کئے گئے بلکہ
اس وجہ سے ہر کہ شہید ہونے کے وقت انہوں نے وہ استقامت دکھائی کہ اس سر پر مگر
کوئی کراہت نہیں ہو سکتی۔ ان کو تین مرتبہ امیر نے مختلف وقتوں میں نرمی سے سمجھایا کہ
جو شخص قادیان میں سیح موعود ہونیکا دعوتے کرتا ہے اسکی معیت توڑ دو تو آپ کو چھوڑ
دیا جائیگا بلکہ پہلے سے بھی زیادہ آپ کی عزت ہوگی ورنہ سنگسار کر دیا جائیگا انہوں نے
ہر ایک مرتبہ میں یہی جواب دیا کہ میں اہل علم ہوں اور زمانہ دیدہ ہوں میں نے بصیرت
کی راہ سے سعیت کی ہے میں اسکو تمام دنیا سے بہتر سمجھتا ہوں اور کسی دوزان کو
حرست میں رکھا گیا اور سخت دُکھ دیا گیا اور ایک بھارتیہ نے لالا گیا جو سر سے پانوں تک
تھا اور بار بار سمجھایا اور ترک سعیت پر عزت افزائی کا وعدہ کیا کیونکہ انکو ریاست کابل
سے پورا تعلقات تھے اور ریاست میں انکے حقوق خدمات تھے مگر انہوں نے بار بار

کہا کہ میں دیوانہ نہیں سینے حق پالیا ہے۔ میں بخوبی دیکھ لیا ہے کہ مسیح آنے والا یہی ہے جس کے ہاتھ پر سینے بیعت کی ہے۔ تب نو میدان ہو کر ناک میں آن کے رسی ڈال کر پاز بخیر نگساری کے میدان میں لے گئے اور سنگسار کرنے سے پہلے پھر اس نے ان کو سمجھایا کہ اب بھی وقت ہے آپ بیعت توڑ دیں اور انکار کر دیں۔ تب انہوں نے کہا کہ ہرگز نہیں ہوگا اب میرا وقت قریب ہے۔ میں دنیا کی زندگی کو دین پر ہرگز مقدم نہیں کروں گا۔ کہتے ہیں کہ انکی اس ہتقامت کو دیکھ کر صد ہا آدمیوں کے بدن پر لڑوہ پڑ گیا اور ان کے دل کانپ اٹھے کہ یہ کیا مضبوط ایمان ہے ایسا ہنسنے کی بجائے دیکھا۔ اور بہتوں نے کہا کہ اگر وہ شخص جس سے بیعت کی گئی ہے خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو صاحبزادہ عبداللطیف یہ ہتقامت ہرگز دکھلا نہ سکتا۔ تب اس مظلوم کو پتھروں کے ساتھ شہید کیا گیا اور اس نے آہ نہ کی اور چالیس دن انکی لاش پتھروں میں پڑی رہی اور آخری مقولہ ان کا یہ تھا کہ میں چھ دن سے زیادہ مردہ نہیں رہوں گا تب میرے انکی سنگساری کی جگہ پر ایک پرہ بٹھا دیا کہ شاید یہ بھی قریب ہوگا مگر اس مقولہ سے انکی مراد یہ تھی کہ چھ دن تک میری روح ایک نئے جسم کیساتھ آسمان پر اٹھائی جائیگی۔

اب ایمان اور انصاف سے سوچنا چاہئے کہ جس سلسلہ کا تمام مدار مکر اور فریب اور جھوٹ اور افترا پر ہو کیا اس سلسلہ کے لوگ ایسی ہتقامت اور شجاعت دکھلا سکتے ہیں کہ اس ماہ میں پتھروں سے کچلا جانے کا قبول کریں اور اپنے بچوں اور بیوی کی کچھ بھی پروا نہ کریں اور اپنی مردانگی کے ساتھ جان دین اور بار بار رالی کا وعدہ بشرط فسخ بیعت دیا جانے مگر اس راہ کو نہ چھوڑیں، اسی طرح شیخ عبدالرحمن بھی کابل میں فوج کیا گیا اور دم نہ مارا اور یہ نہ کہا کہ مجھے چھوڑ دو میں بیعت کو توڑتا ہوں اور یہی سچے مذہب اور سچے امام کی نشانی ہے کہ جب یکو اسکی پوری معرفت حاصل ہو جاتی ہو اور ایمانی شیرینی دل و جان میں چرچ جاتی ہے تو ایسے لوگ اس راہ میں مرنے سے نہیں ڈرتے ان جو سطحی ایمان رکھتے

ہمیں اور اُن کے رگ و ریشہ میں ایمان داخل نہیں ہوتا وہ یہود و مسکروں کی طرح تھوڑے سے لالچ سے مرنے ہو سکتے ہیں ایسے ناپاک مرتدوں کو بھی ہر ایک نبی کے وقت میں بیت نمونے ہیں سو خدا کا شکر ہے کہ غاصبین کی ایک بھاری جماعت میرے ساتھ ہے اور ہر ایک ان میں سے میرے لئے ایک نشان ہے یہ سب کے خدا کا فضل ہے رب اناک جنتی و رحمتک جنتی و آیاتک غذائی و فضلك ردائی۔

قصیدہ من المولف

راقی من الرحمن عبد مکرّم
 میں رحمن کی طرف سے ایک بندہ عزت دیا گیا ہوں
 انا البستان بستان الہد
 میں وہ باغ ہوں جو ہدایت کا باغ ہے
 من فرمتی فر من رب الوہاب
 جو شخص مجھ سے بھاگا وہ خدا سے بھاگا
 روحی تقدیر علی حمامہ
 میری روح خدا کی تقدیر کیلئے ایک کتبوی ہے
 ما جئتم فی غیر وقت عایشا
 میں نہاں ہی پس ہو وقت بطور لہو لعل کے نہیں آیا
 یا ایہا الناس اترکوا اہواءکم
 اے لوگو اپنی حرص ہوا کو چھوڑ دو
 ربّ کریم غافر لمن اتق
 رب کریم ہے وہ ڈرنیوالے کو بخش دیتا ہے

سبح معاداتی وسیلہ اسلم
 میری دشمنی نہ ہو میری اور مجھ سے صلح سلامتی بخش دے والی ہو
 انا صدوق مصلی مترجم
 میں اشتکوار مصلح ہوں اور اصلاح کرنیوالا ہوں
 انا النہج السلیم الافق
 میں سلامتی کی راہ اور سیدھی راہ ہوں
 او عند لیب غارد مترجم
 یا ایک بلبل ہے جو خوش آواز کو بول رہی ہے
 قد جئتم والوقت ایل مظلم
 میں آسوت آیا نیکیا زمانہ رات کی طرح تھا
 توبوا وان الله رب ارحم
 توبہ کرو اور خدا غفور و رحیم ہے
 طوبی لمن بعد المعاصی بندم
 کیا خوش نصیب شخص ہے جو گناہ کے بعد پچھتا رہا ہے

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوا الْجَاهِلِيَّةَ

اے لوگو اپنی موتوں کو یاد کرو

يَا لَآئِسِيَّ إِنَّ الْمَكَارِمَ كُلَّهَا

اے میرے ملاست کرنیوالے تمام بزرگیاں

السَّعْيُ لِلتَّوْحِيدِ أَمْرٌ بَاطِلٌ

توہین کیلئے کوشش کرنا باطل ہے

جَاءَتْكَ أَيَا قِي فَاذْكُرْ تَكْذِيبُ

میرے نشان تیرے پاس آئے سو تو تکذیب کرتا ہی

هَلْ جَاءَكَ إِلَّا بَرَاءٌ مِنْ رَبِّكَ

کیا بری ہونے کی خبر خدا تعالیٰ سے تجھے پہنچ گئی

إِنْ كُنْتَ تَزْعُمُ أَنَّكَ أَنْتَ

اور اگر تو جنگ کا ارادہ کرتا ہے

لَا تَقِ حَرْبَ الْعَدُوِّ وَأَنْصُرْ

ہم دشمنوں کی جنگ اور انکی تیرا داری نہ کریں گے

أَنْظُرْ إِلَى عَبْدِ الْحَكِيمِ وَغِيْهِ

ڈاکٹر عبد الحکیم خان اور انکی گزشتہ کی طرف دیکھ

كَبِيرٌ يُبْقِرُ نَفْسَهُ بَضْعًا

تکبر اپنی ایندھن کے ساتھ انکو مشغول کرتا ہے

الْفَخْرُ بِالْمَالِ الْكَثِيرِ جِهَالَةٌ

مالی کثرت کے ساتھ فخر کرنا جہالت ہے

جَهْدُ الْمُخَالَفِ بَاطِلٌ فِي أَمْرِنَا

مخالف کی کوششیں ہمارے معاملہ میں باطل ہیں

مُخَالَفِ كِي كُوشِشِينَ هَامَرِ مَعَالِمِينَ بَاطِلِينَ

إِنَّ الْمُنَايَا لَا تُزْدَوْنَهَا

جنگ میں آتی ہیں تو وہیں نہیں ہوتیں اور انکا ہر پلہ پلہ

فِي لَصْدَقٍ فَاسْلُكْ فَجْرَ صَدَقٍ

صدق میں ہیں پس صدق اختیار کر سلامت رہیگا

إِنَّ الْمُقَرَّبَ لَا يَهَانُ وَبِكْرَمٍ

جو شخص خدا کا مقرب ہوتا ہے خدا اسکو ذلیل نہیں کرتا

شَاهِدَتِ سُلْطَانِي فَاذْكُرْ تَحْكُمَ

اور میری برہان تو نے شاہدہ کئی اور پھر تو تحکم کرتا ہی

أَمْ هَلْ سَوَّيْتُ الْعَيْشَ لَا يَتَصَرَّمُ

یا تو نے دیکھ لیا کہ تیری زندگی کسی منتقطع نہیں ہوگی

نَاقِي كَمَا يَأْتِي لَصِيدٌ ضَيْغَمٌ

تو ہم اس طرح آئیں گے جس طرح شکار کیلئے خیر آتا ہے

وَالْقَلْبُ عِنْدَ الْحَرْبِ لَا يَنْتَحِمُ

اور دل لڑائی کے وقت متروک نہیں ہوتا

يَعْرِى كَسْرُ حَانَ وَلَا يَتَكَلَّمُ

بھڑیے کی طرح چلا رہا ہے نہ یہ کہ بات کرتا ہے

مَا مَدَّ هَذَا الْكَبِيرُ إِلَّا الدَّرْهَمَ

اور یہ تکبر باعث مال کے پیدا ہوا ہے

غَيْمٌ قَلِيلٌ الْمَاءُ لَا يَتَلَوَّمُ

یہ وہ بادل ہے جس میں کم پانی ہے جو ٹھہر نہیں

سَيْفٌ مِنَ الْجَمَلِ لَا يَتَثَلَّمُ

یہ وہ تلوار ہے جو غنہ پذیر نہیں ہوگی

يَا وَهْ تَلَوَّارِ سَهْ جَوْرُ غَنَةٍ يَذِيرُ نَهْنِ هَوْ كِي

فی وجهنا نور المہمین لایح

ہمارے موند پر خدا کا نور روشن ہے

ما قلت یا عبد الحکیم بجنبنا

اے عبد الحکیم تو نے ہمارے مقابل جو باتیں کہیں

واللہ لا یخزی عنہ جنابہ

بخدا کہ خدا تعالیٰ کا عزیز رسوا نہیں ہوگا

هذا من الرحمن نبأ محکم

یہ خدا کی طرف سے خبر نچتے محکم ہے

واللہ یتقصر کل خیط مکائد

اور بخدا ہر ایک کمر کا دھاگہ توڑ دیا جائیگا

کفر وما التکفیر منک بید

مجھے کفر کم اور کفر کننا تیرا کوئی نئی بات نہیں

قد کفرت من قبل صحت نبیتا

ہاں تو پہلے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو لوگوں کا فریب دیا

تب من کلام قلت ولحدتائنا

جو کچھ تو نے کہا ہے اس سے تو بڑا کر اور میری طرف

ان کنت تمنی الوغاف خارب

اگر تو لڑنے کو چاہتا ہے پس ہم لڑیں گے

نطقی کسیف قاطع یزوی العلاء

میرا نطق تلوار کاٹنے والی ہے مانند ہر جو دشمن کو کاٹے

کم من قلوب شقق غلافها

بہت دل ہیں جن کے غلاف میں زہر پیڑا دسے

بہت سینے ہیں جو سینے مجروح کو اور کرتا ہوں

ان کان فیکم ناظر متوسم

اگر تم میں کوئی دیکھنے والا ہو

الا یخذف عند سیف بصر

تو وہ ایک ڈرہ کی طرح جو چلایا جائے بمقابل میں تو رکے جو کالی ہو

واللہ لا یعطى العلاء وترجم

اور بخدا کہ تو غالب نہیں ہوگا اور روک دیا جائیگا

فاسمع ویاتی وقتہ المتختم

پس سن رکھ اور اس کا قرار دادہ وقت آ رہا ہے

لین سحیل وشدید مہم

خواہ وہ نرم کرے اور خواہ سخت کرے

رسم تقادم عہدہ المتقدم

ایک پرانی رسم قدیم سے چلی آتی ہے

قالوا لئام کفرہ وہم کم

اور کہا کہ یہ یسیم اور کافرین اور انکی شان جو ہر سو

والعفو خلقی ایھا المتوہم

اور بخشنا میرا خلق اسے دھوکے میں گرفتار

بارز فانی حاضر متخیم

یا ہر میدان میں آکر میں حاضر ہوں غمید لگا ہوا

قولی کعالیۃ القنا اولہم

بات میری نیزہ کی نوک کی طرح ہے یا لہزم کی طرح

کم من صدور قد کلت اکلم

بہت سینے ہیں جو سینے مجروح کو اور کرتا ہوں

بہت سینے ہیں جو سینے مجروح کو اور کرتا ہوں

حَارِبٌ كُلِّ مَكْذِبٍ وَبَاخِرٌ

میں نے ہر ایک کذب سحر لڑائی کی ہے

لِي فَيْلِكَ مِنْ رَيٍّْ قَدِيرٍ اَيَّةٌ

تجہ میں میرے خدا کی طرف سے ایک نشان ہے

قَدْ قُلْتَ دَجَالَ وَقُلْتَ قَدْ افْتَرَا

تو نے کہا کہ شیخ دجال ہے اور خدا نے انکار کرتا ہے

وَالْحُكْمُ حُكْمُ اللَّهِ يَا عَبْدَ اللَّهِ هُوَ

اور حکم خدا کا حکم ہے اور جس کے بندے

الْحَقُّ دَرْعٌ عَاصِمٌ فَيَصُونُنِي

حق ایک سحائی دال دے ہے جو مجھے بچائے گی

لِلْحَرْبِ دَائِرَةٌ عَلَيْكَ تَعْلَمُ

آئندہ نبوت میں لڑائی کے حکم میں تو گیا پس جاننا

اَنْ كُنْتَ لَا تَدْرِي فَاَنَا نَعْلَمُ

اگر تو نہیں جانتا تو ہم جانتے ہیں

هَذَا رُفِي صَفَا لَوْ غَيَّرْتُ جَسْمِي

تو کیوں اس کر رہا ہے اور لڑائی میں تکلیف کر رہا ہے

يُبْدِيكَ يَوْمًا مَا تَسِرُ وَتَكْتُمُ

ایک دن وہ تجھ پر بتا دے گا جو کچھ تو پوشیدہ کرتا ہے

فَاَحْذَرُ فَاَنِّي فَاَرِسُ مِنْهُ تَأْخِمْ

پس خوف کر کہ میں ایک سحر چھپ کر ہوں

۵۸. انشان - واضح ہو کہ مولوی عسائیر اودہ عبد اللطیف صاحب کی شہادت کے

بعد جو کچھ کابل میں ظہور میں آیا وہ یہی میرے لئے خدا کی طرف سے ایک نشان ہے۔

کیونکہ مظلوم شہید مرحوم کے قتل سے میری سخت اہانت کی گئی اس لئے خدا کے قہر نے

کابل پر غضب کی تلوار کھینچی۔ اس مظلوم شہید کے قتل کے جانیکے بعد سخت مہینہ کابل

میں بھڑک اٹھا اور وہ لوگ جو مشورہ شہید مظلوم کے قتل میں شریک تھے اکثر مہینہ کے شکام

ہو گئے اور خود امیر کابل کے گھر دن میں بعض موتوں سے ماتم برپا ہو گیا اور کئی ہزار انسان

جو اس قتل سے خوش تھے شکار مرگ ہو گئے اور وبا مہینہ کا ایسا سخت طوفان آیا کہ کھتر

ہیں کہ کابل میں ایسا مہینہ گذشتہ زمانوں میں بہت کم دیکھتے ہیں آیا ہے اور الہام

انی مہین میں ارادہا ہانتک اس جگہ بھی پورا ہوا۔

بنکر کہ خون ناحق پروانہ شمع را چہندان امان نہاد کہ شب اسحر کند

۵۹. انشان - میری کتاب انجام تمام کے صفحہ اٹھاون میں ایک یہ پیشگوئی تھی جو

مولوی عبدالحق غزنوی کے مقابل پر لکھی گئی تھی جسکی عبارت یہ ہے کہ عبدالحق کے مباہلہ کے بعد ہر ایک قسم سے خدا تعالیٰ نے مجھے ترقی دی ہماری جماعت کو ہزار سال تک نہیں دیا۔ ہماری صلیت کا لاکھوں کو قابل کر دیا اور الہام کے مطابق مباہلہ کے بعد ایک اور لڑکا ہمیں عطا کیا جسکے پیدا ہونے سے تین لڑکے ہو گئے اور پھر ایک چوتھے لڑکے کے لئے مجھے متواتر الہام کیا اور ہم عبدالحق کو یقین دلاتے ہیں کہ وہ نہیں مرے گا جتنا کہ الہام کو پورا ہوتا نہ سن لے اب اسکو چاہئے کہ اگر وہ کچھ چیز ہے تو دعا سے اس پیشگوئی کو ٹال دے دیکھو میری کتاب انجام آتم صفحہ ۵۸ یہ پیشگوئی ہے جو چوتھے لڑکے کے بارے میں کی گئی تھی۔ پھر اس پیشگوئی سے اڑھائی برس بعد چوتھا لڑکا عبدالحق کی زندگی میں ہی پیدا ہو گیا جس کا نام مبارک احمد رکھا گیا جواب تک خدا تعالیٰ کے فضل سے زندہ موجود ہے۔ اگر مولوی عبدالحق نے اس لڑکے کا پیدا ہونا اب تک نہیں سنا تو اب ہم سناتے ہیں۔ یہ کس قدر عظیم الشان نشان ہے کہ دونوں پہلوؤں کو سچا نکلا عبدالحق بھی لڑکے کے تولد تک زندہ رہا اور لڑکا بھی پیدا ہو گیا اور پھر یہ کہ اس بارے میں عبدالحق کی کوئی بددعا منظور نہ ہوئی اور وہ اپنی بددعا سے میرے اس موعود لڑکے کا پیدا ہونا روک نہ سکا بلکہ بجائے ایک لڑکے کے تین لڑکے پیدا ہوئے اور دوسری طرف عبدالحق کا یہ حال ہوا کہ مباہلہ کے بعد عبدالحق کے گھر میں آج تک باوجود بارہ برس گزرنیکے ایک بچہ ہی پیدا نہ ہوا اور ظاہر ہے کہ مباہلہ کے بعد قطع نسل ہو جانا اور باوجود بارہ برس گزرنیکے ایک بچہ ہی پیدا نہ ہونا اور بالکل تبرنہ یا یہ تہی تہرالی ہے اور موت کے برابر ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان شانئك هو الاكثر یاد رہے کہ اسی بدگوئی کے ساتھ ہی عبدالحق کے گھر میں کوئی لڑکا پیدا نہ ہوا بلکہ اولاد اور ابتر اور اس برکت کو بالکل بے نصیب دیا اور بھائی مر گیا اور مباہلہ کے بعد بچائی لڑکا پیدا ہونے لگا اس جگہ منصفین خیال کریں اور خدا تعالیٰ سے خوف کر کے سوچیں کہ کیا یہ علم

میں نے اپنی کتاب اور اسلام میں بطور پیشگوئی یہی عبدالحق پر ظاہر کیا تھا کہ وہ اولاد سے بے نصیب ہو گیا اس کو چاہیے کہ ہر ایک قسم کی کوشش اور محنت کر کے ہماری اس پیشگوئی کو رد کر دے اور مباہلہ کے بعد کوٹھال دے چنانچہ وہ اب تک ابتر ہے اور اس تاریخ تک کہ ۲۰۰۰ شمسی ۱۴۰۰ ہجری میں گزرنے کے روز مباہلہ سے ایک اولاد سے عروم ہے۔

غیب کسی انسان کی طاقت میں داخل ہے کہ خود اقرار کر کے کہے کہ ضرور میری گھر
میں چوتھا لڑکا پیدا ہوگا اور ضرور ہے کہ فلان شخص اس وقت تک جیتا رہے گا اور پھر اسکا
ہی ظہور میں آوے کیا دنیا میں اسکی کوئی نظیر موجود ہے کہ خدا نے کسی مفتری کی ایسی
تائید کی کہ دونوں پہلوؤں سے اُسکو سچا کر کے دکھلادیا یعنی چوتھا لڑکا بھی پیدا اور
اس وقت تک اُس کے دشمن کو پیشگوئی کے مطابق زندہ رہنے دیا۔ اور یاد رہے کہ
کہ یہ مبارکہ کی صد ہا برکات میں سے ایک یہ برکت ہے جو مجھے دی گئی کہ خدا نے مبارکہ کے
بعد میں لڑکے مجھے عطا فرمائے یعنی شریف احمد مبارک احمد۔ نصیر احمد۔ اب ہم اگر عبدالحق
کے ابتر ہونے کی بابت غلطی کرتے ہیں تو وہ بتلا دے کہ مبارکہ کے بعد اُس کے گھر میں کتنے
لڑکے پیدا ہوئے اور وہ کہاں ہیں ورنہ کوئی پہلا لڑکا ہی ہمیں دکھلا دے + اگر یقین کا اثر
نہیں اور کیا ہو اور میں بار بار لکھ چکا ہوں کہ جب کہ عبدالحق مبارکہ کے بعد یہ ایک برکت ہے
محروم رہا اسی طرح اُس کے مقابل پر سیکہ پر خدا کا وہ فضل ہوا کہ کوئی دنیا اور دیر
کی برکت نہیں جو مجھے نہیں ملی اولاد میں برکت ہوئی کہ بچے دو کے پانچ ہو گئے۔
مال میں برکت ہوئی کہ کئی لاکھ روپیہ آیا۔ عزت میں برکت ہوئی کہ کئی لاکھ انسان نے
میری بیعت کی فدا کی تائید میں برکت ہوئی کہ سدا نشان میری لئے ظاہر ہوئے۔

۱۶۔ نشان۔ اس وقت مولوی عبدالرحمن محی الدین لکھو کے دلے کا اپنی
قلم سے لکھا ہوا ایک خط میرے ہاتھ میں ہے جس کو اسی وقت میرے دوست فاضل
جلیل مولوی حکیم نور دین صاحب نے مجھ کو دیا ہے اور میں اُس کو اپنے خدا تعالیٰ کا ایک
نشان سمجھتا ہوں اس لئے اصل خط دستخطی مولوی صاحب مذکور کی نقل ذیل میں لکھتا ہوں
اور بعد میں ظاہر کروں گا کہ وہ کیونکر میرے لئے نشان بنے اور وہ خط یہ ہے :-

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ حامداً ومصلیاً

ابو عبد الرحمن محی الدین صاحب اہل اسلام عرض یہ ہے کہ اس عاجز نے دعا کی کہ یا خیر

مرزا کا کیا حال ہے۔ خواب میں یہ الہام ہوا۔ ان فرعون و ہامان و جنود ہما
کانوا خاطئین۔ و ان شائناتک ہوا لا یکنن مرزا کی طرف سے جواب آیا کہ الہام
محمل العافی میں اس میں میرا نام نہیں اور بڑے زور سے دعوائے کیا کہ میرے نام سے الہام
نہیں جاتا تھا۔ ہر وہ الہام مذکور ماہ صفر کو ہوئے تھے جب مرزا کا جواب آیا بعد ازاں ماہ
کو یہ الہام خواب میں ہوا۔ **مرزا صاحب فرعون** الحمد للہ علیٰ ذلک اب مرزا
کا دعوائے بھی غلط ہو گیا اور مرزا صاحب مراد کو پہنچ گئے اور جس وقت مجھ کو پہلا الہام

آٹھ سیدیا بہت لوگ اپنی خوابوں کے ناچھنوں کی وجہ سے بھی ہلاک ہو جاتے ہیں مولوی عبدالرحمن
محی الدین صاحب کی یہ دعا اس بناء پر تھی کہ مرزا کو جو مولوی نذیر حسین بڑھوی اور رات کی شکار مولوی
ابو سعید محمد حسین بٹالوی اور ان کے باقی جنود نے کافر قرار دیا ہے کیا وہ حقیقت میں کافر
خدا کے نزدیک اس کا کیا حال ہو تب اس کے جواب میں اگر ہم محی الدین کے الہام کو سچا سمجھ
لیں خدا نے فرمایا ان فرعون و ہامان و جنود ہما کانوا خاطئین پس ہم
اس الہام کے معنی کر نیچے کہ اس الہام میں خدا تعالیٰ نے دو مولویوں کو جو تکھیر کے بانی تھے فرعون
اور ہامان قرار دیا اور فرمایا کہ وہ دونوں اور ان کے متبعین تکفیر میں خطا پرستہ اور استغفار کے
زنگ میں سب سے اول کفر کا فتوے دینے والے فرعون قرار دیا اور جس نے مستقنا لکھا تھا اس کو ان
ٹھیس دیا اور باقی ہزار مولوی وغیرہ جو پنجاب اور ہندوستان میں ان کی اس تکفیر میں پیروی
انکوائی کا شکر قرار دیا۔ اگر مولوی محی الدین بدقسمت نہ ہوتا تو یہی بہت صاف تھی کیونکہ فرعون اور
ہامان کا طریق انہیں لوگوں نے اختیار کیا تھا جو بغیر تحقیق کے مجھنا جو ذکر نیکے درپے ہو گئے
اور میرے پر ایک طوفان برپا کر دیا تھا۔ اور اس پر ایک اور دلیل یہ ہے کہ براہین میں آج کے
پچیس برس پہلے ان دونوں صاحبوں کو بطور پیشگوئی کے فرعون اور ہامان کہا گیا ہے
چنانچہ براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۱۰ و ۵۱۱ میں یہ عبارت ہے واذ یمریک الذین
کفرو قد لی یا ہامان لعلی اطلع علی الہ موسیٰ وانی لا اظنہ

۴۴ حاشیہ: یاد رہے کہ اس میں الہامی دونوں قرآن میں بھی مذکور ہے اور کتب میں اور اگر کتب کی قرأت کی رو سے بھی جائز نہیں ہوں گے کہ یہ شخص مستحق عذاب ہے اور جنود میں داخل ہو گا
اور ہر بعد میں گشت اور شکار اور بٹالوی مولوی محمد حسین بٹالوی نے ان کا حرم کے مولویوں سے لڑا تھا اور ان کے متبعین کو بے رحمی سے مارا تھا۔ صفر

ہوا تھا بایا ہوتے ہی یہ تعبیر دل میں آئی کہ فرعون مرزا صاحب میں اور مان نور میں
مجھے اہل اسلام کی خیر خواہی کیلئے اطلاع دینی ضرور تھی ۵

ہم توں ہی حق کہیں دی اوئے کت نہیں بھراوا۔ اہل لقا بلاتین بریان لوکان دین بھلاوا

العا

عبدالرحمن محی الدین لکھو کے بقلمہ تبانیج ۲۱ راہ مع الاول ۱۳۱۲ھ

یہ خط مولوی عبدالرحمن محی الدین کا اور بعد نقل کے تجدیدت مری مولوی حکیم نور دین صاحب
وہاں کیا گیا مولوی صاحب موصوف اسکو حفاظت سے رکھیں گے جس کا جی چاہے دیکھ لے

من الکاذبین۔ تبت لیل الی لہب ونب۔ ماکان لہ ان یدخل فیہا
بقیۃ

الاخائفاء وما اصابک من اللہ الفتنۃ ہہنا فاصبر کما صبر العزیز العزم

الا انہا فتنة من اللہ لیل حب حیا جتاً حیا من اللہ العزیز الا کرم عطاء

غیر مجذوذ دیکھو برہین صفحہ ۵۱ و صفحہ ۵۲ ترجمہ یاد کردہ زمانہ جبکہ ایک دن تجھے

کافر ٹھہرائے گا اور اپنی رفیق ہاں کو کہے گا کہ تو تکفیر کی راگ بھر کا دے یوں ایسا تیرے فتوے کے

کہ لوگ اس فتوے کو دیکھ کر اس شخص کے دشمن جانی ہو جائیں اور کافر سمجھنے لگیں تاکہ میں تیرے

کہ میں دینی کا خدا کی کچھ مدد کرتا ہے یا نہیں اور میں تو اسکو جوڑا خیال کر رہا ہوں ابی لہب کے

دونوں اہل ہلاک ہو گئے جن سے اس نے فتوہ لکھا تھا اور وہ آپ ہی ہلاک ہو گیا اسکو نہیں

چاہئے تھا کہ اس معاملہ میں دخل دیتا مگر ڈرتے ڈرتے اور جو تکلیف بھری پہنچے گی وہ تو خدا کی نظر

سے ہے اس فتوے سے تیرے پر ایک فتنہ برپا ہو جائیگا پس صبر کر جیسا کہ اولو العزم فرماتے

صبر کیا۔ یاد رکھ کہ یہ تکفیر کا فتنہ خدا کی طرف سے ظہر ہو گا تا وہ تجھ سے بہت پیار کرے پس

کریم کا پیار ہے جو عزیز اور بزرگ ہو اور یہ وہ عطا ہے کہ کہی دس نہیں لی جائیگی۔ سب اس

جگہ آنکھ کھول کر دیکھ لو کہ خدا نے مجھ کو اس جگہ بھی بھیجا اور مستغنی اور مفتی کو فرعون اور

مانا ٹھہرایا اور مولوی محی الدین تو یہ الہام ۱۳۱۲ھ میں ظاہر کیا جیسا کہ ان کے خط کی

اس الہام میں انہوں نے اپنی خیالی میں مجھ کو فرعون قرار دیا ہے جیسا کہ خود انہوں نے
 اس خط میں اسکی تصریح کی ہے لیکن تعجب کہ کسی بڑے صاحبِ فکر نے مجھ کو پکارا ہے کہ مرزا
 نہیں کہا بلکہ میرزا صاحب۔ کہنا ہے چاہئے کہ یہ لوگ خدا تعالیٰ سے اسٹیکھین اور پھر
 تعجب یہ کہ باوجود اسکے کہ میری طرف سے یہ درخواست تھی کہ الہام میں میرا نام ظاہر کیا جائے
 مگر پھر بھی خدا کو سپرد نام لینے سے شرم و تنگی ہو گئی اور شرم کے غلبے نے میرا نام زبان
 پر لانے سے انکو روک دیا۔ کیا میرا نام مرزا صاحب ہی کیا دیتا میں اور کوئی مرزا صاحب
 کے نام سے پکارا نہیں جاتا۔ اور پھر تیسرا تعجب یہ کہ میں تو الہام کی رو سے فرعون ٹھیک اور

تفصیل سے تاریخِ نو ظاہر میں موجبِ مقولہ مشہورہ کہ الفضل للمتقدم زیادہ استبار کے لائق ہی الہام
 ہے پھر اسکی تائید میں میری کتاب ازالہ الزلازل و ہام کے صفحہ ۵۵ میں ایک اور وحی الہی ہے
 اور وہ یہ ہے شیدا نک نازل علیک سراراً من السماء وغرق الاعداء کل غرق
 ونری فرعون و ہامان وجنودہما ماکانوا یحذرون یعنی ہم ارادہ کرتے
 ہیں کہ تیرے پرسانی نشان نازل کرینگے اور ان سر دشمنوں کو ہم میں ڈالینگے اور فرعون اور ہامان
 اور ان کے جنود کو ہم وہ اپنے کرشمہ قدرت دکھائیں گے جن کے ظہور سے وہ ڈرتے تھے
 اب دیکھو اس جگہ ہی خدا تعالیٰ نے اور المسکھین کا نام فرعون اور ہامان کہا اور یہ کتاب ۱۸۹
 میں چھپی ہے۔ پس یہ الہام ہی محی الدین کے الہام ہے چار برس پہلے ہی کیونکہ انکو خط میں حسین
 یہ الہام ہے ۱۳۲۰ ہجری لکھا ہی اور یہ ۱۸۹۷ء میں اس جو مقدمہ اسکی حایت مقیم ہوا وہ لوی محی الدین صاحب
 کے خط میں تبصریح موجود ہے کہ انہوں نے بھی فرعون قرار دیا ہے اور انجویم حکیم نور دین صاحب کو ہامان
 قرار دیا ہے آپ مرنے صفات سے ہیں مگر تعجب کی بات ہے کہ فرعون اور ہامان تو اب تک زندہ ہیں
 اور سوئی اس جہان سے گزر گیا چاہئے تھا کہ الہامی تسبیح کو پورا کر نیکی لکھی ہین ہلاک
 کر کے مرتے مگر یہ کیا ہو کہ آپ ہی ہلاک ہو گئے۔ کیا کوئی اسکا جواب دیکتا ہے

محی الدین صاحب ایم مقام موسیٰ ہونے پس چلے تھے تھا کہ موسیٰ کی زندگی میں میں مر جاتا
تہ کہ موسیٰ ہی ہلاک ہو جاتا محی الدین صاحب کی بد دعاؤں کا سلسلہ جاری تھا اور میری
ہلاکت کے لئے وہ کئی الہام بھی دیکھ چکے تھے پہرہ کیا ہوا کہ وہ سب الہام انہیں پر پڑ گئے۔
اور میری جگہ وہ مر گئے کیا یہ عجیب نہیں ہے کہ جس کو انہوں نے فرعون قرار دیا تھا وہ تو اب
تک زندہ ہے جو بول رہا ہے بلکہ ترقی پر ترقی کر رہا ہے مگر وہ جو موسیٰ کے مشابہ اپنی تین سچتیا
تھا وہ کئی سال ہو گئے کہ اس قیاس سے گزر گیا اور اب اسکا زمین پر نام و نشان جہین کیا
موسیٰ تھا کہ فرعون کے سامنے ہی اس جہان کو چھوڑ گیا۔ پھر دوسرا الہام محی الدین صاحب
کا یہ بھی تھا کہ ان شانائٹ ہوا لا بائز یعنی تیرا بدگوتیاہ کیا جائیگا اور لا ولد میریگا اور لا ولد
میریگا اس الہام میں ان کے خیال میں میری ہلاکت اور تباہی اور لا ولد مرنے کی طرف
اشارہ تھا۔ سو الحمد للہ کہ میں اب تک زندہ ہوں میان محی الدین صاحب قریباً دس
بیس ہوئے ہیں کہ فوت ہو گئے اور ان کے اس الہام کے بعد میرے تین بیٹے اور ہوئے
اور اگر اس الہام کے بعد محی الدین صاحب کے گھر میں بھی کوئی لڑکا ہوا ہے جو زندہ ہو تو میں
عہد کرتا ہوں کہ میں انکی بیوی کو ایک سو روپیہ نقد و ننگا در نہ ظاہر ہے کہ یہ الہام ان کا انہیں
پر صادق آیا مینے معتبر فرمایا ہے یہ سنا ہے کہ اس الہام کے بعد کوئی لڑکا نہیں ہوا بلکہ ایک جوان
لڑکا مر گیا اور صرف ایک زندہ رہا ہے۔ غرض یہ الہام ان کا بھی جو سب اہل کے رنگ میں تھا
انہیں پر پڑا جو معنے اسکے واقعات نے ظاہر کئے ہیں وہ یہی ہیں کہ جو پہلے ہلاک ہو گیا
ہے وہی فرعون ہے اور جو موسیٰ کے قایم مقام ہے اسکی نسبت دوسرا الہام ہے کہ ان
شانائٹ ہوا لا بائز جس کے یہ معنی ہیں دشمن انکی زندگی میں ہی لا ولد مر گیا اور ہر ایک
نعمت اور برکت سے محروم رہیگا اور اسکی بجلی بجلی کیجا سگی۔ اگر یہ دونوں الہامات مولوی
عبدالرحمن محی الدین صاحب شائع کرتے اور عیاں کہ ان کے خط کی ابتدا میں ہی انکا میری نسبت
یہ ارادہ نہ ہوتا کہ جمیع اہل اسلام کی نظریں ذلیل کیا جائوں اور مجھ کو تمام لوگ فرعون سمجھ لیں

جو کہ اس الہام میں ان کے خیال میں میری ہلاکت اور تباہی اور لا ولد مرنے کی طرف اشارہ تھا۔ سو الحمد للہ کہ میں اب تک زندہ ہوں میان محی الدین صاحب قریباً دس بیس ہوئے ہیں کہ فوت ہو گئے اور ان کے اس الہام کے بعد میرے تین بیٹے اور ہوئے اور اگر اس الہام کے بعد محی الدین صاحب کے گھر میں بھی کوئی لڑکا ہوا ہے جو زندہ ہو تو میں عہد کرتا ہوں کہ میں انکی بیوی کو ایک سو روپیہ نقد و ننگا در نہ ظاہر ہے کہ یہ الہام ان کا انہیں پر صادق آیا مینے معتبر فرمایا ہے یہ سنا ہے کہ اس الہام کے بعد کوئی لڑکا نہیں ہوا بلکہ ایک جوان لڑکا مر گیا اور صرف ایک زندہ رہا ہے۔ غرض یہ الہام ان کا بھی جو سب اہل کے رنگ میں تھا انہیں پر پڑا جو معنے اسکے واقعات نے ظاہر کئے ہیں وہ یہی ہیں کہ جو پہلے ہلاک ہو گیا ہے وہی فرعون ہے اور جو موسیٰ کے قایم مقام ہے اسکی نسبت دوسرا الہام ہے کہ ان شانائٹ ہوا لا بائز جس کے یہ معنی ہیں دشمن انکی زندگی میں ہی لا ولد مر گیا اور ہر ایک نعمت اور برکت سے محروم رہیگا اور اسکی بجلی بجلی کیجا سگی۔ اگر یہ دونوں الہامات مولوی عبدالرحمن محی الدین صاحب شائع کرتے اور عیاں کہ ان کے خط کی ابتدا میں ہی انکا میری نسبت یہ ارادہ نہ ہوتا کہ جمیع اہل اسلام کی نظریں ذلیل کیا جائوں اور مجھ کو تمام لوگ فرعون سمجھ لیں

جہاں سب اہل کافرت ہیں انہیں کہ مولوی محی الدین صاحب اپنی اس دعا کے بعد کہ ان شانائٹ ہوا لا بائز خود مر گئے اور ایک لڑکے
اٹھارہ برس کا مر گیا بلکہ کچھ عورتوں کو لڑکے مر گئے ہیں بھوکہ دریافت کیا ہے کہ انکی بیوی خود اپنی زبان بکھتی ہے کہ اس بد دعا کے بعد انکے

اور میرے مرثیے بعد مجھ پر مغتری اور کذاب کہہ کر میرے پر ہمیشہ لعنتیں بھیجتے رہیں تو خدا تعالیٰ
ان کو اس قدر جلا بھلا کر دکھاتا لیکن انہوں نے تو الہام مستناکر تمام دنیا کو اپنے الہام کے ذریعہ
سے یہ ترغیب دی کہ وہ مجھے کافر اور منافق اور لعنتی سمجھ لیں اور میں انکی زندگی میں سے آخر
تمام فرزندوں کے مرجاؤں اور میرا تمام کاروبار بگڑ جائے اور وہ ولی اللہ اور کراماتی شایع
ہو جائے اور ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ ایک صادق کی حق میں ایسی دولت روا نہیں رکھتا اور نہیں
چاہتا کہ ایک سچا سلسلہ تباہ ہو جاوے کیونکہ اس صورت میں وہ خود اپنے سلسلہ کا دشمن ہوگا
سو خدا تعالیٰ کو یہی فیصلہ پسند آیا کہ خود انہیں کو ہلاک اور تباہ کر دیا اور اس دغا کے بعد کوئی
لڑکا ان کے گھر میں پیدا نہیں ہوا بلکہ پہلا ایک لڑکا بھی فوت ہو گیا اور ہزار ہا لوگوں کو خیر
ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ الہام شائع کیا ہوا ہے کہ انی مہین من اراد اھانتک
پس اس میں کیا شک ہے کہ عبدالرحمن محی الدین نے میرے ذیل کرنے کیلئے کوئی دقیقہ اٹھا
نہیں کھانا بھٹے فرعون بنایا میری بجائے کسٹے پیشگوئی کی میری اولاد مرنے کی خبر دی کہ
سب مرجائیں گی پس اگر میں پہلے اس سے مرجاتا تو اس میں کیا شک تھا کہ اسکے تمام دوست
میری موت کو سکی کر امت بناتے اور اگر میری اولاد بھی مرجاتی تو دو کرامتیں انکی مشہور
ہو جاتیں مگر خدا تعالیٰ نے انکے اس الہام کے بعد میں لڑکے کے مجھ کو اور دسے اور بموجب اپنے
وعدے انی مہین من اراد اھانتک کے محی الدین کو میری زندگی میں ہی ہلاک کر کے
اسکی دولت ظاہر کر دی اور نہ صرف اس قدر بلکہ اس کے الہام ان شاندار ہوا کہ لا ہر
کے بعد صرف تین سیٹے اور مجھ کو دے بلکہ یہی کیا کہ سکی بیوی کو لا ولد رکھا۔ اور اس طرح پر میری عزت
کا ثبوت دنیا پر ہوا کہ خدا تعالیٰ سے بڑھ کر اپنے وفادار بندوں کیلئے کون غیرت مند ہو سکتا ہے
اس نے میری غیبت دکھائی۔ انہوں نے عبدالرحمن محی الدین نے باوجود مولوی اور مہتمم کہلانے
کہ خدا تعالیٰ سے کچھ خوف نہ کیا اور وعید کا تقف مالیں تک یہ علم سے کچھ نہ ڈرا
تب خدا تعالیٰ کے وعدہ انی مہین من اراد اھانتک نے اسکو پکڑ لیا پس میرے لئے یہ ایک

بڑا نشان ہے کہ جو شخص میرے تباہ کرنے کے لئے ایک الہام پیش کرتا تھا وہ خود ہی تباہ اور ہلاک ہو گیا چونکہ عبد الرحمن محی الدین علماء کے خاندان میں سے تھا اور ہزاروں انسانوں پر اسکا اثر تھا اور علاوہ اسکے وہ پیرزادگی اور الہام کا بھی مدعی تھا اور اس فواح میں ایک بڑا مشہور اور مرجع خلافت تھا اس لئے خدا تعالیٰ نے وہ چاہا کہ اسکے قول سے لوگ ہلاک ہوں پس یہی بھید ہے کہ اسکے الہام کے بعد جس کے رو سے وہ میرے ہلاکت اور تباہی کا منتظر تھا خدا نے اسی کو ہلاک کیا اور میرے پروردگار کے تین نازل کین اور الہام ان شاء اللہ ہوا لا بتو کے بعد کے دروازہ بن کر باور مجھے اسکے الہام کے بعد تین بیٹے اور دسے کہاں گیا اسکا الہام ان شاء اللہ ہوا لا بتو کون بہین شک کر سکتا ہے کہ اگر یہ الہام اس کا پورا ہو جاتا اور وہ زندہ رہتا اور میں ہلاک ہو جاتا اور اسکے اولاد ہوتی اور میں ابتر رہ جاتا تو وہ لاکھوں انسانوں میں کراماتی مشہور ہو جاتا آگے اُن کا تو پیرزادگی کا خاندان تھا ہی پس اس کرامت سے تو لکھو کے والا اہم باہمی ہو جاتا اور لکھوں انسان لکھو کے دار کسب رجوع کرتے سو خدا نے بموجب مثل پنجابی ایک دم میں لکھ توں لکھ کر دیا اور حج کرنا بھی اسکو مفید نہ ہوا اور عین کی راہ میں ہی فوت ہو گیا کہ خانہ کعبہ ظالم کو بچا نہیں سکتا ۔

خدا تعالیٰ کی مجھ سے یہ عادت ہو کہ جو شخص میرے ذلیل کرنے کے ارادہ کو انتہا پہنچا دیتا ہے آخر وہ اسکو کپڑا تپا ہے یا اسکے مقابل کسی اور رنگ میں میرے لئے نشان ظاہر کر دیتا ہے اور دونوں باتوں میں سے ضرور ایک بات کر دیتا ہے یا دونوں پہلوؤں سے اپنا نشان قدر رکھ دکھلاتا ہے سو چونکہ عبد الرحمن محی الدین نے میرے ذلیل کرنے کے لئے تمام مسلمانان پنجاب کی طرف ایک عام سرکلر جاری کیا اور کہا یہ مفتی ہے کہ کذاب ہے مفتی ہے کافر ہے فرعون ہے اور نہ صرف اسی قدر بلکہ ساتھ ہی یہ الہام بھی جو دیا کہ خدا اسکو تباہ کرے ہلاک کرے لگا سکی اولاد بھی مر جائے گی اور کوئی ان میں سے نہیں رہیگا۔ اس لئے وہ اپنے غلو سے اس لایق ہو گیا کہ خدا کا الہام اخی میں مزار احسانت اسکی ذلت ظاہر کرے

سو اس سے زیادہ کیا ذلت ہوگی کہ وہ میری زندگی میں ہی ہلاک ہو گیا۔ اگر میں اس کے الہام مطابق فرعون تھا تو چاہئے تھا کہ میں اُس کے سامنے ہلاک ہوتا نہ کہ وہ۔ اور نیز اس کے الہام میں یہ تھا کہ میں بے اولاد رہوں گا خدا نے اُسکی موت کے بعد تین لڑکے مجھے اور دس لڑکیاں میری بھی اُسکی ذلت ہو کر اُس کے الہام کے برخلاف ظہور میں آیا۔

اور یہ جو سینے لکھا ہے کہ جب کوئی میرے ذیل کر نیچا ادا وہ کڑا ہے تو کہی کسی اور رنگ میں بھی خدا تعالیٰ میرا نشان ظاہر کرتا ہے اگل مثال یہ ہے کہ جب آٹھ شریعی میاؤں کے بعد مرا تو نادان لوگوں نے شور مچایا کہ وہ میاؤں کے اندر نہیں مرا حال نکلا اُس کے شرط الہام پوری کر دی تھی کیونکہ اُس نے ساتھ یا ستر لوگوں کے رد و رد و حال کہنے سے رجوع کر لیا تھا اور شرط کو پورا کر دیا تھا مگر پھر بھی جن کی طبیعت پاک نہیں تھی اعتراض کرنے سے باز نہ آئے تب خدا تعالیٰ نے میری نصرت اور تائید کے لئے ایک امر کے مارے جانیکا نشان دکھلایا

ایسا ہی جب میرا پہلا لڑکا فوت ہو گیا تو نادان مولویوں اور ان کے دوستوں اور عیبجوؤں اور ہندوؤں نے اُس کے مرنے پر بہت خوشی ظاہر کی اور بار بار ان کو کہا گیا کہ ۳۰ فروری ۱۸۵۸ء میں یہ بھی ایک پیشگوئی ہے کہ بعض لڑکے فوت بھی ہونگے پس ضرور تھا کہ کوئی لڑکا خور و سالی میں فوت ہو جائے۔ تب بھی وہ لوگ اعتراض سے باز نہ آئے۔ تب خدا تعالیٰ نے ایک دوسرے لڑکے کی مجھے بشارت دی چنانچہ میرے بہتر شہداء کے ساتویں صفحہ میں اُس دوسرے لڑکے کے پیدا ہونے کے بارے میں یہ بشارت ہے۔ دوسرا شیر دیا جائیگا جس کا دوسرا نام محمود ہے وہ اگر چاہے تک جو یکم سنبر ۱۸۵۸ء پیدا نہیں ہوا مگر خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق اپنی میعاد کے اندر ضرور پیدا ہوگا زمین آسمان ٹل سکتے ہیں پر اوس کے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں۔ یہ ہے عبارت اشتہار بہر کے صفو شات کی جس کے مطابق جنوری ۱۸۵۹ء میں لڑکا پیدا ہوا جس کا نام محمد حسن رکھا گیا اور اب تک بھضہ تعالیٰ زندہ موجود ہے اور سنبر ۱۸۵۹ء میں سال میں ہے۔

۱۶۱ نشان۔ جب بیکھرام قتل کیا گیا تو آریوں کو میری نسبت شک و رفق ہو گیا کہ ان کے کسی مرید نے قتل کیا ہے چنانچہ میری خانہ تلاشی بھی ہوئی اور بعض مولویوں نے اپنی عداوت کی وجہ سے اپنے رسالوں میں یہ شایع کیا کہ پیشگوئی کرنے والے سولیکھرام کی قتل کی نسبت پوچھنا چاہئے اس وقت خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھے یہ الہام ہوا۔

سلامت پر تو ابے مرو سلامت اور وہ اشتہار جس میں یہ الہام تھا شایع کر دیا گیا۔ تب باوجود مخالفوں کی سخت کوشش کے خدا تعالیٰ نے دشمنوں کی ہمتوں سے مجھے بچا لیا اور ان کے کمر اور فریب اور منصوبوں سے محفوظ رکھا۔ فاکھار علی فلک۔ میری جماعت کے بہت سے آدمی اس کے گواہ ہیں۔

۱۶۲ نشان۔ جب میرے پر ڈاکٹر مارٹن کلارک کی طرف سے خون کا مقدمہ دائر ہوا اس مقدمہ کے بارے میں ایک تو یہ نشان تھا کہ خدا نے اس شخص پر سے پہلے مجھے اطلاع دی کہ ایسا مقدمہ ہونے والا ہے اور پھر یہ بھی اطلاع دیدی کہ آخر بریت ہے اور جب اس پیشگوئی کے مطابق وہ بلا ظاہر ہو گئی اور ڈاکٹر مارٹن کلارک نے میرے پر خون کا مقدمہ دائر کر دیا اور گواہوں نے ثبوت دیدیا اور مقدمہ کی صورت خطرناک ہو گئی تو مجھے الہام ہوا مخالفوں میں پھوٹ اور ایک شخص متناقص کی **ذلت اور امانت** پس خدا تعالیٰ کے فضل سے ایسا اتفاق ہوا کہ مخالفوں میں پھوٹ پر گئی اور جسے الحمید جو خون کرنیکا مخبر تھا اور میری نسبت یہ الزام لگاتا تھا جو مجھے خون کرنے کے لئے بھیجا ہے اس نے دوسرے مخالفوں سے الگ ہو کر سچ سچ حالات بیان کر دیے جس سے میں بری کیا گیا اور مدعی کے ایک معزز گواہ کو پھری میں ذلت ادا کی بھی دیکھنی پڑی اور اس طرح پزیرہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ شکر کا مقام ہے کہ اس پیشگوئی اور بریت کی پیشگوئی کے تین سوزیا وہ گواہ ہیں۔

۱۶۳ نشان۔ ایک مولوی کتاب نبراس العیف صاحب مژدہ کا عاشق لکھتے ہوئے

میرے حق میں ان الفاظ سے بد دعا کی کہ مرزا غلام احمدؒ کو کشتن ہم اللہ تعالیٰ یعنی
خدا اس شخص مرزا غلام احمدؒ اور اس کے گروہ کو توڑ دے۔ سوا بھی حاشیہ ختم کرنے نہ پایا تھا
لہ وہ مولوی نور احمدؒ سے اپنے مددگار بھائی نور محمدؒ کے جوہ و ذوال سیران مولوی خدا یار تھو مرگیا۔ مجھے تو اسے
۶۴ نشان۔ ایک شخص بل تشیع میں سے جو اپنے تین شیخ نجفی کے نام سے پہنو
کرتا تھا ایک دفعہ لاہور میں اگر میرے مقابل پر شور مچانے لگا اور نشان کا طلبگار ہوا۔
میں نے با شاعت اشتہار یکم فروری ۱۸۹۷ء اسکو یہ وعدہ دیا کہ چالیس روز تک خدا تعالیٰ
میرا کوئی نشان دکھائیگا۔ سوا بھی چالیس دن پورے نہیں ہوئے تھے کہ ۶ مارچ ۱۸۹۷ء
کو نشان ہلاکت بیکھرام پشاور سی ظاہر ہو گیا تب تو شیخ نجفی ایسا گم ہوا کہ اسکا نشان ملا
کہ کہاں گیا۔ دیکھو میرا اشتہار یکم فروری ۱۸۹۷ء۔

۶۵ نشان۔ ۱۱۔ اپریل ۱۸۹۷ء کو عید صبحی کے دن صبح کے وقت مجھ اطہام ہوا
کہ آج تم عربی میں تقریر کرو تمہیں قوت دی گئی۔ اور نیز یہ الہام ہوا کلام فصاحت من لدن
رب کریم یعنی اس کلام میں خدا کی طرف سے فصاحت بخشی گئی ہے۔ چنانچہ اس الہام کو
اسی وقت انویم مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم اور انویم حکیم مولوی نوردین صاحب
اور شیخ رحمت اللہ صاحب اور مفتی محمد صادق صاحب اور مولوی محمد علی صاحب ایم تلو
اور اسٹر عبد الرحمن صاحب اور اسٹر شیر علی صاحب بنی اسے اور حافظ عبد العلی صاحب
اور بیت سود و ستون کو اطلاع دی گئی۔ تب میں عید کی نماز کے بعد عید کا خطبہ عربی زبان
میں پڑھنے کیلئے کھڑا ہو گیا اور خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ غیب سے مجھے ایک قوت دی گئی
اور وہ فصیح تقریر عربی میں فی البیدہ مہرے منہ سے نکل رہی تھی کہ میری طاقت سے
بالکل باہر تھی اور میں نہیں خیال کر سکتا کہ ایسی تقریر جسکی ضخامت کئی جزو تک تھی ایسی فصاحت
اور بلاغت کیسا تھو بغیر اسکے کہ اول کسی کا غنیمت قلبی کی جائے کوئی شخص دنیا میں بغیر غنیمت
الہام الہی کے بیان کر سکے جس وقت یہ عربی تقریر جس کا نام خطبہ الہامیہ رکھا

لوگوں میں سنائی گئی اس وقت حاضرین کی تعداد شاید دو سو کے قریب ہوگی سبحان اللہ
اس وقت ایک غیبی چشمہ کھل رہا تھا مجھے معلوم نہیں کہ میں بول رہا تھا یا میری زبان سے
کوئی فرشتہ کلام کر رہا تھا کیونکہ میں جانتا تھا کہ اس کلام میں میرا دخل نہ تھا خود بخود بنے
بنائے فقرے میرے منہ سے نکلتے جاتے تھے اور ہر ایک فقرہ میرے لئے ایک نشان تھا
چنانچہ تمام فقرات چھپے چھپے موجود ہیں جن کا نام خطبات الہامیہ ہے اس کتاب کے پڑھنے
سے معلوم ہوگا کہ کیا کسی انسان کی طاقت میں ہے کہ اتنی لمبی تقریر بغیر سوچے اور فکر کے
عربی زبان میں کھڑے ہو کر محض غنائی طور پر فی البدیہ بیان کر سکے یہ ایک علمی معجزہ ہے
جو خدا سنہ دکھلایا اور کوئی اس کی نظیر پیش نہیں کر سکتا۔

۶۶ نشان۔ مجھے دو بیماریاں مدت دراز سے تھیں ایک شدید درد سر جس سے
میں نہایت بیتاب ہو جاتا تھا اور ہولناک عوارض پیدا ہو جاتے تھے اور یہ مرض قریباً
پچیس برس تک دائمگیر رہی اور اسکے ساتھ دوران سر بھی لاحق ہو گیا اور طبیعوں نے
کہا ہے کہ ان عوارض کا آخری نتیجہ مرگ ہوتی ہے چنانچہ میرے بڑے بھائی مرزا غلام قاسم
قریباً دو ماہ تک اسی مرض میں مبتلا ہو کر آخر مرض خراج میں مبتلا ہو گئے اور اسی سے
ان کا انتقال ہو گیا۔ ابتدا میں دعا کرتا رہا کہ خدا تعالیٰ ان امراض سے مجھے محفوظ رکھے۔ ایک دفعہ
عالم کشف میں مجھ کو کہانی دیا کہ ایک بامیہ رنگ چارپائے کی شکل پر جو بھید کے قدر کی تھی
اس کا قد تھا اور بڑے بڑے بالی تھے در بڑے بڑے پنچے تھے میرے پر حملہ کرنے لگے
اور میرے دل میں ڈانٹا گیا کہ یہی صریح ہے تب میٹھا پنا دینا اتھ زور سے اس کے سینہ پر مارا
اور کہا کہ دور ہو تیرا مجھ میں خشم نہیں۔ تب خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ بعد اسکے وہ خطرناک
عوارض نہایتے رہے اور وہ درد شدہ بالکل جاتی رہی صرف دوران سر کبھی کبھی ہوتا ہے۔
ڈوڑر رنگ چاروں کی پیشگوئی میں غفلت نہ آوے۔ دوسری مرض دنیا بعلیس تھینا میں
برس سے ہو رہی ہے لہذا یہ صیبا کہ اس نشان کا پہلے ہی ذکر ہو چکا ہے اور ابھی تک

سخت بیمار ہو گئی۔ وہ پہلے بھی تپ اور ورم سے بوٹتا اور دونوں پیروں اور تمام بدن پر تھنی بیمار تھی اور بہت کمزور تھی اور عاملہ تھی پھر بعد ذیق من جو باغ میں ہوا اسکی حالت بہت نازک ہو گئی اور آثار نو میدی ظاہر ہو گئے اور میں اس کے لئے دعا کرتا رہا آخر خدا تعالیٰ کے فضل سے اسکو دوبارہ زندگی حاصل ہوئی۔ اس امر کے گواہ اخویم حکیم مولوی نور دین صاحب مولوی محمد علی صاحب ایم اے مفتی محمد صادق صاحب اور خود مہدی حسین صاحب اور تمام وہ دوست برین جو میرے ساتھ باغ میں تھے دعا کے بعد دوسرے روز سید مہد حسین کی اہلیہ کی زبان پر یہ الہام منجانب اللہ جاری ہوا۔ تو اچھی توجہ ہوتی مگر حضرت صاحب کی دعا کا سبب یہ کہ اب تو اچھی ہو جائیگی۔

۷۰. **النشان** مندرجہ السید رجبہ ۲ علیہ السلام یہ پیشگوئی جیسا کہ میں نے ابھی لکھا ہے

قبل از وقوع اخبار البدر میں سورج ہو چکی ہے اور بعد میں وہی ہی ظہور میں آئی اور وہ

رات کے وقت جو ۲۸ جون ۱۳۳۸ء کے دن بدستور آئی تھی یعنی وہ رات

جن کے بعد پیر کا دن تھا اور ۲۹ جون ۱۳۳۸ء تھی میرے پاس پریشکشی سے

کہ یہ مقدمات جو کرم الدین کی طرف سے میرے پر میں دیر ہی جماعت کے لوگوں کی طرف سے

کرم الدین پر میں ان کا انجام کیا ہو گا۔ اس غلبہ کشش کے وقت میری حالت تھوڑی

اتنی کی طرف منتقل کی گئی اور خدا کا یہ کلام میرے پر نازل ہوا جو مع ان معنوں کے جو

البدین ساتھ ہی قبل از وقت خلعت کی گئی تھی ذیل میں درج کیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَالَّذِيْنَ هُمْ يُحْسِنُوْنَ۔ فَيُؤَيِّدُكُم بِاَيِّهَا تِلْكَ اٰيَاتُ اللّٰهِ

اس کے معنی سمجھائے گئے کہ ن دونوں فریقوں میں سے خدا اس کے ساتھ ہو گا۔

اور اسکو فتح و نصرت نصیب کر لیا کہ جو برہنہ گار میں یعنی جھوٹ نہیں ہوتے ظلم

نہیں کرتے ہمت نہیں لگاتے اور دعا اور فریب اور خیانت سے ناحق خدا کے بندوں

کو نہیں ستاتے اور ہر ایک بدی سے بچتے اور راستبازی اور انصاف کو اختیار کرتے ہیں

اور خدا سے ڈر کر اس کے بندوں کے ساتھ ہمدردی اور خیر خواہی اور نیکی کے لئے
پیش آتے ہیں اور بنی نوع کی وہ سچی خیر خواہ ہیں ان میں وہ زندگی اور ظلم اور بدی کا جو
نہیں بلکہ عام طور پر ہر ایک کے ساتھ وہ نیکی کر سکتے ہیں طیارہ میں سوا انجام یہ ہے کہ ان کے
حق میں فیصلہ ہوگا تب وہ لوگ جو پوچھا کرتے ہیں جو ان دونوں گروہوں میں سے حق پر
کون ہے ان کیلئے ایک نشان بلکہ کئی نشان ظاہر ہوں گے والسلام علی من اتبع الهدی
دیکھو پھر چاہیہ المبر رقمبر ۲۴ جلد ۲

اس کے بعد وہ مقدمات جو کرم الدین کی طرف سے دائر تھے خارج ہو کر وہ سزا یاب
ہو گیا اور خدا تعالیٰ کی پیشگوئی ایسے طور سے پوری ہوئی کہ خدا تعالیٰ کی قرار دادہ علامات
جو فتح پانے والے کے لئے اس پیشگوئی میں ہیں وہ ہماری نصیب ہوئیں فالحمد للہ علی کل
۱۷ نشان - آج کی ڈاک میں ۲۶ - ستمبر ۱۹۹۷ء کو بروز چار شنبہ موضع دولیال ضلع
جہلم سے مجھ کو ایک خط پہنچا ہے جس میں ایک نئے نشان کا ذکر ہے اس خط کے کاتب
حکیم کریم ادا صاحب ہیں جو ضلع جہلم میں ایک معزز زمیندار ہیں اور موضع دولیال ضلع جہلم
تخصیص شدہ وادن خان میں رہتے ہیں انہوں نے اس خط کے ساتھ ایک فقیر مرزا نام کا
ایک اقرار نامہ بطور مبادیہ کے بھیجا ہے جس اقرار نامہ میں انکی ایک پیشگوئی میری مرنیکے
نسبت پر جس پر گائون کے نمبر داروں وغیرہ کی بہت سی شہادتیں درج ہیں سو پہلے
حکیم کریم ادا صاحب کا خط لکھا جاتا ہے اور بعد میں فقیر مذکور کا خط جو اپنے تئیں ایک بزرگ
ولی اللہ قرار دیتا ہے درج کیا جائیگا اور اخیر میں یہ ذکر ہے کہ فقیر صاحب کی وہ پیشگوئی
کیونکر پوری ہوئی اور چونکہ اس واقعہ کو موضع دولیال کے تمام باشندے جانتے ہیں اس لئے
ہر ایک کو اختیار ہے کہ اگر اس واقعہ پر اسکو پوری تسلی نہ ہو تو موضع دولیال میں جا کر ہر ایک
شخص سے خدا تعالیٰ کی قسم دیکر دریافت کرے اور کسی کی مجال نہیں کہ مشہور شدہ واقعات کو
چھپا سکے اب ہم ذیل میں حکیم کریم ادا صاحب کا خط لکھتے ہیں اور بعد میں فقیر مرزا کا اقرار نامہ اور آخری نتیجہ

اس پیشگوئی کا راج کرینگے اور ہم خدا سے قدیر و کریم کا شکر کرتے ہیں جو ہر میدان میں ہمیں فتح دیتا ہے

حکیم کرم داد صاحب کا خط

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله ونصلی علی رسولہ الکریم

محضو جناب مسیح موعود و مہدی معبود حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اللہ تعالیٰ نے حضور کی سچائی کے دو بڑے نشان اپنی گواہی میں ظاہر فرمائے ہیں جن کو اس گاون کے پھر ہی جانتے ہیں ان میں سے پہلا نشان یہ ہے کہ اس جگہ صریحاً نام ایک شخص اپنی آپ کے صاحب الہام ارکشف سمجھتا تھا وہ یہ رمضان ۱۳۱۲ھ میں ایک دن صبح کبوقت چندہ میں آدمی اپنی مسجد کے پہرہ لیکر عافط شہیا صاحب احمدی کے مکان پر آیا اور کہنے لگا کہ میں تمہاری مقابلہ کیلئے آیا ہوں اور یہ لوگ میرے گواہ ہیں۔ اتم عاجز نے کہا فقیر صاحب آپ کس بات میں مقابلہ کرنا چاہتے ہیں۔ فقیر صاحب۔ کیا ہم مرزا غلام احمد قادیانی کو مہدی مسیح موعود مانتے ہو۔ راقم۔ ہاں۔ فقیر صاحب۔ وہ شخص اس دعویٰ میں جھوٹا ہے۔

راقم۔ انکو جھوٹا سمجھنے میں آپ کے پاس کیا دلیل ہے۔ فقیر صاحب۔ دلیل یہ ہے کہ میں صاحب الہام ہوں اور بار بار مجھے جناب علیٰ علیہ السلام کی زیارت ہو چکی ہے اور مجھ کو بتایا گیا کہ مہدی آخر الزمان کے پہلے درمیان کے غلصین میں سے ہے چونکہ مرزا صاحب کے دعوے کو بہت عرصہ گزر چکا ہے اور میں اب تک ان کے خلاف اس لئے میں اپنا خواہش کی بنا پر اس شخص کو جھوٹا سمجھتا ہوں نیز مجھے حرج مہدی کے دلائل کا ایک نشان بھی کھلا گیا ہے کہ مشرق کی طرف سے ایک روشنی نمودار ہوئی ہے جو مغرب میں جا کر پھیل گئی سو یہ روشنی بھی سیدنا ایک شاہدہ نہیں کی جو میں مرزا صاحب کو ان لوگوں۔ راقم۔ فقیر صاحب آپ کا لہام اور کشفی نظارہ تو حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ کا مصدق اور مستند ہے پہر آپ ان کو جھوٹا کیوں سمجھتے ہیں کیونکہ آپ کو الہام ثابت ہوتا ہے کہ مہدی کا ظہور جناب میں ہو گا ورنہ آپ پہلے درجہ کے غلصین میں کیوں کر شامل ہو سکتے ہیں اگر مہدی کا ظہور عرب میں مانا جاوے تو اس صحت میں آپ کا لبر بہت پیورہ جاتا ہے، آپ مہدی کا چرچہ نہ کر

مغرب میں جاوینگے یا آپ کی الہامی کشش مہدی کو پنجاب میں لاو گی دونوں صورتوں میں آپ پہلے درجہ کو حاصل نہیں کر سکتے اور جو آپ نے روشنی دیکھی اس کا مطلب یہ ہے کہ قادیان مشرق کی طرف ہی اور خیابا صاحب کی تعلیم سے ملے گا مشرق میں توحید اسلام کی روشنی پھیل رہی ہے پس آپ کو مرزا صاحب کے مخلصین میں شامل ہونا چاہیے۔ فقیر صاحب میں شامل نہیں ہوتا کیونکہ آج رات منیر دیکھا ہے کہ عین عرش کے پاس کھڑا ہوا۔ دیکھو کہا گیا کہ اس مفسد کی ۲۷ تاریخ تک مرزا غلام احمد قادیان پر ایک سخت آفت نازل ہوگی میں نہیں سمجھتا اس آفت کو مراد موت یا کوئی ذلت ہو جس سے اس کا کام درہم برہم ہو کر اس کا نام و نشان مٹ جائیگا اور تمام دنیا اس حالت کو دیکھے گی اگر یہی یہ پیشگوئی غلط نکلی تو میں ہر قسم کی سزا قبول کر بیٹھا ہوں۔ ہم سب ہی اس پیشگوئی کو اخبار میرزا حکم میں شائع کرادے اور مجھ سے اقرار نامہ لکھا لو اگر تم ایسا نہیں کرتے تو حاضرین مجلس سنتے ہیں کہ تم لوگ ایک جھوٹے شخص کی پیروی کر رہے ہو۔ راقم نے اس ہم صاحب سے دیگر مصلحتیں کہنے سے اقرار نامہ لکھا لیا اور وہ اقرار نامہ یہ ہے۔

فقیر مرزا کا اقرار نامہ جس میں پیشگوئی ہے

بسم الرحمن الرحیم
محمد و نعلی علی و سلمہ الکریم

سید مرزا لدیفیقہ بخش قوم اوان سکند در لبیاں عذاقہ کہوں تحصیل ہندو اوان غمان مسلم جہلم کاموں۔ میں اس اقرار کو رو بہ اشخاص ذیل بکھدیتا ہوں کہ جیسے بارہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں برکت کی، بخود عرش منی تک میر گزرتا ہوا اور میر عجیب پر ظاہر کیا گیا کہ میرزا غلام احمد صاحب دہلی اپنے عہدے میں چوسٹے ہیں اور دہام کے نزدیک جہاں گیا کہ میرزا غلام احمد صاحب کا سلسلہ ۲۷ رمضان ۱۳۱۳ تک ٹوٹ بیٹھا اور بڑے سخت درجہ کی آفت وارذ ہوگ جسے تمام دنیا دیکھے گی اگر یہ پیشگوئی پوری نہ ہوئی جیسے اگر مرزا کا یہ سلسلہ اور عروج ۲۷ رمضان ۱۳۱۳ تک قائم رہا یا ترقی کی تو میں ہر قسم کی سزا قبول کرنے کو تیار ہوں۔ اشخاص ذیل کو صبر ہے کہ حواہ مجھ سے ٹکسار ہو قتل کریں یا کوئی اور سزا مقرر

نشاۃ ثانیہ میں اصل ازراۃ مہدی کے خط فقیر نے اس میں کوئی ترمیم نہیں کی ہے۔
مرزا صاحب کو خط و اس کا جواب دیکھو۔

کریں مجھے ہرگز انکار نہ ہوگا اور نہ میرے دارشان کو اختیار ہے کہ میری سزا میں کسی قسم کی تحت پیش کر کے میرے سزا دینے والوں کے مزاحم ہوں لہذا میں یہ چند سطور بطور اقرار نامہ لکھ دیتا ہوں کہ سزا ہے اور کل مجھے انکار کر نیکی گنجائش نہ رہے اور تمام دنیا میں حق و باطل میں تمیز ہو جاوے اور خلق خدا اس واقعہ سے ایک سبق حاصل کرے خصوصاً میرے اہل شکر کو نہایت فائدہ مند اور عبرت ناک نگارہ ہو پس ایک مہینے میں یہ فیصلہ ظاہر ہو جاوے گا۔ - افرقوم ۷۔ رمضان المبارک ۱۳۷۲ھ ہجری

فقیر مرزا ولد ملک فیض بخش سکندہ دولیال - ملک شیر ولد شطب سکندہ دولیال - ملک فتح محمد -

نشان انگوٹھا

بقلم خود کرم بخش

حافظ شهباز بقلم خود سکنه ایضا مولد دار محمد خان سکنه ایضا اکبر محبت بخش مولد بیدل سکنه ایضا

ملک سمنرخان ولد محمد خان سکنہ // ملک دست محمد ولد شاکر سکنہ // ملک اعظم سکنہ اینجا

ملک سخی دونه ولد ملک ال سکته ۱۱ ملک خدا بخش ولد امام سکته بضاً ملک محمد علی ولد باب بخش سکته بضاً

ملک گنجیہا دل درختیاریست ۴

ملک احمد و تنه و لدر عمر سکنه البقعا

ملک عبداللہ و لدر شاہولی سکنه ۵

ملک غلام محمد ولد دیول سکنتہ ایچا ملک نور محمد ولد تراب سکنتہ ملک دیول ولد مسعود سکنتہ ایچا

ملک غلام محمد ولد صوبہ آزاد احمد خان - ملک بہادر ولد گرم سکھ ایٹنگ
راجہ قمبر وارہ اور امبیل

سماؤلا میر دروہ المیاں غیرہ باشند گنج میاں کرم داوا استمدی و دالمیاں عفی عنہ

(سید)

حق و باطل میں فیصلہ ہو گیا تمام گواہوں کے درپردہ

جھوٹے مکہ کو اللہ تعالیٰ دنیا سے بہت جلد اٹھا لیتا ہے اور یہ ایک ایسا الہی قانون ہے جو کبھی نہیں بدلتا
اس اقرار نامہ کا منقرضی مرزا جو اپنے کشف پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب کو کے ان کے
نا بود اور فنا ہونے کی پیش گوئی کر چکا تھا پورے ایک سال کے بعد اسی زمانہ کے پنج عشرہ میں جس میں اقرار نامہ
لکھا گیا عذاب طاعون سے ہلاک ہو گیا اور اس سے پہلے اسکی عورت بھی مر گئی اور خود اسکے گھر کا سلسلہ
مبتدا ہو گیا لہذا اس سے اہل مدینہ کو اس واقعہ سے عبرت چاہئے اور حضرت اقدس کی قصہ پر ایمان لائیں۔
المترجم، رمضان ۱۲۸۵ھ

راقم عاجز نے اس اقرار نامہ کو بغیر منشاء و اعلان میں سخت باوجود فضل صاحب مرحوم
 یڈیٹر ایڈ کے روانہ کیا انہوں نے یہ لکھ کر کہ ہم ایسے مضامین کو اپنے اخبار میں درج نہیں کرتے کہ
 کر دیا کہ دولہ کے علاقہ میں ہی اس پیشگوئی کی شہرت ہو گئی اور لوگ کہنے لگے کہ دیکھا چاہیے
 اب کون جیتا ہے مرزا قادیانی یا مرزا دولہا لیا لی بلکہ مخالف لوگ نماز کے بعد اپنے فقیر مرزا کی کامیابی
 کیلئے دعائیں مانگنے لگے۔ ایک دن ایک ہندو سار جنت فقیر صاحب کو سراج لاخیا پڑھ کر سنا
 رہا تھا کہ حکیم فضل بن سخت بیمار ہے چار پائی اٹھا کر گورداسپور کی عدالت میں لائے ہیں اس خبر
 کے سننے سے مہم صاحب خوش ہو کر کہنے لگے کہ اب مرزا قادیانی کی تباہی کا وقت آگیا ہے اور
 اس کے آثار ظاہر ہو چکے ہیں مگر بچا رہے کو کیا معلوم کہ ادھر میری تباہی کے طیارے ہورہے ہیں
 تھوڑا ہی عرصہ گزرا کہ علاقہ میں طاعون پھیلنے لگا وہ مہم صاحب کو اپنے لمبات پر اس
 قدر فخر تھا کہ میرے طفیل میرا تمام محلہ طاعون سے محفوظ رہ گیا جب دوسرا رمضان آیا تو اسکے محلہ میں
 طاعون شروع ہو گئی اس وقت یہ چار آدمی گھر میں موجود تھے ایک مہم دوسری مہم کی بیوی تیسری
 لڑکی چوتھی لڑکے کی زوجہ پہلے مہم کی بیوی کا طاعون سے انتقال ہو گیا پھر خود فقیر صاحب
 ۱۵ یا ۱۶ رمضان ۱۳۲۲ء کی شام کو سخت طاعون میں مبتلا ہو گئے ساتھ ہی زبان بند ہو گئی شدت
 درم اور صبر نہم کی وجہ سے ایسا معلوم ہوتا تھا گویا آنکھوں سے خون ٹپک رہا ہے آخر پوری ایک سال
 کے بعد جس روز پیش گوئی کی گئی تھی یعنی ۲۲ رمضان ۱۳۲۲ء کو ہلاک ہو گیا دولہا کیان جوتی ہے
 رہ گئی تھیں وہ بھی تھوڑے دنوں کے بعد سخت بیمار ہو گئیں۔ راقم کو علاج کے دم طو بلا کر لے گئی
 من انکی حالت دیکھ کر ڈر گیا۔ علاج کراخیوا لون کو کہا کہ اس گھر میں خدا کا غضب نازل ہو رہا ہے
 تم اپنی ہمیشہ کو گھر لے جاؤ وہ گھر میں لے گئے اور رمضان کچھ دن بعد اچھی ہو گئی جو مہم کی لڑکی
 تھی وہ اسی گھر میں دوسرے روز باپ کی جا ملی اور بجائے ۲۲ رمضان کے ۲۳ رمضان کو حضر
 مرزا صاحب قادیانی کے سلسلہ کے عوض مرزا دولہا لیا لی کے گھر کا سلسلہ تباہ ہو گیا۔
 دوسرا نشان یہ ہے کہ صوبیدار غلام محمد خان کے لڑکے عطا محمد کو ایک دیوانے کتے نے

کاٹا اور یہ لڑکا اس کتے کی زہر سے بیمار ہو کر مر گیا اسی دیوانے کتے نے راقم کے والد کے عبد المجید کو بھی کاٹا تھا بسا اتفاق ہوا کہ یہاں کے باشندے ایک سید صاحب کو ملے آئے کہ بہ کڑوا کر کھانہ کوروں کے ٹکا خاکسار اس کڑا میں شائع ہوا۔ دو ہرے روز صبح کے وقت کھانا کھا کر عبد المجید ہمارے گیارہویں روزہ سی آواز اور آہٹ سے اسی زور کی تشخون کا دورہ ٹھہرا کہ اربابان محضات بنفس کے شیخ سے سخت ام کشی ہو کر چہرہ نیلا پڑ جاتا اور یہی معلوم ہوتا کہ اب وہ ختم ہوتا ہے چونکہ تمام لوگ مسویدار صاحب کے لڑکے کی حالت دیکھ چکے تھے اس لئے ہر ایک ہی کہتا کہ لڑکا دم بھر کا مہمان ہے راقم عاجز بھی طب کی رو سے عبد المجید کو مردہ تصور کر چکا۔ اور دھرم خالصوں کے طعنوں کو دکھا کر رگوں کے ماننے اور کڑا میں شائع ہونیکا نتیجہ ہے۔ الغرض اس نے میرے دل کو پانی کر دیا تب ہی وہ مین گر کر دعا کرنے لگا کہ اے سبکسوں اور عا جزیوں کے مددگار اور گنہگاروں پر رحم فرمانے والے رحیم خدا تو جانتا ہے کہ آج میرے مخالف محض اس سبب سے خوش ہو رہے ہیں کہ میں تیرے فرستادہ اور مرسل جناب حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو شیخ موعود اور مجددی مہمود ماننا ہوں سوائے میرے خدا تو اس لڑکے کو صحت بخش تاکہ یہ مردہ زندہ ہو کر مسیح محمدی کی صداقت پر ایک نشان ہو اس دعا کے بعد ان علامات مندرجہ میں تخفیف ہونے لگی یہاں تک کہ کچھ روز کے بعد بالکل صحت ہو گئی الحمد للہ۔

انسان کو ہمارے گاؤں کے نام لوگوں نے دیکھا ہے مخالف سے مخالف آدمی ہے اس سے انکار نہیں کر سکتے کہ وہ تمام علامتیں جو اس میں پائی جاتی ہیں بخود عبد المجید کی مرض میں موجود تھیں ربوہ کتے کا لڑنا اور پھر مسویدار صاحب کے لڑکے کا اس گتے کی زہر سے انہیں علامات کے ساتھ مر جانا یہ سب کچھ ہمارے گاؤں کے لوگوں اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہیں مگر تعصب اور سدا کا شبا اس پر بھی لوگ مخالف سے باز نہیں آتے۔ اسے خدا کے پیارے رسول اللہ تعالیٰ نے مجھ گنہ گار سے بڑا رحم کیا اور مجھ پر فضل سے اس عاجز کو مردہ کے زندہ ہو معجزہ اپنے گھر میں کھادیا۔ عامر ماسٹے اللہ تعالیٰ سکھو اور ہمارے دوسرے پیاموں کو آپ کی مہربان داری میں سوت رہے اور حقہ نشر میں ہم آپ کے ساتھ ہوں۔ آمین

راقم آپکا خادم کریم اور ذوالیال صلیح حلیم

۷۲ نشان ایک مرتبہ کشفی عالم میں میرے پر ظاہر کیا گیا کہ کوئی سمن سرکاری میرے نام آیا ہے اور مجھے کسی کچہری میں کسی گواہی کے لئے بلا پایا ہے اور میں اس کچہری میں گیا ہوں اور حاکم انگریز ہے تب اس نے بغیر حلف دینے کے جیسا کہ قانون ہر میزائلہا لکھنا شروع کیا اور وہ تمام اظہار بغیر حلف کے ہی لکھا گیا بعد اس کے کشفی حالت جاتی رہی اور میں نے یہ کشف اپنا اپنے بہت سے دوستوں کو اسی وقت سنا دیا چنانچہ ان میں سے خواجه کمال الدین بی اسے پیڈر اور اخویم مولوی حکیم نور دین صاحب اور مفتی محمد صادق صاحب اور مولوی محمد علی صاحب ایم اے ہیں۔ پھر اسی دن یا دوسرے تیسرے دن ملتان کے صاحب ڈپٹی کمشنر کا سمن ایک گواہی کے لئے میرے نام آ گیا جب میں گواہی کے لئے صاحب ڈپٹی کمشنر کی کچہری میں حاضر ہوا تو صاحب ڈپٹی کمشنر نے میرے اظہار لکھنا شروع کیا اور حلف دینا بھول گئے جب کل اظہار لکھا گیا تو بعد میں حلف یاد آیا اس دوسرے حصہ کے گواہ شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر اور مولوی رحیم بخش صاحب پرائیویٹ سکرٹری نواب صاحب بہوپال اور کئی لوگ ہیں۔

۷۳ نشان چراغ دین ساکن جموں حب میری بیعت سے مرتد ہو کر مخفی فون میں جا ملا تو اس نے صرف گائیون پریس نہ کی بلکہ اپنے الہام اور وحی کا بھی دعوے کیا، اور عام طور پر لوگوں میں شائع کیا کہ خدا تعالیٰ کی وحی سے مجھ کو الہام ہوا ہے کہ یہ شخص یعنی یہ عاقر و تبال ہے تب میں نے اپنی کتاب دفع الہام و معیال الاصلطفا کے صفحہ ۴۲ کو حاشیہ پر وہ الہام شائع کیا جو چراغ دین کی بیعت کے بعد ملا تھا اسی اذیب من پر سب دور و درمیں اسکی نسبت یہ الہام ہوا۔ میں فکروں گا میں غارت کروں گا میں غصتب نازل کروں گا اگر اس نے یعنی چراغ دین نے شک کیا اور اس پر یعنی میرے مسیح موعود ہونے پر ایمان نہ لایا اور مومنین اللہ ہونیکے دعوے سے توبہ نہ کی یہ پیشگوئی چراغ دین کی موت سونہن برس پہلے کی گئی تھی جیسا کہ سادہ افلاک کی تاریخ طبع سے ظاہر ہے اور مجھے اس وقت یاد نہیں کہ میں پہلے ہی اس پیشگوئی کو لکھ آیا ہوں یا نہیں

اگر پہلے لکھی گئی ہے تو یہ نشان اس کتاب میں گزر چکا ہے اور اس جگہ اس نشان کا ذکر لکھنا دوسری پیشگوئی کی تصریح کے لئے ضرور تھا بہر حال اس پیشگوئی سے تین برس بعد چاند مر گیا اور غضب اللہ کی بیماری سے یعنی طاعون کی بیماری سے اسکی موت ہوئی اور یہی وجہ ہے کہ طاعون کے سالہ میں بھی یعنی دافع البلاء میں پیشگوئی لکھی ہے اور اس پیشگوئی کا ہم پہلو نشان چراغ دین کا خود اپنا مبارک ہے اس لئے ہم وہ نشان الگ طور پر اس پیشگوئی کے ساتھ ہی ذیل میں لکھ رہے ہیں اور وہ یہ ہے۔

۷۳۔ ا نشان۔ یہ نشان چراغ دین کے مبارک نشان ہے اسکی تفصیل یہ ہے کہ جبکہ چراغ دین کو بار بار یہ شیطانی الہام میری نسبت ہوئے کہ یہ شخص جہاں ہے اور اپنی نسبت یہ الہام ہوا کہ وہ اس دجال کو نابود کرنے کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سزا ہے اور حضرت عیسیٰؑ نے اپنا عصا دیا ہے تا اس عصا سے اس دجال کو قتل کرے تو اس کا تکبر بہت بڑھ گیا اور اس نے ایک کتاب بنائی اور اس کا نام منارۃ المسیح رکھا اور اس میں بار بار اسی بات پر زور دیا کہ گویا میں حقیقت میں موعود دجال ہوں اور یہ جب منارۃ المسیح کی تالیف پر ایک برس گزر گیا تو اس نے مجھے دجال ثابت کر نیکی لئی کہ ایک اور کتاب بنائی اور بار بار لوگوں کو یاد دلایا کہ یہ وہی دجال ہے جسکے آنے کی خبر احادیث میں ہے اور چونکہ غضب الہی کا وقت اس کے لئے قریب آ گیا تھا اس لئے اس نے اس دوسری کتاب میں مبارک کی دعا لکھی اور جناب الہی میں دعا کر کے میری ہلاکت چاہی اور مجھے ایک فتنہ قرار دیکر خدا تعالیٰ سے دعا کی کہ اس فتنہ کو دنیا سے اٹھا دے عجیب قدرت حق اور غیرت کا مقام ہے کہ جب مضمون مبارک اس نے کامیاب کیا تو وہ کا بیان ابھی پتھر پر نہیں جمی تھیں کہ دونوں لڑکے اس کے جو صرف دو ہی تھے طاعون میں مبتلا ہو کر مر گئے اور آخر ۳۴۔ اپریل ۱۹۱۷ء کو لڑکوں کی موت ہوئی دو تین روز بعد طاعون میں مبتلا ہو کر اس جہان کو چھوڑ گیا اور لوگوں پر ظاہر کر گیا کہ صادق کون ہے اور کاذب کون جو لوگ اس وقت حاضر تھے ان کی زبانی سنا گیا ہے کہ وہ اپنی سرت کے قریب کہتا تھا کہ اب خدا ہی میرا دشمن ہو گیا ہے

چونکہ اسکی وہ کتاب چپ کئی ہے جس میں وہ مباہلہ ہے جس لئے ہم ان لوگوں کے لئے جو غفلت سے ڈرتے ہیں وہ مباہلہ کی دعا ذیل میں لکھتے ہیں اور محض اس غرض سے کہ اگر اس شخص سے ایک شخص بھی ہدایت پائے تب ہی اللہ تعالیٰ اس قدر بہین ثواب ہوگا اور چونکہ چرچہ دین کے اصل مسودہ مباہلہ یہ دعا کی قلم سے لکھا ہوا ہے کاتب کو تاکید کی گئی ہے کہ یہ مباہلہ کی دعا علی قلم سے لکھی جاوے اسلئے اگرچہ ہم اسکی دوسری باتوں کے مخالف ہیں تاہم اسکی اس درخوست کو منظور کر کے مباہلہ کی دعا علی قلم سے لکھو دیتے ہیں۔ ہرگز وہ نصیت صرف ایک دن موت سے پہلے کی گئی ہے پس کیا مضائقہ ہے کہ ہم اسکی نصیت نہ تو ان لین اور وہ مباہلہ کی دعا یہ ہے۔

الدُّعَاءُ

اے میرے خدا اے میرے خدا میں صدق دل سے گواہی دیتا ہوں کہ آسمان وزمین اور ماسوا بہما کا تو ہی اکیلے خالق اور مالک اور رب ہے اور آسمان وزمین ماسوا بہما کے ہر ایک ذرہ پر میرا ہی حکم جاری اور نافذ ہے اور تو سبکداتا اور انتہا ظاہر اور باطن جانتا اور سب کی آواز سنتا اور انکی حاجتیں بر لاتا اور آسمان وزمین کے درمیان تیری حکم بغیر ایک ذرا بھی نہیں سکتا اور نبیا اولیا شاہ اور گدا مالک اور شیاطین بلکہ جمع موجودات تیری ہی مخلوق اور محتاج ہے جو تیری رحمت کے امیدوار اور تیرے غضب سے لرزان ہیں اور تو ہی اکیلا اس تمام ارضی اور سماوی ظاہری اور باطنی روحانی اور جسمانی مخلوق کا خالق مالک اور معبود ہے اور تیرے سوا آسمان اور زمین و ماسوا بہما کے درمیان عبادت اور توکل یا محبت کے لائق اور کوئی معبود نہیں اور فقیر معبود کو گونے ٹھہرائے ہوئے ہیں خواہ وہ بت میں یا روح یا فرشتے یا شیطین یا آسمانی اجرام یا مینی اجسام سب اہل زمین اور تیری ہی مخلوق اور محتاج ہیں ان میں سے ایک ہی پریش اور توکل اور محبت کے لائق نہیں بلکہ آسمان اور زمین اور ماسوا بہما کے درمیان عبادت اور توکل اور محبت کے لائق تو ہی

ایک خدا ہے جوازی ابدی زندہ خدا ہے تیرا نہ کوئی باپ ہے نہ بیٹا اور نہ کوئی جود ہے
 نہ صاحب اور نہ کوئی مشیر ہے نہ معاون بلکہ تو اکیلا ہی سب کا خالق مالک و غالب ہے
 جو تمام خوبوں کا منبع اور جمیع عیوب کے منزہ ہے۔ سب سے تمام محامد تقدیس و شائش و تعریف و کرامت
 تو ہی ایک خدا ہے اور ساری یہ جسمانی اور روحانی یا ظاہری و باطنی تمام نعمتیں تیری ہی طرف
 سے ہیں اور ہم بھیسے ہی لئے ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سب پیغمبر اور جملہ کتب سماویہ
 بالعموم اور تیرا سچا اور پیارا حبیب تم نبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تیری پاک کلام قرآن شریف فرقا
 حبیب یا مخصوص حق ہے اور نجات اسلام میں محدود و زمین گوئی و تیاہوں کو قیامت اور جہنم
 سزا حساب اور میزان و نوز اور بہشت و عذاب وغیرہ سب حق اور درست ہیں اور سب مرتبہ
 بعد ہی اٹھیں گے اور اپنے ہی اعمال کے مطابق جزا اور سزا دی جائیگی۔

اب اے میرے خدا میں تیری بارگاہ تقدیس و تعالیٰ میں نہایت عجز اور انکسار و خوار
 کے ساتھ مودبانہ التماس کرتا ہوں کہ نو جانتا ہے کہ میں وہی شخص ہوں جس کو تو نے بلا کسی ستم و
 محض اپنی فضل و کرم سے اپنی شہیت اور ارادہ کے مطابق جواز دل ہی سے مقرر کیا گیا تھا اپنی
 مقدس اور سچے دین اسلام کی خدمت اور نصرت کیسے اہل دنیا میں کو چن لیا اور اس کام کے
 واسطے مخصوص کیا ہے اور تو نے ہی میرے ہاتھ سے وہ روحانی اشارہ جس پر زول ابن مریم
 تھا تیار کر دیا ہے اور تو نے ہی مجھ سے نزول عیسیٰ بن مریم کرنے اور نصارت پر حجت اسلام
 ثابت کرنے کی خدمت پر مقرر فرمایا ہے اور تو نے ہی مجھ پر حجت کے خزانہ سے وہ علم بخشا
 جس سے نصارت و اہل اسلام یا قرآن و انجیل کا ہمی اخترف و ور ہو کر اتحاد اور موافقت پیدا ہو سکتی ہے
 ہاں وہ نزول ابن مریم کا ایک روحانی اشارہ تھا جو تہمتاے دراز سے اہل دنیا پر پوشیدہ رہا اور
 خاص اسی زمانہ کیلئے ودیعت کیا گیا تھا اور اسی کو تو اب اپنی مخلوق پر حجت اسلام ثابت کر لگا
 اور اسلام کو کل دنیوں پر غالب کر دیا پس اے میرے خدا تو جانتا اور دیکھ رہا ہے کہ میں تیرے
 اس حکم کی تعمیل کو تیری ہی ہدایت کے مطابق انجام دے رہا ہوں اور تیری مرضی کو مانوں

نزل ابن مریم کے اس نہانی راز کو اہل دنیا پر ظاہر کر کے تمام محبت کر رہا ہوں لیکن اگر میرے
 خدا تو خود جانتا اور دیکھ رہا ہو کہ دنیا میں ایک شخص نبوت اور رسالت کا ادنیٰ اور سمیت
 کا دعویٰ موجود ہے جو کہتا ہے کہ خاتم الانبیاء میں ہوں اور مشیگوٹھ میں کے مطابق
 نزول ابن مریم کا مصداق بھی میرا ہی وجود ہے اور کہتا ہے کہ میرے لئے آسمان اور زمین
 نشان ظاہر ہوتے ہیں بلکہ طاعون اور زلزلے ہی میری ہی تائید میں ظاہر ہوتے ہیں تاکہ
 میرے مخالفوں کو ہلاک اور تباہ کر دین اور کہتا ہے کہ میں خدا کی مجسم قدرت ہوں اور نجات
 میرے ہی طریق میں محدود ہے اور جو مجھے نہیں پہچانتا وہ کافر اور مردود اور اس کے
 اعمال حسنة ناقبول اور وہ دنیا میں معذب اور آخرت میں ملعون ہوگا اور کہتا ہے کہ اب کے
 موسم بہار یا کسی اور موسم بہار میں ایک سخت زلزلہ ظاہر ہوگا جسے زمین کو انقلاب پیدا
 ہوگا اور اہل دنیا مہدی کے سلسلہ میں داخل ہونیکے لئے تیار ہو جائیں گے اس لئے اب میرے
 خدا دنیا کے دل تذبذب میں ہیں اور حق ظاہر نہیں ہو سکتا اور تیری مخلوق باطل پرستی میں
 مبتلا ہے اور تیرے دین گڑبڑ پڑ رہی ہے اور تیرے حبیب محمد رسول اللہ صلیم کی ہتک
 کی جا رہی ہے اور آنجناب کا منصب نبوت و رسالت چھین لیا گیا اور اسلام کو منسوخ اور
 بے اثر ٹھیسرا گیا اور ایک نئے دین کی بنیاد ڈالی گئی یعنی مرزا قادیانی کی نبوت اور رسالت
 پر ایمان لاسیکے بغیر کوئی مسلمان خواہ وہ کیسا ہی مخلص متقی یا مہذب ہو مسلمان نہیں رہ سکتا
 اور دین کے لئے اسکی کوششیں عبث اور بیکار ہیں اور کیا ہی اے میرے خدا تیرے
 مقدس نبی مسیح ابن مریم علیہ السلام کا بھی منصب چھین لیا گیا ہے اور اسکی شان کی
 تحقیر کی جا رہی ہے اور کہا جاتا ہے کہ وہ کلمۃ اللہ اور روح القدس گنہگار تھا اور میں اس سے
 بہتر ہوں پس اے میرے خدا اب تو آسمان پر سے نظر فرما اور اپنے دین اسلام اور اپنے
 مقدسوں کی عزت بچا اور ان کی نصرت کیلئے اپنی خدمت کا ہاتھ ظاہر کر اور اس فتنہ کو
 دنیا سے اٹھا اور اہل دنیا کو حق کیطرت توجہ دلا اور انکو اتباع حق کی توفیق عنایت کراؤ

یہ عجیب کلام خدیش کے لئے میری نسبت نکالتا ہے کہ میرے مخالفوں کو طاعون اور زلزلہ سے ہلاک کر دے جو خدا میں اس کلمہ کے مطابق طاعون سے ہلاک ہوگا اور کیا تجھے جہنم کی آگ

مدعی نبوت کی دقیق عینت پالسی دریافت کر نیکی لڑائی بصیرتوں کو تیز فرما اور اہل دنیا کو
 تمام ارضی و سماوی آفات یعنی طاعون درلزلہ وغیرہ سے محفوظ رکھ اور انکو ہر طرح سے
 امن اور چین عطا فرما کیونکہ تو قادر اور غفور الرحیم ہے اور اپنے بندوں کی خطائیں معاف
 تیرا ہی کام ہے اور ہم عاجز ضعیف انسان ہیں۔ بھول چوک سے محفوظ نہیں ہم تو ہر وقت
 خطا کار ہیں اور تیری ہی بخشش کے امیدوار۔ اس کے بعد اے میرے خدا میں یہ بھی التماس
 کرتا ہوں اور میری روح تیری عالی و مقدس جناب میں التجا کر رہی ہے اور میری آنکھیں
 تیری نصرت کی انتظار میں تیری ہی فہم ہیں کہ تو اس سلسلہ کی صداقت کو جو تیری ہی حکم اور
 منشائے مطابق تیرے مقدس دین و اسلام کی نصرت میں اور تیرے مقدس نبیوں
 کی سچائی ظاہر کرنے کیلئے جاری کیا گیا ہے اہل دنیا پر ظاہر کر دی اور انکی بصیرتوں
 کو روشن کر اور ان کو اتباع حق کی توفیق بخش تاکہ تیرا جلال ظاہر ہو اور تیری مرضی جیسی
 کہ آسمان پر ہے زمین پر بھی ظاہر ہو کیونکہ اے میرے خدا تو جانتا اور دیکھتا ہے کہ
 میں ایک عاجز اور ضعیف انسان ہوں تیری بدد کے سوا کچھ کہ نہیں سکتا اور ولوں پر
 اثر ڈالنا اور حق کی پہچان میں انکی بصیرتوں کو کھولنا تیرا ہی کام ہے اسلئے اگر تیری
 امداد میرے شامل حال نہ ہوگی تو میں ناکامیاب رہ جاؤں گا جیسا کہ مجھوٹے رہ جاتی ہیں
 پس اے میرے خدا تو اس سلسلہ کی نصرت میں اپنی قدرت کا اتھ ظاہر فرما اور جس مرض
 کیلئے یہ جاری کیا گیا ہے اسکو انجام دے اور صداقت کو مذاہبِ سیر کے معتقدوں پر
 عموماً اور اہل اسلام خصوصاً کھول دی اور ان کو اس کے اتباع کی توفیق عنایت کیونکہ تو قادر ہے
 اور آسمان و زمین کا ہر ایک ذرہ پر تیرا ہی حکم نافذ ہے کیا ممکن کہ تیرے حکم کے بغیر ایک
 ذرہ حرکت کر سکے لہذا جو چاہتا ہے کہ اسے تیرے آگے کوئی بات اُٹھوئی اور محال نہیں اور
 تیرے وعدے سچے اور تیرا ارادہ غیر تبدیل ہے اور تیری رحمت ابدی اور تیری قدرت کامل
 ہے تیری ہی حکم سے آسمان اور زمین قائم ہیں اور تو ہی رات کی تاریکی کے بعد صبح کی روشنی

کو نمودار کرتا ہے اور آفتاب کو مغرب سے مشرق کی طرف گھنچ لاتا ہے تو ہی دنیا میں انقلاب
 ڈالتا کسی کو شاہی تخت پر اور کسی کو تودہ رکھ پر بٹھا دیتا ہے اور تو ہی حق اور باطل
 میں فیصلہ کر سکتا ہے تو ہی اس امر میں ہماری نصرت فرما اور حق ظاہر کر اور مخلوق کو گمراہی
 کی موت سے بچا اور ان کو صراطِ مستقیم کی طرف راہ نمائی کر آمین ثم آمین +
 یہ ہے عبارت چراندین کے سبیلہ کی حسین وہ بیچے اپنا فرق مخالف ٹھیکر
 اور مجھے دجال قرار دیکر خدا تعالیٰ کا فیصلہ مانگتا ہے اور پھر ایک فتنہ قرار دیکر میرے
 اٹھائے جانے کی درخواست کرتا ہے اور میری ہلاکت مانگتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ اے خدا اپنی
 قدرت کا نام نہ ظاہر فرما۔ سو الحمد للہ اس سبیلہ کے ایک دن بعد خدا تعالیٰ نے قدرت کا
 ہاتھ دکھا دیا اور ابی اس سبیلہ کی کاپی پتھر پر نہیں جالی گئی تھی کہ ۳۴ سطر پر ملنے لگا اور کلامِ عون
 نے اس ظالم کو مع اس کے دونوں بیٹوں کے ہلاک کر دیا یہ مین خدا کے کام۔ یہ مین خدا کی عزت
 یہ ہے خدا کی قدرت کا ہاتھ۔ قلعہ بردایا اولیٰ اکال بصار +

۵۷۔ ایشان ایک دفعہ پشت شونا راہن اگنی ہو تری صاحب ایڈیٹر رسالہ برادر مند
 کا ایک خط لاہور سے آیا تھا جس میں انہوں نے یہ لکھا تھا کہ مین براہین احمدیہ کے تیسرے
 حصہ کا رد لکھ کر جس میں اہام مین اور یا اتفاق ہوا کہ خدا تعالیٰ نے اس خط کے پہنچنے سے پہلے اسی دن
 بلکہ اسی ساعت جبکہ وہ لاہور میں اپنا خط لکھ رہے تھے مجھ کو اس خط سے بذریعہ کشف اطلالہ عبید
 اور کشفی طور پر وہ خط میرے سامنے آگیا اور میں اس کو پڑھا۔ اس وقت اُن آریون کو حین کا کئی
 دفعہ ذکر آچکا ہے اس خط کے مضمون سے اسی دن خط آنے سے پہلے مطلع کر دیا اور دوسرے
 دن اُن مین سے ایک آریہ ڈاکخانہ میں خط لینے کو گیا اور اس کے روپر ڈاک کے تھپکے
 وہ خط نکلا اور جب پڑا گیا تو بلا کم و بیش وہی مضمون تھا جو مینے بیان کیا تھا تب وہ آریہ لوگ
 نہایت حیرت میں اور تعجب میں رہ گئے وہ اب تک زندہ موجود ہیں اور حلف دینے سے
 راستہ است بیان کر سکتے ہیں۔

۷۶ انشان۔ رسالہ اعجاز المسیح جیب فیج عربی میں میں نے لکھا تو خدا تعالیٰ سواہام
پاکر میں نے یہ اعلان شائع کیا کہ اس رسالہ کی نظیر اس فصاحت بلاغت کے ساتھ کوئی مولوی
پیش نہیں کر سکے گا تب ایک شخص میری علی نام ساکن گولڑہ نے یہ لاف و گزاف مشہور کی
کہ گویا وہ ایسا ہی رسالہ لکھ کر دکھلائے گا اس وقت خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھے الہام ہوا
منعہ مانع من السماء یعنی ایک مانع نے آسمان سے اسکو نظیر پیش کر نیسے
منع کر دیا تب وہ ایسا ساکت اور لا جواب ہو گیا کہ اگرچہ عوام الناس کی طرح اردو میں
بکواس کرتا رہا۔ مگر عربی رسالہ کی نظیر آج تک لکھ نہ سکا۔

۷۷ انشان۔ میرے مکان کے ملحق دو مکان تھے جو میرے قبضہ میں نہیں تھے
اور پابعد تنگی مکان تو وسیع مکان کی ضرورت تھی ایک دفعہ مجھ کو کشفی طور پر دکھلایا گیا
جو اس میں پر ایک بڑا چھوڑا ہے اور مجھے خواب میں دکھلایا گیا کہ اس جگہ ایک لمبا والا ن خجائے
اور مجھ کو دکھلایا گیا کہ اس زمین کے مشرقی حصہ نے ہماری عمارت کے بنو کیلئے دعا کی ہے
اور مغربی حصہ کی زمین افتادہ نے آمین کہی ہے چنانچہ فی الفور یکشف اپنی جماعت کے
صد آدھیوں کو سنایا گیا اور اخباروں میں درج کیا گیا بعد اسکے ایسا اتفاق ہوا کہ وہ دو
مکان بذریعہ خریداری اور وراثت کے ہمارے حصہ میں آگئے اور ان کے بعض حصوں میں
مکانات مہمانوں کیلئے بنائے گئے حالانکہ ان سب کا ہماری قبضہ میں آنا محال تھا اور کوئی خیال
نہیں کہ اسکا اتنا کہ ایسا وقوع میں آئیگا۔ دیکھو اخبار الحکم نمبر ۴۷۷ و ۴۷۸ جلد ۲ و الحکم نمبر ۴۷۸ جلد ۲۔
۷۸ انشان۔ ایک دفعہ خلیفہ سید محمد حسن صاحب وزیر ریاست پٹیالہ نے اپنے
کئی اضطراب اور مشکل کو وقت میری طرف خط لکھا کہ میرے لئے دعا کریں چونکہ انہوں نے
کئی دفعہ ہمارے سلسلہ میں خدمت کی تھی اسلئے ان کے لئے دعا کی گئی تب بجانب اللہ الہام ہوا
چل ہی ہے نسیم رحمت کی جو دعا کیجئے قبول ہے آج
اس دعا کے بعد خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے وہ مشکلات ان کے دور کر دیں اور

انہوں نے شکر گزاری کا خط لکھا اس واقعہ کا وہی خط لکھا ہے جو میرے کسی ہستہ میں موجود ہوگا اور کئی اور لوگ گواہ ہیں بلکہ اس وقت صدیوں میں یہ میل الہام شہرت پا گیا تھا اور نواب علی محمد خان جو ہمیں بھرتے ہیں اپنی یادداشت میں اسکو لکھ لیا تھا۔

۱۷۹۔ نشان۔ سو لوی کرم دین کے مقدمہ میں جو گورداسپور میں داخل تھا کرم دین مذکور اس بات پر زور دیتا تھا کہ لیسٹم کے لفظ کے سنی ولدا الزنا ہیں اور کذاب کے معنی ہیں جو ہمیشہ جھوٹ بولتا ہے یہی پہلی عدالت نے قبول کئے۔ ان دنوں میں اسد تعالیٰ کی طرف سے مجھے الہام ہوا معنی دیگر نہ پسندیم ماحسب یقین ہوئی کہ دوسری عدالت میں یہی قائم نہیں رہیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اپیل کی عدالت میں صاحب ڈویژنل جج نے ان تمام عذرات کو رد کر دیا اور یہ لکھا کہ کذاب اور لیسٹم کے الفاظ کرم دین کے مناسب حال ہیں بلکہ وہ اس سے بڑھ کر الفاظ کا بھی متفق ہے سو صاحب ڈویژنل جج نے وہ پر تکلف معنی کرم دین کے پسند کئے جو پہلی عدالت میں پسند کئے گئے تھے دیکھو اخبار الحکم فیہ فیصلہ یہی ہے سنہ ۱۹۰۳ء جس میں یہ الہام موجود ہے۔

۸۰۔ نشان۔ ایک دفعہ سنہ ۱۹۰۳ء میں مجھے الہام ہوا۔ یوید ولان ان یطفوا نورک ویتجملوا عرضک ذاتی معک ومع اهلک یعنی دشمن لوگ اداوہ کریں گے کہ تیرے نور کو بجا دین اور تیری آبروریزی کریں مگر میں تیرے ساتھ ہوں گا اور ان کے ساتھ جو تیرے ساتھ ہیں اور ان ہی دنوں میں جیسے دیکھا کہ میں ایک کوچہ میں ہوں جو آگے سے بند ہے اور بہت تنگ کوچہ ہے کہ مشکل ایک آدمی اس میں سے گذر سکتا ہے۔ میں بند کوچہ کے آخری حصہ میں جس کے آگے کوئی راہ نہ تھا دیوار کے ساتھ کھڑا ہو گیا اور جو دایس جانب کی طرف راہ تھی اس کی طرف جب نظر اٹھا کر دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ میں قوی ہو گیا سنڈ دان کھڑے ہیں جو خونی ہیں اور گزرنے کی راہ بند کر رکھی ہے ایک ان میں سے میری طرف حملہ کر کے دوڑا اور کو سینے ہاتھ سے ہٹا دیا پھر دیکھا کہ وہ ہوا اس کو بھی سینے ہاتھ سے ہٹا دیا

میں نے اسکو معقولاً و منقولاً سمجھایا اور خوب ملزم کیا مگر وہ تکذیب پر اڑاڑا اور اس کے بہکانے سے عوام کو میں نے احمد پون پر مشتمل پایا اور دیکھا کہ وہ شخص فتنہ اور فساد سے باز نہیں آتا اس وقت میرے دل پر سخت قلق و اضطراب پیدا ہوا کہ خداوندِ اب اس امر کا کیا علاج ہو اس شخص کے ذریعہ بڑا فتنہ ہو بیو الہ ہے۔ تب میں نے اسکو اپنا مخاطب بنا کر کہا کہ اگر میں جو سائل بیان کر رہا ہوں ان میں جھوٹا ہوں تو خدا تعالیٰ مجھ سے پہلے مجھے ہلاک کرے اور اگر تو جھوٹا ہے تو خدا تعالیٰ تجھے ہلاک کرے۔ تب فضل داد خان نے ان لفظوں کے ساتھ مجھے جواب دیا کہ خدا تجھے ہلاک کرے۔ پھر میں اسی وقت مسجد سے باہر گیا اور لوگ منتشر ہو گئے۔ پھر چند روز کے بعد شخص مذکور (یعنی فضل داد خان) در و شکم کی سخت مرض میں مبتلا ہو گیا اور دس ماہ کے اندر ۲۴ مارچ ۱۹۰۶ء کو مر گیا اور اپنی موت کو سلسلہ احمدیہ کی صداقت کا نشان بطور یادگار چھوڑ گیا۔ کچھ مدت تک مجلس سبائین حاضرین میں اس کے مرنے سے ایک دہشت اور رعب پھیل گیا تھا اور میں نے اپنے بعض مخالفین سے یہی اپنے کانون کے ساتھ یہ ذکر سنا کہ اس شخص کی موت بطور نشان ہوئی ہے۔

فاکس محمد فضل احمدی مقام چنگا تحصیل گوجران ضلع راولپنڈی، ۲۴ ستمبر ۱۹۰۶ء

گوہ سبیل و موت فضل داد خان گواہ فضل خان بقیہ خود گواہ شاہ ولی خان بقیہ خود نظام الدین ورزی۔ نشان انگوٹھا بیان مذکورہ بالا صحیح ہے بیان مذکورہ بالا صحیح ہے

۸۴ نشان - وہی محمد فضل صاحب احمدی مقام چنگا سے کہتے ہیں کہ ایک حسبِ کریم السد نام جوڑا کھانہ جات حلقہ گوجران کے ہسپتال تھے ماہ جون ۱۹۰۶ء کو بمقام چنگا میان غلام نبی سب پوٹا سطر چنگا کے مکان پر اترے اور میں انکو معزز اور خواندہ سمجھ کر انکو پاس کیا تب انہوں نے مجھ کو دیکھ کر خدا تعالیٰ کے برگزیدہ و مقدس انسان یعنی حضور کے متعلق کچھ سبک لفظ کہنے شروع کئے اور پھر حضور کے متعلق اعتراضات سخت گندے

الفاظ کے ساتھ استعمال کرو اور میرے ساتھ مباحثہ شروع کر دیا۔ گاؤن کے بہت لوگ جمع ہو گئے۔ میں نے اسکی باتوں کا مہذبانہ جواب دیا اور اس نے خدا کی نسبت ٹھٹھا اور استہزا کرنا شروع کیا اور بچے کہا کہ چالیس دن کے اندر تمہیں سخت ضرر پہنچے گا اور تمہارا بڑا نقصان ہوگا اور سب لوگ دیکھیں گے۔ میں نے جواب دیا کہ تمہاری پیشگوئی یہود وہ ہے میرا خدا حافظ ہے مگر یاد رکھو کہ یسوع موعود کے مقابل پر جو انسان گستاخی کرتا ہے خدا اسکو سزا دے گا۔ میں یہ کہہ کر اس گندی مجلس سے رخصت ہو گیا کچھ تھوڑے دنوں کے بعد شاکیا کہ اس انسپکٹر کے گھر میں نقب زنی ہوئی اور بہت سامان عزیز اس کا چوری کیا بعد اس کے گوجر خان کے حلقہ میں عام لوگوں نے اس کی شکایتیں شروع کر دیں چنانچہ وہ اس کے بعد ایک سرحدی ضلع میں تبدیل کیا گیا۔

العابینہ

محمد فضل احمدی مقام چنگا تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی

گواہ شد نظام الدین خیاط گواہ شد شامولی خان بقم خود گواہ شد فضل خان بقم خود
۸۴ نشان ایک میری بیوی کے حقیقی بیٹائی سید محمد اسماعیل کا جو اس وقت اسٹنٹ سرخن ہے پٹیا لہ سے خط آیا جس میں لکھا تھا کہ میری والدہ فوت ہو گئی ہے اور خط کے اخیر میں یہ بھی لکھا تھا کہ اسحاق میرا چوٹا بیٹا بھی فوت ہو گیا ہے اور تاکید کی تھی کہ خط کو دیکھتے ہی چلے آؤں اور اتفاق ایسا ہوا کہ ایسے وقت میں وہ خط پہنچا کہ جب خود میرے گھر کے دوگ سخت تپ سے بیمار تھے اور مجھے خوف تھا کہ اگر ان کو اس خط کے مضمون سے اطلاع دی جائیگی تو اندیشہ جان ہے تب میرا دل نہایت اضطراب میں پڑا اس اضطراب کی حالت میں مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے اطلاع دی گئی کہ یہ خبر وفات صحیح نہیں اور میں نے اس ابھام سے مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم اور شیخ حامد علی اور بہت سے لوگوں کو اطلاع دی اور یہ ابھام اس کے شیخ حامد علی کو جو میرا لازم ہے پٹیا لہ

میں بھیجا تو معلوم ہوا کہ درحقیقت وہ خیر خلافت واقعہ تھی۔ سوچنے کا مقام ہے کہ بغیر خدا تعالیٰ کے کسی کو اسور غیبیہ پر اطلاع نہیں ہوتی اور یہ خدا تعالیٰ نے ایک ایسی غیب کی خبر دی جس نے خط کے مضمون کو رد کر دیا۔

۱۸۵۔ نشان

بعض نشانیں قسم کے ہوتے ہیں کہ ان کے وقوع میں ایکٹ کی تاخیر ہی نہیں ہوتی کہ فی الفور واقع ہو جاتے ہیں اور ان میں گواہ کا پیدا ہونا کم میسر آتا ہے اسی قسم کا یہ ایک نشان ہے کہ ایک دن بعد نماز صبح میرے پرکشی حالت طاری ہوئی اور میں نے اس وقت اس کشفی عالم میں دیکھا کہ میرا لڑکا مبارک احمد باہر سے آیا ہے اور میرے قریب جو ایک چٹائی پڑی ہوئی تھی اس کے ساتھ پیر پھیل کر گر پڑا ہے اور اس کو بہت چوٹ لگی ہے اور تمام کرتہ خون سے ہر گیا ہے میں نے اس وقت مبارک احمد کی والدہ کے پاس جو اس وقت میرے پاس کھڑی تھیں یہ کشف بیان کیا تو ابھی میں بیان ہی کر چکا تھا کہ مبارک احمد ایک طرف سے دوڑا آیا جب چٹائی کے پاس پہنچا تو چٹائی سے پیر پھیل کر گر پڑا اور سخت چوٹ آئی اور تمام کرتہ خون سے ہر گیا اور ایک منٹ کے اندر ہی یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ ایک نام ان کچھ گا کہ اپنی بیوی کی گواہی کا کیا اعتبار ہے اور نہیں جانتا کہ ہر ایک شخص طبعاً اپنے ایمان کی حفاظت کرتا ہے اور نہیں چاہتا کہ خدا تعالیٰ کی قسم کہا کر پیر چھوٹ بولے سو اس کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اکثر معجزات کے گواہ آن جناب کے دوست اور آن جناب کی بیویاں تھیں اس صورت میں وہ معجزات بھی باطل ہوتے ہیں اور اکثر نشانوں کے دیکھنے والے یہی لوگ ہوتے ہیں کیونکہ ہر وقت ساتھ رہنے کا انہیں کو اتفاق ہوتا ہے دشمنوں کو کہاں نصیب ہو سکتا ہے کہ وہ ان نشانوں کو دیکھ سکیں کہ جو ایک طرف بذریعہ پیشگوئی بتلائے جاتے اور دوسری طرف سگا پور سے ہو جاتے ہیں دشمن کا تو دل ہی دور ہوتا ہے اور جسم ہی دور۔

۸۶ نشان - ایسا ہی عرصہ قریباً تین سال کا ہوا ہے کہ صبح کے وقت کشفی طور پر مجھے دکھایا گیا کہ مبارک احمد سخت مبہوت اور بدحواس ہو کر میرے پاس دوڑ آیا ہے اور نہایت ہتھیار ہے اور حواس اڑے ہوئے ہیں اور کہتا ہے کہ آب پانی یعنی پھر پانی دو۔ یہ کشف سینے نہ صرف گہر کے لوگوں کو بلکہ بہتوں کو سنا دیا تھا کیونکہ اس کے وقوع میں ابھی قریباً دو گھنٹے باقی تھے۔ اس کے بعد اسی وقت ہم باغ میں گئے اور قریباً بجے صبح کا وقت تھا اور مبارک احمد بھی ساتھ تھا اور مبارک احمد کئی دوسرے چوٹے بچوں کے ساتھ باغ کے ایک گوشہ میں کھیلتا تھا اور عمر قریباً چار برس کی تھی شوق میں ایک درخت کے نیچے کھڑا تھا میں نے دیکھا کہ مبارک احمد زور سے میری طرف دوڑتا چلا آتا ہے اور سخت بدحواس ہو رہا ہے میرے سامنے اگر اتنا اس کے منہ سے نکلا کہ آب پانی بعد اس کے نیم بیہوش کی طرح ہو گیا اور وہ ان سے کنواں قریباً پچاس قدم کے فاصلہ پر تھا۔ میں نے اسکو گود میں اٹھالیا اور جہان تک مجھ سے ہوسکا میں تیز قدم اٹھا کر اور دوڑ کر کنوئیں تک پہنچا اور اس کے منہ میں پانی ڈالا جب اسکو ہوش آئی اور کچھ آرام آیا تو میں نے اس سے اس حادثہ کا سبب دریافت کیا تو اس نے کہا کہ بعض بچوں کے کہنے سے میں نے بہت سا پانی نمک پھانک لیا اور داغ پر بخار چڑھ گئے اور سانس رکن گیا اور گلا گھونٹا گیا اس طرح پر خذلنے اسکو شفا دی اور کشفی پیشگوئی پوری کی۔

۸۷ نشان - میرے بڑے بھائی جن کا نام سبب از غلام قادر تھا کچھ مدت تک بیمار رہے جس بیماری سے آخر ان کا انتقال ہوا جس دن انکی وفات مقدّر تھی صبح مجھے الہام ہوا کہ جنازہ۔ اور اگرچہ کچھ آثار ان کی وفات کے نہ تھے مگر مجھے سمجھایا گیا کہ آج وہ فوت ہو جائیں گے اور میں نے اپنے غامض ہم نشینوں کو اس پیشگوئی کی خبر دے دی جواب تک زندہ ہیں پھر شام کے قریب میرے بھائی

کا انتقال ہو گیا +

ان تمام پیشین گوئیوں میں جو اس جگہ لکھی گئی ہیں میں نے اختصار کے خیال سے بہت کم گواہوں کا ذکر کیا ہے مگر خدا تعالیٰ کے فضل سے کئی ہزار گواہ ہیں۔ جن کے رد برویہ پیشین گوئیوں کی گئیں۔ اور پوری ہوئیں۔ بلکہ بعض پیشین گوئیوں کے تو کئی لاکھ گواہ ہیں۔

میرا ارادہ تھا کہ ان نشانوں کو تین سو تک اس کتاب میں لکھوں اور وہ تمام نشان جو میری کتاب نول اسچ اور تریاق العلوب غیرہ کتابوں میں لکھ گئے ہیں اور دوسرے نشان اس قدر اس میں لکھ دوں کہ تین سو کا عدد پورا ہو جائے مگر تین روز سو میں بیمار ہو گیا ہوں اور آج انیس ستمبر ۱۲۹۹ء کو اس قدر غلبہ مرض اور ضعف اور قضا ہوتی ہے کہ میں لکھنے سے محبت ہو گیا ہوں اگر خدا نے چاہا تو جمعہ پنجم راہین احمدیہ میں یہ تین سو نشان یاد دیا وہ اس سے لکھ جا دیں گے۔ بالآخر اس قدر لکھنا ضروری سمجھتا ہوں کہ اگر ان نشانوں سے کسی کا دل تسلی پذیر نہ ہو تو ایسا شخص ان لوگوں میں ہو جو الہام اور وحی کا دعویٰ کرتے ہیں تو اس کیلئے یہ دوسری راہ کھلی ہے۔ کہ وہ میرے مقابل پر اپنے الہام اپنی قوم کے در اخباروں میں ایک سال تک شائع کرنا کرے اور دوسری طرف میں وہ تمام امور غیبیہ جو مجھ خدا تعالیٰ کی طرف سے معلوم ہوں اپنی جماعت کے در اخباروں میں شائع کرے اور دونوں فریقوں کے لئے شرط یہ ہے کہ جو الہام اخباروں میں درج کرے جائیں وہ سب ایسے ہوں کہ ہر ایک ان میں سے امر غیبیہ پر متل ہو اور ایسے امور غیبیہ ہوں جو انسانی طاقتوں سے بالاتر ہوں اور ہر ایک سال کے بعد چند منصفوں کے ذریعہ سے دیکھا جائے کہ کس طرف غلبہ اور کثرت ہے۔ کس فریق کی پیشگوئیوں پوری ہو گئی ہیں اور اس امتحان کے بعد اگر فریق مخالف کا غلبہ ہو اور میرا غلبہ نہ ہو تو میں کاذب ٹھیراؤں گا ورنہ قوم پر لازم ہو گا کہ خدا تعالیٰ سے ڈر کر آئندہ طریق تکذیب اور انکار کو چھوڑ دیں اور خدا کے مرسل کا مقابلہ کر کے اپنی عاقبت خراب نہ کریں۔ اور یاد رہے کہ میں اعتراض نہ کر رہا ہوں کہ اگر ان کو کچھ ثابت ہوتا ہے تو

بس یہی ثابت ہوتا ہے کہ ان کے دل تعصب کے غبار اور تاریکی سے بھر گئے ہیں اور انکی آنکھوں پر نقیض اور حسد کے پردے آگئے ہیں مثلاً بار بار یہ پیش کرنا کہ ڈپٹی اتھم کی نسبت پیشگوئی پوری نہیں ہوئی کیا یہ ایمان داری کا اعتراض ہے کہ اتھم کی نسبت پیشگوئی پوری نہ ہوئی کیا یہ سچ نہیں ہے کہ گیارہ برس سے بھی زیادہ عرصہ گزر چکا ہے کہ اتھم مر گیا اور اب زمین پر اس کا نام و نشان نہیں اور اسکا رجوع کرنا تو ریاست آدمیوں کی گواہی سے ثابت ہے جیسا اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عین مجلس مبارکہ میں وصال کہنے سے رجوع کیا اور پھر پندرہ مہینے تک روتا رہا اور پیشگوئی شرطی تھی جیسا کہ پیشگوئی کے یہ لفظ تھے کہ بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے پھر جیسا اس نے رجوع کر لیا اور ان گواہوں کے رو برو رجوع جن میں اب تک بہت زندہ ہیں تو پھر اب تک اعتراض کرنے سے باز نہ آنا کیا کسی پاک طینت کی علامت ہے۔

ایسا ہی محض تعصب جہالت سے یہ اعتراض کرتے ہیں احمدیہ کے داماد کی نسبت بھی پیشگوئی پوری نہیں ہوئی اور دیانت کا حال یہ ہے کہ اس اعتراض کے وقت احمدیہ کا نام ہی نہیں لیتے کہ اس پر کیا حقیقت گزری اور محض خیانت کے طور پر پیشگوئی کی ایک مانگ مخفی رکھ کر دوسری مانگ پیش کر دیتے ہیں اور ویدہ دانستہ لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں اصل بات یہ ہے کہ اس پیشگوئی کی دو شافی نہیں ایک شاخ احمدیہ کی نسبت اور دوسری احمدیہ کے داماد کی نسبت جو احمدیہ پیشگوئی کے مطابق مسیحا کے اندر فوت ہو گیا اور اس کے مرنے سے اس کے وارثوں کے دلوں کو بہت صدمہ پہنچا اور خوف سے بھر گئے اور یہ تو انسانی سرشت میں داخل ہے کہ جب وہ شخص ایک ہی بلا میں پورا ہو تو یہ الی ہو کر فوت ہوں اور ایک ان میں سے اس بلا کے نزول سے بچ جائے تو جو شخص ابھی زندہ ہے وہ اس کے وارث سخت خوف اور اندیشہ میں پڑ جاتے ہیں چونکہ یہ پیشگوئی شرطی تھی جیسا کہ اتھم کی پیشگوئی شرطی تھی اس لئے جب احمدیہ کے مرنے سے وہ لوگ سخت خوف اور اندیشہ میں پڑ گئے اور دعائیں کہیں اور صدقہ و خیرات بھی کیا اور بعض کے خط و نیاز کے بھرے ہوئے میرے

صنف
۱۔ اس پیشگوئی میں شرطی الامام یہ تھا جو اسی زمانہ میں جب کہ شائع ہو چکا ہے۔ ۲۔ یہاں الہامی تو بی خان البلاء علی عبیکہ یعنی اسے حوریت تو دیکھ کر کیونکہ جاتیری لڑکی اور لڑکی کی لڑکی پر مار لی ہو یہاں ۳۔ بھی اس کی دیکھ کر تو جانا لے لی ہوئی کہ اسکا

۴۔ اس پیشگوئی میں شرطی الامام یہ تھا جو اسی زمانہ میں جب کہ شائع ہو چکا ہے۔ ۵۔ یہاں الہامی تو بی خان البلاء علی عبیکہ یعنی اسے حوریت تو دیکھ کر کیونکہ جاتیری لڑکی اور لڑکی کی لڑکی پر مار لی ہو یہاں ۶۔ بھی اس کی دیکھ کر تو جانا لے لی ہوئی کہ اسکا

آئے جو اب تک موجود ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ نے اپنی شرط کے پورا کرنے کیلئے اس پیشگوئی میں ہی تاخیر والدی مگر افسوس تو یہ ہے کہ یہ لوگ جو احمد بیگ کے داماد کی نسبت جابجا شور مچاتے ہیں اور صد ہا رسالوں اور اخباروں میں اسکا ذکر کرتے ہیں کبھی ایک دفعہ بھی شرافت اور رہمت گوئی کے لحاظ سے پورے طور پر پیشگوئی کا ذکر نہیں کرتے اور کبھی کسی رسالہ میں یہ لکھتے ہیں کہ اس پیشگوئی کی دوشا غین تہیں ایک شاخ ان میں سے میاں کے اندر پوری ہو چکی ہے یعنی احمد بیگ کی موت بلکہ ہمیشہ اور ہر محل اور ہر موقعہ اور ہر مجلس میں اور ہر سالہ اور ہر اخبار میں احمد بیگ کے داماد کو ہی روئے ہیں اور جو مر گیا اسکو نہیں روتے یہ شرافت اور دیانت اس طرح مانہ کے مولویوں کی ہی حصہ نہیں آگئی ہے۔

ایسا ہی ایک یہی اعتراض کرتے ہیں کہ ایک پیشگوئی میں مولوی محمد حسین اور اس کے رفیقوں کی نسبت ذلت کی خبر دی گئی تھی اسکی کوئی ذلت نہیں ہوئی افسوس! ان لوگوں کو معلوم نہیں کہ ہر ایک طبقہ کی ذلت علیحدہ رنگ میں ہوتی ہے کیا مولوی محمد حسین وہی نہیں ہیں جنہوں نے کہا تھا کہ ”میں نے ہی اس شخص کو اور ہوا کیا۔ یہ زمین ہے گراؤن گ۔“ تو کیا انہوں نے گرا دیا؟ کیا مولوی محمد حسین وہی نہیں ہیں جنہوں نے کہا تھا کہ ان کو نایب صبیحہ عمری کا نہیں آتا، توحید بیٹل کے قریب نظم اور نثر میں عربی کی کتابت میں نے لکھیں، اوان کو با مقابل لکھنے کی دعوت کی گئی تو وہ ایک کتاب ہی عربی میں میرے مقابل نہ لکھ سکے کیا مولوی محمد حسین وہی نہیں کہ جن کو میں نے اس بات کیلئے بلایا کہ وہ میرے مقابل انفرنو بیٹھ کر قرآن شریف کی تفسیر عربی میں لکھیں تو وہ اس مقابلہ سے عاجز آ گئے۔ ایسا ہی سبب سی ان کی خانداری کی نذر وہی انجیان اور تیس ایسی ہیں جن کی تصریح ہم مناسب نہیں سمجھتے تو کیا باوجود ان سب باتوں کے انکی کوئی ذلت نہ ہوئی۔ اور نہ معلوم آئندہ کیا مقدر ہے۔ کہونکہ وعید کی پیشگوئی میں کسی ماسوا اس کے یہی یاد رکھنا چاہئے کہ یہ چند پیشگوئیاں جو تین چار سو زیادہ نہیں جن کیلئے ہمارے مخالف مولوی شوریہ چاہتے ہیں یہ وعید کی پیشگوئیاں ہیں اور وعید کی پیشگوئی

۱۰۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے: **وَان يَلِكْ كَا ذِيَا فَعْلِيلَه** کہہ کر ان کے لیے صاف قیاس کو بعض الذی بعد کہہ کر عربی کا ذی ہے۔ یعنی اگر یہ نبی کا ذی ہے، لاخود تیار ہو جائیگا، اور اگر صادق ہے تو بعض پیش کیا گیا۔

کا پورا ہونا بموجب نصوں قرآنیہ اور حدیثیہ کے ضروری نہیں کیونکہ وہ کسی بلا کے نازل ہونے کی خبر دیتی ہیں اور باتفاق ایک لاکھ چوبیس ہزار پندرہ کے ہر ایک بلا صدقہ و خیرات مدد دعا اور تضرع و توبہ کی رو سے ہوتی ہے یہ بات ایک ادنیٰ عقل کا انسان بھی سمجھ سکتا ہے کہ جب ایک بلا جس کے نازل کرنے کا ارادہ خدا نے فرمایا ہے خدا کے علم تک ہی محدود رہے اور کسی نبی کو اس سے اطلاع نہ دی جائے تو وہ صریح بلا کے نام سے موسوم ہوتی ہے اور جب نبی کو اس بلا سے اطلاع دی جائے تو پھر وہی بلا وعب کی پیشگوئی کہلاتی ہے۔ پس اگر بہر حال دعید کی پیشگوئی کا پورا ہونا ضروری ہے تو اس سے ماننا پڑتا ہے کہ بہر حال بلا کا نازل ہونا ضروری ہے حالانکہ ابھی ہم بیان کر چکے ہیں کہ بلا صدقہ و خیرات اور دعا و خیرات سے ہوتی ہے اور اس پر کل انبیاء کا جماع ہے پس یہ کہینہ شک ہے جو یہ لوگ مولوی کہلا کر میرے پر کرتے ہیں یہ سخت حیرت کا موجب ہے اور تعجب آتا ہے کہ کیا یہ لوگ کہی قرآن شریف ہی نہیں پڑھتے اور کیا کہی حدیثوں کو نہیں دیکھتے کیا ان کو یونس نبی کی پیشگوئی بھی معلوم نہیں جس کا مفصل قصہ کتاب و منشور میں بھی مذکور ہے جس کے ساتھ کوئی شرط موجود نہ تھی لیکن یہی تو ہے کہ کشتے سب لوگ مذاب سے پالے گئے اور یونس باوجودیکہ خدا کا نبی تھا جب اس کے دل میں گذرا کہ میری پیشگوئی کیون نہیں پوری ہوئی اور کیوں وہ لوگ ہلاک نہیں کئے گئے تو تنبیہ کے طور پر اس پر عذاب نازل کیا گیا اور اس نے اس اعتراض کی وجہ سے بڑے بڑے دکھ اٹھائے اور پھر جبکہ اس پاک دل نبی نے اس اعتراض کی وجہ سے اتنے دکھ اٹھائے تو ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جو شرعی پیشگوئیوں کی نسبت بار بار اعتراض کرتے ہیں اور باز نہیں آتے اگر ان کے دلوں میں خدا کا خوف ہوتا تو یونس کی پیشگوئی سے کوئی سبق حاصل کرتے اور اتنی زبان درازی اور شوخی نہ دکھلاتے اور اگر کچھ تقویٰ کا تخم ان کے اندر ہوتا تو یہ لوگ سوچتے کہ جن پیشگوئیوں پر انہوں نے اعتراض کیا ہو وہ تو صرف دو تین ہیں اور ان کے مقابل وہ پیشگوئیاں جو اپنی سچائی دکھلا کر ان کے منہ پر طمانچہ مار رہی ہیں تو سیکڑوں بلکہ ہزاروں لاکھ پہنچ گئی ہیں تو سوچنے کا مقام تھا کہ کثرت

اور یہ بلا سے اللہ تعالیٰ بڑیہ کسی نبی یا رسول یا محدث کے اطلاعیہ سے کہ وہ ایسی بلا سے زیادہ زد ہونیکے باوجود ہوتی ہے۔

نہیں بچتا جو کثرت اور صفائی سے مائل ہو سکتا ہے بجز اس شخص کے جو اسکا برگزیدہ رسول اور یہ بات ایک ثابت شدہ امر ہے کہ جس قدر خدا تعالیٰ نے مجھ سے مکالمہ مخاطبہ کیا ہے اور جس قدر امور غیبیہ مجھ پر ظاہر فرمائے ہیں تیرہ سو برس ہجری میں کسی شخص کو آج تک بجز میرے نیت عطا نہیں کی گئی۔ اگر کوئی منکر ہو تو بار شہادت اسکی گردن پر ہے۔

غرض اس حصہ کثیر و جمی الہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک مخصوص ہوں اور میں قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں گزر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کیلئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں کیونکہ کثرت و جمی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے اور وہ شرطان میں پائی نہیں جاتی اور ضرور تھا کہ ایسا ہوتا تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی صفائی سے پوری ہو جاتی کیونکہ اگر دوسرے صلحا جو مجھ سے پہلے گزر چکے ہیں وہ ہی اسی قدر مکالمہ مخاطبہ الہیہ اور امور غیبیہ سے حصہ پالیتے تو وہ نبی کہلا سکتے کہ مستحق ہو جاتے تو اس صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی میں ایک رخسہ واقع ہو جاتا اسلئے خدا تعالیٰ کی مصلحت نے ان بزرگوں کو اس نعمت کو پوسے طور پر پانے سے روک دیا یا حبیب اکرامیہ صحیحہ میں آیا ہے کہ ایسا شخص ایک ہی ہو گا وہ پیشگوئی پوری ہو جائے۔ اور یاد رہے کہ ہم نے محض تمہارے کے طور پر چند پیشگوئیاں اس کتاب میں لکھی ہیں مگر اصل وہ کئی لاکھ پیشگوئی ہے جن کا سلسلہ ابھی تک ختم نہیں ہوا اور خدا کا کلام اس قدر مجھ پر نازل ہوا ہے کہ اگر وہ تمام لکھا جائے تو میں جزیرہ کو کم نہیں ہو گا اسلئے ہم اسی قدر کہتا ہوں کہ ختم کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ اس پر چاہتے ہیں کہ اپنی طرف سے ہمیں برکت ڈالے اور لاکھوں دلوں کو اس پر ذریعہ سے ہماری طرف بھیجے آمین

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین۔

تمت

یہ خدا کے کلام میں یہ امر قرار یافتہ تھا کہ دوسرے اصحاب امت کا وہ ہو گا جو میرے بعد ہو گی اسی اور خدا تعالیٰ نے اس کو چاہا کہ وہ میں سے ہو کہ یہ بیان کیا گیا کہ وہ فرما رہا ہے و آخر میں منہم لیسہ لفظاً اور بعضی امت محمدیہ میں ہو گیا اور فرمودہ

میں نے جو یہ نبی یا نبیوں کو جو میرے بعد ہوں ان میں سے چاہتا ہوں کہ وہ میرے بعد ہوں اور خدا تعالیٰ نے اس کو چاہا کہ وہ میں سے ہو کہ یہ بیان کیا گیا کہ وہ فرما رہا ہے و آخر میں منہم لیسہ لفظاً اور بعضی امت محمدیہ میں ہو گیا اور فرمودہ



چون مرا حکم از پئے قوم سبھی داده اند

آسمان بار و نشان الوقت میگوید من

بے ضرورت نام نه آدم در غیر وقت

سوی من اے بھمان از بد گمانیہا من

چون میں بکشتو و باران صدر فستق و فساو

مصلحت را من میریم نام من بہادہ اند

این و شاید از پئے تصدیق من سناوہ اند

درین از جہل و تعصب قوم من افتادہ اند

فستق ہا نیگر چیدہ را نہر ممالک زادہ اند

پس در از بہر آن از آسمان بکشاوہ اند

نقلم اختر العباد و غلام محمد کاتب امیر تہری
یکم اکتوبر ۱۹۰۶ء

لعلت ہوا اور میرے پیچھے ہی۔ بن خدا کی آنکھ سے مخفی نہیں مجھ کو کون جانتا ہے مگر وہی جس نے میں اس وقت
 دونوں پیشگوئیاں یعنی میاں عابد الحکیم خان کی میری نسبت پیشگوئی اور اس کے مقابل پر جو خدا
 میرے پر ظاہر کیا ذیل میں لکھتا ہوں اور اسکا انصاف خدا کے قادر پر چھوڑتا ہوں۔۔۔ درود یہ ہیں۔

میاں عابد الحکیم خان صاحب سٹنٹ معزز پیشالہ کی میری نسبت پیشگوئی

جو انجیم ہووی نور دین صاحب کی طرف اپنے خط میں لکھتے ہیں انکے اپنے الفاظ یہ ہیں۔

مرزا کے خلاف ۱۳ جولائی سن ۱۲۹۷ کو یہ الہامات ہوئے مرزا مشرف کتاب اور عیار رہے صادق کے ساتھ
 شریف قتا ہو جائے گا۔ اور اسکی میعاد تین سال بتائی گئی ہے۔

سے مقابل پر وہ پیشگوئی جو خدا تعالیٰ کے طرف سے میاں عابد الحکیم خان صاحب سٹنٹ
 معزز پیشالہ کی نسبت مجھے معلوم ہوئی جسکے الفاظ یہ ہیں۔

خدا کے مقبولوں میں قبولیت کے نمونے اور علامتیں ہوتی ہیں۔ اور وہ سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہیں
 ان پر کوئی غائب نہیں آسکتا فرشتوں کی کچھی ہوئی تو تیرے آگے ہے۔ پر تو نے وقت کو نہ پہچانا نہ دیکھا نہ جانا
 رب فوق بین صادق و کاذب۔ است فری کل مصلیٰ و صادق

خدا تعالیٰ کا فقرہ کہ سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہیں یہ خدا تعالیٰ کے طرف سے عابد الحکیم خان کے اس فقرہ کا رد ہے کہ جو مجھ کا وہ
 اور میرے قرار دیکر کہتا ہے کہ صادق کے سامنے شریف ہو جائیگا گویا میں کاذب ہوں درود صادق اور یہ صریح ہے اور میں شریف
 و خدا تعالیٰ اسکے روئے فرماتا ہے کہ جو خدا کے خاص لوگ ہیں وہ سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہیں ذلت کی موت اور ذلت کا عذاب
 انکو نصیب ہوگا اگر ایسا ہو تو دنیا تباہ ہو جائے اور صادق اور کاذب میں کوئی امتیاز نہ رہے۔

اس فقرہ میں عابد الحکیم خان مخاطب ہے اور فرشتوں کی کچھی ہوئی تلواریں آسانی عذاب مراد ہے کہ جو مجھ پر یہ آسانی آتی ہے
 یعنی تو نے یہ غور نہ کیا اس زمانہ میں اور اس نازک وقت میں امت محمدیہ کے لئے کسی حال کی ضرورت ہے یا کسی مصلحت اور عجز کی
 یعنی اسے میرے خدا صادق اور کاذب میں فرق کر کے کہتا تو جانتا ہے کہ صادق اور مصلح کون ہے۔ اس فقرہ اہل میں
 عابد الحکیم خان کے س خط کا رد ہے جو وہ کہتا ہے کہ صادق کے سامنے شریف ہو جائیگا۔ پس چونکہ وہ اپنی نین صاف
 ٹھہرتا ہے خدا فرماتا ہے کہ صادق سنہیں ہے میں صادق اور کاذب میں فرق کر کے دیکھاؤں گا۔

المشہر۔ مایز اغلام احمد مسیح موعود قادیان

۱۶۔ اگست ۱۹۰۶ء مطابق ۲۳۔ جمادی الثانی ۱۳۲۵ھ

مطبوعہ الوار احمد پریس قادیان دالامات

اس میں میاں عابد الحکیم خان نے خدا کے اصل لفظ بین نہیں بلکہ یہ کہا کہ تیرے حال سے جاڑ جانی گئی۔ مضمون

یہ عکس ہے اس مبالغہ کی عبارت کا جو
چراغ میں ساکن جوں نے اپنی تہ سے لکھی تھی اور
یہ اسی کے دستخط ہیں جن کا عکس لیا گیا

پیشکش
محکم دکن

میری خدایا میری خدا میں صدقِ دل کے گواہی دیتا ہوں کہ آسمان
وزمین اور ماضی و آئندہ کا تو ہی اکیلے خالق اور مالک اور رازِ حق ہے
اور آسمان اور زمین و ماضی و آئندہ کا ہر ایک ذرہ پر تیرا ہی حکم جاری ہے اور
نافذ ہے اور ہر وقت و سب کا ابتدا و انتہا ظاہر اور باطن جانتا اور سب کی
آواز سنتا سنتا اور اس کی حاجتیں بر ملا کا اور آسمان
وزمین کے درمیان تیرے حکم بغیر ایک ذرہ بھی نہیں سکتا اور آسمان
اولیا شاہ اور گدا سدا یکساں ہیں بلکہ جمیع موجودات تیری ہی مخلوق
ہے اور محتاج ہے ہر تیری رحمت کے اس پروردگار تیری غضب کے لرزان
ہیں اور تو ہی اکیلے اس تمام ارضی اور سماوی ظاہری اور باطنی اور ظاہری
اور جسمانی خالق مالک اور معبود ہے اور تیری سوا آسمان اور زمین
و ماضی و آئندہ کے درمیان عبارت اور توکل یا محبت کے لائق اور
معبود نہیں اور حقیقت یہ ہے کہ ہر ایک ہی اپنے خورہ وہ
بت ہیں یا زوج یا ورثے یا شیا طین یا آسمانی اجرام یا زمینی
اجسام وہ سب باطل ہیں اور تیری ہی مخلوق اور محتاج ہیں
ان میں سے ایک پرستش اور توکل اور محبت کے لائق نہیں بلکہ
آسمان اور زمین اور ماضی و آئندہ کے درمیان عبارت اور توکل اور

اور محبت کے لائق تو ہی ایک خدا ہے جو ازل سے ابدی زندہ خدا ہے تیرا نہ کوئی
 باپ اور نہ بیٹا اور نہ کوئی جبر و سبوتہ صاحب اور نہ کوئی مشیر ہے نہ معاون
 ملکہ تو ایک ہی سب کا خالق مالک اور غالب خدا ہے جو تمام فریوں کا منع
 اور جمع عیوب کے مترہ ہے اس کی تمام عبادت اور تقابلیں اور ستائیں
 اور توفیق و کلائی تو ہی ایک خدا ہے اور ہماری یہ تھم جسمانی اور روحانی یا ظاہری
 اور باطنی تمام نعمتیں تیری ہی طرف سے ہیں اور ہم تیرے ہی لئے ہیں
 اور میں گواہی دیتا ہوں کہ تیری سب چیزیں ابدی و کتب کا وہ یہ بالعموم
 اور نیز اسی اور سب چیزیں ~~خاتم النبیین~~ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تیری پاک
 کلام قرآن کریم و قرآن مجید بالخصوص حق ہے اور بات اسطرح میں
 محدود اور میں گواہی دیتا ہوں کہ قیامت اور جزا و سزا اور میزان
 ووزن و جہنم و جہنم و غیرہ سب حق اور درست ہیں اور ہم تیرے لئے
 جی ایسے اور اپنے ہی اعمال کے مطابق جزا اور سزا دینی یا سزا
 اب ای مری خدا میں تیری بارگاہ تقدس و تعالیٰ میں شہادت
 اعتراف اور انکسار و تضرع و راجت و توبہ کے ساتھ مواد و بدنہ و تناسل کرتا ہوں
 کہ تیرا شہادہ ہے کہ میں وہی شخص ہوں جس کو تو نے بلند کر کے اسحقاق
 مقرر اپنی ہی تقدیر کرم سے اپنی مشیت اور ارادہ کے مطابق جوارل
 ہی کے مقرر کیا گیا تھا اپنے مقدس اور سچے دین اسلام کی خدمت اور

ندرت کے لئے اہل دنیا میں سے چن لیا اور اس کے واسطے مخصوص کیا ہے اور
 تیرے ہی میری ذات سے وہ روحانی سارہ جسے نزول ابن مریم سے تیار کیا گیا
 اور نوح ہی مجھے نزول عیسیٰ کی مٹادی کرنے اور تمہارا ہر حجت اسلام ثابت کرنے
 ہرگز نہ ہو سکتے تھے کہ یہ مقرر دیا ہے ~~اور یہی وہ ہے جسے~~
~~اور یہی وہ ہے جسے~~
~~اور یہی وہ ہے جسے~~
~~اور یہی وہ ہے جسے~~
~~اور یہی وہ ہے جسے~~
 انجام دے گا اور تو نے ہی مجھے اپنی حجت قرآن سے وہ علم بخشے جس سے
 تمہارا داعی اسلام یا قرآن اور انجیل کا باہمی اختلاف دور ہو کر اتنا و
 اور موافقت پیدا ہو سکتی ہے مان وہ نزول ابن مریم کا ایک اور مانی راہ چلا جو مہتابی
 دراز سے اہل دنیا پر پوشیدہ رہا اور اسی راز کے لئے دوست کیا گیا اور اسی سے
 واسطے اپنی مخلوق پر حجت اسلام ثابت کر گیا اور اسلام کی کل دینوں پر شاہ کیا گیا
 پس ایسی ہی خداتو جانتا اور دیکھ رہا ہے کہ میں تیری اس حکم کی تعمیل کو تیری ہی ہدایت سے
 مطابق انجام دینی رہا ہوں اور تیری موافق نزول ابن مریم کے اس نہانی راز کو
 اہل دنیا پر ظاہر کر کے امتحان حجت کر رہا ہوں ~~اور یہی وہ ہے جسے~~
~~اور یہی وہ ہے جسے~~
~~اور یہی وہ ہے جسے~~
 لیکن ایسی میری خداتو جانتا اور دیکھ رہا ہے کہ دنیا میں اے شخص
 نبوت اور رسالت کا مدعی اللہ سیت کا دعویٰ ہر موجود ہے جو سہا
 ہے کہ فاطمہ الانبیاء یعنی ہرون اور عیسیٰ مگر یوں کے مطابق نزول

اپنی مرگ کی مصلحت ہی میرا ہی وجود ہے اور کہتا ہے کہ میری بیٹے آسمان اور زمین کے
 نشان ظاہر ہوتے ہیں بلکہ طاعون اور زلزلہ بھی میری ہی تائید میں ظاہر ہوتے ہیں
 تاکہ میری مخالفتوں کو ہلک کر دیکھ اور تباہ کر دی اور کہتا ہے کہ میں عباد کی قدرت
 قدرت ہوں اور نباتات میں بھی لائق ہیں حدود ہے اور جو مجھے نہیں پہنچتا
 وہ کافر اور مردود ہے اور ~~میں کوئی شے نہیں دیکھتا~~ اس کے اعمال نامہ مفسر اور وہ
 دنیا میں موعظ اور آخرت میں موعظ ہوں ہر گاہ کہتا ہے کہ اب کی قوم
 ہمارے اور ہر قوم چار میں ایک سنت رکھو نہ ظالم ہوگا جو زمین کو
 نہ وبالہ کر دیکھا اور قیامت کا ٹھکانہ دکھائیگا اس وقت دنیا میں ایک عام
 انقلاب پیدا ہوگا اور اہل دنیا میری سلسلہ میں داخل ہوتے گئے
 تیار ہو جائیں گے اس لئے ای میری غذا ~~میں کوئی شے نہیں دیکھتا~~ کے دل تذبذب میں ہیں اور
 حق ظاہر نہیں ہو سکتا اور تیری مخلوق باطل پرستی میں مبتلا ہے
 اور تیری دین میں گمراہی بڑھ رہی ہے اور جو شرعی حقیقتیں
 مسلم کی ہمت کی جارہی ہے اور آنجناب کی مصیبت و رسالت
 چھین لیا گیا اور اسلام کو منسوخ الہی ہر شے دیا گیا اور کچھ نئے
 دین کی بنیاد ڈالی گئی ہے یہی مرزا قادیانی ہر جگہ کی عزت
 اور رسالت پر ~~میں کوئی شے نہیں دیکھتا~~ کے بغیر کوئی مسلمان خورہ وہ کیسا ہے
خداوند معبود اعباد ہر مسلمان انت سے سکتا اور دین کے لئے
 میرا سنا چکا ہے خداوند خداوند

مقدس نبی و جہ مسیح ابن مریم علیہ السلام کا پس منسوب چین لیا گیا ہے
 اور اسکے شان کی حقیر کی جا رہی ہے اور کہا جاتا ہے کہ وہ کلمۃ اللہ
 و روح اللہ گنہگار تھا اور بریتن اکی کے بہتر ہوں پس ای سری خدا
 اب تو آسمان پر سے نظر دنا اور اپنے دین اسلام اور اپنے مقدس
 کی عزت بجا اور انہی نفرت کے لئے اپنی عزت کا ماتہ ظاہر کر اور اس
 فتنہ کو دنیا پر سے اٹھا اور اہل دنیا کو حق کی طرف توجہ دلا
 اور انکو اتباع حق کا توفیق عطا کر اور مدعی نبوت کی
 دقیق عمیق پالی دریافت کرنے کے لئے انکی بصیرت کو تیز دنا
 اور اہل دنیا کو تمام ارضی دنیا کی آفات یعنی طاعون و زلزلہ و غیرہ سے محفوظ
 رکھ اور انکو ہر طرح سے امن اور چین عطا و ناز کیونکہ تو قادر اور غفور اور رحیم ہے
 اور اپنے پیغمبر کی عطا میں صاف کرنا سب آج کام ہے اور ہم عاقل ضعیف دانا
 ہین پر ہر چوک سے محفوظ رہیں ہم تو ہر وقت خطا کا رہیں اور تیری ہی بخشش
 امید دار۔ اسکے بعد ای سری خدا میں یہ بھی اتماس کرتا ہوں اور میری روح
 تیری عبادی و مقدس جناب میں التجا و کر رہی ہے اور میری آنکھیں تیری نفرت
 کی انتظار میں تیری ہی طرف ہیں کہ تو اس سلسلہ کی صداقت کو جو تیری
 ہی حکم اور مشاء کی مطابق ~~تھی~~ تیری مقدس چھو دین اسلام کی نفرت
 سینا اور تیری مقدس بیون کی حصہ سبھی کی ظاہر کرنے کے لئے جاری کیا گیا ہے
 ہمارا دنیا پر ظاہر کر دی اور انکی بصیرت کو روشن کر اور انکو اتباع حق کی

توفیق بخش
 تا کہ تیرا بعد از ظاہر ہو اور تیری مرضی جیسی کہ آسمان
 پر ہے زمین پر ہی کھنڈ ظاہر ہو گی کہ ای میری غذا تو جانتا اور دیکھتا
 کہ سینے ایکے عذرا اور ضعیف انسان سون تیری مدد کے سوا کچھ کر نہیں
 سکتا اور دونوں پر اثر ڈالنا اور حق کی پیچان میں اتنی بغیر تون کو
 کونسا تیرا ہی کام ہے اسلی اگر تیری امداد میری ناس حال ہوگی
 تو میں ناکام بیابان رہ جاؤنگا جب کہ چوتھے رہ جاتے ہیں پس ای پری خدا
 تو اس عمل کی عزت میں اپنی قدرت عظام ظاہر فرما اور جس غرض کے لیے یہ
 ماری کیو کہ ہے اسکو انجام دی اور اسکی صداقت کو مدعا پذیر کر
 معتقد رہا پر عموماً اور اس سلم پر حضور ماکول ذی اور انکو اسکی اتباع
 کی توفیق عنایت کر سکتے تو قادر ہے اور آسمان و زمین کا ہر ایک درہ
 پر تیرا حکم جانتی ہے کی ممکن کہ تیری حکم کا بغیر ایہ درہ ہی حرکت
 کر کے پیدا تو ہو جاتا ہے کرتا ہے تیری اسے کوئی بات رہونی اور
 حال اپنی اور تیرے کے تیری دی سی ہے اور تیرا ارادہ غیر پتلا
 ہے اور تیری ارادت ابدی اور تیری قدرت کامل ہے تیری حکم کے
 آسمان اور زمین قایم ہیں اور تو ہی رات کی تاریکی کے بعد صبح کی روشن
 کو نمودار کر دیتا ہے اور آفتاب کو مہرب کے مشرق کی طرف پہنچا دیتا ہے
 اور تو ہی دنیا میں القلوب ڈالتا کیسکو شہی تخت ہزار کیسکو تودہ
 ہے ام پر بنا رہتا ہے اور تو ہی حق اور باطل میں فیصلہ کر سکتا ہے تو ہی کہ
 امر میں جاری نعت و فلاح اور حق ط پر کا اور مخلوق کو گمراہی کی گمراہی اور گمراہی
 مراد مستقیم کی طرف راہ نہی آئین ہم آئین جو

اسد اللہ حق
طاعون کا علاج

آسمانی نشان
فِي تَابِئِدِ مِسِيرِ النُّجُومِ

ان الله لا يغير ما بقوم حتى يغيروا ما بانفسهم

بلک پنجاب و ہندوستان کے لوگوں پر یہ سرخفی نہیں کہ ان چند سال کے اندر آنت طاعون نے اس ملک میں کیا کچھ انقلاب کر دکھایا ہے جس شہر یا گاؤں یا گھر میں قہر مچتی ہو صفائی کئے بغیر نہیں جھوٹی۔ یہ سب ناک حملوں کو نظارہ کر دل کانپتے اور بدنوں پر لرزہ آتا ہے۔ یہ آسانی بھی کی طرح دنیا کو کھاتی جاتی ہر لوگ اپنی گھریلو اور شہزادوں کو چھوڑ کر بھاگتے جاتے ہیں۔ مغویزوں اور اقا رب میں تفرقہ ہو رہا ہو۔ دیا کے دم میں دم نہیں رہا۔ مخلوق اپنی بچاؤ کی مختلف بنیادیں شغول ہو کر ان سوس کہ ایک اصل حقیقت اور علاج سے غرض ناواقف ہیں۔

میرے دل میں ہمدی بنی نوع کا ایک جوش ہو کہ تو نے خدا تعالیٰ نے اسکا حقیقی اور قطعی اریقینی علاج
 میں جو پہنچا فرمایا ہے اسکو میرا دل ایمان و ہمدی بنی نوع انسان مجھ مجھ کر رہی ہو کہ میں اس اصل علاج کو جو
 اس آفت کے ذمہ کیلئے کافی دشانی ہوا جس کے اندر دنیا کے بچاؤ کے اسباب موجود ہیں پہلے پہل ہر کردن
 اگر جنک قسمت میں اس عبادت کے حاصلینا مقسم ہے نجات پائیں۔

میں صبح ہو کہ متہ تعالیٰ فرما عرصہ ایک سال ہو اس عاجز پر کشفی رنگ میں ظاہر فرما ہو کہ یہ ترانہ روحانی قیام

حاشیہ نمبر ۱۔ میں اس جگہ نسبت کو یہی ظاہر کرنا مناسب سمجھتا ہوں کہ میری یہ اعلان صرف میری اپنی طرف سے نہیں بلکہ اس وقت ان

تشیبہ
 واضح ہوئے ہیں اور چرخہ دین کا
 اس فرض کو کیا ہی جیتے ہو
 کسانہ سال کیو جانا ہو
 منصف راج معلوم کر کے کہ
 شخص جو غیر ملک کی سند لکھی
 سلسلہ کی تصدیق کرتا ہے وہ
 نفس الامری کی تصدیق کرتا ہے
 یہ درہن میں اتفاق کر کے کرتا ہے
 اور غیر وہی نہ ہو
 اور یہی ہے جو کہ
 اور عیاض محمدی لکھی ہے
 منصفہ میں راج ذیرو انصاف کو
 نظر سے دیکھ سکتا ہے کہ جو
 جو جس نے فرما لیا ہے میں یہ نہیں
 لکھی تھی اور میں اب لکھ رہا ہوں
 میں خدا نے ہی عورت کو
 اسکو حق ہے کہ
 جاہل مدد میں لکھتے اور جو
 پر کر اندر وہی تب لکھ رہا ہے
 یہ قبولی کے مطابق اور
 میں ایک روسہ ہلاک ہو
 خالچہ لکھ لکھ کر

یعنی صلح و صلاحیت کا زمانہ کا مقدمہ اور آغاز ہے جس کو اہل اسلام کے عباد و مین فتح اسلام اور مسیحوں کے مسیح جہاں میں نزول اور اسکی بارشاہت کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اور وہ ایسا زمانہ ہے کہ جہاں میں سلطان اور وہ جہاں میں تخت و تاج کی جانیگی اور زمین و درویش کی طرح خدا کے جلال کی معرفت سے ہر ہر ہر ہر حقیقی خدا پرستی اور سبب بازی میں صلح و کلامی دنیا میں قائم ہوگی اور قوم قوم سے اور بادشاہ بادشاہ سے لڑائی نہ کریں گے۔ نہ ہی مخالفین تمام دنیا سے اٹھ جائیں گی اور اہل دنیا ایک ہی طریق و دین میں ہر ہر صلح و صلاحیت کا کامل نمونہ ہر کریں گے اور قومیں جہاں میں درویشی و غلامی ہو کر نہایت ان میں کچھ کچھ میں اپنی زندگی بسر کریں گی اور تمام جنگیں ال فتن و فسادیں منقرض ہوتی ہیں کفر و معصیت سے بچ و مصائب دنیا سے اٹھ جائیں گے۔ یہاں تک کہ شیلہ و ریل بمبیا اور بیٹیا اب ایک ہی لکھاٹ سے پانی پئیں گے اسکا ثبوت قرآن شریف اور کتب مقدسہ میں موجود ہے۔

اب میں اس بات کو بھی ظہر کر دیتا ہوں کہ وہ متبرک زمانہ جسکی تعریف کی گئی ہے عمر دنیا میں اس توان ہزار ہر ہر ہر ہر کی طرح خدا کی بارشاہت یعنی صلح و صلاحیت کے لئے مخصوص مقرر ہے اور یہ بات بھی مجھ پر ثابت ہو چکی کہ یہ صدی چھوٹیں ہر ایک کا اختتام ہے۔ اسے اس روحانی قیامت کی تیاری کیلئے جو کچھ انقلاب وقوع میں آیا ہے اسی صدی میں پورا کیا جائیگا۔ پس اس کامل و عظیم الشان روحانی انقلاب کی تیاری کے واسطے خدا تعالیٰ نے و طرح کا انتظام فرمایا ہے۔ ایک جمالی و سراسر جلال۔ جمالی تو یہ ہے کہ اس نے اپنی سنت قدیمہ کے مطابق جیسا کہ ہر ایک زمانہ میں دنیا کی ہدایت و صلاحیت کیلئے اپنی بدرون میں سے بعض کو مقرر

کی طرف سے ہے کیونکہ اس نے محمد امام الزمان مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت اور آپ کے اس متبرک زمانہ کی جگہ کی حالت پر گواہی دینے کیلئے ماسور فرمایا ہے جیسا کہ سورہ بروج آیت والیوم الموعود و شاهد اؤشہ ہود کے مفسر سے ثابت ہے کیونکہ یہ موعود جیسی زمانہ ہے و شہود ہے مرا و حضرت امام الزمان مسیح موعود علیہ السلام ہیں اور شاہد وہ لوگ ہیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے جناب موعود کی صدا پر گواہی دینگے۔ اس لئے میں اپنے دل سے خدا تعالیٰ کو حاضر ناظر مان کر یہ گواہی دیتا ہوں کہ ہر ایک کی حجت اقدس میرزا صاحب خدا تعالیٰ کی طرف سے اس زمانہ کیلئے بحیثیت موعودیت منصب امت پر شرف ہے اور جناب کی طاعت سے اکی خوشنوری کا سبب ہے حق تعالیٰ کی طرف سے غصہ و غضب واجب ہے۔ لہذا دنیا کے دنیا و

مذہب جہاں میں

میسوشت قرار ہے۔ ہر مانہ میں بھی اپنے ایک خاص بندہ کو جن کا نام نامی واسم گرامی حضرت

میرزا غلام احمد صاحب دیانی

فرمایا ہے کہ دنیا آپ کے نیز سایہ ہدایت و طاعت میں رہ کر اس پاک روحانی تبدیلی کا نور میں حاصل روحانی قیام کی تیاری کیلئے ضروری ہے اپنے اندر پیدا کرے اور خدا تعالیٰ کی اس پراسن بابرکت بارشامت میں جسکا ذکر کیا گیا ہے اور جس میں کسی ناپاک اور شریر کا گزرنہیں ہو سکتا و فضل و شامل ہونیکے لائق ٹھہرے۔

اور دوسرا نظام خدا تعالیٰ کا جلال اور قہری حریم و مراد طاعون اور محط ہے تاکہ جو

لوگ انجیل نظام سے، صلاح پذیر نہ ہوں اس جنابی حربہ سے ہلاک یا منتہی کئے جائیں جیسا قدیم سے مستانہ چلی آتی ہے کہ ایک روحانی انقلاب کیلئے پہلے، سورتے رہیں اور جب قوم انکی تکفیر و تکریم میں

حد سے بڑھ جاتی تھی تو ان پر عذاب آجاتا جسکی ظہیر قرآن شریف و کتب مقدسہ میں بکثرت موجود ہیں چنانچہ اسی طرح اب بھی وقوع میں آیا۔ کہ حضرت اقدس نے تبلیغ اور حجتہ اللہ کو دنیا پر پورا کیا اور اپنی دعویٰ مانو

کہ ہر ایک پہلو سے جیسا کہ حق تھا ثابت کر دکھایا لیکن دنیا انکی تکفیر و تکریم سے باز نہ آئی تو خدا تعالیٰ نے اپنی سنت قدیم کے مطابق اس مانہ کے لوگوں کیلئے آسمان سے یہ فیصلہ صادر فرمایا کہ انہی علیہم السلام کے

مخالفت و کفر کے آپ کے کذب میں کیلئے بھی ایک بلا نازل فرمائی جو وہ بھی طاعت میں ہے۔ جو دنیا کو کھا جائیو

اطمینان کیلئے میں نے بعض دیا اور کشف کہ یہی اختصار کیا تھا تحریر کر دیا منہ سب جہتہ ہوں۔
پس انھوں نے ناظرین پر کہ عرصہ قریباً بارہ سال کا گذر ہو گا کہ ایک دیا صالحہ میں اس کی جزئیہ دیکھا۔ کہ

ایک نو دستوں کی صورت پر آیا اور اس نے مجھ پر اپنے اندر ٹھکانا پ لیا اور میری حالت کو بلکہ ڈالا۔
اور کئی عید میری زبان پر جاری کر دیا چنانچہ کے بعد ایک سال کے کچھ زیادہ عرصہ میں اسدنی کو شامہ میں

دیکھنا نہ وہ جب وہ حالت کہ پہنے لگی تو ایسا نہ میں نے رویا کی حالت میں خدا تعالیٰ کو دیکھا اور یہاں
اس میں کھل ہوا وہ جیل ہو گیا تمام روزہ کی لذت اور سرور میری دلیر موجود نہ ہوا پھر بعد میں کئی نوح سے

تقریباً سات سال پہلے ایک دیا صالحہ میں اس کی جزئیہ ایک کثیر القاد و جامع کو ایک مقام پر حضرت مسیح
علیہ السلام کی تشریف آری میں کہہ کر در تسان کہ طرف تاکہ جو دیکھا کہ گریا اب ہی حضرت مسیح علیہ السلام مل
فرمائیے۔ اور یہ بھی دیکھا کہ نازل سے کھلے ایک مینار بنائے تیار میں لگے اور میں اور اس وقت مجھ پر ایک

+ نقل عینہ

پیشگوئیان موجود ہیں کچھ مسیحاہ باب ۳۴ اور ۵۰ زبور ۳ بیت اور دانی ایل ۳۱ حزقیل ۳۴
و حبقوق ۳ صفیاء ۳ میکاہ ۳ متی ۲۳ و ۳۱-۳۲ مکاشفات ۱۶-۱۵ ن کتابین
اس زمانہ کا پورا اور کامل فرٹو موجود ہے۔

ان کا کہنا ہے کہ اگر وہ اس وقت تک نہیں آئے ہیں تو اس کا جواب ہم ایت قریل سورتی ہیں جیسا فرمایا وہاں اھذا القرعۃ تحت فہم رسیو ک
 یعنی ہم کسی سستی کو بھی ہلاک نہیں کرتے جب تک کہ ان کے درمیان کوئی ریل نہ پھینچ جائے اور دوسری
 جگہ فرمایا کلامہ رسول اذا جاء رسول لھم قضاویۃ فہم بالقسط وھکما یطہرون
 یعنی ہر ایک قسم کے لوگوں کا فیصلہ اس وقت ہونا ہے جبکہ ان کے پاس سورتی آٹھویں جیب اس طرف
 ایک محل یعنی حضرت امام الزمان موجود ہیں جو دنیا کو حق اور راستی کی طرف بلاتے ہیں اور دوسری طرف انکی
 کتاب بھی ٹھہر کر زور و شور کے ساتھ چوری چوری اس طرف پھیل رہی ہے اور وہ بھی دروازہ پر چھوڑ
 دیا گیا ہے میں نہیں آتا کہ یہ دینی مخالفت اور شرارت ہماری جو ایک مویں سے کہتے ہیں کہ یہ عذاب
 کے رنگ میں متشکل ہو کہ ہمارے سامنے آگئی ہے یا یوں کہہ دوں کہ یہ ایک جیب کی تھکے ہوئی سیڑھی ہے
 کی ہلاکت کا باعث ہوئی و جہاں بھڑکا نوابہ لیتا ہے یعنی وہ نیا آگیا کہ اس خبر کے

آسمان سے طائر ہوا تھا۔ اور وہ روشنی سیدھی میری طرف آئی۔ وہ سفید رنگ کی تھی کہ ہرگز جالی نہیں بن سکتی۔
 کوہِ بے سبز رنگ کی پہلے تو میں نے یہ سمجھا کہ روشنی کے سہارے پر وہ شخص کو دیکھا جس کو کہتے ہیں ہمدرد نہیں لکھتے کہ
 صدرِ شہید پر دوست یا پکڑی ہوئی تھیں اور وہ بے فکر ہونا تھا تو وہ روشنی اُن کے اندر سے نکلتی تھی جیسا کہ اس شخص
 نے میرے قریب آکر نہایت جذبہ کے ساتھ لپکا کہ بہاروں کو حاضرِ درد۔ اس کے ہنسنے پر میں نے اس کے ساتھ جھگڑنا شروع کیا کہ
 میں نے اُن کو دیکھا کہ ساتھ میرے بھی میرے ساتھ کوئی نہ کیا۔ وہ بے دیکھتا ہوں کہ میرے شگے میں فیہِ یمنوں
 طرح لوہے کی ایک پیل پڑی ہے جس کو میں اپنی دھڑکنوں کے سہولتوں سے دیکھتا ہوں۔ وہ میرے جھگڑنے کے
 بعد پھر پہلے طرح کشتی حالت مجھ پر طاری ہوئی اور ایک ایسا سرد و میرے دھڑکنوں سے میری ہڈیوں کو گویا جھڑکا دیا۔
 چنانچہ وہی سرد و اور مجموع کی حالت میں ایک روز کشتی طور پر میں نے ہڈیوں کے اندر سے اپنی گلیاں اور اس وقت میں بھی
 بننے لگیں کہ حقیقت مجھ پر کھولی گئی اور میں نے اس کی فطرت بھی پہچان لیا اور اس کے ساتھ ساتھ بھی ظاہر

۱
ز غریب تر من می
بیان و صفات بزرگوار
مهابت الهی است
شما بهشتی مبارک
از قاصد قلب آل
سبح کون اسم
رضا خا جاعر رسولهم
فیتی بدیم به لطفه

جو تھے ساتھ اس کے ٹھٹھا کرتے۔ ہم نے تو اپنی آنکھوں سے دیکھا اور قانون ہوسنا کہ مخالف لوگ
 حضرت سید الزمان علیہ السلام کی اس پیشینگوئی پر جو اسی طاعون کے بارہ میں آج سے چار سال پہلے شائع
 کی گئی تھی کہ ایک پنجاب میں طاعون پھیلے گا۔ اسی اور ٹھٹھا کرتے تھے کہ وہ طاعون کہاں ہو۔ علامہ
 اسکے جب صدر انظرین اعلیٰ قرآن شریف اور کتب مقدسہ میں موجود ہیں کہ گذشتہ زمانوں میں ہر ایک
 مامورین اللہ کے کذبوں کا انجام ہلاکت ہی ہوتا رہا اور ہر ایک امت پر عذاب کا رنگ میں عذاب جاتا
 رہا تو اس صورت میں ہمیں اس بات کے ماننے میں کہ یہ عذاب اسی مخالفت کا نتیجہ ہے کو کسی چیز مانع
 ہو سکتی ہے۔ ہرگز نہیں بلا شک شبہ یہ خدا تعالیٰ کا وہی جلالی اور قہری حربہ ہے جو ہمیشہ ہر اس کے
 سپرد سولوں کے مخالفوں کی ہلاکت کیلئے موجود رہتا رہا ہے۔

پس جب اس کا سبب معلوم ہوا تو علاج میں کوشش کرنی پڑی اور وہ یہ ہے حضرت امام
 الزمان بیچ موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعوے یا موریہ کو مانکر اور انکی اطاعت
 کا جو اخلاص حاصل ہوا اٹھا کر اور بعد قتل آپ کے زیر سایہ ہدایت رکھ کر ایک پاک اور
 زندہ روحانی تبدیلی کو جو ہر ایک قسم کے گناہ و بغاوت سے منزہ ہو حاصل کیا جاوے۔
 موعود شخص یا گھرانہ یا قوم یا اہل شہر ایسا کر لینگے یقیناً بفضلہ تعالیٰ اس بلا سے نجات پائیں گے کیونکہ ابھی

کی گئی کہ گرا اسماعیل موعود علیہ السلام (یعنی اس امت کا مسیح) اپنے جلالی نزول میں تامل ہوئے ہوئے ہے۔
 اور اس عاجز کو اس کے نزول کی مشادی کرنے اور قوموں کو اسکی بادشاہت میں شامل ہونے کی خوشخبری دینے کیلئے
 مامور فرمایا۔ پھر اس کے چند روز بعد ایک دریا صالحہ میں بچھ لکھا گیا کہ آسمان سے نعت پانچ کی صورت پر
 نورانی اجرام تیرے ہونے نازل ہو رہے ہیں اور میں انکھوں کو پسار کر حضرت امام الزمان کیلئے آنکھ کھول رہا ہوں
 چنانچہ اسی رویہ کے سلسلہ میں پھر کیا دیکھتا ہوں کہ ایک مقام بر بنیو میں پہلے بہت سی مکانات تیار ہو چکے ہیں
 اور ان کو ایک طرف ایک طرف یعنی حضرت اقدس تشریف رکھتے ہیں اور ایک طرف ایک طرف کھڑے ہیں جسکو حضرت موعود
 باہر کھینچ رکھائی نہیں دیتے اور اس پردہ کے اندر سے اسے زور کیا تھا ان لوگوں کو جو تعمیر کے کام میں مصروف ہیں
 ڈانٹ رہے ہیں کہ جلد ہی کرو۔ اگر کل تک یہ کام تیار نہ ہوگا تو تمہارا ٹھیکہ نسخ کیا جائیگا۔ اسی اثنا میں اتفاقاً
 ایک ایسی ہڑتالی جیسے وہ پردہ جس کے اندر حضرت شریف رکھتے تھے گر گیا اور آپ کا نورانی رجوع مناسب کی طرح چکنا

(۱۲) جیسے جیسے انسان انکھوں کو کھولتا رہتا رہتا

قبولیت کا دروازہ کھلا ہے اسلئے جو شخص بے منتقل توبہ کریگا قبل ہوگی لیکن ایک وقت ایسا بھی
 آتیوالا ہے کہ لوگ توبہ کرنے کے مکر قبول نہ ہوگی۔ تو میں تمہارے آگے ملائینگی پرستی نہ جائیگی۔ دنیا خدا کی
 طرف رجوع لاو گی لیکن انجام سکا ایسی ہوگی۔ جیسا فرمایا ربنا الکشف عنا العذاب انا صرنا
 اقلیٰ لہذا الذکر وقل جاءہم رسول مبین الخ (سورہ دخان) اور وہ وقت ایسا ہوگا کہ بلا
 مدئے زمین پر عام ہوگی کوئی شہر یا بستی الا ماشاء اللہ اس سے غالی نہ رہیگی بلکہ دریاؤں اور جنگلوں میں بھی
 طاعون ہوگا۔ سو وقت بگ بھگنے کی جگہ ڈھونڈینگے گرد پاوینگے جیسا فرمایا یقول لا انسان
 یؤمن الا ان المفسر کل الا ذر کیونکہ غضب الہی کی آگ ہر جگہ پھیلے گی پورا نہ کرے اور خدا کے
 مخالفوں سے انتقام نہ ملے فرو نہ ہوگی اسلئے میں ہمدردی بنی نوع کی راہ سے جو میرے دل میں موجود ہے
 خالق اللہ کو متنبہ کرتا ہوں کہ قبل اسکے کہ یہ بلا عالمگیر ہو کر جنگلوں اور دریاؤں کو بھی اپنے زہریلے اثر سے
 ہلاک کرے اور پہلے اسکے غضب آتی کی آگ۔ دنیا کو بھس کر نیکی لٹیر پورے طور پر مستعد ہو توبہ کرو اور
 اپنے بچاؤ کی سبب میں مصروف ہو اور یہ ہے۔ آول خدا کو دعا دانا اور تمام شرک و کفر و مصیبت
 توبہ کرو اور اپنے دلوں کو تمام ظاہری و باطنی بتوں اور دھوا سنوں کو توڑ کر ایک ہی خدا پر مخلص کرو
 دوم اسکے تمام نبیاء صادقین اور جلیل القادریں پر ایمان لانا اور نبی عربی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 وقرآن کریم پر خصوصاً ایمان لانا اور اپنے سچے مل سے خدا تعالیٰ کے زندہ اور کالیمین اسلام پیروی میں
 مشغول ہونا۔ سوم حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے دعوے امامیت کو بے قائل قبول کر کے

نظر آئے گا۔ اس عاجز نے دیکھا کہ آپ کا چہرہ نہایت ہی خوبصورت اور روشن ہو گیا کہ حضور انور کے چہرہ کی روشنی
 سا بڑا درسا تھا۔ اسکے پیچھے دیکھا کہ حضور کی پوشاک سرسبز اور نہایت سفید اور ہلکی ہوئی تھی جس سے
 سلام کیا اور آپ اس قدر مہربانی و محبت کی تھی کہ میرے کمال تعین ہو گیا کہ اب میں حضور کے نظر سے غور ہو کر خدا
 تعالیٰ سے مشرف کیا گیا ہوں یہاں تک کہ میں کیا دیکھتا ہوں کہ میری پوشاک بھی حضور کی پوشاک کی طرح سفید
 برات ہو گئی۔ اور ایسا ہی ایک بزرگ نے بعد توبہ اس عاجز کے حق میں یہ روایا دیکھے تھے کہ ایک تالاب پر اس کے
 درمیان ایک پختہ غار تھی جس کے اندر سب سے پہلے شہنشاہی کا تخت ملنے لگا اور وہ بزرگ کہتا ہے کہ میں اس تخت پر بیٹھ کر
 روشنی کس چیز سے ظاہر ہو رہی ہے اس مکان کے دروازہ پر گیا۔ تو اس کو اندر میں خاکسار کو پایہ مال کام ایسے ہی

اور جناب کے پراسن و بایرکت سلسلہ میں داخل ہو کر اپنی روحانی زندگی کے اس کامل نور کو جہاں بلا اور
 عذاب الہی سے نجات بخش ہو حاصل کرو۔ چہارم۔ ہر ایک شخص اپنی سچے دل سے خدا تعالیٰ کے حضور توبہ
 کر کے ہر ایک گناہ اور عیبت کو خیر کا وہ مرتبہ ہو ترک کر دے اور پنجویں نانا اور دعا اور استغفار میں مشغول ہو
 اور موت کو ہر دم یاد رکھے اور حقوق اللہ و حقوق العباد کے ادا کرنے میں دل جان سے مصروف ہو اور حق
 غریب و یتیموں و یتیم خانوں پر رحم کرے جہاں تک ہو کر اپنی جانوں اور مالوں کو خدا تعالیٰ کی اطاعت
 میں کئی قربانیاں حاصل کرنے اور اپنی توقع کی ہمدردی کے لئے وقف کر دے۔ پنجم اپنے اخلاص دل سے
 محسن گوشت کی اطاعت و شکر گزاری، داکر یا ہوا کسی طرح کی نفیض اسن و امور بے نیابت و غیرہ کا
 اپنے دل میں خیال نہ کرے نہ شیش ششم ہر ایک شہر و بستی کے لوگ روزہ رکھیں اور جماعتوں کی عہدین
 جنگوں اور سید انوں میں نکل کر نہایت عجز اور تضرع کیساتھ خدا تعالیٰ کے حضور اس بلا کو دفع کیلئے
 دعا کریں۔ اور اس کے لئے تمام دنیا و مملکت کو نثار اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و حضرت امام الزمان مسیح موعود
 علیہ السلام کو خوشنود و شادمانی جناب میں شفیق اور مہربان ہو کر ایک قوم ہر ایک گروہ اپنی سچے دل سے توبہ کیلئے
 خدا کے کمال سوا اللہ کے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امام الوقت پر ایمان لا کر اپنی مخلصانہ و ذوق استغفار کے ذریعہ
 حضرت امام الزمان علیہ السلام سے منشی کے رقبہ کیلئے دعا کرادیں۔ سوا گرا دنیا سیری اس عرضہ شہت کے

وہی ہست کہ جب اور کہ میں جنگا لکھن موجب طوالت ہے۔ مگر یہ بات خوب یاد رکھنے کے قابل ہے کہ خدا تعالیٰ
 نے انبیاء و رشتہ و غیرہ کی واسطہ سے اس عاجز پر بخوبی ظاہر و ثابت کر دیا ہے کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام
 کے روحانی ناصر ہیں۔ ایک ہون۔ جبکہ حضور کو بتائے دوسرے سچیت کے وقت ایک ایسا صلحہ بین ناصر
 تھا جسے سچے سچے تہذیب و تمدن نے ہی معلوم ہے ہوتی ہے کہ مسیح موعود و فرشتوں یا مردوں کے گاندھوں پر
 اچھ رکھ کر نذر درون آئے۔ سو میری رو بہ کشف جنگا ذکر مختصر کے طور پر پہلے کیا گیا ہے اس بات کو بخوبی
 سمجھنا چاہیے کہ ان روحانوں جن کے میں کا ذکر نبوی اور حضرت اقدس کی روایات میں آیا ہے ایک کامصداق
 یہ عاجز ہے اس میں کہ دل تو مجھے ایک ایسا ہی کتاب میں لکھا ہوا دکھایا گیا کہ وہ مینا میں پہنچنا نازل
 ہوگا اس عاجز کے ہاتھ میں یہ ایسا ہیگا سیرہ کشفی حالت میں خدا نے مجھ کو مسیح کے جلالی نزول کی شادی
 کر کے اور قوموں کو سکی بادشہت میں شامل ہونے کی خوشخبری دی ہے کیلئے، سو فرمایا۔ قسم خدا تعالیٰ نے

مطابق عمل کریں تو میں نصیب کمال سے کہتا ہوں کہ یہ عذاب اس خاص شخص یا گھر یا قوم یا شہر یا ملک کے خاص
 حصے پر نہیں پائے گا بلکہ تبدیل کا مترادف ہے۔ لہذا جو شخص یا گھر یا قوم یا شہر یا ملک کے خاص
 حصے پر عذاب کی مخالفت ہے۔ اس وقت تک اس سے ہوا و غضب الہی کی یہ آگ جو مخالفت اور
 گناہ کے باعث مشتعل ہو رہی ہے۔ فرو نہ ہو یہ عذاب نیا سے موقوف نہ ہوگا۔ مگر میں ڈرتا ہوں کہ وہ میری
 اس عرضداشت کو ایک سرسری نگاہ سے نظر انداز کر کے اس وقت کی نظاری کر دے جس کے مناجات ہاتھ سے
 چھوٹ جائے اور توبہ کا دروازہ بند ہو جائے کیونکہ ایسے وقت میں جبکہ شرارت انتہا کو پہنچتی ہو اور شرعی فیصلہ
 کا وقت آجائے تو تو منی لغو کے حق میں نبیائے علیہم السلام کی بھی دعا قبول نہیں ہوتی۔ دیکھو حضرت نوح علیہ
 السلام نے طوفان کے وقت اپنی بیٹی کنعان کیلئے جو کافران اور منکرین کو تھا دعا کی اور قبول نہ ہوئی
 دیکھو سورہ ہود رکوع ۷۲ اور ایسا ہی جب فرعون نے اپنے لگا۔ تو خدا پر ایمان لا با۔ مگر قبول نہ ہوا۔

ہاں اس خاص وقت سے پہلے گریہ و رنج کیا جائے تو ایسا قبول ہو جائے۔ ولنذیقنہ من
 العذاب الادنی ذوالعذاب اب الا کبر لعلہ یرجعون یعنی جب خفیف سے آثار
 عذاب کے ظاہر ہوں تو اس وقت کی توبہ قبول ہوتی ہے ورنہ ایسے میں بار بار کہتا ہوں کہ ابھی اس
 عذاب الہی کا دنیا میں خیر آغاز ہی ظاہر ہوا ہے اور اسکا انتہا اور ذلت نہایت ہی سخت ہو جائے
 تو کون کو چاہئے کہ اس خاص وقت سے پہلے خدا کی طرف رجوع کر لیں۔ اور خدا اور رسول اور
 امام وقت کی اطاعت کریں اور توبہ و ترک معصیت سے عاوتہ خف کہیائے خدا کا دعویٰ چاہیں اور اپنی اندر ایک
 نیک و پاک تبدیلی پیدا کریں تاکہ اس ہولناک عذاب سے محفوظ رہیں کیونکہ خدا تعالیٰ کا یہ سخت وعدہ ہے کہ

اپنے الہام کے ذریعہ سے مجھے قوموں کو طاعتوں سے نجات کی طرف لانے کے لئے حکم دیا۔ چنانچہ
 آسمان سے نورانی اجرام نشان کے طور پر خدا تعالیٰ نے حضرت امام الزمان کی تائید میں اس عاجز
 کے ہاتھ پر نازل فرمائے۔ پیغمبر حضور کی طرف سے آپ کی خدمت اور مختار کاری کا منصب عطا ہوا۔ ششم
 حضور کی بعیت کے لئے قوموں کو دعوت کرنے کی خدمت عطا فرمائی گئی۔
 اب ان تین دلائل کے بعد شک کرنے کا کوئی سبب نہیں ہے کہ میں حضور کے ماحول میں سے

بسم اللہ

تعلق طاعت مع انبیاء و مرسلین و کذلک حقا علینا اللہ

(یہ بات اہل باطل پر ثابت ہوگئی۔)

ایسی محنت میں ہمیشہ مومنوں ہی کو نجات دیا کرتا ہے جیسا کہ فرمایا ذلک حقا علینا یعنی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔
 اب ہم اس مضمون کو اس معانی پر ختم کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ہر کمزور مخلوق و مومن کو اس بلا سے بچا دے اور ہم
 راست کی طرف ہدایت فرمائے۔ اور باہم صلح و مصالحت حاصل کر چکی تو نیت پرستی۔ امین تم آمین۔
 اب میں اپنی جماعت کے روحانی بھائیوں کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں کہ اس غضب الہی کی
 آگ اور ہولناک عذاب سے بچنے کیلئے ہمارے پاس دو سامان ہیں ایک ایمان و دھرم اتقوئے۔ ایمان لہجہ ہے
 کہ ہر اپنی کامل یقین سے جان لین کہ ہمارے پاس اس عذاب الہی سے بچنے کیلئے اپنی راہی و مولا حضرت امام
 الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کامل ایمان لانے اور ان کے خلعنا نہ اتباع کے بغیر کرنی صورت نہیں اگر ہم
 بچیں گے تو غصہ الہی کے خلعنا نہ اتباع کے سبب اور اگر مرینگے تو انکی ہی مخالفت کے باعث گویا اگر ہمارے
 زندگی اور موت خصوصاً طاعت اور مخالفت پر توفیق اور تقویٰ یہ جو کہ ہم اس بات سے ہر وقت ڈرتے اور
 تمام حرکات و سکنات کو مٹاتے ہیں کسی امر میں ہم اپنی راہی و مولا کی ہدایت اور انکی امر میں بخش اطاعت کے
 باہر نہ بجا لیں تاکہ اپنا عذاب الہی کا شکار نہ بنیں کیونکہ اس عذاب سے بچنے کیلئے امر میں نہایت
 سوائے اطاعت احمدیہ کے نہیں جو اسکا اندر رہیگا یقیناً نجات حاصل کیونکہ ہمارا اس بات پر
 کامل ایمان ہے کہ یہ عذاب جہاں دنیا کو ہلاک کر کے عدم کی راہ دکھاتا ہے صرف حضرت امام الزمان
 علیہ السلام کی مخالفت کے سبب ہے اس لئے یہ بات سنت احمد کے خلاف ہے کہ یہ عذاب حضرت احمد
 کے خلعنا متبعین پر ہی کسب عذاب کا اثر دے جیسا کہ قرآن کریم کی صراحت ظہور سے یہ بات ثابت شدہ ہے خدا
 ہے کہ گذشتہ زمانوں میں حضرت نبیاء علیہم السلام کے خلعنا نہ اتباع کے سبب عذاب الہی سے وقت نجات پاتے

جن کا ذکر حدیث شریفہ اور روایات میں ہے ایک کا مصداق مذکور ہے۔ ہرگز نہیں۔ ان پر وقت ضرور
 ہے کہ یہی تم میں اپنے اندر ہی ہے۔ یہ تمہارا نہیں دیکھنا جس سے میں نے تمہارا حق چھوڑ دیا۔
 حضرت یوسف کا حاضر ذرا دیکھو کیونکہ یہ جبریں و قہوریں بالکل وہیں ابھی تک ہے جسروں میں ان
 اور تہذیب و تمدن کے انہی کے اندر تو اس قدر ہے کہ وہ اپنے آپ کو گمراہی میں رہتے ہیں
 کہ وہ ضرور پیچھے کر رہے ہیں۔ بلکہ میں کا تقصیر ہے۔ یہ تمہارا نہیں کہ میں نے تمہارا حق چھوڑ دیا۔

تاریخ

مبتلا ہو کر ناسقون میں شامل ہر زمانہ پڑے ۔

علاوہ اس کے میں اپنی عالی سمیت بھائیوں کی خدمت میں اس قدر زیادہ عرض پرواز ہوں کہ جن احباب کے پاس یہ اشتہار پہنچے وہ اپنے ہادی و سولا امام برحق علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تائید و توثیق انسان کی ہمدردی کا حق ادا کر نیکی لٹو دل و جان سے اسکی شاعت میں سعی فرما دیں۔ اور اگر ہو سکے تو اپنے اپنے شہر کی جماعت کے مینبر سے اسکو مکر طبع کر اگر دیات و قصبہ جاتا میں بھی ارسال کریں۔ کیونکہ صدی اور مصیب لوگوں کو جو پڑ کر یاتی سا وہ لوح خلقت محض بے علمی و غفلت کی حالت میں اس عذاب الہی کا شکار ہو رہی ہے اس لئے ہماری جماعت کا فرض ہے کہ اس وقت بندگان خدا کو راہِ راست کی طرف تحریک کرنے اور اس قہر عذاب سے بچنے کے لئے کوشش کریں تاکہ اس مقدس جماعت کا وجود دنیا کی مہبودی اور صلاحیت کیلئے مفید ثابت ہو اور خدا تعالیٰ کے نزدیک اجر عظیم پانچے کے مستحق ٹھہریں و بامدار التوفیق

زیادہ والسلام ۔

الحمد
خاکسار چراغ الدین احمدی از جموں

۹- فروری ۱۹۰۲ء

مفید عام پریس سیالکوٹ

(عکس خط مولوی عبدالرحمن محی الدین نکھو کے والے متعلق نشان نمبر ۱۲)

بسم اللہ الرحیم فائدہ حاصل

اما بعد از عبداللہ محی الدین بحجۃ اہل اللہ

عرش پہنچی کہ اس عاجز نے دعا کی کہ یا حبیبی

اخیر فی برزاک کا کما حال ہے خواب میں یہ

اللہم ہوا ان فی عون و حمودہا کافا

خطیبی و ان شاتک ہو لایتر مرزا کا

طرف سے جواب آیا یہ اللہم بحتل الخا ہی انہی سرا

اللہم نہ جنتا جائگا پردہ اللہم نہ کوریم صفر کو اور

جب مرزا کا جواب آ گیا ہی ۲۲ ماہ صفر کریم اللہم

خواب میں ہوا مرزا صاحب فرعون احمد علی

اب مرزا کا دعویٰ یہی غلط ہو گیا اور مرزا صاحب

۲۵

اور جس وقت مجھ کو پہلا الہام ہوا تھا خواب میں
 بیدار ہوتے تھے یہ تعبیر دلیلی آئی کہ

فرعون مرزا صاحب اور ماماں نور دین

مجھے اہل اسلام کے خوشنواہی کھلی

اطلاع دینی ضرورتی تھا کہ میں تو نہیں

حق کہیں دی اتنی ایک ہر لوگ

بہنو

یہ اہل نفاق ملائیں جو مان بک کان دینے

۱۰ المسند عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

تقریر تاریخ ۱۱ ماہ ۱۳۱۰ھ ربیع الاول

تمتہ حقیقت الہی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم ۞

اس کتاب کے ختم کرنے کے بعد ایسی ضروری باتیں معلوم ہوئیں جن کا اس کتاب کی کتابت
شامل کرنا کتاب کی تکمیل کے لئے واجبات سے ہے۔ سو ذیل میں وہ امور بیان کئے جاتے ہیں جن
(۱) چراغ دین جہون دہانے کا مبادلہ جس کتاب میں موج ہو چکا ہے اگرچہ وہ ایسا نشان
ہے کہ جو شخص عقل اور انصاف اور ایمان کا پابند ہو اور خدا ترسی کے طریق کو ہاتھ سے نہ چھوڑے
وہ صرف اسی ایک نشان پر غور کرنے سے سمجھ سکتا ہے کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے اور حق پر ہو
لیکن ایک بدھن کے دل میں یہ شبہ گزرتا تھا کہ چونکہ چراغ دین طاعون سومر چکا ہے اسلئے
ممکن ہے کہ یہ مبادلہ اسکی طرف سے ہو بلکہ اسکی موت کے بعد اپنی طرف سے عبارت مبادلہ بنا کر لکھی
گئی ہو اس لئے میں نے اس کتاب کا شائع کرنا اسوقت تک ملتوی کر دیا تھا کہ چراغ دین کے
عارف یا دوست اسکی اس کتاب کو چھاپ دین جس میں یہ مبادلہ کی عبارت موج ہے چنانچہ
خدا تعالیٰ کے فضل اور کریم سے ان لوگوں کے دل میں پڑ گیا کہ وہ کتاب جس میں مضمون مبادلہ
ہے چھاپ دیا جائے اور پرچہ ہفتوں میں اور ہفتوں نے اس کتاب کو چھاپ دیا اور اس کتاب
کا نام اعجاز محمدی رکھا۔ اور کمال شکر کی بات ہے کہ باوجود سخت مخالفت کے وہ مضمون مبادلہ کو
کتاب اعجاز محمدی سے علیحدہ نہ کر سکے۔ معلوم ہوتا ہے کہ چراغ دین نے اپنی زندگی میں اس
ارادہ کو عام لوگوں کے رو بہ نظر کر دیا تھا کہ میں مبادلہ کے طور پر مضمون لکھوں لکھا تو وہ شخص جو

جھوٹا ہے ہلاک ہو جائے۔ اور نہایت درجہ کی شوخی اور تکبر سے میرا نام اُس نے دجال رکھا تھا اور اپنی کتاب منارۃ المسیح میں یہ لکھا تھا کہ دجال مہر و مانیوالا یہی شخص ہے۔ اور نیز لکھا تھا کہ خواب میں حضرت عیسیٰ نے مجھے عصا دیا ہے کہ تا اس دجال کو اس عصا سے قتل کروں اور پھر حبیبی کتاب اعجاز محمدی میں جب کئی تالیف کیا تھے ہی وہ طاعون میں گرفتار ہو گیا اُس نے مباہلہ کی عبارت لکھی تو گو وہ اپنی کتاب کو اپنی زندگی میں شائع نہ کر سکا لیکن مباہلہ کا ارادہ شائع کر چکا تھا۔ اور مضمون مباہلہ کئی لوگوں کو دکھدا چکا تھا اور نیز کچھ کیلئے کاتب کو وہ مضمون دیکھا تھا اسلئے اُسکے دوستوں کو باوجود سخت مخالفت کے یہ جرأت نہ ہو سکی کہ وہ مضمون مباہلہ کتاب میں سے نکال دیں اور دراصل یہ خدا تعالیٰ کا فعل ہے کہ اُس نے اُن لوگوں کو اس طرف متوجہ ہونے سے روک دیا کہ وہ یہ سوچنے کہ مباہلہ کا مضمون شائع ہو نیسے چراغِ دین کا جھوٹا ہونا ثابت ہو جائیگا۔ کیونکہ چراغِ دین نے جب مباہلہ کا مضمون کاتب کو لکھنے کیلئے دیا تو اسی روز اُسکے دو لڑکے جو وہی تھے طاعون میں گرفتار ہو کر مر گئے اور پھر ابھی وہ مضمون پتھر پتھر میں جایا گیا تھا کہ چراغِ دین نے طاعون کا شکار ہو کر اس جھگڑے کا اپنی موت سے خود ہی فیصلہ کر دیا جو مجھے میں اور مہین تھا۔ غرض مباہلہ کا مضمون ایک مشہور واقعہ ہو چکا تھا۔ پس یہی وجہ تھی کہ وہ مضمون بہر حال اُسکے دوستوں نے کتاب اعجاز محمدی میں چھاپ دیا۔ اور جبکہ وہ مضمون چھاپا گیا تو ہم نے ہی بہت سے نسخے اس کتاب کے خرید لئے تاکہ لوگوں کو معلوم ہو کہ جس مضمون مباہلہ کو پہنے اپنی کتاب حقیقتہ الوحی میں شائع کیا ہے وہ اسی چراغِ دین کا مضمون ہے۔

اگرچہ اس قدر پاک کی تسلی کیلئے کافی ثبوت تھا مگر پھر بھی مجھے خیال آیا کہ اگر اصل مضمون مباہلہ کا جو پیرا غین نے اپنا ہاتھ سے لکھا تھا تجا نے اور اُسکا نوٹ لیا جائے تو یہ ثبوت نور علی نور ہو جائے گا اور اس مطلب کیلئے بہت سی سی کیگلی۔ آخر وہ مضمون اعجاز محمدی کے کتاب سے بعد شائع ہونے اس کتاب کے قتل کیا بلکہ تمام مسودہ اس کتاب کا لکھا۔ تب میں نے پوشش کی کہ کس طرح اس مضمون کا نوٹ لیا جائے چنانچہ انجیم مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے کی

معرفت کلکتہ اور بمبئی اور مدراس میں ان کا رضانوں کی طرف چٹھیاں لکھی گئیں جہاں تحریرین کے نوٹو لئے جانے میں اگرچہ اس قدر گران نرخ بیان کیا گیا کہ پچاس روپے فی صفحہ نوٹ لینے کے لئے مطالبہ ہوا تاہم ہم نے سب کچھ منظور کیا۔ یہی باعث تھا کہ کتاب حقیقت الوحی کے شائع ہونے میں بہت تاخیر ہو گئی۔ بالآخر خدا تعالیٰ کے فضل سے اس تحریر کا عکس لینے میں ہم کامیاب ہو چنا۔ سچہ وہ عکس اس تتمہ کے ساتھ شامل کر دیا گیا ہے اور اصل تحریر چراغ دین کی جو سبابت کی عبارت ہے بلکہ تمام کتاب اسکی دستخطی ہمارے پاس محفوظ ہے جس کا جی چاہے دیکھ لے اور جو شخص چراغ دین کی تحریر کو شناخت کرتا ہے اس کے لئے ضروری نہیں کہ وہ اس مضمون کو جو چراغ دین کا دستخطی ہماری پاس محفوظ ہے دیکھے۔ بلکہ وہ صرف اسکا عکس دیکھ کر مطمئن ہو جائیگا۔

(۲) دوسرا امر جو اس تتمہ میں لکھنے کے لائق ہے وہ چند پیشگوئیاں ہیں جو کتاب حقیقت الوحی کے نام کر نیکی بزر پوری ہوئیں۔ اور ایک ان میں سے وہ پیشگوئی ہے کہ جو گذشتہ زمانہ کا ایک نشان ہے اور نشانوں کے تحریر کے وقت اسکا لکھنا یا دہنہیں رہا تھا اس لئے اب تتمہ میں لکھا گیا ہے کیونکہ وہ ایک بڑا نشان ہے اور اکثر اشد دشمن اور مخالف اس اقم کے اس کے گواہ ہیں۔ اس لئے جیسے مناسب سمجھا کہ اس نشان کو ہی ان نشانوں کے ساتھ اس تتمہ میں لکھا۔ ون اور وہ یہ ہیں :-

اول۔ منجملہ ان نشانوں کے یہ نشان ہے کہ نواب محمد علی خان صاحب رئیس کو ملا لیر کی نسبت میرے پر خدا تعالیٰ نے یہ ظاہر کیا کہ کبھی بیوی عنقریب فوت ہو جائیگی اور موت کی خبر دیکھ کر یہی فرمایا کہ در زناک دیکھ اور در زناک واقعہ جیسے اس خبر سے پہلے اپنے گھر کے لوگوں کو مطلع کیا اور پہرہ دسروں کو اور پھر اخبار بردار اور حکم میں یہ پیشگوئی شائع کرا دی اور یہ اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے مجھ کو خبر دی تھی جبکہ نواب صاحب موصوف کی بیوی بہر طرح تندرست اور صحیح و سالم تھی۔ پھر غنیا چھ ماہ کے بعد نواب محمد علی خان صاحب کی بیوی کو سل کی مرض ہو گئی اور جہاں تک ممکن تھا اسکا علاج کیا گیا۔ آخر رمضان ۱۳۲۴ھ

میں وہ مرحومہ اسی مرض سے اس ناپائیدار دنیا سے گزر گئیں۔ اس پیشگوئی سے نواب صاحب کو بھی قبل از وقت خبر دی گئی تھی اور ہاروی فاضل دوست حکیم مولوی نور دین صاحب اور مولوی سید محمد حسن صاحب اور اکثر معزز اس جماعت کے اس پیشگوئی پر اطلاع رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے قَدْ أَفْضَحَ عَلَيْنَا غَيْبَهُ أَحَدًا إِلَّا مَنَ الْإِنْسَانُ مَنَ رُسُولٍ یعنی خدا تعالیٰ صاف صاف اور کھلا کہنا غیب بجز اپنے رسولوں کے کسی پر ظاہر نہیں کرتا اور ظاہر ہے کہ دعویٰ کیا تھا کسی پیشگوئی کو تباہ تر تصریح شائع کرنا اور پھر اسکا اسی طرح بکمال صفا پرور ہونا اس سے زیادہ روشن نشان کی اور کیا علامت ہو سکتی ہے۔

(۲) منجملہ ان نشانوں کے دوسرا نشان یہ ہے کہ مجہد کو ۳ جولائی سنہ ۱۳۷۱ء میں اور بعد اسکے اور کئی تاریخوں میں وحی الہی کے ذریعہ سے بتلایا گیا کہ ایک شخص اس جماعت میں سے ایک دم میں دنیا سے رخصت ہو جائیگا اور پیٹ پھٹ جائیگا اور شعبان کے مہینہ میں وہ فوت ہوگا۔ چنانچہ اس پیشگوئی کے مطابق شعبان سنہ ۱۳۷۱ء میں میان صاحب نور مہاجر جو صاحبزادہ مولوی عبد اللطیف صاحب کی جماعت میں سے تھا ایک دفعہ ایک دم میں پیٹ پھٹنے کے ساتھ مر گیا اور معلوم ہوا کہ اسکے پیٹ میں کچھ مدت سے رسولی تھی لیکن کچھ محسوس نہیں کرتا تھا اور جوان مضبوط و توانا تھا اب دفعہ پیٹ میں درد ہوا اور آخری کلمہ اوسکا یہ تھا کہ اس نے تین مرتبہ کہا کہ میرا پیٹ پھٹ گیا بعد اس کے مر گیا اور جیسا کہ پیشگوئی میں تھا شعبان کے مہینہ میں ایک دم میں اسکی جان رخصت ہو گئی۔ یہ پیشگوئی قبل ظہور اخبار بدر اور الحکمہ میں شائع ہوئی۔

(۳) منجملہ ان نشان کے سعد اسد لودھانوی کی موت ہے جو پیشگوئی کے مطابق ظہور میں آئی اسکی تفصیل یہ ہے کہ منشی سی سعد اسد لودھانوی بدگوئی اور بد زبانی میں حد بڑھاتا گیا اور اپنی نظم اور شعر میں اس قدر اس نے مجہد کو کھالیاں دیں کہ میں خیال کرتا ہوں کہ پنجاب کے تمام بدگو و دشمنوں میں سے اول درجہ کا وہ گنہگار بن مخالف نہایت مشہور ہو سکی ہوتے۔ اسکے لئے جناب آبی میں دعا کی کہ وہ میری زندگی میں ہی امرو اور کرکڑا کہ ہو اور زلزلت کی موت سے اسکی موت سے اسکی

کرادی گئی تھی

۱۰ جیسا کہ میں نے جگہ جگہ کہہ دیا۔ اس میں جو سعد اسد لودھانوی کی پیشگوئی کی تھی اور زلزلہ میں اسکی زندگی میں ہی زلزلہ کے ساتھ ہر دو خدا اور نبیوں کی گناہ کا وہ میری زندگی میں گناہ اور خدا نے مجھ کو چھوڑ دیا اور وہ بدگوئی سے بچ گیا اور زلزلہ اور زلزلہ کے ساتھ ساتھ گناہ سے

کا باعث صرف اسکی گالیان نہیں تھیں بلکہ پڑا باعث یہ تھا کہ وہ میری موت کا خواہاں تھا اور
اپنی نظم و نشر میں میرے لئے بددعا میں کرتا تھا اور اپنی سفاهت اور حماقت سے میری تباہی
اور ہلاکت کو بدل چاہتا تھا اور لعنت اللہ علیہ الکاظمین میرے حق میں اُسکا ورد تھا۔ اور تمنا
کے ساتھ کہ میں اسکی زندگی میں تباہ ہو جاؤں اور ہلاک ہو جاؤں اور یہ سلسلہ زوال پذیر ہو جائے
اور اس وجہ سے چھوٹا ٹھیرن اور مخلوق کی لعنت کا نشاد بنوں۔ اور اگرچہ یہ تمنا ہر ایک دشمن
میں پائی جاتی ہے کہ وہ میری موت دیکھیں اور انکی زندگی میں میری موت ہو لیکن یہ شخص جسے
بڑھ گیا تھا اور ہر ایک بدی کیلئے جب قسمت مخالف قصد کرتے تھے تو وہ اس منصوبہ سے بچتا تھا
لینا تھا اور میں باور نہیں کر سکتا کہ جب سر و نیا پیدا ہوئی ہے کسی نے ایسی گندی گالیان کسی نبی
اور مرسل کو دی ہوں جیسا کہ اس نے مجھ پر دیں۔ چنانچہ جس شخص نے اسکی مخالفت کی تھیں اور نشرین اور
اشہار دیکھے ہونگے اسکو معلوم ہوگا کہ وہ میری ہلاکت اور نابود ہونیکے لئے اور نیز میری ذلت اور
نامرادی دیکھتے کیلئے کس قدر جریں تھا اور میری مخالفت میں کہاں تک اس کا دل گندہ ہو گیا تھا
پس جس سام امور کی باعث میں اسے بارہویں یہ دعا کی کہ میری زندگی میں اسکو نامرادی اور ذلت
کی ہر تانصیب ہو۔ سو خدا نے ایسا ہی کیا اور جنوری ۱۹۷۹ء کے پہلے ہی ہفتہ میں چند گھنٹہ میں
نمونیا پیگ سے اس جہان فانی سے ہزاروں حسرتوں کے ساتھ کوچ کر گیا۔

چنانچہ شب را محمد شیکے اوٹیر مولوی شاد والد صاحب نے اپنے اخبار کے صفحہ ۳۴ میں
سعد اسد کی موت پر حسرت کی طرف ان الفاظ سے اشارہ کیا ہے کہ اسکے رٹو کی نسبت حاجی عبدالرحیم
کی دفتر سے ہو چکی تھی اور عنقریب شادی ہونے والی تھی کہ سعد اسد کا انتقال ہو گیا۔ اور سعد اسد کو یہی
نصیب ہوا کہ اپنے لڑکے کی شادی دیکھ لیا جبکہ اسکا یک ہی لڑکا تھا ورنہ شادی کا تمام سامان
اس نے اکٹھا کر لیا تھا جو سب بہ زمین ہی اس منحوس کام کو انجام دینے کو طبا رہا کہ نرشتہ نکاح
نے اکٹھا کیا۔ اور یہ نمونہ مولوی شاد والد صاحب کا ترمین قیاس ہے کیونکہ ہاری جماعت کے بعض جوان
نے باؤ کو یہ کہہ کر طعن کیا کہ ہاں تیری نسبت قریباً تیرہ سال سے صبح سویرے کو یہ الہام ہو چکا ہے کہ

ان شائک ہوا کہ بلکہ میرے بدگوشتوں میں سے کسی کی قطع نسل کی جائیگی۔ پھر تو اپنے لڑکے کی
 کمین کی جگہ شادی نہیں کرتا تا نسل جاری ہو۔ پس قریب قیاس ہے کہ ان بار بار کی ملامتوں کو
 سن کر سعد اس کے کسی جگہ اپنے لڑکے کی نسبت کر دی ہو۔ مگر شادی کی ابھی طیاری ہو رہی تھی
 کہ سعد اس کی دوسرے جہان کی طرف طیاری ہو گئی۔ پس سعد اس کا شادی کا نام لیتے ہی مرجانا
 یہ بھی ایک نامزدی ہے۔ پس اس میں کیا شک ہو سکتا ہے کہ وہ میری پیشگوئی کے مطابق نامزد مرا۔
 اور بلاشبہ یہ ایک دولت کی موت ہے کہ وہ پیشگوئی کے اس مفہوم کو اپنی کوشش سے دور کر سکا کہ
 آئندہ اس کی نسل نہیں چلیگی اور نہ اس پیشگوئی کو اپنی طاقت کو رفع کر سکا کہ میری زندگی میں ہی اس کی
 موت ہوگی اور میری ہر ایک ترقی کو دیکھ کر مر گیا۔

اور مولوی ثناء اللہ صاحب کا اپنا خبرہ فروری ۱۹۰۹ء میں اہل بیت کی پیشگوئی کو رد
 کرنے کے لئے یہ عذر پیش کرنا کہ سعد اس کا لڑکا چھوڑ گیا ہے پھر کیوں کر اس کو ابتر کہہ سکتے ہیں۔ یہ اس کا
 ایسا بیان ہے جس سے سمجھا جاتا ہے کہ یا تو اس نے خود دھوکہ کھایا یا منہ لوگوں کو دھوکہ دینا چاہا
 ہے۔ کیونکہ ہر ایک عقلمند سمجھ چکا ہے کہ جو کچھ خدا تعالیٰ نے اپنی وحی کے ذریعہ سے میرے پر ظاہر
 کیا ہے وہ سعد اس کی موجودہ حالت کی نسبت بیان نہیں اور ہر ایک کو معلوم ہے کہ پیشگوئی کے
 وقت میں سعد اس کا لڑکا پندرہ سال یا چودہ سال موجود تھا اور باوجود لڑکے کے موجود ہونیکے
 خدا تعالیٰ نے اپنی پیشگوئی میں اس کا نام ابتر رکھا تھا اور فرمایا تھا کہ ان شائک ہوا کہ بلکہ یعنی
 خدا تعالیٰ مجھ کو ظاہر کے فرمایا تیرا بدگوشتی ابتر ہو گا نہ تو۔ چونکہ سعد اس نے اپنی تحریروں میں بار بار میری نسبت ظاہر
 کرنا تھا کہ شخص سفتری سے جلد تباہ ہو جائیگا اور کچھ بھی اس کا باقی نہیں رہیگا۔ پس خدا تعالیٰ نے اس کو
 ان الفاظ کے مقابل پر جو شخص شوخی اور شرارت سے بھرے ہوئے ہے یہ فرمایا کہ آخر کار وہ خود تباہ
 ہو جائیگا اس کا کچھ باقی نہیں رہیگا۔ پس پیشگوئی کے معنی پیشگوئی کو نہ نظر رکھ کر کرنے چاہئیں۔
 پیشگوئی نے موجودہ لڑکے کو کالعدم قرار دیکر قطع نسل کا وعدہ دیا ہے اور یہ اشارہ کیا ہے کہ اس
 لڑکے کا ہونا نہ ہونا برابر ہے پس جگہ قافلوں میں غیرہ کا ہونا کے معنی کے بارے میں حوالہ دینا صرف

بہودہ گوئی اور حماقت ہے۔ اس مقدار کی یہ صورت تو نہیں ہے کہ پیشگوئی کے بعد لڑکا پیدا ہو گیا
 بلکہ وہ لڑکا جو آبِ موجود ہے پیشگوئی کے وقت میں پندرہ یا چودہ برس کا تھا اور اب تیس یا تیس
 برس کا ہو گا۔ پس جبکہ پیشگوئی کے زمانہ میں یہ لڑکا موجود تھا تو ایک عقلمند صاف سمجھ سکتا ہے
 کہ اس پیشگوئی کا یہ مطلب ہے کہ یہ لڑکا کالعدم اور اس کا بعد نسل کا خاتمہ ہے اور یہی خدا تعالیٰ کی طرف سے
 مجھے تفہیم ہوئی تھی۔ تمہم ہے زیادہ کوئی الہام کے معنی نہیں سمجھ سکتا اور نہ کسی کا حق ہے جو اس کے
 مخافت کہے۔ پس جبکہ خدا تعالیٰ نے اس پیشگوئی کے یہی معنی کہوئے کہ یہ لڑکا کالعدم ہو گا اور اس کے بعد بعد
 کی نسل نہیں چلے گی اور اسی پر خدا تعالیٰ کی نسل کا خاتمہ ہو جائیگا تو پھر کس قدر مبہم و عری ہے کہ کچھنا
 کہ خدا تعالیٰ اپنی موت کے بعد لڑکا چھوڑ گیا۔

اسے نادانانہ لڑکا تو پیشگوئی کے وقت موجود تھا اور محاورات عربی بالکلیہ مستقصاء
 دیکھنے سے معلوم ہو گا کہ بقر کے لفظ میں یہ شرط نہیں ہے کہ کوئی شخص صاحبِ اولاد اس حالت میں
 مرے کہ جب اس کی زندگی میں اس کی اولاد فوت ہو جائے بلکہ نسل کی جو کٹ جانا شرط ہے جب کہ
 بقر کے معنی لغت عرب میں یہ لکھتے ہیں کہ البقر استیصال الشئ قطعاً یعنی بترکتے ہیں کسی چیز کو
 جڑ سے کاٹ دینے کو۔ پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ پیشگوئی آئندہ نسل کیلئے تھی۔ یعنی یہ کہ
 موجودہ لڑکے کے آئندہ نسل نہیں چلے گی جیسا کہ ہم آئندہ تصریح سے بیان کریں گے۔ پس جس شخص
 کی فطرت میں ایک ذرہ عقل اور حیا ہے وہ سمجھ سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا کسی کی نسبت یہ پیشگوئی کرنا کہ
 فلاں شخص منقطع نسل ہو جائیگا۔ اس پیشگوئی کے لئے یہ ضروری نہیں کہ اس کی زندگی میں ہی وہ تمام نسل
 مر جائے کیونکہ اگر یہی شرط ہو تو پھر ایسی صورت میں ایسی قطع نسل کا کیا نام رکھنا چاہئے کہ ایک انسان
 ایک یا دوولید چھوڑ کر مر جائے اور بعد کے کسی وقت وہ لڑکے ہی مر جائیں اور کچھ نسل باقی نہ رہے
 کیا عرب کے محاورات میں بجز بقر کے لفظ کے ایسی صحت میں کوئی اور لفظ بھی موجود ہے اور
 کیا یہ کہنا جائز ہو گا کہ ایسا شخص منقطع نسل نہیں اور لفظ استیصال لاشئ قطعاً اس پر لازم نہیں آتا پس
 ظاہر ہے کہ ایسا خیال حماقت اور دیوانگی ہے۔ اور زبان عرب میں اس قسم کے قطع نسل کے لئے

بجز لفظ ابتر کے اور کوئی لفظ متقرر نہیں۔ اہل عرب اس شخص کو بہر حال ابتری کہتے ہیں جسکی اولاد اسکی زندگی میں یا بعد اسکے اپنی موت کی وجہ سے اسکو اولاد کے نام موسوم کرے بلکہ ہر ایک ملک میں ایسے شخص کا نام بہر حال ابتری ہے جسکی نسل باقی نہ رہے اور منقطع النسل کر کے پکارا جائے۔ اور ائمہ لغت عرب میں سے کسی نے یہ بیان نہیں کیا کہ ابتر ہونیکے لئے لازمی طور پر شرط ہے کہ ایک شخص کے اولاد ہو کر اسکی زندگی میں ہی مر جائے اور اگر کسی کی اولاد اسکی زندگی میں فوت نہ ہو مگر اسکے مرنیکے بعد فوت ہو کر قطع نسل کر دے تو کیا عرب کی زبان میں ایسے شخص کو کسی اور نام سے موسوم کرتے ہیں بلکہ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اس لفظ کے اصل بارہ میں بہت وسعت ہو کر یونکہ عربی میں ابتر صرف جڑ کاٹ دینا کو کہتے ہیں۔

واضح ہو کہ عرب کی زبان میں ابتر کا لفظ ایک وسیع لفظ ہے لسان العرب میں اکھا ہے: ابتر استیصال الشئ قطعاً۔ البتر قطع الذنب ونحو۔ الا بتر المقطوع الذنب۔ والا بتر من الخیات الذی یقال له الشیطان۔ لا تبصر حامل الا سقطت۔ وفي الحديث كل امرئ بال لا یبدء فیه بحمد الله فهو ابتر۔ والا بتر الذی لا عقب له فی قولہ تعالیٰ ان شانئک هو الا بتر۔ نزلت فی المعاص ابن وائل وکان دخل علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وهو جالس فقال هذا الا بتر ای هذا الذی لا عقب له فقال اللہ جل شأنہ لا ان شانئک یلعنہ هو الا بتر ای المنقطع العقب وجائز ان یکون هو المنقطع عنه کل خیر۔

وفي حديث ابن عباس قال لما قدم ابن الأشرف مكة قالت له قريش انت خير اهل المدينة وسيئهم قال نعم قالوا الا ترى هذا الصبي راكبا يتر عن قومه يترعانه خير منا ونحن اهل الحجيم واهل السدانة واهل السفانة قال انتم خير منه۔ فانزلت ان شانئک هو الا بتر۔

والا بتر المعدم۔ والا بتر الخاسر والا بتر هو الذی لا عروة له من المراد والذی لا

ترجمہ کرتے ہیں ایک چیز کا جڑ سے کاٹ دینا۔ دوسرے معنی تیر کے یہ ہیں کہ دم وغیرہ کو کاٹ دینا۔ (۱) ابتر اسکو کہتے ہیں جس کی دم کاٹی گئی ہو (۲) سانپوں کی قسم میں سے ایک قسم کے سانپوں کا نام ابتر ہے اس قسم کے سانپ کو شیطان کہتے ہیں اگر حاملہ عورت سکودیکھے تو اس کا حمل سقط ہو جاتا ہے (۳) اور حدیث میں ہے کہ ہر ایک سے شاذ اچھو جائی ہے سے شروع نہ کیا گیا وہ وہ ابتر ہے۔ (۴) اور ابتر اسکو بھی کہتے ہیں جو عقب نہ کھتا ہو یعنی اس کا کوئی بیٹا نہ ہو یا بیٹے کا بیٹا نہ ہو۔ **لسان العرب** میں لکھا گیا ہے کہ عقب ولد کو بھی کہتے ہیں اور ولد اولد کو بھی کہتے ہیں۔ پس ان معنوں کی رو سے جب کا بیٹا نہیں وہ بھی ابتر ہے اور جس کے بیٹے کے آگے بیٹا نہیں وہ بھی ابتر ہے مگر جس کے کوئی بیٹوں میں کسی بیٹے کی نسل چل جائے اس کو ابتر نہیں کہہ سکتے۔ پس جو شخص مر جائے اور اس کا کوئی بچہ نہ چھوڑے اس کا نام بھی ابتر ہے اور اس کے موقوف خدا تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر کی گئی ہے کہ ان مشائخ ہوا کا بقرہ آیت عاصی بن دہل کے حق میں نازل ہوئی تھی۔ وہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ پیشہ ہوئے تھے۔ پس عاصی بن دہل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ ابتر ہے یعنی اس کا کوئی لڑکا نہیں ہے اور دہل کے کا لڑکا۔ تب خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اے محمد جو تیرا بھائی ہے وہی ابتر ہے یعنی مقدر یوں ہے کہ جس اولاد پر وہ ناز کرتا ہے سب اس کی اولاد فنا ہو جائیگی۔ گو اس کی زندگی میں یا بعد اسکے اور سلسلہ نسل ختم ہو جائیگا یہ تو ظاہر ہے کہ عاصی بن دہل اولاد رکھتا تھا کیونکہ اگر وہ ابتر یعنی بنے اولاد نہ ہوتا تو یہ غیر معقول ہوتا تھی کہ باوجود آپ ابتر ہو نہیکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ابتر کہتا۔ پس خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ پیشگوئی تھی کہ انجام کار اس کی نسل قطع ہو جائیگی۔ گو اس کی زندگی میں یا بعد اسکے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ وہ اولاد چھوڑ کر مر گیا تھا لیکن بعد اسکے اس کی اولاد کا بھی خاتمہ ہو گیا۔ کیونکہ اگر اولاد اسکے رو برو مرقی تو ضرور اس کا ذکر کیا جاتا۔ اور باقی ترجمہ یہ ہے کہ اس جگہ ابتر کے یہی معنی ہیں کہ ابتر اسکو کہتے ہیں کہ ہر ایک خیر سے محروم اور بے نصیب ہو۔ اور ابن عباس کی حدیث میں ہے کہ

جب ابن اشرف مکہ میں آباؤ اسکو قریش نے کہا کہ تو سب مدینہ والوں سے بہتر اور ان کا سردار ہے
اُس نے کہا کہ ان میں ایسا ہی ہوں تب قریش نے کہا کہ کیا تو اس شخص کی طرف نہیں دیکھتا یعنی آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف؟ یہ ایک کمزور اور ضعیف اور گناہم شخص ہے داسکا کوئی بٹیا اور نہ کوئی بیٹا اور
نہ کوئی روستوں کی جماعت اسکی ساتھ ہے بلکہ ایک فرد واحد کیسی جان ہو اور قوم میں سو کاٹا ہوا ہے
یعنی قوم نے باعش مخالفت مذہب اپنی جماعت میں سو اسکو خارج کر دیا ہو اور نتولی دیدیا ہے کہ کوئی اسکے
ساتھ میل ملاپ نہ کرے اور نہ کوئی اسکی ہمدردی کرے۔ اور باوجود اس بات کے کہ یہ شخص کچھ ہی عزت
نہیں کہتا اور اسکو کوئی جانتا نہیں کہ کون ہے یہ یہ گمان کرتا ہے کہ ہم سے بہتر ہے۔ لیکن ہم
ایک معزز جماعت ہیں تمام حج کرنے والے ہم میں سے ہیں اور ہم ان کے سردار ہیں اور خاکہ کعبہ
کے منتولی اور خادم ہیں ہم ہی ہیں اور عابیون کو پانی پلانے کا شرف ہی ہمیں ہی حاصل ہے
مگر شخص تو کسی شمار میں نہیں۔ جب یہ تمام باتیں ابن الاشرف نے سنیں تو اس پر بخت نے جوا دیا
کہ وہ حقیقت تم اس شخص سے جو پیغمبری کا دعویٰ کرتا ہے بہتر ہو۔ تب خدا تعالیٰ نے اُس کے
حق میں اور قریش کی اُس تمام جماعت کے حق میں جواب دہی ہوئی فرمایا کہ ان نشانہات ہواہوا
یعنی ابن الاشرف نے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ابتر کیا اور قریش کے کفار نے بھی ابتر کیا
یہ خود ابتر ہیں۔ یعنی نکلی، ولاد کا سلسلہ منقطع ہو جائیگا اور ہر ایک خیر و برکت سے محروم مرینگے۔ اس
بات کو تو آج تک کوئی ثابت نہیں کر سکا کہ وہ تمام قریش کے لوگ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ابتر
کہتے تھے انکی زندگیاں میں ہی ان کے تمام لڑکے مر گئے تھے یا ان کی اولاد نہیں تھی کیونکہ اگر انکی
اولاد نہ ہوتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہرگز وہ لوگ ابتر نہ کہتے۔ یہ بات کوئی عقلمند قبل نہیں
سو کہتا کہ ایک شخص خود ابتر ہو کر دوسرے کو بتر کہے پس ماننا پڑتا ہے کہ انکی اولاد موجود تھی اور یہ سارا
امر کو یہ بیوقوفی کے مصداق ان لوگوں کی اولاد انکی زندگی میں ہی مر گئی تھی یا مر ہی قرین قیاس نہیں
اور عقل اس کو ہرگز باور نہیں کر سکتی۔ کیونکہ ایسا کہنے والے ذایک نہ دو بلکہ صد ہا شریر النفس اور
خبیث الطبع آدمی تھے جنکی اولاد کی ہزار تک نوبت پہنچی تھی۔ پس اگر انکی زندگی میں ہی انکی تمام

اولاد مر جاتی تو کم ہیں ایک گہر مچ جاتا۔ کیونکہ معجزہ کے طور پر ہزار ہا بچوں کا مرجانا اور پھر
 لہ لہ ہونے سے کسی عاصت میں ان کے بچوں کا مرنا یہ ایسا معجزہ نہیں تھا جو کبھی رہ سکتا اور ضرورتاً
 کہ احادیث اور تائید بخیر کی کتابوں میں اس کا ذکر ہوتا۔ پس اس متناقضی طور پر ثابت ہوتا ہے
 کہ اکثر ان کے اولاد جو بڑے بڑے گئے تھے اور بعد میں پیشگوئی کے مطابق آہستہ آہستہ ان کی نسل
 منقطع ہو گئی۔ میں قرآن شریف کی یہ پیشگوئی جو قریش کے کافروں کے حق میں تھی۔ یعنی
 ان شاء اللہ انھوں نے ایسا ہی کیا۔ یہی رنگ کی پیشگوئی ہے جو عینہ خدا تعالیٰ سے الہام
 پاکر سعد اور عیاضی کے حق میں کی گئی تھی۔ اسی طرح اس کا ظہور ہو گا جبکہ ان سننے کے ہونا
 سنے۔ یقیناً ترجمہ لسان العرب کا یہ ہے کہ ابتر مفلس کو یہی کہتے ہیں اور اس شخص کو یہی
 جو سارہ میں ہوا اور ان چیزوں کو ابتر کہتے ہیں جو مشکیزہ اور ہو کا وغیرہ میں سے قبضہ نہ رکھتے ہوں
 اس تمام تحقیق سے ظاہر ہے کہ اول تو ابتر کا لفظ بنے ہوئے ہو نہ ہو نیکی کے لئے مخصوص نہیں
 ہے بلکہ ہر ایک بے نصیب اور بے کام اور زیان کا رہے اسکو ہی ابتر کہتے ہیں جیسا کہ سعد اور
 اپنے کا سون میں نام لایا اور میرے مقابل پر جو کچھ اسکی آرزو تھی سب میں اسکو نام لایا نصیب
 ہوئی جیسا کہ ہم آگے چکر بیان کرینگے۔ علاوہ اسکے تحقیق متذکرہ بالا کی دوسری ثابت ہو گیا کہ
 ابتر ہو فیکے لئے یہ ضروری نہیں کہ انسان ایسی حالت میں مرے جبکہ کوئی اسکی اولاد نہ ہو
 بلکہ اگر بعد میں بھی اسکی اولاد کا سلسلہ منقطع ہو جائے اور پوتے سے آگے نہ چلے تب بھی وہ
 ابتر کہلاتا ہے جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں کہ قریش کے صدائے خبیث طبع لوگوں نے آنحضرت صلی
 اللہ علیہ وسلم کا نام ابتر کہا تھا اور وہ لوگ اولاد نہ تھے اور اسلامی تاریخ میں ثابت نہیں کیا گیا کہ ان کے حیات
 میں ہی ان کے بیٹے اور پوتے ہلاک ہو گئے تھے بلکہ بعد میں آہستہ آہستہ ان کا قطع نسل ہو گیا
 تھا سو وہ پیشگوئی جو خدا تعالیٰ کی طرف سے میرے پرہیزگاروں کو اسکا بھی یہی منشاء تھا کہ آخر کار
 سعد اسکی قطع نسل ہو جائے گی۔ چنانچہ اسکے علامات بھی ظاہر ہو گئے کہ باوجود اس کے کہ
 پیشگوئی پر بارہ سال کے عرصہ میں گزر گئی تب بھی سعد اور کے گہر میں پیشگوئی کے بعد

لڑکانہ ہوا اور نہ اس کے لڑکے کی اولاد ہوئی کیا اس واقعہ سے پیشگوئی کے اثر کی کچھ بھی ہو
 نہیں آتی کہ پیشگوئی کے بعد تخمیناً بارہ سال تک سعد احمد زغہ رہا اور جو رو رہتا تھا مگر یہی
 اولاد کا ہونا ایسا لڑک گیا جیسا کہ ایک سیلاب کے آگے بڑھ گیا جاتا ہے اور لڑکا جو پیشگوئی سے
 پہلے عمر پندرہ سال موجود تھا وہ بھی تیس سال تک پہنچ گیا اور شادی تک فوت نہ آئی اور سعد احمد
 ایک جوان مضبوط تھا اور اس لائق تھا کہ پیشگوئی کے بعد کئی لڑکے اسکے گھر میں پیدا ہو جاتے
 لیکن پیشگوئی کے بعد موت کے دن تک اس گھر میں کوئی زندہ نہ رہا لڑکا پیدا نہیں ہوا اور نہ اس کے لڑکے
 کے گھر میں کچھ اولاد ہوئی بلکہ اب تک وہ شادی سے محروم ہے اور سنا گیا ہے کہ اس کی عمر میں
 برس یا اس سے زائد ہے۔ پس پیشگوئی نے اپنی سچائی کو ظاہر کر دیا کہ پیشگوئی کے بعد خدا تعالیٰ
 نے سعد احمد کے گھر میں نسل پیدا کرنا روک دیا۔ ہر ایک شخص جو کچھ حیا اور شرم کا مادہ اپنے اندر
 رکھتا ہے وہ سمجھ سکتا ہے کہ پیشگوئی کے ساتھ ہی آئندہ بارہ برس تک سلسلہ اولاد کا قطع
 ہو جانا اور اسی حالت میں سعد احمد کا مر جانا یہ ایسا امر نہیں ہے کہ نظر انداز کیا جائے جس حالت میں
 قسمت سعد احمد کے کلن کے جذبات و عزت کے لئے لکھی گئی ہو یا میں اپنی تمام اولاد کے ہلاک ہو جائوں گا اور کچھ بھی
 میری باقی نہیں رہے گا اور جماعت درہم برہم ہو جائیگی خدا نے اس کی نسبت یہ الہام دیا کہ اس
 شائستہ ہوا لایزال یعنی توابتر نہیں ہوگا بلکہ تیرا بدگوئی تیرا مرے گا۔ تواب دیکھنا چاہئے کہ
 اس پیشگوئی کا نتیجہ کیا ہوا۔ صاف ظاہر ہے کہ نتیجہ یہ ہوا کہ قسمت سعد احمد ابتر کے لفظ کے
 ہر ایک معنی کی رو سے جو لغت میں کئے گئے ہیں خدا تعالیٰ کے قہر اور غضب کا مو رد ہو گیا
 اپنے ارادہ میں خائب و خاسر رہا جیسا کہ ابتر کے لفظ کے ایک یہ بھی معنی ہیں اور ابھی ہم سمجھنے
 ہی لکھ چکے ہیں۔ دوسرے یہ معنی ہیں اس پر صادق آئے کہ آخر کار پادریوں کا نوکر ہو کر جو دین
 اسلام کی توہین میں ہر وقت لگے رہتے ہیں ذلت کی زندگی اختیار کی اور وہ خیر اور برکت جو ایک
 غیر تمسدا سلام کے حصہ میں آتی ہے اس سے محروم ہو گیا۔ یہ اس کا نتیجہ تھا کہ محض شراعت اور
 دنیا داری سے حق کی مخالفت پر کمر بستہ تھا۔ لہذا اس پر یہ حجت پیش کی کہ میری اطاعت کا جو آ

نہ اٹھایا مگر پادریوں کی اطاعت کا جو اٹھا لیا۔ پس ان معنوں کے رو سے یہی وہ ابتر ٹھہرا۔
 پہر جیسا کہ بیان کر چکا ہوں ان معنوں کے رو سے یہی ابتر ہوا کہ اس وقت سے جو اسکی نسبت
 خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ اِنَّ شَانَنكَ هُوَ الْاَبْنُ كَوَيَا اسی دم سے خدا تعالیٰ نے اسکی بیوی
 کے رحم پر مہر لگا دی اور اسکو یہ الہام کھیلے کھیلے لفظوں میں سنایا گیا تھا کہ اب موت کے دن تک
 تیرے گھر میں اولاد نہ ہوگی اور نہ آگے سلسلہ اولاد کا چلے گا اور یقیناً اُسے اس الہام کو توڑ نیکی
 لئے اولاد حاصل کرنے کی غرض سے بہت کوشش کی ہوگی مگر وہ کوشش صاف بے گئی آخر نامراد ہوا
 اور ابتر کے ہر ایک معنی میں صادق آگئے۔ اور دوسری طرف جو میری نسبت وہ بار بار بدو دعا
 کرتا تھا کہ شخص مختصری ہے ہلاک ہو جائیگا اور اولاد بھی مرے گی اور بیعت متفرق ہو جائیگی
 اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اس الہام کے بعد یعنی الہام اِنَّ شَانَنكَ هُوَ الْاَبْنُ کے بعد تین لڑکے میرے
 گھر میں پیدا ہوئے اور تین لاکھ سے زیادہ جماعت ہو گئی اور کئی لاکھ روپیہ آیا اور کئی عیسائی اور
 ہندو میری دعوت سے مسلمان ہوئے۔ پس کیا یہ نشان نہیں اور کیا یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی
 اور یہ کہنا کہ سعد الدے لڑکے کی عبدالرحیم کی دختر سے نہایت ہو گئی ہے اور شادی ہو جائیگی
 اور اولاد بھی ہوگی یہ ایک خیالی پلاؤ ہے اور محض ایک گپ ہر جنسی کے باقی دار چکا
 جواب یہی یہی ہے کہ خدا کے وعدے میں نہیں آتے۔ یہ بات تو اس وقت پیش کرنی چاہئے کہ
 جب شادی ہو جائے اور اولاد بھی ہو جائے۔ با فعل تو ایسا نداری کا یہ تقاضا ہے کہ اس
 بات کو غور سے سوچیں کہ جیسا کہ قرآن شریف کی یہ پیشگوئی پوری ہوئی کہ اِنَّ شَانَنكَ هُوَ الْاَبْنُ
 ویسا ہی یہ پیشگوئی بھی ظہور میں آگئی جو خدا تعالیٰ نے میرے ذریعہ سے ظاہر فرمائی۔ کیونکہ جیسا
 کہ میں بیان کر چکا ہوں اسی روز سے جبکہ خدا تعالیٰ نے اسکی نسبت مجھ خیروی کہ اِنَّ شَانَنكَ
 هُوَ الْاَبْنُ جس کو آج تک بارہ برس گزر گئے اسی وقت سے اولاد کا دروازہ سعد الد پر بند کیا
 گیا اور اسکی بدو دعاؤں کو اسی کے منہ پر رکھ دیا تعالیٰ نے تین لڑکے بعد اس الہام کے
 مجھ کو دئے اور کر ڈرا انسانوں میں مجھے عزت کیسا تہہ شہرت دی اور اس قدر مالی فتوحات

حاشیہ :- یہ اسی کی طرح امید ہے جیسا کہ عبدالحق غزنوی ثم خرمیری نے مبارک کے بعد اپنی نسبت مبارک کا شرعی ظاہر کیا تھا
 کہ میرا بھائی مر گیا ہے اسکی بیوی سے بیٹے نکاح کیا ہے اور اسکو حمل ہو گیا ہے اور اب اسکو لڑکا پیدا ہو گا اور وہ مبارک کا بھائی ہو گا
 جائیگا مگر اس حمل کا انجام یہ ہو گا کہ کچھ بھی پیدا نہ ہو اور اِنَّ شَانَنكَ باوجود گھر سے چودہ برس کے مرادی اور توب کی زندگی بھٹک رہا ہے

اور یہ بتانا کہ اس کے مبارک کے بعد جس طرح کئی لڑکی پیدا ہوئے وہی لاکھ سالوں سے حسرت اور کڑی لالہ دیکھ رہا ہے اور دنیا سے اس کی دل سے عزت کے کس قدر خیر کی شہرت ہوئی اور کتنی دشمنی مبارک کے بعد ہوئی

اور یہ بات کہ اس کے مبارک کے بعد جس طرح کئی لڑکی پیدا ہوئے وہی لاکھ سالوں سے حسرت اور کڑی لالہ دیکھ رہا ہے اور دنیا سے اس کی دل سے عزت کے کس قدر خیر کی شہرت ہوئی اور کتنی دشمنی مبارک کے بعد ہوئی

اور ان تعداد جنس اور طرح طرح کے تخایف مجھ کو ڈو گئے کہ اگر یہ سب جمع کئے جاتے تو کئی کوٹھڑے ان سے بھر سکتے تھے۔ بعد ازیں چاہتا تھا کہ میں اکیلا رہ جاؤں کوئی میرے ساتھ نہ ہو پس خدا تعالیٰ نے اس نامزد میں کہا ہمارا کہہ کر کئی لاکھ انسان میرے ساتھ ساتھ کر دیا۔ وہ چاہتا تھا کہ لوگ میری مدد نہ کریں مگر خدا تعالیٰ نے اسکی زندگی میں ہی اسکو دکھلادیا کہ کہ ایک جہان میری مدد کیلئے میری طرف متوجہ ہو گیا اور خدا تعالیٰ نے وہ میری مالی مدد کی کہ صد ہا برس میں کسی کی ایسی مدد نہیں ہوئی۔ اور وہ چاہتا تھا کہ مجھ کو کوئی عزت نہ ملے مگر خدا نے ہر ایک طبقہ کی ہزار ہا انسانوں کی گردنیں میری طرف جھکا دیں اور وہ چاہتا تھا کہ میں اسکی زندگی میں ہی مر جاؤں اور میری اولاد بھی مر جائے مگر خدا تعالیٰ نے میری زندگی میں اسکو ہلاک کیا اور ابھام کے دن کے بعد تین لڑکے اور مجھ کو عطا کئے پس یہ موت اسکی بڑی نامرادی اور ذلت کے ساتھ ہوئی اور یہی پیشگوئی سننے کی تھی جو خدا تعالیٰ کے فضل سے پوری ہو گئی۔

اور وہ پیشگوئی جس میں جس نے لکھا تھا کہ نامرادی اور ذلت کے ساتھ میرے روبرو دوسرے گاہ انجام آتھم میں عربی شعرون میں ہے اور وہ یہ ہے :-

غَوْلًا لَعِنَتْ لُطْفَةَ السُّفْهَاءِ

کہ ایک شیطان ملعون میرے سفیہوں کا لطف

يَحْسِبُ كَيْدِي السَّعْدُ فِي الْجَمْعِ لَاءِ

منہوں میں جو کہ نام جابلون نے سعد اللہ رکھا ہے

خَفَّ قَهْرِي رَبِّ قَادِرٌ مَوْكَلِي

اُس خدا کے قہر سے خوف کرو میرا قادر مولا ہے

اَلْيَمِيْنُ يَوْمَ السَّاحَةِ النَّبِيْلَاءِ

کیا تجھ کو دن یاد نہیں آ کہ جب عاصون خنم نے نبی کے

وَمِنَ الْكَاذِبِ اِيَّيْ رَحِيْلًا فَاَسْقَا

اور نبیوں میں سے ایک سق آدمی کو دیکھتا ہوں

تَشْكُسُ خَبِيْثٌ مَّفْسِدٌ وَمُزَوَّرٌ

بدگوئی اور خبیث اور مفسد اور جوڑا کو دیکھتا

يَا لَعْنَةُ اَنَّا اَلْمُهَيْمِيْنَ بِنُظْرٍ

اے مجھ کو لعنت کریں اے خدا تجھ کو دیکھ رہا ہے

اِنَّ اِيَّاكَ تَقْبِسُ بِالْخَبِيْلَاءِ

میں تجھ کو دیکھتا ہوں کہ نامزد تجھ کیسا غمخوار ہے

+ میں لکھ چکا ہوں کہ یہ چند شعرون وقت صحت خیر کے لئے لکھے گئے ہیں بعد ازیں یہ گزری تھی

يَا مُنْتَبِهٌ حُبِّ النَّفْسِ فِي الْخَوَاقِ

یہ کہنے والے کی محبت کو میں میں ڈالے گا

لَا تَشْتَعِرْ أَهْوَاءَ نَفْسِكَ شَقِيقًا

اپنی نفسانی خواہشوں کا بھنی بیوج سے سیرست نہ

خَفِ انْ تَرَاكَ عَدُوٌّ وَعَدُوٌّ قَدِ

خفا میں رہو کہ اگر آپ کا دشمن ہو جائے تو دشمن ہو جائے

فَرَسٌ خَلِيلٌ خَفِ ذُرِّيَّ صَوَاوِ

بہتر سے بہتر اور اس بات سے کہ آپ کا دشمن ہو جائے تو دشمن ہو جائے

نَسْأَلُكَ بِمِرْعَاةٍ رَوَّاعَةٍ لِّمُحَلِّ

اور نہ ہونے سے بدتر صدمہ کی دوسری ہے

أَنَّ التَّمَوُّعَ لَشَرٍّ عَالِي الْعَالَمِ

جو کچھ دنیا میں ہوا ان سے بدتر ہرگز نہیں

أَنَّ كَوْنَهُ تَبَيَّنَ بِالْخُرُوجِ بَيْنَ بَعْدِ

تو نے اپنی جہالت سے کچھ بہت کہ روپ میں ہو گیا ہیں

أَذِنَتِي حُبًّا فَلَسْتُ بِمُجْلَدٍ

اللہ مجھ سے کچھ بہتر ہے کہ روپ میں ہو گیا ہیں

بَعْدَ خُرُوجِهِ لَمْ يَكُنْ فِي رِوَايَاتِهِ

اور صرف تہی ذات پر کچھ نہیں خدا بھیجے ہوئے ہیں

اللَّهُ يُخْرِجُ نَجْمًا بَلَدًا وَيُعِيدُهُ

یہاں سے مراد قاتل یا قاتل یا قاتل یا قاتل

بِأَمْرِ مَوْلَا قَاتِلٍ أَيْ بِأَمْرِ حَالِي

ایسی ہر خدا میری در حد میں نصا کر کافر کا ذات

يَا مَنَّا افْتَحْ بَيْتَ جَنَّا كَوَامِلًا

ایسی ہر خدا میری در حد میں نصا کر کافر کا ذات

لِلْمَسَاكِينِ ذُرِّيَّةَ الْبَرِّ الْبَرِّ

پس چھوڑ دو کہ وہ بے گناہ اور بے گناہ

يَا مَنْ أَرَى ابْوَابَهُ مَفْتُوحَةً

ایسی ہر خدا میری در حد میں نصا کر کافر کا ذات

بِأَمْرِ مَوْلَا قَاتِلٍ أَيْ بِأَمْرِ حَالِي

ایسی ہر خدا میری در حد میں نصا کر کافر کا ذات

بِأَمْرِ مَوْلَا قَاتِلٍ أَيْ بِأَمْرِ حَالِي

ایسی ہر خدا میری در حد میں نصا کر کافر کا ذات

اور جیسا کہ سینے ان نام اشعار پیش ہے ہر ایک شعر کا ترجمہ کر رہا ہوں۔ کہ پڑھتے ہوئے غماز ہے کہ میں نے یہاں سے ان اشعار میں سب دیکھ لیا اور جیسا کہ اس شعر میں کتاب شہاب القاب میں مبالغہ کے طور پر میری موت کو اپنی زندگی میں پاتا ہوں اس کے مضامین پر میں نے اپنی خلاصہ یہ چاہا تھا کہ ہر دونوں میں سے جو چھوٹا ہے صادق کی زندگی میں ہی اس کا ہوتے ہو اور اسی بلکہ آٹھ میں شعر میں میں نے یہ کہا ہے کہ اسے سعدا توڑ بھیجے ہوتے ہو کہ وہاں ہے پس اگر تیری ذات کے ساتھ موت نہ ہو یعنی اگر تو مجھ سے اس مبالغہ کے میری زندگی میں ہی نام اور کہ مر نہ جائے تو یہ میں چھوٹا ہوں۔ اور چونکہ شعر میں صریح طور پر یہ اشارہ بھی کر دیا گیا ہے کہ سعدا

+ سعدا کی موت صرف ایک نشان نہیں بلکہ تین نشان ہیں ۱) اکی موت کی نسبت میری پیشگوئی (۲) میری موت کی نسبت میری یاد اس کی پیشگوئی کر گیا میں اس کی زندگی میں ہی مر جائوں گا (۳) اکی موت کی نسبت میری دعا قبول ہو گئی۔

نمونیا پلگ سے مرگیا کیونکہ طعنہ کا لفظ طاعون کی طرف اشارہ کرتا ہے اور بخلاء عربی زبان میں
فرخ زخم کو کہتے ہیں اور نمونیا پلگ کی یہی صورت ہوتی ہے کہ پھیپہہ زخمی ہو کر پھٹ
جاتا ہے اور اس میں فرخ زخم ہو جاتا ہے اور عجیب تر یہ ہے کہ جس زمانہ میں یہ پیشگوئی کی
گئی اس زمانہ میں اس ملک میں طاعون کا نام و نشان نہ تھا پس اس قادر علیم کو عمیق
و عمیق علم کا ایک نمونہ ہے کہ اس نے سعدا سد کی اس قسم کی موت کی اس وقت خبر دی جبکہ
یہ تمام ملک طاعون سے پاک تھا۔

اور یہ جو مذکورہ بالا اشعار میں خدا تعالیٰ نے یہ پیشگوئی فرمائی ہے کہ میری زندگی
میں ہی سعدا سد کی موت و زلت اور رسوائی کے ساتھ ہوگی یہ پیشگوئی پورے طور پر ظہور میں
آگئی اور نمونیا پلگ سے چند گھنٹہ میں ہی اسکا کام تمام کر دیا اور جنوری ۱۸۹۷ء کے پہلے
ہی ہفتہ میں وہ اس دنیا سے گزر گیا۔ مگر اس جگہ طبعاً سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایسی پیشگوئی کیوں
کی گئی تھی اور کیوں اسکی گاہکوں پر صبر نہ کیا گیا اس کا جواب یہ ہے کہ اس پیشگوئی سے چار برس
پہلے سعدا سد نے میری موت کی نسبت اور تمام جماعت کے مرتدا و منتشر ہونے کی نسبت پیشگوئی
اپنی کتاب شہاب ثاقب میں شائع کی تھی اور اس میں اس نے صاف طور پر لکھا تھا کہ یہ شخص کتاب
اور مفتی سے اس لئے وہ زلت کی موت کو مرگیا اور اسکی جماعت متفرق اور منتشر ہو جائیگی
اور بہت گند سے لفظ کے ساتھ میری ہلاکت کی خبر دی تھی اسلئے خدا تعالیٰ کی غیرت نے
جو وہ صادقوں کے لئے رکھنا ہے اسکی پیشگوئی کو اسی پر الٹا دیا بہت سعدا سد نے اپنی کتاب
میں جس کا نام اس نے رکھا ہے شہاب ثاقب بر مسیح کاؤب جس کے معنی ہیں کہ اس جو بڑے
مسیح پر آگ پڑے گی اور اس کو ہلاک کرے گی۔ میری نسبت یہ پیشگوئی کی تھی جو فارسی زبان میں
شعر میں اور وہ یہ ہیں -

اخذہم قطع زمین است بہر تو بے رونقی و سلسلہ ٹائے مزوری

اکنوت با صطلح شنانم ابتلا است آخر بروز شہر و بارین دار خامری

ترجمہ ان اشعار کا یہ ہے کہ وہ اپنی کتاب مذکور میں مجھے مخاطب کر کے لکھتا ہے کہ خدا کی طرف سے تیرے لئے مقدر ہو چکا ہے کہ خدا تجھے پریشانے گا اور تیری رگ جان کاٹ دیگا۔ تب تیرے مرنے کے بعد یہ جو باتیں اس سلسلہ تباہ ہو جائیگا اور اگرچہ تم لوگ کہتے ہو کہ ابتلا ہی آیا کرتے ہیں مگر آخر تو حشر کے دن اور نیز اس دنیا میں زبان کار اور نامراد مرے گا اور پھر بعد اسکے آیتہ **لَوْ تَقَوَّلَ عَلٰیٰ بَاطِلٍ لَّكٰهٍ مَّرْهٰنًا** کہتا ہے کہ تو ہر جگہ ذلت پائیگا اور اس جہان میں اور اس جہان میں تیرے لئے عزت نہیں۔

اس کے ان کلمات سے ظاہر ہے کہ وہ میری نسبت کیا آرزو رکھتا تھا۔ جسکو وہ ہزاروں حسرتوں کے ساتھ اپنے دل میں بیگیا یہ مقام نصفین کے بڑی غور کے لائق ہے کہ یہ دو طرفہ پیشگوئیاں مبالغہ کے طور پر تھیں۔ یعنی اس نے میری موت کی خبر دی تھی جسکو وہ خیال کرتا تھا جو اسکی زندگی میں ہی میری موت نہایت نامرادی سے ہوگی اور میری موت کے لئے وہ بہت دعائیں کرتا تھا اور اسکو یقین تھا کہ ایسا ہی ہوگا۔ دوسری طرف اسکی پیشگوئی سے چار برس بعد مجھے خدا نے خبر دی کہ وہ میری زندگی میں ہی ذلت کی موت سے مرے گا اور طاعون کی ایک قسم سے ہلاک ہوگا اور میں اپنی پیشگوئی کی تصدیق کیلئے اسکی موت کے بارے میں دعائیں کرتا تھا آخر خدا نے مجھے سچا کیا اور وہ میری پیشگوئی کے مطابق میری زندگی میں ہی جنوری کے پہلے ہفتہ میں ہی ہلاک ہوا اور جن حسرتوں اور ذلتوں کے ساتھ وہ مر گیا ان کا کون اندازہ کر سکتا ہے۔ درحقیقت ذلت کچھ تھوڑی نہیں کہ جسکی وہ موت چاہتا تھا اور جس کے لئے وہ اپنی پیشگوئی شائع کر چکا تھا اس کو نہ صرف زندہ چھوڑ گیا بلکہ لاکھوں انسانوں کو اس کے تابع رکھ گیا اور وہ جماعت جسکی بریادی اور تباہی کے لئے اس نے پیشگوئی کی تھی اسکی غیبت معمولی اور عجزانہ ترقی کو اس نے بچشم خود دیکھ لیا اور صرف اسی قدر نہیں بلکہ یہ بھی دعائیں کرتا تھا کہ اہام ان شئائک ہو الا بائز کے برخلاف اپنی بہت سی اولاد دیکھ لیگا۔ لیکن اسکی اولاد جو کہ مر گئی تھی اور یہ ایک دلخراش دکھ تھا جو اس نے بار بار دیکھا اور اہام ان شئائک ہو الا بائز کے بعد کوئی لڑکا اسکے گہرین پیدائہ ہوا اور صرف

وہ میٹھا جرمشگولی سے پہلے پیدا ہو چکا تھا اور رڑی عمر تک گھنچ گیا اور ایک شادی اور بیاہ کا نام تک نہیں چڑھایا۔ وہاں ہو
اس حسرت پر اس کے ایشیا کافی ہیں جو اسکی ایک مناجات میں ہیں چکی قاضی الحاجات سرخی ہو
اور وہ یہ ہیں :-

جگر گوشہ اداوی اسے بے نیاز دلے چند نان اگر دستی تو با
دل من بستم البیل شاو کن بلطف از غم رخصت آزاد کن
راز دلچ وادلام اسے دود الممن بود هر یک قرۃ العین من
جگر پار اسے گرفتند پیش زہجور شی شان ولم ریشش

ان درناک اشعار پر نظر ڈال کر ہر ایک شخص سوچ سکتا ہے کہ اولاد نہ ہونے اور مرد جانے
کس قدر جھڑپ اس کے دل میں میری ہوتی تھیں جن سے وہ نجات نہ پاسکا اور جیسا کہ اسکی کتاب
سے ثابت ہوتا ہے شہر میں ایک اپنی کثرت اولاد کیلئے اور میری سرت اور تیا ہی کیلئے
وہ دعائیں کرتا رہا آخر جنوری سن ۱۹۰۷ء کے پہلے ہفتہ میں ہی ان تمام عاؤں سے نامراد رہ کر چلے گئے
میں لہ حیاء میں نمونہ بیگ سے مرگیا اور وہ نہیں چاہتا تھا کہ میری زندگی میں اسکی موت ہو بلکہ یہ چاہتا تھا کہ اسکی
زندگی میں میری موت ہو اس بارے میں اس نے پیشگوئی بھی شائع کی اور وہ نہیں چاہتا تھا کہ میری اولاد ہو
یا میری جماعت ترقی کرے اور اپنی اولاد کی کثرت چاہتا تھا اور وہ نہیں چاہتا تھا کہ میرے سلسلہ کی کوئی مرد کے
مگر ان تمام آرزوؤں سے نامراد رہ کر اس ذات کے ساتھ مر گیا کہ کوئی مراد اس کی پوری نہ
ہوئی اور میں نے اسکو بار بار خبر دی تھی کہ اہام ایٹ شانڈلٹ ہو ا کلا بتر میں ابتر سے مراد خدا
کی یہی ہے کہ آئندہ وہ اولاد کا سلسلہ سپر بند ہوگا اور اس کا بیٹا بھی ابتر ہی مرے گا سوا اس نے کچھ
لیا کہ باوجود اس کے کہ پیش گوئی کے وقت سے بارہ سال تک وہ زندہ رہا اور دعائیں بھی کرتا رہا۔
لیکن بجز اس رشک کے کہ جرمشگولی کے وقت قریب پندرہ سال کا تھا اور کوئی اولاد اس کے گھر میں
نہ تھی اور جس سرت بھی ساتھ بیگیا کہ بیٹے کی شادی نہ کر سکا پس پیشگوئی کے مطابق یہ تمام محو
ذلتوں کا اس کے نصیب ہوا اور اسی سلسلہ کے بارے میں ایشیا مانغانی تین ہزار روپے پیشتر

اپ دیکھا چاہیے کہ اسکی ہر رازی اور سرت اور ذات کی موت کیسے اس پیشگوئی کے لئے کھل گئے کہ خدا ذات اور سوا کی اسکو موت دینا جیسا کہ اس
تھی۔ اذنی خفا فلسفہ بصادق۔ ان لہ قدرت بالجنی یا ابن یعان۔ یعنی تو نے سے سدا سدا ہی ظنی خفاشت سے نکلے است دکھ دیا۔ جس میں کوئی نہیں سمجھتا ہے کہ اسکی
میری موت نہ ہو۔ پس اس سے جگر زنت اور کیا ہوگی کہ وہ میری موت چاہتا تھا مگر میری زندگی میں مر گیا اور میری نامرادی چاہتا تھا مگر میری قاتل اور ترقی کو نہ دیا۔ منظر

پانچ اکتوبر ۱۸۹۵ء کو منو ۱۱ پر جو کتاب نواز اسلام کے ساتھ ملحق ہے خدا تعالیٰ سے الہام پا کر
مندرجہ ذیل عبارت میں لکھی تھی اور وہ یہ ہے۔

حق سے لڑنا رہ آخراے مہر دار نور کیجیے گا کہ تیرا کیا انجام ہوگا۔ اے خداوند تو مجھ سے
نہیں خدا سے لڑا ہے۔ بخدا مجھ جیسی وقت ۱۹ ستمبر ۱۸۹۵ء کو تیری نسبت یہ الہام ہوا ہے
ان شانک ہو اکابر۔ اس الہامی عبارت کا ترجمہ یہ ہے کہ خدا صمد جو تجھے ابتر کرتا ہے اور
یہ دعویٰ کرتا ہے کہ تیرا سلسلہ اولاد اور دوسری برکات کا منقطع ہو جائیگا البتہ اگر گز نہیں ہوگا بلکہ وہ خود
ابتر رہے گا۔

یاد رہے کہ یہ فقرہ کہ ان شانک ہو اکابر زبان عرب میں بغیر مقابلہ کے نہیں آتا۔ یعنی
اس فقرہ کیلئے یہ ضروری ہے کہ پہلے کسی نے ابتر کیا ہو پہلے اس کے مقابل پاسکو ابتر کیا جاوے پس
یہ فقرہ اس بات پر شاہد ہے کہ صمد بھی ابتر کرتا تھا اور میری نسبت چاہتا تھا کہ میں ہر ایک نصیر
برکات کے باعث بے رہ رہ سکے اور بدخوت ہو جاؤں اور میری نسل بھی منقطع ہو جائے پس جو کچھ
اُس نے خدا سے میرے لئے چاہا خدا نے اس کے ٹکڑے کر دیے۔ جیسے اسکے ابتر اور نامراد مرنیکے لئے
سبقت نہیں کہ وہ جیسے یہ چاہا کہ وہ میرے روبرو ہلاک ہو مگر جب اس نے ان باتوں میں سبقت
کی اور کہنے لگے کہ خورپانی کناشہ ہر اثاب سب میں میری موت کی نسبت پیش گوئی شایع کی اور
میرے دل کو ہایا اور مجھ کو سینے میں حد سے بڑھ گیا۔ تب جا رہیں جب جسے اُس کے لڑو دعا کی تو خدا نے
مجھ کو اسکی موت کی خبر دی اور نیز فرمایا کہ صمد جو تیرے ابتر رہنے کی پیشگوئی کرتا ہے وہ خود ابتر
ہوگا۔ مگر یہ تیرے نسل کو قیامت تک بھرکوں گا۔ اور تو برکات کو محروم نہیں ہوگا اور میں یہاں
نکستہ شہم ہو کر خدا وند کا کہ ہوشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈینگے اور ایک دنیا کو تیری طرف
دعوت دے گا مگر خدا صمد جو کہ سب کے باعث رہ کر تیری آنکھوں کے سامنے ظلمت کی موت ہو کر لگا
ہو گیا ہے یہی خود میرا ہے۔ یہ خدا کی پیشگوئی ہے جو اب نہیں کھنکھائی کہ یہ یقین صرف زبانی ہو نہیں تو

کون مخالف آج میری اس پیشگوئی کو مانتا۔ لیکن تیسام بائین آج سے بارہ برس پہلے میری کتابوں اور اشتہاروں میں شائع ہو چکی ہیں جن سے کسی مخالف کو گریز کی جگہ نہیں گروہی ہو جا اور شرم کو چھوڑ کر ابو جہل کی طرح روز روشن کورات کہتا ہے اور آفتاب کو جھپک رہا ہے بے نور قرار دیتا ہے۔ ایسا ہی اگر سعد الدین میری موت اور ذلت اور نیز میری جماعت کے تباہ ہونے کی نسبت اپنی کتاب شہاب ثاقب میں پیشگوئی شائع نہ کرتا تو اس وقت میری بات کو نہ سمجھتا نہ سمجھتا خدا کا شکر ہے کہ دونوں طرف سے مبالغہ کے رنگ میں پیشگوئی ان شائع ہو گئیں اور روز روشن کھل گیا کہ آخر کس کے حق میں خدا تعالیٰ نے فیصلہ کیا۔

اور یہ بھی یاد رہے کہ اگرچہ سعد الدین کی نسبت میری کتابوں میں بعض سخت لفظ پاؤ گے اور تعجب کرو گے کہ اس قدر سختی اس کی نسبت کیوں اختیار کی گئی مگر تعجب اس وقت فی الفور دور ہو جا دیکھا جب کسی گندی نظم اور شعر کو دیکھو گے۔ وہ بد قسمت اس قدر گندہ زبانی اور دشنام دہی میں ڈبہ گیا تھا کہ مجھے ہرگز امید نہیں کہ ابو جہل نے آنحضرت صلیع کی نسبت یہ بد زبانی کی ہو بلکہ میں یقیناً کہتا ہوں کہ جس قدر خدا کے بنی دنیا میں آئے ہیں ان سب کے مقابل پر کوئی ایسا گندہ زبان دشمن ثابت نہیں ہوتا جیسا کہ سعد الدین تھا اس نے مخالفت اور عناد کے کسی پہلو میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا تھا اور چڑھڑوں اور چاروں کو ہی وہ گندہ طریق گالیوں کا یا د نہیں ہو گا جو اس کو یاد تھا۔ سخت سے سخت الفاظ اور ناپاک سونا پاک گالیاں اس شدت اور بی حیائی سے اس کے منہ سے نکلتی تھیں کہ جب تک کوئی شخص اپنی جان کے پیٹ سے ہی بد طبیعت پیدا نہ ہو ایسی فطرت کا انسان نہیں ہو سکتا ایسے انسانوں سے سانپوں کے بچے ہی اچھے ہوتے ہیں۔ میں نے اس کی بد زبانی بہت صبر کیا اور اپنے تئیں روکا کیا لیکن جب وہ حد کو گزر گیا اور اس کے اندر دنی گنہگار نکل ٹوٹ گیا تب میں نیک نیتی سے اس کے حق میں وہ الفاظ استعمال کئے جو عمل چہاں تھے اگرچہ وہ الفاظ جیسا کہ مذکورہ الفاظ میں مندرج ہیں بظاہر کسی قدر سخت ہیں مگر وہ دشنام دہی کی قسم میں سے نہیں ہیں بلکہ واقعات کے مطابق ہیں اور میں ضرورت کی وقت لکھتے ہیں۔ ہر ایک

نبی علیم تھا مگر ان سب کو واقعات کو متعلق ایسے الفاظ اپنے دشمنوں کی نسبت ہمتال کرنے پر ہی
ہیں چنانچہ انجیل میں کس قدر نرم تعلیم کا دعویٰ کیا گیا ہے تاہم انہیں انجیلوں میں فقیہوں فریسیوں
اور یہودیوں کے علماء کی نسبت یہ الفاظ ہی موجود ہیں کہ وہ مکار ہیں فریسی ہیں مفسد ہیں سناہوں
کے بچے ہیں بھیڑیے ہیں اور ناپاک طبع اور خراب اندرون ہیں اور کنجریان ان سے پہلے بہشت
میں جائیں گی ایسا ہی قرآن شریف میں ذبیحہ وغیرہ الفاظ موجود ہیں پس اس طرح ہرے
کہ جو لفظ محل پر چسپان ہو وہ دشنام دہی میں داخل نہیں اور کسی نبی نے سخت گوئی سبقت
نہیں کی بلکہ جس وقت طبیعت کافروں کی بدگوئی انتہا تک پہنچ گئی تب خدا کے اذن سے
یا اسکی وحی سے وہ الفاظ انہوں نے ہمتال کئے۔

ایسا ہی تمام مخالفوں کی نسبت میری دستور عام ہے کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ میں نے
کسی مخالف کی نسبت اسکی بدگوئی سے پہلے خود بزبان میں سبقت کی ہو مولوی محمد حسین بٹالوی
نے جب جڑت کیساتھ زبان کھول کر میرا نام و حال رکھا اور میرے پر فتویٰ کفر لکھا کہ خدا
پنجاب ہندوستان کے مولویوں سے مجھ کو گالیوں دلوائیں اور مجھ کو یہود و نصاریٰ سے بدتر قرار
دیا اور میرا نام کذاب مفسد و حال مفتری و مکار ٹھکانا۔ فاسق۔ فاجر۔ فاین رکھا تب
نے میرے دل میں ڈالا کہ صحت میت کے ساتھ ان تحریروں کی مداخلت کروں۔ میں لسانی
جوش سے کسی کا دشمن نہیں اور میں چاہتا ہوں کہ ہر ایک کو بھلائی کروں مگر جب کوئی حد سے
بڑھ جائے تو میں کیا کروں۔ میرا انصاف خدا کے پاس ہے ان سب مولوی لوگوں نے مجھ
کو دیا اور حد سے زیادہ دکھ دیا اور ہر ایک بات میں منہی اور ٹھٹھا کا نشانہ بنایا۔ پس میں بجز
اس کے کیا کروں کہ یا حسنۃ علی العباد یا یا یتیمو من رسول اللہ کا جواب
یستتر یعون۔

یا در ہے کہ سعد امیر کے مقابلہ پر دو دفعہ مبارکہ کا نشانہ ہو چکا ہے پہلی تو انہیں
شعر و سخن انجام آختم میں میں لکھ چکا ہوں مبارکہ کے طور پر مینے دعا کی ہے کہ خدا اچھوٹے کو ہلاک کرے

چنانچہ ان مبالغوں کے شعرون میں سے ایک شعر یہ ہے

يَا رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا بِكَرَامَةٍ

یعنی اے خدا تو مجھ میں اور سعد اسد میں فیصلہ کر

يَا مَنْ يَرَى قَلْبَهُ وَكَلْبَ لِحَايِ

تو میرے دل کی حالت کو جانتا ہے

اور پھر سعد اسد کی نسبت دوسرا شعر یہ ہے

اَذِيَّتِي حُبًّا فَلَسْتُ بِمُبْتَازٍ

یعنی تو نے اے سعد اسد سخاوت کی راہ پر مجھے دیکھ دیا ہے میں جیسا ہوں گا اگر میرے سامنے زلت کے ساتھ تیری موت نہ ہو

پھر دوسری دفعہ جو میں نے سعد اسد کو مبالغہ کا نشانہ بنایا اس کا ذکر میری کتاب انجام اتھم کے صفحہ ۶۷ میں ہے اور اس دعوت مبالغہ میں کئی مولوی اور شامل ہیں جن کے ناموں کی فہرست انجام اتھم کے صفحہ ۶۹ سے صفحہ ۷۲ تک کتاب مذکور میں درج ہے اور دعوت مبالغہ میں تمہیدی عبارت صفحہ ۶۷ انجام اتھم پر چلی ہے۔

گواہ رہے زمین اور آسمان کہ خدا کی لعنت اس شخص پر کہ اس سال کھینچنے کے بعد مبالغہ کیسیہ چاہر ہوا اور نہ تکفیر اور تو میں کو پہچوڑنے ورنہ ٹھٹھا کرنے والوں کی مجلسوں سے الگ رہے اور اسے مومنوں پر اٹے خداتم سب کہو کہ آمین۔ اور کتاب انجام اتھم جس میں سخت معاذ لوگوں کو مبالغہ کیلئے بلایا گیا ہے اور ایسے لوگوں کی اس میں فہرست لکھی گئی ہے اس فہرست کے صفحہ ۷ کی پہلی سطر کو ہی دیکھو کہ پہلی سطر کے سر پر ہی اس قسمت سعد اسد کا نام درج ہے چنانچہ لکھا ہے۔ سعد اسد نو مسلم مدرسہ طوائف۔

اس بار پر تاج کے دن تک بارہ برس زمین میں رہے اور کئی دن گزر چکے ہیں پہرا کر بعد اکثر لوگوں نے زبان بند کر لی اور جو بد زبانی سے باز نہ آئے ان میں سے بہت کم جنوں سگے جنہوں نے موت کا مزہ نہ چکھا ہے کسی زلت میں گرفتار نہ ہوئے۔ چنانچہ تدریج بین دہوی حیران سب کا تہہ تہا جو دعوت مبالغہ میں دل اندھوں پر لاہی جیسے کی موت دیکھ کر بے پروائی میں نہ سمجھتے کہ یہ شبیہ خود کو جس کا نام دعوت مبالغہ ہے اس میں درج ہے اس کی دعوت اور بار بار دہرایا و پھر گویا تہہ تہہ

و عطا کرنا ایک شرط ہے اور ہر روز یا ہر ایک ساتویں دن حضرت عیسیٰ کی خدائی کے بار میں مدرسہ میں گمراہ کن نیوالی باتیں سنانا انکا طریقہ ایسے گوارا کر لیا کہ انکی چاکری اختیار کرے اور چونکہ عربی زبان میں ابتر مفہیم کو بھی کہتے ہیں یعنی ایسے مفلس کو جو سب اند وختہ کھو بیٹھے اس قسم کے ابتر ہونے کا مصداق ہی اپنے تئیں ثابت کر دیا کیونکہ اگر مالی برکت اسکو حاصل ہوتی تو وہ اپنے آخری دنوں میں پادریوں کے دروازہ پر گداگری اختیار نہ کرتا جو لوگ اپنے کالجوں اور سکولوں میں لازمی طور پر خلافت اسلام تعلیم دیتے ہیں کسی سچے مسلمان کا طریق نہیں کہ ان کی نوکری اختیار کرے۔

افسوس کہ یہ شخص خدا کا نام جو فوت ہو گیا ہے وہ بعض میری تقریری مباحثات ہی سن چکا تھا اور اسکو میری کتابیں دیکھنے کا بھی بہت موقع ملا تھا۔ مگر تعصب اور بغض ایک ایسی چیز ہے کہ وہ ان سے کچھ فائدہ اٹھا نہ سکا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وفات پانا کوئی مشتبہ امر نہ تھا خدا تعالیٰ قرآن شریف میں بیان کر چکا اور اسکا رسول معراج کی رات میں وفات یافتہ نبیوں میں اسکو دکھایا تھا دوسری طرف قرآن اور حدیث میں یہ بھی ثابت ہے کہ سب خلیفہ اسلام کے اسی امت میں ہی آئینے بند۔ حدیثوں میں یہ بھی آچکا ہے کہ نازل ہونے والا جیسے اسی امت میں سوسے۔ پہر ہی وہ قسمت سمجھ نہ سکا اور پہلی کتابوں اور احادیث صحیحہ میں بڑا نشان آخری مسیح کا یہ دیا گیا تھا کہ وہ دجال کے ظہور کے وقت آئیگا اور قرآن شریف نے ظاہر کر دیا کہ وہ دجال پادریوں کا فرقہ ہے جن کا دن رات کام تحریف و تبدیل ہے کیونکہ دجال کے یہی صف ہیں جو تحریف و تبدیل کر کے حق کو چھپانے والا ہو اور اسی کی طرف سورہ فاتحہ اشارہ کرتی ہے ایسا ہی قرآن شریف کی اس آیت سے کہ جَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ثابت ہوتا ہے کہ دجال عیسائیوں کے سوا کوئی علیحدہ نہیں ہو گا کیونکہ میکہ ظاہر اور سلطنت قیامت تمکین کے لئے مقدر ہے یا مسلمانوں کے لئے جو حقیقی متبع ہیں تو پرکون ایسا انداز یہ گمان کر سکتا ہے کہ ایک اور شخص جو حضرت عیسیٰ کا مخالف ہو اور ان کو نبی نہیں جانتا تمام زمین پر اپنا تسلط جلا

دجال کے لئے جو شخص اس کے اور نہیں کہ جو شخص دھوکہ دے والا اور گمراہ کن نیوالی اور خدا کے کلام کی تحریف کن نیوالی ہو اسکو دجال کہتے ہیں سو ظاہر ہے کہ یہ دوسری لوگ اسلام میں سب سے بڑے دھوکہ دہندگان ہیں اور فریجے کنز و جہر سے گمراہ کن لوگوں کا دجلہ اسقدر ہے کہ خود انہیں کو خدا بنا چکے کر دھوکہ دے کر خود کو مسیح موعود کہتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی پیشگوئی کے مطابق دوسرے کسی دجال کو نہ دیکھتے۔ جبکہ نہیں کیونکہ لکھا ہو کہ دجال اگر جہنم سے نکلا اور

جس قوم میں سے ہو گا وہ قوم تمام دنیا میں سلطنت کرے گی اور قیامت تک انکی طاقت اور قوت رہے گی پھر جبکہ یہ حال ہو تو کونسی زمین باقی رہے گی جس میں ہمارے ممالکوں کا فرضی دجال ظہور کرے گا۔ منسلک

ایسا خیال تو نصیر علی قرن ثریب کے خالف و ایسا ہی گریبا والی حدیث جو صحیح مسلم میں ہے
یعنی یہ کہ گریبا میں سے وہ خیال نکلتا ہے اس آیت مبارکہ کی تفسیر اور وہی ہے کہ اس
کو تہ میں کیونکہ جس مذکورہ انسان فتنہ کی خبر دی گئی تھی آخر کار وہ با حق ہوتا ہے نہ مہر
پیدا ہوا۔ انسان کی عقلندی کی یہی ایک علامت ہے۔
وہ جسے کہتا اور علامات جو پیدا ہوئے ہیں وہ کس چیز کو کہتا ہے کہ اس
کہ اس دن مقرر کر کے اس شخصیت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے۔
جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ دھڑکا تو وہ کیا ہے۔
نام رکھنا چاہتے ہیں یہ وقت قریب نہ دیر ہے اور ہر جیسے فریب ہے۔
اگر یہ وقت نہیں تو اس کے بعد تو وہی وقت نہیں۔

اسی طرح اہل بیت صحیحہ میں جو بعض ان کی بیٹی ہیں جن میں سے ایک نے
کے رماہ کو تھکے تھکے بیوی سے ہے۔ اس سے سب مانے پائے گئے ہیں اور ان کے
زمانہ ہے اور یہ دوسری حدیثوں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ان کے زمانے
قرآن شریف کی اس آیت سے بھی جو مفہوم ہوتا ہے جو یہ ہے کہ ان کے
عندک تبارک کاف سکتہ یجمعان دون۔ یعنی کہ ان کے ایک سال
ہزار سال کے برابر ہے۔ پس جب ان لوگوں کی کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے
اس سے یہ اشارہ نکلتا ہے کہ انسانی نسل کی حساب ہزار سال سے جس سے ہر
ظاہر کیا ہے کہ سورۃ النعہ کے بعد جس قدر سال گزرے ہوں وہ ان کے
نسل انسان کا ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد تک کچھ باندی رہا ہے۔
حساب قمری رکھتا ہے اور اس حساب سے وہی اس وقت تک نسل انسان کی عمر تھوڑی ہے۔
ختم ہو چکی ہے اور اب ہم ساتویں خازین ہیں اللہ ہی جانتا ہے کہ ان کے
انفولون میں مسیح موعود کتنے ہیں چھ ہزار کے مقرر ہیں یہاں جو ہے۔

ہے جسین آدم پیدا ہوا۔ اور ایسا ہی خدا نے مجھ پیدا کیا پس اس کے مطابق چھٹے ہزار میں میری پیدائش ہوئی۔ اور یہ عجیب اتفاق ہوا کہ میں مہولی دنوں کی رو سے ہی حمید کے دن پیدا ہوا تھا اور جیسا کہ آدم نرا ورما وہ پیدا ہوئے تھے عین ہی تو ام کی شکل پر پیدا ہوا تھا ایک میزے ساتھ لڑکی تھی جو پہلے پیدا ہوئی اور بعد میں اسکے مین پیدا ہوا۔ یہ تو وہ امور ہیں جو میری سوانح پر نظر کے غالب حق کو دلائل واضح دیتے ہیں۔ مگر سوائے اسکے ہزارہا اور نشان ہیں جن سے بظور نمونہ ہم کچھ لکھ چکے ہیں۔

بادست کہ یہ سے نشانہ ان کو سکر مولوی ثناء اللہ صاحب کی عادت ہو کہ اچھلی مذہب کے جوش سے نکار کیلئے کہتے جیسے پیش کرتے ہیں پتا خداس جگہ ہیں انہوں نے یہی ثناء اللہ علی و تحسین ان کے طور پر پورا پورا ہر فروری ششوار میں میری نسبت یہ لکھ دیا ہے کہ ہزارہا میں یہ صحت یاب ہونیکلی نسبت جو انکو الہام ہوا تھا کہ وہ ضرور صحت یاب ہو جائیگا مگر یہ صحت یاب ہونیکلی نسبت میں بجز اس کے کہ لغتہ اللہ علی الکاذبین مملوئی ہے اس صاحب میں بتا دین۔ اگر مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کے صحت یاب ہونیکلی نسبت الہام مذکور بارہ چکے سے تو بہرہ الہامات مندرجہ ذیل جو پرچہ اخبار بدر اور الحکم میں شائع ہو چکا ہے۔ نسبت سے یعنی کفن میں لپیٹا گیا۔ ۷۷ سال کی عمر آتا بقدر و آنا البیہ راجعون اس نے اچھا ہونا ہی نہیں تھا۔ ان المنا یا لا تطیش سہا مہا یعنی موزون کے نیرل نہیں سکتے

واضح ہو کہ یہ سب الہام مولوی عبدالکریم صاحب کی نسبت تھی۔ ہاں ایک خوب میں ان کو دیکھا تھا کہ گویا وہ صحت یاب ہیں مگر خواب میں تعبیر طلب ہوتی ہیں اور تعبیر کی کتابوں کو دیکھو۔ خوبوں کی تعبیر میں کبھی موت سے مراد صحت اور کبھی صحت سے مراد موت ہوتی ہے۔ اور کئی مرتبہ خواب میں ایک شخص کی موت دیکھی جاتی ہے اور اسکی تعبیر زیادہ عمر ہوتی ہے یہی حال ان لوگوں کا جو بڑے دیانت دار کہلاتے ہیں۔ جو ٹھہرے ہوئے سر بدتر دنیا میں اور کوئی بڑا کام نہیں ایسے

جھوٹ کو خدا نے جس کے ساتھ مشابہت دی ہے مگر یہ لوگ جس سے پرہیز نہیں کرتے ہمیں
 اس قدر وضاحت سے سعادہ کا مرنا پیشگوئی کے مطابق ثابت کر کے لکھا ہے مگر کیا سوچیں گے؟
 صاحب ان لہجے، نہیں بلکہ کوشش کریں گے کہ کسی طرح رو کر میں ان لوگوں کا خدا تعالیٰ سے
 ہے۔ نہیں دیکھتے کہ اگر یہ منصوبہ انسان کا ہوتا تو یہ برکات اسکے شامل حال نہ ہوتیں کیا کوئی
 ایماندار خدا عزوجل کی نسبت ان افعال کو منسوب کر سکتا ہے کہ ایک شخص کو وہ دعوت الہام
 کے بعد تیس تیس برس کی مہلت دی اور دن بدن اسکے سلسلہ کو ترقی بخشنے اور ایسے وقت
 میں جبکہ اسکے ساتھ ایک آدمی بھی نہیں تھا یہ بشارت اسکو دی کہ لا کہوں انسان تیرے سلسلہ
 میں داخل کئے جائیں گے اور کئی لاکھ روپیہ اور طرح طرح کے تحائف لوگ تجھ دینگے اور دور دور سے
 ہزار ہا لوگ تیرے پاس آئیں گے یہاں تک کہ وہ رہ گھر ہو جائیں گے اور انہیں گھر پر چاہیں گے جن لوگوں
 سے وہ آئیں گے تجھ چاہیں گے کہ انکی کثرت کی وجہ سے تو تھک نہ جائے اور ان سے باخدا ترقی نہ کرے
 خدا تجھے تمام دنیا میں شہرت دیگا اور بڑے بڑے نشان تیرے لئے دکھلانے گا اور خدا تجھے نہیں
 چھوڑے گا جب تک وہ رشد اور گمراہی میں رفت کر کے نہ دکھلاوے اور دشمنوں کو بھگا دینگے اور طرح
 کے کمزور فریب اور منصوبے ہمت ال کیلئے خدا انہیں نامراد کرے گا خدا ہر ایک قدم تیرے
 ساتھ ہوگا اور ہر ایک میدان میں تجھے فتح دیگا۔ اور تیرے ہاتھ پر اپنے نوکر پورا کر دیگا۔ تو یہاں
 ایک مذہب پر دنیا نے اسکو قبول کیا لیکن خدا اسے قبول کرے اور تیرے نور اور حملوں سے
 اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ میں اپنی چمکا رہی ہوں گا اور اپنی قدرت سنانے سے تجھے اٹھساؤں گا
 میں تجھے دشمنوں کے ہر ایک حملے سے بچاؤں گا اگرچہ لوگ تجھے نہ بچاویں۔ اگرچہ لوگ تیرے پیچھے
 کچھ پروانہ رکھیں مگر میں تجھے ضرور بچاؤں گا۔

یہ زمانہ کے الہام میں جس پر تیس برس سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے اور یہ تمام
 الہام براہین احتمل میں شائع ہو چکے ہیں جن کے شائع ہونے پر اب چھپیں برس سے
 زیادہ عرصہ گزر گیا اور یہ وہ زمانہ تھا جس میں مجھے کوئی بھی نہیں جانتا تھا کہ کوئی موافق تہا نہ لے

ہرگز میں اس زمانہ میں نہ تھا اور ایک اخذن الناس اور زانو گنمی میں پوشیدہ تھا
 ہوا سکے آہستہ آہستہ ترقی ہوئی اور جیسا کہ خدا تعالیٰ نے تمیں بتیس برس پہلے پیشگوئی
 کی تھی وہ ثابت ظہور میں آگئیں اور اب تک کئی لاکھ انسان قادیان میں اگر سلسلہ بیت
 بن کر نکل چکے ہوتے اور حقیقت اس کثرت سے لوگ بیت کیسے قادیان میں آئے کہ اگر کچھ
 یہاں رہا ہوتا تو انصار الخاق اللہ ولا تسلمون من الناس تو میں انکی ملاقاتوں سے
 لگتا ہے کہ وہ یہاں کاشہ طبعی طریق اخلاق کو بجا نہ لاسکتا مگر یہ خدا تعالیٰ کا فضل اور اسکی رحمت
 کہ اس زمانہ واقعات سے میں تیس برس پہلے مجھ کو ان واقعات کی خبر دیدی اور دیکھا تو ان کے
 بیت کے لئے تیس سو روپے کا ایک مالی فتوحات میں کئی لاکھ روپیہ آچکا ہے اور اس سے
 یاد دو روپہ سب سے ایک سو روپے میں اور بعض لوگ خطوط کے ذریعہ سے نوٹ بھیج رہے ہیں
 ان دنوں میں ہر کے قریب اس سلسلہ کی ہر ایک مد کا ماہواری خرچ ہے جس سے ظاہر ہے کہ ان
 دنوں میں ہر ماہ میں ہی اسی قدر ہے حالانکہ جس زمانہ میں ان فتوحات مالہ کی پیشگوئی براہین احمدیہ
 میں شائع ہوئی اس زمانہ میں کوئی شخص ایک پیسہ مالانہ ہی نہیں دیتا تھا اور نہ کوئی امید تھی
 وہاں پیشگوئی پر ہر بتیس برس گزر گئے اور اس زمانہ کی سب سے جبکہ سال میں ایک پیسہ ہی کسی طرف
 سے نہیں آتا اور نہ کوئی میری جماعت میں داخل تھا بلکہ میں اس تخم کی طرح تھا جو زمین کے اندر
 ڈال دیا گیا تھا اور میں اس میں جسکے شایع ہوئے پچیس برس گزر گئے خدا تعالیٰ نے میری
 بات کو سنا اور یہاں سے یہاں لے آیا۔ نصرت کا لکھ کر فی فرداً او انت خبیر
 انوار ہر ماہ ہر کار کہ سب سے بچا کبلا مت چھوڑ اس سے ظاہر ہے کہ میں اس وقت جب کہ
 یہاں پہنچا تھا اور یہ سلاہام برہین احمدیہ میں میری نسبت یہ ہے کہ گورج
 اخراج منتظا یعنی میں اس بچ لی طرح تھا جو زمین میں بویا گیا اور پھر الہامات میں بلکہ اس قصہ
 کے ہر ماہ میں دو سو سو ہزار لوگ جانتے ہیں کہ اس زمانہ میں حقیقت میں اس مردہ کی طرح تھا
 جو قبر میں صدمہ ہاں سے مدفون ہو... اور کوئی نہ جانتا ہو کہ کس کی قبر ہے سب سے خدا تعالیٰ کی

قد مت سنے وہ جلوے دکھلائے کہ اسی رستی پر ولالت کرتے ہیں۔

اور پھر خدا تعالیٰ نے اسی پر سن نہیں کئی صد ہزار عاقلین قبول کیا جنہیں دہنو کے

ملو یا اس کتاب میں دوج ہیں۔ ہر اک نے جو میرے پرستہ کر کیا اس میں میں نے فتح پائی اور فتح میری پہلے
مجھے خبر دی تھی کہ نیر دسمن خوب ہوگا اور ہر ایک نے جو مجھ سے مباہدہ کیا آخر خدا نے یا تو اسے ہلاک کر
یا اسے زندہ کر کے اس کو قیام ہوئی یا اس کی قطع نسل گئی اور ہر ایک جو میری موت چاہتا رہا اور

بدروانی کی آخروہ آپ ہی مرگیا۔ اور اسنے نشان خدا اسے میدی تاہم بدین دکھلائے کہ وہ شمار سے باہر ہیں۔ اب کوئی خدا ترس جس کے دل میں خدا کی عظمت ہے، کوئی دشمن، یا کوئی جیادوست مرے

یہ نبی اور خدا تعالیٰ کی سنت میں دخل سنبھال کر کت فصوص سکودہ جانتا ہے مگر وہ فقہری
سنت اور خدا تعالیٰ پر چھوٹا پل نہیں ہے۔ اس آرخدا تعالیٰ پر ہی سنت کا۔ یہ ہمیں بتا دیتا ہے کہ

کہ جب سلسلہ ہمارے شیعہ جواتر رہا ہے جس میں چار ہزار اب میں پڑھیں ہیں اور ہزار سال کے
تقریب عمر پہنچ گئی اور اس زمانہ پڑھنا بتیس سال کا ہو کر رہا ہے اور اب اس سے علاحدہ

ہوا اس نے چنی پر نرسن گوئیوں کے مطابق کہتے ہیں کیا کو میری طرف سے یہ بڑھینہ ختم ہو
تھا اس نے تاکہوں روپے مجھے عطا کئے اور ایک تھانہ اور فائدہ اس سے پہلے ہو رہا تھا

اور یہ ایک مہیا ہے جو کہ کھیتی باڑی اور صنعتی کاموں میں استعمال ہوتا ہے۔ یہ ایک خاص قسم کا مہیا ہے جس کی مدد سے کھیتی باڑی اور صنعتی کاموں میں بڑا کام آتا ہے۔

وہ جانتے ہیں کہ وہ اس پافٹہ کرتے ہیں جبکہ میں یہ سب نوافنون کی رائے میں نہیں برکت
خدا تعالیٰ رفقہ کرے آمین و ہر روز رات کو پانچ سو ایک کلام بناتا ہوں اور صبح کہتا ہوں

کہ یہ خدا کا کلمہ ہے اور پرائی کی بات نہ ہے۔ یہاں تک کہ یہ سب سے پہلے جو اپنے
 زعم میں حق کہتا ہے، اس کی بات نہ لے۔ یہاں تک کہ یہ سب سے پہلے جو اپنے

چونکہ کراچی کے باشندوں نے اس وقت تک کہ وہ اپنے ملک کو چھوڑ کر آئے تھے، ان کی زبان پر یہ نہ تھا کہ وہ ایک نیا وطن بنائے۔ ان کی زبان پر یہ نہ تھا کہ وہ ایک نیا وطن بنائے۔

اور ہر ایک پہلو سے اور ہر ایک مصیبت کے وقت میں میری مدد کرتا ہے کہ جب تک اسکی نظر
میں کوئی عداوت نہ ہو اسی مدد اسکی وہ کہی نہیں کرتا اور نہ ایسے نشان اسکے لئے ظاہر کرتا
ہے۔ پھر ہی اگر مولوں ثناء و الحمد صاحب جو آج کل ٹھٹھے اور منہسی اور توہین میں دوسرے
علماء سے بڑھے ہوئے ہیں اس گندے طریق سے باز نہیں آتے تو میں نجوشی قبول کرتا گا
اگر وہ مجھ سے درخواست مبالغہ کریں۔ لیکن امرت سرزمین یہ مبالغہ نہیں ہوگا۔ ابھی تک مجھے
وہ وقت بھولا نہیں جب میں ایک مجمع میں اسلام کی خوبیاں بیان کر نیکے لئے کھڑا ہوا تھا
اور ہر ایک کو معلوم ہے کہ اس وقت اس جگہ کے اہل حدیث نے میرے ساتھ کیا معاملہ کیا اور
کس طرح شور و کر کے اور پوری طور پر سفاقت دکھلا کر میری تقریر پر گرا دی اور جب میں سوار ہوا
تو انہیں اور پھر میری طرف چلائے اور حکام کی بھی کچھ پروا نہ کی۔ پس اسی جگہ مبالغہ کے لئے موزوں
نہیں مان قادیان موزوں ہے اور اس جگہ میں خود مولوی ثناء و الحمد صاحب کی عزت اور جان
کا۔ فتنہ دار ہوں اور آمد و رفت کا کل خرچ جو امرت سر سے قادیان تک ہوگا میں ہی
دیدوں گا۔ مگر یہ شرط ہوگی کہ دو گھنٹہ تک پہلے میں اپنی سچائی کے وجوہات انکوٹا ٹنگا۔
اور اگر وہ قادیان میں آنا گوارا نہ کریں تو اس طرح بھی مبالغہ ہو سکتا ہے کہ اس کتاب
حقیقۃ الہی میں جو کچھ میں نے اپنی سچائی ثابت کرنے کے لئے دیکھے ہیں انکی نسبت مولوی ثناء و الحمد
صاحب کا امتحان مبالغہ سے پہلے کر لوں گا اور وہ صرف دس سوال ہوں گے کہ متفرق مقامات کتاب
حقیقۃ الہی میں سے دریا ئست کئی بابیں لینگے تا معلوم ہو کہ انہوں نے بغور تمام کتاب کو دیکھ لیا
ہے پس اگر انہوں نے ان سوالوں کا جواب کتنا سب کے وقت دیدیا تو تحریری مبالغہ یا نہیں کی عرف
سے شائع ہو جائیگا۔ اگر اس طریق پر وہ رضی ہوں تو ایک نسخہ کتاب حقیقۃ الہی کا میں انکی طرف
 روانہ کروں گا اور روز کا جھگڑا اس سے فیصلہ پا جائیگا ورنہ کا اشتہار ہوگا کہ کتاب پھینکنے کے
بعد امتحان نہ کروہ ہٹا کر طیارہ کیسٹے انہیں دو ہفتہ تک مجھ سے ہلکتا مانگ لیں۔
میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ اور انکے دوسرے بھائی علماء میری نگذیب کے وقت

تجربہ بات ہے کہ جو دھرمیں صدی کے سر پر جھنڈ بکڑ میرے اوگڑنے لگے تو چوہے کے دھڑکے کیے تھے جب تک کہ وہ اب صدیق حسن خان بھونپال کو لکھتے تھے وہ سب صدی کے
اولی و ذوقین ہیں یا کسی ہو سکے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے اب تک میں نے صدی کا چارم حصہ پڑھ لیا ہے وہ اب صدیق حسن خان صاحب کو لکھتے ہیں کہ کتاب
الکفر میں سب سے پہلے کہ پچا محمد وہی ہو ہے کہ جو صدی کا چارم حصہ پڑھ لے۔ اب اسے سچا لکھو کسی بات میں تو انصاف کرو اور خدا سے معاملہ ہے۔ منہ

خدا تعالیٰ کی شریعت کی کچھ بھی پیدا نہیں کرتے بلکہ اپنی طرف سے ایک نئی شریعت بناتے ہیں۔ کہا سولوی کہلا کر نکو یہی تہ نہیں کہ وعید کی پیشگوئیوں کا تختہ جائز ہے اور جس کسی سے حق میں خدا تعالیٰ وعید کی پیشگوئی کرے اور وہ توبہ اور تضرع زاری کرے اور شوخی نہ دکھلاوے وہ پیشگوئی ٹل سکتی ہے جیسا کہ قوم کی تضرع اور زاری سے یوں ہی کی پیشگوئی ٹل گئی جس سے یوں ہی کوڑا اہلک پیشہ آیا اور وہ پیشگوئی کے ٹل جانے سے رنجیدہ تھا اسکو چھٹی کے بیٹ من ڈول دیا اور جب خدا تعالیٰ کے ایسے نعمات پر شک کرنے سے ایک مقبول نبی مرید عتاب ہوا اور یوں کہ قریب اسکی نسبت یسویٰ تو پھر ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جو خدا تعالیٰ سے عتاب ہر روت شوخیوں اور بے ایمانوں کے ساتھ خدا تعالیٰ کے ایسے نعمات سے انکار کرنے ہیں اور نہایت بیباکی سے بار بار کہتے ہیں کہ تمہاری نسبت پیشگوئی پوری نہیں ہوئی اور شرط کا ذکر ہی نہیں کرنے کیا یہی دینیت ہو گیا ہے یا نہاں ہے۔ یوں ہی کی پیشگوئی میں تو کوئی شرط نہیں تھی پہلے پر خدائے قوم کا تضرع اور گریہ و بکا دیکھ کر عذاب کو مائل دیا۔ اسی طرح سولوی شہناں صاحب احمد بیگ کے داماد کا بار بار ذکر کرتے ہیں کہ وہ پیشگوئی کے مطابق فوت نہیں ہوا اور انکو خوب معلوم ہے کہ وہ پیشگوئی دو شاخوں میں تھی۔ ایک شاخ احمد بیگ کی نسبت تھی جو احمد بیگ عین پیشگوئی کے مطابق میعاد کے اندر فوت ہو گیا سو افسوس کشن و اعدا اور دوسرے شاخ احمد بیگ کی فناء کا ذکر ہی نہیں کرتے اور دوسری شاخ کا ذکر کرتے ہیں یعنی یہ کہ اسکا داماد اب تک زندہ ہے۔

یہ ہے دیانت ان لوگوں کی جو سچائی میں آگئی اسکو چھپاتے ہیں اور کسی بھی انتظار ہے اسکو بصورت اعتراض پیش کر دیتے ہیں اور غلطی میں احمد بیگ ذکر کیا۔ وہی بت ہی پیشگوئی کی پیشگوئی کی طرح شرطی نہیں اور شرط کے الفاظ جو شلیع ہو چکے ہیں یہ ہیں۔

ایتمہا المرأة توبی فان البلاء علی عقبیک اے عورت توبہ کر تو بہ کر کیونکہ باری دھنر اور دھنر کی دھنر پر ہے۔ یہ خدا کا کلام ہے جو نیلے قریش ہو چکا ہے۔ پھر جبکہ احمد بیگ کی موت تو جو اس پیشگوئی کی ایک شاخ تھی اسکا غائب کے دلون میں سخت خوف پیدا کر دیا اور انکو خیال آیا کہ دوسری شاخ بھی

۴۔ یاد رکھو سولوی تھا، وہ نے صرف ان پیشگوئیوں پر اعتراض نہیں کیا بلکہ بعض فقرے کے طور پر جو جاسن خدی ہیں وہل سے میری پیشگوئیوں پر اور حملے ہی کے ہیں مگر چونکہ خدا تعالیٰ کا وہ سنا وہ جواب دہ ہے اسلئے اس کے فقراتوں کو کچھ بھی پروا نہیں۔ صنفہ

اسی وجہ سے مجھ پر آج یہ کہنا پڑا کہ اگر مولوی شاد اسد ترسری اپنی شوخیوں سے باز نہ ہوں آتا تو
 ہسکا یہی علاج ہے کہ مبالغہ کی درخواست کریں۔ یہی اسکی قسمتی ہے کہ چند متضاد حدیثوں پر ناز
 کر کے خدا تعالیٰ کے تازہ نشانوں سے انکار کرتا ہے اور وحید کی پیشگوئیوں کو عوام کو دھوکہ
 دینے کیلئے بار بار پیش کرتا ہے اور خود جانتا ہے کہ کہی وعید کی پیشگوئی کو مال دنیا سنت
 میں داخل ہے اس بات کو کون نہیں جانتا کہ صدقہ اور خیرات اور تضرع اور دعا سے رد بلا ہو
 سکتا ہے تمام نبیوں کا اس پر اتفاق ہے پھر اگر بلا الی پیشگوئی مل نہیں سکتی تو پھر رد بلا کے
 کیا معنی جوئے اور یا دوسرے کہ جس قسم کی سیح موعود اور مہدی مہود کی نسبت پیشین گوئی
 ہیں قدیم سے سنت اسد یہی ہے کہ ایسی پیشگوئیاں ابتدا اور امتحان کو خالی نہیں تھیں
 اور انہیں اجمال ہوتا ہے۔ یہ وجہ سے قبل از وقوع انکی اصل حقیقت سمجھنے میں دھوکہ پڑ سکتا ہے
 اور ان کے معنی آخر پر جا کر گھٹتے ہیں اسی وجہ سے یہود کو باوجود موجود ہونے پیشگوئی کے
 جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بار میں تھی یہ نصیب ہوا کہ یہ ان کے آدین۔ اگر اس پیشگوئی
 میں تصریح ہوتی کہ اس آخری رسول کا نام محمد ہوگا (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اسکے باپ کا نام عبد
 ہوگا اور اسکا مول کہ ہوگا اور اسکا ہجرت گاہ مدینہ ہوگا اور وہ موسیٰ نبی سے اتنی مدت بعد پیدا
 ہوگا اور بنی اسرائیل سے ہوگا اور بنی اسرائیل میں سے تو بدقسمت یہودی انکار کر کے دوسرے جنم
 نہ ہوتے۔ اور اگر حضرت عیسیٰ کی نسبت پیشگوئی میں تصریح بیان کیا جاتا کہ وہ الیاس نبی جس کا
 ان سے پہلے آسمان سے نازل ہونا ضروری ہے وہ بھی ذکر کیا کاٹھا ہوتا اور آسمان سے کوئی نازل
 نہیں ہوگا تو پھر بد بخت یہود حضرت عیسیٰ سے انکار کے کیوں و مزخ میں پڑتے۔ پس جبکہ ہمارے
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت جو پیشگوئی تھی وہ امتحان کو خالی نہیں تھی جس کے بارے میں تصریح نہ تھی
 مفید تھی اور عام مخلوق کے لئے نہایت ضروری تھی جبکہ اس پیش گوئی کے سمجھنے میں لوگوں نے
 ہٹو کریں کہ ان میں تو پھر دوسری پیشگوئیوں کے سمجھنے میں غلطی کرنا قرین قیاس ہے۔ اور ایسا ہی
 جو حضرت عیسیٰ کی نسبت پیشگوئی تھی وہ بھی امتحان کو خالی نہیں تھی تو پھر سیح موعود اور مہدی مہود

اسی وجہ سے مجھ پر آج یہ کہنا پڑا کہ اگر مولوی شاد اسد ترسری اپنی شوخیوں سے باز نہ ہوں آتا تو ہسکا یہی علاج ہے کہ مبالغہ کی درخواست کریں۔ یہی اسکی قسمتی ہے کہ چند متضاد حدیثوں پر ناز کر کے خدا تعالیٰ کے تازہ نشانوں سے انکار کرتا ہے اور وحید کی پیشگوئیوں کو عوام کو دھوکہ دینے کیلئے بار بار پیش کرتا ہے اور خود جانتا ہے کہ کہی وعید کی پیشگوئی کو مال دنیا سنت میں داخل ہے اس بات کو کون نہیں جانتا کہ صدقہ اور خیرات اور تضرع اور دعا سے رد بلا ہو سکتا ہے تمام نبیوں کا اس پر اتفاق ہے پھر اگر بلا الی پیشگوئی مل نہیں سکتی تو پھر رد بلا کے کیا معنی جوئے اور یا دوسرے کہ جس قسم کی سیح موعود اور مہدی مہود کی نسبت پیشین گوئی ہیں قدیم سے سنت اسد یہی ہے کہ ایسی پیشگوئیاں ابتدا اور امتحان کو خالی نہیں تھیں اور انہیں اجمال ہوتا ہے۔ یہ وجہ سے قبل از وقوع انکی اصل حقیقت سمجھنے میں دھوکہ پڑ سکتا ہے اور ان کے معنی آخر پر جا کر گھٹتے ہیں اسی وجہ سے یہود کو باوجود موجود ہونے پیشگوئی کے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بار میں تھی یہ نصیب ہوا کہ یہ ان کے آدین۔ اگر اس پیشگوئی میں تصریح ہوتی کہ اس آخری رسول کا نام محمد ہوگا (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اسکے باپ کا نام عبد ہوگا اور اسکا مول کہ ہوگا اور اسکا ہجرت گاہ مدینہ ہوگا اور وہ موسیٰ نبی سے اتنی مدت بعد پیدا ہوگا اور بنی اسرائیل سے ہوگا اور بنی اسرائیل میں سے تو بدقسمت یہودی انکار کر کے دوسرے جنم نہ ہوتے۔ اور اگر حضرت عیسیٰ کی نسبت پیشگوئی میں تصریح بیان کیا جاتا کہ وہ الیاس نبی جس کا ان سے پہلے آسمان سے نازل ہونا ضروری ہے وہ بھی ذکر کیا کاٹھا ہوتا اور آسمان سے کوئی نازل نہیں ہوگا تو پھر بد بخت یہود حضرت عیسیٰ سے انکار کے کیوں و مزخ میں پڑتے۔ پس جبکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت جو پیشگوئی تھی وہ امتحان کو خالی نہیں تھی جس کے بارے میں تصریح نہ تھی مفید تھی اور عام مخلوق کے لئے نہایت ضروری تھی جبکہ اس پیش گوئی کے سمجھنے میں لوگوں نے ہٹو کریں کہ ان میں تو پھر دوسری پیشگوئیوں کے سمجھنے میں غلطی کرنا قرین قیاس ہے۔ اور ایسا ہی جو حضرت عیسیٰ کی نسبت پیشگوئی تھی وہ بھی امتحان کو خالی نہیں تھی تو پھر سیح موعود اور مہدی مہود

یہ یاد رہے کہ یہ دعویٰ کہ احادیث سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا ثابت ہے بالکل جھوٹ ہے کیونکہ حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ مسیح آئیوا اسی امت میں سے ہوگا پس اس تکلف کی کیا ضرورت ہے کہ حضرت عیسیٰ کو

کی نسبت پیشگوئی کیونکر امتحان سے خالی ہو سکتی تھی کیا جیسا کہ سمجھا جاتا تھا اور جیسا کہ یہود کے علماء کا خیال تھا اور آجتک خیال ہے ایسا ہی نہیں دوبارہ حضرت عیسیٰؑ کو پہلے دنیا میں آگیا پھر کس طرح حضرت عیسیٰؑ کے دوبارہ آنے کی امید رکھی جاتی ہے ایسا مذاہن کی یہی علامت ہے کہ جب ایک موقع میں ایسا خیال جھوٹا ثابت ہو گیا تو پھر چاہیے کہ عمر بھر اس کا نام لین۔ یہودی امیدیں ایسا ہی دوبارہ آنے کے بارے میں کہان پوری ہو گئیں کہ اب مسلمانوں کی امیدیں پوری ہونے لگیں کہ لا یلدغ المؤمن من جحر واحد مرتین۔ سچ تو یہ ہے کہ ایسی عظیم الشان پیشگوئیوں کی حقیقت کو وہ زمانہ کہتا ہے جو ان کے ظہور کا زمانہ ہوتا ہے اور اس سے پہلے منتفی اور پیہر نگار لوگ خدا تعالیٰ کی پیشگوئیوں پر ایمان تو لاتے ہیں مگر انکی تغافل کو خدا کے حوالے کر دیتے ہیں اور جو لوگ اپنی طرف سے قبل از وقت دخل دیتے ہیں اور اس پر ضد کرتے ہیں وہی ٹھوکر کھاتے ہیں۔

(۴) بخارہ خدا تعالیٰ کے نشانوں کے جو میری تائید میں ظاہر ہوئے تو اب صدیق حسن خان وزیر ریاست بھوپال کے بارہ مین نشان ہے اور وہ یہ ہے کہ نواب صدیق حسن خان نے بعض اپنی کتابوں میں لکھا تھا کہ جب مہدی معبود پیدا ہوگا تو فیروز شاہ کے سلاطین گرفتار کر کے اُس کے سامنے پیش کئے جائیں گے اور یہ ذکر کرتے کرتے یہ بھی بیان کر دیا کہ چونکہ اس ملک میں سلطنت برطانیہ ہے اس لئے معلوم ہوتا ہے کہ مہدی کے ظہور کے وقت اس ملک کی سیال بادشاہ اسی طرح مہدی کے روبرو پیش کیا جائیگا۔ یا الفاظ تھے جو انہوں نے اپنی کتاب میں شائع کئے تھے جواب تک انکی کتابوں میں موجود ہیں اور یہی موجب لغات سمجھو گئے اور یہ انکی غلطی تھی کہ انہوں نے ایسا لکھا کیونکہ ایسے خونی مہدی کے بارہ میں کوئی حدیث ثابت نہیں بلکہ محدثین کا اتفاق ہے کہ جہشی غازی کے بارہ میں جس قدر حدیثیں ہیں کوئی بھی ان میں جبرج سے ظلی نہیں سب مغشوش اور صحت کے درجہ سے گری ہوئی ہیں البتہ صحیح موطا کے آئے کیلئے بہت سی حدیثیں موجود ہیں سو ان کے ساتھ یہ ہی الفاظ موجود ہیں کہ وہ جہاد میں

وفات پر قطعاً اللہ تعالیٰ نہیں اور رفع سما فی برکیوں زور دیتے ہیں کیا رفع روحا نہیں ہو کر آیت خود کہتی ہے کہ رفع روحا ہے کیونکہ خود کے بعد سکا ذکر ہے، درحضر اخص کیوں کرنے میں کہ بقیہ حاشیہ۔ اور حضرت عیسیٰ کے پاس بیٹھے دیبا تا اب ان کے فوت ہونے میں کیا شک رہا اور پھر دوسری طرف قرآن شریف صاف طور پر انکی وفات کی گواہی دیتا ہے کہ آیت فماتوا شیخی

اُس کے ساتھ مہدی ہی آن چائے نہ کیا یہ حدیث یاد نہیں رہی کہ لا مہدی الا عیسیٰ۔ منہ

کر لگا۔ اور کفار کے ساتھ کوئی لڑائی نہیں کر لگا اور اسکی فسق محض آسمانی نشانوں سے ہوگی
 چنانچہ صحیح بخاری میں مسیح موعود کی نسبت حدیث لصیغ الحروب موجود ہے یعنی جب مسیح موعود
 آئیگا تو جنگ اور جہاد کی رسم کو اٹھا دیگا اور کوئی جنگ نہیں کر لگا اور صرف آسمانی نشانوں اور
 خدائی تصرفات سے دین اسلام کو زمین پر پھیلائیگا۔ چنانچہ میرے وقت میں اب یہ آثار دنیا میں موجود
 بھی جو ہے ہیں اور یہی سچ ہے اور میں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مسیح موعود ہوں خدا نے مجھ پر حکم
 نہیں دیا کہ میں جہاد کروں اور دین کیلئے لڑائی کروں بلکہ مجھے حکم دیا ہے کہ میں دین کروں
 اور دین کی اشاعت کے لئے خدا سے مدد مانگوں اور آسمانی نشان اور آسمانی حملے طلب کروں
 اور مجھے اس خدائے قدیر نے وعدہ دیا ہے کہ میرے لئے بڑے بڑے نشان دکھائے جائیں گے
 اور کسی قوم کو طاقت نہیں ہوگی کہ میرے خدا کے مقابل پر جو آسمان کی میری مدد کرتا ہے اپنے
 باطل خداؤں کا کوئی نشان ظاہر کر سکیں۔ چنانچہ میرا خدا بتا کہ میری تائید میں صد نشان
 ظاہر کر چکا ہے۔

پس نواب صدیق حسن خان کا یہ خیال صحیح نہیں تھا کہ مہدی کے زمانہ میں جبر کے
 لوگوں کو مسلمان کیا جائیگا خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ لا اکراہ فی الدین یعنی دین اسلام میں
 جبر نہیں ہے ان عیسائی لوگ ایک زمانہ میں جبراً لوگوں کو عیسائی بناتے تھے مگر اسلام حبیبی
 ظاہر ہوا وہ جبر کے مخالف ہے جبراً ان لوگوں کا کام ہے جن کے پاس آسمانی نشان نہیں
 اسلام تو آسمانی نشانوں کا سمندر ہے کسی نبی سے اس قدر معجزات ظاہر نہیں ہو سکتے ہمارے
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کیونکہ پہلے نبیوں کے معجزات ان کے مرئیے کے ساتھ ہی مر گئے
 مگر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات اب تک ظہور میں آرہے ہیں اور قیامت تک ظاہر ہوتے
 رہیں گے جو کچھ میری تائید میں ظاہر ہوتا ہے دراصل وہ سب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات ہیں
 مگر کہانہ میں وہ پادری یا یہودی یا اور تو میں جو ان نشانوں کے مقابل پر شان دکھا سکتے
 ہیں۔ ہرگز نہیں! ہرگز نہیں!! اگرچہ کوشش کرتے کرتے مر ہی جائیں تب بھی

۱۴۔ بات قرین قیاس ہی ہے کہ جب مسیح کے نفس کی مملکت تو جبر کا فرخہ خود مرتے جائیں گے تو ہر باوجود موجود ہو اس پر معجزہ کے توارا تھا
 بالکل غیر معقول ہو ظاہر ہے کہ جب خدا تعالیٰ خود دشمنوں کو مارتا جائیگا تو پھر تمہارا اٹھانے کی حاجت ہی کیا ہے۔ ص ۳۵

ایک نشان ہی دکھلا نہیں سکتا کیونکہ ان کے مصنوعی خدا میں سچے خدا کے وہ پیرو نہیں ہیں۔
اسلام معجزات کا مستند رہی اس نے کسی جبر نہیں کیا اور نہ اسکو جبر کی کچھ ضرورت ہے۔

پہلی لڑائیوں کی صرف بنیاد یہ تھی کہ قریش نے مکہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بڑے بڑے ظلم کئے اور بہت سے صحابہ قتل کر دیے تھے اور ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ سے نکال دیا تھا پس وہ اپنے نہایت درجہ کی شرارت اور ظلم کی وجہ سے اس لایق ہو گئے تھے کہ ان کو ان جرایم کی سزا دی جائے پس بن لوگوں نے تلوار اٹھائی تھی وہ تلوار سے ہی ہلاک کئے گئے۔ ان نہایت درجہ کی رحمت سے ایک رعایت ان کو دی گئی کہ اگر وہ اسلام لا دیں تو ان کے جراثیم بخش دیئے جائیں گے اور یہ جبر نہیں ہے بلکہ انکی مرضی پر چھوڑا گیا تھا۔ اور کون ثابت کر سکتا ہے کہ ان کے ان جراثیم اور شرارتوں سے پہلوان پر تلوار اٹھائی گئی تھی۔ وہ نادان پارسی اور آریہ جن کو خواہ مخواہ اسلام سے ایک کینہ ہے محض افترا کے طور پر ایسی باتیں منہ پر مانتے ہیں اور نادان مولوی محض اپنی چہالت سے انکو مدد دیتی ہیں۔ یہ ہرگز صحیح نہیں ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے بلکہ کامل تعلیم کے زور سے پھیلا ہے اور نشانوں کے زور سے پھیلا ہے اسلام کے مقابل پر عیسائی مذہب کو اگر رکھا جائے تو صاف نظر آئیگا کہ اسلام ایک ایسا خدا پیش کرتا ہے جو اپنی تمام قدرتوں اور عظمتوں اور تقدسوں میں کامل ہے اور عیسیٰ بے تہ اور عیب فی مذہب ایک ایسا خدا پیش کرتا ہے کہ جو مخلوق اور کمزور اور عاجز ہے جو یہودیوں کے اٹھ سے طرح طرح کے ٹکڑے اٹھاتا رہا اور ایک گھنٹہ میں گرفتار ہو کر حوالات میں کیا گیا اور پھر آخر عیسائیوں کے عقیدہ کے موافق مصلوب ہوا۔ ایسا خدا دوسرے مشرکوں کے مصنوعی خداؤں کی نسبت کیا امتیاز رکھتا ہے اور نیز عقل کب تسلیم کر سکتی ہے کہ تمام مدار رحمت کا خدا کے پھانسی دینے پر ہے اور جب ایک مرتبہ خدا مر گیا تو پھر اسکی زندگی سے ان اٹھ گیا اور اس پر کیا تسلیم ہو کہ وہ پہلے نہیں مر گیا جو خدا ہو کر رہی سکتا ہے مگر پوچھا کرتا ہے کہ وہ کس کو سچا ہے گا جب پتھر نہیں سچا ہو سکا۔ مکہ کے آب پر تھوہر ہی حال تھا اور عیسیٰ مسیح کو کیونکر قبول کر سکتی ہے

یہ سوا ہزار نہیں تھی انکی بلکہ تیرہ ہزار تھیں بڑا کافروں کا نواح اقوام کے ظلم اور آریہ زبردستی پر جو یہودیوں اور بعد اس کے جب وہ لوگ سترہ لاکھ تھے ان کے مقابلہ کا ذات و دایاں پس پر جنگ دولت و فانی جنگ و جہاد پیش کر محض سزا دینے کی غرض سے تھی تا کہ عین فی مفسدوں سے پاک کی جائے۔ منظر

کہ ایک بیت اپنا تھ سے بنکر اُسکی پر جا کیجئے مسیحیوں کا خدا مفسر کون کے بتوں سے زیادہ کوئی قدرت
ظاہر نہیں کر سکا اور اسلام کا خدا ان سب پر غالب ہر عار غالب شوکتا غالب شوی۔ ہمارے خدا
کے معجزات عظیمہ نے جو زندہ خدا بطور معاینہ لوگوں کو یقین دلایا کہ خدا ہی خدا ہے جو اسلام
کا خدا ہے چنانچہ آج تک جو معجزات اسلام کا خدا ظاہر کرتا ہے اور کوئی شخص اس کے مقابل
کوئی معجزہ نہیں دکھلا سکتا۔

مگر چونکہ نواب صدیق حسن خان کے دل میں شک و یاس کا خیر تھا اسلئے انہوں
نے غیر قوموں کو صرف مہدی کی تلوار سے ڈرایا اور آخر کچڑے گئے اور نواب ہونے سے سوسل کے
گئے اور پڑی انکسار سے میری طرف خط لکھا کہ میں ان کے لئے دعا کروں تب میں نے اسکو قابل رحم
سمجھ کر اس کے لئے دعا کی تو خدا تعالیٰ نے مجھ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ میری سب سے اعلیٰ عزت بچاؤ
میں نے اطلاع بدریغ خط ان کو دیدی اور کئی اور لوگوں کو بھی جو ان دلوں میں مخالف تھے یہی
اطلاع صدی چنانچہ سبھلہ ان کے حافظ محمد یوسف ضلع دہلی حال پیشتر ساکن امرت سر اور مولوی
محمد حسین بٹالوی جن آخر کچھ مدت کے بعد انکی نسبت گورنمنٹ کا حکم آگیا کہ صدیق حسن خان کی
نواب کا خطاب ایام رہی گویا یہ سمجھا گیا کہ جو کچھ اس نے بیان کیا ایک مذہبی پورا خیال ہے۔
جو ان کے دل میں تھا بغاوت کی نیت ہمیں تھی۔

(۵) پانچواں نشان ایک پیشگوئی ہے جو سالہ ریویو آف ریلمینز بابت ماہ مئی ۱۸۵۷ء کے
ٹائٹل پیج کے آخری ورق کے پہلے حصہ میں درج ہے اور وہی پیشگوئی اخبار بدریغ نمبر ۱
مورخہ ۱۰۔ مئی ۱۸۵۷ء میں مندرج ہے اور ایسا ہی وہی پیشگوئی اخبار الحکم مورخہ ۵۔ مئی ۱۸۵۷ء
اور نیز پرچہ حکم مورخہ ۱۰۔ مئی ۱۸۵۷ء میں مع تشریح درج ہو کر شائع ہو چکی ہے چنانچہ پہلے
ہم اس پیشگوئی کو اس جگہ لکھتے ہیں جو سالہ مذکورہ اور دونوں نمبروں میں درج ہو چکی ہے
+ نواب صدیق حسن خان یہ جو یہ ابتلا پیشتر آیا وہ وہی سیری ایک پیشگوئی کا نتیجہ ہے جو بلا میں احمدیہ میں درج ہے
انہوں نے سیری کتب برامین احمدیہ کو چاک کر کے وہاں سجایا تھا سینور عالم فاضل کراچی عزت چاک کر دیا سوسایا ہی غور میں آیا۔

اور بعد میں جس طرح وہ پوری ہوئی اُسکو لکھیں گے۔ اور وہ پیشگوئی مع اُسی زمانہ کی تشریح کے یہی۔
 اہامہ مثنیٰ سنۃ پھر ہمارائی تو اُسے تلج کے آنے کے دن تلج کا لفظ
 عربی ہے اس کے معنی ہیں کہ وہ برف جو آسمان سے پڑتی ہو اور شدت سردی کا موجب ہوتی
 ہے اور باش اُس کے لوازم میں سے ہوتی ہے اُسکو عربی میں تلج کہتے ہیں ان معنوں کی
 بنا پر اس پیشگوئی کے یہ معنی معلوم ہوتے ہیں کہ بہار کے دنوں میں بہارِ ملک میں خدا تعالیٰ
 غیر معمولی طور پر یہ آفتین نازل کریگا اور برف اور اس کے لوازم سے شدت سردی اور کثرتِ باش
 ظہور میں آئیگی (یعنی کسی حصہ دنیا میں جو برف پڑے گی وہ شدت سردی کا موجب ہو جائیگی) اور
 دوسرے معنی اسکے عربی میں اطمینانِ قلب حاصل کرنا ہے یعنی انسان کو کسی امر میں ایسے لایں
 اور شواہد پیش آجائیں جن سے اُس کا دل مطمئن ہو جائے اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ ظانِ شہرِ حبیب
 تلجِ قلب ہو گئی یعنی ایسے دلائل قاطعہ بیان کئے گئے کہ جن کیل اطمینان ہو گیا اور یہ لفظ کہی
 خوشی اور راحت پر ہی استعمال کیا جاتا ہے جو اطمینانِ قلب کے بعد پیدا ہوتی ہے۔ یہ تو ظاہر ہے
 کہ قلب ان کا دل کسی امر میں پوری تلی اور یقینیت پالتا ہے تو اسکے لوازم میں سے ہے کہ خوشی اور
 راحت ضرور ہوتی ہے۔ غرض یہ پیشگوئی ان پہلوؤں پر مشتمل ہے اس پیشگوئی پر غور کرنے سے ہم
 صروردی طور پر اس بات کو محسوس کرتا ہوں کہ اگر خدا تعالیٰ کے نزدیک اس جگہ تلج کے دوسرے
 معنی ہیں یعنی یہ کہ ہر اکیشہ اور شک کو دور کرنا اور پوری تسلی بخشنا تو اس جگہ اس فقرہ سے
 یہی مراد ہوگی کہ چونکہ گذشتہ تو نہیں لڑائی کی نسبت کج طبع لوگوں نے شبہات بھی پیدا کئے تھے اور تلج
 قلب یعنی کلی اطمینان سے محروم رہ گئے تھے اسلئے بہار کے موسم میں ایک ایسا نشان ظاہر ہو
 جس سے تلجِ قلب ہو جائیگا اور گذشتہ شکوک و شبہات بکلی دور ہو جائیں گے اور محبتِ پوری
 ہو جائیگی۔ اس اہام پر زیادہ غور کرنے سے یہی قرین قیاس معلوم ہوتا ہے کہ بہار کے دنوں تک
 نہ صرف ایک نشان بلکہ کئی نشان ظاہر ہو جائیں گے اور جب بہار کا موسم آئیگا تو اس قدر متواتر نشانوں
 کے وجہ سے دنوں پر اثر ہوگا کہ مخالفوں کے مُنہ بند ہو جائیں گے و حق کے طالبوں کے دل

پوری تسلی پائیں گے اور یہ بیان اس بنا پر ہے کہ جب شیلج کے معنی تسلی پانا اور شکوک اور شبہات سے رہا ہو جائے سمجھ جائیں لیکن اگر برف اور بارش کے معنی ہوئے تو خدا تعالیٰ کوئی اور سماوی آفت نازل کریگا واللہ اعلم بالصواب

یہ پیشگوئی جو جمع تشبیح رسالہ ریویو آف الیمینز اور پریچر اخبار پڑا اور الحکم میں اس کے ظہور سے نو ماہ پہلے لکھی گئی تھی اور ظہور کیلئے بہار موسم معین کیا گیا تھا۔ نصف اول سے پوری ہو گئی یعنی جب عین بہار کا موسم آیا اور باغ پہلو اور شکوفوں سے پہر گئے تب خدا تعالیٰ نے اپنا وعدہ اس طرح پورا کیا کہ کشمیر اور یورپ اور امریکہ کے ملکوں میں برف باری حد سے زیادہ ہوئی جسکی تفصیل ابھی ہم انشا اللہ چند اخباروں کے حوالہ سے لکھیں گے لیکن اس ملک میں جو حبشہ و پیشگوئی کے خاص اس حصہ ملک میں وہ شدت سردی اور کثرت بارش ہوئی کہ ملک فریاد کرتا اٹھا اور ساتھ ہی بعض حصہ اس ملک کے اس قدر برف پڑی کہ لوگ حیران ہو گئے کہ کیا ہوتا ہے چنانچہ آج ہی ۲۵ فروری ۱۹۰۱ء کو ایک خط بنام حاجی عمر طرار صاحب (جو باشندہ کشمیر ہیں اور اس وقت میرے پاس قادیان میں ہیں) عبد الرحمن ان کے بیٹے کی طرف سے کشمیر سے آیا ہے کہ ان دنوں میں اس قدر برف پڑی ہے کہ تین گز تک زمین پر چڑھ گئی اور ہر روز ابر محیط عالم ہے یہ وہ امر ہے کہ کشمیر کے رہنروائے اس سے حیران ہیں کہ بہار کے موسم میں اس قدر برف کا گرنا خارق عادت ہے۔ اور جس قدر اس ملک میں بارش ہوئی اسکی شہادت چند اخباروں کے حوالہ سے ذیل میں درج کرتے ہیں:

اول اخبار مجامع لاہور ۲۱۔ فروری ۱۹۰۱ء سے بطریق اختصار لکھا جاتا ہے چنانچہ اخبار مذکور کے دوسرے صفحہ میں بارش کے یہ حالات لکھے ہیں۔

لاہور میں یہ حال ہے کہ دو ہفتہ سے زیادہ عرصہ سے بادل بھیجے لگے ہیں اور لوگوں کو بجائے خوش کرنے کے پریشان کر رہے ہیں دور و زبک آسمان باج شمس وغالی تھا اور معلوم ہوتا تھا کہ شاید بس کر گیا لیکن اتوار اور سوموار کی درمیانی رات کے کچھ نصف حصہ میں

بارش اس زور اور ایسے افراط سے ہوتی کہ لوگ بسترون پر لیٹے ہوئے تو بہ الامان پکارتے تھے اور حیران تھے کہ کہیں خدا نخواستہ بارش کی رحمت تبدیل برحمت نہ ہو جائے اس کے ساتھ بجلی بھی خوب چمکی اور آنکھوں کو خیرہ کرتی تھی اور اس کے ساتھ بادلوں کی گرج اور رعد کی کڑاک دلوں کو دہلا رہی تھی اور کچھ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ خداوند کو کیا منظور ہے یہ موسم اور یہ بارش زمینی لحاظ سے نہایت مفید اور مبارک ضرور ہے لیکن آخر اس کی کچھ حد ہے مثل مشہور ہے کہ افراط ہر ایک چیز کو بھی خراب کر دیتی ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ جس بارش کو لوگ غیر مستہ قیسمت سمجھتے ہیں اور لاکھ لاکھ شکر کرتے ہیں رحمت کی رحمت نہ بن جائے اور فصلوں کی جڑھوں کو اکھاڑ کر نیست و نابود کر ڈالے اور نشیب کی زراعتیں قریا برباد ہو جائیں اور تمام اسید و دن پانی پر جائے سب لوگ مار و حیرت کے دم بخود ہیں اور کہتے ہیں کہ نہ معلوم پروردگار کی مرضی کیا ہے کون آدمی دم مار نیکی جرات کر سکتا ہے انسان سوچتا کچھ ہے اور پیش اور ہی کچھ آتا ہے تعجب کی بات ہے کہ چند روز قبل چڑیا کی قسم کے چوٹے چھوٹے پند بڑے شوق سے پانی میں نہاتے ہوئے دیکھتے گئے باوجود سردی کی تیزی اور جانوں کی شدت کے یہ جانور پانی میں اس طرح نہاتے تھے کہ دیکھ کر تعجب ہوتا تھا کہ ان کے اندر اتنی گرمی کبھی پیدا ہو گئی ہے اور تجربہ کار لوگ اس سے بارش کی افراط کا نتیجہ نکالتے تھے۔ چنانچہ یہ خیال واقعی صحیح ثابت ہوا ہے بادل اس وقت تک آسمان پر بدستور مٹلاتے ہیں اب تو سب لوگ چاہتے ہیں کہ بارشیں بند ہو اور دھوپ کی صورت نظر آوے قلت بارشوں سے توصف غیر زہری فصلوں کا نقصان تصور ہے حالانکہ اس موسم میں مسلسل بارشوں سے ٹہری اور غیر ٹہری دونوں قسم کی فصلوں کے نقصان کا خوف ہوتا ہے۔ اب کوئی ضلع نہیں ہے جہاں زیادہ بارشوں کی ضرورت بیان کی جائے۔ سرکاری رپورٹ میں بتلایا گیا ہے کہ ضلع گڑگاؤہ میں پچھلے ہفتہ بعض حصوں میں اوسے پڑنے سے فصلوں کا کچھ نقصان ضرور ہوا۔ آج رات کی بارش میں گرج اور کڑاک بھی تھی لیکن بارلوں کا زور بدستور نظر آ رہا ہے۔ اس قدر بارش سے شہر کے مکانات کیلئے بھی نقصان کا اندیشہ غالب ہے۔ نہ ٹھکوں کے پرچھے اٹھ گئے ہیں کینکر کی ٹھکریں کچھڑے

اس سے ثابت ہے کہ بارش ایک عالمگیر بارش تھی اور اس میں امداد غارت حیرت بھی نہ تھا کہ بارش کے موسم میں اس قدر بارش ہونی کہ ہر قسم کو بھی نقصان نہ ہو جائے۔

یہی تھا کہ باوجود یہاں کے موسم کے عام طور پر تمام ملک میں بارش ہو گئی حالانکہ برسات کے دنوں میں بھی ایسا نہیں ہوا۔ منہ

دل دل ہو رہی ہے۔ میدانوں میں پانی ہی پانی نظر آتا ہے تمام اشجار تہاٹے دھوئے مثل گولہن کے خوبصورت اور سنہرے نظر آتے ہیں گویا کہ نئی پوشاک میں پہنائی گئی ہیں ان آیام میں ایسی بارشیں سالٹے دھار کے بعد نصیب ہوتی ہے [اس فقرہ میں اس اخبار نے گواہی دی کہ بارش غیر معمولی ہے] حق یہ ہے کہ موسم گرما کے یام برسات میں ہی ایسی بارشیں بہت کم دیکھی گئی ہیں اس پروردگار پرمانہا کے عجیب و غریب کرشمے ہیں کہ یہ موسم اور یہ حالت۔

واضح ہو کہ یہ ایک ہندو صاحب کا اخبار ہے جو ہر سے نکلتا ہے اور محض خدا تعالیٰ نے میری پیشگوئی کی شہادت کیلئے اس کے قلم و زبان سے یہ رست رست بیان نکالا ہے۔

اور پھر اسی پرچہ اخبار عام ۲۶- فروری سنہ ۱۹۷۱ء میں یہ خبر اخبار کے صفحہ ۶ میں لکھی ہے

”گرچہ اس سال موسم سرد کچھ شست دکھائی دیتا تھا اور یہ امید منقطع ہو گئی تھی مگر“

”آخر ایام جنوری (یعنی موسم بہار) میں اپنا رنگ چمایا اور نگارنگ کے دانت دکھائے“

”شروع کر دئے۔ اس مہینہ میں موسم سرد نے ایسی تعجب انگیز حالات کہی نہیں دکھائے“

”متھے، غیر جنوری سے اس وقت تک یہ نوبت ہوئی کہ لوگ پناہ مانگنے لگے کہی“

”بارش اور کہی برفباری اور کہی زلزلہ دنگی پہر بادلوں کا انبار ہر وقت برف پوش“

”نظر آتا ہے سورج اور دھوپ دیکھنے کو لوگ ترس رہے ہیں کوئی دن خالی نہیں جاتا۔“

”کہ برف ڈھرتی ہو رہی ہے ڈھرتی ہون اور اگر یہ نہ ہو تو بارشیں ٹھنڈی ہوتی ہے“

”اور بعض وقت ڈھو اندا ر بادلوں کی وجہ سے دن کے وقت اندھیرا ہو جاتا ہے“

”اور بغیر روشنی کے کام نہیں ہوتا اور سردی کا وہ عالم ہے کہ رات کے وقت اگر پانی“

”کسی جگہ پڑا رہ گیا تو فجر کو خشک ہو جاتا ہے آجکل پانی بغیر گرم کر نیلے پایا نہیں جاتا اور“

”اس وقت سارا برف کے چاروں طرف شملہ کے اور کچھ نظر نہیں آتا۔ تمام اشجار مٹکا“

”برف سے برف پوش ہیں اور سردی بہت سخت ہے اور پھر اسی اخبار میں ہے کہ اس ملک میں“

۱۰ بارش عام ہے جن مقامات میں اکثر بارش کی شکایت دہتی تھی وہاں ہی ہو گئی۔
 اور اخبار چاسوس آگرہ پرچہ ۱۵۔ فروری سنہ ۱۹۰۶ء کے صفحہ ۲ میں لکھا ہے کہ
 ۶ فروری سنہ ۱۹۰۶ء کو شام کے وقت کان پور میں سخت بارش ہوئی طوفان برق آیا اور یہی الہ
 باری ہوتی کہ ریل بند ہو گئی۔

۱۱ اخبار اہل حدیث امرتسر ۲۳ فروری سنہ ۱۹۰۶ء مطابق ۸ محرم الحرام سنہ ۱۳۲۵ء صفحہ گیارہ
 میں لکھا ہے کہ اس ہفتہ میں فوج میں بکدگل پنجاب میں، شمس کا سلسلہ لگا آ رہا۔ ۱۹ کی شب کو سخت
 ٹہلہ باری ہوئی۔ کرشن بھی قادیانی کو الہام ہوا ہے آسمان ٹوٹ پڑا۔ فرمایا کچھ معلوم نہیں کہ کیا
 ہونے والا ہے۔ (یہ الہام اتنی پیمبری ٹھٹھا ہے وسیع علم الذین ظلموا ایّ مفلیقین
 بہر حال ہمارے اس مخالف نے گواہی دی کہ اس ہفتہ میں کل پنجاب میں سلسلہ بارش برابر لگا رہا ہے
 اور ہر ایک کو معلوم ہے کہ ۲۲ فروری عین بہار کا موسم ہے۔ اور جس نے یہ گواہی دی کہ الہام مذکورہ
 اور رسالہ حکمت لاہور ۵ فروری سنہ ۱۹۰۶ء میں لکھا ہے کہ دارجیلنگ میں ہر روز
 بارش ہو رہی ہے اور طوفان رعد آیا۔

۱۲ اخبار نیس اعظم مراد آباد کے پرچہ ۱۹ فروری سنہ ۱۹۰۶ء میں لکھا ہے کہ ایک ہفتہ
 تک بارش ہوتی رہی اور لے ہی گرے۔

۱۳ پرچہ اخبار آزاد انبالہ سورج ۱۶ فروری سنہ ۱۹۰۶ء کے صفحہ ایک میں لکھا ہے کہ دہلی میں
 اس دن تک برابر بارش ہو رہی ہے اور اگلے ہی پڑے۔

۱۴ پیسہ اخبار سورج ۲۳ فروری سنہ ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۱ میں لکھا ہے کہ ستواترا اور کشمیر بارش سے
 بنگال کی فصل ٹھیکہ کو نقصان پہنچا۔ پیسہ اخبار ۲۹ فروری سنہ ۱۹۰۶ء میں بھی لکھا گیا ہے
 کہ مدہ اس میں معمول سے زیادہ بارش ہوئی۔

۱۵ پہلے مسکیز میں سنہ ۱۹۰۶ء صفحہ ۱۱ میں لکھا ہے کہ امرتسر میں سردی کی وجہ پرچہ اور سلسلہ برسنے
 کا شروع ہے۔

اخبار چار لاہور ۲۶ فروری ۱۹۰۷ء میں لکھا ہے کہ بارش ہو لوگ تنگ آ گئے ہیں۔

روزانہ پیسہ اخبار مورخہ ۱۵ فروری ۱۹۰۷ء صفحہ ۵۔ آرد۔ چار روزے سے برابر رحمت کر

جٹری لگی ہوئی ہے ہو ہو موسم برسات کی کیفیت نظر آتی ہے مخلوق گدگداتی ہے اور تر تو
کوڑیں رہی ہیں۔

روزانہ پیسہ اخبار ۲۷ فروری ۱۹۰۷ء صفحہ ۵ میں لکھا ہے۔ کئی دن سے بارش ہو رہی تھی کل دوبارہ ٹہری اور
پانی پڑا سردی بڑھ گئی اور ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے ٹکڑوں کی حالت تباہ ہے۔

ایخبار میں جو چھنے اس پیشگوئی کے پورے نیک ہو اس کا بارش وغیرہ
ہونے پر متوقف تھی ان کے گواہان کہتے ہیں اور اگر ہم چاہتے ہیں تو اخبار اس پیشگوئی
کی تصدیق کیلئے پیش کر سکتے تھے گر میں جانتا ہوں کہ اس قدر اخباروں کی شہادت کافی ہے
اور ملک خود جانتا ہے کہ اس موسم بہار میں یہ غیر معمولی بارشیں من جن کے علم سے پہلے ہی آگئی تھیں
کو ہی نہیں تھا بلکہ بارشوں اور طوفان وغیرہ کی پیشگوئی کرنے والے ہو کہ ٹھنڈی ہوا
مقرر ہیں جو اس کام کیلئے بڑی بڑی بہاری نہواہیں پاتے ہیں وہ پیشگوئی کو جتنے سے
بارش سے زیادہ نہیں ہوگی چنانچہ چپ اخبار سول اینڈ بلڈری گریٹ لاہور مورخہ ۲۷ فروری
میں اس رائے کو دیکھو جو انہوں نے آئندہ موسم کے لئے لکھا ہے۔

اور اس پیشگوئی کا ظہور بارش سردی کے متعلق صرف اس پہلو سے نظر نہیں
نہیں آیا کہ غیر معمولی بارش اور غیر معمولی سردی بہار کے موسم میں پڑگئی بلکہ اس دوسرے پہلو سے
بھی پیشگوئی کا ظہور ہوا کہ اس بہار میں عام طور پر تمام ملک کے حصوں میں بارش ہوگئی اور جن
انہوں میں بارش سے ہمیشہ ترستے ہو وہ ان ہی ہو گئی پس ہر ایک شخص جو عقل اور حیا اور
انصاف اور خدا ترسی سے کام لیگا وہ بلا تامل بات کا اقرار کر لیا کہ یہ فارق عادت اور
غیر معمولی تھا جسکی خدا تعالیٰ نے پہلے سو خبر دی تھی اور اس ملک میں ایسے حالات کے پیش
از وقت ظاہر کر چکے لیکن گورنمنٹ انگریزی میں ایک مسئلہ مقرر تھا اور منجم ہی تھے مگر کسی نے غیر

نہیں دی کہ موسم بہار میں غیر معمولی بارشیں ہوں گی اور برف پڑے گی صرف اس خدانے ہی خبر دی جس نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سب فیون کے آخر میں بھیجا تاہم قوموں کو بچے جھنڈے کے نیچے اکٹھا کرے۔

یہ حصہ تو کثرت بارشوں کے متعلق ہے اب ہم اس حصہ کو بیان کرتے ہیں جو برف گرنے کے متعلق کسی قدر پہلے ہی ہم لکھ چکے ہیں تا معلوم ہو کہ یہ پیش گوئی اس ملک کا خاص نہیں رہی بلکہ دوسرے ممالک میں بھی اس نے خارق عادت رنگ دکھلایا ہے اور وہ یہ ہے۔

امبار وکیل امرتسر مورخہ ۷ فروری ۱۹۷۹ء صفحہ ۲ میں جو ۲۳ رزی الحجہ ۱۳۹۹ھ کے مطابق ہے یورپ کی موسمی حالت کے متعلق مندرجہ ذیل حال لکھا ہے:-

بعض ممالک یورپ میں اس سال سڑی کی ایسی شدت بیان کی جاتی ہے کہ سنیں باغیہ میں اس کی کوئی نظیر شاید ہی ملے۔ چنانچہ بلجیم میں مقیاس الحرات صفر سے بھی زیادہ نیچے چلا گیا ہے۔ برلن میں نقطہ انجماد سے تیرہ درجہ نیچے بیان کیا جاتا ہے اسٹریٹسبرگ میں بیس درجہ نیچے۔ اس شدید سردی سے کئی آدمی بھی مر چکے ہیں۔ بر اعظم یورپ کی بعض جگہوں کی آستون کی آمدورفت میں خلل پڑ گیا ہے۔ کیونکہ انجنوں کے ٹل پانی کے جم جانے سے پھٹ گئے۔ ڈینیوب اور اوڈسیہ کی بندرگاہیں تباہ ہو رہی ہیں۔ روس اور برطانیہ میں مقیاس الحرات اس قدر گر گیا ہے کہ قبل ازیں کئی سال یہ نوبت نہ پہنچی تھی۔ روم اور نیپلز کے درمیان ٹرینوں پر اس قدر برف باری ہوئی ہے کہ الیامان قسطنطنیہ میں کئی کئی فٹ تک برف پڑی۔ آبنائے باسفورس میں جہازوں اور شیمرون کی آمدورفت ملتوی ہو گئی ہے۔ چینل میں آہل جو جہازوں اور ہر سے پہنچ رہے ہیں وہ بالکل برف سے ستور ہو گئے ہیں پیرس کے بازاروں میں غریب و غنا ٹھٹھ کر جان بحق ہو رہے ہیں۔ ٹلی کی جھیلیں اور نہریں جھج جھج ہوئی ہیں۔ کیا سائنس اور علم حوادث ارضی اور سماوی کے ماہر اس بات کا کوئی تسلی بخش جواب دیکھ سکتے ہیں کہ اگر قدرت کا عظیم الشان کارخانہ ہمیشہ سے اور ہمیشہ کے ایک معجزہ

قانون کا پابند رہے اور کوئی فوق الفوق قادر مطلق اور بدتر بالا راہ نہ تھی اس پر متصرف نہیں تو پھر کے حالات سے زمرہ میں کہیں کہیں یہ خلاف معمول واقعات کا ظہور کیوں ہوتا ہے اور کیا ایسے حوادث سے نتیجہ نہیں نکلتا کہ اسلام ہی دنیا میں ایک ایسا مذہب ہے جس کے عقاید کو مان کر انسان کسی حال میں ٹھوکر نہیں کھا سکتا اور نہ دھریے تو ایک طے ہے کہ اکثر مذاہب موجودہ کے پابند ہی ایسے موقعوں پر پیش رفتہ استدلال کی معقولیت کا کوئی قابل اطمینان ثبوت نہیں دے سکتے۔

پہلے اخبار نور افشان سورجہ ۲۲ فروری ۱۹۷۹ء میں لکھا ہے کہ ہنگ کانگ میں اس شدت سے بارش ہوئی کہ دس منٹ کے اندر بندرگاہ کے آس پاس قریب ایک صد چینی ہاک ہو گئی اور پہلے اخبار نور افشان ۱۳ فروری ۱۹۷۹ء میں لکھا ہے کہ بمقام آرمی نیوز مغلہ ہذا میں اس زور و شور کی بارش ہوئی کہ برسات کو ہی موت کر دیا اور دو تین مرتبہ شدت سے زلزلہ باری ہی ہوئی ہم پہلے اس سے ملکہ چٹکے میں کہ یہ پیشگوئی بد فوج سے نواہ پہلے یعنی ۵ مئی ۱۹۷۹ء کو اخباروں میں شائع ہو چکی تھی۔ پھر جو اسکے بعد ایسی کہلے کہلے طور پر ظہور میں آئی کہ پنجاب اور ہندوستان اور یورپ اور امریکہ کی تمام اخباریں اس کی گواہ رویت ہوئیں۔ پس ہر ایک عقلمند سوچ سکتا ہے کہ کسی انسان کو عمیق و عین علم حاصل نہیں اور نہ کسی مفتی کی یہ ن پیش جاتی ہے کہ وہ انفرادی طور پر خدائی قدرت کو آپ دکھا دے یہ کس قدر عقلمندانہ نکتہ ہے کہ خدا نے قادر نے دو گزشتہ برس کے متعلق دوزخ لو کی خبر دی تھی یعنی ۱۹۷۸ء اور ۱۹۷۹ء میں ایسا ہی تیسری مرتبہ پھر بس برس کے تحت اتنی یہ خبر دی کہ بہار کے موسم آئندہ میں جو ۱۹۷۹ء میں آئیگا سخت بارشیں ہوں گی اور سردی بہت پڑے گی اور برف پڑے گی سو لیا ہی ظہور میں آئیگا اور پھر شان و شوکت سے پیشین گوئی پوری ہو گئی اللہ علیہ السلام نے

اس پیشگوئی کے ساتھ ایک اور پیشگوئی بھی جو سالہ ربوہ یوسف علیہ السلام اور بدر الحکم میں انہیں دوزخ میں چپ کی اور شائع ہو چکی تھی اور وہ یہ ہے۔
دیکھ میں تیرے لئے آسمان سے برساتوں گا اور زمین کو نکالوں گا۔ صحن میں ندیاں چلین گی پر وہ جو

ایسے غیر معمولی حوادث سے صرف یہی نتیجہ نہیں نکلتا کہ اسلام برحق ہے بلکہ کھلے کھلے طور پر یہی بھی نکلتا ہے کہ جس شخص نے مسیح موعود ہونیکے دعویٰ کے ساتھ پیش از وقت ایسے غیر معمولی اور عالمگیر واقعات کی خبر دی وہ سچا اور خدا کی طرف سے مبعوث ہے۔

۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۲۱۔ ۱۳۲۲۔ ۱۳۲۳۔ ۱۳۲۴۔ ۱۳۲۵۔ ۱۳۲۶۔ ۱۳۲۷۔ ۱۳۲۸۔ ۱۳۲۹۔ ۱۳۳۰۔ ۱۳۳۱۔ ۱۳۳۲۔ ۱۳۳۳۔ ۱۳۳۴۔ ۱۳۳۵۔ ۱۳۳۶۔ ۱۳۳۷۔ ۱۳۳۸۔ ۱۳۳۹۔ ۱۳۴۰۔ ۱۳۴۱۔ ۱۳۴۲۔ ۱۳۴۳۔ ۱۳۴۴۔ ۱۳۴۵۔ ۱۳۴۶۔ ۱۳۴۷۔ ۱۳۴۸۔ ۱۳۴۹۔ ۱۳۵۰۔ ۱۳۵۱۔ ۱۳۵۲۔ ۱۳۵۳۔ ۱۳۵۴۔ ۱۳۵۵۔ ۱۳۵۶۔

تیرے مخالفین پڑے جائینگے۔ پانیاٹ من کل فجر عمیق۔ سیانن من کل فجر عمیق
والقی بہ العرب العظیم۔ ویل اکل ہمنہ لمنۃ۔ ساکر ملٹ کر اما عجبا۔ آسان
ٹوٹ پڑا۔ یہ تمام پیشگوئیاں بارش کے متعلق ہیں اور ساتھ اس کے یہ بھی بتلایا گیا ہے کہ
کثرت بارش دشمنوں کیلئے مضر ہوگی۔ شاید اسکا یہ مطلب ہے کہ کثرت بارش طاعون اور
صرح صرح کے امراض کو پیدا کرے گی اور بعض زراعتوں کا یہی نقصان ہوگا اور پھر عربی الہام کے
یعنی ہن کہ ان نشانوں کے ظہور کے بعد نئے سرے لوگوں کا رجوع ہوگا ہر ایک راہ سجدہ آئینگے
یہاں تک کہ راہ گہرے ہو جائیں گے اور بہت سی تحالیف اور نقدا و جنس قدر و در کی لوگ بھیجیں گے
اور دشمنوں پر عیب عظیم پڑے گا۔ اس وقت چغلیخو روں اور عیب گیر دن پر لعنت برسیگی اور میں تجو
ایک عجیب قدرت دو لگا۔ اتنی بارشیں ہوں گی کہ گویا آسمان ٹوٹ پڑے گا ۶

(۵) پانچواں نشان جوان دنوں میں ظاہر ہوا وہ ایک دعا کا قبول ہونا ہے جو حقیقتاً جیسا
موتے میں داخل ہے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ عبدالکریم نام ولد عبدالرحمان ساکن حیدرآباد
دکن ہمارے مدرسہ میں ایک لڑکا طالب العلم ہے قضا و قدر سے اسکو سگ دیوانہ کاٹ گیا
ہم نے اسکو معالج کیلئے کسولی بھیجا چند روز تک اسکا کسولی میں علاج ہوتا رہا پھر وہ قادیان
میں واپس آیا تو بڑے دن گزرنے کے بعد اس میں وہ آثار دیوانگی کے ظاہر ہوئے جو دیوانہ
کے کے کاٹنے کے بعد ظاہر ہوا کرتے ہیں اور پانی سے ڈرنے لگا اور خوفناک حالت پیدا
ہو گئی نمبر غیبی جن سے بزرگ کہنے میرا دل سخت مبتلا ہوا اور دعا کیلئے ایک خاص توجہ
دی۔ یہ کشتہ نفس سمجھتا تھا کہ وہ غریب چند گھنٹہ کے بعد مر جائیگا ناچار اس کو بورڈنگ سے
دور کر دیا کہ ایک مکان میں دوسروں سے عیسویہ ہر ایک احتیاط سے رکھا گیا اور کسولی
سے زیادہ توجہ کی طرف مارجیدی اور پوچھا گیا کہ اس حالت میں اسکا کوئی علاج ہی ہے
اس افسوس کے بغیر جواب آیا کہ اب اس کا کوئی علاج نہیں مگر اس غریب اور بیوطن لڑکے کیلئے
میرے دل میں بہت توجہ پیدا ہو گئی اور میرے دوستوں نے بھی اس کے لئے دعا کرنے کیلئے بہت جی

دعا کی۔ اس نعرہ سے یہ مطلب ہو کہ ان نشانوں کے بعد تمام دشمن پورے طور پر ناجواب اور ماکت ہو جائیں گے۔ منہ

اصل کیا کیونکہ اس غریب کجالت میں وہ لڑکا قابلِ حرم تھا اور نیز دل میں یہ خوف پیدا ہوا کہ اگر وہ مر گیا تو ایک مجبورِ رنگ میں اس کی موت شہادتِ اعدا کا موجب ہوگی تب میرا دل اس کے لئے سخت درد اور بغیراری میں مبتلا ہوا اور خاموشی عادت توجہ پیدا ہوئی جو اپنے اختیار سے پیدا نہیں ہوتی بلکہ محض خدا تعالیٰ کی طرف سے پیدا ہوتی ہے اور اگر پیدا ہو جائے تو خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے وہ افرہ کھاتی ہے کہ قریب ہے کہ اس سے مرہ زندہ ہو جائے غرض اس کو لئے اقبال علیٰ سر کی حالت میں آگئی اور جب وہ توجہ انتہا تک پہنچ گئی اور درد نے اپنا پورا تسلط میرے دل پر کر لیا تب اس بیمار پر جو حقیقت مرہ تھا اس توجہ کے آثار ظاہر ہونے شروع ہو گئے اور پانی توہ پانی سے ڈرتا اور روشنی سے بھاگتا تھا اور ایک دفعہ طبیعت نے صحت کی طرف رخ کیا اور اس نے کہا کہ اب مجھ پر پانی سے ڈر نہیں آتا تب اس کو پانی دیا گیا تو اسی نے بغیر کسی خوف کے پی لیا بلکہ پانی سے دھنوک کے نماز بھی پڑھ لی اور تمام رات سوتا رہا اور خوفناک اور حشیانہ حالت جاتی رہی یہاں تک کہ چند روز تک بالکل صحت یاب ہو گیا۔ میرے دل میں فی الفور ڈلا گیا کہ یہ دیوانگی کی حالت جو اس میں پیدا ہو گئی تھی یہ سب نہیں تھی کہ وہ دیوانگی اس کو ہلاک کرے بلکہ اس لئے تھی کہ تا خدا کا نشان ظاہر ہو۔ اور تجربہ کار لوگ کہتے ہیں کہ کبھی دنیا میں ایسا دیکھنے میں نہیں آیا کہ اسی حالت میں کہ جب سیکو دیوانہ سنے فے کاٹا ہو اور دیوانگی کے آثار ظاہر ہو گئے ہوں پھر کوئی شخص اس حالت کے جانبر ہو سکے اور اس سے زیادہ اس بات کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ جہاں اس فن کے کسوی میں گورنٹ کی طرف سے سگ گزربہ کے علاج کیلئے ڈاکٹر مقرر ہیں انہوں نے ہمارے تار کے جواب میں صاف لکھ دیا ہے کہ اب کوئی علاج نہیں ہو سکتا۔

اس کے بعد اس قدر بکھنارہ گیا کہ جب اس کے لئے دوا کی توجہ دے میرے دل میں اتفاقاً کہ فلان دوا دینی چاہئے چنانچہ سینے چند دفعہ وہ دوا بیمار کو دی آخر بیمار چھا ہو گیا مایوں کہو کہ مرہ زندہ ہو گیا اور جو کسوی کے ڈاکٹروں کی طرف سے ہماری تار کا جواب آیا تھا ہم ذیل میں وہ جواب جو انگریزی میں ہے موزن ترجمہ لکھ دیتے ہیں اور وہ یہ ہے۔

To Station

Batala

To Person

Sheraz

Kadun

From Station

Kasauli

From Person

Pasteur

Sorry nothing can be done for
Abdul Karim

(انگریزی الفاظ اردو میں) ٹکسٹیشن - بٹالہ فرام سٹیشن - کسول

ٹوپرسن - شیر علی قادیان فرام پرسن - پیسٹو

ساری نہ تھنگ کین بی ڈن فار عبدالکریم

(ترجمہ) مقام بٹالہ از مقام کسول

بنام شیر علی قادیان از جانب پیسٹو

افسوس ہے کہ عبدالکریم کے واسطے کچھ ہی نہیں کیا جاسکتا۔

ورد قمر علاج سنگ گزند گات سر ایس سلمان نے منعجب ہر کر کسول سے ایک کارڈ بھیجا جس میں

لکھا ہے کہ نہمت افسوس تاکہ عبدالکریم جس کو دیوانہ کہتے تھے کا ماتھا اسکے اثر میں مبتلا ہو گیا

مگر اس بات کے سننے سے بڑی خوشی ہوئی کہ وہ دعا کے ذریعہ سے صحت یاب ہو گیا ایسا مرقعہ مبارک

ہو گیا کہ جس نے بہن شہناہ خدا کا فضل اور نبرہ گون کی دعا کا اثر جو الحمد للہ - رقم عاجز عبد اسد کسول

(۵) پانچواں نشان: ایک شخص کا مبالغہ ہے یعنی اس نے اپنی طوور پر میری نسبت خدا

تعالیٰ سے فیصلہ دیا اور بہت سی ناکرانی اور ناگفتنی باتیں میری طرف منسوب کر کے خدا کے

سے انصاف کا خواستگار ہوا اور اسے در خواست ہے کہ یہ بار دہر ہی ابا رحمہ طاعون اس جہا

سے انتقال کر گیا۔

ہین و لائل سب شریعت کے فضول
عیش و عشرت کے لئے یہ کام ہے
کس پیمبر یا دل نے یہ کہا
بلغ میں بی بی کے اس نے یہ کہا
ما تہ میں لے ہاتھ کرتے چہچہا
پھر یہ لوگوں نے اس مہدی کہا
جھوٹ کا دنیا سے مطلع صاف کر

(المنہ علی الخانیہ)

بھول جائینگے سب قالاد قول
صرف اسکی عقل کا طومار ہے
جو طریقہ اس نے ہے جاری کیا
عورتیں بیگانہ کو ہمراہ لیا
چوڑو و منہ کہنے اپنے تم نسا
اور کرتے کام ہین وہ ناروا
یا الہی جلد تراصاف کر۔

یہ شعر ہین جن میں سے بہت گند و شرینے نکال دیے ہین کیونکہ وہ سخت گندے اور بیجائی کے
مضمون تھے مگر صیحا لائن شعرون کے مصنف نے جناب الہی میں دعا کی تھی کہ وہ انصاف کرے۔
اور جھوٹ کا مطلع صاف کرے ایسا ہی خدا نے جلد تراصاف کر دیا اور ان شعرون کے لکھنے کے
چند روز بعد یعنی بعد تصنیف ان شعرون کے وہ شخص یعنی عبدالقادر طاعون سے ہلاک ہو گیا
مجھے اس کے ایک شاگرد کے ذریعہ سے یہ خط بھی مل گیا اور نہ وہ صرف اکبلا طاعون سے
ہلاک ہوا بلکہ اور بھی اس کے بعض عزیز طاعون سے مر گئے ایک داماد بھی مر گیا پس اس طرح پراس کے
شعر کے مطابق جھوٹ کا مطلع صاف ہو گیا۔

انہوں کہ یہ لوگ آپ جھوٹ بولتے ہین اور آپ گستاخ ہو کر تہمتیں لگاتے اور شریعت
نبوی کی زور و حد قذف کے لایق ٹھہرتے ہین پھر بھی کچھ پروا نہیں کرتے۔ یہ ہین علما و فضلا و غیر
اس زائد کے ان لوگوں کے دلوں میں کچھ ایسی شوخی اور لاپرواہی ہے کہ جب ایک شخص خدا
تعالیٰ سے ایسا فیصلہ مانگ کر ہلاک ہو جاتا ہے تو دوسرا اسکی کچھ ہی پروا نہیں کرتا اور اسکا
قائم مقام ہو کر گستاخی اور بد زبانی شروع کر دیتا ہے بلکہ اس سے ہی آگے بڑھ جاتا ہے چنانچہ
اب تک بیسیوں ان میں سے ایسے مہلات کو ہلاک ہو چکے ہین اگر میں سب کے حالات لکھوں
تو کئی جزو کتاب کو اسی ذکر میں بھر جائیں سب سے بہت سے دوستوں نے خط لکھے کہ فلاں شخص

ایک طرف مبالغہ کر کے چند روز میں مر گیا اور فلان شخص نے ہزاری جماعت میں سے کسی کے
 ساتھ مبالغہ کیا تو صبح ہوتے ہی دنیا سے کوچ کر گیا اور بعض نے خود اگر ایسے عجیب نشان بیان
 کئے چنانچہ کل ۲۸- فروری سنہ ۱۹۷۷ء کو بھی چند مہاترون نے حالات مبالغہ کے بیان کئے
 مگر میں نے اس لئے کہ کتاب بہت بڑھ گئی ہے اور وہ واقعات ہی صرف ربانی ہیں ان کا لکھنا غیر
 ضروری سمجھا معلوم نہیں کہ خدا تعالیٰ کا کیا ارادہ ہے کہ کوئی بھی ان میں سے یہ سوچتا نہیں کہ یہ
 تأییدات الہیہ کیوں ہو رہی ہیں کیا کاذبون و جالون اور غاسقون کے یہی نشان ہیں کہ انکی
 مقابل پر مبالغہ کی حالت میں خدا مومنوں متقیوں کو ہلاک کرتا جائے۔ بالآخر یاد رہے کہ شعاۃ
 قلبی مصنف کا عکس عکس کتاب کے ساتھ شامل کر دیا گیا ہے تا مخالفوں پر تمام حجت ہو اگر کسی کو انکار ہو
 کہ یہ اسکے شعر نہیں ہیں تو اسکی اس عکسی تحریر کو اسکی دوسری تحریر دن سے ملا سکتا ہے
 اور اصل بھی میرے پاس محفوظ ہے جس کا جی چاہے دیکھ لے اور جس شخص کے ذریعے سے
 مجھے یہ تحریر ملی ہو وہ اسکا شاگرد ہے اور اسکا نام ہے شیخ محمد ولد علی محمد ساکن ڈیہری والہ ضلع گورداسپور
 خدا تعالیٰ کی قدرت ہے کہ اکثر مبالغہ کرنے والے طاعون سے ہی مرے اور
 اکثر سخت مخالفوں کا طاعون نے ہی فیصلہ کیا۔ براہین احمدیہ میں طاعون اور نذرانہ کا تہا
 اترتا ہے میں ذکر کیا ہے کہ جب کہ ان مذاہبون کا اس ملک میں نام و نشان نہ تھا حبیبیہ کہ براہین احمدیہ
 میں موت کی یہ پیشگوئی ہے کہ لا یصلد فی السفیہ الا سیمۃ الہلاک۔ انوار اللہ فلا تستعجلوا
 یعنی سفلیہ دی بجز موت کے نشان کے اور کسی نشان کی تصدیق نہیں کرتا ان کو کہہ دے کہ وہ نشان
 بھی آئینہ الاسباب سے تم مجھ سے جلدی مت کرو۔ پس موت کے نشان سے یہی طاعون کا نشان
 مراد تھا یا ایسا ہی دوسری جگہ اللہ تعالیٰ براہین احمدیہ میں فرماتا ہے۔ الرَّحْمٰنُ عَلٰمُ الْغُیُوْبِ
 لَسْتُمْ ذُرِّیَّۃً مِّنْہُمْ وَلَسْتُمْ بِیْہِمْ سَبِیْلُ الْحَبِیْبِ۔ قُلْ اِنِّیْ اُمِّیْتُ حٰنٰنًا
 اَوَّلَ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ یعنی وہ خدا ہے جس نے تجھے قرآن سکھایا اور صحیح معنوں پر مطلع کیا۔
 تاکہ تو آئے والے عذاب سے ان لوگوں کو ڈراوے جن کے باپ دادے نہیں ڈرائے گئے

اور تاکہ مجرموں کی راہ کھل جائے یعنی معلوم ہو جائے کہ کون مجرم اور کون طالب حق ہو
اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ایک دوسری جگہ فرمایا جو براہین احمدیہ میں درج ہو اور وہ یہ ہے

دنیا میں ایک نذیر آیا پر ڈنیل نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کر لیا اور بڑے ذور اور
ظلم سے اسکی سچائی ظاہر کر دی گئی۔

اور ظاہر ہے کہ نذیروں کا لفظ اسی سرکل کیلئے خدا تعالیٰ استعمال کرتا ہے جسکی تائید
میں یہ مقدر ہوتا ہے کہ اس کے منکروں پر کوئی عذاب نازل ہوگا کیونکہ نذیرین ڈانٹوا لیکو کہتے
ہیں اور وہی نبی ڈرانے والا کہلاتا ہے جس کے وقت میں کوئی عذاب نازل ہوتا مقدر ہوتا
ہے۔ پس آج سے چھ بیس برس پہلے جو براہین احمدیہ میں میرا نام نذیر رکھا گیا ہے انہیں صاف
اشارہ تھا کہ میرے وقت میں عذاب نازل ہوگا سو اس پیش گوئی کے مطابق طاعون اور زلزلہ
کا عذاب نازل ہو گیا۔ بعض نادان کہتے ہیں کہ یورپ اور امریکہ کے اکثر انسان تو آپ کے
نام سے ہی بے خبر ہیں پر وہ لوگ زلزلوں اور آتش فشان پہاڑوں سے کیوں ہلاک ہوئے
اسکا جواب یہ ہے کہ وہ لوگ اپنی کثرت گناہوں اور بدکاریوں کی وجہ سے اس لائق ہو چکے تھے
کہ دنیا میں ان پر عذاب نازل کیا جاوے پس خدا تعالیٰ نے اپنی سنت کے موافق ایک
نبی مبعوث ہونے تک وہ عذاب ملتوی رکھا اور جب وہ نبی مبعوث ہو گیا اور اس قوم کو
ہزار ہا اشتہاروں اور رسالوں سے دعوت کی گئی تب وہ وقت آگیا کہ انکو اپنی جہادیم کی سزا
دی جاوے اور یہ بامت شہر غلط ہے کہ یورپ اور امریکہ کے لوگ میرے نام سے ہی بے خبر
ہیں یہ امر کسی منصف مزاج پوشیدہ نہیں رہیگا کہ عرصہ قریباً بیس برس کا گذر گیا ہے جبکہ میں نے
سولہ ہزار اشتہار دعوت انگریزی میں چھپوا کر اس میں اپنی دعویٰ اور دلائل کا ذکر کر کے
یورپ اور امریکہ میں تقسیم کیا تھا اور بعد اس کے مختلف اشتہارات وقتاً فوقتاً تقسیم ہوتے رہے
اور ہر کئی برس سے رسالہ انگریزی ریویو آف ریجنز یورپ اور امریکہ میں بھیجا جاتا ہے
اور یورپ کے اخباروں میں بار بار میرے دعوے کا ذکر ہوا ہے اور جو ڈوئی پریس دعا کی گئی تھی

یہ کہ امریکہ کے ایک جوئے دار ایسا جو نہ کے مدعی نبوت کا نام ہے جو آج کل عوامی تصانیف کے عرض فلاح میں جتنا ہرگز تائب کرتا ہے۔ منہ

اسکی ذکر بھی یورپ کی اخباروں میں ہوا تھا پہرہ وجود اس قدر متواتر شاعت کے جوہر میں
سے زیادہ چھوڑی ہے کون قبول کر لیا کہ وہ لوگ میرے نام سے ہی ناواقف ہیں بلکہ بعض تو
ان میں سے میرے سلسلہ میں ہی داخل ہو چکے ہیں۔

ماسوا اس کے ہر ایک کو معلوم ہے کہ حضرت نوحؑ کے طوفان نے ان لوگوں
کو بھی ہلاک کر دیا تھا جن لوگوں کو حضرت نوحؑ کے نام کی خبر بھی نہیں تھی پس اہل بات یہ
کہ صلی اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے کہ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْهَا حَتّٰى يَنْجِيْكَ
مِنْهُنَّوَلَا۔ خدا تعالیٰ دنیا میں عذاب نازل نہیں کرتا جب تک کہ اس کو کوئی رسول نہیں بھیجا
یہی سنت اللہ ہے اور ظاہر ہے کہ یورپ اور امریکہ میں کوئی رسول پیدا نہیں ہوا
پس ان پر جو عذاب نازل ہوا صرف میرے دعوے کے بعد ہوا۔

عبدالقادر طالب پور پنڈوری والے کی اہل تخریک کا عکس یہ ہے۔

میں لعینف نزار صاحب غلجی لکھنؤ قادری

ابن مریم مرحوم کا حق کی قسم
داخل قنبت موانے محترم
اس مریم کے ذکر کو جو روبرو
اس کے برسر علی لکھی

اس کا جواب بوجہ مران کسرف کے
ما قتلوه و ما صلبوه جیسوں آبدین
عور سے دیکھو حکو فرات حب خوب
حانیتے ہن کٹر باعث طمع نفقہ
کے اور سید عمل نہیں کرتے

ابن مریم زندہ ہے حق کی قسم
صورت تکی نصیب محترم
ذکر و فخر او کفار ہے قرآن سے ثبوت
جو تہہ کتے ہن غلجی لکھی

لو کو ناست کر لوم مران کے
دین کیوں کہوتے ہو مگر نبی علی
جو تہہ کا مازار توڑے روڑے
بعد اویسے خیریت دسوز

بہ ہی مرزا کو ذرا حق سے دہر
 نہ زندگی میں حدیث تو بہ کرد
 دین محمد کی کرو تم میری
 ثابہ آد سے دو جہاں میں خسر دی
 جب خدا کا قدر سو کتیر نزل
 پیر مرزا مہدی ہو گا نہ رسول
 ہوں جا دیجئے یہ سب تا لاد قوس
 ہیں دلائل سب شریعت کے نازل
 صرف اور سنی عقل کا طو مارے
 عیسوی و عسرت کے لئے سیکارے

جو طریقہ اسنے سے جاری کیا
 کس سیمبر یا ولی نے یہ کیا
 عورتیں بھی تہ کو سزا دیا
 باغ میں لہجہ کے اوسنے یہ کیا
 چور دو قسمہ کئے اسنے تم نسب
 کائنات میں لے ہاتھ کرتے چنچھا
 اور لکھتے کام میں وہ نامور
 پیر سے لوگوں سے اسے مہدی کیا
 یا الہی حلد ترا افسا کر
 جہر کہہ کا دنیا کے ملاح کر

۱۶) چھٹا نشان حکیم حافظ محمد دین کی موت پر جو بعد مبارکہ وقوع میں آئی اسکی تفصیل
 یہ ہے کہ ایک شخص ساکن موضع منکر تھا جو متصل ریلوے سٹیشن کا تھا اور تحصیل لاہور کے متعلق
 اس نے اپنی کتاب میں میری نسبت کئی لفظ بطور مبارکہ کے استعمال کو کئے اور چوٹے کیلئے
 خدا تعالیٰ کے غضب اور لعنت کی درخواست کی تھی اور پھر اس درخواست کے بعد کہ جو
 اس سے کئی جگہ اپنی کتاب میں کی ہے جس کتاب کا نام اس نے فیصلہ قرآنی اور مذہب
 فادائی رکھا ہے ایک سال اثنین ماہ بعد مر گیا۔

چنانچہ وہ صفحہ ۷۱ اور صفحہ ۷۸ اور صفحہ ۸۵ میں یہ آیات بطور مبارکہ کے لکھتا ہے

۱۰) یہ کتاب اسکی امدادی شہیم پڑیں لاہور میں طبع ہوئی تھی باہتمام حکیم سمن دین +

وکیل لكل افاك اثیم۔ ویل یومئذ للمکذبین۔ لعنة الله علی الکاذبین
 یہ آیتیں ہیں جو آیتیں لکھی ہیں چنانچہ ایک آیت میں تو اس شخص پر لعنت کی گئی ہے جو
 جھوٹ بولتا اور راستہ مکرنا ہے اور دوسری آیت میں اس شخص پر لعنت لگائی ہے جو سچے
 کی تکذیب کرتا ہے پس یہی مبالغہ ہے اور تیسری آیت میں عام طور پر جو ٹٹے پر لعنت کی
 ہے اور صبا کہ مینے لکھا ہے جب شخص اس کتاب کو شائع کر چکا تو ایک سال غیبت
 کے بعد مر گیا۔ اب ہر ایک عقلمند سوچ سکتا ہے کہ اسلام میں مبالغہ ایک فیصلہ کن امر
 قرار دیا گیا ہے پس جبکہ مجھے حکیم حافظ محمد دین نے اپنی اس کتاب میں مفتزی ٹھہرا دیا تو
 میرا نام افاك اثیم رکھا اور پھر اپنی کتاب کے صفحہ ۴۴ میں میری نسبت یہ آیت لکھی۔
 ویل لكل افاك اثیم سمیع آیات الله تنلی حلیہم نند لیصن مسندکبر کان
 لم یسمعها فبشره بعذاب الیم۔ یعنی لعنت ہے مفتزی گنہگار پر جو خدا کی آیات
 کو سنتا ہے پھر تکبر کی راہ سے انکار پر اصرار کرتا ہے گویا کچھ بھی نہیں سنا۔ پس اس کو
 تو دردناک عذاب کی بشارت دی پس یہ شخص محمد دین یہ آیت لکھ کر یہ اشارہ کرتا
 ہے کہ گویا میں افاك اثیم ہوں اور اسکی زندگی میں ہی دردناک عذاب میں مبتلا ہو
 جاؤں گا۔ لیکن خدا تعالیٰ نے اسکی موت سے فیصلہ کر دیا کہ کون افاك اثیم ہے۔

(۷) ساتواں نشان - ۴ - ضروری شہادہ کی صبح کو یہ ہوا۔ سخت زلزلہ آیا
 اور آج بارش بھی ہوگی خوش آمدی۔ چنانچہ یہ پیشگوئی صبح کو ہی قبل اندھوے تمام جماعت کو
 سنائی گئی اور جب یہ پیشگوئی سنائی گئی بارش کا نام و نشان نہ تھا اور آسمان پر ایک غن
 کے برابر بھی بادل نہ تھا اور آفتاب تیزی دکھلا رہا تھا اور کوئی نہیں جانتا تھا کہ آج بارش ہی
 ہوگی اور پھر بارش کے بعد زلزلہ کی خبر دی گئی تھی۔ پھر ظہر کے نماز کے بعد ایک دفعہ بادل آیا
 اور بارش ہوئی اور رات کو بھی کچھ برسا اور اس رات کو سبکی بھیج میں ۱۳۔ پانچ شہادہ کی تاریخ
 تھی زلزلہ آیا جسکی خبر میں عام طور پر مجھے پہنچ گئیں پس اس پیشگوئی کے دونوں پہلوئیں نہیں پوری ہوئیں

تقریر یہ ہے کہ اس کتاب کے مصنف نے اس کتاب میں

اس تحریر کے بعدہ راج مشنہ کی ڈاک میں دو خط بھجے ایک خط اخویم زانیار گیتھ
میں کلانور کی طرف سے تھا جس میں لکھا تھا کہ دو اور تین راج کی درمیانی رات میں سخت دھکے زلزلہ کا محسوس
ہوا اور اس سے پہلے بارش بھی ہوئی اور اگلے ہی پڑے اور وہ الہام کہ آسمان ٹوٹ پڑا
سارا پورا ہو گیا۔

اور اسی ڈاک میں ایک خط یعنی کارڈ اخویم میان نواب خان صاحب سید ارگجرات کا محکمہ
عاجسین لکھا تھا کہ دوسری اور تیسری راج مشنہ ۱۹ء کی درمیان جرات تھی اس میں سارے نو بجرات کے
ایک سخت دھکے زلزلہ کا محسوس ہوا اور نہایت خطرناک تھا۔

اور اخبار سول ایسٹ ریلوے گزٹ لاہور مورخہ ۱۹ء میں اس زلزلہ کے متعلق
سند جیل خبر ہے۔ ہفتہ کی شام کو ایک تیز دھکے زلزلہ کا محسوس ہوا جو چند سیکنڈ تک اس کی سمت شمال
مشرق تھی۔

اول بار عام لاہور مورخہ ۱۹ء میں لکھا ہے کہ سیرنگر کشمیر میں نیچر کی رت کو بوقت
۹ بجے ایک تیز زلزلہ محسوس ہوا چند سیکنڈ زلزلہ شمال مشرقاً۔

اب کوئی جہن بتا دے کہ کیا کسی انسان کی طاقت میں یہ بات داخل ہو کہ اپنی طرف سے یہ پیشگوئی شائع کرے
کوئی بدش ہوگی اور اس کے بعد زلزلہ آئے گا اور ایسے وقت میں خبر دی ہو جبکہ دھوپ نکل ہوئی تھی اور
دش کا کوئی نشان نہ تھا اور پھر اسی طرح وقوع میں آیا ہے ادا اگر یہ سوال کیا جائے کہ اس کا ثبوت
کیا ہے تو معزز گواہان رویت کے نام ذیل میں لکھے جاتے ہیں جن کو یہ پیشگوئی اس وقت سنائی گئی تھی
یعنی ۲۸ فروری ۱۹۰۰ء کی صبح کے وقت جبکہ دھوپ صاف طور پر نکل ہوئی تھی اور آسمان پر سورج چمک
رہا تھا اور بادل کا نام و نشان نہ تھا۔

سخت زلزلہ والی پیشگوئی مورخہ ۲۸ فروری ۱۹۰۰ء کو قبل از وقت سننے کے گواہ
محمد صادق اڈیٹر اخبار برقا دیان بہ اہلیہ محمد صادق والدہ خواجہ علی۔ محمد نصیب احمدی محرر اخبار
ماسٹر شیر علی۔ غلام احمد محمد رشید الاذان۔ غلام محمد سوس پوٹو تسلیم الاسلام فائی سکول قادیان

مولوی محمد حسن تعلیم خود۔ حبیب الدین احمدی عفی عنہ۔ مینے اپنی کانون سیریشگیوی سنی محمد سرور عفی عنہ

غلام قادر۔ امیر حسین۔ مینے بھی شاہی۔ غلام نبی تعلیم خود۔ مامون خان جہانگیر انکسٹر کٹر۔

حاکم علی ازکیستہ حال واروقادیان۔ حافظ محمد ابرہیم اپوقادیان۔ محمد الدین تعلیم خود طالب علم

ایم۔ اے کلج علیگڑہ حال واروقادیان۔ خاکسار فقیر ازناٹ ناظم میگزیں۔ عبدالرحیم کنگڑا

میگزین۔ خاکسار احمد علی نیردراسکن بازید چکسال واروقادیان۔ محمد الدین۔ محمد حسن احمدی فتری

انا علی ذلک من الشاہدین۔ عبدالحی عرب مصنف لغات القرآن۔ محمد جی ایب آبادی

غلام حسین کشمیری۔ سید ناصر شہلاک۔ محمد اسحاق۔ غلام محمد۔ دولت علی طالب علم

بیشک۔ فروری کو مینے حضو کا الہام سنا کہ زلزلہ سخت آیا اور آج بارش ہی ہوگی۔ خادم قطب الدین

محمد حسین کاتب اخبار بدر۔ شیخ عبدالرحیم فتری بدر۔ سید احمد نورکابی۔ سلطان محمد طالب علم افغان۔

حضرت نورکابی۔ عبدالمد افغان۔ حاجی شہاب الدین۔ فضل الدین حکیم خلیفہ حبیبین ماسوری تعلیم خود

حاجی فضل حسین شاہجہان پوری۔ شیخ محبوب الرحمان بناری۔ لطف الرحمن۔ شیخ احمد مدیوی

محمد سلیمان منویری۔ عبدالستار خان کابی مہاجر۔ شیخ محمد امین ساروگی۔ نبی احمد نواب۔ عبدالرؤف

فیضان الدین صاحب علم درجہ اولہ اسلام۔ منشی کرم علی کاتب ریویو آف ریویو پریس تصویر حسین پوری

اکبر شاہ خان نجیب آبادی۔ غلام حسن نانائی بولڈنگ۔ غلام محمد افغان مہاجر

زلزلہ آیا اور آج بارش ہی ہوگی خوش آمدی نیکی آئی مینے سنا۔ (حکیم حاجی مولوی) نور الدین

مینے ۲۸۔ فروری ۱۹۷۷ کو یہ الہام سنا تھا۔ زلزلہ آیا۔ بارش ہوگی۔ خوش آمدی نیکی آئی۔ حکیم محمد زمان

مینے سنا اور اپنی روز خط میں منصوری لکھ دیا عبدالرحیم فرتھ اسٹر۔ غلام محمد طالب علم بی۔ اے۔

شیخ غلام احمد۔ خاکسار یار محمد بی۔ او۔ ایل۔ برکت علی خان۔ ایم۔ اے۔ او کلج علیگڑہ

قدرت اللہ۔ شیخ عبدالعزیز نو مسلم۔ احمد دین زرگر۔ عبدالساکن شومین کشمیر حال واروقادیان

یعنی یہ الہام اسی دن صبح کے بجوسنا اور اسی دن بارش بھی ہوئی اور زلزلہ بھی میسر دن آیا۔ محمد امجد

مینے صبح ۲۹ فروری ۱۹۷۷ کو یہ الہام سنا تھا۔ ایل۔ او۔ ایل۔ برکت علی خان۔ ایم۔ اے۔ او کلج علیگڑہ

کو پستنگوی سنی۔ امیر محمد ولد مولوی سار علی حکیم ساکن مہاتی۔ شیخ محمد ۲۸ فروری ۱۹۷۷ کو یہ الہام سنا تھا۔ محمد شرف محمد زعفران

شیخ عبدالعزیز معالج بزرگ ہوس	مولوی عظیم اسدناہا وال	عبدالغفار خان فغان متوطن ملک خست حال دار قادیان
عبدالغنی طالب علم	دین محمد ستری	مولوی محمد فضل جنگوی احمدی
ساجزادہ منظور محمدی	غلام حسین ولد محمد یوسف اپیل نویس	عبدالغنی - فیض احمد
محمد سمیل	عبدالحق	عبدالرحمن
مستری عبدالرحمن	ولی مد شاہ	صبیح شاہ
فک عبدالرحمن	محمد کچھو	عبدالستار
عبدالرحمن اتوی	محمد سمیل	علی احمد
ابراہیم	برکت اللہ	عبدالرحمن
عبدالکیم	عبدالجبار	احمد دین
عبدالرحمن	عبداللہ	کریم بخش خان
		نور محمد فراش
		غلام محمد کاتب کتاب ندرا

یاد رہے کہ اس پیشگوئی میں کہ سخت زلزلہ آئیگا اور آج بارش بھی ہوگی ایک تطبیق ہے اور وہ یہ ہے کہ زلزلہ زمین سے متعلق ہے اور بارش آسمان سے آتی ہے پس یہی پیشگوئی ہے کہ زمین زمین اور آسمان دونوں جمع کر دیے گئے ہیں تا پیشگوئی دونوں پہلوؤں سے پوری ہو کیونکہ یہ امر انسان کی طاقت سے باہر ہے کہ وہ اپنی طرف سے ایسی پیشگوئی کرے جس میں زمین اور آسمان دونوں شامل کر دیے جائیں بلکہ خود یہ امر انسانی طاقت سے باہر ہے کہ عین مصوب کی وقت جب بارش کا خاتمہ ہو چکا ہو یہ پیشگوئی کرے کہ آج بارش ہوگی اور بارش ہو جائے۔

اسے ناظرین! اب ہم نمونہ کے طور پر وہ تمام نشان اپنے دعویٰ کے متعلق لکھ چکے ہیں جن کے لکھنے کیلئے ہم نے قصد کیا تھا اور ہزار ہزار خدا کے ذوالجلال کا شکر ہے کہ محض اُس نے اپنے فضل و کرم سے میری تائید میں یہ نشان دکھلائے اور مجھے طاقت نہیں تھی کہ ایک ذرہ بھی زمین سے یا آسمان سے اپنی شہادت میں کچھ پیش کر سکتا مگر اُس نے جو زمین و آسمان کا مالک ہے

نوٹ: ۱۔ ساری شہادتیں کی تاریخیں غبرانی ہے جو رسول تبار بہتایج ہوگی کہ وہی درجہ جس امر کیمین پیغمبری کا دعویٰ کیا تھا اور جس کی نسبت میں نے پیشگوئی کی ہے کہ وہ پھر نہ آئے گا۔ یہ سب حد اسکو نہیں ہو چکا وہ مفلوج ہو کر مر گیا فاطمہ بدیع علی ذالک برا نشان ظاہر ہوا۔ منہ

جسکی اطاعت کا ذوق تھا اس عالم کا جو اٹھا رہا ہے میری تائید میں ایک دریا نشانوں کا بہا دیا اور وہ تائید دکھلائی جو میرے خیال اور گمان میں ہی نہیں تھی۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ میں اس لائق نہ تھا کہ میری یہ عزت کی جائے مگر خدا نے عزت وجل نے محض اپنی پادشاہت و رحمت سے میری لئے یہ معجزات ظاہر فرمائے۔ مجھے افسوس ہے کہ میں اسکی راہ میں وہ طاعت اور تقویٰ کا حق سچا نہیں لاسکا جو میری مراد تھی اور اس کے دین کی وہ خدمت نہیں کر سکا جو میری تمنا تھی۔ میں اس درد کو بابتہ لیجاؤں گا کہ جو کچھ مجھے کرنا چاہیے تھا میں کر نہیں سکا لیکن اس خدا نے کریم نے میرے لئے اور میری نصرت کیلئے وہ عجیب کام اپنی قدرت کو دکھائے جو اپنے خاص برگزیدوں کیلئے دکھاتا ہے اور میں خوب جانتا ہوں کہ میں اس عزت اور اکرام کے لائق نہ تھا جو میرے خداوند نے میرے ساتھ معاملہ کیا۔ جب مجھے اپنے نقصان حالت کی طرف خیال آتا ہے تو مجھے اقرار کرنا پڑتا ہے کہ میں کیرا ہوں نہ آدمی۔ اور مردہ ہوں نہ زندہ مگر اسکی کیا عجیب قدرت ہو کہ میرے جیسا بھیج اور زچہ آسکو پسند آگیا اور پسندیدہ لوگ لو اپنے اعمال کے کسی درجہ تک پہنچتے ہیں مگر میں تو کچھ بھی نہیں تھا۔ یہ کیا شان رحمت ہے کہ میرے جیسے کو اس نے قبول کیا۔ میں اس رحمت کا شکر دا نہیں کر سکتا۔ دنیا میں ہزاروں آدمی ہیں کہ الہام اور سکالہ الہیہ کا دعویٰ کرتے ہیں مگر صرف مکالمہ الہیہ کا دعویٰ کچھ چیز نہیں ہے جب تک اس قول کے ساتھ جو خدا کا سمجھا گیا ہے خدا کا فعل یعنی معجزہ نہ ہو۔ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے خدا کا قول خدا کے فعل سے شناخت کیا گیا ہے۔ ورنہ کون معلوم کر سکتا ہے کہ وہ ایک قول جو پیش کیا گیا ہے وہ خدا کا قول ہے یا شیطان کا یا دوسرے نفسانی ہو خدا کا قول اور خدا کا فعل لازم ملزوم ہیں یعنی جس پر حقیقت خدا کا قول نازل ہوتا ہے اس کی تائید میں خدا کا فعل ہی ظہور میں آتا ہے یعنی اسکی پیشگوئیوں کے ذریعہ سے عجائبات قدرت اسقدر ظاہر ہوتے ہیں کہ خدا کا چہرہ نظر آجاتا ہے ثابت ہو جائے کہ اسکا الہام خدا کا قول ہے۔

انسانی دماغ میں جیسا ایسی لوگ بہت ہر گز نہیں جنکو ہم کہلاتے ہیں کہ انکا شوق ہو اور بغیر اسکے کہ وہ اپنی نفس کو بچیں

اور اپنی حالت کو دیکھیں جو کچھ انکی زبان پر جاری ہو اسکو کلام الہی یقین کر لیتے ہیں حالانکہ یہ ثابت شدہ امر ہے کہ وہ زبان خیر کا کلام جاری ہو سکتا ہے اسی شیطان کا کلام بھی نازل ہو سکتا ہے اور حدیث النفس بھی ہو سکتی چلیں گئی کلام جزبان پر جاری ہو
 برگرد اس بات پر نہیں کہ اسکو خدا کا کلام کہا جاوے جسکے شہادت میں کسی کا سوا نبی صمد ہونا ثابت نہ کریں۔ اول یہ شہادت کسی شخص
 جو یہ دعویٰ کرتا ہو کہ میرے پر خدا کا کلام نازل ہوتا ہو اکی ایسی حالت پیا ہو جس سے معلوم ہو کہ وہ اس بات پر کہ اس پر
 خدا کا کلام نازل ہو سکتا ہے کیونکہ جو شخص جس سے فرمائیے اس کی آواز سننا اس شخص شیطان سے فرمائیے وہ شیطان کی
 آواز سننا ہے اور جو خدا سے فرمائیے وہ اکی آواز کو۔ صرف اس بات پر کہ وہ کہہ سکتے ہیں جبکہ وہ حقیقت خدا کی عناسندی حاصل کر چکے ہوں
 اپنی عناسندی چوتنی ہے اور اسکے پرے خوش کرنے کیلئے ایک تلخ موت اپنی لئے اختیار کر لیتا ہے اور اسکو سب چیز پر مقدم
 کر لیتا ہے اور خدا تعالیٰ اسکے دل کی طرف دیکھتا ہے تو اسکو تمام دنیا سے الگ اور اپنی رضا میں مچھوٹا پاتا ہے اور سب کچھ ہر ایک
 ذرہ سے کہے وجود کا خدا تعالیٰ کے ماہ میں قربان ہو جاتا ہے اور اگر امتحان کیا جاوے تو کوئی چیز اسکو خدا تعالیٰ سے نہیں روک سکتی
 نہ دولت مال نہ لذت نہ فرزند نہ تائید بلکہ وہ حقیقت اپنی ہستی کا نقش مٹا دیتا ہے اور خدا تعالیٰ کی ایسی محبت اس پر غالب
 آجاتی ہے کہ اگر اسکو کٹر کر مکر کیا جاوے یا اکی اولاد کو فوج کیا جاوے یا اسکو آگ میں ڈالا جاوے اور ہر ایک تلخی
 اس پر دار دیو کی جائے تب بھی وہ اپنی خدا کو نہیں چھوڑتا اور مصیبت کے کسی حملہ سے وہ اپنی خدا سے الگ نہیں ہوتا۔
 اور صادق اور وفا دار ہوتا ہے اور تمام دنیا اور دنیا کے باو شاہوں کو ایک ٹرہ کر لیر کی طرح سمجھتا ہے اور اگر اسکو یہ بھی نہایا جاوے
 کہ جو جہنم میں داخل ہوگا تب بھی وہ اپنی محبوب قبی کا دامن نہیں چھوڑتا کیونکہ محبت الہی اسکا ہیشت ہے جاتا ہے اور وہ خود نہیں سمجھ سکتا کہ
 مجھ کو خدا سے کیوں ایسا تعلق ہو کیونکہ کوئی ناروی اور کوئی امتحان اس تعلق کو کم نہیں کر سکتا پس اس حالت میں کہہ سکتے ہیں کہ وہ خدا کو روک
 سکتے ہیں بلکہ ان سے ایسے لوگ دنیا والے ہیں ان سے خدا ان کو محبت کرتا ہے اور وہ خدا اور انہیں پر خدا تعالیٰ کا کلام نازل ہوتا ہے اور وہ
 ان عباد خدا بس اللہ علیہم سبطان میں داخل ہیں۔ دوسری شہادت خدا تعالیٰ کو ہم کیلئے یہ ضروری ہے کہ اس کلام کی شہادت
 جو اس پنازل محتاج ہے خدا تعالیٰ کا فعل ہی ہو کیونکہ جیسا کہ سورج طلوع کرتا ہے تو اسکے ساتھ سورج کی تیز شعاعیں ہیں جن کی ضروری ہے
 بساوی خدا کا کلام کہ جس کیلئے نازل ہوتا ہے بلکہ اسکا ساتھ خدا کا فعل ہی ہوتا ہے یعنی انواع و اقسام کے معجزات اور انواع و اقسام کے
 ایذاات اور برکات ساتھ ہوتی ہیں درہ کمزور انسان کہہ کر سمجھ سکتا ہے کہ یہ خدا کا کلام ہی ہے جس میں شخص نے خدا کے کلام
 نازل ہونیکا دعویٰ کیا اور اسکے ساتھ وہ کھیلے کھیلے معجزات و آیات شامل نہیں اسکو خدا سے ڈرنا چاہیے اور ایسا دعویٰ ہو کہ گزند
 چاہیے اور یہ دعویٰ صرف اس قدر بات سے سازش نہیں ٹھیکر سکتا کہ وہ ایک در نشان جو بیچ ہو گئی ہیں پیش کر کے ملک کم سے کم درج
 دیکھ کر سب سے پہلے نہیں جو اسکی تصدیق کریں۔ اور یہ علاوہ اسکے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ کلام قرآن شریف کو مخالفت نہ ہو۔

یہ بات ہر ایک کیلئے قابل غور ہے کہ مسیح موعود کے وقت میں کس فرقہ صلیب کا غلبہ ہوگا اور اس کے سوا مسیح موعود کا کیا کام ہوگا۔ صحیح بخاری جو بعد کتاب الصلحہ والکتاب کہلاتی ہے میں نہیں ذکر نہیں کہ مسیح موعود و جال کو قتل کرنے کے لئے ظاہر ہوگا بلکہ اس میں صرف یہ مسیح موعود کا ذکر ہے کہ وہ صلیب کو توڑیگا اور خنزیر کو قتل کرے گا۔ اس بصرحت معلوم ہوتا ہے کہ مسیح موعود و پادریوں کے غلبہ اور سطوت اور شوکت کی وقت ظاہر ہوگا یعنی جبکہ ان کا دخل اور تحریف اور تبدیل انتہا تک پہنچ جائیگی اور وہ محرف کتابوں کی اشاعت میں ناخنوں تک زور لگائیں گے تب مسیح موعود ظہور کریگا اور اسکا اصل مقصد صلیب ہوگا لیکن صحیح مسلم میں قتل و جال کا ذکر ہوا اور لکھا ہے کہ مسیح موعود و جال کو قتل کریگا اور اسی مقصد کیلئے ظاہر ہوگا مگر ساتھ ہی یہ بھی لکھا ہے کہ و جال کا گر جاسوے کیسا خروج ہوگا۔ بظاہر ان دونوں کتابوں یعنی بخاری اور مسلم میں بڑا تناقض ہے کیونکہ صحیح بخاری تو اصل مقصد مسیح موعود کو صلیب ٹھیراتی ہے لیکن صحیح مسلم اصل مقصد مسیح موعود کا جس کے لئے ظاہر ہوگا قتل و جال بیان کرتی ہے شاید یہ جواب دیا جائے کہ مسیح موعود کے ظہور کے وقت میں ایک حصہ میں پر و جال کا غلبہ ہوگا اور زمین کے دوسرے حصہ میں صلیب پرست قوم کا غلبہ ہوگا جیسا کہ دو بادشاہتیں جدا جدا ہوتی ہیں مگر یہ جواب صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ مسلم امر ہے کہ و جال تمام زمین پر بجز مکہ اور مدینہ کے پھر جائیگا یعنی ہر ایک جگہ اسکا تسلط ہو جائیگا جیسا کہ احادیث صحیحہ اسکی شاہد ہیں۔ پس کیا نعوذ باللہ صلیب پرستی کا غلبہ مکہ اور مدینہ میں ہوگا کیونکہ ہر حال مسیح موعود کی وقت میں کسی حصہ زمین میں صلیبی غلبہ بھی مان لینا چاہئے پس جبکہ مکہ اور مدینہ کے سوا تمام زمین پر اور سب جگہ و جال کا غلبہ ہو گیا تو صلیبی غلبہ کیلئے صرف مکہ اور مدینہ کی زمین رہ گئی۔ یہ تو وہ احادیث ہیں جو و جال کے غلبہ کو بیان کرتی ہیں۔ دوسری طرف ایسی احادیث بھی ہیں جو یہ بتلاتی ہیں کہ مسیح موعود کے وقت میں تقریباً تمام زمین پر عیسائی سلطنت قوت اور شوکت رکھتی ہوگی اور وہ حقیقت حدیث یکسر صلیب میں بھی اسی طرف اشارہ ہے اور آیت میں کَلِّ حَتَّابٍ یَنْسِلُ یُحْمَنُ ہِیَ بِأَمَارِئِہِ تَبَارَہِیَ ہِیَ ہِیَ اس صورت میں یہ توجیہ قابل اعتبار نہ رہی کہ ان مانہ میں کچھ حصہ میں غلبہ عیسائیوں کا ہوگا اور کچھ حصہ

میں غلبہ رجال کا ہو گا مگر شاید جواب میں یہ کہا جائیگا کہ اول عیسائیوں کا غلبہ ہو گا اور پھر رجال اگر صلیب کریگا اور مسیح اگر رجال کو قتل کریگا مگر یہ ایسا قول ہے کالج تک کسی فرقہ کا مسلمانوں کے حقوق میں سے یہ عقیدہ نہیں ہے بلکہ صحیح بخاری میں تو یہی لکھا ہے کہ صلیب مسیح موعود کریگا۔
نکہ رجال

اس تنازع کے فیصلہ کیلئے جب ہم حدیثوں کو دیکھتے ہیں تو وہی صحیح مسلم جو رجال کا ذکر کرتی ہے اس بات کی گواہی دیتی ہے کہ رجال مسہود و گرجا میں سے کلیکا یعنی عیسائیوں میں پیدا ہو گا۔ پس اس صورت میں صحیح مسلم پادریوں کو رجال ٹھہراتی ہے اور اسکی تائید میں واقعات بھی شہادت دے رہے ہیں اور ظاہر کر رہے ہیں کہ وہ آخری فتنہ جو ظہور میں آیا جس کو کئی لاکھ مسلمان مرتد ہو گیا وہ صرف عیسائیت کا فتنہ ہے جو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے۔ پس اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ اختلاف صرف لفظی ہے یعنی صحیح بخاری میں جس فتنہ کا نام فتنہ صلیب رکھا ہے اور مسیح موعود کو صلیب کا ٹوٹنے والا قرار دیا ہے صحیح مسلم میں اسی فتنہ کا نام فتنہ رجال رکھا ہے اور صلیب کو بطور قتل رجال قرار دیا ہے۔

اور جب ہم زیادہ تصریح کیلئے قرآن شریف کی طرف آتے ہیں جو ہر ایک تنازع کا حکم دیتا ہے تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اس میں رجال کا نام تک نہیں ہاں عیسائیت کے فتنہ کو وہ بہت بڑا بنا کر لے رہا ہے جو اسلام کے تمام اصول کا دشمن ہے اور کہتا ہے کہ اس سے آسمان پھٹ جائے اور زمین ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے اور اسی فرقہ کو خدا کی کلام کا محرف مبدل ٹھہراتا ہے اور جس فعل میں مفہوم بدل مرج ہے وہ فعل اسی فرقہ کی طرف منسوب کر لے گا اور سورہ فالتہ میں مسلمانوں کو تعلیم دیتا ہے کہ وہ عیسائیت کے فتنہ سے خدا کی پناہ مانگیں جیسا کہ ولا اتصبا آئین کے معنی تمام مفسرین نے یہی کہے ہیں۔ پس قرآن شریف کے اس فیصلہ سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ جس فتنہ سے حدیثوں میں ڈرایا گیا ہے وہ عیسائی فتنہ ہے اور میں کیا شک ہے کہ جب تمھو پر سے بدل کی کارروائی سے انسان رجال کہلا سکتا ہے تو جس فرقہ نے تمام شریعت اور تعلیم کو بدل دیا ہے

کیا وجہ کہ وہ دجال نہیں کہلا سکتا، اور جبکہ خدا تعالیٰ نے عیسائیوں کے دجل کی خود گواہی ہی
 ہے تو کیا وجہ کہ وہ دجال کے نام سے موسوم نہ ہوں؟ ان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
 وقت میں وہ دجال اکبر نہیں کہلا سکتے تھے کیونکہ یہی بدویانہی اور خیانت کمال کے وجہ کو نہیں
 پہنچی تھی صرف دجال جو نیکی بنا پڑی تھی مگر بعد کے ہمارے زمانہ میں جبکہ چارپے کی کلین بھی نکال
 تب پادریوں نے تحریف اور تبدیلی کمال تک پہنچا دیا اور کیر و ڈھار و پیہ خچ کر کے ان محرف کتابوں کو شائع
 کیا اور لوگوں کو مرتد کرنے میں کوئی کسر باقی نہ رکھی تب خدا کا نوشتہ پورا ہوا جیسا کہ واقعات
 ظاہر کر رہے ہیں اور دجال اکبر کے نام کے مستحق ہو گئے اور جب تک مخالفت حق اور تحریف تبدیل
 میں ان سے بڑھ کر کوئی ظاہر نہ ہو تب تک ہر ایک کو ماننا پڑیگا کہ یہی فرقہ دجال اکبر ہے
 جس کے ظہور کی نسبت پیشگوئی تھی۔ یہودی بھی تحریف کرتے تھے مگر وہ تو ایسی ملت کا نشانہ ہوئے
 کہ گویا مر گئے۔ صرف اسی فرقے عروج کیا اور اپنی تمام طاقتوں کو دجل اور تحریف میں خچ کر دیا اور نہ
 صرف اس قدر بلکہ یہ چاہا کہ تمام دنیا کو اپنی جیسا بنالین اور باعث شوکت اور طاقت و نیا کے
 ان کو ہر ایک سامان بھی مل گیا اور انہوں نے دجل اور تحریف میں وہ کام دکھلایا جسکی نظیر ابتدائاً دنیا
 سے آج تک مل نہیں سکتی اور کوشش کی کہ لوگ خدا کو فاصلہ شریک کے منہ پھیر کر ان مریم کو خدا مان لیں
 اور ہمارے زمانہ میں یہ کسب ان کا کام آگیا۔ پہنچ گیا اور انہوں نے خدا تعالیٰ کی کتابوں میں اس
 قدر تصرفات کیں کہ گویا وہ آپ ہی ہیں اس لئے ایسے لوگوں پر دجال کا لفظ بولا گیا یعنی خدا کی کتابوں
 کی کمال وجہ کی تحریف کر نیوالے اب سمجھوٹ کو بیچ کر کے دکھائیے۔ حدیثوں میں اکثر دجال مہرود
 کی نسبت خروج کا لفظ ہے اور مسیح موعود کی نسبت نزول کا لفظ ہے اور یہ دونوں لفظ
 بالمتقابل ہیں جس میں مطلب یہ ہے کہ مسیح موعود خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوگا اور خدا اس کے
 ساتھ ہوگا مگر دجال اپنی مکر و فریب اور دنیا کے سامانوں کے ساتھ ترقی کرے گا۔ ان جیسا کہ
 قرآن شریف میں عیسائیت کے فتنہ کا ذکر ہے ایسا ہی یا حج ماجح کا ذکر ہے اور اس آیت میں
 کہ **لَهُمْ مَقْرَبٌ لِّحَدِيثِ يُنْصَلُونَ** ان کے غلبہ کی طرف اشارہ ہے کہ نام زمین پر ان کا غلبہ

ہو جائیگا۔ اب اگر دجال اور عیسائیت اور باجوج باجوج تین علیحدہ قومیں سمجھی جائیں جو مسیح کے وقت ظاہر ہونگی تو اور بھی تناقض بڑھ جاتا ہے مگر پائل سے یقینی طور پر یہ بات سمجھ آتی ہے کہ باجوج باجوج کا فتنہ بھی درحقیقت عیسائیت کا فتنہ ہے کیونکہ پائل نے اس کو باجوج کے نام سے پکارا ہے۔ پس درحقیقت ایک ہی قوم کو باعتبار مختلف حالتوں کے تین ناموں سے پکارا گیا ہے۔

اور یہ کہنا کہ قرآن شریف میں مسیح موعود کا کہیں ذکر نہیں یہ سراسر غلطی ہے کیونکہ جس وقت میں اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں بڑا فتنہ عیسیٰ پرستی کا فتنہ ٹھیکرایا ہے اور اس کیلئے وعید کے طور پر پیشگوئی کی ہے کہ قریب ہے کہ زمین آسمان اس سے پھٹ جائیں اور اسی زمانہ کی نسبت طاعون اور زلزلوں وغیرہ حوادث کی پیشگوئی بھی کی ہے اور صریح طور پر فرمایا ہے کہ آخری زمانہ میں جبکہ آسمان اور زمین میں طرح طرح کے خوفناک حوادث ظاہر ہونگے وہ عیسیٰ پرستی کی شامت سے ظاہر ہوں گے اور پھر دوسری طرف یہ بھی فرمایا **وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّى تَبْجُثَ رُسُلُكُمْ** اس سے مسیح عیسیٰ کی نسبت **پیشگوئی** کھلے کھلے طور پر قرآن شریف میں ثابت ہوتی ہے کیونکہ جو شخص غور اور باہم اندیشی سے قرآن شریف کو پڑھے گا اس پر ظاہر ہوگا کہ آخری زمانہ کے سخت عذابوں کے وقت جبکہ اکثر حصے زمین کے زیر و زبر کئے جائیں گے اور سخت طاعون پڑے گی اور ہر ایک پہلو سے موت کا بازار گرم ہوگا اس وقت ایک سول کا نام ضروری ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا **وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّى تَبْجُثَ رُسُلُكُمْ** یعنی ہم کسی قوم پر عذاب نہیں بھیجتے جب تک خدا کے پہلے رسول بھیجے ہیں پھر جس حالت میں چھوٹے چھوٹے عذابوں کے وقت میں سول آئے ہیں جیسا کہ زمانہ کے گزشتہ واقعات سے ثابت ہے تو پھر کیونکر ممکن ہے کہ اس عظیم الشان عذاب کے وقت میں جو آخری زمانہ کا عذاب ہے اور تمام عالم محیط ہو نہیوالا ہے جس کی نسبت تمام نبیوں نے پیشگوئی کی تھی خدا کی طرف سے رسول ظاہر نہ ہو اس سے کونسا تکذیب کا نام اس کی لازم آتی ہے۔ پس وہی رسول مسیح موعود ہے کیونکہ جبکہ اصل موجب ان عذابوں کا عیسائیت کا فتنہ ہے جس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا تو ضرور خدا کا فتنہ

کے مناسب حال اور اسکے فرو کرنے کی غرض سے رسول ظاہر ہو سوسی رسول کو دوسری پیرائے میں مسیح موعود
کہتے ہیں پس اس سے ثابت ہوا کہ قرآن شریف میں مسیح موعود کا ذکر ہے اور یہی ثابت کرنا تھا ایک
سہمہ سکنائی کہ اگر قرآن شریف کی رو سے عیساؑ نبی کے فتنہ کے وقت عذاب کا انا ضروری ہے تو
سبح موعود کا انا بھی ضروری ہے اور ظاہر ہے کہ یہ عذاب عیساؑ کے کمال فتنہ کی وقت آتا ہے جسے
ثابت ہے پس مسیح موعود کا انا بھی قرآن کے یہ ثابت ہے۔ اسی طرح عام طور پر قرآن شریف سے ثابت ہوا کہ خدا
تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب ہم کسی قوم پر عذاب کرنا چاہتے ہیں تو ان کے دلوں میں فسق و فجور کی خواہش
پیدا کر دیتے ہیں تب وہ اتباع شریعت اور بے حیائی کے کاموں میں مد سے زیادہ بڑھ جاتے ہیں تب
اس وقت ان پر عذاب نازل ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ ایسا بھی یورپ میں کمال تک پہنچ گئے ہیں۔
جواب الطبع عذاب کے مقتضی میں اور عذاب رسول کے وجود کا مقتضی ہے اور وہی رسول مسیح موعود
ہے پس تعجب ہے اس قوم سے جو کہتی ہے کہ مسیح موعود کا قرآن شریف میں ذکر نہیں۔ عداوت اس کے
قرآن شریف کی آیت بھی کہ **كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ** یہی پاتری کہ اس آیت
کیلئے چودھویں صدی میں مثیل عیسےؑ ظاہر ہو گیا کہ حضرت عیسیٰؑ حضرت موسیٰؑ سے چودھویں صدی
میں ظاہر ہوئے تھے تاہم دونوں مثیلوں کے اول آخر میں مشابہت ہو اسی طرح قرآن شریف میں یہ
جی پیشگوئی ہے **وَإِنْ مِنْ قَرْيَةٍ إِلَّا عَنْكَ مَوْءِدُهَا قَبْلَ يَوْمِ الْعِقَامِ أَوْ مُعَذِّبُهَا عَذَابًا**
یعنی کوئی ایسی بستی نہیں جسکو ہم قیامت سے پہلے ہلاک کرینگے یا اُسے تہ عذاب نازل کرینگے یعنی آخری زمانہ میں
ایک سخت عذاب نازل ہوگا اور دوسری طرف یہ فرمایا **وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ إِلَيْكَ رَاسِدًا**
اس آیت تحریری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہے اور وہی مسیح موعود ہے ۔
اور یہی پیشگوئی سورہ فاتحہ میں بھی موجود ہے کیونکہ سورہ فاتحہ میں خدا تعالیٰ نے عیسائیوں
کو نام **الضالّین** رکھا ہے اس میں یہ اشارہ ہے کہ اگرچہ دنیا کے صد افرقوں میں ضلالت موجود ہے
مگر عیسائیوں کی ضلالت کمال تک پہنچ جائیگی گویا دنیا میں فرقہ ضالہ وہی ہے اور جب کسی قوم کی
ضلالت کمال تک پہنچتی ہے تو وہ اپنی گناہوں سے باز نہیں آتی تو سخت عذاب ہی طرح جاری ہے

کہ ان پر عذاب نازل ہوتا ہے پس اس ہی مسیح موعود کا آنا ضروری ٹھہرتا ہے یعنی بموجب آیت
وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ تَبْعَثَ رَسُولًا

اور یہ عجیب بات ہے کہ جیسا کہ احادیث نبویہ میں مسیح موعود کی نسبت پیشگوئی ہو کر وہ
آخری زمانہ میں ظاہر ہو گا۔ ایسا ہی ایک رجل فارسی کی نسبت پیشگوئی ہو کر وہ آخری زمانہ میں
منابغ شدہ ایمان کو پر بحال کرے گا جیسا کہ لکھا ہے۔ لو کان الايمان معلقا بالذرية
لناله رجل من فارس یعنی اگر ایمان ثریا پر چلا جاتا تب بھی ایک رجل فارسی اسکو پس آئے۔
اب ظاہر ہے کہ رجل فارسی کو اس حدیث میں اس قدر فضیلت دی گئی ہے اور اس قدر کائناتیاں کام
اسکا دکھلایا گیا ہے کہ یہ کہنا پڑتا ہے کہ وہ رجل فارسی مسیح موعود کا اصل ہے کیونکہ مسیح موعود
بقول مخالفون کے صرف وصال کو قتل کرے گا لیکن رجل فارسی ایمان کو ثریا سے واپس لائے گا
جیسا کہ ایک دوسری حدیث میں بھی یہ ذکر ہے کہ آخری زمانہ میں قرآن آسمان پر اٹھایا جائیگا۔
لوگ قرآن پر صیغہ گروہ انکے خلق سے بچ رہیں آئریگا۔ پس وہی زمانہ رجل فارسی کا اور وہی زمانہ
مسیح موعود کا ہے۔ مگر جس حالت میں رجل فارسی یہ خاص خدمت ادا کرے گا کہ ایمان کو آسمان سے واپس
لائیگا تو پھر اس کے مقابل پر مسیح موعود کی کوئی دینی خدمت ثابت نہیں ہو سکتی کیونکہ وصال کو قتل کرنا
صرف دفع شر ہے جو مدارجات نہیں مگر آسمان سے ایمان کو واپس لانا اور لوگوں کو مومن کامل بنانا
یہ افاضہ خیر ہے جو مدارجات ہی اور افاضہ خیر سے دفع شر کو کچھ نسبت نہیں۔ ماسوا اس کے
ظاہر ہے کہ جو شخص اس قدر افاضہ خیر لے گا کہ آسمان سے ایمان کو واپس لائیگا اسکی نسبت کوئی عقلمند خیال
نہیں کر سکتا کہ وہ دفع شر پرست اور نہیں ہو گا پس یہ خیال بالکل غیر معقول ہے کہ آخری زمانہ میں اٹھا
خیر رجل فارسی کرے گا مگر دفع شر پرست مسیح موعود کرے گا جسکو آسمان پر چڑھنے کی طاقت ہو کیا وہ زمین کے
شر کو دور نہیں کر سکتا؟

عرض این زمانہ کے مسلمانوں کی غلطی قابل انسوس ہو کر مسیح موعود اور رجل فارسی کو مختلف
آدمی سمجھتے ہو یا دیکھتے ہیں پہلے خدا تعالیٰ نے بس اھین احمد علیہ

میں اس عقدہ کو کھول دیا ہے کیونکہ ایک طرف تو مجھ کو مسیح موعود قرار دیا ہے اور میرا نام عیسیٰ
 لکھا ہے جیسا کہ برہنہ احمد میں فرمایا یا عیسیٰ بنی متوفیک ورفعتک الیٰ و مظهرک
 من الذین کفروا اور دوسری طرف مجھ کو جل فانی کر کے بار بار اسی نام سے پکارا ہے جیسا کہ فرمایا
 ان الذین صدوا عن سبیل اللہ رث علیہم ورجل من قاریں شکر اللہ سعیدہ
 یعنی عیسیٰ اور دوسرا کو کھائی جو لوگوں کو دین اسلام سے روکتے ہیں اس جل فانی یعنی اس احقر نے
 ان کا رو لکھا ہے خدا کی اس خدمت کا شکر گزار ہے اور ظاہر ہے کہ یہ کام بھی عیسائیوں کا تھا
 کزایہ اصل خدمت مسیح موعود کی ہے پس اگر جل فانی مسیح موعود نہیں تو کیوں مسیح موعود کا منصب کام
 جل فانی کے سپرد کیا گیا۔ اس سے ثابت ہو کہ جل فانی اور مسیح موعود ایک ہی شخص کے نام ہیں جیسا کہ
 قرآن شریف میں اسی کی طرف اشارہ فرمایا ہے اور وہ یہ ہے **وآخرتہ منکم لمتا یلقوہا** یہ
 یعنی آنحضرت کے اصحاب ہیں سے ایک اور فرقہ ہے جو ابھی ظاہر نہیں ہوا یہ تو ظاہر ہے کہ اصحاب نبی
 پہلے تھے جن جو نبی کے وقت میں ہرطن اول بیان کی حالت میں اسکی صحبت و شرف ہوں اور اس
 تقسیم اور تربیت پائیں۔ پس اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت کی قوم میں ایک نبی ہو گا کہ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز ہو گا اس لئے اسکے اصحاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کہدیر
 اور جس طرح صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنے رنگ میں خدا تعالیٰ کی راہ میں دینی خدمتیں ادا کی تھیں وہ
 اپنے رنگ میں ادا کرینگے۔ بہر حال یہ آیت آخری زمانہ میں ایک نبی کے ظاہر ہونے کی نسبت
 ایک پیشگوئی ہے نہ کوئی وجہ نہیں کہ ایسے لوگوں کا نام اصحاب سول اللہ رکھا جائے جو آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیدا ہونے والے تھے جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی نہ کہا
 آیت ممدوحہ بالا میں تو یہ نہیں فرمایا **واخرین من الامۃ** بلکہ یہ فرمایا ہے **واخرین منہم**
 اور ہر ایک جاننا ہو کہ منہم کی تفسیر اصحاب رضی اللہ عنہم کی طرف راجع ہے لہذا وہی فرقہ منہم میں داخل ہو
 ہے جس میں ایسا رسول موجود ہو کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز ہو اور خدا تعالیٰ نے آج کے چھبیس برس
 پہلے میرا نام براہین احمد میں **محمد** اور **احمد** رکھا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا

بروزی مجھے قرار دیا ہے اسی وجہ سے براہین احمدیہ میں لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا ہے
 قل ان كنتم تحبون الله فاتبعوني يحببكم الله اور نیز فرمایا ہے كل بركة من محمد
 صلی اللہ علیہ وسلم فتبارك من علم وتعلم اور اگر کوئی یہ کہے کہ کس طرح معلوم ہوا
 کہ حدیث لو کان الايمان معلقا بالثريا لئلا له رجل من فاسرہیں اس عاجز
 کے حق میں ہے اور کیوں جائز نہیں کہ امت محمدیہ میں سے کسی اور کے حق میں ہو تو اس کا جواب ہے
 سر ہے کہ براہین احمدیہ میں بار بار اس حدیث کا مصداق وحی الہی نے مجھو ٹھہرایا ہے اور تبصرہ صحیح بیان فرمایا
 کہ یہ میرے حق میں ہے اور میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے جو میرے پر
 نازل ہوا ومن ينكره فليبارئ للمباهلة ولعنة الله على من كذب الحق او افترى
 عليه حصۃ العزۃ۔ اور یہ دعویٰ امت محمدیہ میں سے آج تک کسی اور نے نہ کر سکا کہ خدا تعالیٰ
 نے میرا یہ نام رکھا ہے اور خدا تعالیٰ کی وحی سے صرف میں اس نام کا مستحق ہوں۔ اور یہ کہنا کہ نبوت
 کا دعویٰ کیا ہے کس قدر جہالت کس قدر حماقت اور کس قدر حق سے خروج ہے اسے تاوانوا
 میری مراد نبوت کریم نہیں ہے کہ میں لغو زبانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل پر کھڑا
 ہو کر نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں یا کوئی نئی شریعت لا یا ہوں۔ صرف مراد میری نبوت سے کثرت
 رکالت و مخاطبت الہیہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے حاصل ہو سکا اور مخاطبہ کے آپ
 لوگ بھی قائل ہیں۔ پس یہ صرف لفظی نزاع ہوئی یعنی آپ لوگ جس امر کا نام مکا اور مخاطبہ کہتے ہیں میں
 اسکی کثرت کا نام بموجب کلم الہی نبوت کہتا ہوں۔ ولکل ان یسطلم
 اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے
 میرا نام ہی رکھا ہے اور اسی نے مجھ کو سب موعود کے نام سے پکارا ہے اور اس نے میری تصدیق کیلئے
 طیسے بڑے نشان ظاہر کئے ہیں جو قہر میں لاکھ تک پہنچتے ہیں جن میں سے بطور نمونہ کسی قدر اس کتاب
 میں ہی لکھے گئے ہیں۔ اگر اس کے معجزانہ افعال اور کھیلے گئے نشان جو ہزاروں تک پہنچ گئے ہیں میرے
 صدق پر گواہی دیتے تو میں اس کے مکالمہ کو کسی پر ظاہر نہ کرتا اور نہ یقیناً کہہ سکتا کہ یہ اسکا کلام ہے
 پر اس نے پھر اقوال کی تائید میں افعال دکھائی جنہوں نے اس کا چہرہ دکھانے کے لیے ایک صداقت اور روشن آئینہ کا کام دیا۔

فتح کا عظیم

ڈاکٹر جان الیگزینڈر ڈوون امریکہ کا جھوٹا نبی میری پیشگوئی کے مطابق مرگیا

نمبر ۱۹۴ - واضح ہو کہ شخص جس کا نام عنوان میں درج ہے اسلام کا سخت درجہ پیروں تھا اور علاوہ اس کے اُس نے چوٹا دھوسے پیغمبری کا کیا اور حضرت سید النبیین وصدق الصادقین و خیر المرسلین و امام الطیبین جناب تقدس آب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو کاذب اور مفتری خیال کرتا تھا اور اپنی خباثت سرگندی گالیاں اور فحش کلمات آئینہ بکویا کرتا تھا۔ غرض بغض دین متین کی وجہ سے اُس کے اندر سخت ناپاک خصلتیں موجود تھیں اور جیسا کہ خنزیروں کے آگے موتیوں کا کچھ قدر نہیں ایسا ہی وہ توحید اسلام کو بہت ہی عظمت کی نظر سے دیکھتا تھا اور اس کا استیصال چاہتا تھا۔ اور حضرت عیسیٰ کو خدا جانتا تھا اور تثلیث کو تمام دنیا میں پھیلانے کیلئے تاجوش رکھتا تھا کہ میں نے باوجود اسکے کہ صد کتابیں پادریوں کی دیکھیں مگر ایسا جوش کسی میں نہ پایا چنانچہ اسکے اخبار لیویر آف میلنگ مورخہ ۱۹ دسمبر ۱۹۳۳ء اور ۱۴ فروری ۱۹۳۴ء میں یہ فقرہ

نمبر ۱۹۴ - واضح ہو کہ شخص جس کا نام عنوان میں درج ہے اسلام کا سخت درجہ پیروں تھا اور علاوہ اس کے اُس نے چوٹا دھوسے پیغمبری کا کیا اور حضرت سید النبیین وصدق الصادقین و خیر المرسلین و امام الطیبین جناب تقدس آب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو کاذب اور مفتری خیال کرتا تھا اور اپنی خباثت سرگندی گالیاں اور فحش کلمات آئینہ بکویا کرتا تھا۔ غرض بغض دین متین کی وجہ سے اُس کے اندر سخت ناپاک خصلتیں موجود تھیں اور جیسا کہ خنزیروں کے آگے موتیوں کا کچھ قدر نہیں ایسا ہی وہ توحید اسلام کو بہت ہی عظمت کی نظر سے دیکھتا تھا اور اس کا استیصال چاہتا تھا۔ اور حضرت عیسیٰ کو خدا جانتا تھا اور تثلیث کو تمام دنیا میں پھیلانے کیلئے تاجوش رکھتا تھا کہ میں نے باوجود اسکے کہ صد کتابیں پادریوں کی دیکھیں مگر ایسا جوش کسی میں نہ پایا چنانچہ اسکے اخبار لیویر آف میلنگ مورخہ ۱۹ دسمبر ۱۹۳۳ء اور ۱۴ فروری ۱۹۳۴ء میں یہ فقرہ

”میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ دن جلد آوے کہ اسلام دنیا سے نابود

ہو جاوے۔ اے خدا تو ایسا ہی کر۔ اے خدا اسلام کو ہلاک کر دے۔“

اور پھر اپنے پرچہ اخبار ۱۲ دسمبر ۱۹۳۷ء میں اپنے تئیں سچا رسول اور سچا نبی قرار دیکر

کہتا ہے کہ اگر میں سچا نبی نہیں ہوں تو پھر دس گز زمین پر کوئی ایسا شخص نہیں ہے

جو خدا کا نبی ہوئے علاوہ اس کے وہ سخت مشرک تھا اور کہتا تھا کہ مجھ کو الہام ہو چکا

ہے کہ پچیس برس تک یسوع مسیح آسمان سے اتر آئیگا اور حضرت عیسیٰ کو حقیقت

خدا جاننا تھا اور ساتھ اس کے میرے دل کو دکھ دینے والی ایک یہ بات تھی

جیسا کہ میں لکھ چکا ہوں کہ وہ نہایت درجہ پرہیزگار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا

دشمن تھا اور میں اُس کا پرچہ اخبار رلیوز آف میلنگ لیتا تھا اور اسکی بدزبانی

پر ہمیشہ مجھے اطلاع ملتی تھی۔ جب اُسکی شوخی انتہا تک پہنچی تو میں نے انگریزی

میں ایک چٹھی اُسکی طرف روانہ کی اور سب اہل کیلئے اُس سے درخواست کی تا خدا

تعالیٰ ہم دونوں میں سے جو چھوٹا ہے اُس کو سچے کی زندگی میں ہلاک کرے۔ یہ

درخواست دو مرتبہ یعنی ۱۹۳۲ء اور ۱۹۳۳ء میں اُسکی طرف بھی گئی تھی۔

اور امریکہ کے چند نامی اخباروں میں بھی شائع کی گئی تھی جن کے نام حاشیہ میں درج ہیں

جلد نمبر	نام اخبار مع تاریخ	خلاصہ مضمون
(۱)	شکاگو انٹریپرٹیز خبر ۲۸ جون ۱۹۳۲ء	عنوان۔ کیا دہلی اس مقابلہ میں نکلیگا۔ دونوں نقوی برین ہیلو بہ ہیلو دیکر لکھتا ہے کہ مرزا صاحب کہتے ہیں دہلی مغربی ہے اور میں دعا کرتا ہوں کہ وہ اس سے میری زندگی میں بہت فائدہ کرے اور پھر کہتے ہیں کہ جو نے اور سچے میں فیصلہ کا یہ طریق ہے کہ خدا سے دعا کی جاوے کہ دونوں میں سے جو ٹھیک ہے وہ سچے کی زندگی میں ہلاک ہو جاوے۔
(۲)	ٹیلیگراف ۵ جولائی ۱۹۳۳ء	مرزا غلام احمد صاحب پنجاب سے دہلی کو چیلنج پہنچے ہیں کہ اسے وہ شخص جو مدعی نبوت ہے جو آج اور میرے ساتھ ہوا کرے ہمارا مقابلہ دعا سے ہوگا۔ اور ہم دونوں خدا تعالیٰ سے دعا کریں گے کہ ہم میں سے جو شخص کذاب ہے وہ پہلے ہلاک ہو۔

اور اس ضمن میں مباہلہ میں میں نے جوئے پر بدعا بھی کی تھی اور خدا تعالیٰ سے یہ چاہا تھا کہ خدا جوئے کا جھوٹ اپنی فیصلہ سے کہول دے۔ اور یہ میرے ضمن میں مباہلہ کا جیسا کہ ابھی لکھ چکا ہوں امریکہ کے چند روزانہ اور نامی اخباروں میں بخوبی شائع ہو گیا تھا۔ اور یہ اخباریں امریکہ کے عیسائیوں کی نہیں جن کا مجھے ہر کہہ تعلق نہ تھا اور اخباروں میں

۴۰ حاشیہ۔ میری طرف سے ۲۳ اگست سن ۱۹۵۷ء کو دہلی کے مقابل پانگڑی میں اپنے ہتھیار شائع ہوا تھا جس میں یہ عقوہ کہ میں عمر میں ستر برس کے قریب ہوں اور دہلی جیسا کہ وہ بیان کرتا ہے پچاس برس کا جوان جو لیکن میں اپنی عمر کی کچھ پروا نہیں کی کیونکہ اس مباہلہ کا فیصلہ عمر کی حکومت سے نہیں ہو گا بلکہ خدا جو اس کا حکم لیا کہیں وہ فیصلہ کرے گا۔ اور اگر دہلی مقابلہ سے پہلا گیا ... تب ہی یقیناً سمجھ کر اس کے صیغوں میں صحت ایک آفت آئی ہو۔ اب میں اس ضمن میں کو اس دعا پر غور کرتا ہوں کہ اے قادر و مالک خدا جو ہمیشہ فیصلوں پر ظاہر ہوتا رہا ہے اور ظاہر ہوتا رہے گا یہ فیصلہ عید کر اور دہلی کا جھوٹ لوگوں پر ظاہر کر دو اور میں یقین رکھتا ہوں کہ جو کچھ اپنی دعا سے نکلے گا وہ ضرور دہلی کا جھوٹ ہو گا۔ اسے قادر خدا میری دعا میں سے۔ تمام حاشیہ تبھی تحریر کر کے دیکھو شہر ۲۳ اگست سن ۱۹۵۷ء جہاں انگریزی۔ منہ

نمبر	مراجعات مع تاریخ	ملاحظہ غور
(۳)	رگونات سان فرانسکو جو ۲۳ اگست ۱۹۵۷ء	غوثان گزری اور ملی (یعنی عیسائیت، اور اسلام) کا مقابلہ دعا کے مرزا صاحب کے ضمن میں ملاحظہ فرمائی کہ لکھا ہے یہ دعا ایک حاجت کے لیتا ہوا اور میری ہیست سے یہ زمین پس سب سے خدا کی طرف سے کون سے ہم میں سے طرح ہو سکتا ہے کہ ہم میں سے ایک اپنی دعا سے دعا کرے اور جب دعا قبول ہو وہ دعا کی طرف سے سمجھا جاوے۔ دعا یہ ہوگی کہ ہم دونوں میں سے جو چاہے خدا سے پہلے ہاک کرے۔ یقیناً یہ ایک معقول اور انصافانہ نتیجہ ہے۔
(۴)	لڈیری، ایکٹ نیویاک ۲۰ جون سن ۱۹۵۷ء	میری بقول دیگر مباہلہ کا مفصل ذکر کرتا ہے کہ دونوں میں سے پہلی اور ہم دعا کر کے کہ جو دعا سے کی نہ ملے گی میں اور اس کے بعد سے ہاک ہو۔
(۵)	یو ایف اے، نیو یارک ۲۸ جون سن ۱۹۵۷ء	غوثان مباہلہ یا معاہدہ دعا کے نتیجے میں اسی مباہلہ کا ذکر کرتا ہے
(۶)	ہیریٹ، ڈیٹر ۲۷ جون سن ۱۹۵۷ء	دہلی کو مباہلہ کہنے لایا گیا ہے اور ہر مباہلہ کا ذکر کرتا ہے۔
(۷)	یکارڈو، نیو یارک ۲۷ جون سن ۱۹۵۷ء	مباہلہ کا ذکر ہے
(۸)	ایڈورڈ، نیو یارک ۲۵ جون سن ۱۹۵۷ء	ایضا
(۹)	ایڈورڈ، نیو یارک ۲۷ جون سن ۱۹۵۷ء	ایضا
(۱۰)	ایڈورڈ، نیو یارک ۲۷ جون سن ۱۹۵۷ء	ایضا
(۱۱)	ایڈورڈ، نیو یارک ۲۷ جون سن ۱۹۵۷ء	ایضا
(۱۲)	ایڈورڈ، نیو یارک ۲۷ جون سن ۱۹۵۷ء	ایضا
(۱۳)	ایڈورڈ، نیو یارک ۲۷ جون سن ۱۹۵۷ء	ایضا

۴۱ ہر ۲۷ جون کے پرچہ میں دونوں تصویریں دیکر مفصل ذکر کیا ہے۔

شایع کرانے کی اسلئے مجھ ضرورت پیش آئی کہ ڈاکٹر ڈوولی چھوٹے بنی نے براہِ راست مجھ کو جواب نہیں دیا تھا آخر میں وہ مضمون مباہلہ امریکہ کے اُن نامی اخباروں میں جو روزانہ ہیں اور کثرت سے دنیا میں جاتے ہیں شایع کرا دیا۔ یہ خدا کا فضل ہے کہ باوجودیکہ اڈیٹر ان اخبارات امریکہ عیسائی تھے اور اسلام کے مخالف تھے تاہم انہوں نے نہایت تروتازہ سے میرے مضمون مباہلہ کو ایسی کثرت سے شایع کر دیا کہ امریکہ اور یورپ میں اسکی دھوم مچ گئی اور ہندوستان تک اس مباہلہ کی خبر ہو گئی۔ اور میرے مباہلہ کا خلاصہ

خلاصہ مضمون

نام اخبار مع تاریخ

(۱۳)	ٹیمپل کرسٹ کرانیکل دچسٹر ۲۵ جون ۱۹۰۳ء	مباہلہ کے بعد دونوں تصویریں ہی دی ہیں اور میری تصویر کے نیچے یہ لفظ ہیں۔ مرزا غلام احمد
(۱۴)	شکاگو کا ایک اخبار تاریخ اور نام بت گیا	ہندوستان کا مسیح جس نے ڈوولی کو دعا کے مقابلہ کیلئے چیلنج دیا ہے
(۱۵)	برٹشکن فری پریس ۲۷ جون ۱۹۰۳ء	مباہلہ کا ذکر ہے۔
(۱۶)	شکاگو انٹراوشن ۲۸ جون ۱۹۰۳ء	"
(۱۷)	البینی پریس ۲۵ جون ۱۹۰۳ء	"
(۱۸)	جیکسنول ٹائمز ۲۸ جون ۱۹۰۳ء	"
(۱۹)	پانی مورامریکی ۲۵ جون ۱۹۰۳ء	"
(۲۰)	بفلو ٹائمز ۲۵ جون ۱۹۰۳ء	"
(۲۱)	نیویارک میل ۲۵ جون ۱۹۰۳ء	"
(۲۲)	یوسٹن ریکارڈ ۲۷ جون ۱۹۰۳ء	"
(۲۳)	ڈیزرٹ انگلش ٹریڈ ۲۷ جون ۱۹۰۳ء	"
(۲۴)	مینیسا ریکارڈ ٹیکمپل ۲۷ جون ۱۹۰۳ء	"
(۲۵)	گروم ٹریڈ ۲۷ جون ۱۹۰۳ء	"
(۲۶)	ٹوینٹن کریکٹل ۲۷ جون ۱۹۰۳ء	"
(۲۷)	سٹوٹن کریکٹل ۲۷ جون ۱۹۰۳ء	"
(۲۸)	سٹوٹن کریکٹل ۲۷ جون ۱۹۰۳ء	"
(۲۹)	ٹیمپل کریکٹل ۲۷ جون ۱۹۰۳ء	"
(۳۰)	ٹیمپل کریکٹل ۲۷ جون ۱۹۰۳ء	"
(۳۱)	ٹیمپل کریکٹل ۲۷ جون ۱۹۰۳ء	"
(۳۲)	ٹیمپل کریکٹل ۲۷ جون ۱۹۰۳ء	"
(۳۳)	ٹیمپل کریکٹل ۲۷ جون ۱۹۰۳ء	"
(۳۴)	ٹیمپل کریکٹل ۲۷ جون ۱۹۰۳ء	"
(۳۵)	ٹیمپل کریکٹل ۲۷ جون ۱۹۰۳ء	"
(۳۶)	ٹیمپل کریکٹل ۲۷ جون ۱۹۰۳ء	"
(۳۷)	ٹیمپل کریکٹل ۲۷ جون ۱۹۰۳ء	"
(۳۸)	ٹیمپل کریکٹل ۲۷ جون ۱۹۰۳ء	"
(۳۹)	ٹیمپل کریکٹل ۲۷ جون ۱۹۰۳ء	"
(۴۰)	ٹیمپل کریکٹل ۲۷ جون ۱۹۰۳ء	"
(۴۱)	ٹیمپل کریکٹل ۲۷ جون ۱۹۰۳ء	"
(۴۲)	ٹیمپل کریکٹل ۲۷ جون ۱۹۰۳ء	"
(۴۳)	ٹیمپل کریکٹل ۲۷ جون ۱۹۰۳ء	"
(۴۴)	ٹیمپل کریکٹل ۲۷ جون ۱۹۰۳ء	"
(۴۵)	ٹیمپل کریکٹل ۲۷ جون ۱۹۰۳ء	"
(۴۶)	ٹیمپل کریکٹل ۲۷ جون ۱۹۰۳ء	"
(۴۷)	ٹیمپل کریکٹل ۲۷ جون ۱۹۰۳ء	"
(۴۸)	ٹیمپل کریکٹل ۲۷ جون ۱۹۰۳ء	"
(۴۹)	ٹیمپل کریکٹل ۲۷ جون ۱۹۰۳ء	"
(۵۰)	ٹیمپل کریکٹل ۲۷ جون ۱۹۰۳ء	"

اگر ڈوولی اشارتاً یا صریحاً اس چیلنج کو منظور کر لیا تو پھر یہ دیکھ کر حیرت کے ساتھ ہلاک ہو گا۔ اور اگر وہ اس چیلنج کو قبول نہ کر لیا تو پھر اس کے صیحوں پر سخت آفت آئیگی۔ مباہلہ اور ڈوولی پر دعا کرنے کا ذکر ہے۔

یا خبر صرف وہ ہیں جو ہم تک پہنچے ہیں۔ اس کثرت سے معلوم ہوتا ہے کہ سیکڑوں اخباروں میں یہ ذکر ہوا ہو گا۔ منہ

مضمون یہ تھا کہ اسلام سچا ہے اور عیسائی مذہب کا عقیدہ جھوٹا ہے اور میں خدا تعالیٰ کی طرف سے وہی مسیح ہوں جو آخری زمانہ میں آئیوا لا تھا اور نبیوں کے لوشنوں میں اس کا وعدہ تھا اور نیز مینے اس میں لکھا تھا کہ ڈاکٹر ڈوئی اپنے دعوے رسول ہونے اور تثلیث کے عقیدہ میں جھوٹا ہے اگر وہ مجھ سے مباہلہ کرے تو میری زندگی میں ہی بہت سی حسرتاں دیکھ کے ساتھ مر گیا اور اگر مباہلہ ہی نہ کرے تب بھی وہ خدا کے عذاب سے بچ نہیں سکتا اس کے جواب میں بدست ڈوئی نے ۱۹ دسمبر ۱۹۰۳ء کے کسی پرچہ میں اور نیز ۲۶ ستمبر ۱۹۰۳ء کے اپنے پرچہ میں اپنی طرف سے یہ چند سطرین انگریزی میں شائع کیں جن کا ترجمہ ذیل میں ہے۔

یہ ہندوستان میں ایک بیوقوف محمدی مسیح ہے جو مجھے بار بار لکھتا ہے کہ مسیح یسوع کی قبر کشمیر میں ہے اور لوگ مجھے کہتے ہیں کہ تو اس کا جواب کیوں نہیں دیتا اور کہ تو کیوں اس شخص کا جواب نہیں دیتا مگر کیا تم خیال کرتے ہو کہ میں ان چھروں اور کھپڑوں کا جواب دوں گا اگر میں ان پر اپنا پاؤں رکھوں تو میں انکو کچل کر مار دوں گا۔

اور پھر پرچہ ۱۹ دسمبر ۱۹۰۳ء میں لکھتا ہے کہ میرا کام یہ ہے کہ میں مشرق اور مغرب اور شمال اور جنوب سے لوگوں کو جمع کروں اور مسیحیوں کو اس شہر اور دوسرے شہروں میں آباد کروں یہاں تک کہ وہ دن آجائے کہ مذہب محمدی دنیا سے مٹایا جائے اسے خدا ہیمن وہ وقت دکھلائے

غرض شخص سے یہ مضمون مباہلہ کے بعد جو یورپ اور امریکہ اور اس ملک میں شائع ہو چکا تھا بلکہ تمام دنیا میں شائع ہو گیا تھا شوخی میں روز بروز بڑھتا گیا اور اس طرف بھی یہ انتظامیہ کہ جو کچھ مینے اپنی نسبت اور اس کی نسبت خدا تعالیٰ سے فیصلہ چاہا ہے ضرور خدا تعالیٰ سچا فیصلہ کر لیا اور خدا تعالیٰ کا فیصلہ کاذب اور صادق میں فرق کر کے دکھادے گا

اور میں ہمیشہ کسبارہ میں خدا تعالیٰ سے دعا کرتا تھا اور کاذب کی موت چاہتا تھا چنانچہ
 کئی دفعہ خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی کہ تو غالب ہوگا اور دشمن ہلاک کیا جائیگا اور پروٹی
 کے مرنے سے قریباً پندرہ دن پہلے خدا تعالیٰ نے اپنی کلام کے ذریعہ سے مجھے
 میری فتح کی اطلاع بخشی جس کو میں اس سال میں جس کا نام ہر قادیان کے آریہ اور ہم
 اسکے ٹائٹل پیج کے پہلے ورق کے دوسرے صفحہ میں ڈوٹی کی موت سے قریباً دو ہفتہ
 پہلے شائع کر چکا ہوں اور وہ یہ ہے

تازہ نشان کی پیشگوئی

خدا فرماتا ہے کہ میں ایک تازہ نشان ظاہر کروں گا جس میں فتح عظیم ہوگی وہ تمام
 دنیا کیلئے ایک نشان ہوگا (یعنی ظہور اسکا صرف ہندوستان تک محدود نہیں ہوگا)
 اور خدا کے ہاتھوں سے اور آسمان سے ہوگا چاہیے کہ ہر ایک آنکھ اسکی منتظر رہے
 کیونکہ خدا اسکو عنقریب ہر کرے گا تا وہ یہ گواہی دے کہ یہ عاجز جس کو تمام قومیں
 گالیاں دے رہی ہیں اس کی طرف سے ہے مبارک وہ جو اس سے فائدہ اٹھاوے
 المشہور

میرزا غلام احمد مسیح موعود و مہتر ۲۰ فروری سنہ ۱۹۰۰ء

+ حاشیہ - ۹ فروری سنہ ۱۹۰۰ء کو مجھے یہ الہام ہوا کہ افلاکات الاعلیٰ اپنے غلبہ ظہری کو ہوگا۔ اور پھر اس تاریخ مجھے یہ الہام
 ہوا العبد الاخر تنال منه نصراً عظیماً یعنی ایک اور خوشی کا نشان تجھ کو ملیگا جس سے ایک بڑی
 فتح تیری ہوگی۔ میں میں یہ تفہیم ہوئی کہ مالک مشرق قیام میں تو سعد اللہ لدنوی میری پیشگوئی اور مبارک کے بعد جنوری
 کے پہلے ہفتہ میں ہی نمودار ہو گیا۔ یہ تو پہلا نشان تھا اور دوسرا نشان اس سے بہت ہی بڑا ہوگا جس میں فتح عظیم
 ہوگی سورہ ڈوٹی کی موت سے جو مالک مغرب میں ظہور میں آئی۔ دیکھو پورا چاہا پیما ارشد ہی سنہ اس سے خدا تعالیٰ الہام پورا چکا کہ

اب ظاہر ہے کہ ایسا نشان جو فتح عظیم کا موجب ہو تمام دنیا ایشیا اور امریکہ اور
یورپ اور ہندوستان کیلئے ایک کھلا کھلا نشان ہو سکتا ہے وہ یہی ڈوئی کے مریکا نشان
ہے۔ کیونکہ اور نشان جو میری پیشگوئیوں سے ظاہر ہوئے ہیں وہ تو پنجاب اور ہندوستان
تک ہی محدود تھے اور امریکہ اور یورپ کے کسی شخص کو ان کے ظہور کی خبر نہ تھی۔
لیکن یہ نشان پنجاب سے بصورت پیشگوئی ظاہر ہو کر امریکہ میں جا کر ایسے شخص کے حق
میں پورا ہوا جس کو امریکہ اور یورپ کا فرد فرد جانتا تھا اور اس کے مریکے ساتھ ہی
بدریعہ تارون کے اس ملک کے انگریزی اخباروں کو خبر دی گئی چنانچہ پائونیز نے
(جولہ آباد سے نکلتا ہے) پرچہ ۱۱- مارچ ۱۹۰۷ء میں اور سول اینڈ ملٹری گزٹ نے
(جولہ پور سے نکلتا ہے) پرچہ ۱۲- مارچ ۱۹۰۷ء میں اور انڈین ڈیلی ٹیلی گراف نے
(جولہ پور سے نکلتا ہے) پرچہ ۱۲- مارچ ۱۹۰۷ء میں اس خبر کو شائع کیا۔ پس اس طرح
پر تقریباً تمام دنیا میں یہ خبر شائع کی گئی اور خود یہ شخص اپنی دنیوی حیثیت کی رُو سے
ایسا تھا کہ عظیم الشان نوابوں اور شاہزادوں کی طرح مانا جاتا تھا چنانچہ وہ
نے جو امریکہ میں مسلمان ہو گیا ہے میری طرف اسکے بارہ میں ایک مٹی لکھی تھی۔ کہ
ڈاکٹر ڈوئی اس ملک میں نہایت معتز اور شاہزادوں کی طرح زندگی بسر کرتا ہے۔
اور باوجود اس عزت اور شہرت کے جو امریکہ اور یورپ میں اسکو حاصل تھی خدا

۱- شاید ڈوئی میں پیشگوئی کے بعد اس قدر مدد مل گیا کہ وہی سکاٹ لینڈ پر گذری تھو ڈوئی کا خاتمہ ہو گیا پس ایک ٹیپ
حق کیلئے یہ ایک قطعی دلیل ہے کہ یہ پیشگوئی خاص طور پر اسکے بارے میں تھی کیونکہ اولاً اس پیشگوئی میں یہ لکھا ہے کہ
فتح عظیم کا نشان تمام دنیا کیلئے ہوگا اور دوسرے یہ لکھا ہے کہ وہ عقیب ظاہر ہو نیلا لائیو میں سبز یا وہ غنقریب
کیا ہو گا اس پیشگوئی کے بعد جنت ڈوئی اپنی زندگی کے میں ان ہی پورے نہ کر سکا اور خاک میں جا ملا جن پادری
صحابان نے انہم کو بدی میں شور مچا دیا تھا اب ان کو ڈوئی کی موت پر ضرور غور کرنا چاہیے۔ آمین

تعالیٰ کے فضل سے یہ ہوا کہ مسیہ مہیا بلکہ کامضمون اُس کے مقابل پیامبریکہ کے بڑے بڑے نامی اخباروں نے جو روزانہ ہین شائع کر دیا اور تمام امریکہ اور یورپ میں مشہور کر دیا اور پھر اس عام اشاعت کے بعد جس ہلاکت اور تباہی کی اُس کی نسبت پیشگوئی میں خبر دی گئی تھی وہ ایسی صفائی سے پوری ہوئی کہ جس سے بڑھ کر کھل اور اتم طور پر ظہور میں آنا متصور نہیں ہو سکتا۔ اُسکی زندگی کے ہر ایک پہلو پر آفت پڑی۔ اُس کا خاٹن ہونا ثابت ہوا اور وہ شراب کو اپنی تعلیم میں حرام قرار دیتا تھا مگر اُس کا شراب خوار ہونا ثابت ہو گیا۔ اور وہ اُس اپنے آباؤ کو وہ شہر صیحون سے بڑی حسرت کے ساتھ نکالا گیا جس کو اُس نے کئی لاکھ روپیہ خرچ کر کے آباد کیا تھا اور نیز سات کروڑ نقد روپیہ سے جو اُس کے قبضہ میں تھا اُس کو جواب دیا گیا اور اُسکی بیوی اور اس کا بیٹا اُس کے دشمن ہو گئے اور اُس کے باپ نے اُسے شہر دیا کہ وہ ولد الزنا ہے۔ پس اس طرح پر وہ قوم میں ولد الزنا ثابت ہوا۔ اور یہ دعوائے کہ میں بمباروں کو معجزہ سے اچھا کرتا ہوں۔ یہ تمام لاف و گزاف اُسکی محض جھوٹی ثابت ہوئی اور ہر ایک دولت اُس کو نصیب ہوئی اور آخر کار اُس پر قلعہ گرا اور ایک تختہ کی طرح چند آدمی اُس کو اٹھا کر لے جاتے تھے اور پرہیز غمخون کے باعث پاگل ہو گیا اور جو اس بکاثر رہے اور یہ دعوائے اُس کا کہ میری ابھی بڑی عمر ہے اور میں روز بروز جوان ہوتا جاتا ہوں اور لوگ بڑھے ہوئے جاتے ہیں محض قریب ثابت ہوا۔ آخر کار راجہ سنگھ کے پہلے ہفتہ میں ہی بڑی حسرت اور درد اور

و رکھ کے ساتھ مر گیا۔

اب ظاہر ہے کہ اس سے بڑھ کر اور کیا معجزہ ہو گا چونکہ میرا اصل کام کسلی صلیب سے سو اُس کے مرنے سے ایک پڑا حصہ صلیب کا ٹوٹ گیا۔ کیونکہ وہ تمام دنیا سے اول درجہ حامی صلیب تھا جو پیغمبر ہونے کا دعویٰ کرتا تھا اور کہتا تھا کہ میری دُعا سے تمام مسلمان ہلاک ہو جائیں گے اور اسلام نابود ہو جائے گا اور خانہ کعبہ و **پیران** ہو جائیگا۔ سو خدا تعالیٰ نے میرے ہاتھ پر اس کو ہلاک کیا۔ میں جانتا ہوں کہ اسکی موت سے پیشگوئی قتل خنزیر والی بڑی صفائی سے پوری ہو گئی۔ کیونکہ ایسے شخص سے زیادہ خطرناک کون ہو سکتا ہے کہ جس نے جھوٹے طور پر پیغمبری کا دعویٰ کیا اور خنزیر کی طرح جھوٹ کی سنجاسمت کہانی اور جیسا کہ وہ خود لکھتا ہے اُس کے ساتھ ایک لاکھ کے قریب ایسے لوگ ہو گئے تھے جو بڑے مالدار تھے بلکہ سچ یہ ہے کہ مسلمان کذاب اور سودھنسی کا وجود اس کے مقابل پر کچھ ہی چیز نہ تھا۔ نہ اسکی طرح شہرت ان کی تھی اور اسکی طرح کروڑ روپیہ کے وہ مالک تھے پس میں قسم کھا سکتا ہوں کہ یہ وہی خنزیر تھا جسکے قتل کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی کہ مسیح موعود کے ہاتھ پر مارا جائیگا۔ اگر میں اُس کو مبالغہ کیلئے دہلاتا اور اگر میں اُس پر بددعا نہ کرتا اور اُس کی ہلاکت کی پیشگوئی شایع نہ کرتا تو اس کا مرنا اسلام کی حقیقت کیلئے کوئی دلیل نہ بنتا



تفسیر کتب معتبره

و است صحت

بسم الله الرحمن الرحيم
فان



لیکن چونکہ میں نے صد ہا اخباروں میں پہلے سے شائع کر دیا تھا کہ وہ میری
زندگی میں ہی ہلاک ہوگا میں مسیح موعود ہوں اور ڈوٹی کذاب ہے اور
بار بار لکھا کہ اس پر یہ دلیل ہے کہ وہ میری زندگی میں ذلت اور حسرت کے ساتھ
ہلاک ہو جائیگا چنانچہ وہ میری زندگی میں ہی ہلاک ہو گیا۔ اس سے زیادہ کھلا کھلا مجھ
جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کو سچا کرتا ہے اور کیا ہوگا؟ اب وہی اس سے
انکار کرے گا جو سچائی کا دشمن ہوگا۔ والسلام علی من تبع الامتی

المشاہدہ

میرزا غلام احمد مسیح موعود از مقام قادیان

ضلع گورداسپور پنجاب۔ ۱۷ اپریل ۱۹۰۷ء



۴۔ امریکہ کے ایک اخبار نے خوب لطیفہ لکھا ہے کہ ڈوٹی مبارک کی درخواست کو تو قبول ضرور کریگا
مگر کسی قدر ترمیم کے بعد، درود یہ کہ ڈوٹی کہے گا کہ میں اس کا مبارک ہو تو منظور نہیں کرتا کہ
کاذب صادق کے سبب ہلاک ہو جائے، ان یہ منظور کرے۔ ان کے گمان و خیال میں مفاد
کیا جائے۔ پھر جو شخص گالیبان دینے میں بڑھ کرے گا اور اس درجہ پر پہنچے گا اس کو
سچا سمجھا جائے۔ منہ

آسمان بار و نشان الوقت میگذرین

این دو شاہد از پے تصدیق مناسبت اند

دوش نشان

نشان ۱۹۴

پہلے اخبار بموقع ۱۴ مارچ سنہ ۱۹۲۵ء مطابق ۲۸۔ محرم ۱۳۲۵ میں ایک الہام شایع ہوا جو ۷ مارچ سنہ ۱۹۰۷ء کو خدا تعالیٰ کی طرف سے میرے پریشگولی کے طور پر ظاہر کیا گیا تھا اور اسکی نسبت جو تفہیم ہوئی تھی وہ یہی اسی پرچہ ۱۴ مارچ میں درج کر گئی تھی اور وہ الہام یہ ہے جو کہ انہما ذکر کے صفحہ پہلے کالم میں درج کیا گیا ہے پچیس دن۔ یا یہ کہ پچیس دن یعنی ۱۹ مارچ سنہ ۱۹۰۷ء سے پچیس دن یا یہ کہ ۲۵ دن تک جو ۳۱ مارچ ہوتی ہر کوئی نیا واقعہ ظاہر ہو مالا ہے اور اس الہام میں جو تفہیم ہوئی تھی وہ اسی کالم میں مندرجہ ذیل عبارت میں درج ہے اور وہ یہ ہے۔

الہام میں یہ اشارہ ہے کہ ۷ مارچ سنہ ۱۹۰۷ء سے پچیس دن پورے ہونیکے سر پر ۷ مارچ سے پچیس دن تک کوئی نیا واقعہ ظاہر ہوگا اور ضرور ہے کہ تقدیر اتنی ہی اس واقعہ کو روک سکے جیتکے سات ۱۹ مارچ سنہ ۱۹۰۷ء سے ۲۵ دن گزر نہ جاوے یا یہ کہ ۷ مارچ سے ۲۵ دن تک یہ واقعہ ظہور میں آجائے گا۔ اگر صرف ۲۵ دن کے لحاظ سے معنی کی جاوے تو اس طور سے ضرور ہے کہ اس واقعہ کے ظہور کی یکم اپریل کو سیدھی جائے کیونکہ الہام الہی کی رو سے ساتویں مارچ پچیسویں دن کے شمار میں داخل ہر اس صورت میں پچیس دن مارچ کے اکیسویں دن تک پورے ہو جائے ہیں۔ مگر یہ سوال کہ وہ واقعہ کیا ہے اسکی پیشگولی کی گئی ہے اسکا رسم سوقت کوئی جو انہیں دیکھتے بجز اسکے کہ یہ کہیں کہ کوئی ہون کی یا تعجب انگیز واقعہ ہے کہ ظہور کے بعد پیشگولی

۱۰۔ یونہی لکھ کر تشریح جس پر خط کشیدہ دیا گیا ہے صرف جہاں مذکور ہے تفہیم الہی صرف اس قدر ہے کہ ۷ مارچ سنہ ۱۹۰۷ء سے پچیس دن پورے ہونیکے سر پر ۷ مارچ سے ۲۵ دن تک جو ۳۱ مارچ تک ختم ہوجائے من کوئی نیا واقعہ ظاہر ہوگا۔ منہ

کے رنگ میں ثابت ہو جائیگا دیکھو پچھلے اخبار بدر ۱۴ مارچ ۱۹۰۷ء پہلا اور دوسرا کالم

اس کے بعد جس رنگ میں یہ پیشگوئی ظہور میں آئی وہ یہ ہے کہ ٹھیک ٹھیک ۱۳ مارچ ۱۹۰۷ء

کو جس پر ۲۵ مارچ ۱۹۰۷ء دن ختم ہونے میں ایک بڑا شعلہ لگ کا جس سے دل کانپ اٹھا آسمان پر ظاہر ہوا اور ایک ہولناک چمک کے ساتھ قریباً سات سو میل کے فاصلہ تک جواتناک معلوم ہو چکا ہے یا اس سے بھی زیادہ جا بجا زمین پر گراؤ دیکھا گیا اور ایسی ہولناک طور پر گرا کہ ہزار ہا مخلوق خدا اس کے نظارہ سے حیرت ہو گئی اور بعض پہوش ہرگز زمین پر گر پڑے جس کے منہ میں پانی ڈالا گیا تب انکو ہوش آئی۔ اکثر لوگوں کا یہی بیان ہے کہ وہ آگ کا ایک تیشی گولہ تھا جو نہایت مہیب اور غیر معمولی صورت میں نمودار ہوا اور ایسا دکھائی دیتا تھا کہ وہ زمین پر گرا اور پھر دھون ہو کر آسمان پر چڑھ گیا۔ بعض کا یہ بھی بیان ہے کہ وہ کھیرچ اسکا ایک حصہ زمین دھون تھا اور اکثر لوگوں کا بیان ہے کہ وہ ایک ہولناک آگ تھی جو شمال کی طرف سے آئی اور جنوب کو گئی۔ اور بعض کہتے ہیں کہ جنوب کی طرف سے آئی اور شمال کو گئی اور قریباً پانچ سو سال کے اس قوسہ کا وقت تھا اور بعض کا بیان ہے کہ آسمان پر مغرب کی طرف سے ایک بڑا سا انگارا نمودار ہوا اور پھر مشرق کی طرف نہایت نمایان اور خوفناک طور پر دوڑناک چلا گیا اور زمین کے اس قدر قریب آ جاتا تھا کہ ہر جگہ دیکھنے والوں کا یہی خیال تھا کہ اب گرا اب گرا۔ اور بڑی بڑی عمر کے آدمیوں نے یہ گواہی دی کہ اس قسم کا واقعہ مہیب ہولناک ہونے لکھی نہیں دیکھا اور جہاں جہاں ہماری پاس خط پہنچے ہیں جن کا خلاصہ ہم نے شہادتوں کے طور پر ہر ایک مقام کے متعلق اس مضمون کے ساتھ شامل کر دیا ہے وہ بہت سے مقام ہیں مثلاً ان کے کشمیر راولپنڈی۔ پٹی گھیب۔ جہلم۔ گجرات۔ گوجرانوالہ۔ سیالکوٹ۔ وزیر آباد۔ امرتسر۔ لاہور۔ فیروز پور۔ جالندھر۔ بسی سرمنڈ۔ پٹیالہ۔ کانگرہ۔ بہاولپور وغیرہ ہیں اور ایک صاحب قند بخش نام راولپنڈی سے لکھتے ہیں کہ یہ آگ کا نشان ہندوستان میں بھی دکھائی دیا ہے۔ یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ تنبیہ کے طور پر ان ممالک میں خدا تعالیٰ کی طرف سے آگ برسی ہے جبکہ زمینہ شریع کیا تھا کہ آسمان اے غافل لو! آگ سے بچو

سو خدا نے یہ پیشگوئی پوری کی۔ اگرچہ اس سے کوئی نقصان نہیں ہوا صرف بعض آدمی ہی ہلاک
 ہو گئے مگر یہ آگ کی بارش آئندہ کسی بڑے عذاب کی خبر دے رہی ہے۔ اسے سننے والو! ہشیا
 ہو جاؤ بعد میں پچھتاؤ گے یہ ایک نشان ان نشانوں میں سے ہے جنکی خدا مجھو خدای اور فرمایا تھا
 کہ میں ساتھ ساتھ پاستر اور نشان دکھلاؤں گا اور آخری نشان یہ ہو گا کہ زمین کو نہ دھلا کر دیا
 جائیگا اور ایک ہی دم میں لاکھوں انسان مر جائیں گے۔ کیونکہ لوگوں نے اس کے فرستادہ کو
 قبول نہ کیا۔ ہولناک زلزلے آئیں گے اور ہولناک طور پر موتیں وقوع میں آئیں گی۔ اور
 نئے نئے طور پر عذاب نازل ہوں گے۔ یہاں تک کہ انسان کہے گا کہ یہ کیا ہو میو الا ہے سب
 کچھ اسلئے ہو گا کہ زمین مر گئی اور انسانوں نے خدا کے نشان دیکھو اور پھر انکو قبول نہ کیا۔ وہ
 ان کی گردن سے بدتر ہو گئے جو نجات میں جوتے ہیں اور خدا کے وجود پر ان کا بیان خدا
 اسلئے خدا فرماتا ہے کہ میں ایک ہولناک بجلی کروں گا اور خوفناک نشان دکھلاؤں گا اور لاکھوں
 کو زمین پر سے مٹا دوں گا مگر کون ہے جو ہم پر ایمان لایا اور کس نے ہماری یہ باتیں قبول کیں
 آج سے چھبیس برس پہلے خدا نے عروج مل براہین احمدیہ میں فرما چکا ہے میں
 اپنی چمکار دکھلاؤں گا اور اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اٹھاؤں گا
 دنیا میں ایک نئے ریا پر دنیا نے اسکو قبول کیا لیکن خدا اسکو قبول
 کر لیا اور بڑے زور اور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کرے گا
 سو ان حملوں میں سے یہ آتش انگار بھی ہیں جن کی اس ملک میں بارش ہوئی یہ قسم
 کے نشان ہیں جیسا کہ موسیٰ نبی نے نزعون کے سامنے دکھلائے تھے بلکہ وہ نشان جو
 ظاہر ہونے لگے ہیں وہ موسیٰ نبی کے نشانوں سے بڑھ کر ہوں گے اسلئے خدا سب راہ
 موسیٰ رکھ کر فرماتا ہے۔ ایک موسیٰ ہے کہ میں اسکو ظاہر کروں گا اور لوگوں کے
 سامنے اسکو عزت دوں گا جس نے میرا گناہ کیا ہے میں اسکو گھسیٹوں گا اور

میں اسحاق ہوں۔ میں یعقوب ہوں۔ میں اسماعیل ہوں۔ میں موسیٰ ہوں۔ میں داؤد ہوں۔
 میں عیسیٰ ابن مریم ہوں۔ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں جنہی پر قریٰ طویر پر عیسا کہ خدا نے
 اسی کتاب میں یہ سب نام مجھ دیئے اور میری نسبت جو علیہ فی جلال الانبیاء فرمایا ہے خدا کا
 رسول نبیوں کے پیرائون میں ہر ایک نبی کی شان مجھ میں پائی جاوے اور ہر ایک
 نبی کی ایک صفت کا میرے ذریعہ سے ظہور ہو۔ مگر خدا نے یہی پسند کیا کہ سب سے پہلے ان میں
 کے صفات مجھ میں ظاہر کرے۔ سو میں نے اپنی قوم سے وہ سب دکھ اٹھائے جو ان میں مریم نے
 پہلے سے اٹھائے بلکہ تمام قوموں سے اٹھائے۔ یہ سب کچھ ہوا مگر خدا نے کس صلیب کے لیے میرا
 نام مسیح قائم رکھا جس صلیب کے مسیح کو توڑا تھا اور اسکو زخمی کیا تھا دوسرے وقت میں مسیح اسکو
 توڑے مگر آسمانی نشانوں کے ساتھ نہ انسانی ہاتھوں کے ساتھ کیونکہ خدا کے نبی مغلوب نہیں
 رہ سکتے سو منہ عیسوی کہا بیسویں صدی میں پر خدا نے ارادہ فرمایا کہ صلیب کو مسیح کے ہاتھ
 مغلوب کرے لیکن عیسا کہ میں اپنی بیان کر چکا ہوں مجھ اور نام بھی دیے گئے ہیں اور ہر ایک
 نبی کا مجھے نام دیا گیا ہے چنانچہ جو ملک ہند میں کرشن نام ایک نبی گذرا ہے جسکو رتور
 گوپال ہی کہتے ہیں یعنی فنا کرنے والا اور پرورش کرنے والا اسکا نام ہی مجھے دیا گیا ہے
 پس عیسا کہ آریہ قوم کے لوگ کرشن کے ظہور کا ان دنوں میں انتظار کرتے ہیں وہ کرشن
 میں ہی ہوں اور یہ دعویٰ صرف میری طرف سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ
 نے بار بار میرے پر ظاہر کیا ہے کہ جو کرشن آخری زمانہ میں ظاہر ہونے والا
 تھا وہ تو ہی ہے آریوں کا بادشاہ۔ اور بادشاہت سمراد صرف
 آسمانی بادشاہت ہے۔ ایسے لفظ خدا کے کلام میں آجاتے ہیں مگر معنی روحانی
 ہوتے ہیں سو میں اس تصدیق کے لیے کہ وہی کرشن آریوں کا
 بادشاہ ہیں جو اب دہلی کے ایک اشتہار کو جو بابکند نام ایک پندت نے
 ان دنوں میں شائع کیا ہے مع ترجمہ حاشیہ میں لکھا ہوں جس سے معلوم ہوگا،

کہ اگر یہ ورت کے محقق پنڈت ہی کرشن اوتار کا زمانہ ہی قرار دیتے ہیں اور اس زمانہ میں
اُسکے آنے کے منتظر میں گو وہ لوگ ابھی مجھ کو شناخت نہیں کرتے مگر وہ زمانہ آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ

شری شکنتک جگوان کا اوتار

(اشری ہونان جی کی جے)

مناری پرشون کو دوت ہو کہ آجکل جیسے جیسے اوپر رہا رہا کر دیش میں ہو رہے ہیں وہ سب کو معلوم ہی میں مثلاً اشتر لوی کا
بیوہ ہونا اور ساتھی ان پری باتوں کا ہی ہونا جن کو بچہ بچہ جانتا ہے اور گلی اور محلہ وغیرہ کا اس قدر گران ہونا اور عداوہ
کے بینکڑوں قسم کی مسبب ہمارے آریہ ورت پر آتی ہوئی جن کے من کا در بیان سے باہر ہے یہ آپ لوگوں پر خوب
روشن ہے کہ جو طاعت آپ کے پتا دادا میں تھی اب وہ آپ میں کہاں ورت آپ میں جو حوصلہ طاقت و باطنی
ہے وہ آپ کی اولاد میں ہے یا کچھ آئندہ ہو جائے گی امید ہے۔ بس نے سچو! اگر آپ لوگوں کو اس کشت
سے چھٹے لی خواہ جس بے اور نہ کار و سار کی اچھا اور پرانا میں پریم اور بھگتی بڑھانے کی خواہش ہے تو شری
شکنتک جی جہاں جہاں کا غور و غور و دھیان کیجئے۔ کیونکہ اشور پرانا ہمیشہ بھگتوں کے بس میں ہوتے ہیں انکو
اپنے بھگتوں کو سکھ دینے کی پٹھان خواہش رہتی ہے وہ ضرور پرگٹ ہو کر حال میں ہی ان سب اویہ دون
اور دشمنوں کو غل کر نیٹے اگر کسی ستن کو یہ خیال ہو دے کہ ابھی کلجنگ کا پرتم چرن ہی ہے اور مہاراج جی کا جنم کلجنگ
کے امت میں لکھا ہے تو آپ نو کیجئے کہ اس سے زیادہ اور کیا کلجنگ پر تیت ہو گا کہ استریاں اپنے پتھون کو حور کر
دوسروں پر نگاہ رکھیں۔ اور اولاد اپنے والدین کی وفاداری میں نہ رہیں۔ اور والدین اپنی اولاد کو اولاد کی طرح
دیکھیں۔ یہاں تک جہل سب ہی چیزیں اپنا پتھر ہون کر پھری ہوئی ہیں۔ اب کوئی صاحب یہ فراموش کر ابھی نہ
وہاں وقت بہمن دوت ہونا ہو تو بیانی پیار سے بھگتو بڑی جی کا بیات بھرا ہی پہلے کسی شامتری جی کی سمجھ
میں نہیں آتا کہ شری کرشن چندر مہاراج ایسا بیات و بویگے اور اسی طرح سبکدون بھگتوں کے کار کا جسدہ کر دے
میں سال اولاد بگت کے بھارنے کہ میں مساحت اور تھی نہیں لکھی تھی جب تک جی پرگٹ ہو چکے اور دیت راج
کو رہے۔ بچے تب ہی تو معلوم ہوا کہ نارائن جی نے پتھگت کے ابھار نیٹے ماسٹر بنا لیا ہے۔ بس سب سے ان کلکی بگوان
مہاراج کا پرست ہونا۔ انو منار کے مکے کا مول ہو گا جس طرح جگوان سورج نراں کا اود سے ہونا سب نیوی کار و بویگے
معدنات کے سار کا مول تو اب کیونکہ انھوں کو دکھائی تب ہی دیتا ہے جیکہ اندھیرا دور ہوتا ہی پیار کی ستر دسچی پڑی اور بھگتی
کا تقریر اینور کے ورثہ ہی کر نیٹا ہے کہ شری شوجی مہاراج نے کہا ہے کہ جگہ میں سب مہتر راگی ہو رہے ہیں یہ کشتیں

चौ० प्रमजग में सव रहित विरामी

प्रेम से प्रभू पछटे जिगी आमी

اپنے شامرات کے پتھر کو کی چیز کو یہ تہذیب
کہ ان پنڈتوں سے۔ جسے ہمیں مالو غریب سوچا
نہاں جہاں جہاں پٹا سوا سبیل ہی ہے جہاں

مجھ شانت کر لینگے کیونکہ خدا کا ہاتھ انہیں دکھائیگا کہ آنے والا یہی ہے۔

پھر میں اپنے مقصد کی طرف رجوع کر کے لکھتا ہوں کہ چونکہ میں آخری خلیفہ ہوں اس لئے

بقیہ

نہ کلنگ جی پر گھٹ ہوں۔ ہے سجنو! مہاتاؤ! پندتو! میرے اس تھوڑے لکھے کو سہیت جانو کیونکہ عقل و
کوشا رہ ہی کافی ہوتا ہے۔ اب ایشور مہاراج سے بھی پارتھنا ہے کہ آپ جلدی پر گھٹ ہو کر اپنے بھگتوں کو بچاؤ اور اس
میاں روپی جال سے نکالو ورنہ سفار سب کچھ گیا ہوا ہی ہے اگر میری سمین کوئی غیر مناسب بات یا بول ہو تو اپنا بچھڑ کر
سعاد فراوان + المشتر بالملکند جی کو سچے پانی رام وصلی (محبوب نظامی پریس ملی)

ترجمہ اس اشتہار کا یہ ہے
بے عیب معصوم بھگوان کا اوتار

یعنی
معصوم خلیفہ اللہ

اہل دنیا کو وضع ہو کہ آجکل جیسی جیسی بدیاں ہمارے ملک میں ہوتی ہیں وہ سب کو معلوم ہیں مثلاً عورتوں کا بیوہ بٹوا اور ساتھ ہی
ان بُری باتوں کا بھی ہونا جو کہ بچہ بچہ ہی جانتا ہو اور فلک و گھٹی وغیرہ کا اس قدر گراں ہونا اور عداوت اس کے بیکڑوں قسم کی
حیثیتیں اور آریہ ورتہ ہندوستان (پاٹی ہوئی ہیں کہیں کا ذکر بیان ہو رہا ہے آپ لوگوں پر خوب سن کر کہ جو طاقت
آپ کے آباد اجداد میں تھی وہ اب آپ میں کہاں اور آپ میں جو حوصلہ طاقت اور عقل ہے وہ آپ کی اولاد میں ہے
یا کچھ آئندہ ہو جانے کی امید جو میرا ہے دوستو! اگر آپ لوگوں کو اس دروغ عظیم سے نجات پانچکی خواہش ہے تو بے عیب
خلیفہ اللہ صالح کا ضرور خیال کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنے راست باز بندوں کے حامی ہوتے ہیں انکو
اپنے برگزیدہ بندوں کو ہمیشہ راحت پہنچانے ہی کی خواہش ہوتی ہے اور وہ اسی زمانہ میں ظاہر ہو کر تمام بدیوں اور بدکرداروں
کو ہلاک کرینگے اگر کسی دوست کو یہ خیال ہو سکے کہ ابھی کلجنگ (زمانہ کذب و افسار) کا پہلا ہی دور ہے اور مہاراج کا
جنم کلجنگ کے آخر میں ہو گیا ہے تو آپ غور کریں کہ اس سے زیادہ اور کیا کلجنگ ظاہر ہوگا کہ عورتیں اپنے شوہروں کو
چوڑ کر دوسروں پر نظر رکھتی ہیں اور اولاد اپنے والدین کی فرمان برداری اور قادیاری میں نہ رہیں اور والدین اپنی اولاد
کو اولاد کی طرح نہ سمجھیں یہاں تک کہ سب ہی چیزیں اپنے اپنے نہ چسپے پہری ہوئی ہیں۔ اب کوئی صاحب یہ فراموش
کہ اپنی شستر کے موافق وقت انہیں معلوم ہوتا تو اسکا جواب یہ کہ یہاں کیا دوستو! جیسی جی (ایک برگزیدہ بندہ خدا)

جیسا کہ تمام نبی لکھ چکے ہیں میرے وقت میں انواع اقسام کے عجائب نشان اور تہری تجلیات کا ظہور ضروری تھا سو ضرور ہو کہ میں اس وقت تک زندہ رہوں کہ جب تک تہری نشان اور عجائبات ظہور نہ کر جائیں جب سو دنیا پیدا ہوئی یہ زمانہ کسی نے نہیں دیکھا یہ خدا کے فرشتوں اور شیاطین کا آخری جنگ ہے اور دراصل یہ آتش گولہ بھی جو جا بجا نمودار ہوا ہے اسی جنگ کی طرف اشارہ ہے کیونکہ اگرچہ پہلا اس سے معمولی طور پر شہاب ثقب ٹوٹا کرتے تھے لیکن آج تک دنیا میں یہ خوفناک نظارہ نہیں دیکھا تھا۔ اس قدر خوفناک انگا جو برساؤ گئے یہاں تک کہ بعض لوگ ان کے نظارہ سے بیہوش ہو گئے یہ امر صاف دلالت کرتا ہے کہ اب بڑی بڑے شیطانوں کی ہلاکت کا وقت آگیا ہے چنانچہ ہنوز سے دنوں کے بعد دنیا خود دیکھ لیگی کہ ان آتش انگاروں کے کیسے معظوظ ہوتے ہیں

بقیہ حاشا

کا ظہور ہی پہلے کسی عالم کی سمجھ میں نہیں آیا تھا کہ شری کرشن جی مہاراج ایسا بڑا کرشنیک اور اسی طرح سید دلبر گزیرہ بندہ کا خدا کی حمایت اور نصرت کی گئی جیسے کہ پیدا ہو گیا کہ حمایت اور نصرت کا کوئی وقت اور تاریخ نہیں تھی مگر جب ہر جگہ اور ہر وقت راج کو درپے تب معلوم ہوا کہ اسے تعین کرنے پر گزیرہ بندہ کی حمایت کیوں سے ظہور فرمایا ہے اسی طرح پرکلی سہوٹا مہاراج کا ظہور ہے۔ اور وہ کل دنیا کے تمام کا باعث ہے۔ اسے اور اسی کو کام کاج چلتا ہے کیونکہ انہوں نے اسی دلف دکھائی دیتا ہے جب اندھیل اور ہر جاوے۔ پیارے دوستو! یہی عبادت اور محبت الہی تب ہی ہوتی ہے جب اللہ تعالیٰ کو انسان گویا دیکھ لے۔ جیسا کہ نبی جی مہاراج نے فرمایا ہے کہ آگ کل دنیا میں رہتی ہے اور جس طرح پر گزیرہ وہ پیدا ہوتی ہے اسی طرح پریشکر کا حال ہے جب انسان اس سے محبت کرتا ہے تو اس کا ظہور ہوتا ہے۔ اپنے کتابوں کے سچے نچے کو سچے نصیحتیں سے ان کو اور جو کوئی یہ حال کرے کہ وہ کہاں پیدا ہوئی ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ اچھے عقلمند و غور کر دو کہ اسکے ظہور کا وہ محل ہے جہاں آفتاب کا ظہور ہوتا ہے (یعنی مشرق میں) ہنسل (درد جنگ جہاں اس (دور کا ظہور مانا گیا ہے) وہی ہے جہاں وہ عقیقہ، سدرہ ہر مرن۔ دوستو! بزرگو! چاہو! میرے اس ہنوز سے لکھ کو سبت جانو کیونکہ عقلمند کو اشارہ ہی کافی ہے۔ اب خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ آپ جلد ایسا ظہور فرما کر اپنے دوستوں کو بچائے اور اس دنیا کے جال سے نجات دے دے دنیا گریبی ہے۔ اگر اس میں کوئی امر غیر خدا ہے ہو یا فرد گشت ہوئی ہو تو آپ صاف

کریں۔

المشہر
بالمکتبہ جی کوئٹہ پاتی رام دہلی

اب میں قبل اسکے کہ اس آنکشی انگار کے بارہ میں دوسرے لوگوں کی شہادت پیش کروں وہ بیان لکھتا ہوں کہ جو اخبار انگریزی سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور نے پرچہ ۳۰-۱ اپریل ۱۹۰۴ء میں اس گولہ کی نسبت لکھا ہے اور وہ یہ ہے۔

کئی نارسہ رنگارون نے مہینہ میں شہاب کے متعلق خطوط لکھے ہیں جو انوار کی شام کو پونے پانچ بجے کے قریب دیکھا گیا۔ یہ نہایت چمکدار تھا اور لاہور میں جب یہ گرا دیکھا گیا تو اسکے پیچھے ایک بہت لمبی دھیری دھار ایسی تھی جیسے دھواں ہوتا ہے۔ راولپنڈی میں یہ جنوب مشرق کی طرف نظر آیا۔ اسوقت دھوپ نہایت تیز تھی۔ ہمارے بعض نارسہ نگار یہ دریافت کرتے ہیں کہ آیا اس سے پہلے ہی کبھی کوئی ایسا شہاب دیکھا گیا ہے جو ان حالات کے ماتحت نظر آیا ہو۔ اور بعض یہ لکھتے ہیں کہ اگر غروب آفتاب کے بعد یہ واقعہ دیکھا جاتا تو اسکی چمک واقعی مظہر ہوتی۔ رسول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور ۳ اپریل ۱۹۰۴ء

اسی طرح اخبار آرمی نیوز لہ ہیاں مورخہ ۱۹ اپریل ۱۹۰۴ء کے صفحہ ۱۱ کالم ۳ میں اسی شہاب کی نسبت لکھا ہے اور وہ یہ ہے کہ شہاب شاقب ۳۱- مارچ ۱۹۰۴ء کو قریباً ۳ بجے بعد دو پہر آسمان سے نازل ہوا جو برج ذیل کرتا ہوں۔ موضع پٹوانہ تحصیل روپڑ میں گاؤں کے گوشہ جنوب مغرب میں کوئی پیمیل کے فاصلہ پر ایک ستارہ ٹوٹا جو آسمان سے ٹوٹتے ہی آگ کی شکل میں ہو کر قریباً ۲۵ گز لمبائی میں چمکل سے گاؤں کی طرف بڑھا۔ گاؤں سے پیمیل کے فاصلہ پر پنڈوں کا آسمان پر اس میں ایک کینکر کا درخت ہے اس درخت پر کوئی دس گز اور وہ آگ نہ منٹ تاکہ لہراتی رہی بعد ازاں سفید رنگ میں بدلتا رہی ہو گئی جیسے ایک سٹوبا بانس ہوتا ہے وہ منٹ کے بعد وہ آگ تین مکروں میں تقسیم ہو گئی۔ جس کے ٹوٹنے کی آواز کئی توپوں کی آواز کے برابر تھی جس سے تمام جنگل اور گاؤں گونج اٹھا اور وہ آگ اسی مرکز میں اس درخت پر غائب ہو گئی۔ بعد ازاں کوئی ۱۲ بجے شام کا وقت تھا۔ پہر ایک ستارہ اس گاؤں کے جانب شمال میں قریباً پیمیل چمکل میں ٹوٹا اسکی

شکل ہی پہلے کی سی تھی مگر سلی آواز ڈوٹے ہی انہی ہولی جیسے ایک توپ چلتی ہے۔ سب لوگوں کی نگاہیں اسی مین تھیں۔ مین خود اس وقت گائون سے باہر اہمیل کے فاصلہ پر جانب شمال مین کھڑا تھا۔ دروازے آتے ہی جو دیکھا کہ ایک آگ سی جیسی بھی چمکتی ہے گائون کی طرف بڑھتی ہوئی دیکھی گئی گائون کے پاس ایک جوڑا ہے وہاں تک سینو خود جاتی دیکھی مگر بعد ازاں لوگوں کی زبانی معلوم ہوا کہ وہ گائون مین اگر دھوئیں کی شکل مین بدل کر کچھ تو گائون مین غائب ہو گئی اور کچھ آگے کو پہل گئی۔ بعد ازاں شام کا وقت تھا۔ سورج غروب ہونے کی تیاریاں کر رہا تھا پھر ایک گول شکل کی آگ موضع رندا وہ (جو جانب شمال غرب پنوانہ کے واقع ہے) کی طرف سے آہوا دکھائی دیا اور گائون سے آگے نکل گیا اور سنا گیا ہے کہ یہ گول آگ ہی ایک ستارہ تھا جسکی پہل تک تو یہی خبر ہے کہ ہمارے ہی آگے سر آیا اور آگے معلوم نہیں کہاں تک گیا سنا گیا ہے کہ موضع جودالہ تحصیل سپرور مین جو کہ پنوانہ سے چار میل پر ہے وہاں ایک چارہ کے کھیت مین اسکا کچھ حصہ گرا جس پر چارہ کھیت کا جل گیا۔ مگر یہ خبر کچھ معتبر نہیں ہے معلوم نہیں کہ یہ کیا رنگ خد کا ہے۔

پہلی خبر ایسی بنو مین اسی جگہ لکھا ہے کہ واقعہ ۳۱ مارچ ۱۹۰۷ء کو ضلع جلم تحصیل پنڈ داوٹا موضع چکست دہلی تربیب، سبجن کے آسمان پر قریب ۱۰ فیٹ لمبو اور ۱۰ فیٹ گول ہرنگ سرخ و سفید لٹیر ہوا شے گولے کی صورت میں گر گئی اور گرتے ہی غائب ہو گئی۔

پہلی خبر ایسی بنو مین اسی جگہ لکھا ہے کہ واقعہ ۳۱ مارچ ۱۹۰۷ء کو ضلع جلم تحصیل پنڈ داوٹا موضع چکست دہلی تربیب، سبجن کے آسمان پر قریب ۱۰ فیٹ لمبو اور ۱۰ فیٹ گول ہرنگ سرخ و سفید لٹیر ہوا شے گولے کی صورت میں گر گئی اور گرتے ہی غائب ہو گئی۔

موقع	موضع	موضع	موضع	موضع
موضع	موضع	موضع	موضع	موضع
موضع	موضع	موضع	موضع	موضع
موضع	موضع	موضع	موضع	موضع
موضع	موضع	موضع	موضع	موضع

ترا	تاریخ	روز	ماہ	سنہ	خلاصہ مضمون خط
					<p>قریباً دھشت میل زمین سو یا دو میل اونچا سا سکتا ہے جن رنگ سرخ گلابی کی دم ہوتی۔ مثل دھوئین کے اور وہ دم برنگ ابر جو کریم ہو جاتی ہی اعداد میں کی طرح سکی تنداد دھشتی جاتی ہی۔ اس انگار کو مردار و عورت ہندو وادھیائی اور سلمان و غیرہ سب دیکھا۔ وہ میل گاؤں کو قریب شمال کی طرف گیا۔ اور بمقدار دو توپوں کے اوس میں سے آئی یا جسے رو گئے پیر دیکھتے دیکھتے غایب ہو گیا۔ جند کی دھنگونی پکھیں من والی جوہر پچ کو کی گئی تھی پوری ہوئی کیونکہ ۳۱ ایچ کو یہ عجیب و غریب نظارہ دیکھا گیا۔</p>
					<p>بروز وار بقعہ سا دھشت چار بجے شام ایک آدھانی نشان یعنی انگار جو ہر سے جھمکا ہوا دیکھا گیا جو جنوب کی طرف تھا۔ وہ شمال کی طرف جاتا تھا۔ ہمارے گھر کے منظر میں سورج گرہن کے قریب لیا گیا کی طرح جھکا ہوا بہت ناک نظر آئی۔ کہ ایک است خوف زدہ ہو گئیں۔ وہ خون پر چک سفید بن دیں۔ ہر طرف بگ بگ کر رہا تھا۔ کتا کتا بول کی طرح بول رہا تھا۔ یہ سب دیکھ کر ہر ایک کی زبان پر یہ آواز آئی کہ یہ سب کے دن دور دور سے خبر آئی کہ جنت بگون سے دیکھا ہوا ہے۔ یہ بیت نام تھا یہاں تک کہ ایک گاؤں میں برف آئی۔ یہ سب دیکھ کر اور ان کے منہ میں پانی ڈال گیا تب ہوش آئے جس میں گاؤں میں دیکھا گیا سب کو یہ معلوم ہوا کہ ان کے پاس ہی گرا ہے ۱۵ دن دلا لیا۔ پورا ہوا جس میں کہا تھا کہ ۱۵ ایچ کے پکھیں من تک پکھیں من دن کوئی عجیب و غریب نظارہ دیکھیں آئے گا</p>
					<p>۳۱-۱۱-۱۹۱۱ء ایچ شہزادہ الی مشہور دھشت کے طہر کے پکھیں من دیکھیں۔ ان کی کی طرح تھی اور جس میں لکھا تھا کہ وہ وہ وقت جب کہزور ہو ساک ہو گا آج اچھنڈی دنی وہ دھنگونی۔ انہی نے اس کا سہارا سمجھ کر بار بار ان یعنی مال شہزادہ فضل تھی نہ بار۔ علی گھٹس رہندا۔ جب اور اجابہ محمد کے پاس پہنچ کے مجھے رہے تھے۔ شروع عصر کا وقت تھا۔ سان سان ہو گیا۔ آگ کا انکار ہو بقدر رنج و تشنہ بازی ہوا۔ ہر صبح سے صاف صرف یہاں گر گیا۔ اسی تیز آگ ہی کہ دیکھتے وہاں بڑا کھنڈن ہوا تھا کہہ سکتے۔ ایک بار دھواں کی آسمان کی طرف ایک ساعت تک قائم رہی۔ اس ہولناک اور عجیب و غریب واقعہ سے مردوزن متعجب تھے خداوند کریم ہے۔ اور یہ جو خبر ظاہر کرتا ہے وہ وقت پر پوری ہو جاتی ہے۔</p>

فہرست مضمون

پریشا	آئینہ روئی خط	نام فرستیدہ	مقام	منسلح	فہرست مضمون
۱۴	۱۳۰۰	غایت اللہ	چونڈہ	سیالکوٹ	آپ کو مبارک ہو۔ نشان الہی جو، مارچ ۱۹۰۰ء میں لکھا گیا۔ پورا ہونے والا تھا وہ طرہ میں گیا۔ ۳۱ مارچ کو ۳ بجے دن کے وقت حسبِ ایل ومان نے بیان کیا کہ آسمان سے ایک لاش بہت روشن نکلی پھر دیکھتے ہی وہ دھواں ہو گیا۔ پھر بارل بکر گرا۔ گنگا رام اور ڈا۔ دینا ناتھ بگا کہنڑی۔ شاہ کر دھس۔ رحیم بخش نیادری۔ مٹی ڈاکھانہ۔ چونڈہ۔ عبداللہ شکیلا۔ اور مینے خود نشان دہنڑی کی حالت میں تڑا ہوا دیکھا اور میرے چہرے پر مسکانِ رام سننے ہی دیکھا ہے۔
۱۵	۱۳۰۰	شیخ حسن ولد بہلول شاہ فقیر	بوٹر	"	ایک شعلہ حضور کی پیشگوئی کے عین مطابق ۳۱ مارچ سن ۱۳۰۰ء کو بروز اتوار چار بجے دن کے وقت جاتاش کا شعلہ معلوم ہوا تھا قریب دو گز سے زیادہ اونچا جس کے تین رنگ سرخ، سفید، نہ دتے مغرب کی طرف تو کل کر مشرق کو جا کر غائب ہوا۔ غایب ہونے پر ایک بڑا دھواں ظاہر ہوا تو پچھلی آواز بھی سنائی دی۔
۱۶	۱۳۰۰	کتعلی کڑی فیصل کسیتی	کھارو	"	کل پانچ بجے کتعلی ایک آسانی اسرار دیکھا گیا دور دراز تک اُسکی شہریت بھی ہوگی یہ ایک آسانی نشان ہے خدا تعالیٰ کی پیشگوئی کے مطابق ۲۵ دن کے اندر ظاہر ہوا۔ کیونکہ مارچ سن ۱۳۰۰ء سے جب یہ پیشگوئی کی گئی ۳۱ مارچ تک دن پورے ہو گئے تھے سر پیشگوئی کے مطابق یہ عجیب و غریب واقعہ ۳۱ مارچ کو ظہور میں آیا انجمن ہند۔
۱۷	۱۳۰۰	محمد علی شاہ سید مدرس	سیالکوٹ	"	۳۱ مارچ ۵ بجے کے قریب ایک ہیئت ناک اور آتشیں شعلہ جنوبی شمال کی طرف سرعت سے جاتا ہوا دکھائی دیا۔ انجمن ہند وہ پیشگوئی پوری ہو گئی جس میں کہا تھا کہ ۳۱ مارچ سن ۱۳۰۰ء سے چھپن تک یا چھپنوں دن کوئی عجیب و غریب واقعہ ظہور میں آئے گا۔
۱۸	۱۳۰۰	محمد الدین اہل خیر	سیالکوٹ	"	کل قریب ۱۲ بجے تین بجے شعلہ آسمان سے آتے ہوئے نظر آیا زمین اور آسمان کے درمیان ایک ستون دیر تک دکھائی دیا۔ اور خدا نے وہ پیشگوئی پوری کی جس میں کہا تھا کہ ۳۱ مارچ تک یا مارچ کے اکتیسویں دن کوئی عجیب و غریب واقعہ ظہور میں آئے گا۔
۱۹	۱۳۰۰	سید محمد سعید اور انجمن ہند	"	"	کل وقت عصر شہر آب شاقب رُبا۔ خدا نے وہ پیشگوئی پوری کی جس میں بتلایا گیا تھا کہ صبح ۳۱ مارچ کو یا ۳۱ مارچ تک کوئی عجیب و غریب واقعہ ظہور میں آئے گا۔ اسی واقعہ سے ۳۱ مارچ والی پیشگوئی پوری ہوئی۔
۲۰	۱۳۰۰	محمد الدین اہل خیر	سیالکوٹ	"	انجمن ہند واقعہ آسانی انکار ہے ۳۱ مارچ ماہ پیشگوئی پوری کر دی۔

نمبر شمار	ایں خبر دانی خط	ام فرسیدہ	ہنگام	ضلع	خلاصہ سیر و خط
(۶)	۳۱ مارچ سنہ ۱۹۰۴ء کو بوقت چھٹا بج کر آٹھ بج کے آسمان پر گر کر آری تعجب میں رہ گئے۔	سید صاحب بن تہاں	گجرات		۳۱ مارچ سنہ ۱۹۰۴ء کو بوقت چھٹا بج کر آٹھ بج کے آسمان پر گر کر آری تعجب میں رہ گئے۔
(۱۳)	۱۹ مارچ سنہ ۱۹۰۴ء	کریم دین مدرسہ	ڈنگ		خاص ڈنگ اور فوج ڈنگ میں ایک شعلہ آری میں پر گر کر آری تعجب میں رہ گئے۔
(۱۳)		مختصر الرحمان	ہیلان		جنوب مغرب میں شمال مشرق کو تھی یہ واقعہ ۳۱ مارچ کا ہوا اس میں حضور کی پیشگوئی بہت صفائی سے پوری ہو گئی کہ ۳۱ مارچ تک پیشگوئی کی سیادت تھی۔
(۱۵)		نظام الدین	ادرجہ	ساجو	۳۱ مارچ چار بج کر تمام چاند گولے آگ کے جڑ آدمی کے سر کے برابر تھے اور وہ پاؤں کی گڑاؤ میں تھیں نہایت ہی شفق آسمان سے زمین کی طرف اترتے ہوئے دکھائی دئے۔ نہایت ہولناک تعجب انگیز نظارہ تھا نہایت سولگ خوف کے مارے سہم گئے اور بہت بیہوشی کی حالت میں ہو گئے جو دیکھ کے بعد ہوش میں آئے اور اس میں حضور کی پیشگوئی واضح طور پر پوری ہو گئی۔
(۱۶)		غلام محمد حبیب	گوریک	گجرات	۳۱ مارچ بوقت عصر طلوع بالکل صاف تھا ناگہان شعلہ آتش آسمان پر نمودار ہوا اور آگ کے چنگارے گرتے ہوئے دکھائی دئے۔ چونکہ پہلے میں حضور شاہی کر چکے تھے کہ ۳۱ مارچ کو یا ۳۱ مارچ تک کوئی تعجب انگیز واقعہ ظہور میں آئے گا اس لئے یہ پیشگوئی ایسی صاف ہو کر کوئی اس کو نہ نہیں کر سکتا۔
(۱۶)		نور الدین	کہارپا		۳۱ مارچ کو آسمان پر ایک ہولناک شعلہ دیکھا گیا پیشگوئی صفائی سے پوری ہو گئی۔
(۱۶)		میران بخش مدس	شیخ پورہ		۳۱ مارچ کو بوقت عصر ایک گود آتشیں آسمان سے گر کر آری تعجب میں رہ گئے۔
(۱۹)		غلام سار	جھوٹا		۳۱ مارچ کو بوقت عصر ایک گود آتشیں آسمان سے گر کر آری تعجب میں رہ گئے۔
(۲۰)		محمد الدین مدس	گکوالی		۳۱ مارچ کو بوقت عصر ایک گود آتشیں آسمان سے گر کر آری تعجب میں رہ گئے۔
(۲۱)		محمد مرید	شاہ پور		۳۱ مارچ کو ایک ہولناک نظارہ آگ آسمانی کا نظر آیا اور اس کا ٹون کے ٹون نے اس کیفیت کو دیکھ کر رات کو تمام گاؤں میں ڈھنڈا دھنڈا کر دیا کہ سب لوگ ایک کھدے میدان میں جمع ہو کر نصرت میں اور اس چہرے ۳۱ مارچ کی پیشگوئی

۳۱ مارچ کو ایک ہولناک نظارہ آگ آسمانی کا نظر آیا اور اس کا ٹون کے ٹون نے اس کیفیت کو دیکھ کر رات کو تمام گاؤں میں ڈھنڈا دھنڈا کر دیا کہ سب لوگ ایک کھدے میدان میں جمع ہو کر نصرت میں اور اس چہرے ۳۱ مارچ کی پیشگوئی

نمبر	آیت و آیت	نام و نسب	مقام	منزل	خلاصہ مضمون خط
۲۳	بیم پریش	سلطان علی نمبردار	کدہ کوہ	گجرات	۳۱ مارچ کو نہایت ہولناک نظارہ آگ کا آسمان پر دکھایا گیا جو ان کے کسی صفائی سے پیشگوئی پوری ہوئی۔
۲۴	"	شیخ آہی بخش تاجر کتب	گجرات	"	۳۱ مارچ سنبھلہ وقت ۳ بجے دن کے ایک ٹکرہ آگ کا زمین پر گرا ہوا معلوم ہوا شہر میں چرچا ہوا۔ لال داری۔ معین الدین پور بھلال پور وغیرہ سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ واقعہ سبب جگہ ہوا اور ۳۱ مارچ والی پیشگوئی کہلے کہلے طور پر ظاہر ہو گئی۔
۲۵	۳۱ مارچ	جوہری محمد عسکری خان نمبردار	بہار چکلا	لاہور	نہایت تاریکات و مبارکیا دہی کے آگ آسمانی سے ۳۱ مارچ والی پیشگوئی پوری ہو گئی۔
۲۶	"	"	"	"	دوبارہ بندہ کارڈ لکھا کہ ۳۱ مارچ والی پیشگوئی پوری ہو گئی۔
۲۷	"	عبدالمجید	ماہر پور	کانگرہ	بشرح صدر
۲۸	بیم پریش	عبدالکیم بیدگارڈ	کینے	"	ایک تعجب انگیز اور ہولناک انگارے جو آسمان پر ظاہر ہوا۔ ۳۱ مارچ والی پیشگوئی کہلے کہلے صاف طور پر ظاہر کر دی۔
۲۹	۲۱ اپریل	سیّد محمد شاہ نواز	فیروز پور چھانی	فیروز پور	۳۱ مارچ والی پیشگوئی اس انگارے کے ثبوت ثابت کر دی جو ۳۱ مارچ میں دیکھا گیا۔
۳۰	"	سروی محمد فضل چٹاوی	چنگا	ٹوبہ	۳۱ مارچ والی پیشگوئی اس انگارے کے ظاہر ہونے سے جو ۳۱ مارچ کو دیکھا گیا بڑی صفائی سے ثابت ہوئی۔ ستر برس کے بڑے کتھن میں کہہنے ایسا واقعہ کسی نہہرین
۳۱	"	ورشٹایمان	قزیر گجر	"	جس نشان کا ۳۱ مارچ کو پورا ہونیکا رعدہ دیا گیا تھا وہ آسمانی انگارے کی پورا برگی جو حشت خیز اور تعجب انگیز تھا خود پیشینہ سے الاز تھا۔
۳۲	"	عالمی خان مختصر	بھیل	بھیل	جو ایک عجیب انگیز واقعہ کی خبر دی گئی تھی کہ ۳۱ مارچ شنبہ کو ظاہر ہو گا وہ مینگوں کے آگ آگ کے پاب ہونے کی پوری ہو گئی جو ۳۱ مارچ کو سب سے پہلے ہوا۔ یہی آدمی سکودنگہ کے ہیوسٹس موٹے بعض
۳۳	"	نہایت حریف	توبہ	بھیل	بہار
۳۴	"	بہار	بہار	بہار	بہار

نمبر شمار	تاریخ	نام و سرسندہ	مقام	ضلع	خلاصہ مضمون خط
۳۵	۳۱ مارچ	کرمداد احمدی	روہیال	جہلم	حضور کو ہزار مبارک ۳۱ مارچ والی پیشگوئی کمال صفائی سے پوری ہوئی شام کے قریب ۳۱ مارچ کو آسمان پر ایک ہولناک آگ دکھائی دی جس نے آسمان زیادہ کیا۔
۳۶	۳۱ مارچ	محمد بن شیخ	وریر آباد	گوجرانولہ	حضور کو مبارک ہو ۳۱ مارچ میں جو ایک تعجب انگیز واقعہ کے ظاہر ہوئی خبر دینی تھی وہ واقعہ ۳۱ مارچ کو ظہر میں آگیا اور ایک تعجب انگیز آگ آسمان پر دیکھی گئی۔
۳۷	یکم اپریل	جیون خان بی	۔	۔	مبارک ہو ۳۱ مارچ والی پیشگوئی پوری ہوئی ہزاروں آدمیوں نے ۳۱ مارچ کو انگارے آسمانی دیکھا۔
۳۸	۳	خسل تہی و شیر کانی	گوردہ پور	گوردہ پور	۳۱ مارچ والی پیشگوئی پوری ہو گئی اور اس ستارہ کی چمک کے ایک آدمی گوردہ پور کے آداب میں جو متصل تحصیل سے غرق ہوا بازاروں و گائوں کا مومن ہاں لہام کا چرچا ہے۔
۳۹	۲ صدر	شیخ رحیم بخش تاجرتب	جموں	جموں	بڑی صفائی سے ۳۱ مارچ والی پیشگوئی پوری ہو گئی آسمانی نگار کو ایک دنیا نے دیکھا۔
۴۰	۳ مارچ	شیخ میر محمد کبیر	۔	۔	خدا کا شکریہ ہے کہ ۳ مارچ کی پیشگوئی بڑی صفائی سے پوری ہوئی اور جس کا بیان کیا گیا تھا ۳ مارچ کو ایک ہولناک اور تعجب انگیز آگ یہ نگار آگ ظاہر ہوا۔
۴۱	یکم اپریل	رحمت الد احمدی	شکار	پٹیو پور	۳۱ مارچ کو نہ صرف آگ دکھائی دیا بلکہ بعض جگہ سیاہ دھند کی بوٹھ برسین۔ پیشگوئی پوری ہو گئی مبارک ہو۔
۴۲	۲ صدر	امیر علی شاہ صاحب انیکٹر پولیس	جلال آباد	فرز پور	۳ مارچ کو آسمان پر ایک ہولناک آگ دکھائی دی جس کو ہزاروں آسمانی نے دیکھا خدا کی پیشگوئی جس کا بیان کیا گیا تھا پوری ہو گئی۔
۴۳	یکم	نظام الدین	جورہ	لاہور	مبارک ہو حضور کی پیشگوئی بڑی صفائی سے پوری ہو گئی۔ ۳۱ مارچ کو جس میں ایک ہولناک اور تعجب انگیز واقعہ کے ظہور کی نسبت خبر دی گئی تھی آگ کا شعلہ ظاہر ہوا جو نہایت ہولناک تھا۔
۴۴	۲ صدر	محمد اسماعیل	بیدار پور	۔	مبارک ہو وہ پیشگوئی پوری ہو گئی جس کی نسبت یہ خبر دی گئی تھی کہ ۳۱ مارچ کو ایک ہولناک اور تعجب انگیز واقعہ ظہور میں آئے گا جتنا وہ واقعہ بھی تھا کہ آسمان پر ایک انگارہ دیکھا گیا۔

نمبر شمار	تاریخ خط	نام فرستندہ خط	مقام	صنعت	خلاصہ مضمون خط
۴۵	یکم اپریل ۱۹۰۷ء	محمد علی مدرس	تلونڈی مونس خان	سیالکوٹ	۳۱ مارچ کی نسبت خوشگونی ہتی صفائی سرپوری ہوگئی ہر ایک زبان افزار کرتی ہو کہ آسانی انگار چو ۳۱ مارچ کو ظہور میں آیا اس سرپوشگونی کی سچائی ثابت ہوگئی
۴۶	۵ رصہ	سید قاسم شاہ	میں اللہ بن پور	گجرات	نصرتین بشارت صدر
۴۷	۵-۶	عبداسد حکیم	راہون	حاندہ	آسمان اے غافل اب آگ برساتے کوئے
۴۸	۵	عبدالعزیز احمدی	درگاہی دہ	گوجرانولہ	۔۔۔
۴۹		میان محمد دین	سیالکوٹ		۔۔۔
۵۰	۲	غلام احمد	کراچ		۔۔۔
۵۱		محمد حسین قطارک	آدوار سے	گوجرانولہ	۔۔۔
۵۲		غنائت اسد	کنجاہ	گجرات	۔۔۔

ترجمہ از اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور نمبر ۶-۷ اپریل ۱۹۰۷ء

ایک فائرنگ انگریز سول اینڈ ملٹری گزٹ کی طرف لکھتا ہے کہ جناب تیوار کی شاہ کو چار اور پانچ بجے کے درمیان میں نے اولہوزی سے شمال جانب ایک ایسی شاہ دیکھا جیسا آپ کے اخبار نمبر ۳-۴ اپریل سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسی دن اور ہفتہ دن ہوزین ویکھا گیا تھا ایک سرطوشی شکل کا دغائی ستون جس کا باریک حصہ نیچے کی طرف تھا۔ اولہوزی سرکولی میں سے کے فصلہ پڑھتا ہوا دکھائی دیا۔ اسکی اونچائی سطح اولہوزی سے بلند تھی۔ اور اسکی چمک پہاڑ کی برف زرد رنگت گئی تھی یہ آئندہ ایسا عجیب انگیز تھا کہ میں دور میں لکیر سے زیادہ دور سے دیکھنے لگا پہلے میں نے خیال کیا کہ جنگل میں کہیں آگ لگ گئی ہے اور یہ سکاؤم وان ہے مگر فوراً مجھے خیال آگیا کہ اس موسم میں جنگل میں آگ نہیں لگ سکتی اور علاوہ اسکی جنگل کی آگ کا دھواں نہ ہو ایک جگہ سے نہیں اٹھا کرتا بلکہ بہت جگہوں سے اٹھتا ہے یہ قدرت نامی چاہ۔ میں نے جبکہ جوں جس سے نتیجہ نکلا کہ وہ شعلہ ایک تھا بلکہ بہت شعلوں کی ایک بوچھاڑ تھی اور ہر ایک شاہ کے ساتھ بہت سے چوٹے ٹکڑے تھے جو کہ کیسے تھے (۲) بہت سے خط سے جہاں ری پاس میں مرہم معلوم ہوتا ہے کہ گذشتہ ایوارڈ شعلہ آتش پیاہلہ سے جہلم تک دیکھا گیا تھا۔ ایک مذکور کہتا ہے کہ جہلم میں اس کے ساتھ ایک ٹپ کی آواز تھی کہ پتھر سے ایک صاحب لکھتے ہیں کہ میں سر آسمان ایک ایک کا ایک ستون نظر آتا تھا جس سے اس فضاء پر روشنی پڑتی ہے جو یعقوب کی شیشی کے متعلق مروی ہے عید میں آدمی

پہچان موانشان

نمبر ۱۹۸

بابو الہی بخش اکونٹسٹیشنر لاہور جھوٹا موسے مرگیا۔

ناظرین آپ لوگوں کو معلوم ہو گا کہ ایک شخص الہی بخش نام جو لاہور میں اکونٹسٹیشنر تھا وہ اس زمانہ میں جبکہ میں نے خدا تعالیٰ سے وحی پا کر اس بات کو ظاہر کیا کہ میں مسیح موعود ہوں مجھے سو برس گزشتہ ہو کر اس بات کا مدعی ہوا کہ میں موسیٰ ہوں اس بات کی تفصیل یہ ہے کہ مدت دراز سے الہی بخش مذکور میرے ساتھ تعلق ارادت رکھتا تھا اور بار بار قادیان میں آیا کرتا تھا اور مجھ کو ایک سچا مہم خدا تعالیٰ کی طرف سے جانتا تھا اور خدمت کرتا تھا۔ بعض دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ صبح کے وقت نماز کے بعد بمقام امرتسر میں سوتا تھا اور میرے منہ پر چادر پٹی تب ایک شخص آیا اور اس نے میرے پاؤں دبانے شروع کر دیے جب میں چادر اٹھا کر دیکھا تو وہی الہی بخش تھا۔ اس تحریر سے غرض یہ کہ اس حد تک اسکا اخلاص پہنچ گیا تھا کہ کسی نوع کی خدمت سروسہ ننگ اور عارض نہیں رکھتا تھا اور نہایت انحراف سے معمولی خدمتگاروں کی طرح اپنے تئیں تصور کرتا تھا اور مالی خدمت میں بھی حقہ المقدور اپنے دین نہیں کرتا تھا۔ جب تک خدا نے چاہا وہ اسی مخلصانہ حالت میں رہا اور مجھ پر امید تھی کہ وہ اپنے اخلاص میں بہت ترقی کر لے گا۔ اور جب میں قادیان سے کسی تقریب سے مدھیانہ یا انیالہ با کسی درجہ جاتا تھا تو بشرط گنجائش اور فرصت نکلنے کے اسی جگہ ٹہنچتا تھا اور اکثر اوقات اسکا رفیق منشی عبدالحق اکونٹسٹیشنر ہی اس کے ساتھ ہوتا تھا۔ پہلے اسکو کچھ مدت کے بعد یہ خیال پیدا ہوا کہ مجھ کو الہام ہوتا ہے اور یہ ایک زہر ملیہ بیج تھا کہ قضا و قدر نے اس میں بودیہ پہلے سے

مذہبی اندر اسکی مخصوص حالت میں کچھ تغیر ہوتا گیا اور پھر جس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے مجھ کو گون سے بیعت لینے کیلئے مامور فرمایا اور فرمایا چالیس آدمی یا کچھ زیادہ بیعت میں داخل ہوئے اور عام طور پر خدا تعالیٰ کے حکم کے موافق ہر ایک کو سنایا کہ جو شخص رادت رکھتا ہے وہ بیعت میں داخل ہو تب اس بات کو سنتے ہی آپس میں کادل بگڑ گیا اور وہ کچھ مدت کے بعد اپنے دوست منشی عبد الحق کے قریبان میں سیسے پاس آیا اس غرض سے کہ تا اپنی الہام سناوے اور اب کی دفعہ اسکی نزاج میں اس قدر سختی ہو گئی تھی کہ گویا وہ اور ہی تھا آپس میں نہیں تھا۔ اُس نے بیباکی سے اپنے الہام سنانے شروع کئے اور وہ ایک چوٹی سی بیاض میں لکھے ہوئے تھے جو اس کی جیب میں تھی۔ سمجھ لے ان کے اُس نے یہ سنایا کہ خواب میں میں نے دیکھا ہے کہ آپ مجھے کہتے ہیں کہ میری بیعت کرو اور میں نے جواب دیا کہ میں نہیں کرتا بلکہ تم میری بیعت کرو۔ اس خواب کی وجہ سے وہ سر سے پیر تک کچھ اور نہ ور سے ہر گز اور یہ سمجھا کہ میں ایسا بزرگ ہوں کہ مجھے بیعت کی حاجت نہیں بلکہ انکو میری بیعت کرنا چاہیے مگر وہاں یہ شیطان دوسو سو تھا کہ اسکی ٹھکانا باعث ہوا بات یہ ہے کہ جب انسان کئے میں تکبر اور انکار مخفی ہوتا ہے تو وہی انکار حدیث النفس کی طرح خواب میں آجاتا ہے اور ایک مافوق الفطرت سمجھتا ہے کہ یہ خدا کی طرف سے ہے حالانکہ وہ انکار محض اپنی مخفی خیالات سے پیدا ہوتا ہے خدا سے اسکو کچھ تعلق نہیں ہوتا پس صدقہ جابل محض اس حدیث النفس سے بناک ہو جاتے ہیں نرسر نہیں بخش نے نہایت شوخی و بیباکی سے وہ خواب چہ کو مسکھائی اور مجھ کو اسکی ناوانی پر افسوس آتا تھا کیونکہ میں یقیناً جانتا تھا کہ جو کچھ وہ سنار اسے وہ صرف حدیث النفس ہے گا چو کہ میں نے اس کے دل میں کبر محسوس کیا اور سخت اور خود بینی کے علامات دیکھیں اور اس کے کلمات میں تیزی پائی گئی اسلئے میں نے اسکو نصیحت کے طور پر کچھ کہنا بے سہرا سمجھا۔ یہ فیس کا مقام ہے کہ اکثر لوگ ہر ایک بات کو جو غنودگی کی حالت میں انکی زبان پر جاری ہوتی ہے خدا کا کلام قرار دیتے ہیں اور اس طرح پر آیت کریمہ لا تقف ما لیس بشیء بد علم کے نیچر اپنے تئیں داخل کر دیتے ہیں اور یاد رکھنا چاہیے کہ اگر کوئی کلام زبان پر جاری ہو تو قال لہذا قال الرسول ہے

مخالف تھا نہ ہو تب ہی وہ خدا کا کلام نہیں کہلا سکتا جب تک خدا تعالیٰ کا فعل اس پر گواہی نہ دے کہ وہ
شیطان بعین جو انسان کا دشمن ہے جس طرح اور طریقوں سے نشان کو ہلاک کرنا چاہتا ہے اسی
طرح انسان کا ایک یہ بہن طریق ہے کہ اپنے کلمات انسان کے دل میں ڈال کر اس کو یہ یقین دلاتا ہے
کہ گویا وہ خدا کا کلام ہے اور آخر انجام ایسے شخص کا ہلاکت ہوتی ہے

پس جس پر کوئی کلام نازل ہو جیتا تین علامتیں اس میں نہ پائی جائیں اس کو
خدا کا کلام کہنا اپنے تئیں ہلاکت میں ڈالتا ہے۔

ادل۔ وہ کلام قرآن شریف سے مخالف اور معارض ہو مگر یہ علامت بغیر تیسری علامت کے
جو ذیل میں لکھی جائیگی ناقص ہے بلکہ اگر تیسری علامت نہ ہو تو محض اس علامت سے کچھ بھی
ثابت نہیں ہو سکتا۔

دوم۔ وہ کلام ایسے شخص پر نازل ہو جس کا تزکیف نفس بخوبی ہو چکا ہو اور وہ ان فانیوں
کی جماعت میں داخل ہو جو کلی جذبات نفسانیہ سے الگ ہو گئے ہیں اور ان کے نفس پر
ایک ایسی موت وارد ہو گئی ہے جس کے ذریعہ سے وہ خدا سے قریب اور شیطان سے دور جا چکے
ہیں کیونکہ جو شخص جس کے قریب ہوا اسی کی آواز سنتا ہے پس جو شیطان کے قریب ہے وہ شیطان
کی آواز سنتا ہے اور جو خدا سے قریب ہے وہ خدا کی آواز سنتا ہے اور انتہائی کوشش انسان کی
توڑکیہ نفس ہے اور اس پر تمام سلوک ختم ہو جاتا ہے اور دوسرے لفظوں میں یہ ایک موت
ہے جو تمام اندرونی آلائشوں کو جلا دیتی ہے۔ پہر جب انسان اپنا سلوک ختم کر چکا ہے تو
تصرفات الہیہ کی نوبت آتی ہے تب خدا اپنے اس بندہ کو جو سلب جذبات نفسانیہ سے
فنا کے درجہ تک پہنچ چکا ہے معرفت اور محبت کی زندگی سے دوبارہ زندہ کرتا ہے
اور اپنے فوق العادت نشانوں سے عجائبات روحانیہ کا اس کو سیر کراتا ہے۔ اور
محبت ذاتیہ کی ورا والور کشش اس کے دل میں بہر دیتا ہے جس کو دنیا سمجھ نہیں سکتی اس
حالت میں کہا جاتا ہے کہ اس کو نئی حیات مل گئی جس کے بعد موت نہیں۔

پس یہ نئی حیات کامل معرفت اور کامل تربیت سہولتی ہے اور
کامل معرفت خدا کی فوق العادت نشاۃ ثانیہ سے حاصل ہوتی ہے اور عیب انسان اس حد تک پہنچ
جاتا ہے تب اس کو خدا کا سچا مکالمہ مخاطب نصیب ہوتا ہے اور علامت بھی بغیر تفسیر سے درجہ کی علامت
کے قابل اطمینان نہیں کیونکہ کامل تزکیہ کیلئے پوشیدہ درجے ہر ایک فضول کو دیا دعویٰ
کر سکتا ہے۔

تفسیری علامت ہم صاف کی یہ ہے کہ جس کلام کو وہ خدا کی طرف منسوب کرے خدا کو متواتر
افعال میں پرگواہی دین یعنی اس قدر اعلیٰ تاثیر میں نشانات ظاہر ہوں کہ عقل سلیم اس بات کو
مستبعد عجب کا باد جو اس قدر نشاۃ ثانیہ کے پر ہی وہ خدا کا کلام نہیں اور یہ علامت حقیقت
نام علامتوں سے بڑھ کر ہے کیونکہ ممکن ہے کہ ایک کلام جو کسی کی زبان پر جاری ہو یا کسی نے
بازوئے اہام پیش کیا ہو وہ اپنے معنوں کی رو سے قرآن شریف کے بیان سے مخالف ہو
بلکہ مطابق ہو مگر یہ کسی مغتری کا افسانہ ہو کیونکہ ایک عقلی مسلمان اگر مغتری سے منہ دے اس بات کا
محاذ رکھے بیٹا کہ قرآن شریف کے محال کوئی کلام بدعوئے اہام پیش نہ کرے ورنہ خواہ مخواہ لوگوں
کے اعتراضات کا نشانہ ہو جائیگا۔ اور نیز یہ بھی ممکن ہے کہ وہ کلام حدیث النفس ہو یعنی نفس
کی طرف سے ایک کلمہ زبان پر جاری ہو جیسے اکثر بچے جو دن کو کتابیں پڑھتے ہیں رات کو بعض
اوقات وہی کلمات ان کی زبان پر جاری ہو جاتے ہیں۔ غرض کسی کلمہ کا جو بدعوئے اہام پیش
کیا گیا ہے قرآن شریف سے مطابقت ہوتا اس بات پر قطعی دلیل نہیں ہے کہ وہ ضرور خدا کا کلام ہے
کیا ممکن نہیں کہ ایک کلام اپنے معنوں کی رو سے خدا کے کلام کے مخالف ہی نہ ہو اور ہر
وہ کسی مغتری کا افسانہ ہو کیونکہ ایک مغتری برقی آسانی سے بہ کار روانی کر سکتا ہے کہ وہ قرآن
شریف کی تعلیم کے موافق ایک کلام پیش کرے اور کہے کہ یہ خدا کا کلام ہے جو میرے پر نازل
ہوا ہے۔ ورنہ ایسا کلام حدیث النفس نہ کر سکتا ہے یا شیطانی کلام ہو سکتا ہے۔

ایسا ہی یہ دوسری شہادت بھی ہے کہ جو اہام کا دعویٰ کرے وہ صاحب تزکیہ نہیں ہو

قابل اطمینان نہیں بلکہ ایک پوشیدہ امر ہے اور بہتر ہے ناپاک طبع لوگ اس بات کا دعوٰی کر سکتے
 ہیں کہ ہمارا نفس تزکیہ یافتہ ہے اور ہم خدا سے سچی محبت رکھتے ہیں۔ پس اگر یہی کوئی سہل امر نہیں
 آہیں جلد نرصادق اور کاذب میں فیصد کیا جادے یہی وجہ ہے کہ کئی خبیث النفس لوگوں نے
 ان برگزیدوں پر جو صاحب تزکیہ نفس تھے ناپاک تہمتیں لگائی ہیں جیسا کہ جکل کے پادری ہمارے
 سید رسولی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر تہمتیں لگاتے ہیں اور نعوذ باللہ کہتے ہیں کہ آپ نفسانی
 شہوات کا اتباع کرتے تھے جیسا کہ ان کے ہزاروں رسالوں اور اخباروں اور کتابوں میں ایسی
 تہمتیں پاؤ گے۔ ایسا ہی یہودی لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر حج طرح کی تہمتیں لگاتے ہیں
 چنانچہ تہوڑی مدت ہوئی ہے کہ سینے ایک یہودی کی کتاب کبھی حسین نہ صرف یہ ناپاک اعتراض
 تھا کہ نعوذ باللہ حضرت عیسیٰ کی ولادت ناجائز طور پر ہے بلکہ آپ کے چال و چلن پر ہی نہایت
 گنہے اعتراض کئے تھے اور جو آپ کی خدمت میں بعض عورتیں ہستی تھیں بہت بُرے پرزہ
 میں ان کا ذکر کیا تھا۔ پس جبکہ لمبی طبع دشمنوں نے ایسے پاک فطرت اور مقدس لوگوں کو شہوت
 پرست لوگ قرار دیا اور تزکیہ نفس سے محض خالی سمجھا تو اس کو برا ایک شخص معلوم کر سکتا ہو کہ تزکیہ نفس کا
 مرتبہ دشمنوں پر ظاہر ہو جائے کس قدر مشکل ہے چنانچہ آریہ لوگ خدا تعالیٰ کے نام بیوں کو محض مکار
 اور شہوت پرست قرار دیتے ہیں اور ان کا دور مکر و فریب کا دور ٹھہراتے ہیں۔

لیکن تیسری علامت کہ الہام اور وحی کے ساتھ جو ایک قول پر کلام خدا کا ایک فعل
 بھی ہو۔ یہی کامل علامت ہے جو کوئی اسکو توڑ نہیں سکتا۔ یہی علامت ہے جس کو خدا کے
 پیغمبر نبی جبرائیل پر غالب آتے رہے ہیں کیونکہ جو شخص دعویٰ کرے کہ میرے پر خدا کا کلام نازل ہوا
 ہے پھر اسے ساتھ صد نشان ظاہر ہوں اور ہزاروں قسم کی تائید اور نصرت الہی شامل حال ہو اور
 اسے دشمنوں پر خدا کے کلمے کھلے حملے ہوں پھر اس کی مجال ہے کہ ایسے شخص کو چھوڑا کہہ سکے۔ مگر
 فوس کہ انیامین بہت سے ایسے لوگ بھی ہیں کہ اس بلا میں پھنس جاتے ہیں کہ کوئی حدیث النفس
 یا شیطانی دوسرا انکو پیش آجائے تو اسکو خدا تعالیٰ کا کلام سمجھ لیتے ہیں اور فعلی شہادت کی

کچھ یہی پروا نہیں رکھتے۔

ہاں یہ بھی ممکن ہے کہ کسی کو کبھی شاذ و نادر کے طور پر کوئی سچی خواب آجائے یا سچا الہام ہو جائے مگر وہ صرف اس قدر سے مامور ہیں کہ بلا سکتا اور نہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ نفسانی تارکیوں سے پاک ہو بلکہ اس قدر رؤیا اور الہام میں فریباً تا موم دنیا شرمایے اور یہ کچھ بھی خبر نہیں اور یہ یاد دہانی کبھی کبھی خواب یا الہام ہونیکا محض سلسلے انسانوں کی فطرت میں رکھا گیا ہے تا ایک عقلمند انسان خدا کے برگزیدہ رسولوں پر غیبی نہ کر سکے اور سمجھ سکے کہ وحی اور الہام کا ہر ایک انسان کی فطرت میں مجسم و داخل ہو ہر اس کی کامل ترقی سے انکار کرنا حماقت ہے۔

لیکن وہ لوگ جو خدا کے نزدیک ملہم اور مکمل کہلاتے ہیں اور مکالمہ اور محاسن طبع کا شرف رکھتے ہیں اور دعوتِ خلق کیلئے مبعوث ہونے میں انکی تائید میں خدا تعالیٰ کے نشان و اثر کی طرح برستے ہیں اور دنیا ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی اور فعل الہی اپنی کثرت کے ساتھ گواہی دیتا ہے کہ جو کلام وہ پیش کرتے ہیں وہ کلام الہی ہے۔ اگر الہام کا دعویٰ کر لیا جائے اس علامت کو مد نظر رکھتے تو وہ اس فتنہ سے بچ جاتے۔

ایسا ہی اگر الہی بخش اس معاملہ میں کچھ سوچتا کہ اسکی تائید میں خدا تعالیٰ کے نشان و قدر ظاہر ہوئے اور کس قدر اسکی تائید اور نصرت ہوئی اور عام لوگوں کی نسبت اسکو کیا امتیاز بخشا گیا ہے تو وہ اس بلا میں مبتلا نہ ہوتا۔ اب بڑی افسوس کی کہنا پڑتا ہے کہ وہ اپنی موت کے بعد ایک انبار جہنم اور افترا کا چوڑا گیا میری نسبت وہ یہ الہام پیش کرتا تھا کہ میری زندگی میں یہ شخص طاعون کے ہلک ہو گا اور اسکی تمام جماعت منتشر ہو جائیگی۔ سو اس نے دیکھ لیا کہ وہ خود طاعون ہی ہلاک ہوا اور اسکا دعویٰ تھا کہ وہ نہیں مر لگا جب تک وہ میرا استیصال نہ کرے مگر اسنے بچشم خود دیکھ لیا کہ اسکے جہنم الہام کے بعد کئی لاکھ تک میری جماعت پہنچ گئی۔ جب الہام الہام اسنے شلی کرنے شروع کی تو اسوقت تو میری جماعت چالیس انسان کو زیادہ نہ تھی اور بعد میں چار لاکھ تک پہنچ گئی اور وہ نہیں مرا جب تک اس نے اپنی نامرادی ہر ایک پہلو سے نہ دیکھ لی اور میری کامیابی نہ دیکھ لی اور وہ اپنے جہنم

الہاموں کے ذریعہ سے ہر ایک مقدمہ میں جو میرے پروا نہ ہوتا تھا یہی خیال کرتا تھا کہ میں سزا پا کر
 عذاب الیم میں مبتلا ہو جاؤں گا۔ اور ایسے ہی اسکو الہام ہوتے تھے جن کو وہ اپنے دوستوں میں
 شائع کرتا تھا۔ مگر خدا تعالیٰ ہر ایک مقدمہ میں عزت کے ساتھ مجھے بڑی کرتا گیا۔ اور سخت نامرادی
 کے ساتھ اسکو موت آئی۔ پس اس میں کچھ شک نہیں کہ جب اسکو طاعون ہو گئی اور موت کو اس نے
 اپنے سامنے دیکھ لیا۔ تب اس نے اپنے تمام الہاموں کو شیطانی کلمات سمجھا ہو گا اور اس
 وقت اس کو اپنی نسبت یاد آیا ہو گا کہ میں غلطی پر تھا۔ یہ بات بالکل غیب موقوف اور خلاف قیاس
 ہے کہ وہ اس قدر ٹھوکرین کھا کر اور وہ طاعون جو میری طرف منسوب کرتا تھا اس میں اپنی تین
 مبتلا دیکھ کر درمیری کامیابیوں کو اپنے آخری دم میں تصور میں لا کر بھر پوری وہ اپنی پہلی حالت
 پر قائم رہا جو جب اسکو یاد آتا ہو گا کہ میں نے موعیٰ ہونیکا دعویٰ کیا تھا اور اپنی کتاب کا نام
 عصاۃ موعیٰ رکھا تھا اور یہ تمنا کی تھی کہ یہ عصا اس شخص کو ہلاک کر دیگا جو سچ موعود کا
 دعویٰ کرتا ہے اور جب اسکو یاد آتا ہو گا کہ میں نے اس شخص کی نسبت جو سچ موعود کا دعویٰ کرتا
 ہے اپنی کتاب عصاۃ موعیٰ میں پیشگوئی کی تھی کہ وہ میری زندگی میں طاعون سے مرے گا۔ اور
 جب اسکو یاد آتا ہو گا کہ میں نے اسی کتاب میں پیشگوئی کی تھی کہ میں نہیں مروں گا جتنا کہ اپنی دشمن
 کو نابود نہ کر لوں تو ہر ایک انسان سچ سکتا ہے کہ اس حالت میں جبکہ طاعون نے اس کو
 پکڑا کس قدر درود حسرت اسکو دھند بگیر ہوئی ہوگی۔ کون یقین کر سکتا ہے کہ باوجود اس قدر
 نامرادی کے اور کھلم کھانے اس بات کے کہ اسے سب الہام جو بڑے بچے بھر ہی طاعون کی قوت
 اسکو اپنے مرنے ہونے پر یقین تھا؟ نہیں نہیں ہرگز نہیں بلکہ طاعون نے تمام خیالات
 اسے پاش پاش کر دیے ہونگے اور تنہا کر دیا ہو گا کہ وہ غلطی پر تھا۔ چنانچہ اس واقعہ سے بہت
 پہلے میرے پر خدا نے ظاہر کیا تھا کہ وہ ان خیالات فاسدہ پر قائم نہیں رہے گا اور آخر ان
 خیالات کے رجوع کر لیا سو اس میں شک نہیں کہ جب اسکو ناگہانی طاعون اور بیوقت موت کا نظارہ
 پیش آیا جسکو وہ خوب جانتا تھا کہ یہ بے وقت و میرے دعوے کے مخالف ہے تو بلاشبہ اس نے

اس کو یقین دلایا ہوگا کہ اس کے تمام الہامات شیطانی تھے اس صورت میں لا علاج حسرت کے فتنہ
 اس نے سمجھ لیا ہوگا کہ میں غلطی پر تھا اور جو کچھ میں نے سمجھا وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے نہایت تھا اور
 آگے چل کر ہم بیان کرینگے کہ ایسا سمجھنا اس کے لئے ضروری تھا کیونکہ اس نظارہ موت سے اس کے
 الہامی اقوال کی دفعہ ایسے باطل ثابت ہوئے جیسے ناگہانی طور پر ایک دیوار گرتی ہے۔ اس کیلئے
 بعد از قیاس تھا کہ میں اس طاعون سے بچ جاؤں گا۔ کیونکہ ۹ اپریل ۱۹۱۷ء کو جس تاریخ وہ مر
 اور اس سے پہلے ایسی تیز اور مہلک طاعون لاہور میں تھی کہ بعض دنوں دو دو سو سے زیادہ لوگ مرتے
 تھے اور اس کا ایک عزیز اس سے ایک دن پہلے طاعون سے مر گیا تھا جس کے جنازہ پر
 جا کر وہ طاعون عمرید لایا۔ پس اس مہلک بیماری میں کون کہہ سکتا ہے کہ میں بچ جاؤں گا
 بلکہ ہزار لوگ طاعون میں مبتلا ہوتے ہی پس ماندوں کیلئے وصیت لکھا دیتے ہیں۔ عرض
 طاعون میں مبتلا ہونیکے ساتھ ہی اسکی تمام موصوٹ و ریاضت ہو گئی ہے اور اس نے ہزاروں مرنے
 ہوئے انسانوں کو یاد کر کے اور خصوصاً یعقوب کی موت کو تصور میں لا کر سمجھ لیا کہ میں ضرور مرد
 ایسی حالت میں کیونکر وہ اس بات پر قائم رہ سکتا تھا کہ میں موسیٰ ہوں۔ پس یہ خدا کا رحم ہے کہ وہ
 اپنے عقاید فاسدہ کو ساتھ نہیں لیگیا۔ اور خدا نے اس کا گلا پکڑ کر اس سے رجوع کرایا۔ اور
 ان لوگوں میں داخل ہو گیا جن کی نسبت خدا تعالیٰ فرماتا ہے: **وَأَن تَكُونَ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ**
إِلَّا لَتُؤْمِنُنَّ بِهِمْ قَبْلَ مَوْتِهِ۔

اب اول میں یہ نکلے کہ بن الہامات کو اس نے اپنی کتاب عصا موسیٰ میں
 لکھا ہے وہ سب کے سب جوئے ثابت ہوئے اور بعد میں اس بات کا ثبوت دیا جائیگا
 کہ وہ میری پیشگوئی کے مطابق مرا ہے اور اس کی موت میری سچائی پر ایک نشان ہے
 بلکہ اسکی موت نے میری سچائی پر مہر کر دی ہے۔ اور میں اس بیان کو دو باب پر تقسیم کرتا ہوں

باب اول اس بات کے بیان میں کہ الہی بخش
کے وہ تمام الہامات جو میرے مقابل پر اسے
مثابح کئے تھے اپنی نسبت یا میری نسبت
وہ سب کے سب جوڑے لکھے۔

یہ تو ہر ایک کو معلوم ہے کہ باب الہی بخش نے اپنا نام موسیٰ رکھا تھا اور مجھے فرعون قرار دیا تھا
اور میرے مقابل پر اپنی کتاب کا نام عصا موسیٰ رکھا تھا گویا دل میں یہ سوچا تھا کہ اس عصا کے
ساتھ اس فرعون کو مین ہلاک کر دوں گا اور ایک خط بھی میرے نام ارسال کیا تھا جس میں وہی دیکھی
تھی اور بیان کیا گیا تھا کہ خدا نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ شخص کا ذب ہو اور اس موسیٰ کے
ہاتھ سے اس کا استیصال ہوگا۔ ایسی بہت سی زبانی ہشیکوٹیاں انکی ہیں جو صرف پیروستون
یا ملاقاتیوں پر اس نے ظاہر کی تھیں اور سب کا خلاصہ یہی ہے کہ گویا میں اسکی زندگی میں ہی
ہلاک ہو جاؤں گا اور وہ مجھ پر غالب آ جائیگا۔ اور میں اس کے سامنے ذلیل ہوں گا اور وہ دنیا میں
بڑا عروج پائیگا۔ اور موسیٰ نبی کی طرح لاکھوں انسانوں کا سربراہ بن جائیگا اور افسوس کہ میں بہت سی
کوشش کی کہ تم اس کے پوشیدہ الہاموں کا مجھے پتہ لگے مگر وہ صرف اسکو دوستوں کے حلقہ
تک ہی محدود رہے اور کوئی تحریر جو بطور دستاویز ہو مجھ کو نہ ملی مگر جس قدر کتاب میں اس نے

۴ مجھے اپنی دوست فاضل کرم مولوی نور الدین صاحب کی تحریر سے حاجت غرضی شہادت سری کے ایک
بزرگ مولوی عبد الواحد کی ایک خواب اور الہی بخش کی نسبت معلوم ہوئی ہے جو کہ میں اپنی الفاظ میں نہیں لکھتا
بلکہ مولوی صاحب برصوف کا اصل نقل میں لکھ رہا ہوں اور وہ یہ ہے۔

حضرت مولانا الامام علیک الصلوٰۃ والبرکات و السلام۔ مجھ عزیز عبد الواحد الغزنوی نے خط لکھا تھا۔ ہماری جامعہ کے
لوگوں نے دیکھا ہے الہی بخش ایک بلند منہ پر کھڑا ہے اور لوگ اس کے نیچے ہیں اسے اب اسکی ترقی ہوگی اور بہت
الفاظ تھے جو مجھے یاد نہیں رہے۔ کیونکہ میں خطوط کو معمولی طور پر پڑھتا ہوں اور یہ محفوظ نہیں رکھتا۔ میں الہی
کے نام پر عبد الواحد کو اس مضمون کا خط لکھ دیا ہے تو جواب اتنا کہ میں آیا جس قدر مضمون یقینی طور پر یاد ہے۔

شہادۃ باللہ العظیم۔ عرض خدمت ہو۔ نور الدین۔

شایع کئے ہیں ایک منصف سراج کیلئے کافی ہیں اور اگرچہ بعض یہودہ اور نہایت لغو الہام اسکے جو ایک چوٹی سی مباحث میں لکھتا جاتا تھا مجھ کو نہیں ملی مگر جس قدر ملے ہیں اسکا جوہر کہولنے کیلئے کافی ذخیرہ ہے اور جو پوشیدہ کئے گئے ہیں ان کے دستیاب ہونے کی امید نہیں بلکہ یقین ہے کہ وہ تمام یہودہ الہام جو جو ش نفس سر میری نسبت کٹ گئے تو اسکے ساتھ ہی دفن کئے گئے ہونگے۔

وہ الہام جو میری نسبت الہی بخش نے عصا سوسنی میں لکھے ہیں جنکی نسبت وہ اپنی کتاب کے میں دعویٰ کرتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ پھر ان کے اُس کا وہ فرضی الہام جو اسکی کتاب عصا سوسنی کے صفحہ ۹ میں درج ہے اور وہ یہ ہے۔ سلام لاک تغلبون۔ جمل علیہ غضب فقد ہوا۔ قتد بڑ۔ (ترجمہ) تیرے لئے سلام ہے تم غالب ہو جاؤ گے اس پر یعنی اس عاجز پر غضب نازل ہوگا اور وہ ضرور ہلاک ہو جاوے گا یعنی تم زندہ رہ کر اسکی موت اور تباہی کو دیکھو گے پس سوچ لو۔

اس الہام کے معنی جیسا کہ خود الہی بخش نے جانچا اپنی کتاب میں دوسرے الہاموں کے ذریعہ سے اسکی تفسیر کی ہے یہ ہیں کہ گویا اسکی زندگی میں ہی مجھ پر غضب نازل ہوگا اور میں ہلاک ہو جاؤں گا لیکن برخلاف اسکو وہ خود میری زندگی میں ہلاک ہو گیا۔ اور میرا ایک کو معلوم ہے کہ خدا تعالیٰ کی تمام کتابوں میں طاعون کو غضب کی موت ٹھہرایا گیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی موت طاعون بنی اسرائیل پر پڑی جو سرور غضب الہی تھی اس طاعون کا مفصل حال تورات میں موجود ہے اور پھر طاعون حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر پڑی تھی جن پر پھیل میں غضب نازل ہونیکا وعدہ دیا گیا تھا اور اسی طاعون کا قرآن شریف میں رجز من السماء رکھا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ فَأَنزَلْنَا عَلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا رِجْزًا مِنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ یعنی ہم نے طاعون پر طاعون کا عذاب بھیجا کہ جو کہ ظالم تھے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ نے کہیں نہیں فرمایا کہ اَنزَلْنَا عَلَيْهِمْ رِجْزًا مِنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ لیکن اسلئے ہم نے ان طاعون نازل کی کہ وہ من

پس ہر کسی صورت میں طاعون کا تحقق نہیں ہو سکتا بلکہ یہ کافر اور فاسق کیلئے مخصوص ہے
 اسی وجہ سے جبکہ دنیا پیدا ہوئی تھی خدا کا کوئی بنی طاعون سے فوت نہیں ہوا ان ایسے مومن
 جو گناہ سے خالی نہیں ہوتے کہی وہ بھی اس بیماری میں مبتلا ہو کر مر جاتے ہیں اور ان کی
 بیعت ان کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتی ہے اور ان کے لئے یہ ایک قسم کی شہادت ہے لیکن
 کسی نے کہی نہیں سنا ہوگا کہ موسیٰ ہو کر پھر اسکو طاعون لگائی ہو اور یہاں شخص جس اخلاقی اور پلہ بد
 پر فطرت ہوگا جس کا اعتقاد ہو کہ کوئی بنی یا خلیفہ اسکو طاعون سے مرے پس اگر یہ ایسی شہادت ہو
 جو قابل تعریف ہو اور جس پر کوئی اعتراض نہیں تو پہلے حق دار اسکے انبیاء اور رسول ہوتے لیکن
 جیسا کہ ہم نے ابھی بیان کیا ہے جبکہ دنیا پیدا ہوئی ہے کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ کہی کوئی بنی
 یا رسول اور اول درجہ کا کوئی برگزیدہ ہو خدا تعالیٰ سے مکالمہ مخاطبہ کا شرف رکھتا تھا اس خلیفہ
 مرض میں مبتلا ہو کر مر گیا ہو۔ بلکہ اول حقدار اس مرض کے ابتداء سے وہی لوگ رہیں جو طرح
 طرح کے معصی اور فجور میں مبتلا تھے یا کافر اور بے ایمان تھے اور عقل ہرگز تجویز نہیں کر سکتی کہ
 کہ وہ مرض جو قدیم سے خدا نے کفار کے سزا دینے کیلئے تجویز کر رکھی ہے انہیں خدا کے بنی اور رسول
 اور مہم بھی شریک ہو جائیں تو ریت اور انجیل اور قرآن مبین متفق اللسان بیان فرما رہے ہیں کہ
 ہمیشہ طاعون کفار کو سزا دینے کیلئے نازل ہوتی رہی ہے اور خدا نے قدیم سے لاکھوں کفار اور
 فاسق اور ساجر ہی طاعون کے ذریعہ نیست و نابود کئے جیسا کہ خدا کی کتابوں اور تاریخ سے
 ظاہر ہے اور خدا اس کو برتر اور اعلیٰ ہے کہ اپنے مقدس لوگوں کو اس عذاب میں کفار کے ساتھ
 شریک کرے اور جو بلا کفار کے عذاب کیلئے قدیم سے مقرر ہے اور جس کے ذریعہ سے ہمیشہ نبیوں کے
 حبدین ہزاروں فاسق فاجر مرتے رہے ہیں وہی بلا اپنے برگزیدہ نبیوں پر مستطرد ہے۔ پس جس طرح
 خدا کا عذاب جو قوم لوط پر آیا تھا کسی بنی کی موت اسکو ذریعہ سے برگزیدہ نہیں ہوئی بلکہ ہر ایک عذاب
 جو قوموں کی ہلاکت کیلئے دار و ہو چکا ہے کوئی بنی اس عذاب سے نہیں بچا ایسا ہی طاعون جو کفار کے
 لئے ایک مخصوص عذاب ہے کسی برگزیدہ پر وارد نہیں ہو سکتی۔ اور اگر کوئی اسکے برخلاف دعوے کرے

اور یہ کہے کہ کوئی نبی گذشتہ نبیوں میں سے طاعون سے بھی ہلاک ہوا تھا تو یہ اسکا اختیار ہے کسی بیباک یا گستاخ کی ہم زبان تو بن نہیں کر سکتے۔ مگر کتاب اللہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ طاعون سرچشمہ ہے ہمیشہ کافروں پر نازل ہوتا ہے۔ ان جیسا کہ جہنم خاص کافروں کیلئے مخصوص ہے تاہم بعض گنہ گار مومن جو جہنم میں ڈالے جائینگے وہ محض تمجیص اور نظہیر اور پاک کرنے کیلئے دوزخ میں ڈالے جائینگے۔ مگر خدا کے وعدہ کے موافق جو اُولَئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ ہے برگزیدہ لوگ اس دوزخ سے دور رکھے جائیں گے اسی طرح طاعون ہی ایک جہنم ہے کافر اس میں عذاب دینے کیلئے ڈالے جاتے ہیں۔ اور ایسی مومن جن کو معصوم نہیں کہہ سکتے ورنہ صی سے پاک نہیں ہیں ان کیلئے یہ طاعون پاک کرنیکا ذریعہ ہے جسکو خدا نے جہنم کے نام سے پکارا ہے۔ سو طاعون اوستے مومنوں کے لئے تجویز ہو سکتی ہے جو پاک ہونیکے محتاج ہیں۔ مگر وہ لوگ جو خدا کی قرب اور محبت میں بلند مقامات پر ہیں وہ ہرگز اس جہنم میں داخل نہیں ہو سکتے۔ پر تعجب کہ وہ شخص جو اپنا الہام یہ پیش کرتا ہے کہ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ جس الہام کا منشی عبدالحق ہی گواہ ہے اور کئی لوگ گواہ ہیں۔ یہ کہ ذکر مہکتا ہے کہ ایسا شخص جو خدا کے بعد وہی بزرگ ہو اور وہی اس زمانہ کا سوسا ہے وہ خدا کے قہری عذاب کے چوٹا عذاب ہلاک ہو جائے کیا کوئی عقلمند اس بات کو قبول کر سکتا ہے؟

اور اگر کوئی یہ کہے کہ یا بوا الہی بخش طاعون سے فوت نہیں ہوا تو ہم اللہ کا بچہ ہے کیا جواب دین کہ لعنة اللہ علی الکاذبین۔ خطوط آمد لاہور سے معلوم ہوا کہ الہی بخش یعقوب ولد عم اسحاق کے حنا زہ پر گیا اور یعقوب طاعون کے ساتھ مرا تھا پس الہی بخش اسی جگہ سے طاعون غریب لایا۔ اور یہی اخبار مورخہ ۱۰۔ اپریل میں یہ عبارت ہے انتقال پر پلال۔ افسوس ہے کہ مولوی الہی بخش صاحب پبلشرز اکونٹسٹ نے بروز دوشنبہ ۸۔ اپریل کو صرف ایک روز بخا میں مبتلا رہ کر برہکان مولوی عبدالحق صاحب انتقال کیا۔ اب ایک عقل مند سمجھ سکتا ہے کہ ان دنوں میں کشتارے لاکھوں میں طاعون پہلی ہوئی تھی اور اب تک ہی اور ہزاروں انسان

صرف اسی بنجارے ہلاک ہو کر اور بجز طاعون کو نہ بنجارے جو صرف ایک دھن ہلاک کر سکتا ہے۔
 یاور ہے کہ طاعون کے لٹو شدہ بنجارے ہونا ایک لازمی امر ہے جو ایک دو دن میں ہی کام تمام
 کر دیتا ہے۔ پس جبکہ الہی بخش کی موت کے وقت طاعون لاہور میں زور سے پھیل رہی تھی۔
 اور وہ بھی طاعون زدہ متردہ کا جنازہ پر پہنچے کیلئے گیا تھا اور وہیں بیہوش ہو گیا تھا تو کیا کسی
 جن کے اسباب سے چلت ہو گئی تھی۔ ظاہر ہے کہ طاعون کے دن تیر اور لاہور میں طاعون شدت سے رہ رہتی ہوئی تھی۔
 کون انکار کر سکتا ہے کہ ان دنوں میں صد ہا لوگ طاعونی بنجارے لاہور میں مر چکے ہیں اور اب تک
 یہی حالت ہے بعض کو گلٹی نکلتی ہے اور بعض کو نہیں۔ اور بعض نمونیا پلگ سے مرتے ہیں اور
 بعض کھنکھ کی صورت میں فی الفور مر جاتے ہیں تو پھر خواہ مخواہ بیچارہ الہی بخش پر یہ جوٹ باندھنا
 کہ وہ پلگ سے نہیں مرا کس قدر مبہم ہے۔ کیا یعقوب پلگ سے مرا تھا یا نہیں؟ ہمیں معتبر
 ڈاکٹروں کے ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ الہی بخش کو سخت قسم کی پلگ ہوئی تھی جس نے ایک دن
 میں ہی اس کا کام تمام کر دیا چنانچہ ہم اس جگہ بطور شہادت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب سسٹنٹ
 سرجن کا خط ذیل میں درج کر دیتے ہیں اور وہ یہ ہے۔

حضرت عیدی و مولائی دامادی حجتہ اللہ اسیح الموعود رحمۃ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اسحمتہ کہ حضور کی پیشگوئی پوری ہوئی اور دشمن ہلاک ہو گیا
 حضور کو مبارک ہو۔ الہی بخش کو پوری عداوت طاعون نمودار ہو گئی تھیں اور معتبر ذریعہ
 سے معلوم ہوا ہے کہ اسکے ہائین ران کی بن میں یعنی کنج ران میں ایک گلٹی بھی نکلی تھی۔
 اسلئے اس میں کچھ شک نہیں کہ اس کی موت طاعون سے ہوئی۔ باقی خیریت ہے۔
 خاکسار یعقوب بیگ از لاہور

پہراگر سوال ہو کہ الہی بخش کے دوستوں میں سے کس نے اس بات کو شایع کیا
 ہے کہ وہ طاعون سے مر گیا تو ہم ذیل میں پڑھیں اہل حدیث سورہ ۱۱۔ اپریل ۱۹۰۶ء کی شہادت
 الہی بخش کی طاعون کے بارے میں نقل کرتے ہیں اور وہ یہ ہے۔

افسوس منشی الہی بخش صاحب لاہوری مصنف عصا موسیٰ ہی طاعون کشیہ ہو گئے۔

دیکھو پڑچاٹھی ریٹ ۱۱۔ اپریل ۱۹۰۷ء

پہر ایک اور الہام اپنا الہی بخش نے اپنی کتاب عصا موسیٰ کے صفحہ ۷۹ میں میری
نسبت لکھا ہے اور وہ یہ ہے **اِنِّیْ مَہِیْنُ لِمَنْ اَرَادَ اِلٰہَکَ** اگرچہ یہ فقرہ سنو
نقص سے آلودہ ہے کہ من کے لفظ پر لام لگایا گیا ہے۔ مگر اس کے معنی الہی بخش نے یسے
ہیں کہ گویا میں اس کے مقابل پر دلیل کیا جاؤں گا اور اسکی سچائی ظاہر ہوگی۔ سورہ صافات
وراز سے خدا تعالیٰ نے مجھے یہ الہام کیا تھا کہ **اِنِّیْ مَہِیْنُ مَنْ اَرَادَ اِلٰہَکَ**

اور الہی بخش بار بار میرے مرنے سے یہ الہام سن چکا تھا اور خدا نے دیکھا دیا تھا کہ ہر ایک

شخص جس نے میرا مقابلہ کیا اسکا کیا انجام ہوا۔ پس اس الہام میں الہی بخش کی طرف سے صرف

ایک لام ہے جو استفاع کیلئے آتا ہے مگر اس جگہ غیر محل ہے اور اس کے مقصود کے برخلاف ہے

اور اس صورت میں اس الہام کے معنی مرنے کے اسے الہی بخش میں تیری امانت کر دنگا

اس شخص کی تائید میں جو تیری امانت چاہتا ہے۔ اور اگر یہ مان لیا جائے کہ میں کہ الہی بخش

کا مطلب ہے کہ اسکی امانت کرنے سے خدا میری امانت کر لیا سو یہ معنی بدیہی طور پر غلط ثابت

ہوئے کیونکہ میں سالہا سال سے شایع کر رہا ہوں کہ الہی بخش اپنے تئیں موسیٰ بنانے اور میری

تکذیب میں جھوٹا ہے خدا اسکو رسوا کر لیا۔ اور مدت ہوئی کہ میں اپنا یہ الہام شایع کر چکا ہوں

اس صورت میں صاف ظاہر ہے کہ خدا نے میرے روبرو الہی بخش کو طاعون کی موت دیکر

رسوا کیا اور وہ اپنے تمام دعوت میں نام اور نام اور خدا نے انہوں کو میری بیعت

میں شامل کر کے مجھ پر عزت دی۔ پس اگر الہی بخش کو یہ الہام خدا تعالیٰ کی طرف سے ہی ہوتا تھا۔ کہ جو

شخص تیری امانت کرتا ہے میں اسکی امانت کر دنگا تو ضرور تھا کہ وہ الہام پورا ہو جاتا حالانکہ الہی بخش

کی بیعت موت جو میری زندگی میں ہی ہوئی اس کے چوٹے ہونے پر مہر لگا گئی وہ دعوتی کرتا تھا

کہ شخص جس نے دعوت بڑا دین موسیٰ ہوں اور میری زندگی میں ہی یہ ملاک ہو گا اور طاعون سے مر لگا

اور تمام سلسلہ اسکا تباہ ہو جائیگا اور خدا کا غضب اس پر نازل ہوگا اور اس کا کچھ ہی باقی نہیں رہیگا۔ لیکن برخلاف اس کے خدا نے مجھ کو کامل ترقی دی اور کامل عزت اور تمام اطراف دنیا میں کامل شہرت دی اور میری زندگی میں اس فضول کو اور بے ادب اور نیز مزاج اور مونہ پیسے دشمن کو طاعون سے ہلاک کیا۔ پس کیا اب بھی اس کا نام موسیٰ رکھو گے؟ یہ کیسا موسیٰ تھا کہ جس کو وہ فرعون کہتا تھا اور اپنی زندگی میں اسکی ہلاکت کی خبر دیتا تھا اسی کے سامنے طاعون کی ذلیل موت سے وہ ہلاک ہو گیا۔ یہ عجیب بات ہے کہ جس شخص کو وہ فرعون قرار دیتا تھا اس نے اپنا یہ الہام شلیح کیا تھا کہ **انی احافظ کل من فی الدار لعینہ خدا فرما کرے کہ** لوگتس گھر کی چار دیواری کے اندر ہیں۔ سب کو میں طاعون سے بچاؤں گا۔ سو گیارہ برس بڑے بڑے حملے طاعون کے اس نوح میں ہو رہے ہیں مگر خدا تعالیٰ کے فضل سے ہمارے گھر کا ایک شخص بھی طاعون سے نہیں مرے۔ مگر جو اپنے تئیں موسیٰ قرار دیتا تھا چوہہ طاعون سے مر گیا اور صرف یہی نہیں بلکہ وہ تمام الہام اسکے چھوٹے نکلے اور اسکی ذلت کے باعث ہوئے جو میری موت اور طاعون اور ناکامی کے بارے میں شلیح کئے تھے پس کہان گیا یہ الہام کہ **انی مہین لمن اراد اھانتک** یہ انجام ان لوگوں کا ہوتا ہے جو حدیث النفس کا نام الہام رکھ لیتے ہیں اور خدا کے فعل کی شہادت سے اپنے الہامات کا امتحان نہیں کرتے۔

یاد رہے کہ جب تک کہ ایک بارش کی طرح فوق العبادت خدا کے نشان الہام کی تائید میں نازل نہ ہوں جو معمولی طریق سے بہت بڑے ہوئے ہوں تب تک اپنے الہاموں کو خدا کا کلام سمجھنا دوزخ کی راہ اختیار کرنا ہو اور ذلت کی موت خریدنا ہو کیونکہ الہام صرف قول ہے اور قول میں شیطان بھی شریک ہو سکتا ہے اور انسان بھی بطور افتراء ایسا قول بیان کر سکتا ہے اور حدیث النفس بھی ہو سکتی ہے۔ پس نہایت حفاظت اور جہالت ہو کر انسان صرف اس بات پر ہر دوسہ کر کے کہ اسکی زبان پر کچھ جاری ہوتا ہے جیسے

کلمات کو خدا کا کلام سمجھ لے بلکہ خدا کے قول کے ساتھ خدا کے فعل کی شہادت ضروری ہو
 اور شہادت ہی زبردست شہادت و کار ہے کیونکہ یہ دعویٰ کہ خدا مجھ سے مرکا لمہ مخاطب کرتا
 ہے یہ کچھ جھوٹا دعویٰ نہیں اور اگر مدعی اس دعویٰ کا خدا تعالیٰ کی طرف سے نہ ہو تو ایک دنیا
 اس کے ذریعہ سے ہلاک ہو سکتی ہے لہذا ایسے شخص کے قولی دعویٰ کیلئے خدا تعالیٰ کی ایسی فعلی
 شہادت و کار ہے جس کو وہ قدیم سے اپنی تمام صادق رسولوں اور نبیوں کی تائید میں ادا
 کرتا رہا ہے۔ اور اس خفیف اور ناجیز امر کو خدا کی فعلی شہادت قرار نہیں دی جاسکتی جو معمولی
 انسان کی سوانح سے ملتا جلتا ہو۔ مثلاً کوئی خواب میں دیکھتا ہے کہ میرے گھر میں یا کسی
 گھر میں لڑکا پیا ہوا اور اتفاقاً لڑکا ہی پیدا ہو جاتا ہے۔ یا دیکھتا ہے کہ فلاں شخص مرجائیگا۔
 اور اتفاقاً وہ مر ہی جاتا ہے یا دیکھتا ہے کہ فلاں شخص فلاں کام میں نامراد رہیگا اور اتفاقاً وہ
 نامراد ہی رہ جاتا ہے۔ ایسے خوابوں میں تمام دنیا شریک ہو بلکہ کافرون اور مشرکون کو بھی اس سے
 حصہ ہے پس اگر معمولی رنگ میں کسی شخص کو ایسی خواب آئے اور وہ خواب یا وہ الہام کیفیت
 یا کیفیت میں کوئی خصوصیت نہ کہتا ہو تو وہ اس بات پر دلیل نہیں ہو سکتی کہ وہ شخص خدا تعالیٰ
 کی طرف سے ہے بلکہ جیسا کہ ہم لکھ چکے ہیں ایسی خوابیں فاسقون اور فاجیروں کو بھی آ سکتی
 ہیں۔ پس ایسی خوابوں اور ایسے الہاموں پر غور نہیں ہونا چاہئے۔ بلکہ اپنی اسکو ابتلا
 سمجھنا چاہئے۔ اور سچے ماسور کیلئے یہ شرط ہے کہ ایسے امور جو خدا کا نشان کہلا سکتے ہیں۔
 کیفیت اور کیفیت میں اس حد تک پہنچ گئے ہوں کہ عام لوگوں میں سے کوئی شخص اس کا
 مقابلہ نہ کر سکے اور ایسے شخص کے ساتھ کہلے کہلے طور پر خدا تعالیٰ کا ہر چہ نظر آوے اور
 اسکی فوق العادت تائید میں ثبوتات کی طرح برستے ہوئے محسوس ہوں جن سے معلوم ہو کہ خصوصیت
 کے ساتھ ہر ایک راہ میں خدا اسکا مرتبہ ہے۔ غرض بڑی علامت یہی ہے کہ وہ آسانی نشان
 اور وہ تائید اور نصرت اس حد تک پہنچ جائے کہ روئے زمین پر کوئی اس کا مقابلہ نہ کر سکے
 اور کوئی ایک ہی نشان ہو مگر ایسا دروست اور نشان ہو کہ اس کو دیکھ کر مشین مردہ کی طرح

پُرغائبین اور اسکی نظیر پیش کر سکیں اور یا اس کثرت سجدہ نشان ہون کہ کثرت کے لحاظ سے کیوں طاقت نہ ہو کہ وہ کثرت اپنے نشانوں میں یا کسی اور مغتری کے نشانوں میں دکھلا سکے اسی کا نام خدا کی شہادت جو جیسا کہ قرآن شریف میں اس حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرماتا ہے: **وَيَقُولُ نَذِيرٌ مُّسْتَسْلِكٌ - قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ** یعنی جو لوگ کہتے ہیں کہ تو خدا کا رسول نہیں۔ اُن کو کہہ دے کہ تم میں اور مجھ میں خدا گواہ کافی ہے اور نیز وہ جس کو کتاب کا علم ہے +

اب ہم باقی الہام الہی بخش کے جو اسکی کتاب عصا موسیٰ میں میری نسبت درج ہیں اس جگہ ناظرین کی غور اور انصاف کیجئے درج کر دیتے ہیں۔ چنانچہ وہ اپنی کتاب کے صفحہ ۹۷ میں میری نسبت یہ الہام لکھتا ہے: **”اَوْ جَائِئِكُمْ زَبَانٌ خَلَقَ كُوْنَقَارُهُ خُذَا سَمْعُوهُ“** یعنی ہزار مخالف جو انکی ہلاکت کے خواہشمند ہیں ایسا ہی ہو جائیگا۔ پہر صفحہ ۱۰۸ کتاب کے کور میں لکھا ہے: **”اللّٰهُمَّ فَتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَانْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِيْنَ“** اور اسکو بھی میری نسبت ہی قرار دیتا ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ اے خدا ہم میں اور ہماری قوم میں تیرا تیرا فیصلہ کر سوا کہ وہ فیصلہ ۷ اپریل ۱۹۷۷ء کو ہو گیا اور میان الہی بخش مجھے ہزاروں بیان نکال کر اور کذاب اور مفسد اور دجال اور مغتری کہہ کر اور میری نسبت غضب الہی اور طاعون کے وعدے دیکر خود تارخ مذکور میں صرف ایک ہی دن میں اس ناپائیدار دنیا کو چھوڑ گیا۔ قاعدتاً پروایا اولیٰ کا بصارت دیکھو ہماری فرعونیت آخر غالب آگئی موسیٰ کو طاعون نے ایسا رہا یا کہ نہ چھوڑا جتنا اسکی جان نہ نکال لی۔

پھر بوا الہی بخش اسی کتاب کے صفحہ ۱۱۱ میں اپنے الہام میں مجھ کو عون کی دہمکی دیتا ہے جیسا کہ الہام یہ ہے: **”وَجِزَا مِنْ السَّمَاءِ عَلٰی الْقُرْشِيَّاتِیْ کَافَتْ حَاضِرَةٌ...“** **”وَاللّٰهُمَّ عَذَابُ الْيَوْمِ - وَلَا يَزِيدُ الظَّالِمِيْنَ اِلَّا تَبَارًا“** یعنی طاعون نازل ہوگیا اور وقت

اپنی جماعت کے طاعون میں مبتلا ہو جائیگا اور خدا ان ظالموں پر ہلاکت نازل کر لیا۔ یہ ہیں
 الہامی الہی بخشی جن سے وہ اپنے چند دوستوں کو خوش کرنا تھا۔ گلاب ان کے دوست خاص کے
 منشی عبدالحق صاحب خدائے ڈر کر گواہی دے سکتے ہیں کہ آخر کس شخص پر طاعون نازل ہوا
 پھر ایک اور الہام انکا میرے پر عذاب نازل ہونیکے بارہ میں ہر جواسکی کتاب کے
 صفحہ ۱۰۰ میں "تو دوسرے اور وہ یہ ہے۔ سنہ ۱۰۰۰ ع ۱۰۰۰ طوم۔ مارمیت اذرمیت
 مکر ایہ دہی ۱۰۰۰ س مخفی کو جس میں مہری کی ناک پر یا منہ پر ہم آگ کا داغ لگاؤں گے یعنی اسکو لکھ
 سے پاک کرینگے یا کہ جسم کی آگ میں لایں گے یہ سچ تو ہے اور ہر شخص جلد یا یہ تو نے نہیں چلا یا بلکہ خدا نے
 چلایا" پر صفحہ ۹ سطر ۱۳ میں یہاں مہر کہا ہے۔ "مستقر المسلمین بطول حیا تک و بطول
 بقاءک۔ ینفع المسلمین بطول حیا تک و بطول بقاءک"۔ پر بعد اس کے یہ عبارت
 ہے اور جو خدا منت ہم کو سپرد ہوئی ہے جتنا کہ پوری نہ ہو تب اس میں ہرگز نہ مروتنگا باور الہی بخش
 صاحب کی کتاب عصا موسیٰ کے دیکھنے کے بعد معلوم ہوگا کہ اس کتاب کی تالیف سچ ہے نہ
 حاشیہ اگر کوئی یہ شک کرے کہ یہ نام الہامات جو عصا موسیٰ میں باور الہی بخش نے لکھے ہیں کس طرح معلوم ہو کہ وہ اس
 رقم کیلئے لکھے گئے ہیں تو واضح ہو کہ باور الہی بخش نے یہ کتاب عصا موسیٰ خاص میرے پر خالقانہ حوالہ کرنے کی غرض
 سے تالیف کی ہے اور بجز مہری کذب اور وہ جن کے اس کتاب کی تالیف کی اور کوئی غرض نہ تھی اور باور صاحب
 ہمیشہ پوشیدہ طور پر مہری نسبت اپنے دوستوں میں ایسے ایسے الہام منہور کرتے تھے جن کا خلاصہ
 یہ تھا کہ گویا میں کاذب درکار اور فرعون ہوں اور وہ موسیٰ ہیں وہیں جلد زان کے رید سوا اور ان کے
 الہام کی صورت سے خدا کے عذاب میں گرفتار ہو جائیگا اور اس جگہ یہ بھی یاد رہے کہ جیسا کہ کتاب عصا موسیٰ
 کے صفحہ ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ میں درج ہے باور الہی بخش کے ساتھ ان کے مخالفانہ الہامات کے بارہ
 میں مہری خط و کتابت ہوئی تھی اور عصا موسیٰ کے صفحہ ۲ کے حوالہ میں بیٹے باور صاحب کو درخواست کی تھی
 کہ جس حد تک مہری نسبت کتاب کے الہام منہور کرتے ہیں اور بعض زبانی طور پر اپنے دوستوں کو سناتے ہیں
 وہ تو بہت ہی شایع ہوں۔ اگر آپ کے وہ الہام جھوٹ اور افتراء ہیں تو خدا تعالیٰ جھوٹ کی پاداش دے
 یہ خطا جواب دہ ہوں نے وہ دیا کہ جو انکی کتاب کے صفحہ ۳ میں درج ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ قسم
 دیتے ہیں کہ میں نے اس شخص اگر یہی خدا پر افتراء کیا ہے تو وہ بغیر قسم ہی مجھے سزا دیگا اور میں الہامات شایع
 کر رہا ہوں۔ اس سے جواب میں صفحہ ۷ میں مہری طرف سے "سارنہ کر۔ میں صرف خدا کو عقدہ کشائی چاہوں گا تا کہ
 لوگ دیکھ سکیں کہ بکانام دیتے ہیں اور وہ لوگ جو بکواسح سحرور دانتے ہیں انہیں اللہ تعالیٰ خود غیب کر دے
 میں

میں نے یہ کتاب لکھی اور دنیا میں ایک زمانہ دراز تک مجھے رکھ کر تیری سب سے عرصہ سداوں کو بہت ناگوار کیا۔ مگر اس کے بعد باور الہی بخش اور صاحب نے یہ کتاب لکھی۔
 میں نے یہ کتاب لکھی۔

بعد فوت ہو گئے۔ اب مُنصفین خود سمجھ سکتے ہیں کہ کیا طول حیات اور طول بقا کے یہی معنی ہیں کہ جتنے
چتر برس میں قبل اسکے کہ وہ اپنی کسی کامیابی کو دیکھیں مرض طاعون سے اُن کا خاتمہ ہو جائے
اور بڑی حسرت کے ساتھ میری زندگی میں ہی نامراد میں۔ ہم اس وقت اُن کے ہمارے میں محض اُنکو
دوستوں کی رائے پوچھتے ہیں اور ہم بابر عرض کرتے ہیں کہ کیا یہ صحیح ہے کہ جیسا کہ انہوں نے
اپنے الہام کی رو سے یہ دعویٰ کیا تھا کہ خدمت مجھ کو سپرد ہوئی ہے جب تک پوری نہ ہو میں ہرگز
نہمرونگا۔ کیا وہ خدمت پوری ہو گئی ہے؟ کیا ان کی کوششوں اور انکی ہمتوں سے جو تمام
کتاب عصائی میں میرے پر لگائی گئیں میرا ایک بال بھی بچ گیا ہو گیا ہے اور ناظرین اسکی بھی
ہمیں اعجازت دین کہ وہ الہام جو میری نسبت ابو الہی بخش صاحب نے کیا تھا کہ سنہ علی الخرم کیا
یہ سچ نہیں کہ وہ اُلٹ کر انہیں پر پڑ گیا اور قدر کے ہاتھ ایسی طو پر انکی خرم طاعونی آگ کا داغ لگایا
نئی خاتمہ ہی کر دیا اور ماضیت کا تیر جو انہوں نے میری طرف بقول اپنی الہام کے پلایا تھا
آخر وہ انہیں کو لگ گیا۔

آخر ہو گیا من کا رہنچہ	الہی بخش کے کیسے تھے یہ تیر
کوئی ہم کو تو سمجھا دے یہ اسرار	نہی پر اسکی لعنت کی پڑی بار
مے حوناک سے اسکو ملے بار	عجب سے نہیں ملتا وہ دلدار
کرے پاک آپ کو تب اسکو پا دے	کوئی اس پاک سے جو دل لگا دے
تدل ہی رہا درگاہ باری	پسند آتی نہ اسکو خاک ساری
کہ سب نے نفس کو چھوڑا ہے براہ	عجب نادان ہے وہ منہ رو گدا
گرا ہی بری سے بنے حسیب	ہر وہ بے غیر کی ہر اسے

یہ تمام عجیب گانے اور دعائیں، انہیں بخش صاحب مدنی نسبت یہ الہام شایع کرنے میں

قیمت دھوکہ شرب۔ ردت الیہ لعنہ۔ و از لعنت کتبۃ للمتقین۔ پیغمبر رضا

۱۳۱۰ء کا واقعہ ہے (ترجمہ) یہ شخص کافر مر گیا۔ در اسکا میرے ساتھ باہم لعنت کرنا یعنی مباد کرنا اسی کی طرف اسکا ہاتھ

رو کیا جائے گا اور مشقیوں کیلئے بہشت نزدیک ہے۔ اس الہام کا حاصل یہ ہے کہ بابو آہی بخش صاحب
مشقی اور مین کافر مہون اور جو میر ان کے ساتھ باہم لعنت اسد علی الکاذبین یعنی مبالغہ ہوتا تھا وہ لعنہ خوب
ان کے الہام کے میرے پر پڑ گئی اور وہ ہر ایک بات میں کامیاب ہو جائیں گے۔

واضح ہو کہ لعان کہتے ہیں عربی زبان میں ملاعنہ کو۔ **لسان العرب** میں لکھا ہے

اللعان والملاعنۃ اللعن بیان اثنین فصاعداً۔ یعنی لعان اور ملاعنہ جو دو لفظ ہیں
ان دونوں کے معنی یہ ہیں کہ دو آدمی یا ان سے زیادہ ایک دوسرے پر لعنت بھیجیں۔ پہلی
کتاب لسان العرب میں لعن کے معنی لکھے ہیں کہ۔ اللعن الابعاد والطراد من الخیر۔
یعنی لعنت کے یہ معنی ہیں کہ سزا کی نیکی اور مال اور برکت اور بہتری سے کسی کو محروم کیا جائے
پھر دوسرے معنی لعنت کے یہ لکھے ہیں کہ الابعاد من اللہ ومن الخلق یعنی لعنت کے یہ
معنی ہیں کہ جناب الہی سے مردود ہو جاوے اور قبولیت سے محروم رہے۔ اور مخلوق کی نظر کو
بھی گرجاوے اور عزت اور وجہ بہت بھی جاتی رہے۔ غرض خدا کے نزدیک لعنت کا لفظ
تمام ماحولوں اور مردود اور مخدول ہونیکے معنوں پر محیط ہے اور ہر ایک نوع کی برکت سے
محروم اور مخدول اور مردود رہنا اس کے لوازم میں سے ہے اور جس شخص پر خدا کی لعنت وارد
ہو جائے اسکا شرہ ہلاکت اور تباہی ہے۔ اسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
اگر بخوان کے عیسائی عجم سے مبالغہ کرے تو لعنت اسد علی الکاذبین کے ساتھ کیا جاتا ہے
تو اس قدر موت اور ہلاکت ان یراقی کہ ان کے درختوں کے پرندے بھی مر جاتے۔

اب بابو آہی بخش صاحب کے الہام کا مطلب یہ ہیں ملاعنہ کا ذکر ہے ہر ایک نصف
مزانج سمجھ سکتے ہیں کہ الہام کا یہ مطلب ہے کہ وہ ملاعنہ جو مجاہدین اور بابو صاحب میں واقع ہوا تھا
جس کا ذکر کتاب حصائے سنی کے صفحہ ۲ اور صفحہ ۷ میں بھی ہے اور کتاب مذکور کے دوسرے
منہ میں بھی مذکور ہے اسکا براثر میرے پر ہی پڑے گا اور میں انکی زندگی میں ہلاک اور تباہ
ہو جائوں گا حالانکہ خدا تعالیٰ کے ارادہ نے اس کے برخلاف ظاہر کیا۔ اور نہ صرف یہ ہوا کہ

باب صاحب میری زندگی میں ہی طاعون کے ساتھ ہلاک ہو گئے بلکہ اپنی ہر ایک خواہش اور ارادہ
 نامراد رہ کر اس دنیا سے گزر گئے اور دوسری طرف ہر ایک پہلو سے خدا نے مجھ پر ہر ہند کیا جس کا
 ہزار شکر کا یہ مقام ہے کہ قریباً چار لاکھ انسان اب تک میرے ہاتھ پر اپنے گناہوں سے اور کفر سے
 توبہ کر چکے ہیں اور خدا نے مجھ کو وہ عزت دی ہے کہ تمام دنیا میں یعنی یورپ اور ایشیا اور امریکا میں
 اقبال مندی کے ساتھ مجھ کو مشہور کر دیا۔ چنانچہ وہ ڈاکٹر ڈولی جو امریکا اور یورپ کی لگا ہون
 میں بادشاہوں کی طرح اپنی شوکت اور شان رکھتا تھا اس کو خدا نے میرے مقابلہ اور میری
 دعا سے ہلاک کیا اور ایک دنیا کو میری طرف جہاں کا دیا۔ اور یہ واقعہ دنیا کے تمام نامی اخباروں
 میں شہرت پا کر ایک عالمگیر شہرت کے رنگ میں زبان زد عوام ہو گئی اور میں دیکھتا ہوں
 کہ جن لوگوں نے میرے ساتھ بیعت کی ہزاروں ان میں مشقی ہو گئے اور ایک نمایاں تبدیلی
 ان کے اعمال میں پیدا ہو گئی اور خدا نے دنیا کی حقیقت کو وہ برکتیں مجھ کو عطا کیں کہ خدا کے
 بندوں نے آج تک کئی لاکھ روپیہ اور انواع و اقسام کے تحائف اکٹھا کر اور تواضع کے ساتھ مجھ کو
 دیئے اور دے رہے ہیں اور خدا تعالیٰ کی انواع و اقسام کی رحمتوں کا ایک دریا جاری ہو رہا ہے
 اور علاوہ اسکے ہزار نشان خدا تعالیٰ نے میری تائید میں ظاہر کئے ہیں اور کوئی ہتھیار
 کہ گنہگار جو کوئی نشان ظاہر نہ ہو اور خدا نے خود دشمنوں کے مقابلہ پر تلوار کھینچ کر میرے
 لئے ان کا مقابلہ کیا جس نے میرے پر مقدمہ کسی عدالت میں کیا آخر کار شکست اور ذلت
 کو نصیب ہوئی۔ اور جس نے میرے ساتھ مقابلہ کیا آخر کار وہ خود ہلاک ہوا یا ذلیل کیا گیا
 چنانچہ یہ تائیدات الہیہ سی کتاب حقیقۃ الوحی میں بطور نمونہ بیان کی گئی ہیں۔ اب مجھ کو اہل
 انصاف بتا دیں کہ باب الہی بخش صاحب کا یہ الہام کہ میرے اور ان کے باہم لعنت کا نتیجہ
 یہ ہو گا کہ ہر ایک تباہی اور ہلاکت میرے ہی نصیب ہو گی اور وہ اپنی تمام مادیوں میں کامیاب
 ہو جائیں گے کیا یہ الہام سچا نکلا؟ اور کیا اس مقابلہ کا نتیجہ ان کے حق میں ہوا یا میرے حق میں
 اور بلا حقد کا بد اثر میری طرف ہو گیا یا ان کی طرف۔ برائے خدا ناظرین اس مقام

یہ کتاب الہیہ ہے جو میرے حق میں ہے
 اور ان کے باہم لعنت کا نتیجہ

۱۰۔ خدا کی بخشش پر جو ہر شے کوئی کوئی یا ایک من کل جمع ہیں۔ یا ان میں کل جمع ہیں۔ ہر ایک کے لیے الہام ہے
 ولا تضرہم الا ما لا یضرہم الناس میں جو ہر ایک کوئی کوئی یا ایک من کل جمع ہیں۔ یا ان میں کل جمع ہیں۔ ہر ایک کے لیے الہام ہے

میں کچھ غور کریں تا خدا انکو جزائے خیر دے ورنہ خدا تعالیٰ اپنی تائیدات اور اپنی نشانوں کو اپنی ختم نہیں کر چکا۔ اور اسی کی ذات کی مجتہد قسم ہے کہ وہ بس نہیں کر لگا جب تک سیری سبائی دنیا پر ظاہر نہ کر دے۔ پس توبہ و گناہ جو سیری آواز سنستے ہو۔ خدا کا خوف کرو اور حد مت بڑھو اگر یہ مفروضہ انسان کا ہوتا تو خدا مجھے ہاک کر دیتا اور اس تمام کاروبار کا نام و نشان نہ رہتا مگر تم نے دیکھا کہ کیسی خدا تعالیٰ کی نصرت میرے شامل حال ہو رہی ہے اور اس قدر نشان نازل ہوئے جو شمار سے خارج ہیں۔ دیکھو کس قدر دشمن ہیں جو میرے ساتھ مبارک کر کے ہاک ہو گئے۔

بندگان خدا کچھ سوچو کیا خدا تعالیٰ جو ہٹوں کے ساتھ ایسا معاملہ کرتا ہے؟

بعض نادان کہتے ہیں کہ انھم اپنی میعاد میں نہیں مریں گے وہ جانتے ہیں کہ مرنے لگیا اور میں اب تک زندہ ہوں اور عید کی پیشگوئیاں جنہیں کسی پر عذاب کے نازل ہو نہ کیا وعدہ ہوتا ہوا انکا میعاد کے اندر پورا ہونا ضروری نہیں بلکہ اگر شخص منہ توبہ کرے یا رجوع کرے تو ان کا پورا ہونا بھی ضروری نہیں ہوتا اور یہی پیشگوئیاں یعنی عذاب کی پیشگوئیاں تفسیر اور توبہ اور صدقہ اور خیرات سے ٹھل سکتی ہیں اور مٹی رہی ہیں۔ اور اس امر کا گواہ قرآن کریم اور پہلی کتاب میں ہیں۔ اور یاد رہے کہ عید کی پیشگوئی سے مراد عذاب کی پیشگوئی ہے۔ اور جب خدا تعالیٰ کا ارادہ ہوتا ہے کسی کی شامت اعمال سے خدا تعالیٰ اس پر کوئی جازل کرنا ہے تو عاقبت اس طرح پر پہنچے کہ اس بلا کو توبہ اور استغفار اور صدقہ خیرات سے اکثر رد کر دیتا ہے اور جب کوئی بلامین گرفتار ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے تو اکثر اس پر رحم کیا جاتا ہے جس طرح کہ بوسنی نے فرما کر کہا تھا کہ ہاں دی گئی۔ تمام دنیا جانتی ہے کہ توبہ اور استغفار اور صدقہ اور خیرات سے بدل سکتی ہے اور عید یعنی عذاب کی پیشگوئی کی حقیقت بجز اسکے کیا ہے کہ وہ ہی ایک بلا ہوتی ہے۔

کسی مامورین اس کے ذریعہ سے اسکی اطلاع دی جاتی ہے۔ ہر اگر یہ بات سچ ہو کہ بلا توبہ استغفار اور صدقہ خیرات سے بدل سکتی ہے۔

توبہ سے پیشگوئی کو نہیں ٹھکتی جبکہ کسی مامورین اس کے ذریعہ سے دی گئی ہو اور علاوہ اس کے دشمن نادان نہیں جانتے کہ اگرچہ عذاب کی پیشگوئی میں کسی شخص کی ضرورت نہیں ہوتی وہ محض توبہ اور

استغفار سؤل سکتی ہیں مگر تاہم اتھم اور احمد بیگ اور اس کے داماد کی نسبت سرطی پیشوایان ہتھین
یعنی یہ لکھا گیا تھا کہ اس سٹہ سے بلا وار و ہوگی کہ وہ لوگ سرکشی پتقاہم رہیں اور رجوع نہ کریں۔
سو اتھم نے اپنی خاموشی اور نہ قسم کہانے اور نہ ناش کرنے اور اسلام پر کوئی حرف زنی نہ کرنے کو
ثابت کروایا کہ اس نے سرکشی کی نھلت کو چھوڑ دیا ہے اور نیز اس نے ساٹھ یا ستر آہ میون کے
روبرو عین مباحثہ کے وقت میں دبان لگا لکر اور دونوں ہاتھ کانوں پر رکھ کر اپنے رجوع کا اقرار کر دیا
جس کو کوئی منکر نہیں ہو سکتا۔ اور اس وقت حاضرین نہ صرف مسلمان تہذیب نصف کے قریب عیسائی تھے
اور معتبر شہادتوں سے یہ بھی ثابت ہوا کہ وہ پندرہ ہجرت تک روتا رہا تو کیا اب تک رجوع اس کا
ثابت نہ ہوا؟

اور احمد بیگ کے داماد کی نسبت اس قدر بیان کرنا کافی ہے کہ وہ پیشگوئی روش ظنن
کھتی تھی ایک شاخ احمد بیگ کے متعلق تھی اور دوسری شاخ اس کے داماد کے متعلق تھی سو احمد بیگ
ذرا سکے مرنیکا صدر اس کے قارب کا غور اذہ تکبر توڑ گیا اور وہ میاں کے اندر گیا بیگانوں اور
دو تھفون کو کیا خبر ہے کہ اس کی موت کی وجہ سے اس کے دوسری عزیزوں پر کیا مصیبت آئی۔
اور اس مصیبت نے ان کو کیا سبق دیا۔ اور کس غم نے ان کو گھیر لیا۔ آخر نتیجہ ہوا کہ مرزا محمد بیگ جنکے
گھر میں پریشستہ ہوا تھا اور جو تمام خاندان کا سرگروہ تھا ہمارے سلسلہ سعیت میں داخل ہو گیا۔ اب اگر
ان تمام باتوں کو سن کر یہی کوئی بکواں سے باز نہ آئے تو اس کا علاج ہم کیا کریں۔ ایسے سادہ
کو جو خیا اور شرم سے دست بردار ہر ہم کس طرح قایل کر سکتے ہیں اور اس کے تعصب کی بیماری
کا کیا علاج کر سکتے ہیں بجز اس کے کہ خدا ہی اس کا علاج کرے۔

کیا تصرع اور توبہ سے نہیں ملتا عذاب کس کی تعلیم ہے کہ بلا تو تم مجھ کو کتاب
اے عزیز! اس قدر کیوں ہو گئے تم بے حیا کلمہ گو ہو کچھ تو لازم ہے تمہیں خوف خدا
یہاں بابو صاحب کا جس میں وہ میری نسبت لکھتے ہیں کہ وہ شخص کافر مر گیا اور ملاعنہ کا انجام
اسی کی طرف آ گیا یا نہیں۔ اس کے سر پر اسی صفحہ ۱۵۲ میں یہ انکی عبارت ہے۔ اس ات مرزا صاحب

کے انجام اور ان کے دیرین غریب سمانوں کی نسبت یہ الہام ہوا ہے۔

اور پھر صفحہ ۱۷۲ میں انکا یا الہام ہے یہ عمدہ اور خوشی کی بات ہے کہ اس امر کا فیصلہ ہو جائے کہ حق مرزا صاحب کی طرف ہے۔

پھر صفحہ ۱۷۳، عصا سوسنی میں انکا ایک الہام ہے انکی تھپی دی عبات کے یہ ہے اور عاجز کو الہا گا یہ دعا بھی تعلیم ہوتی ہے اللہم افتخر بیننا و بین قومنا یا بحق وانت خیر الفاتحین اسے معنی وہ یہ کرتے ہیں کہ مجھ میں اور ان میں یعنی اس عاجز میں خدا تعالیٰ فیصلہ کرے۔ اب جو فیصلہ ہو گیا وہ کسی پختی نہیں۔ عجیب بات ہے کہ انکی تمام کتاب انہیں الہام ہو رہی ہوئی ہے کہ انکی زندگی میں میرا استیصال ہو جائیگا اور تمام جماعت منتشر ہو جائیگی اور سیالہ کا ہا اثر میرے پر پڑے گا اور وہ نہیں مرینگے جتنک میرا زوال نہ دیکھ لیں۔ اور پھر ان کے دوست کہتے ہیں کہ جب وہ طاعون میں مبتلا ہوئے تو ان کو یہ الہام ہوا کہ الوجل یعنی اب تو دنیا سے کوچ کر لگا کون شخص ہے جو اس ہلک بیماری کے وقت اس کا دل الوجل نہیں بولتا۔ طاعون کے معنی خود زبان عرب میں موت ہے۔ ناظرین خود سوچ لیں ہم کچھ نہیں کہتے کہ پہلے تو بار الہی بخش کا ان الہامات پر زور دینا کہ میری عمر بڑی لمبی ہوگی جیسا کہ طول حیات اور طول بقا ان کے الہام میں درج ہے اور پھر یہ کہ انکی لمبی عمر سے مومنوں کو بہت فائدہ حاصل ہونگے اور پھر یہ الہام کہ وہ نہیں مرینگے جتنک طاعون سے میری موت نہ دیکھ لیں اور میری بکل نہا ہی مشاہدہ نہ کر لیں اور پھر یہ الہام کہ ان کے دنیا میں بھی بڑے بڑے عروج ہوں گے اور ایک دنیا انکی طرف جمع کرے گی اور وہ بیاتین اور باغون کے مالک ہوں گے اور ان کے ذریعہ سے اسلام کی بڑی ترقی ہوگی یہ تو پہلے الہام تھے جن سے ان کی کتاب عصا سوسنی بھری پڑی ہے پھر جب وہ طاعون میں مبتلا ہو گئے اور ہر روز صد ہا آدمیوں کی موت دیکھ کر اس مرض کا انہیں سامنے آگیا تب اس وقت بار صاحب کو الوجل کا الہام ہوا جو عصا سوسنی کے تمام الہاموں پر پانی پھیرتا ہے۔ مگر اگر مرض کے طور پر اسکو الہام ہی سمجھا جائے تو یہ رحمت کا الہام نہیں بلکہ غضب کا

الہام ہے جو سخت نامرادی پر مشتمل ہے اور نیز پہلے الہاموں کا کذب ظاہر کرتا ہے اور ایسا
 الہام کچھ تعجب کی جگہ نہیں کیونکہ اکثر لوگ جب کسی مہلک بیماری میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور جلد ہی
 سے نومیدی ہوتی ہے تو اس وقت ایسا الہام یا ایسی خواہش آیا کرتی ہیں مومن غیر مومن اس میں
 شریک ہیں۔ پس اس صورت میں الہام کے معنی ہوں گے کہ اسے الہی بخشش تو تو اپنی عمر لمبی قرار
 دیتا تھا اور اپنے خلیق مخالف کی تباہی چاہتا تھا۔ اور اپنی حدیث النفس کو الہام الہی سمجھ کر کہتا
 تھا کہ میرا مخالف میری زندگی میں طاعون سے مر گیا۔ مگر ہم تجھے حکم دیتے ہیں کہ تو اس نیا سے کوچ کر
 غرض مجھے اس الہام کی سچائی پر بحث کرنیکی ضرورت نہیں ممکن ہو کہ ہوا ہو۔
 جس میں غضب کے طور پر یہ تنبیہ ہو کہ اب تیرا دنیا سے کوچ کرنا ہی بہتر ہے کیونکہ تو نے حق کو
 قبول نہیں کیا ۔

ان لوگوں کی عقل پر مجھے تعجب آتا ہے کہ الہی بخشش کی طرف الرحیل کا الہام منسوب
 کر کے اس کے تمام الہاموں کا بیڑا غرق کر دیتے ہیں اور نہیں سوچتے کہ وہ تمام الہام اس کو
 کہاں گئے جمی پر ہر وہ کر کے وہ مجھ کو کافر اور دجال کہتا تھا اور اپنا نام موسیٰ رکھتا تھا ۔
 اصل بات یہ ہے کہ وہ تمام الہام اس کے اضطرابات اعلام اور حدیث النفس تھے اور نیز شیطانی
 وساوس تھے اس لئے وہ پورے نہ ہو سکے بلکہ اسکی ذلت اور معیشتی کا موجب ہو کر۔ ان ممکن ہے
 کہ الرحیل خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام ہو کیونکہ یہ فقرہ اذکار اور تنبیہ کے طور پر ہے اور ایسے الہام
 کا وغیرہ اگر فرعون ہی کرتا تو ہمیں انکار کی وجہ نہ تھی کیونکہ یہ ثابت شدہ امر ہے کہ بغیر امتیاز
 موصدا و مشرک اور صالح اور فاسق اور صادق اور کاذب کے ہر ایک کو ایسا الہام اس کے
 آخری وقت میں ہو سکتے ہیں۔ اور اسی کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے۔ وان من
 اهل الکتاب الا لیوء منہ بہ قبل موته یعنی ایسا کوئی اہل کتاب نہیں جو اپنی موت
 سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا حضرت عیسیٰ پر ایمان نہ لائے۔ اور تفاسیر میں لکھا ہے
 کہ اہل کتاب کو یہ الہام اس وقت ہوتا ہے جب وہ جان کنار کی حالت میں ہوتے ہیں یا تو

کا وقت بہت قریب ہوتا ہے اور اب ظاہر ہے کہ وہ یہی ایمان لاتے ہیں حب انکو منجانب اللہ الہام ہوتا ہے کہ فلان رسول سچا ہے مگر اس الہام سے وہ خدا کے برگزیدہ نہیں کہہ سکتے اور خدا تعالیٰ کی سنت اسی طرح جاری ہے کہ موت کے قریب اکثر لوگوں کو کوئی خواب یا الہام ہوجاتا ہے اس میں کسی مذہب کی خصوصیت نہیں اور نہ صلاح اور نیکو کار ہونے کی شرط ہے۔

پہرا بوالہی بخش صاحب اپنی کتاب عصا موسیٰ کے صفحہ ۸۰ میں لکھتے ہیں کشتی کا ملاح بننے کا الہام ہی عاجز ہوتا ہے اور کشتی کی طیاری کا حکم ہی الہام ہو کر پہرا الہام ہو بسم اللہ مجرہ یا و مرسلہا ان ربی لغفور رحیم۔ پہرا الہام ہو ان الذین ظلموا ان ہم لم یفرقون جسکو ظہور کی قادر کے فضل و کرم سے امید اٹھتی ہے۔ یہ بھی الہام بہت دفعہ ہوا ہے مبارکھم ایاتی فلا تستعجلون

اس الہام کے معنی ہیں کہ وہی ملاح ہیں جو پارا تارینگے اور انکی کشتی میں بیٹھنے والے نجات پائیں گے۔ نہر میری طرف اشارہ کر کے فرماتے ہیں کہ جو لوگ اس کشتی میں سوار نہیں ہوں گے یعنی یہ عاجز وہ ظالم ہیں اور وہ غرق کئے جائیں گے۔ اور فرماتے ہیں کہ یہ بھی کئی دفعہ مجھے الہام ہوا ہے کہ خدا فرماتا ہے کہ میں اپنی نشان ان مخالفوں کو دکھلاؤ گا وہ مجھ سے جلدی نہ کریں۔

اب ناظرین سوچ سکتے ہیں کہ یہ تمام الہام انکے طاعونی موت نے باطل کر دی ہیں کیا ملاح ایسے لوگوں کو کہہ سکتے ہیں کہ جو آپ ہی غرق ہو جائیں جس حالت میں دوسروں کو غرق کرنے کا دھارہ تھا جو ان کے مخالف میں یعنی یہی عاجز تو پہرہ کیسے ملاح اور کیسی ان کی کشتی تھی اور کیسے قسم کا الہام تھا جو انکا انہیں پر وار د ہو گیا۔

پہرا بوالہی بخش صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۸۶ میں لکھتے ہیں جس قدرت پر مزار اسما خروماز فرماتے ہیں اسکی کیفیت تو الہام قل هل أنبئکم بیاک خسران اعمالکم گذشتہ

پہرا بوالہی بخش صاحب کا یہ الہام کہ عنقریب میں اپنے نشان دکھلاؤں گا مجھ سے جلدی نہ کریں کہ یہ الہام بڑا صاحب کی موت کے پورا ہونے کو کسی موت ان کے لیے نشان نہیں مگر ہمارے لیے نشان ہے۔ منہ

پہرا بوالہی بخش صاحب لکھتے ہیں کہ میں انجیل نامت کو بعضی نہیں سمجھتا لیکن یہ کہ شیطان ہوں پہرا مجھے الہام ہوتا ہے کہ میں بھی سے تعجب کہ ہی مار کے ساتھ صبر و بردباری نہ کر سکوں۔ اور جب کہ دوسروں نے یہ کہہ دیا کہ ہم صبر

یعنی ان کے تمام اعمال باطل اور ٹوٹے مین پڑے ہوئے ہیں اور صفحہ ۲۰۱ میں میری نسبت فرماتے ہیں کہ میرزا صاحب جلدی نہ فرما دیں امید واثق اور یقین کامل ہو کہ سنت اللہ کے موافق سرکش منہر و تہوچون دگر نمیت کہنے والی کو انشاء اللہ ضرور ناکامی اور شکست ہوگی اب ناظرین اس کا جواب دیں کہ یہ کلمہ تو منشی صاحب کا میری نسبت تھا مگر کیا خدا نے ان کے قول کے موافق مجھے ناکامی اور شکست کی حالتیں موت دی یا ابو الہی بخش صاحب کو میں اس سے زیادہ کہنا نہیں چاہتا کیونکہ اب وہ دنیا سے گزر چکے ہیں۔

پھر صفحہ ۲۰۲ میں منشی الہی بخش صاحب لکھتے ہیں۔ بلعم نے اول دن مارنے سے انکار کیا پھر اسکی قوم نے ہدیہ دیکر اسکو فتنہ میں ڈالا۔ غرض اسکی ملاکت کے یہی اسباب تھے پھر جس شخص کے حالات بلعم کی حالات سے مشابہ ہیں جو حقوق تلف کرتا اور جہوٹے دعوت کرتا ہے اس شخص کیلئے یہ قصہ قابل عبرت ہے۔ یہ خلاصہ ہوائی تقریر کا مگر افسوس کہ ابوصاحب کو اس طرف توجہ نہ ہوئی کہ جو شخص بغیر کامل تحقیق کے اعتراض کرتا ہے اور ایسے شخص کو جو خدا کے نزدیک معذور اور بری ہے جس نے درحقیقت کوئی حق تلفی نہیں کی اور نہ کوئی جہوٹا دعویٰ کیا بغیر کسی ثبوت کامل کے مغتری قرار دیتا ہے اور دجال ٹہرتا ہے اور خدا کے نشان جو بارش کی طرح اسکی تائید میں برس رہے ہیں انکی ہی پروا نہیں رکھتا۔ کیا ایسی شخص کے لئے یہی کوئی سزا ہے یا نہیں۔ مگر آپ ان باتوں کو طول دینے کی ضرورت نہیں کیونکہ اب ابوصاحب اپنی سبائے اور ملاعنہ کے بعد اس افترا اور جہوٹانی کا نتیجہ دیکھ چکے ہیں۔

پھر ابوصاحب کا ایک اور راہسام ہے جو انکی کتاب کے صفحہ ۲۷۴ میں درج ہے اور وہ یہ ہے ان یقولون الا کذباً شیخ ہواہ وکان امراً فرطاً۔ یعنی جو دعویٰ شخص کرتا ہے اسکا جہوٹا دعویٰ ہے اور اپنی خواہش نفسانی کے پیچھے چلتا ہے اور وہ حاسے بڑگیا ہے یعنی اسکی ملاکت کے دن آگئے ہیں۔ اس راہسام کا جواب بھی پڑھنے والے خود بخود ہی سمجھ لیں۔

بعض نادان میلا کر کہہ رہے ہیں کہ اگر الہی بخش ہمارے گویا تو آپ کی ہمدردی ہو گئی ہیں لیکن نہیں سوچتے کہ میں تو اتنا کٹھن ہوں اور میری ہمدردی دن میں پوری ہو چکی ہے لیکن ابوصاحب تو فوت ہو چکے ہیں اور انکا عصا موتی ٹوٹ کر پھینک دی گئی ہے۔

تمام کر گئی۔ صدائ آدمی لاہور میں طاعون میں مبتلا ہو کر آخر چھپے ہو گئے مگر یہ مہم صاحب
جانبہ ہونے کے اور بیوقت موت نے ہزاروں حسرتوں کے ساتھ اس دنیا سے کوچ کر دیا
اب وہ تو اس جہان کو چھوڑ گئے صرف اُن کے دوستوں کے لئے محض تدبیر بکھنا پڑا ہے
کیونکہ بابو صاحب کی موت کے بعد مجھ کو یہ الہام ہوا تھا فتنہ بعض من بعض یعنی
جتنے الہی بخش کی موت ہو ان کے دوستوں کا امتحان کرنا چاہیے کہ کیا وہ اب بھی سچتر ہیں
یا نہیں یہ صاف ظاہر ہے کہ بابو الہی بخش صاحب میرے مقابل پر ایک بڑی تفتی کے
ساتھ کھڑے ہوئے تھے اور کوئی دقیقہ انہوں نے تحقیر اور توہین کا اٹھا نہیں رکھا تھا اور
لوگوں کو انہوں نے اپنی کتاب سرگمراہ کیا تھا اور ہر روز میری موت اور تباہی کے منظر
تجہا وراپنے دوستوں کو صدائ الہامات اس قسم کے سنایا کرتے تھے اور خاص کر طاعون سے
میری موت اپنی کتاب میں شائع کی تھی۔ پہر یہ کیا ہوا کہ وہ خواہ طاعون سے نامرادی کیساتھ
رہ گئے اور ہر ایک پہلو سے انے میری مدد کی اور قرآن شریف میں کبیلے طور پر لکھا ہے کہ
کتب اللہ لا غلبہ انا ورسلی یعنی خدا تعالیٰ کا چہتی وعدہ ہے کہ جو لوگ اسکی طرف سے
آئے ہیں وہ فریق مخالف پر غالب ہو جاتے ہیں۔ پس اس میں کیا راز ہے کہ بابو صاحب میرے
مقابل پر غالب نہ آ سکے اور ایک بڑا طاعون کا طوفان جو اس کا سینہ اٹھاتا تھا اور اس طوفان سے
زیادہ تہا جو جسٹے اور فرعون کے سامنے نمودار ہوا تھا بلکہ اس سے بڑھتا تھا اس طوفان میں
بابو صاحب جو جو موسیٰ کہلانے کے ناق ہو گئے اور جس کو فرعون کہتے تھے اُسکو خدا نے
اپنے فضل و کرم سے نجات دی۔ میں یقیناً سمجھتا ہوں کہ اس وقت اُن کے منہ سے یہ الفاظ
ضرور نکلے ہونگے کہ امنت اللہ لا اله الا اللہ امنت بہ بعوا اسرائیل۔ پھر میں پوچھتا ہوں کہ خدا
سورہ فاتحہ میں جو ام الكتاب ہے انسانوں کے تین طبقے رکھے ہیں۔

(۱) منعم علیہم (۲) منضوب علیہم (۳) ضالین۔ پس اب سوچ کر فرما دیں کہ
بابو الہی بخش صاحب کو خدا تعالیٰ نے کس طبقہ میں داخل کیا ہے۔ اگر آپ کے نزدیک

میں منشی اپنی داخل میں تو یہ ثبوت آپ کے ذمہ ہے کہ جو طبقہ منعم علیہم کا کتاب الہی ثابت ہو اس طبقہ والوں کو کبھی طاعون ہی ہوئی ہو۔ اور پھر ساتھ اس کے یہ بھی ثابت کرنا کہ انہیں انعام کیا ہوا اور انعام وہ ہے جو دنیا کے ساتھ ایک ثابت شدہ امر ہو عیسائیوں کے کفارہ کی طرح نہ ہونے پر اپنا خیال بنو اور اگر مغضوب علیہم میں داخل ہیں تو یہ قرین قیاس ہے کیونکہ قرآن شریف اور تورات میں ثابت ہے کہ طاعون خدا کے غضب کی نشانی ہے اور جو اول طبقہ کے مومن اور برگزیدہ ہوتے ہیں ان کو کبھی طاعون نہیں ہوئی جیسے انبیاء اور صدیق اور کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ اس طبقہ کے لوگوں کو کبھی طاعون ہوئی ہے کیونکہ ترجمہ جو کفار اور فاسقین اور گناہ پر اصرار کرنے والوں کو سزا دینے کے لیے نازل ہوتی ہے اس میں برگزیدہ لوگ ہرگز ہرگز شریک نہیں کٹھ جاتے پس جو اپنے تئیں خدا کا ایسا پیار بھرتا ہے کہ عصا موسیٰ میں یہ الہام لکھا ہے۔ قل ان کثرت تعبدون اللہ فاسعون بعبادۃ اللہ ایسا محبوب طاعون میں کیوں گزرتا ہو گیا۔ یہودی کی نسبت آیا ہے لہ یغذ بکم بذو بکم۔ ان مومن مدنب جو اول طبقہ میں داخل نہیں اور گناہوں اور کمزوریوں سے خالی نہیں اس کو کبھی تمحیص اور تطہیر کی غرض سے طاعون ہو سکتی ہے مگر خدا سے جو مومن بن کر آیا ہے اس کو تو نہیں ہو سکتی۔ بلکہ کامل مومن اس آیت کے نیچے ہیں کہ اولکث عنہا بعدون۔

اور اگر آپ منشی ابھی بخش صاحب کو فرقہ صالحین میں داخل سمجھتے ہیں تب تو یہ خطاب ان کیلئے نہایت معقول ہے کیونکہ عمداً انہوں نے حق کو چھوڑ دیا اور پھر اس قدر بزدلی اور شوخی اور اشتغال میں کمال کو پہنچ گئے کہ کیا مجال کہ کوئی بات ہی سن سکیں جس شخص نے میرے ذکر ان کے سامنے پیش کیا اول تو مجھ انہوں نے دس بیس گالیوں سنا دیں اور یہ عمداً یہی بات سنا کر دیا پھر آخر خدا تعالیٰ ہر ایک دل کو جانتا ہی پس درحقیقت ان کے ساتھ جو خدا تعالیٰ نے ایک معادہ کیا ہے وہ دانشمندان کیلئے عبرت کے لائق ہے اور میرا دل جانتا ہے کہ انہوں نے مجھے بہت ہی دکھ دیا تھا۔ تاویل و خدا نامہ پر درج ہے تو میرا خدا رکھو

بہلا آپ لوگ خدا تعالیٰ کا خوف مد نظر رکھ کر یہ تو بہلا دین کہ کیا آپ لوگوں کی یہی مراد تھی۔
 اور سچ مچ آپ کی یہی تمنا تھی کہ الہی بخشش تو نامرادی کے ساتھ طاعون سرمر جائے
 اور وہ اسکا مخالف جس کیلئے اوس نے ہزاروں انسانوں میں شہرت دی تھی کہ وہ طاعون
 سے مر گیا خدا اسکو اس مرض سے بچا دیا اور اسکو نمایاں ترقیات بخشے اور صد ہا نشان اسکو
 لئے دکھلا دے یہاں تک کہ الہی بخشش کی موت کو یہی اُسکے نشانوں میں سے ایک نشان
 کر دے کیا وہ الہام جو بابو الہی بخشش صاحب کو ہوا تھا کہ میلاز الخبیث من الطیب یعنی خدا
 پاک اور ناپاک میں امتیاز کر کے دکھلا دے گا۔ کیا اسکے یہی معنی تھے کہ بابو الہی بخشش طاعون
 ہلاک ہو کر اپنے پس ماندوں کو داغ حسرت دے جا دے گا وہ دن کیسا سخت اور تلخ منشی
 عبدالحق صاحب اُن کے دوستوں پر تھا جب اُن کے گھر میں بابو صاحب جوان کے
 مرشد تھے برخلاف اُن کے تمام دعویوں کے فوت ہو کر ایک سخت مصیبت میں اُنکو چوڑ
 گئے اور طاعونی مادہ سے گھر کو بھی آلودہ کر گئے اب یہی خدا تعالیٰ اُن کے رفیقوں کو کچھ
 سمجھ دے تا وہ حق کو شناخت کر لیں۔

پہر صفحہ ۲۹ میں ایک اور الہام اُن کا ہے اور وہ یہ ہے قل جاء الحق و زہق
 الباطل ان الباطل کان زہوقا۔ قبل لست مرسلہ۔ ذرہم بخوضوا و یلعوا جحشہ
 یلاقوا یومہم الذی کانوا یوعدون۔ یعنی حق آیا اور باطل بھاگ گیا اور اپنی مخالف کو
 یعنی اس عاجز کو کھدے کے کہ تو خدا کی طرف سے نہیں اور ان کو چوڑ دے گا چند روز لہر و لعب میں
 رہیں جیتک کہ طاعونی موت کا وعدہ جو دیا گیا ہے وہ وعدہ کا دن نہ آجائے۔ سبحان اللہ
 یہ کیسے الہام ہیں یہ کیسا حق تھا کہ جبرٹ کے سامنے سربھاگ گیا اور الہام کو جبرٹا کر گیا اور یہ
 کیا وعدہ طاعون کا تھا جو غلطی کہا کہ خود طعم پر ہی وارد ہو گیا۔ کوئی منصف بتلا دے کہ یہ الہامات اگر
 شیطانی نہیں تھے تو اور کیا تھا اگر خدا اپنے پیاروں کو ہمیشہ طاعون سے بچاتا رہے تو بچیا
 الہی بخشش جسکو یہ الہام ہوا تھا کہ عباد خدا بزرگ تو لی قصہ مختصر اور یہ الہام ہوا تھا قل انکم

تَحَابُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِيْ يَحْبِبْكُمُ اللّٰهُ اِسْ كُوْهُ سُنَّتِ اللّٰهِ سَيَكُوْنُ مَحْرُوْمًا كَمَا كُنْتُمْ تُخْلَفُوْنَ
 کے سب سے بڑے گنہگار اور پھر خدا کا ایسا پیارا کہ اس کی پیروی سے انسان خدا کا پیارا بن جاتا ہے
 اس پر کیوں یہ رجو آسانی نازل کیا گیا جو عموماً فاسقوں اور فاجروں پر نازل ہوتا ہے۔ کیا یہی
 وقت نہیں آیا کہ منصف مزاج لوگ اس بات کو سمجھ لیں کہ باہواہی بخشش کا ایسی نامرادی کے ساتھ
 دنیا سے کوچ کرنا اور پر طاعون سے کوچ کرنا اور پھر تمام الہامات کے کشاکش کے برخلاف کوچ کرنا
 ایک فیصلہ کن امر ہے اور اگر متعصب لوگ ابھی سمجھ نہیں سکتے تو یقیناً یاد رکھیں کہ خدا تعالیٰ
 کسی سے عاجز نہیں ہو سکتا وہ کوئی اور نشان دکھائیگا۔ مگر افسوس ان لوگوں پر جو خدا کے
 صد نشان جو روز روشن کی طرح ظاہر ہوتے جاتے ہیں ان کو کچھ فائدہ نہیں اٹھاتے اور
 حشر و مین ایسی پیشگوئیاں جو نفسِ امر کے متعلق پوری ہو گئی ہیں یا نصف حصہ لگا پورا ہو چکا
 ہے اور وہ وعید کی پیشگوئیاں ہیں اور سنتِ اللہ کے موافق ان پر کوئی اعتراض نہیں باوجود
 نہیں کو پیش کرتے ہیں کیا یہ ایسا انداز ہے کہ دش ہزار نشان سے منہ پھیرنا اور اگر کسی نشان
 کی حقیقت سمجھنا تو اسے تو اس پر زور دینا اگر یہی بات ہو تو ان لوگوں کا ایمان آج ہی نہیں
 اور کل ہی نہیں کیونکہ خدا تعالیٰ کا کوئی معاملہ مجھ سے ایسا نہیں جس میں کوئی نبی شریک ہو
 اور کوئی اعتراض میرے پر ایسا نہیں کہ کسی اور نبی پر وہی اعتراض وارد نہ ہوتا ہو پس ایسے
 شخص پر اعتراض کرنا وقتِ یہی نہیں سوچئے کہ یہی اعتراض بعض اور مبسوط پر ہی
 وارد ہوتا ہے نہ کہ غلط فہم میں اور اندیشہ ہے کہ دہریہ جو کہ مرئی۔

یاد رہے کہ جس اصرار اور شوخی کے ساتھ باہواہی بخشش نے میرے ساتھ مقابلہ کیا
 اور میری طاعونی موت اور ہر ایک قسم کی نامرادی کی خبر میں دین۔ اگر یہ معاملہ اسی طرح واقع ہوتا
 اور میں باہواہی بخشش کی زندگی میں مرجنا تو نہ معلوم کہ باہو صاحب کے دوست کن کن لغتوں
 کے ساتھ مجھ کو بیا کرتے اور کس مزاج غوت اور وج پران کو چڑھا دیتے مگر اب ایک شخص ہی
 ان میں سے نہیں ہوتا اور چاہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کا یہ نشان معدوم ہو جائے اور ان کو خوب معلوم

کہ بابو صاحب میا بلہ اور سپری پیشگوئی کا نشانہ ہو گئے ہیں اگر وہ نرمی اختیار کرتے تو شاید کوئی دن اور بیچ جاتے مگر ان کے حدیث النفس کے الہام ان کیلئے دیر قاتل ہو گئے ان کو خبر نہ تھی کہ خدا کا سچا مکالمہ موت کے بعد حاصل ہوتا ہے جو شخص حقیقت اپنی تمام ہر ادھوس اور جذبات نفسانیہ اور ہر ایک قسم کی تیزی اور شوخی کے جوش سرپاک ہو جاتا ہے اور اس پر خدا کے لئے ایک موت آجاتی ہے وہی زندہ کیا جاتا ہے اور خدا کا مکالمہ قانون کے لئے ایک انعام ہوتا ہے۔ ہر ایک مدعی کو یہ دیکھنا چاہیے کہ حقیقت وہانی ہو چکا ہے یا ابھی جذبات نفسانیہ سے چر ہے۔

ہزار ٹکٹہ باریک تیز موئی خاست نہ ہر کہ سر تیرا شد فندری داند

پہر بار الہی بخش صاحب اپنی کتاب عصا موسیٰ کے صفحہ ۶۹ میں فرماتے ہیں خاکسار کو عجز و شریعت سے یہ خیال آیا کہ شاید مرزا صاحب کی ماری سے کچھ نقصان ہو اس پر الہام ذیل میں حفاظت و سلامتی کی تسلی فرما لگئی واللہ خلیفہ حافظ و علامہ رحمہ اللہ احسن فی فیصلہ اہلک یعنی تیرا خدا حافظ ہوگا اور تجھے سلامتی بہ میگی کوئی تیرا تیری تجھ پر نازل نہیں ہوگا یہ ہے الہام بابو صاحب کا جس نے ان کو تسلی دی کہ فرق مخالف یعنی اس عاجز مظلوم کی بردہا سے ان کا کوئی نقصان نہیں ہوگا وہ سلامتی میں گئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اسی الہام نے ان کو بدروانی اور گالیان دینے میں چالاک کر دیا۔ پھر اسکے بعد ان کی بدروانی ایسی بڑھ گئی جیسے کسی دریا کا پل ٹوٹ کر ارگرد کی بستیوں کو تباہ کر دیتا ہے۔

انہوں نے کہ صبر انشان ان کی زندگی میں پورے ہوئے مگر کسی نشان سے انہوں نے ٹائیدہ نہ اٹھایا اور ہر ایک نشان کے دیکھنے بعد کسی سے اسکا حال سننے کے بعد یہی بار بار ان کا جواب تھا کہ اتہم میعاد کے اندر نہیں مرا احمد بیگ کا داماد اب تک زندہ ہے حالانکہ الہام تھا کہ احمد بیگ کی لڑکی کا نکاح آسمان پر پڑ گیا ہے۔ اور ان کی رہنمائی کیلئے بار بار کتابوں میں لکھا گیا کہ ڈپٹی اتہم توجہ حال فوت ہو چکا ہے میعاد کے اندر

انہوں نے انکا کوئی دوست بھی اس بات کو نہیں سوچا کہ جب کہ خدا تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ انکی حفاظت کریگا

اور میر نام احمد تھا انکو کچھ نقصان نہیں پہنچایا گیا تو پھر یہ کیا بدست ہوئی کہ ظالموں نے بابو صاحب کو آپکرا کہا انکی وہ حفاظت جسکے وعدہ تھا۔ منہ

یاسیعاو کے باہر آخر مر تو گیا اور یہ پیشگوئی شرطی تھی یعنی مرنا اس کا اس شرط سے تھا کہ جب
 حق کی طرف وہ رجوع نہ کرے لیکن آتم نے عیسہ مباحثہ میں ہی اپنا رجوع ظاہر کر دیا جب
 اُسکو کہا گیا کہ یہ پیشگوئی کس لئے کی گئی ہے کہ تم نے اپنی کتاب اندرون بائبل میں آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کا نام و جمال رکھا ہے تب اُس نے لٹاٹھ یا شتر آدمیوں کے روبرو جن میں
 نصف کے قریب عیسائی تھے نہایت خوف اور انکسار کی حالت بنا کر زبانِ منہ سے
 نکالی اور دونوں ہاتھ کاٹوں پر رکھے اور بیان کیا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
 ہرگز و جمال نہیں کہا اور یہ معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ وہ پندرہ ہجری تک روم اور
 خدا تعالیٰ نے بھی مجھے اپنے الہام کے ذریعہ سے خبر دی کہ اس پیشگوئی کے ذریعہ سے اُسکو
 سخت صدمہ پہنچا اور وہ دیوانہ کی طرح ہو گیا ہے اور اس کے دل میں غفلت سلام بھیج گئی اور
 اُس نے شوخی اور مزاحیہ لہجہ میں چوڑی اور باوجود ان سب باتوں کے عیسائی مذہب سے
 قائم رہنے کو چاہا اور اُس نے قسم نہیں کہائی حالانکہ اس قسم پر چار ہزار روپیہ نقد اُسکو ملتا تھا اور
 عیسائی مذہب میں قسم کہنا مادہ صرف جائز بلکہ بعض صورتوں میں فرض لکھا ہے اور اس امر کو
 چھپنا محض بے ایمانی اور شرارت ہے حضرت عیسیٰ نے خود قسم کہائی پر اُس نے قسم کہائی پھر
 نے قسم کہائی۔ پس یہ تمام دلائل آتم کے رجوع پر ہیں اور ایک منصف کیلئے کافی ہیں اور اگر اس کے
 رجوع پر کوئی دلیل بھی نہ ہوتی تب بھی میرے لڑکائی تھا کہ خدا نے اس کے رجوع کی مجھ خبر دی اور
 بائبل پر وہ میرے آخری کتبہ ہمارے چھ ماہ گزرنے کے بعد مر گیا۔ پس جبکہ پیشگوئی شرطی تھی
 اور شرط کے آثار ظاہر ہو گئے تھے تو میری خبر کسی خدا ترس آدمی کا کام نہیں ہے کہ عیا اور شرم کو ترک
 کر کے پہر ہی اعتراض سر باز دے حالانکہ یہ مسئلہ مسلم ہے کہ وہ عیب یعنی عذاب کی پیشگوئیوں میں
 کسی شرط کی بھی ضرورت نہیں ہٹ سکتی ہیں کیونکہ وہ مجرم کیلئے ایک عذابِ نیک کا وعدہ ہے
 اور خدا حقیقی بادشاہ ہے کہ کسی لوبہ اور اتغفار سے اپنے عذاب کو معاف کر سکتا ہے جیسا کہ یونس
 نبی کی قوم کو معاف کر دیا اسی پر تمام نبیوں کا اتفاق ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ آپ فرما: **وَمَا يَكْذِبُ**

علیہ کذیبہ وان یلث صادقاً یشکم بعض الذی یدکم یعنی اگر یہ نبی جوڑتا ہے تو جوڑ بولنے کا عذاب اس پر نازل ہوگا اور اگر سچا ہے تو بعض عذاب جن کا وہ وعدہ دیتا ہے تم پر وارد ہو جائیگے۔

اب دیکھو خدا نے بعض کا لفظ اس جگہ استعمال کیا نہ کل کا جس کے یہ جہنمی ہیں کہ جس قدر خدا کی اس نبی نے پیشگوئیاں کی ہیں ان میں سے بعض تو ضرور پوری ہو چکی ہیں۔ گو بعض ہمیشہ کے لئے نہیں ہوئے۔ پس بعض قرآنی سے یہ ثابت ہو کہ خدا کی پیشگوئی کا پورا ہونا ضروری نہیں ہوتا۔ بلکہ بعض کے لئے یہ ممکن ہے کہ منفرد کسی طرح عذاب سے بچ سکیں۔ کیونکہ اس کیلئے یہ ممکن ہے کہ ان یلک کا ذیبا علیہ کذبہ پس اگر منفرد کسی کیلئے کوئی عذاب کی پیشگوئی ہو تو وہ مل نہیں سکتی۔

۱۔ اپنے اندوس کچھ سمجھ نہیں آتا کیسی جیانی ہے کہ ایک طرف تو یہ لوگ اقرار
 کرتے ہیں کہ صدقہ خیرات اور دوا وغیرہ سے بیمار ہو جاتی ہے اور دوسری طرف اس بات پر
 زور دیتے ہیں کہ جس بلا کی اطلاع رسول کو دیکھائے کہ فلاں قوم یا فلاں شخص پر دار و دوں وہ
 بلا صدقہ خیرات یا تو بہ استغفار سے ٹل ہی نہیں سکتی۔ تعجب یہ کہ کیسے ان لوگوں کی عقل پر پر
 پڑ گئے کہ اپنی کلام میں تناقض جمع کر دیتے ہیں۔ یہ ہی کہتے ہیں کہ تو استغفار و دعا ٹال سکتی ہو اور یہ کہ نہیں
 اور پھر جبکہ مجبور نہ اپنے الہام کے ذریعہ سے اطلاع دیدی کہ انہم نے ضرور رجوع کیا تھا
 اور انہم کے قول اور فعل سے اسکے آثار بھی ظاہر ہو گئے تو پھر ان شرارتوں سے باز نہ آنا کیا یہی ان
 لوگوں کی تقویٰ ہے ہر کم سے کم گفت و سنان پر کیوں کفایت نہ کی۔

نہلا میں پوچھتا ہوں کہ اگر یہ واقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب تھا اور آپ صی کے نزدیک سے فرماتے کہ فلاں شخص جس پر عذاب نازل ہونا تھا پوشت بیدہ طور پر اپنی شوخیوں سے باز آ گیا ہے تو پھر کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کو یہ لوگ قبول کرتے یا رد کرتے۔ اور اگر قبول نہ کرتے تو پھر کیا خدا کے نزدیک سزا کے لائق ٹھہرتے یا نہ ٹھہرتے؟

۱۔ جن لوگوں کو خدا کا خوف ہے، وہ ایسی نکتہ چینی کرتے ہیں جن کو نہ سے انصافت صلی اللہ علیہ وسلم ہی انکو اعتراض کر نیچے آجاتا۔
۲۔ میں چنانچہ بعض نادان کہتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کے بعض لوگ ہی طاعون کا پک ہو چکا ہیں بخدا اگر عبدالعظیم خان ہی ہو جو بہت خوش ہو کر کلب
۳۔ بڑے سو میں نڈاں فلاں احمدی طاعون فوت ہو گیا۔ ہر ہم اس سے متعصبوں کا یہ جواب دے سکیں کہ ہماری جماعت میں سے بعض لوگوں کا طاعون

پس جس حالت میں خدا تعالیٰ نے آہتم کیلئے یہ شرط مقرر کر دی تھی اور اس نے مجھ پر اپنی وحی کے
 اُس سے بتلا دیا تھا کہ آہتم اپنی شرارت اور شوخی پر قائم نہیں رہنا۔ پس تقویٰ کا حق یہ تھا کہ اس
 بحث کو لپیٹ کر رکھ دیتے اور جس ظن سے کام لیتے اور دل میں سوچتے کہ شاید یہی امر
 صحیح ہو۔ پھر جس حالت میں محض خدا کی وحی نے مجھ پر اطلاع نہیں دی بلکہ عیبِ اکبر میں
 ابھی لکھ چکا ہوں خود آہتم نے ہی ایسے ہی آثار ظاہر کئے تو ہر ایک پر مہرِ گار انسان کے
 یہی لائق تھا کہ اس میں دم نہ مارتا اور خدا سے ڈرتا۔

راجہ معاملہ احمد بیگ کے داماد کا سہیم کٹی دفعہ لکھ چکے ہیں کہ وہ پیشگوئی درشاخون
 پشتل تھی ایک شلخ احمد بیگ کی موت کے متعلق تھی دوسری شلخ اسکو داماد کی
 موت کے متعلق تھی اور پیشگوئی شرطی تھی سو احمد بیگ بوجہ ٹیپو راکر نے شرط کے میغام کے
 اندر مر گیا اور اسکے داماد نے اور ایسا ہی اسکے عزیز دن نے شرط پورا کرنے سے اسکل فائدہ
 اٹھا لیا۔ یہ تو لازمی امر تھا کہ احمد بیگ کی موت حوین کے زلون میں خوف پیدا ہو جاتا
 کیونکہ پیشگوئی میں دونوں شرکب تھے اور حیب دو شرکبوں میں سے ایک پر موت وارو ہو گئی
 تو انسانی فطرت کا ایک ضروری خاصہ تھا کہ جو شخص اس پیشگوئی کا دوسرا نشانہ تھا اس کو
 اور اسکے عزیز دن کو موت کا فکر چڑھتا جیسا کہ اگر ایک ہی کہانا کہانے سے جو دو آدمیوں نے
 لکھ کہا یا تھا ایک ان میں سے مر جائے تو ضرور دوسرے کو بہن اپنی موت کا فکر چڑھتا ہے سو اسی
 طرح احمد بیگ کی موت نے وہ خوف باقی ماندہ شخص اور اسکے عزیز دن پر ڈالا کہ وہ مارے
 ڈر کے مڑوہ کی طرح ہو گئے انجام یہ ہوا کہ وہ بزرگ خاندان جو بانی اس کام کے تھے سلسلہ بعیت
 میں داخل ہو گئے۔

اور یہ امر کہ ابہام میں یہ بھی تھا کہ اس عورت کا نکاح آسمان پر مہر سے ساتھ لڑا گیا ہے یہ درست ہو مگر جیسا ہم بیان کر چکے ہیں اس نکاح کے ظہور کے لئے جو آسمان پر لڑا گیا خدا کی طرف سے ایک شرط بھی تھی جو اُسی وقت شریع کی گئی تھی اور وہ یہ کہ ایتھام اللہ

[illegible]

ہے اور اگر اس کے برخلاف ثابت ہو تو میں خدا تعالیٰ کی قسم کہا کرتا ہوں کہ ایسے ثابت کنندہ کو میں ہزار روپیہ نقد
دیوں گو طما رہوں کو، کہ اس مقابلہ کیلئے کھڑا ہو سکے اور ہم ہزار روپیہ لیں گے، افسوس کہ یہ مخالف لوگ (دیکھو صفحہ ۱۲۳)

توبی ثقی فان السبلاء علی عقبائک پس جب ان لوگوں نے اس شرط کو پورا کر دیا تو نکاح فسخ ہو گیا یا تاخیر میں پڑ گیا۔ کیا آپ کو خبر نہیں کہ بھو اللہ مالئینداع و تثبت نکاح آسمان پڑا گیا یا عرش پر گرنا خود سب کا ردائی شرطی تھی شیطان و سادس سو الگ محکمہ اسکو سوچنا پائے کیا یوسفؑ کی پیشگوئی نکاح پڑھنے سے کچھ کم تھی حسینؑ تبا یا گیا تھا کہ آسمان پر یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ چالیس دن تک اس قوم پر عذاب نازل ہوگا مگر عذاب نازل نہ ہوا حالانکہ اس میں کشتی ط کی تصریح نہ تھی پس وہ خدا جس نے اپنا ایسا مطلق فیصلہ منسوخ کر دیا کیا اس پر شکل تھا کہ اس نکاح کو بھی منسوخ یا کسی اور وقت پر ڈال دے۔

غرض بے حیا لوگ ان اعتراضوں کے وقت نہیں سوچتے کہ ایسا اعتراض منبہین
پر پڑتے ہیں۔ نمازین بھی پہلے پچاس نمازین مقرر ہو کر پہرہ پہنچ رہے گئیں اور تورات پڑھ کر دیکھو
صد ہا مرتبہ خدا کے قہر وادہ عذاب حضرت موسیٰ کی شفاعت سے منسوخ کئے گئے ایسا ہی یس
کی قوم پر آسمان پر جبریل اکت کا حکم لکھا گیا تھا وہ حکم ان کی توبہ سے منسوخ کر دیا گیا اور تمام قوم کو
عذاب سے بچا لیا گیا۔ اور سبائے اسکے حضرت یونس خود سخت مصیبت میں پڑ گئے کیونکہ ان کو یہ
خیال اسنگیر ہوا کہ پیغمبری قطعی تھی اور خدا کا ارادہ عذاب نازل کر نیکا مستم تھا۔ فسوس کہ لوگ
یونس کے قصہ سے بھی کچھ سبق حاصل نہیں کرتے۔ اُس نے نبی ہو کر محض اس خیال سے سخت مصیبتیں
اٹھائیں کہ خدا کا قطعی ارادہ جو آسمان پر قائم ہو چکا تھا کیونکر منسوخ ہو گیا ہے۔ اور خدا نے توبہ پر ایک
لاکھ آدمی کی جان کو بچا لیا اور یونس کے منشار کی کچھ بھی پروا نہ کی۔

کیسے نادان وہ لوگ ہیں جن کا یہ مذہب ہے کہ خدا اپنے ارادوں کو بدلنا نہیں سکتا اور
وہ عیب یعنی عذاب کی پیشگوئی کو مال نہیں سمجھتا۔ مگر ہمارا یہ مذہب ہے کہ وہ مال سمجھتا ہے اور ہمیشہ ٹالتا رہتا ہے
اور ہمیشہ ٹالتا رہے گا اور ہم ایسے خدا پر ایمان ہی نہیں لاتے کہ جو بلا کو توبہ اور استغفار سے دور نہ کر سکے
اور تضرع کر توبہ والوں کیلئے اپنے ارادوں کو بدل نہ سکے وہ ہمیشہ بدلتا رہے گا یہاں تک کہ پہلی
آسمانی کتابوں میں لکھا ہے کہ ایک بادشاہ کی صرف پندرہ دن کی عمر رہ گئی تھی خدا نے اسکی تضرع اور

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳۰۔ ایسے اندھی پتے ہیں انکو معلوم نہیں کہ دراصل طاعون ہماری دوست اور انکی منت ہے جسقدر طاعون کے ذریعہ ہماری ترقی تیز چار سال میں ہوئی ہے وہ دوسری صورت میں پچاس سال میں ہی خیر ممکن۔

ہی۔ ہیں مبارک وہ خدا پر جس دنیا میں طالع کو بھیجی تا کہ نہ ذریعہ سے کوئی پر ٹھہریں اور یہ وہی وہ دنیا ہو کہ نہ دیکھ سچا کہ نہ ملے طالعوں کی درجہ سے پہلے ہدیہ الہام ہو جو خدائی کی دنیا میں طالعوں کی اپنی اور ہمارے حسن سے مستند و بالا ہو۔ انہی کے خدائی عزت و کرامت سے ہوئی ہیں ان کے زیادہ۔ ان کو ان شخص سے جو چند احمدی لوگوں کا طالعوں کے وقت میں انہیں ہمارے ہر سے کہنے فرمے کہ، تم کے کئی لاکھ انساں ہمارے شرف سے ہی جڑتے ہیں۔ ان کو دیکھو۔ یہ سچ ہے۔ ہمارے کے ہر طالعوں پر ہمارے دیکھو۔ انہی کے ہر طالعوں کو کہتا ہے

گر یہ دہری سے بجائے پندرہ دن کے پندرہ سال کر دے تو یہی ہمارا ذاتی تجربہ ہے ایک خوفناک
 پیشگوئی ہوتی ہے اور دعا سے مل جاتی ہے پس اگر ان لوگوں کا فرضی خدا ان باتوں پر قادر نہیں
 تو ہم اسکو نہیں مانتے ہم اس خدا کو مانتے ہیں جسکی صفت قرآن شریف میں یہ لکھی ہے کہ اَللّٰهُ تَعَالٰی
 اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اور وعید معنی مذاب کی پیشگوئی ٹھٹھنے کے بارہ میں تمام متبی حق
 ہیں۔ رہی وعدہ کی پیشگوئی جسکی نسبت یہ حکم ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْلِفُ الْوَعْدَ اسکی نسبت
 یہی ہمارا یہ ایمان ہے کہ خدا اس وعدہ کا تخلف نہیں کرتا جو اس کے علم کے موافق ہو لیکن اگر
 انسان اپنی غلطی سے ایک بات کو خدا کا وعدہ سمجھ لے جیسا کہ حضرت نوح نے سمجھ لیا تھا
 ایسا تخلف وعدہ جائز ہے کیونکہ دراصل وہ خدا کا وعدہ نہیں بلکہ انسانی غلطی نے خواہ مخواہ
 شک و وعدہ قرار دیا ہے اسی کے متعلق سید عبدالقادر جیلانی فرماتے ہیں قد یوعد احدکم
 یعنی کبھی خدا تعالیٰ وعدہ کرتا ہے اور اسکو پورا نہیں کرتا اس قول کے بھی یہی معنی ہیں کہ اس
 وعدہ کے ساتھ مخفی طور پر کئی شرائط ہوتے ہیں اور خدا تعالیٰ پر واجب نہیں کہ تمام شرائط ظاہر کرے
 پس اس جگہ ایک کچا آدمی ٹھوکر کہا کر منکر ہو جاتا ہے اور کامل انسان اپنی جبلت ترا کر کہتا ہے
 یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بدر کی لڑائی کے وقت باوجود کفر فتح کا وعدہ تھا بہت
 دور رو کر دعا کرتے رہے اور جناب الہی میں عاجزا یہ مناجات کہ اَللّٰهُمَّ اِنْ اَهْلَکْتَ هٰذِهِ
 الْعَصَاۃَ کُنْ تُعْبِدُنِيْ الْاَرْضَ اَبَدًا۔ کیونکہ آپ اس سے ڈرتے تھے کہ شاید اس وعدہ کے اندر
 کوئی مخفی شرائط ہوں جو پورے ہو سکیں ہر کہ عارف ترست ترسان تر۔

ایسا ہی بابو صاحب کا ایک یہی اعتراض تھا کہ لڑکا پیدا ہونے کی پیشگوئی کی تھی
 مگر لڑکی پیدا ہوئی۔ مگر وہ جانتے ہیں کہ لڑکی کا وجود عدم کی طرح تھا کیونکہ بعد اس کے وہ مر گئی
 اور اس کے بعد ایک لڑکا ہی مر گیا۔ پھر بعد اس کے خدا نے متواتر چار لڑکے دیئے جو اس کے
 فضل و کرم سے اب تک زندہ ہیں۔ پس خدا کے علم میں مرنے والے کی طرف وہ پیشگوئی غسوب
 نہیں ہو سکتی اور خدا کے نزدیک وہ کالعدم ہے اور خدا کی پیشگوئی ایک جینے والے لڑکے کے

یعنی وہ خدا اگر تو نے اس گروہ کو ہلاک کر دیا تو پھر زمین پر کوئی تیری پیشکش نہیں کرے گا۔

حالات عادت اللہ قدیم سے جاری ہے کہ اسکی پیشگوئیوں میں کوئی حقد متشابہات کا ہوتا ہے اور وہ فی مبینات کا اور کبھی بعض پیشگوئیاں صرف متشابہات کے لئے ہیں جو آدی صورت متشابہات پر
 نظر کر کے مشکوئی کی تکذیب کرتا ہے حالانکہ اگر کوئی پیشگوئی جو متشابہات میں سے ہو جس کے خیال کے مطابق ظہور ہو نہ تو یہ تو نہیں کہنا چاہیے کہ وہ جھوٹی نکلے بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ علم کے اس حیا میں غلطی ہوتی
 جیسا کہ حدیث ذہب و حلی امیر شام حال میں اس پر گزیدہ کی پیشگوئیوں میں متشابہات کہہ رہے ہیں اور متشابہات زیادہ مگر یہ تو صرف اس کا خدا اس کے صالح اور فاسق کا امتحان کر رہا ہے اور خدا سے بڑھ کر کس کی بیعت بینات کی ہو سکتی
 جاتے ہیں یہ نہیں کہ اسکی پیشگوئیاں متشابہات سے باطل پاک ہوتی ہیں۔ مس

مستحق تھی۔ خدا کا ایسا کوئی الہام نہیں کہ وہ عمرانیوالا لڑکا پہلے حل سے ہی پیدا ہوگا اور اگر کوئی اجتہادی خیال ہو تو اس پر اعتراض کرنا ان لوگوں کا کام ہے جو نبی کے اپنا اجتہاد کو واجب الوقوع سمجھتے ہیں تعجب کہ یہ لوگ کیسے اپنے اعتراض سے ایک اعتراض بنا لیتے ہیں۔ سچ بات تو یہ ہے کہ جب انسان چہرٹ بڑھاتا رہتا ہے تو عیا اور خدا کا خوف بھی کم ہو جاتا ہے ناظرین یاد رکھیں کہ میری طرف سے کوئی ایسی پیشگوئی شائع نہیں ہوئی جس کے الہامی الفاظ میں تصریح کی گئی ہو کہ اسی حل سے لڑکا پیدا ہوگا۔ رہا اجتہاد تو میں اس بات کا خود قائل ہوں کہ دنیا میں کوئی ایسا نبی نہیں آیا جس نے کبھی اجتہاد میں غلطی نہیں کی جب وہ نبی جو تمام انبیاء سے افضل تھا اجتہادی غلطی سے بچ نہ سکا۔ چنانچہ حدیبیہ کا سفر اجتہادی غلطی تھا۔ یامہ کو ہجرت کے قرار دینا اجتہادی غلطی تھی تو پھر دوسرے دن کیا اعتراض۔ ایک نبی اپنے اجتہاد میں غلطی کر سکتا ہے مگر خدا کی رحمت میں غلطی نہیں ہوتی۔ ان کے سمجھنے میں اگر احکام شریعت کے متعلق نہ ہو کسی نبی سے غلطی ہو سکتی ہے جیسا کہ ملاکی نبی ان کو سمجھ نہ سکا کہ الیاس نبی کا دوبارہ آسمان سے نازل ہونا حقیقت پر محمول نہیں بلکہ استعارہ کے رنگ میں ہے اور اسراہیل کوئی نبی تو ریت کی پیشگوئی سے یہ نہ سمجھ سکا کہ آخری نبی اپنی اصل میں سے ہے۔ ایسا ہی حضرت عیسیٰ نے بھی اجتہادی غلطی سے اپنی تین بادشاہ بننا یقین کر لیا اور کپڑے بیچ کر ہتھار بھی خریدے گئے، یہود اسکر بڑھی کہ ہشت کا ایک تخت بھی دیا گیا۔ پھر اسی زمانہ میں آسمان سے واپس آ گیا وہی پختہ وعدہ دیا آخر وہ سب پیشگوئیاں غلط نکلیں پس جس امر میں تمام انبیاء شریک ہیں اور ایک ہی ان میں سے باہر نہیں آ سکو اعتراض کی صورت میں پیش کرنا کسی متقی کا کام نہیں ہے۔

خدا تعالیٰ نے یہ اجتہادی غلطی انبیاء کیلئے ان اسطر متفرک کر رکھی ہے تا وہ بڑے شہیدانے جائیں مگر اس دوران کی تمام محبت میں کچھ فرق نہیں آتا۔ کیونکہ معجزات کثیرہ سے انکی حقیقت ثابت ہو جاتی ہے خدا کے سچ نبی کیلئے کذاب یا دیگر جوٹے مدعیان سے صرف اجتہاد کی

غلطی سے جو ان کی کسی پیشگوئی میں ہریشا نہیں ہو سکتی کیونکہ ان میں سچائی کے انوار اور برکات اور معجزات اور الہی تائیدات اس قدر ہوتی ہیں جو انکی سچائی کی تیز دہار مخالف کو گمراہ کر دیتی ہے۔ اور انکے ہزار ہا نشان ایک پُر زور دریا کی طرح موج زن ہوتے ہیں۔

ہاں اگر یہ اعتراض ہو کہ اس جگہ معجزات کہاں ہیں تو میں صرف یہی جواب نہیں دوں گا کہ میں معجزات دکھلا سکتا ہوں بلکہ خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم سے میرا جواب یہ ہے کہ اس نے میرا دعویٰ ثابت کر نیکیے لئے اس قدر معجزات دکھائی ہیں کہ بہت ہی کم نبی ایسے آئے ہیں جنہوں نے اس قدر معجزات دکھائے ہوں بلکہ سچ تو یہ ہے کہ اس نے اس قدر معجزات کا دریا روان کر دیا ہے کہ باسند و ثناء ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے باقی تمام انبیاء علیہم السلام میں انکا ثبوت اس کثرت کے ساتھ قطعی اور یقینی طور پر محال ہے اور خدا نے اپنی حجت پوری کر دی ہے اب چاہے کوئی قبول کرے یا نہ کرے۔

یہ تو وہ اعتراض مخالف لوگوں کے ہیں جن کو بابو الہی بخش صاحب نے باریک بینی کتاب عصائے موسیٰ میں لکھ کر اپنی دانست میں بڑا ثواب حاصل کر لیا ہے جسکی حقیقت مرنیکے بعد ان پر کھل گئی ہوگی۔

لیکن عام فائدہ کیلئے میں اس جگہ بیان کرتا ہوں کہ ان مخالفوں کے اعتراض میرے نشانوں کے بارے میں تین قسم سے باہر نہیں ہیں۔

(۱) اول محض افتراء اور تہمتیں ہیں جو خدا تعالیٰ کے تہرے بے خوف ہو کر میرے پر کی ہیں اور نہایت درجہ کی شرارت اور میاکی سے شہرت دیدی ہے کہ فلاں پیشگوئی جو فلاں شخص کی نسبت تھی پوری نہیں ہوئی۔ حالانکہ جس پیشگوئی کو اسکی طرف منسوب کرتے ہیں ہرگز اسکی نسبت وہ پیشگوئی نہیں کی گئی تھی جیسا کہ پیشگوئی کلب معیت علی کلب جو مولوی محمد صاحب کی طرف خود بخود منسوب کر دی ہیں پس اسکا جواب یہ ہے کہ اس کے کیا کہیں کہ لعلہ اللہ علیہ الصلاۃ والبرکات۔

(۱۲) دوسرے یہ کہ کسی شخص کی نسبت واقعی طور پر ایک پیشگوئی تو ہے مگر وہ پیشگوئی عیب اور عذاب کے زلزلے میں تھی اور اپنی شرط کے موافق پوری ہو گئی یا کسی وقت اس کا ظہور ہو جائے گا۔

(۱۳) نسبت کہ محض ایک جہادی امر ہے اور اس کو خدا کا کلام قرار دیکر پہر اعتراض کرتے ہیں کہ یہ پیشگوئی تھی جو پوری نہیں ہوئی جبکہ یہ حال ہے تو ظاہر ہے کہ کوئی نبی انکی زبان سے بچ نہیں سکتا۔

میں بار بار کہتا ہوں کہ اگر یہ تمام مخالف مشرق اور مغرب کے جمع ہو جائیں تو میرے بروئی، یہاں اعتراض نہیں کر سکتے کہ جس اعتراض میں گذشتہ بیرون میں سو کوئی نبی تشریف نہ لایا کیوں کی وجہ سے ہمیشہ رسوا ہوتے ہیں اور پہر از نہیں آتے۔ اور خدا تعالیٰ امر کے لئے اس کثرت سے نشان دکھلا رہا ہے کہ اگر نوح کے زمانہ میں وہ نشان دکھلائے جاتے تو وہ لوگ فرق نہ ہوتے مگر یہی ان لوگوں کو کس سے مثال دوں وہ اس خیرہ طبع انسان کی طرح ہیں جو روز روشن کو دیکھ کر پہر ہی اس بات پر ضد کرتا ہے کہ رات ہو دن نہیں۔ خدا تعالیٰ نے ہر پیش از وقت طحون کی خبر دی اور فرمایا کہ الاصر اعن تشاع والتفوس فضاء مزمزمون نے اس نشان کی کچھ بھی پروا نہ کی۔ پہر خدا نے غیر معمولی زلزلہ کی خبر دی جو اس ملک میں ۴۰ اپریل ۱۹۵۷ء کو آیا اور صد ہا آدمیوں کو ہلاک کر گیا۔ مگر ان لوگوں نے اسکی بھی کچھ پروا نہ کی۔ پہر خدا نے فرمایا کہ یہاں ایک اور زلزلہ آئیگا۔ سو وہ بھی آیا مگر ان لوگوں نے اسکو بھی نظر انداز کیا۔ پہر خدا نے ایک آتشی شعلہ کی خبر دی تھی جو ۳۰ مارچ ۱۹۵۷ء کو ظاہر ہوا اور قریباً ہزار میل تک عجیب شکل میں مشاہدہ کیا گیا۔ لیکن ان لوگوں نے اس سو بھی کچھ سبق حاصل نہ کیا۔ پہر خدا نے یہ پیشگوئی کی کہ بیمار کے موسم میں سخت بارشیں ہونگی سخت برف اور اوسے پڑینگے اور سخت وجہ کی سہ دی ہوگی مگر ان لوگوں نے اس عظیم الشان نشان کی طرف نظر نہ کیا۔ پہر خدا نے اسی مارچ ۱۹۵۷ء میں ایک اور زلزلہ کی خبر دی جو پشاور

کے بعض حصوں میں اور ڈیرہ اسماعیل خان میں بڑے زور سے آیا گیا اسکو بھی کالعدم قرار دیا۔
ایسا ہی خدا نے دوسرے ملکوں کے بارہ میں بھی بڑے زلزلوں کی خبر دی اور وہ سب پیشگوئیاں
ظہور میں آگئیں مگر ان لوگوں نے ان سے بھی نیکی کا سبق حاصل نہ کیا۔ اب ان لوگوں کا مقابلہ خدا
تعالیٰ کے ساتھ ہے اگر یہ تمام نشان و حقیقت خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں اور ایک امور بندے
کی تائید میں ہیں تو وہ پس نہیں کر لگتا جیتا کہ ان کے قبول کرنے کیلئے گردنیں نہ جھکا دی اور اگر
خدا تعالیٰ سے نہیں ہیں تو یہ لوگ خجیاب ہو جائیں گے۔

پہر صفحہ ۸۷ میں باب الہی بخش صاحب اپنا یہ الہام پیش کرتے ہیں کہ لا شئ فی یایا اللہ
اور اسی جگہ پر اپنی طرف سے اس کے معنی کو تفسیر کرتے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے کہ جو آیات (نشان) خدا نے
عزوجل نے خاکسار کے لئے مقدر فرمائے ہیں انکی برابری مرزا صاحب کی جماعت کو نصیب
نہیں۔ اب ہر ایک منصف سمجھ سکتا ہے کہ اس طرف تو اب تک خدا نشان ظہور میں آچکے
ہیں مگر اب صاحب کے فرضی نشان کا کچھ پتہ نہیں۔ شاید آپ کے نزدیک آپکا دعویٰ فوت
ہونا ہی ایک نشان ہو۔

پہر صفحہ ۸۳ عصائے موسیٰ میں آپ لکھتے ہیں کہ جب مرزا صاحب کی طرف سے
عاجز کو اخبار علامات کا سخت تقاضا ہوا تو الہام ہوا۔ یریدون لیطغوا نوسر اللہ باقواہم
واللہ مستقدر نوره ولو کہ الکافر۔ جو اور کا چاہے بڑا اسکا بڑا ہو جائیگا یعنی یہ لوگ
چاہتے ہیں کہ خدا کے نور کو اپنی سوسنہ کی پہونکوں سے بجھا دیں مگر خدا تو اسکو نہیں چھوڑے گا
جب تک اسکو پورا نہ کرنے جو اور کا چاہے بڑا اسکا بڑا ہو جائیگا۔

اب کوئی بتا سکتا ہے کہ میان الہی بخش کے ماترے سے کونسا نور پورا ہوا اور باب
صاحب کا یہ الہام کہ جو اور کا چھوڑا اسکا بڑا ہو جائیگا۔ بڑی مضامنی سے پورا ہو گیا کیونکہ وہ چاہتے
تھے کہ میں طاعون سے ہلاک ہو جاؤں اور اسی بنا پر انہوں نے الہام بھی شائع کیا تھا سو
آخر خود طاعون سے فوت ہو گئے۔ باب صاحب کے رفیقوں کو اس جگہ کچھ سوچنا چاہئے کیا یہی

الہام میں جن کے پورے ہونے تک بابو صاحب کا زندہ رہنا ضروری تھا۔

پھر بابو صاحب اپنی کتاب عصائے موسیٰ کے صفحہ ۲۲ میں مندرجہ ذیل عبارت لکھتے ہیں۔ غور کریں کہ جس پر وہ رحیم و کریم ایسا فضل و کرم کرے اُسکو اگر امام کی مخالفت مقترع ہو تو ایسے الہام کیوں دیں۔ ہاں اگر اُس قادی مطلق احکم الحاکمین غیاث المستغیثین و ذی البیضاء کا اس بے چارہ و بیگناہ عاجز مہم کو بذریعہ الہام ہی تباہ و ہلاک کر دینا ارادہ ہے تو انا للہ و انا الیہ راجعون۔

اقول واضح ہو کہ بابو ابی بخش اپنے فضل الہاموں کے ذریعہ سے ہلاک ہو گئے۔ لیکن یہ بات غلط ہے کہ خدا تعالیٰ کا یہ ارادہ تھا کہ بذریعہ انہیں کے الہام کے انکو ہلاک کرے خدا تعالیٰ کسی کو ہلاک کرنا نہیں چاہتا مگر لوگ اپنی بیباکی و رشوخی سے آپ ہلاک ہو جاتے ہیں۔ کیا عقل سلیم یہ بات کو قبول کر سکتی ہے کہ ایک خدا کا مامور صدی کے سر پر پیدا ہو اور لوگوں کو براہ راست کی طرف دعوت کرے اور اس سے خدا تعالیٰ مکالمہ مخاطبہ کرے اور ہر اثر و نشان اسکی تائید میں ظاہر کرے اور پھر ایک شخص اُسکو قبول نہ کرے اور کہے کہ مجھے خود الہام ہوتا ہے اور اپنے الہام کے سنجانب امد ہونے کی کوئی برائے واضح پیش نہ کرے لیکن انکار اور سب و شتم سے ہی باز نہ آوے۔ پس ایسا شخص اگر ہلاک ہو جاوے تو اپنی شوخی سے ہلاک ہو گا کیونکہ اُس نے بغیر ثبوت کے روشن ثبوت سے منہ پھیر لیا۔

اور جبکہ بابو صاحب کے پاس خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت اور زبردست شہادت آن کے الہام کے سنجانب امد ہونے پر موجود نہ تھی تو ایسے مدعی کے مقابلہ پر شوخی کے ساتھ کہہ کر ہونا چکے مہم ہونے پر خدا کی فعلی شہادت نہ ایک نہ دو بلکہ ہزار ہا زبردست شہادتیں ہیں۔ کیا یہ یا مذہبی اور تقویٰ کا کام تھا یا اسی چالاکی اور بیباکی کے کٹا بابو صاحب طاعون کے ساتھ ہلاک ہو گئے ورنہ خدا کے برگزیدہ طاعون سے ہلاک نہیں ہوا کرتے۔ اور جس حالت میں شیطانی الہام ہی ہوتے ہیں اور ہمیشہ النفس ہی تو پر کسی قزاق کو کیونکر خدا کی طرف منسوب

کہہ سکتے ہیں جب تک کہ اسکے ساتھ خدا کی فعلی شہادت نہ ہو اور ایک خدا کا قول جو
 اور ایک خدا کا فعل ہے اور جتنا کہ خدا کے قول پر خدا کا فعل شہادت نہ دے ایسا الہام
 شیطانی کہلائیگا اور شہادت سحر اور ایسے آسمانی نشان ہیں کہ جو انسان کی معمولی حالتوں
 سے بہت بڑھ کر ہیں۔ درغیر امر نشان میں داخل نہیں ہو سکتا۔ یعنی واقعی طور پر کوئی بھی خواب آجود
 یا شاہ زہرادر کے طور پر کہی کوئی سچا الہام ہو جاوے کہہ نہ پڑے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے تمام مخلوق
 کو بطور بیچ کے دیا گیا ہے۔ بلکہ نشان سے مراد وہ کثیر بعد اور نشان ہیں جو بارش کی طرح ہر سر
 اور پھیل کے درخت تک پہنچ کر خدا کے قول پر قطعی و یقینی گواہی دہیں کہ وہ خدا کا قول ہے
 نہ انسان کا کیونکہ چند معمولی خوابوں یا چند معمولی الہاموں پر ہر وہ کہے کہ تمام دنیا کو سوا کرتے
 ہیں یہ دعویٰ پیش کر دینا کہ میں خدا کی طرف سے کچھ نہیں ہوں اس سے بڑھ کر کوئی طاقت نہیں۔ اور
 خدا تعالیٰ یہ الزام نہیں آسکتا کہ الہام دیکر میں اس نے نامرادی سے ہلاک کیا بلکہ یہ الزام
 خدا ہی نا، ان پر آتا ہے جس نے صلیب اللہم صلیب اللہم صلیب اللہم صلیب اللہم صلیب اللہم صلیب اللہم صلیب اللہم
 دیکھو کہ جب آپ بروشتہ جیٹھ میں ظاہر ہوئے تو آپ نے فی الفور یقین کیا کہ یہ خدا کی طرف سے ہے
 بلکہ حضرت خدیجہ کے پاس ڈرتے ڈرتے آئے اور فرمایا کہ خشیت علی نفسی میں مجھے اپنی نفس
 کی بہت بڑا اندیشہ ہوا ہے کہ کوئی شیطانی مکڑی ہو لیکن جو لوگ بغیر کئی نفس کے جلدی سے
 ولی بننے کی خواہش کرتے ہیں وہ جلدی سے شیطان کے فریب میں آجاتے ہیں پس سوچنا
 چاہیے کہ اگر باوجود صاحب کے انہماک شیطانی الہام نہیں تو خدا کے نزدیک ہر دست افعال نے
 انکی کیوں گواہی نہ دی۔ افسوس وہ خود توہ گئے مگر سخت ذلت و رسوائی کا ٹیکا اپنی رفقوں
 کے سامنے پر لگائے اور اسی طرح باوجود صاحب پہلے ہزاروں انسان ایسے الہاموں سے ہلاک
 ہو چکے ہیں۔ افسوس دنیا کے لوگ سرے کو تو پرکھ لیتے ہیں تا ایسا نہ ہو کہ کہوٹا ٹکے مگر اپنے
 الہام و ان کو نہیں پرکھتے کہ آیا خدا کی طرف سے ہے یا شیطان کی طرف سے۔ یہ خدا تعالیٰ کا کیا قصور
 شخص بعض شہادت فعل اتنی کے صرف قول پر ناز ان ہو کا یہی علت اسکو ضرور اکایدن و کجی

پڑگی اور صرف نام ادوی کی ذلت اور نہ صرف یہ کہ مبارکہ کر کے فرق مخالف کے مقابل پر پوت
کی ذلت بلکہ طاعون کی ذلت ہی دیکھیں گے جسکی نسبت حدیث صحیح میں لکھا ہے کہ لصاعون
وخذ الجن یعنی طاعون شیطان کی بہن کی ہے۔ پس طاعون سے یہ بھی ثابت ہوا کہ
بابو صاحب تنزل شیاطین کے اثر کے نیچے ہے۔

پہرہ بابو ابی بخش صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ ۴ میں میری اور اپنی باہمی خط و کتابت
کو چھاپ دیا ہے اسکو چھپ کر ہر ایک انسان معلوم کر سکتا ہے کہ میں نے بابو صاحب سے کیا بات
اصرار کیا تھا کہ جو میرے پرائیویٹ کے الہام کی بنا پر تمہیں لگائی ہیں کہ یہ شخص کذاب ہے اور منافق
ہے یعنی جو کچھ دعویٰ الہام کرتا ہے یہ سب اسکا فتنہ ہے۔ اور حدت بڑھ گیا ہے۔ فتنہ
میرے اس فقرہ کو جو انہیں اپنے الہام کے ذریعہ سے معلوم ہوا ہے تنازع کر دینا مقصد ہو
جاوے کہ چونکہ اسد تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ
كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِآيَاتِهِ یعنی اس سے عالم نر کون ہے کہ خدا پر فتنہ کرے یا خدا کے کلام کی تردید
کرے۔ اس کے جواب میں بابو صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ ۴ میں ایسے الہامات کے شائع کر دیے
وعدہ دیا ہے۔ پہرہ اپنی کتاب کے صفحہ ۴ میں خرمی جو بڑا چھپا ہوا ہے جسکی یہ عبارت ہے۔ میں
صرف خدا تعالیٰ سے عقدہ کشائی کیا ہوں گا، وہ لوگ جو مجھے مسرت کذب کا، مہربانیت ہیں نہ
وہ لوگ جو میرا سچ ہونا تصدیق کرتے ہیں ان میں اللہ تعالیٰ سے اس پر فیما کرے۔ پہرہ صاحب کے
صفحہ ۹ میں بابو صاحب کہتے ہیں کہ اب میں تمام لوگوں کے فائدہ کیلئے وہاں ہوں، شیعہ کفر
وشریعت سال کر دینا چاہتا ہوں۔ یہ سب دسی کے صفحہ ۴ میں ہے اور یہاں وہ نام نہاد
ابن بابو صاحب نے شائع کر دیے ہیں۔ بخش بہت کو غصہ ہے کہ اب میری ساری بات
متعلق ہے۔ اب ہر قسم کی کتاب میں شائع ہو گئے ہیں بعض یوں کہ میں نے لکھا کہ یہاں
ہے اور بعض میں مشرعی بعض میں تہال بعض میں ملول اور میں میں فاسق اور بعض میں
طالم اور بعض میں کافر اسی طرح ان کے الہاموں نے مجھے بہت سوا نام عطا کئے ہیں مگر خدا نے

صرف ایک نام سے ہی فیصلہ کر دیا یعنی کذاب جس کے معنی یہ ہیں کہ میں نے گویا خدا تعالیٰ پر جحد سے زیادہ جھوٹ بولا اور اپنے اختر کو خدا کی طرف منسوب کر دیا ہے۔ جو لوگ عصا سے موسیٰ کا منفرہ اور صفحہ پر پڑھیں گے ان کو معلوم ہوگا کہ یہ تہمت جو بابو صاحب کے میرے پر لگائی ہے اس کا فیصلہ میرے خدا تعالیٰ سے چاہا ہے اور جو بڑے پر خدا کی لعنت کی ہے۔ پھر اس سوال کے خود قرآن شریف میں خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ جو اس پر اختر کرے وہ سراسر سے نہیں بچے گا اور جو شخص اس کے کلام کی تکذیب کرے وہ بھی سزا سے نہیں بچے گا۔ پس اس تمام تقریر سے ظاہر ہے کہ ۱۰ اپریل سنہ ۱۳۳۷ کو بابو آلی بخش صاحب کا طاعون سے مرنا حقیقت یہ خدا تعالیٰ کا ایک فیصلہ تھا جو آخر اسلی حدالت سے سامور ہو گیا۔ اب چاہے کوئی قبول کرے یا نہ کرے۔ مگر محبوب حدیث من عاہلی ولہا فقد اذنتہ للحرب بابو صاحب کے اس لڑائی کا انجام دیکھ لیا ہے۔ اب ان کے رفیق کہتے ہیں کہ وہ شہید ہو گئے۔ مگر میری رائے ہے کہ تمام مفسد اور مخالف حق کے ایسے ہی شہید ہو جائیں

امین شہامین

باب دوم ان الہامات کے بیان میں جو بابو آلی بخش صاحب کو منط کے بارے میں خدا تعالیٰ نے میرے ظاہر کئے

بابو آلی بخش صاحب نے جب کتاب عصا سے موسیٰ تالیف کی تو اس تالیف کا باعث یہی تھا کہ انہوں نے مجھے فرعون قرار دیا اور اپنے تئیں موسیٰ ٹھہرایا اور بار بار لکھا کہ مجھے خدا سے الہام ہونے میں کہ شخص کذاب اور دجال اور منفری ہے۔ تب میں ان کی کتاب پڑھ کر اپنے رسالہ الرعین نمبر ۱ کے حاشیہ پر مندرجہ ذیل عبارت لکھی جس میں ایک پیشگوئی اور دعا ہے اور وہ یہ ہے افسوس کہ انہوں نے (یعنی بابو آلی بخش صاحب نے) آیت وَنِیلٍ لِّکُلِّ هَمَزَةٍ لِّمَنَةٍ کے ویل کے وعدے کو کچھ ہی اندیشہ نہیں کیا اور نہ انہوں نے آیت لَا تَقْفُ مَا لَیْسَ لَکَ بِہِ عِلْمٌ لِّکِ کچھ بھی ہر را کی حد بار بار میری نسبت لکھتے ہیں کہ میں نے ان کو تسلی دینی

کہ میں آپ کے افترا کی وجہ سے کسی انسان عدالت میں آپ پر نالش نہیں کروں گا۔
 سو میں کہتا ہوں کہ میں نہ صرف انسانی عدالت میں نالش کروں گا بلکہ میں خدا کی عدالت میں
 بھی نالش نہیں کرنا۔ لیکن چونکہ آپ نے محض جوہرے اور قابل شرم الزام میرے پر لگائے
 ہیں اور مجھے ناکر وہ گناہ ذکر کیا ہے اس لئے میں ہرگز یقین نہیں رکھتا کہ میں اس وقت سوہنے
 مروں جب تک کہ میرا قار خدان جوہرے الزاموں سے بھری کر کے آپ کا کاڑی بننا
 ثابت نہ کرے اَلَا اِنَّ لِلّٰهِ عِلْمَ الْكَافِرِيْنَ۔ اسی کے شعلہ قطعی اور یقینی طور پر مجھ کو
 ۱۱۔ دسمبر ۱۹۷۹ء روز جمعہ کو یہ الہام ہوا

بر مقام فلک شدہ یارب گرامید سے دھم مار عجیب۔ بعد ۱۱
 انشاء اللہ تعالیٰ سگر ہر حال ایک نشان میری بریت کے لئے اس وقت میں ظاہر ہوگا
 جو آپ کو سخت شرمندہ کرے گا۔ خدا کی کلام پر ہنسی نہ کرو۔ پہاڑ تل جلد تھے ہرین دریا خشک ہو سکتے
 ہیں موسم بدل جاتے ہیں مگر خدا کا کلام نہیں بدلتا جس تک پورا نہ ہوئے۔

ای طرح میری کتاب اربعین امیر صفحہ ۱۹ میں باب الہی بخش صاحب کی نسبت
 یا ہام ہے یہ دون آت یروا طمناک واللہ یرید ان یریک الغامہ۔ الا لعمادک
 المدونات۔ انت منی بمنزلہ اولادی۔ واللہ ولیک وربک فقلنا یا نار کو فی ذل
 یعنی باب الہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے یا کسی پسیدی اور ناپاکی پر اطلاع پاسے مگر خدا تعالیٰ
 تجھ سے اپنے انعامات رکھتا ہے جو منواتر ہوں گے اور تجھ میں حیض نہیں بلکہ وہ سچ ہو گیا۔ ہے ایسا
 سچ جو بمنزلہ اطفال مدست۔ یعنی حیض ایک ناپاک چیز ہے مگر تجھ کا جسم اسی سے تیار ہوتا ہے
 اسی طرح جب انسان خدا کا ہو جاتا ہے تو جس قدر فطرتی ناپاکی اور گند ہوتا ہے جو انسان
 کی فطرت کو لگا ہوا ہوتا ہے اسی جیسے ایک روحانی جسم تیار ہوتا ہے یہی طہت انسانی ترقی
 کا نتیجہ ہے۔ اسی باب صوفیہ کا قول ہے کہ اگر گناہ نہ ہوتا تو انسان کوئی ترقی نہ کر سکتا آدم
 کی ترقیات کا ہی یہی موجب ہوا اسی وجہ سے ہر ایک چنی بخشی مکروریوں پر نظر کر کے استغفار

میں مشغول رہا ہے۔ اور وہی خوفِ قربانیت کا موجب ہونا رہا ہے خدا فرماتا ہے اِنَّ لِلّٰہِ
یَسْرَیْبَ الْاَنْخَاۤیِبِ وَ یُخْرِجُ الْمَطٰہِرَیْنِ۔ پس ہر ایک ابنِ آدم اپنے اندر ایک حیض کی ناپاکی
رکھتا ہے مگر وہ جو بچے دل سے خدا کی طرف رجوع کرتا ہے وہی حیض اُسکا ایک پاک
رشتہ کا جسم طیار کر دیتا ہے اسی بنا پر خدا میں فانی ہونے والے اطفالِ ابد کہلاتے ہیں
نفسِ یہ نہیں کہ وہ خدا کے در حقیقت بیٹے ہیں کیونکہ یہ تو کلمہ کفر ہے اور خدا بیٹوں سے پاک ہے
کہ اپنے استغوارہ کے رنگ میں وہ خدا کے بیٹے کہا اس نے ہیں کہ وہ بچہ کی طرح رلی جوش سے
صاف ہوا کرتے رہتے ہیں اسی مرتبہ کی طرف قرآن شریف میں اشارہ کر کے فرمایا گیا ہے فادکروا
اللسۃ قد کراہا باعدکم او اشد ذکرا یعنی خدا کو ایسی محبت اور رلی جوش سے یاد کرو جیسا کہ
بچہ اپنے باپ کو یاد کرتا ہے۔ اسی بنا پر ہر ایک قوم کی کنائون میں اب یا پتا کے نام سے
نیا کو بچہ رنگیا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کو استغوارہ کے رنگ میں مان سے ہی ایک مشابہت ہو
اور وہی کہ جیسے مان اپنے پیٹ میں اپنے بچہ کی پرورش کرتی ہے ایسا ہی خدا تعالیٰ
کے پیٹ میں بندہ و خدا کی محبت کی گود میں پرورش پاتے ہیں اور ایک گندی فطرت سے
کہ جسے ہم نہیں مانتے سوا دنیا کو جو صوفی اطفالِ حق کہتے ہیں یہ صرف ایک استغوارہ
ورنہ اطفال سے باب درملکیہ و لم یولد ہے۔

اور یہ جو مذکور ہوا باہر اس میں فقرہ ہے فقلنا یا نار کوئی بردا

س فقرہ سے یہ مراد ہے کہ جو کچھ باہر آئی بخش نے اپنی کتاب سے لوگوں میں فتنہ کی آگ بھڑکادی
ہے اس آگ کو ٹھنڈی کر دینگے سو باہر آئی بخش کی مرث نے ان تمام پیشگوئیوں کو پوری
رہا۔ انکھدہ سے ذمہ۔

دوسری پیشگوئی باہر آئی صاحب کی موت کے بارے میں وہ ہر جو ۱۵ مارچ ۱۹۰۴

میں خدا تعالیٰ کی طاعت و موکر ہر اور اطفال میں متالیج ہو چکی ہے اور وہ یہ ہے

ایک سو فی ہے میں اُسکو عظام کروں گا اور لوگوں کے سامنے اُسکو عزت دوں گا

پہ جس نے میرا گناہ کیا ہے میں اسکو گھسیٹوں گا اور اسکو دوزخ و کہلاؤں گا
میرے نشان روشن ہو جائیں گے۔ میرا دشمن ہلاک ہو گیا یعنی ہلاک
ہو جائے گا۔ بن اس دایکما خدا نزل عا ہے۔

خدا نے اس عباد میرا نام موسے رکھا جیسا کہ آج سے چھپیس برس پہلے براہین احمدیہ
کے کئی مقامات میں میرا نام موسے رکھا گیا۔ خلاصہ الہام یہ ہے کہ اس زمانہ میں جو شخص ایک ہی
چند روز نہیں نہیں اور وہ خود موسے ہونیکا دعویٰ کرتا ہے وہ کاذب ہے اور پھر فرمایا
کہ وہ جو میری طرف سے موسے سے ہر وقت آگیا ہے کہ میں اسکو ظاہر کروں اور لوگوں میں اسکو
عزت دوں ہر جس نے میرا گناہ کیا ہے یعنی محض درد غلوئی کے طور پر موسے بنا ہے میں
اسکو گھسیٹوں گا یعنی ذلت اکتلاؤں گا اور ذلت کی موت دوں گا اور اس کو دوزخ و کہلاؤں گا
یعنی وہ عین عین مہینا ہو کر رہے گا۔

یہ پیشگوئی پوری تشریح کے ساتھ خدا تعالیٰ کے طرف سے تھی کیونکہ اس زمانہ
میں میرے سے بل فرماتے ہونیکا دعویٰ کرنا بالخصوص باوجود انہی خوش تھا جسکو خدا نے طاعون
سے ہرک کسا اور انکی بیماری امیوت سے پہلے ہی م طور پر نازل ہوا۔ اس حکم کے ذریعہ ہزاروں انسان
میں بہرہ برآئی شائع کیا گیا۔ شریعہ باہر ظہور میں آیا۔ ہر سب کے میرے تمام الہامات میں جہنم
نے م طاعت ہے۔ پس عظیم نشان پیشگوئی تھی میں پیش از وقت بتلایا گیا تھا کہ
باز آئیں سب صاحب طاعون سے فوت ہونگے مگر نہ سکے طور پر ذکر کرتا ہوں کہ جہنم سے مراد
میری الہامات میں طاعون ہے جیسا کہ ایک مدت گزری کہ ایک الہام مجھے ہو چکا ہے اور
وہ مع تشریح در اور حکم میں شائع ہو چکا ہے اور وہ یہ ہے۔

باقی علیٰ جہد زبان لیں فیہا الجہد اسکی تشریح یہ کی گئی ہے کہ
ایک زمانہ طاعون پر آیا آئیگا کہ اس تمام میں ایک ہی نہ ہوگا کہ سمین داخل ہو یعنی عام طور پر
خدا لوگوں کو اس جانتے بجات دے گا۔ اور پھر ایک اور الہام ہے جس میں آگ سے مراد طاعون

ہے اور وہ یہی مدت حوالی کہ شائع ہو چکا ہے اور وہ یہ ہے آگ سے بہن مت ڈرو
 آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے یعنی جو لوگ مجھ سے سچی اور کامل محبت
 رکھتے ہیں وہ بھی طاعون سے محفوظ رہیں گے چہ جائیکہ میں۔
 بالآخر ایک منصف انسان کیلئے ابو الہی بخش صاحب کے معاملہ میں دو باتیں بہت
 توجہ کے لائق ہیں۔

اول یہ امر غور کرنے کے لائق ہے کہ جب ابو الہی بخش صاحب مجھ سے گشت ہو کر
 میرے برخلاف جو میری تکریم میں اپنے دوستوں کو اپنے الہام سنانے لگے تو اس وقت میری
 طرف سے اس امر کے فیصلہ کے لئے کیا درخواست ہوئی تھی۔ سو وہ درخواست ابو صاحب کی
 کتاب معصمانے مونی کے صفحہ ۷۶ میں درج ہے جس کو پڑھ کر ناظرین معلوم کر سکتے ہیں کہ وہ
 درخواست و حقیقت سبیل کے رنگ میں تھی یا یوں کہو کہ وہ صدق دل سے حضرت حبش
 کے فیصلہ کیلئے ایک دعا تھی جسکی وہ عبارت جو مطلب سے متعلق ہے ذیل میں بھی جاتی ہے
 اور وہ یہ ہے :-

”چونکہ مجھے آسمانی فیصلہ مطلوب ہے یعنی یہ دعا ہے کہ تالوگ ایسے شخص کو شناخت
 کر کے جسکا وجود حقیقت میں اُن کیلئے مفید ہے راہ راست پر مستقیم ہو جائیں اور تالوگ
 ایسے شخص کو شناخت کر لیں جو حقیقت خدا تعالیٰ کی طرف سے امام ہے اور ابھی تک کہیں
 معلوم نہ ہو کہ وہ کون ہے صرف خدا کو معلوم ہے یا اُن کو جن کو خدا تعالیٰ کی طرف سے بعثت
 دی گئی ہے۔ سُنئے یہ انتظام کیا گیا ہے (یعنی یہ کہ ابو صاحب اپنی وہ تمام الہامات جو میری تکریم
 کے متعلق میں شائع کر دیں) پس اگر منشی صاحب کے الہامات و حقیقت خدا تعالیٰ کی طرف سے
 ہیں تو وہ الہام جو میری نسبت انکو ہوئے ہیں اپنی سچائی کا کوئی کرشمہ ظاہر کرینگے یعنی
 ضروران کے بعد میرے پر کوئی تباہی اور ہلاکت آئیگی) اور اس طرح پر یہ خلقت جو واجب الہم
 ہے صرف کذاب جو نجات پا جائے گی۔ (یعنی جبکہ ابو صاحب مجھ کو کذاب خیال کرتے ہیں کہ

گو یا میں نے دعویٰ مسیح موعود کر کے خدا پر افترا کیا ہے تو میں ہلاک ہو جاؤں گا (اور اگر خدا تعالیٰ کے علم میں کوئی ایسا امر ہے جو اس بدظنی کے برخلاف ہو تو وہ امر روشن ہو جائیگا) یعنی اگر خدا تعالیٰ جس کے علم میں درحقیقت میں مسیح موعود ہوں تو خدا تعالیٰ میرے لئے کوئی گواہی دے گا اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ بنو ذبا بعد میری طرف سے نہ کوئی آپس پر نالش ہوگی اور نہ کوئی کسی قسم کا یہ جاحل آپ کی وجاہت و شان پر ہوگا صرف خدا تعالیٰ اسے عقدہ کشائی چاہوں گا (یعنی یہ چاہوں گا کہ اگر میں مفتری بنہین ہوں اور میرے پر یہ جوڑا اور ظالمانہ حملہ ہے تو میری بریت باوصاحب کی تکذیب کے لئے خدا آپ کوئی امر نازل کرے کیونکہ بریت کی خواہش کڑا سنت نبیاء ہے جیسا کہ حضرت یوسف نے خواہش کی "اور عداوت کو بری کر دیا خدا کی قدیم سنت"۔

یہ وہ میرا خط ہے جو باوصاحب کی کتاب عصائے موسیٰ کے صفحہ ۵ اور ۶ پر ہے۔ اب ظاہر ہے کہ اس خط میں ہی میں نے خدا تعالیٰ سے فیصلہ چاہا تھا پہلے بعد اس کے جو فیصلہ خدا تعالیٰ نے کیا وہ ظاہر ہے کہ ایک طرف خدا تعالیٰ نے ہر ایک پہلو سے مجھ کو ترقی دی اور دوسری طرف باو الہی بخش صاحب کو عین ناکامی کی حالت میں دنیا سے اٹھالیا اور وہ صد ہا سرتون کے ساتھ بمرض طاعون گذر گئے کیا آپ کی دل چاہتا تھا کہ وہ طاعون گرجا میں اور پیر میں زمین میں گرے خدا ایسا ہی دوسرا منصفین کیلئے غور کے لائق یہ ہے کہ باو الہی بخش صاحب نے میرے مقابل پر جو ذخیرہ ایک برس کے الہامات کا ان کے پاس تھا سب اپنی کتاب عصائے موسیٰ میں شائع کر دیا جن کا خلاصہ یہی ہے کہ گویا میں نامراد اور ناکام رہ کر انجام کار باوصاحب کی زندگی میں بنی طاعون کے ساتھ ہلاک ہو جاؤں گا اور بڑی بڑی تباہیاں میرے پر آئیں گی اور ملاعتہ اور مباحثہ کا پداثر میرے پر پڑے گا کہ ہلاک کر دیگا برخلاف اس کے باوصاحب کی بڑی بڑی ترقی ہوگی اور خدا تعالیٰ ان کو ایک ایسی عمر عطا کرے گا اور وہ تمام تباہیاں میری پیشم خود دیکھیں گے اور ملاک اور بلوغ انکو دینے جائینگے اور ایک دنیا ان کی طرف رجوع کرے گی یہ الہامات قریباً ایک برس کے ہیں جو میری مخالفت میں باوصاحب کے شائع کئے لیکن بعد

کہ وہ عداوت نہ تھی بلکہ محبت تھی اور میں اس سے

خبر سے چھپتی رہی پہلے میری کتاب میں جامعہ میں یہ الہام شائع ہو چکا ہے بری نسبت خدا تعالیٰ اشارہ کر کے فرماتا ہے کہ جسے چیلے موسیٰ پر جوئے الام
لکھنے لگو ہر کسی پر یہی صی اس عاجز پر یہی ہونے الام لکھنے جاؤں اگر گرجا اھکو بری کر لگا الہام کی عبارت دیکھو۔ فایلاہ اللہ معانا لا وکان عبد اللہ شیخ

اسکے جو بڑے صاحب کی موت تک تباہ نہیں کے الہامات تھے وہ کہیں مصلحت نہ تھی رکھ گئے
 ہیں ورنہ ظاہر ہے کہ جس شخص کے ایک برس کے الہامات اس قدر ہیں چل برس کے کس قدر
 ہونگے۔ مگر اب ان الہامات کے شائع ہونے کی نسبت بالکل نو میری ہے کیونکہ جیسا کہ
 میں ہمیشہ سنتا رہا وہ سب میری نامرادی اور مورد عذاب ہونے کے متعلق تھے۔ اب جب کہ
 خدا تعالیٰ نے فیصلہ کر دیا تو ان کے دوست ایسے الہامات کو کیوں شائع کرنے لگے جتنا وہ فی الواقع
 بلا توقف آگ میں رکھ کر جلا دے ہون گے۔ اور اگر وہ نہیں جلائے گئے تو نشتی عبد الحق جیسا
 جو ان کے اول رفیق تھے قسم کہا کر بیان کریں کہ کتاب عصا مرنے کی تالیف کے بعد
 الہامات کا قطعاً بند ہو گیا تھا۔ یہاں تک کہ چٹہ برس تک ایک الہام ہی نہ ہوا۔ کاش اگر وہ باقی ماندہ
 الہامات شائع کئے جاتے تو اور بھی حقیقت کھل جاتی جن لوگوں کو محض نفسانی خیال سے مبرا رہتا تھا
 خدا پرستی ہے وہ ایسی اوہرگز اختیار نہ کہ نیگے جس سے سچائی ظاہر ہو جائے مگر خدا نہیں چھوڑا
 جب تک سچائی ظاہر نہ کرے۔ اگر میں کاؤب اور مفتی جون تو میرا ہی ایسا ہی خاتمہ ہو گا جیسا کہ
 بابو ابی بخش کا خاتمہ ہوا۔ لیکن اگر خدا سے عزوجل میرے ساتھ ہے تو ایسی صحت میں مجھ پر شک
 نہیں کر لیا کہ میرے آگے ہی لعنت ہو اور پیچھے ہی کیونکہ صدا و قون کے ساتھ قریم سے انکی
 نہیں سنت ہو کہ وہ ان کو صنایع نہیں کرتا اگرچہ لوگ صادق کے درمیانی زمانہ میں اپنی نا سمجھی
 سے اس پر اعتراض کریں اور اسکی نسبت کئی نکتہ جنہیں کریں مگر آخر کار صادق کا بری
 ہونا خدا تعالیٰ ظاہر کر دیتا ہے۔ اس اندھی دنیا نے کس ہی کو اپنی نکتہ چینی سے مستثنیٰ رکھا ہو
 یہودی اب تک کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ کی ایک پیشگوئی یہی پوری نہیں ہوئی بادشاہی
 کا دعویٰ کیا اگر بادشاہی نصیب نہ ہوئی۔ یہود اسکو یوٹی کو بہشت کا تخت دیا آخر وہ وعدہ
 ہی صحیح نہ نکلا۔ اس زمانہ میں ہی واپس آنا بتلایا تھا وہ بات ہی غلط ثابت ہوئی یہ ہیں اعتراض
 یہودیوں اور مخالفین کے جو حضرت عیسیٰ کی پیشگوئیوں پر کرتے ہیں اور عیسائی آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم پر کرتے ہیں پس ضرور تھا کہ مجھ پر ہی کئے جاتے لیکن خدا نے میرے ترار انشاؤں

سے میری وہ تائید کی ہے کہ بہت ہی کم نبی گذرے ہیں جنکی یہ تائید کی گئی۔ لیکن میری جن کے
 دلوں پر پھر میں وہ خدا کے نشانوں سے کچھ ہی فائدہ نہیں اٹھاتے۔ *

ابو الہی بخش کے دوستوں کیلئے یہ روشن نشان تھا کہ بابو صاحب تو اپنی
 کتاب عصائے موسیٰ میں میری نسبت بار بار یہی الہام ظاہر کر کے کہ میں انکی زندگی میں
 ہی طاعون کے عذاب کے ساتھ مروں گا اور تباہی اور ادبار میرے شامل حال ہو جائیگا
 مگر یہ خلاف ان کے الہاموں کے خدا نے میرے ساتھ معاملہ کیا اور اپنی پیشگوئیوں
 سے اس نے مجھے تسلی دی کہ وہ مجھے غالب کرے گا اور میری صداقت ظاہر کر دے گی۔ عجیب
 بات ہے کہ جب بابو الہی بخش صاحب اپنی کتاب عصائے موسیٰ میں اپنی لہامات کے ذریعہ
 سے میری نسبت سخت سخت الفاظ کے ساتھ شایع کر چکے کہ یہ شخص مردود دگاہ تھی
 ہے اور خدا کہتا ہے کہ میں اسکو طاعون سے ہلاک کروں گا اور وہ تباہ اور زلیل اور ناکام
 ہو کر مرے گا تب خدا نے جو اپنے بندوں کے لئے غیرت مند ہے چھ برس تک برابر ان کے
 الہامات کے مخالف سیرے پر اپنی تسلی بخش الہام ظاہر فرمائے اور نہ صرف اس قدر بلکہ ساتھ
 ساتھ دیر دست نشان دکھلاتا رہا اور خدا تعالیٰ کی تائید اور نصرت کی پیشگوئیاں حقیقت
 و حصوں پر مشتمل ہیں ایک تو وہ پیشگوئیاں ہیں جو میری کتاب براہین احمدیہ میں درج ہیں
 اور کچھ بعد اسکے میری دوسری کتابوں میں درج ہو کر شایع ہوئیں۔ اور یہ پیشگوئیاں بابو
 صاحب کی کتاب عصائے موسیٰ کے وجود سے سالہا سال پہلے کی ہیں۔ اور دوسرے حصہ
 پیشگوئیوں کا وہ ہے جو کتاب عصائے موسیٰ کے بعد بابو صاحب کی موت تک شایع ہوئی
 رہیں اور بابو صاحب تو عصائے موسیٰ کو تصنیف کر کے پہر اپنے الہامات کے شایع کرنے
 سے چپ ہو گئے مگر ان چھ برسوں میں جو عصائے موسیٰ کے بعد آج تک گذرے وہ پیشگوئی
 خدا تعالیٰ سے مجھے کو عین جو رسالہ ریویو آف مسیحیٹز اور اخبار بدس اور اخبار الحکم دیت میں
 شایع ہوتی گئیں۔ ایسا ہی میرے رسالوں میں جو تواتر با عصائے موسیٰ کے بعد الشیخ ہو

اور ایسا ہی میری کتاب حقیقۃ الوحی میں ہے درج ہوئیں۔ غرض یہ چھپیں ہی جو عساکر کے
 کی تصنیف سے یہ صاحب کی موت تک ہوتے ہیں غالی نہیں گئے اور بارش کی طرح الہام الہی
 برستارہ۔ ان الہام الہی کا خلاصہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ مجھے مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ
 میں تجھے اپنی انعامات سے مالا مال کروں گا اور بہشت کی تیرے دشمن تیرے روپر و ہلاک کر جاؤں گے
 اور ان کے گھر ویران کر دیئے جائیں گے۔ اور وہ حسرت اور شامراہی سے مرینگے اور جو تیری امت
 کے درپے ہے میں اسکو ذلیل کروں گا کیونکہ میں نے یہ لکھ چھوڑا ہے کہ انجام کار میری رسول
 غالب ہو جائے ہیں اور میں تیرے گھر کے تمام لوگوں کو طامون و رارے کے صدور سے بچاؤں گا اور
 تو دیکھے گا کہ میں محسوسوں کے ساتھ کیا کرتا ہوں۔ میں وہ قضا و قدر نازل کروں گا جس
 سے نور منی ہو جائیگا اور آخر کار تجھے ہی فتح نصیب ہوگی اور میں بڑے بڑے حملوں کے ساتھ
 تیری سچائی ظاہر کروں گا۔ میں تیرے دشمنوں کے ساتھ آپ لڑوں گا۔ میں تیرے ساتھ
 کھڑا ہو جاؤں گا اور اسکو ملامت کروں گا۔ جو تجھے ملامت کرتا ہے۔ یہ لوگ تو چاہتے ہیں
 کہ خدا کے نذر کو ٹھیکادین مگر خدا اس پر غور کرے گا۔ تو کچھ ہی خوف نہ کر میں تجھ کو قلب
 دون گا۔ ہم آسمان سے کئی بہید نازل کریں گے اور تیرے مخالفوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گے
 اور فرعون اور امان اور ان کے لشکر کو ہم وہ باتیں دکھلا دیں گے جن سے وہ ڈرتے تھے۔
 پس تو غم نہ کر خدا انکی تاک میں ہے۔ خدا تجھے نہیں چھوڑے گا اور نہ تجھ سے علیحدہ ہوگا
 جہنک کہ وہ پاک اور پس میں فرق کر کے نہ دکھلائے۔ کوئی نبی دنیا میں ایسا نہیں بھیجا گیا
 جس کے دشمنوں کو خدا نے رسوا نہ کیا۔ ہم تجھے دشمنوں کے شر سے نجات دیں گے۔ ہم
 تجھے غالب کریں گے۔ اور میں عجیب طور پر دنیا میں تیری بزرگی ظاہر کروں گا میں تجھے راحت
 دوں گا اور تیری بھگینی نہیں کروں گا اور تجھ سے ایک بڑی قوم بناؤں گا اور تیرے
 لئے میں بڑے بڑے نشان دکھاؤں گا اور ان عمارتوں کو ڈاؤں گا جو مخالفوں نے
 بنائیں یعنی ان کے منصوبوں کو پامال کر دوں گا۔ تو وہ بزرگ مسیح ہے جسکو وقت کو ضایع

نہیں کیا جائیگا۔ تیرے جیسا توئی ضلیع نہیں ہو سکتا۔ تیرے لئے آسمان پر درجہ ہے اور
 نیز انکی نگہ میں جو دیکھتے ہیں۔ خدا تجھے مخالفوں کی شر سے بچائیگا اور تیری ساری دین
 تجھے دیگا اور خدا ان پر حملہ کرے گا جو تجھ پر حملہ کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ حدیث پڑھ گئے۔ خدا تمہارا
 کھینچ کر اترے گا۔ تا دشمن اور اُسکے اسباب کو کاٹ دے۔ خداے رحیم سے تیرے پر سلام
 وہ تجھ میں اور مجھ میں امتیاز کیسے دکھلا دیگا۔ ان کو کہہ دے کہ میں صادق ہوں پس
 تم میرے نشانوں کے منتظر رہو حجت قائم ہو جائیگی اور کھلی کھلی فتح ہوگی۔ ہم وہ مجھ
 آثار دینگے جس نے تیری کمر توڑ دی۔ اور ظالموں کی جڑ کاٹ دی جائیگی وہ پاہتے ہیں
 کہ تیرا کام ناتمام رہے لیکن خدا نہیں چاہتا۔ مگر یہی کہ تیرا کام پورا کر کے چھوڑے۔ خدا
 تیرے آگے آگے چلیگا اور اُسکو اپنا دشمن قرار دیگا جو تیرا دشمن ہے۔ جس پر تیرا غضب ہے
 میرا بھی اُسی پر غضب ہوگا۔ اور جس کو تو پیار کر لیگا۔ میں بھی اُسی سے پیار کروں گا۔ خدا کے
 مقبولوں میں قبولیت کے نمونے اور علامتیں ہوتی ہیں اور انجام کار انکی تعظیم ملوک و
 ذوی الجبروت کرتے ہیں اور وہ سداقتی کے شہزادوں کے کہلاتے ہیں۔ میں چوہ چار پاؤں کو
 ہلاک کروں گا۔ کیونکہ وہ مجھ سے بڑھ گئے تھے۔ میری فتح ہوگی اور میرا غلبہ ہوگا مگر جو جو
 لوگوں کیلئے مفید ہے میں اُسکو دینک رکھوں گا۔ تجھے ایسا غلبہ دیا جائیگا جسکی تعریف
 ہوگی اور کاذب کا خدا دشمن ہے اُسکو جہنم میں پہنچائے گا۔ ایک موسیٰ ہے میں اُسکو نکال
 کروں گا اور لوگوں کے لئے اس کو عذاب دوں گا۔ لیکن جس نے میرا گناہ کیا ہے میں اُسکو
 گھسیٹوں گا اور اُسکو دوزخ دکھلاؤں گا۔ میرا دشمن ہلاک ہو گیا اور اب معاملہ اُس کا خدا سے جا پڑا
 یعنی ہلاک ہو جائیگا۔ اسے چاند اور اسے سوچ تو تجھ سے ہے اور میں تجھ سے عنقریب خدا
 تجھے وہ انعام دیگا کہ تو رہی ہو جائیگا۔

یہ وہ الہامات ہیں جنکو موسیٰ کے الہامات شایع ہوئے بعد مجھ کو خدا تعالیٰ
 کی طرف سے اس چھ برس کی مدت میں جو نوحی کتاب عسا و موسیٰ تصنیف ہو کر شایع ہوئی اور

اُسی وقت سحر بہ الہامات شریع ہوئے۔ اور سب الہامات یا بر صاحب کی موت سے پہلے کے
ہیں۔ اور ان میں سے بعض ایسی تھیں کہ الہامات اور ان الہامات کا مقابلہ کر کے خود ہی بتلا دیں
کہ ان پر سحر کیا الہامات سچے ہوئے یا بوا کہی بخش صاحب کے الہام سچے ہوئے۔ ایک
صوفی کہے۔ میں نے نو بہت بار کافی سے اسی سے سچی جہڑا معلوم ہو جاتا ہے اور اگر نیت میں
عدالتی نہیں تو اس سے شخص کا فیصلہ نہ اتنا فی خود کر لیا۔

نشان تیسرا ۱۹۹۹ء و ۲۰۰۰ء و ۲۰۱۰ء۔ قادیان کے آریوں نے محض مجھ کو کہنے
اور دہانی کرنے کیلئے ایک اخبار قادیان بن لگا لیا جس کا نام شجرہ چنتک رکھا تھا
اور اپنا تیسرا نمبر اس کے تین آدمی تھے ایک کا نام سومراج۔ دوسرے کا نام اچھر۔ تیسرے
کا نام گشت نام۔ ان میں ان کی موت سوئے اس کے تین نشان ظہر ہوئے۔ یہ تینوں نہایت
درجہ ممتاز و نامور تھے۔

جس شخص نے ان کے اخبار شجرہ چنتک کے چند پرچے دیکھے ہوں گے وہ اس بات کا
تو کر لیا کہ تمام سب دہانی اور گھر در فرائض میرے ہو کر ہیں چنانچہ خبر مذکورہ
پرچہ ۲۲۔ اپریل ۱۹۹۹ء میں میری نسبت لکھا ہے کہ یہ شخص خود پرست ہر شے پرست
نفس ہے فاجر ہے۔ اس پر شکر اندی اور ناپاکہ تو ہیں۔ سکوتی ہیں
پھر پرچہ ۱۵ مئی ۱۹۹۹ء میں لکھا ہے۔ قادیان میں۔ کے الہاموں۔ اس کے مشرکوں
کی نسبت بدشت از بام کرے کا زمرہ ٹھہرانے والا ایک ہی میرے شجرہ چنتک میں۔ مرنے والی
بدشتاق شہرت کا خوابان۔ شکم پرور ہے۔

اور پھر پرچہ ۲۲۔ مئی ۱۹۹۹ء میں میری نسبت لکھا ہے۔ کبھی کبھار
مرزا فریب اور جوئے میں مشاق۔ اور پھر پرچہ ۲۲۔ دسمبر ۱۹۹۹ء میں لکھا ہے ہم انہی چالاکوں
کو ضرورت بدشت از بام کرینگے اور ہمیں امید ہی ہے کہ ہم اپنا ارادہ میں ضرور کامیاب ہوں گے۔
اور پھر پرچہ ۲۲۔ دسمبر ۱۹۹۹ء میں لکھا ہے مرزا مکار اور جوئے بولنے والا ہے مرزا کی جاعت کے

لوگ بدچلن اور بد معاش ہیں۔ فرض ہر ایک پر ہے اُن کا ناپاک گالیوں سے بہا ہوا نکلنا رہے۔ میں نے کئی مرتبہ جناب الہی میں دعائیں کیں کہ خدا اس اخبار کے کارکنوں کو نابود کر کے اس فتنہ کو دہریاں سے اٹھا دے چنانچہ کئی مرتبہ مجھے یہ خبر دی گئی کہ خدا تعالیٰ انکی جگہ نیا کر لگا زیادہ تر میرے پرنا گوارہ امر تھا کہ چونکہ یہ لوگ قادیان میں رہتے تھے اس لئے ان کے قرب مکان کی وجہ سے ان کے جو ہٹھ کو بطور بیچ کے دیکھا جاتا تھا۔ چنانچہ انہوں نے فروہ ہی اپنے اخبار یکم مارچ ۱۹۰۸ء میں محض دھوکا دینے کے لئے یہ شایع کیا ہے کہ ہم نے ... پندرہ سال تک متواتر پہلو پہلو ایک ہی قصبہ میں اُن کے ساتھ رہ کر اُن کے حال پر غور کی تو اتنی غور کے بعد ہمیں یہی معلوم ہوا کہ یہ شخص حقیقت میں کار خود غرض عشرت پسند زبان وغیرہ وغیرہ ہے۔ اب ظاہر ہے کہ جو لوگ پندرہ سال کی ہسائیگی کا دعویٰ کر کے یہ گواہی دیتے ہیں کہ شخص حقیقت میں کار خود غرض ہے ایسے لوگوں کی گواہی کا کس قدر وزن پڑا کر سکتا ہے۔ پھر اسی پرچہ میں لکھا ہے کہ نشان تو ہم نے اس مدت تک کوئی نہیں دیکھا البتہ یہ دیکھا ہے کہ یہ شخص ہر روز جوئے الہام بنا تا ہے ایک لاثانی جو قوت ہے۔

پس یہی باعث تھا کہ مجھے ان لوگوں کے حق میں بد دعائیں کرنی پڑیں۔ آخر میں نے ایک رسالہ لکھا جس کا نام ہے قادیان کے آریہ اور ہم اس سال کا خلاصہ مضمون یہ ہے کہ قادیان کے دو آریہ جن میں سے ایک کا نام شریعت اور دوسرے کا نام ملاوٹ یہ دونوں مدت تک میرے پاس آتے رہے ہیں اور بہت سی نشان آسانی میں جو انہوں نے بکشم خود دیکھے ہیں وہ میرے اُن تمام نشانوں کے گواہ ہیں جنکے وجود کو شریعت کے اوڈیٹر و منظم قلمس انکار کر رہے تھے کہ ان کو مکار اور مفتری قرار دیتے ہیں اگر میں ایسا ہی کاذب اور مکار ہوں تو یہ دونوں قسم کہا جائیں کہ ہم نے یہ نشان نہیں دیکھے۔ سو آج تک انہوں نے قسم نہیں کہائی مگر ان تینوں کے بارے میں میں سوم راج اور اچھر چند اور صلیب راج کی نسبت جو کچھ مجھ خدا سے معلوم ہوا میں نے اس سال میں لکھ دیا۔ چنانچہ منجملہ ان کے ایک خط ہے جو اسی رسالہ کے ٹائٹل پیج پر

بڑے گئے اور خدا نے میرے پر ظاہر کیا کہ اب وہ ہلاک ہو نیکیوں میں چنانچہ اکثر وہ الہام اخبار میں لے کر
 ایک کھمبہ میں بھی شائع ہو گئے۔ تب بعد اس کے ان بدقسمتوں کی سزا کا وقت آگیا اور یہ بین آدمی تھے
 ایک کا نام سوم راج تھا دوسرے کا نام اچھر تھا۔ تیسرے کا نام ہیگت نام تھا۔ پس خدا کے
 قہر کی طمانچہ نے تین دن کے اندر ہی ان کا کام تمام کر دیا۔ اور تینوں طاعون کے شکار ہو گئے
 اور انکی بلا انکی اولاد اور اہل و عیال پر بھی پڑی چنانچہ سوم راج نہ مرا جب تک اس نے اپنے عزیز
 اولاد کی موت طاعون سے نہ دیکھی۔ یہ پادشہ شہرارتوں اور شوخیوں کی۔ گرا ہی میں
 نہیں باور کر سکتا کہ باقیماندہ رفیق ان لوگوں کے جو قادیان میں موجود ہیں شہرارتوں سے بڑا بڑا
 برگزیدہ نبیوں کی بیانی بڑی بانی اور توہین کی وجہ سے اپنے خدا سے قدر کے آگے کر دے
 کر رہی ہیں۔ پس وہ پاک روحین بلاشبہ یہ عزت رکھتی ہیں کہ خدا کی نعمت ان کیلئے بڑے
 اسلئے یقیناً سمجھو کہ یہ قوم اپنے انتہا سے فنا کا بیج بوری ہے۔ یہ جو کہ ناپاک طبع لوگ ہرگز سب
 نہیں ہو سکتے اور جو دخت خشک بھی ہو اور ہرگز ہر ملکہ وہ کیونکر محفوظ رکھنے کے لائق نہ ہو سکتی
 بلکہ وہ سب پہلے کاٹا جائیگا۔ اور صیت خیال کرو کہ ان تینوں کا طاعون سے مرنا ایک نشان
 ہے بلکہ یہ تین نشان ہیں۔ اور اب ہم منتظر ہیں کہ اب ان کا جانشین قادیان میں کون ہوتا ہو۔
 اور کب وہ انکی طرح میری نسبت اخبار میں شائع کرتا ہے کہ یہ شخص مکار اور کاذب ہو اور ہم نے
 اسکا کوئی نشان نہیں دیکھا۔

۱۔ قادیان کے آریو خدا تعالیٰ کے غضب سے ڈرے اور جھوٹ بولنے پر کمر بستہ
 نہ ہو جاؤ وہ ایک دم میں ظالم اور گستاخ آدمی کو بنا کر سکتا ہے۔ وہ عظیم الشان نشان جو تمہیں
 دیکھے اگر کوئی شریف طبع آریہ دیکھتا تو قبول کر لیتا کون انسان یہ پیشگوئی کر سکتا ہے کہ اسکی
 گناہی اور کس میرسی کے زمانہ کے بعد اس پر ایک ایسا زہر بھی آنے والا ہے کہ لاکھوں
 انسان اس کے تاج ہو جائیں گے اور نجا بظنون کے کھروں سے وہ پیشگوئی نہیں ٹھیک
 ہو کہ کون ناداری کے زمانہ میں یہ خبر دیکھتا ہے کہ اس پر ایک ایسا زہر بھی آنے والا ہے

کہ ایک سو نیا تخیلف اور اموال کی غیبی طرف رجوع کرے گی اور خدا ان کے دلوں میں اہام
 کر لگا کہ پورے صدق اور اخلاص سے اس کی مدد کریں اور اسکی راہ میں خدا ہوں۔ پس اے
 آدمیو! تمہیں معلوم ہے کہ میری گناہی اور ناداری کے زمانہ میں جبکہ میں دنیا کی نظر سے پوشیدہ
 تھا خدا نے بل میں احمدیہ میں ہی خبر دی تھیں جواب میں نے لکھیں اور اس نے مجھ کو مخاطب کر کے
 فرمایا تھا کہ ہر ایک طرف سو دنیا تیری طرف رجوع کر لگی اور لا کہوں انعام خدمت کیلئے حاضر
 ہو جائیں گے اور اس قدر لوگ آئینگے کہ قریب ہو کہ تو انکی ملاقات سے نہک جائے یا بدخلقی کر کر
 اور ان کے آئے سے راہین گہری ہو جائیں گی۔ اور ایک زمانہ تیری طرف الٹ آئیگا اور دشمن
 زور کا میں گئے کہ ایسا نہ ہو مگر خدا اپنی بات کو پوری کر لگا۔ پس تم سب پہلو اس پیشگوئی کو گواہ ہو چکے ہو اپنی گواہی پہا۔
 اے بیوقوف اور سخت دل قوم کیا تھے اس عظیم الشان پیشگوئی کو براہین احمدیہ
 دین نہیں پڑا اور کیا تم اسکی گواہ نہیں ہو کہ حقیقت یہ پیشگوئیاں اس زمانہ کی ہیں کہ جبکہ کوئی
 عقل والا نظام زمین کر سکتی تھی کہ ایسا کہنی ہو جائیگا۔ اور کیا تم کہہ سکتے ہو کہ دنیا میں کوئی
 نشان ایسی پیشگوئی ایسے گناہی کے زمانہ میں کر سکتا ہے۔ اگر دنیا میں اسکی کوئی اور ہی نظیر
 تو پیش کر دو۔ یقیناً سمجھو کہ خدا کی محبت تم پر پوری ہو چکی اب تم کسی طرف بہاگ نہیں سکتے۔ جو شخص
 خدا کے نشان کو معجزتی سے دیکھتا ہے وہ اول درجہ کا نبی فطرت اور ناپاک طبع ہوتا ہے
 اور نہیں ہوتا جیسا کہ کوئی دوسرا غضب کا نشان نہ دیکھ لے۔ سو تم شرحیوں سے باز آ جاؤ ایسا
 کہ خدا کا قہر پورا ہو جاوے اور تم غیبت و نابود ہو جاؤ۔ وہ خدا انسان سے تہا کہ نہیں
 خدا میں وجہ ہوتا ہوں کہ وہ کوئی اور نشان دکھائیگا کیونکہ انبیائے اسکے نشانوں کو قبول نہیں
 کیا۔ دیکھو! کیا عجیب حالت زمین کی ہے گویا گئی کوئی شخص نقوش کی آنکھ سے نہیں دیکھتا
 کہ انسان اس حقیقت کہل گئی ہے کہ کذب کی طرف جہاں گز رہیں اور خدا انکو سر کوئی ظاہر نہیں کرتی
 مراد کے ساتھ ہیں صرف قصور ہیں اور خدا کے چمکتے ہوئے نشانوں پر ان قصور کو ترجیح دیتے ہیں اسکو
 نہ دیکھتا۔ انبیاء کے یہ علامات و ذیہین نہ معلوم کہ کیا ہونے والا ہے کہ دل سخت ہو گئے اور

آنکھیں اندھی ہو گئیں اور خوف خدا جا ہار ڈا پر میرے خدا نے مجھ پر خبر دی ہے کہ نہ اس کے اور نشان ہیں جو قیامت کا نمونہ ہیں۔ کاش لوگ سمجھتے اور آنیوالے قہر سے بچ جاتے خدا نے فرمایا کہ ایک قیامت برپا ہوئی یعنی ہوگی ۴۷۔ اپریل سنہ ۱۹۷۱ء قیامت جب یہ واقعہ ہوا۔

<p>نشان کو دیکھ کر انکار کب تک پیش جائیگا یہ کیا عادت ہو کیوں سچی گوہی کو چھپاتا رہے تیری مکروں سے لے جا لے یہ نقصان نہیں کرے اگر تیرا بھی کچھ دین ہے بدل دے جو میں کہتا ہوں بہت بڑے بڑے باتین کی ہیں تو فراد چھپایا حق خدا رسوا کر لیا تلو میں اسے نزار پاؤں گا خدا ظاہر کر لیا اک نشان پر عجب پرستیت خدا کے پاک بندے رو سٹن پر ہو گئیں غالب</p>	<p>ارے اک اور چوٹوں پر قیامت آنیوالی ہے تیری اک روزگار گستاخ شامت آنیوالی ہے کہ یہ جان آگ میں پڑ کر سلامت آنیوالی ہے کہ عزت مجھ کو اور تجھ پر سلامت آنیوالی ہے مگر یہ یاد رکھا کہ دن سلامت آنیوالی ہے سہو اسے منکر و اب یہ کرامت آنیوالی ہے دلون میں اس نشان سے استقامت آنیوالی ہے میری خاطر خدا سے یہ علامت آنیوالی ہے</p>
---	---

نشان نمبر ۲۰ میرے ایک دوست سید ناصر شاہ ادیسر اس گردش اور تشویش میں مبتلا ہو گئے تھے کہ وہ گلگت میں تبدیل کئے گئے تھے اور وہ سفر شہید اور تکالیف شاق کا تحمل نہیں کر سکتے تھے آخر وہ رخصت لیکر واکرا نیسے لئے میرے پاس آئے تادہ جہیز میں متعین ہوں اور گلگت میں نہ جائیں اور یہ امر بظاہر محال تھا کیونکہ گلگت میں انکی تبدیلی مزید چکی تھی اسلئے وہ نہایت مضطرب تھے۔ سچے ایک رات ان کے لئے ایک کئی اور دعائیں کیں اور شوکت اسلام کیلئے یہی دعا کی اور نماز تہجد میں دعائیں کرتا رہا۔ تب تہذیبی سی غنودگی کے ساتھ خدا نے مجھے خبر دی کہ تمام دعائیں قبول ہو گئیں جن میں فوت اول شوکت اسلام بھی ہے اس پر یہ میں مجھے اطلاع دی گئی کہ سید ناصر شاہ کی تبدیلی تھی کی گئی۔ بچہ بڑی خوشی ہوئی کہ خدا نے ان کے بارے میں میری دعا قبول کی اور نیز اس وجہ سے یہی خوشی ہوئی کہ خدا کے فضل اور رحمت کے بڑے نشان یہ ہیں کہ وہ دعا قبول کرے

فی الفور سینے اُن کو، طلوع دیدی کہ تمہاری نسبت میری دعا قبول ہو گئی۔ پھر بعد اس کے شاید تیسرے دن یا چوتھے دن ریاست کے کسی اہلکار کا اُن کو خط آگیا کہ آپ کی تبدیلی ملتوی کی گئی تب وہ چند روز بعد مجھ سے رخصت ہو کر جموں چلے گئے اور جموں میں جا کر انہوں نے وہ خط پہنچا جو ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔

حضور اقدس حضرت پیر و مرشد مسیح موعود مہدی معہود و امام ظلکم

اسلام علیکم رحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ حضور والا کی خدمت میں۔ میں مبارکباد عرض کرتا ہوں۔ کہ خاکسار کی تعیناتی خاص جموں نمبر اول سب ڈویژن میں ہو گئی ہے احکامات جاری ہو گئے ہیں اور اب یہ خاکسار گلگت نہیں جائیگا۔ الحمد للہ رب العالمین کہ حضور والا کی دعائیں خداوند کریم نے قبول فرمائیں اور حضور کی دعا کے طفیل سوائد تعالیٰ نے دور دراز سفر سے اس عاجز کو نجات بخشی۔ جناب عالی یہ خاکسار کیلئے بڑا معجزہ ظہور میں آیا ہے۔ میرے پہلے مسیح ابو جہدی میری جان و مال آپ پر سپرد پاؤں ہر چہ زیادہ شریہ خوشی حاصل ہوئی کہ حضور والا کا وہ الہام پورا ہوا کہ آج جو دعائیں قبول ہوئیں انہیں قوت اور شکست اسلام ہی ہو اور حضور نے مجھے فرمایا تھا کہ ان دعاؤں میں سے یہ دعا بھی تھی کہ تمہاری گلگت کی تبدیلی ملتوی رہ جائے اور جموں میں تعیناتی ہو سکی قبولیت کی اطلاع مل گئی ہو۔ سو خدا کا شکر ہے کہ خدا کے فرمودہ کے مطابق ظہور میں آگیا۔ الحمد للہ! الحمد للہ!!

خاکسار نابکار شیخ ناصر شاہ اور سیر سب ڈویژن افسر جموں
مرقمہ ۱۱۔ اپریل ۱۹۱۷ء

نشان نمبر ۲۰۳۔ تیرہ اپریل ۱۹۱۷ء سو چند روز پہلے مجھ پر یہ الہام ہوا کہ اودت زمان الزلزلة چنانچہ یہ الہام بدرا اور الحکمہ دونوں اخباروں میں قبل از وقت شائع کر دیا گیا تھا اور اس الہام کے معنی یہ تھے کہ اب میں پورے لزلوں کا زمانہ لاؤں گا سوائے بعد ایک زلزلہ تو پنجاب میں آیا جسکی نسبت خیر آباد ضلع پیشاور سے مجھ خبر ملی کہ وہ سخت زلزلہ اور قیامت کا نشوونما

جیسا ہی لائسنس پورا اور رہیت سہم مقامات سحر اس زلزلہ کی خبر ملی اور بہت سکر دو ستون نے خط
لکھے اور اخبار رسول ایڈیٹر میمن ہی اسکی خبر شایع کی گئی۔

پہر انگریزی اخباروں کے ذریعہ سے معلوم ہوا کہ ایسا ہی اس اہام کے بعد امریکہ اور بعض حصہ یورپ میں تین سخت زلزلے آئے۔ اور بعض شہر تباہ ہو گئے لیکن چونکہ پیشگوئی میں غموم ہے اسلئے سمجھا جاتا ہے کہ اسی پریس نہیں ہو گا بلکہ اور تر زلزلے بھی آئیں گے کیونکہ خدا فرماتا ہے کہ وہ زمانہ آگیا ہے کہ پہرین زلزلوں کو زمین پر ظاہر کروں گا سوان زلزلوں کا منتظر رہنا چاہیے۔ خدا کی باتیں ٹل نہیں سکتیں۔

نشان نمبر ۲۰ { مولوی عجب رسا کن دہلی نے اپنی کتاب بیانِ مناس میں
میرا ذکر کر کے اور بالمتقابل اپنی تئیں رکھ کر مباحثہ کے طور پر بحث کیا

کی تھی تاکہ کذب صداقت کی زندگی میں فساد ہو۔ سو وہ میری زندگی میں ناگہانی موت سے
برگیا۔ یہ مقام عبرت ہے۔

نشان نمبر ۲۰ { پہر ایک اور شخص ابوالحسن نام نے میری زمین ایک کتاب بنا
 تھی جس کا نام ہے بجلی آسانی پر ردِ خیال قادیانی جس کے
 کئی مقامات میں کاذب کی موت کے لئے بددعا ہے بلکہ فرضی طور پر میری وفات کا قلع
 ذکر کر کے پنجابی زبان میں ایک سیایا لکھا ہے گویا میں مر گیا ہوں اور وہ مولوی میر سیایا
 میری موت کے بعد کرتا ہے آخر نتیجہ یہ ہوا کہ مولوی مذکور اس کتاب کے شائع کرنے کے
 بعد وہ خود مر گیا پہر ایک اور شخص ابوالحسن عبد الکریم نام نے دوبارہ اس کتاب کو چھپوایا وہ بھی
 حال کے طاعون کے دنوں میں طاعون کا شکار ہو گیا تعجب کہ باوجود ان تمام نشانوں
 کے کوئی سوچتا نہیں کہ جس شخص کے شامل حال اس قدر تصریح الہی ہے وہ کیونکر کاذب ہو سکتا ہے
 اسے پڑھنے والے اس کتاب کے خد سے ڈرے اور ایک دفعہ وہ اس کتاب کو
 کہو اکیچہ اور اس قادیان سے درخوست کر کہ وہ تیرے دل کو سچائی کے لئے کہوں دی اور خدا کی

اس شخص کا نام محمد عین ہے المعروف مولوی محمد ابوالحسن مولفہ شریعہ صحیح بخاری المعروف بہ فیض الداری ساکنہ پشاور میں تحصیل پشاور ضلع سیالکوٹ
سیالکوٹ میں برآمد ہوئے۔ مشہور مولوی تھارہ اپنی کتاب کلمی، تہذیبی کے معنی ۲۰ سطر ۱۰ اور سطر ۱۰ کے متعلق لکھتا ہے کہ میرے فاکرہوں کے ہزار کی تعداد چلی کرے
اس کا بھائی بی بی نہ رہی اور وہ مر جائے اور میرا اس کتاب کے معنی ۲۰ سطر ۱۰ اور سطر ۱۰ کے متعلق لکھتا ہے کہ میرے فاکرہوں کے ہزار کی تعداد چلی کرے

کو قبول نہیں کیا کیونکہ نہ نژاد سے پہلے ایلیاس نبی آسمان سے اترنا اور نہ حضرت عیسیٰ بادشاہ ہونے
 کو شش تڑکی گئی مگر اسمین نام کام رہے اور پھر چارویں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہودیوں
 کے عاملوں بلکہ ان کے تمام نبیوں نے یہی ہی سمجھ رکھا تھا کہ وہ آخر الزمان نبی بنی اسرائیل
 میں سے پیدا ہوگا۔ مگر انہی کھوڑ میں نہ آیا بلکہ وہ نبی بنی اسماعیل میں سے پیدا ہو گیا۔ نب
 لاکھوں یہودی حضرت قبول سے محروم رہ گئے۔ اگر خدا چاہتا تو ایسی صراحت سے علامتیں
 بیان کر دیتا کہ یہودی ٹھوکر نہ کہاتے مگر جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یہ صراحت
 نہیں کی گئی تو پھر اور کس کیلئے کیجاتی۔ پس یاد رکھو کہ ایسی پیشگوئیوں میں امتحان ہی
 مقصود ہوتا ہے۔ جو لوگ عقل سلیم رکھتے ہیں وہ اس امتحان کے وقت تباہ نہیں ہوتے
 اور روایات کو صرف ایک ظنی ذخیرہ خیال کر لیتے ہیں اور یہ ہی سمجھ لیتے ہیں کہ اگر کوئی
 روایت یا حدیث صحیح ہی ہو تب ہی اس کے معنی کرنے میں غلطی ہو سکتی ہے۔ پس وہ تمام
 تراش و ساخت کا خدا کی نصرت اور خدا کی تائید اور خدا کے نشانوں اور شہادتوں کو ترا
 دیتے ہیں اور جس قدر علامتیں روایتوں کے ذریعہ سے میسر آگئی ہیں ان کو کافی سمجھتے
 ہیں اور باقی روایتوں کو ایک رومی متاع کی طرح پہنیک دیتے ہیں۔ یہی طریق سچ ہے
 فطرت یہودیوں نے اختیار کیا تھا جو مسلمان ہو گئے تھے اور یہی طریق ہمیشہ سے استبدادوں
 کا چلا آیا ہے اور اگر استبدادوں اور خدا ترسوں کا یہ طریق نہ ہوتا تو ایک نفس ہی یہودیوں اور
 عیسائیوں میں بننے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لاسکتا اور نہ کوئی یہودی حضرت عیسیٰ
 کو قبول کر سکتا ہوتا۔ یہودی اس ملک میں رہتے ہیں ان کو پوچھ کر دیکھ لو کہ کیوں وہ لوگ
 حضرت عیسیٰ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لائے آخر وہ دیوانہ نہیں ہیں
 کوئی نذر نواں کے پاس ہے۔ پس تم یاد رکھو کہ انکی طرف کو تم یہی جواب پاؤ گے کہ وہ علامتیں
 جو انکی احادیث اور روایتوں میں لکھی تھیں پوری نہیں ہوئیں اور اس طرح پر وہ اس صند پر قائم
 رہ کر اصل جنم ہو گئے اور مرنے جاتے ہیں۔ اب جبکہ ثابت ہو کہ تمام قراردادہ علامتوں کا پورا ہونا شرط

بیان قرار دینا جہنم کی راہ ہے جسکی وجہ سے کئی لاکھ بیویوں و اصل جہنم ہو چکے تو اس راہ کو
 تم کیوں اختیار کرتے ہو۔ مومن کو چاہیے کہ دوسرے کے حالات کو عبرت کی طرح لے لیا تم تعجب
 کرتے ہو اس امتحان میں خدا تعالیٰ نے بیویوں کو ڈالا تھا وہی امتحان تھا یہی کیا گیا تھا
 النّاس ان یذکرکوا ان یقولوا استأواہم لا یجنتون۔ یقیناً سمجھو کہ
 یہ کہ رو پرغا۔ اچھا سمجھو نہ انسان کا پس قبول کرنے میں یہ یقین میں داخل ہو جاؤ۔ اور خدا
 سے مت ڈرو کہ اس کے بسا کیوں کیا اور اگر تم نفوس کی نظر سے دیکھو تو تم سمجھ سکتے ہو
 کہ ان قدر بگڑے ہوئے انسان کو مضبوط پکڑ لیا ہے عقل و انصاف تم پر یہ واجب نہیں
 کر کہ وہ صبر کرو۔ کیونکہ وہ سب مجموعہ ظنیات پر کہ جو احسان کہہ رہی کہتا اور قابلِ واپس ہے
 پس ہی باورنہاں سمجھ کر یقین کے پہلو کو کیوں چھوڑتے ہو کیا ظن یقین کے ساتھ
 ہر مومن کو چاہیے کہ وہ اس میں صبر نہ کرے کہ وہ اس میں صبر نہ کرے کہ وہ اس میں صبر نہ کرے
 سو تم ان کی حد تک نہ رو ڈالو۔ یاد رکھو کہ قرآن کریم کی نصوص قطعیۃ الدلائل
 کیوں ثابت ہیں جو کہ شرف جیسی زندہ آسمان پر بیٹھے ہیں بلکہ ان کی موت ثابت
 ہوئی ہے پس سب قرآن کا تا ہے اسکو تم کیوں زندہ کہتے ہو۔ نبی آسمان پر زندہ
 تو میں اگر سب کی عیاں زندگی پر بیٹھے کیلئے کوئی نالی زندگی نہیں۔ اور ہمارے نبی صلی اللہ
 علیہ وسلم سب سے زیادہ آسانی زندگی رکھتے ہیں۔ اور سورہ نور کو غور سے پڑھو اس میں
 یہی پاؤ گے کہ آنے والے خلیفے سب اسی امت میں سے ہیں۔ اور جبکہ یہود اس امت
 میں سے ہی ہیں اور یہی اسے ہیں تو تم کیوں تعجب کرتے ہو کہ مسیح موعود ہی اسی امت میں سے ہو
 اور سب کب خواہش تھی کہ میں مسیح موعود بننا اور اگر مجھے یہ خواہش ہوئی تو میں بن ہی جا چکا
 میں اپنی سب سے بڑی بات کہنا کہ مسیح آسمان سے اترے گا حالانکہ اسی براہین میں خدا نے
 میرا نام ہی لیا ہے۔ پس تم سمجھ سکتے ہو کہ میں نے پہلے اعتقاد کو نہیں چھوڑا تھا جب تک خدا نے

روشن نشانوں اور کہلے کہلے الہاموں کے ساتھ نہیں چھوڑا یا۔ پس میں یقین کو چھوڑ
 تمہاری ظنی روایات کو کیونکر قبول کر سکتا ہوں اور بصیرت کو چھوڑ کر ظنی ڈکوسے کیونکر اختیار
 کر سکتا ہوں جن کا باطل ہونا خدا نے میرے پر ظاہر کر دیا جیسا کہ بیوریوں کی روایات اور
 اعدائے باطل ہونا خدا نے حضرت عیسیٰ اور آنحضرتؐ پر ظاہر کر دیا۔ پس وہ بصیرت جو رہنما
 نشانوں کے ساتھ دینی ہے اسکو کیونکر چھوڑ سکتا ہوں۔ خدا نے مجھ پر پڑا ہے کہ وہ کل و پچاس
 صبیح نہیں تہیں کچھ تو صبح نہیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور کچھ رومی اور موضوعات
 کا ذخیرہ تھا جس کا غلط ہونا کہل گیا اور کچھ احادیث صحیحہ کے سمجھنے میں غلطیاں تہیں اگر
 ایسا نہ ہوتا تو مسیح موعود کا نام حکم کیوں رکھا جاتا۔ کیونکہ اگر مسیح موعود پر واجب ہو کہ وہ ظاہر ہو کر
 سب روایات کو مان لے تو ہر کن معنوں سے وہ حکم کہتا سکتا ہے۔ ہر ایک درخت اپنی پھلوں
 سے شناخت کیا جاتا ہے اور ہر ایک فدام کی عزت اسکے قبا کی عنایت سے معلوم ہو سکتی
 ہے اور ہر ایک خوشبو اپنی شہادت آپ دیتی ہے پس کیوں مجھ سے بعدی کرتے ہو
 اور کیوں زبان کی ناپاکی کو انتہا تک پہنچاتے ہو۔ غیبر کرو اور تقویٰ سے کام لو۔ اگر
 میں صادق نہیں درج ہوں اور نہ خود کی طرح ہوں تو کب تک چوری اور رہزنی پیش
 جاسکتی ہے۔

انکہ آید از خدا آید بد و نصرت بدون	خدمتِ اوی کند شمس و قمر چون عاکر ان
صافان را از خدا نور سے عنایت میشود	حسین آن یار ازل می تابدا ندر روشن
از پے ہمدردی دنیا مصیبت می کشند	خادمان بے اجرت اند و پردہ پوشان چہاں
از گردہ اہل نخوت لا و بالی سے زمیند	بادشاہان دو عالم بے نیاز از حاسدان
دل سپردن دستان را سیرت ایشان بود	جان دہند از ہر آن دلدار وقت امتحان

اب ہم نشانوں کو اسی قدر خستہ کر کے دکھا گئے ہیں کہ خدا تعالیٰ بہت سی
 روحیں ایسی پیدا کرے کہ ان نشانوں سے فائدہ اٹھا دیں اور سچائی کی راہ کو اختیار

کریں اور بغض اور کینہ کو چھوڑ دیں۔ اے میرے قادر خدا میری عاجزانہ دعا میں
 سن لے اور اس قوم کے کان اور دل کھول دے اور یہاں وہ وقت دکھا کہ
 باطل معبودوں کی پرستش دنیا سے اٹھ جائے اور زمین پر تیری پرستش اعلان
 سے کی جائے اور زمین تیرے رہتیار اور موصد بیرون سے اسی بھر جائے
 جیسا کہ سمندر پانی سے بھرا ہوا ہے۔ اور تیرے رسول کو جو مصطفیٰ اصلی اسرار
 علیہ وسلم کی عظمت اور سچائی دلون میں بھیجے جائے۔ آمین

اے میرے قادر خدا مجھے یہ تبدیلی دنیا میں دکھا اور میری دعا میں
 جو ہر یک طاقت اور قوت تجہ کو ہے۔ اے قادر خدا ایسا ہی کر آمین تم آمین

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

تمت بحکیم

اس کتاب کے ختم کرنے کے بعد ایک اور نشان مبارک کے رنگ سیاہ و دوسرا
 پیشگوئی کا پر ظاہر ہوا جن سے دو سو آٹھ نمبر نشانوں کا پورا ہوتا ہے لہذا ان نشان
 کے لئے دو اور ورق کتاب میں بڑا نسخہ لکھا ہے وہذا من فضل
 ربی ان ربی ذو الفضل العظیم ولله الحمد فی الاولی
 والاخرۃ وهو المولى الکریم۔

فیصلہ بذریعہ مباہلہ کا ایک اور تازہ نشان

نشان ۲۰۶ ذیل میں وہ مباہلہ درج کیا جاتا ہے جو ہماری جماعت کے ایک مہر نشی صاحب علی صاحب فیض السدخاں بن نثرانیہ صاحب سابق پروفیسر اور پیش کالج لاہور کے ساتھ ۱۲ جون ۱۹۶۶ء کو کیا تھا اور جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ فیض السدخاں اپنی خواہش کے مطابق مرض طاعون میں گرفتار ہو کر ۱۴ اپریل ۱۹۶۶ء مطابق یکم مئی ۱۹۶۶ء میں نہ صرف خود ہی ہلاک ہوا بلکہ اپنے بعض دیگر عزیز و کلو بھی لے ڈوبا۔

اسی جگہ اس بات کا ذکر بھی فائدہ سے خالی نہ ہو گا کہ اس شخص فیض السدخاں کا باپ قاضی ظفر الدین بھی ہمارے سلسلہ کا سخت مخالف تھا اور جب اس نے اس سلسلہ کے برخلاف ایک عربی نظم لکھنی شروع کی تو ہونو اسے پورا نہ کر چکا تھا اور سوڈا اس کے گھر میں تھا چھاپنے تک نہ پہنچی تھی کہ وہ مر گیا۔ اب اس مباہلہ کی تحریر کی وحدت طرفین کی نقل کی جاتی ہے۔ دونوں فریق کی دستخطی تحریریں ہمارے پاس موجود ہیں۔

تحریر دستخطی فیض السدخاں

نشر

بسم اللہ الرحمن الرحیم - محمد و نعلی علی رسولہ الکریم

الحمد لله الذی لا ینظر مع اسمہ شی فی الارض ولا فی السماء وهو السميع العليم
بعد حمد و صلوات بر رسول رب العالمین کے میں قاضی فیض السدخاں بن قاضی ظفر الدین احمد مرحوم ایک مسلمان
حنفی سنت نبویہ کا پورا تابعدار اس بات کا قائل ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جو خاتم النبیین
ہو چکے ہیں وحی کا نازل ہونا خلاف مذہب قرآن و حدیث ہے۔ اور مرزا صاحب کے اس دعویٰ کی تردید کرتا ہوں
کہ وہ شیل وسیع موعود ہیں اور فتنی کتاب علی صاحب خافت امرشید منشی کریم بخش صاحب سکندر شہر
جہانگیر جو کہ مرزا صاحب موعود کے تابع ہیں۔ دعویٰ کرتے ہیں کہ جو شخص انکے اس دعویٰ کی تردید کرے۔
اپر عذاب الہی نازل ہوگا۔ لہذا میں یہ دعا کرتا ہوں کہ ہم دونوں فریقوں میں سے جو شخص جھوٹا
ہے اس پر عذاب الہی نازل ہو۔ مثل موت یا بہاری طاعون یا مقدم میں گرفتاری اور میں مطابقت

جو یہ قصیدہ تیسری میں تالیف کیا تھا جس کا نام انجیر احمدی رکھا تھا اور الہامی طور پر بتایا گیا تھا کہ اسکا
دو مقابلہ نہیں کر سکیگا اور اگر وقت بھی رکھا ہوگا تو خدا کوئی روک ڈالے گا پس قاضی ظفر الدین جو نہایت درجہ

۱۰۰
۱۰۱
۱۰۲
۱۰۳
۱۰۴
۱۰۵
۱۰۶
۱۰۷
۱۰۸
۱۰۹
۱۱۰
۱۱۱
۱۱۲
۱۱۳
۱۱۴
۱۱۵
۱۱۶
۱۱۷
۱۱۸
۱۱۹
۱۲۰
۱۲۱
۱۲۲
۱۲۳
۱۲۴
۱۲۵
۱۲۶
۱۲۷
۱۲۸
۱۲۹
۱۳۰
۱۳۱
۱۳۲
۱۳۳
۱۳۴
۱۳۵
۱۳۶
۱۳۷
۱۳۸
۱۳۹
۱۴۰
۱۴۱
۱۴۲
۱۴۳
۱۴۴
۱۴۵
۱۴۶
۱۴۷
۱۴۸
۱۴۹
۱۵۰
۱۵۱
۱۵۲
۱۵۳
۱۵۴
۱۵۵
۱۵۶
۱۵۷
۱۵۸
۱۵۹
۱۶۰
۱۶۱
۱۶۲
۱۶۳
۱۶۴
۱۶۵
۱۶۶
۱۶۷
۱۶۸
۱۶۹
۱۷۰
۱۷۱
۱۷۲
۱۷۳
۱۷۴
۱۷۵
۱۷۶
۱۷۷
۱۷۸
۱۷۹
۱۸۰
۱۸۱
۱۸۲
۱۸۳
۱۸۴
۱۸۵
۱۸۶
۱۸۷
۱۸۸
۱۸۹
۱۹۰
۱۹۱
۱۹۲
۱۹۳
۱۹۴
۱۹۵
۱۹۶
۱۹۷
۱۹۸
۱۹۹
۲۰۰
۲۰۱
۲۰۲
۲۰۳
۲۰۴
۲۰۵
۲۰۶
۲۰۷
۲۰۸
۲۰۹
۲۱۰
۲۱۱
۲۱۲
۲۱۳
۲۱۴
۲۱۵
۲۱۶
۲۱۷
۲۱۸
۲۱۹
۲۲۰
۲۲۱
۲۲۲
۲۲۳
۲۲۴
۲۲۵
۲۲۶
۲۲۷
۲۲۸
۲۲۹
۲۳۰
۲۳۱
۲۳۲
۲۳۳
۲۳۴
۲۳۵
۲۳۶
۲۳۷
۲۳۸
۲۳۹
۲۴۰
۲۴۱
۲۴۲
۲۴۳
۲۴۴
۲۴۵
۲۴۶
۲۴۷
۲۴۸
۲۴۹
۲۵۰
۲۵۱
۲۵۲
۲۵۳
۲۵۴
۲۵۵
۲۵۶
۲۵۷
۲۵۸
۲۵۹
۲۶۰
۲۶۱
۲۶۲
۲۶۳
۲۶۴
۲۶۵
۲۶۶
۲۶۷
۲۶۸
۲۶۹
۲۷۰
۲۷۱
۲۷۲
۲۷۳
۲۷۴
۲۷۵
۲۷۶
۲۷۷
۲۷۸
۲۷۹
۲۸۰
۲۸۱
۲۸۲
۲۸۳
۲۸۴
۲۸۵
۲۸۶
۲۸۷
۲۸۸
۲۸۹
۲۹۰
۲۹۱
۲۹۲
۲۹۳
۲۹۴
۲۹۵
۲۹۶
۲۹۷
۲۹۸
۲۹۹
۳۰۰
۳۰۱
۳۰۲
۳۰۳
۳۰۴
۳۰۵
۳۰۶
۳۰۷
۳۰۸
۳۰۹
۳۱۰
۳۱۱
۳۱۲
۳۱۳
۳۱۴
۳۱۵
۳۱۶
۳۱۷
۳۱۸
۳۱۹
۳۲۰
۳۲۱
۳۲۲
۳۲۳
۳۲۴
۳۲۵
۳۲۶
۳۲۷
۳۲۸
۳۲۹
۳۳۰
۳۳۱
۳۳۲
۳۳۳
۳۳۴
۳۳۵
۳۳۶
۳۳۷
۳۳۸
۳۳۹
۳۴۰
۳۴۱
۳۴۲
۳۴۳
۳۴۴
۳۴۵
۳۴۶
۳۴۷
۳۴۸
۳۴۹
۳۵۰
۳۵۱
۳۵۲
۳۵۳
۳۵۴
۳۵۵
۳۵۶
۳۵۷
۳۵۸
۳۵۹
۳۶۰
۳۶۱
۳۶۲
۳۶۳
۳۶۴
۳۶۵
۳۶۶
۳۶۷
۳۶۸
۳۶۹
۳۷۰
۳۷۱
۳۷۲
۳۷۳
۳۷۴
۳۷۵
۳۷۶
۳۷۷
۳۷۸
۳۷۹
۳۸۰
۳۸۱
۳۸۲
۳۸۳
۳۸۴
۳۸۵
۳۸۶
۳۸۷
۳۸۸
۳۸۹
۳۹۰
۳۹۱
۳۹۲
۳۹۳
۳۹۴
۳۹۵
۳۹۶
۳۹۷
۳۹۸
۳۹۹
۴۰۰
۴۰۱
۴۰۲
۴۰۳
۴۰۴
۴۰۵
۴۰۶
۴۰۷
۴۰۸
۴۰۹
۴۱۰
۴۱۱
۴۱۲
۴۱۳
۴۱۴
۴۱۵
۴۱۶
۴۱۷
۴۱۸
۴۱۹
۴۲۰
۴۲۱
۴۲۲
۴۲۳
۴۲۴
۴۲۵
۴۲۶
۴۲۷
۴۲۸
۴۲۹
۴۳۰
۴۳۱
۴۳۲
۴۳۳
۴۳۴
۴۳۵
۴۳۶
۴۳۷
۴۳۸
۴۳۹
۴۴۰
۴۴۱
۴۴۲
۴۴۳
۴۴۴
۴۴۵
۴۴۶
۴۴۷
۴۴۸
۴۴۹
۴۵۰
۴۵۱
۴۵۲
۴۵۳
۴۵۴
۴۵۵
۴۵۶
۴۵۷
۴۵۸
۴۵۹
۴۶۰
۴۶۱
۴۶۲
۴۶۳
۴۶۴
۴۶۵
۴۶۶
۴۶۷
۴۶۸
۴۶۹
۴۷۰
۴۷۱
۴۷۲
۴۷۳
۴۷۴
۴۷۵
۴۷۶
۴۷۷
۴۷۸
۴۷۹
۴۸۰
۴۸۱
۴۸۲
۴۸۳
۴۸۴
۴۸۵
۴۸۶
۴۸۷
۴۸۸
۴۸۹
۴۹۰
۴۹۱
۴۹۲
۴۹۳
۴۹۴
۴۹۵
۴۹۶
۴۹۷
۴۹۸
۴۹۹
۵۰۰
۵۰۱
۵۰۲
۵۰۳
۵۰۴
۵۰۵
۵۰۶
۵۰۷
۵۰۸
۵۰۹
۵۱۰
۵۱۱
۵۱۲
۵۱۳
۵۱۴
۵۱۵
۵۱۶
۵۱۷
۵۱۸
۵۱۹
۵۲۰
۵۲۱
۵۲۲
۵۲۳
۵۲۴
۵۲۵
۵۲۶
۵۲۷
۵۲۸
۵۲۹
۵۳۰
۵۳۱
۵۳۲
۵۳۳
۵۳۴
۵۳۵
۵۳۶
۵۳۷
۵۳۸
۵۳۹
۵۴۰
۵۴۱
۵۴۲
۵۴۳
۵۴۴
۵۴۵
۵۴۶
۵۴۷
۵۴۸
۵۴۹
۵۵۰
۵۵۱
۵۵۲
۵۵۳
۵۵۴
۵۵۵
۵۵۶
۵۵۷
۵۵۸
۵۵۹
۵۶۰
۵۶۱
۵۶۲
۵۶۳
۵۶۴
۵۶۵
۵۶۶
۵۶۷
۵۶۸
۵۶۹
۵۷۰
۵۷۱
۵۷۲
۵۷۳
۵۷۴
۵۷۵
۵۷۶
۵۷۷
۵۷۸
۵۷۹
۵۸۰
۵۸۱
۵۸۲
۵۸۳
۵۸۴
۵۸۵
۵۸۶
۵۸۷
۵۸۸
۵۸۹
۵۹۰
۵۹۱
۵۹۲
۵۹۳
۵۹۴
۵۹۵
۵۹۶
۵۹۷
۵۹۸
۵۹۹
۶۰۰
۶۰۱
۶۰۲
۶۰۳
۶۰۴
۶۰۵
۶۰۶
۶۰۷
۶۰۸
۶۰۹
۶۱۰
۶۱۱
۶۱۲
۶۱۳
۶۱۴
۶۱۵
۶۱۶
۶۱۷
۶۱۸
۶۱۹
۶۲۰
۶۲۱
۶۲۲
۶۲۳
۶۲۴
۶۲۵
۶۲۶
۶۲۷
۶۲۸
۶۲۹
۶۳۰
۶۳۱
۶۳۲
۶۳۳
۶۳۴
۶۳۵
۶۳۶
۶۳۷
۶۳۸
۶۳۹
۶۴۰
۶۴۱
۶۴۲
۶۴۳
۶۴۴
۶۴۵
۶۴۶
۶۴۷
۶۴۸
۶۴۹
۶۵۰
۶۵۱
۶۵۲
۶۵۳
۶۵۴
۶۵۵
۶۵۶
۶۵۷
۶۵۸
۶۵۹
۶۶۰
۶۶۱
۶۶۲
۶۶۳
۶۶۴
۶۶۵
۶۶۶
۶۶۷
۶۶۸
۶۶۹
۶۷۰
۶۷۱
۶۷۲
۶۷۳
۶۷۴
۶۷۵
۶۷۶
۶۷۷
۶۷۸
۶۷۹
۶۸۰
۶۸۱
۶۸۲
۶۸۳
۶۸۴
۶۸۵
۶۸۶
۶۸۷
۶۸۸
۶۸۹
۶۹۰
۶۹۱
۶۹۲
۶۹۳
۶۹۴
۶۹۵
۶۹۶
۶۹۷
۶۹۸
۶۹۹
۷۰۰
۷۰۱
۷۰۲
۷۰۳
۷۰۴
۷۰۵
۷۰۶
۷۰۷
۷۰۸
۷۰۹
۷۱۰
۷۱۱
۷۱۲
۷۱۳
۷۱۴
۷۱۵
۷۱۶
۷۱۷
۷۱۸
۷۱۹
۷۲۰
۷۲۱
۷۲۲
۷۲۳
۷۲۴
۷۲۵
۷۲۶
۷۲۷
۷۲۸
۷۲۹
۷۳۰
۷۳۱
۷۳۲
۷۳۳
۷۳۴
۷۳۵
۷۳۶
۷۳۷
۷۳۸
۷۳۹
۷۴۰
۷۴۱
۷۴۲
۷۴۳
۷۴۴
۷۴۵
۷۴۶
۷۴۷
۷۴۸
۷۴۹
۷۵۰
۷۵۱
۷۵۲
۷۵۳
۷۵۴
۷۵۵
۷۵۶
۷۵۷
۷۵۸
۷۵۹
۷۶۰
۷۶۱
۷۶۲
۷۶۳
۷۶۴
۷۶۵
۷۶۶
۷۶۷
۷۶۸
۷۶۹
۷۷۰
۷۷۱
۷۷۲
۷۷۳
۷۷۴
۷۷۵
۷۷۶
۷۷۷
۷۷۸
۷۷۹
۷۸۰
۷۸۱
۷۸۲
۷۸۳
۷۸۴
۷۸۵
۷۸۶
۷۸۷
۷۸۸
۷۸۹
۷۹۰
۷۹۱
۷۹۲
۷۹۳
۷۹۴
۷۹۵
۷۹۶
۷۹۷
۷۹۸
۷۹۹
۸۰۰
۸۰۱
۸۰۲
۸۰۳
۸۰۴
۸۰۵
۸۰۶
۸۰۷
۸۰۸
۸۰۹
۸۱۰
۸۱۱
۸۱۲
۸۱۳
۸۱۴
۸۱۵
۸۱۶
۸۱۷
۸۱۸
۸۱۹
۸۲۰
۸۲۱
۸۲۲
۸۲۳
۸۲۴
۸۲۵
۸۲۶
۸۲۷
۸۲۸
۸۲۹
۸۳۰
۸۳۱
۸۳۲
۸۳۳
۸۳۴
۸۳۵
۸۳۶
۸۳۷
۸۳۸
۸۳۹
۸۴۰
۸۴۱
۸۴۲
۸۴۳
۸۴۴
۸۴۵
۸۴۶
۸۴۷
۸۴۸
۸۴۹
۸۵۰
۸۵۱
۸۵۲
۸۵۳
۸۵۴
۸۵۵
۸۵۶
۸۵۷
۸۵۸
۸۵۹
۸۶۰
۸۶۱
۸۶۲
۸۶۳
۸۶۴
۸۶۵
۸۶۶
۸۶۷
۸۶۸
۸۶۹
۸۷۰
۸۷۱
۸۷۲
۸۷۳
۸۷۴
۸۷۵
۸۷۶
۸۷۷
۸۷۸
۸۷۹
۸۸۰
۸۸۱
۸۸۲
۸۸۳
۸۸۴
۸۸۵
۸۸۶
۸۸۷
۸۸۸
۸۸۹
۸۹۰
۸۹۱
۸۹۲
۸۹۳
۸۹۴
۸۹۵
۸۹۶
۸۹۷
۸۹۸
۸۹۹
۹۰۰
۹۰۱
۹۰۲
۹۰۳
۹۰۴
۹۰۵
۹۰۶
۹۰۷
۹۰۸
۹۰۹
۹۱۰
۹۱۱
۹۱۲
۹۱۳
۹۱۴
۹۱۵
۹۱۶
۹۱۷
۹۱۸
۹۱۹
۹۲۰
۹۲۱
۹۲۲
۹۲۳
۹۲۴
۹۲۵
۹۲۶
۹۲۷
۹۲۸
۹۲۹
۹۳۰
۹۳۱
۹۳۲
۹۳۳
۹۳۴
۹۳۵
۹۳۶
۹۳۷
۹۳۸
۹۳۹
۹۴۰
۹۴۱
۹۴۲
۹۴۳
۹۴۴
۹۴۵
۹۴۶
۹۴۷
۹۴۸
۹۴۹
۹۵۰
۹۵۱
۹۵۲
۹۵۳
۹۵۴
۹۵۵
۹۵۶
۹۵۷
۹۵۸
۹۵۹
۹۶۰
۹۶۱
۹۶۲
۹۶۳
۹۶۴
۹۶۵
۹۶۶
۹۶۷
۹۶۸
۹۶۹
۹۷۰
۹۷۱
۹۷۲
۹۷۳
۹۷۴
۹۷۵
۹۷۶
۹۷۷
۹۷۸
۹۷۹
۹۸۰
۹۸۱
۹۸۲
۹۸۳
۹۸۴
۹۸۵
۹۸۶
۹۸۷
۹۸۸
۹۸۹
۹۹۰
۹۹۱
۹۹۲
۹۹۳
۹۹۴
۹۹۵
۹۹۶
۹۹۷
۹۹۸
۹۹۹
۱۰۰۰

خدا کی طرف سے جو پیشگوئی کسی ظالم کے حق میں ہوتی تھے آخر وہ برپوری ہو جاتی ہے۔

نشان ۲۰۸۔ اس ملک پنجاب میں جب دیانند بانی مہائی آریہ مذہب نے اپنے خیالات پھیلانے اور
مسلمہ طبع ہندوؤں کو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تحقیر اور ایسے ہی دوسرے انبیاء کی توہین پر
چالاک کر دیا اور خود بھی قلم کھینچنے ہی اپنی شیطانی کتابوں میں جو بجا خدا کے تمام پاک اور برگزیدہ فرشتوں کی
تحقیر اور توہین شروع کی اور خاص اپنی کتاب ستیا رتھ پرکاش میں بہت کچھ جھوٹ کی نجاس کو
استعمال کیا اور بزرگ و مخبروں کو گندی گالیاں دیں تب مجھ اُسکی نسبت یہام ہوا کہ خدا تعالیٰ
ایسے موزی کو جلد بزدلیا سے اٹھائے گا اور یہ بھی العام ہوا میں احسنم بحکم و یولولہ الدین
یعنی آریہ مذہب کا انجام یہ ہوگا کہ خدا انکو شکست دیگا اور آخر وہ آریہ مذہبیت بھاگیں گے اور
پیٹھے پھیر لیں گے اور آخر کالعدم ہو جائیں گے یہ الہام مدت دراز کا ہے جس پر قریباً بیس سو کلم
عرصہ گزرا ہے جس سے ابجگہ کے ایک آریہ یعنی لالہ شرمپت کو اطلاع دی گئی تھی اور اُس کو
کھینچنے طور پر کہا گیا تھا کہ انکا بدتریاغ چندت دیانند اب جلد ترفوت ہو جائیگا۔ چنانچہ ابھی ایک سال
نہیں گزرے تھے کہ خدا تعالیٰ نے اس چندت بانیان سے پٹنہ دیں کہ نجات دی اور وہ اجمیر میں
مر گیا۔ اور شرمپت کے لیے پناہ پاک بڑا نشان تھا لیکن اس نے نہ صرف اسی نشان کے فیض سے اپنی
آپ کو محروم رکھا بلکہ اور بھی کئی کھٹے کھٹے نشان دیکھے مگر پھر بھی قہستی سے اسلام قبول نہ کیا۔
میں نے ایک علیحدہ کتاب میں جس کا نام ہے قادیان کے آریہ قدیم ان تمام نشانوں کو لکھا ہے
جسکا گواہ نہ صرف شرمپت کے بلکہ قادیان کے ام رہند و بھی گواہ رویت میں۔ افسوس کہ ان لوگوں نے
ان نشانوں سے کچھ فائدہ نہ اٹھایا بلکہ شوخی اور چالاکی اور شرارت میں بہت بڑھ گئی یہاں تک کہ

مسی سوم راج اور اچھرن اور بھگت رام نے قادیان میں ایک اخبار نکالا اور اس کا نام شبھ چنتک رکھا۔ اور اس میں گالیاں دینا اور بدزبانی کرنا اپنا فرض سمجھا۔ مگر خدا نے ایک سترے کئی بار مجھے خبر دے رکھی تھی کہ آریہ سماج کی عمر اب خاتمہ پر ہے چنانچہ میں نے اپنی کتاب تذکرۃ اشہادین کے صفحہ ۶۶ میں جو ۱۰ اکتوبر سنہ ۱۹۰۳ء میں شائع ہوئی تھی خدا تعالیٰ سے الہام پا کر پیشگوئی مندرجہ ذیل جو صفحہ ۶۶ کی سطر ۷۵-۸۰ میں ہر شائع کی تھی۔ اور وہ یہ ہے وہ مذہب دینی آریہ مذہب (مردہ) ہے اس سے مت ڈرو ابھی تم میں سے لاکھوں اور کروڑوں انسان زندہ ہونگے کہ اس مذہب آریہ کو نابود ہوتے دیکھ لو گے۔

اسی طرح میں نے اپنی کتاب نسیم دعوت کے صفحہ ۵۴-۵۵ میں جو ایوں کے مقابل پر ۲۸ فروری سنہ ۱۹۰۳ء کو لکھی گئی مندرجہ ذیل پیش گوئی آریوں کے حق میں کی تھی اور وہ یہ ہے کہ ایک جوش محض قوم اور سوسائٹی کے لیے دکھلاتے ہیں خدا کی عظمت ان لوگوں کے دلوں میں نہیں... قادیان کے آریہ خیال کرتے ہیں کہ لاکھوں کے پنجہ سے رہائی یاب ہو گئے ہیں مگر کیا یہ بدزبانیوں اور بے ادبیاں خالی جائیں گے؟ رسولے غافلوا ہمارا اور ان راست بازوں کا تجربہ ہے جو ہم سے پہلے گزر چکے ہیں کہ خدا کے پاک رسولوں کی بے ادبی کرنا اچھا نہیں۔ خدا کے پاس ہر ایک بدی اور شوخی کی سزا ہے۔

اور پھر میں نے اپنی کتاب قادیان کے آریہ اور ہم میں جو ۲۰ فروری سنہ ۱۹۰۴ء کو شائع ہوئی ہر اسکے صفحہ ۲۲۱ میں یہ پیشگوئی شائع کی تھی۔ یہ لوگ نیوہ کی تکیب میں جن کی سچائی سورج کی طرح چمکتی ہے وہ بڑھ گئی ہیں خدا جو اپنے بندوں کیلئے غیرت مند ہے ضرور اس کا فیصلہ کرے گا وہ ضرور اپنے پیارے بیٹوں کو کوئی ہاتھ دکھلائے گا پھر میں نے اسی سال قادیان کے آریہ اور ہم کی نظم میں یعنی صفحہ ۵۴ میں یہ پیشگوئی کی ہے۔ شرم و حیا نہیں ہے آنکھوں میں اگر ہرگز وہ بڑھ چکی ہیں خدا اب انتہا ہی ہے

ہم نے ہے جسکو مانتا قادر ہے مقتدر، اس سنجے کچھ دکھانا اس سے رجائی ہے، اس پیشگوئی کا حاصل یہی ہے کہ خدا ان لوگوں کو کوئی ہاتھ دکھائیگا۔ پھر اسی کتاب کے نائٹل بیج کے صفحہ ۲ میں یہ شعر ہے

۵۔ میری مالک تو انکو خود سمجھا، آسمان سے پھر اک نشان دکھلا، اس دعا کا حاصل یہی ہے کہ نشان کے طور پر

کوئی اور بلا آریوں پر نازل ہو۔

یہ پیشگوئیاں میں جو آریہ سلج کے حق میں کی گئی تھیں۔ سو ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ وہ کیسے کھلے کھلے طور پر ظہور میں آگئی ہیں اور آریہ سلج کا نسخہ سارہ ظاہر ہو گیا۔ چنانچہ انکے مطابق قانون کی آریہ سلج کے پُر جوثر ممبر جو اخبار شبہ چنٹک کو چلاتے تھے طاعون کے ایک ہی طمانچہ سے سب ہلاک ہو گئے جیسا کہ کتاب تبیین دعوت "میں انکا طاعون ہلاک ہونا پانچ برس پہلے بتلایا گیا تھا۔ اور دوسرے مقامات آریہ پیچرب کے آریوں میں سے جو سرگروہ کھلاتے تھے جن کی شوکت اور شان کی وجہ سے آریہ لوگ شوخ دیدہ ہو گئے تھے اکثر انکے اپنی باغیانہ خیالات سے سزا یاب ہو گئے اور بعض اس گورنمنٹ کے قلمرو سے باہر نکالے گئے۔ افسوس کہ ان لوگوں نے انگریزی سلطنت کے ہزار احسان دیکھ کر پھر تک حرامی کی۔ اور بغاوت کے کلمات سے سخت بد ذاتی دکھائی۔ مگر ضرورتاً کہ وہ پیشگوئیاں پوری ہوئیں جو آج پانچ برس پہلے ان لوگوں کے زوال اور تباہی کی نسبت بتلائی گئی تھیں۔ اب یقیناً سمجھو کہ آریہ سماجوں کا خاتمہ ہے۔ اور جیسا کہ خدا نے وعدہ کیا تھا وہ پورا ہوا۔ کیا انسان کی طاقت کے قبل از وقت ایسی پیشگوئیاں کر سکے؟ پس اُس خدا کا ہزار ہا شکر ہے اور تمام حمد اور جلال اُسی کو مسلم ہے جو اسلام کی تائید میں ایسے بڑے بڑے نشان ظاہر کرتا ہے۔ والسلام علی من اتبع الهدی۔

میں اس قدر لکھ چکا تھا کہ آج ۱۲ مئی سنہ ۱۹۱۷ء روز یکشنبہ کو ایک شخص مجھ کو کشفی طور پر دکھایا گیا مگر میں اسکی شکل بھول گیا صرف یہ یاد رہا کہ وہ ایک سخت دشمن ہے کہ اپنی تقریروں اور تحریروں میں گالیاں دیتا ہے۔ اور سخت بدزبانی کرتا ہے بعد اس کے الہام ہوا۔ بدی کا بدلا بدی ہے اُسکو پدیاگ ہو گئی۔ یعنی ہو جائے گی۔ پس میں یقین کرتا ہوں کہ جلد یا کچھ دیر سے تم سنو گے کہ کوئی ایسا سخت دشمن پدیاگ کا شکار ہو جائے گا۔ اگر ایسا کوئی دشمن ہے تمہارے دل بول اٹھیں کہ یہ الہام کا مصداق ہو سکتا ہے طاعون میں مبتلا نہ ہوا تو تمہارا حق ہے کہ تم تکذیب کرو۔ بعد اس کے ہم دکھلایا گیا کہ ملک میں بہت غفلت اور گناہ

اور شوق پھیل گئی ہے اور لوگ تکذیب باز آنے والے نہیں۔ جتنا کہ خدا اپنا قوی ہاتھ نہ دکھلائے۔ بعد اس کے ابہام ہوا۔ اس کا نتیجہ سخت طاعون ہے جو ملک میں پھیلے گی۔ کئی نشان ظاہر ہوں گے۔ کئی بھلائی دشمنوں کو گھر ویران ہو جائیں گے وہ دنیا کو چھوڑ جائیں گے۔ ان شہر و ملکوں پر رونا آئے گا۔ وہ قیامت کے دن ہوں گے زبردست نشانوں کے ساتھ ترقی ہوگی۔ ایک ہولناک نشان۔ یعنی ان میں سے ایک ہولناک نشان ہوگا شامی لڑا ہو جس کا وعدہ ہے یا آسمان کوئی اور نشان ظاہر ہو یا طاعون قیامت کا نمونہ دکھلاو پھر خدا تعالیٰ حکم سن کر کے فیما بین میری جست و خیز کو ایک پائیگی اس درجہ کہ گے گا اَیُّہِیْنَاک۔ یعنی ہم بقدر نشان دکھلائیں گے کہ تو دیکھتے دیکھتے تنک جانیگا۔

اور پھر ۱۱ مئی ۱۹۰۷ء روز دوشنبہ کو ابہام ہوا

سَنَیِّیْکَ۔ سَنَعَلِیْکَ۔ سَنَکَرَمَکَ اَکْرَامًا

عجبا۔ یعنی ہم عنقریب تجھ کو دشمنوں کے شر سے نجات

دیں گے۔ اور ہم تجھے ان پر غالب کر دیں گے۔ اور ہم

تجھے ایک عجب طور پر بزرگی دیں گے۔ اور درحقیقت

وہ لوگ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آتے ہیں محض خدا کو

نشانوں سے شناخت کیے جاتے ہیں اگر خدا اپنے

ہاتھوں سے فیصلہ نہ کرے تو صرف باتوں سے کوئی

فیصلہ نہیں ہو سکتا۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ مُحَمَّدٌ صَلَوَاتُكَ وَسَلَامُكَ عَلَيْكَ

اعلان

بخدمت علمائے اسلام
قال اللہ عزوجل

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِآيَاتِهِ

یعنی اُس شخص سے ظالم تر کون ہے جو خدا پر افتراء کرے یا خدا کی آیتوں اور نشانوں کا کذب ہو۔

ہر ایک کو معلوم ہے کہ میرے اس دعویٰ پر کہ میں خدا تعالیٰ سے سامع ہو کر آیا ہوں اور اس کو مکالمہ مخاطبہ سے مشرف ہوں پچیس برس کے قریب صدمہ گزر گیا ہے اور اس مدت میں باوجودیکہ میرے سلسلہ کے معادوم کو نیکیوں اور برائیوں کے لئے ناخنوں کا زور لگائے اور مجھ پر حکام کی طرف سے کھینچا مگر میں ان کے ہر ایک حملے کے وقت میں محفوظ رہا۔ تعجب کہ ان کو باوجود صد انا کامیوں کے جو میرے نتیجہ سال کے باری میں ہوں اب تک بات سمجھ نہیں آئی کہ ابک پوشیدہ تہذیب ساتھ ہے جو ان کے اٹھ سے مجھ پر بچا ہے۔ مجبورہ کذاب اور دجال اور مغتری تو کہتے ہیں مگر اس بات کا جواب نہیں دیتے کہ دنیا میں کونسا ایسا کذاب گذرنا ہو جس کو فدا دشمنوں کے خطرناک حملوں سے چھپیں برس تک بچا مارا یہاں تک کہ اس نے اپنی اصل فصل سے صدی کے چارم حصہ تک اس کو سلامت کہا اور ترقی پزیر ترقی بخشی اور ایک سے لاکھوں انسان کی سلی تالیف کر دیجے اور دشمن کی پیش گوئی اور آئندہ ترقی کی خبریں اور کوفسا دنیا میں ایسا کذاب گذرے جس کے مقابل پر ہر ایک سے من مبالغہ موت یا کسی اور قسم کی تباہی سے عذاب کا نشانہ ہوا اور کونسا ایسا کذاب گذرے جس کے لئے اور جس کی پیش گوئی کی رو سے رمضان میں خسوف کوف ہوا اور زمین میں ایک عالمگیر طاعون پھیل گیا۔ کیا کسی اور مہدی کا نشان ملتا ہے جس نے کوف خسوف پر پندرہ برس پہلے اسکے وقوع کی خبر دی تھی اور طاعون پچیس برس پہلے اور پھر بارہ برس پہلے اور پھر تین برس پہلے ملک میں اس کے پہلنے کی سہ بارہ اطلاع دی گئی تھی

اب سبقت اس تحریر سے میری غرض یہ ہے کہ میں نے اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں کافی طور پر ایک قسم کا ثبوت
اپنے دعوے کے مستحق لکھ دیا ہے اور باوجود اسکے کہ میں ان ایام میں باعث طرح طرح کے عواض حسانی اور مادی
کے متواتر دروسے اور ضعف اور ناتوانی کے سبب لائق نہ تھا کہ اس قدر سخت محنت اٹھا سکوں تاہم میری محنت بنی نوع کی
سہری کیلئے یہ تمام محنت اٹھائی اسلئے میں اپنی عزیز قوم کے اکابر علماء و ادیب شایع اور ان مسکوجو اس کتاب کو پڑھ سکتے ہیں
تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کہ اگر انکو یہ کتاب پہنچے تو ضرور اول سے آخر تک اس کتاب کو غور سے پڑھ لیں اور میں یہ کہتا ہوں خدا
لا شریک کی دوبارہ قسم دیتا ہوں جس کے ہاتھ میں ہر ایک کی جان ہے کہ وہ اپنے انکسارات اور شغل کا حج پی کر کے ایک دفعہ
غور اور تدبر سے اس کتاب کو تولد سے آخر تک پڑھ لیں۔ اور پھر میں تیسری دفعہ اس غور و خدا کی انکو قسم دیتا ہوں
یہ شخص کو کچھ تاہم جو اس کی قسموں کی پروا نہیں کرتا کہ ضرور ایسے لوگ جن کو یہ کتاب پہنچے اور وہ اسکو پڑھ سکتے ہوں
خواہ وہ مولوی ہوں یا شایع اول سے آخر تک اسکو پڑھ لیں اور میں انشاء اللہ بعض کو تو خود یہ کتاب پہنچا
اور بعض دیگر کی نسبت میں وعدہ کرتا ہوں کہ اگر وہ قسم کیا کر لکھیں کہ قیمت کے ادا کرنے کی گنجائش نہیں تو میں بشرط
گنجائش اور بشرط موجود ہونے کتاب کے ضرور انکو اس بشرط سے کتاب بھیج دوں گا کہ وہ خدا تعالیٰ کی قسم کیا کر
میری طرف تحریر کریں کہ وہ اول سے آخر تک اس کتاب کو پڑھ لیں اور نیز یہ کہ وہ نادار میں طاقت ادا نہ کر سکیں
خیرین کو اور میں دعا کرتا ہوں کہ جس شخص کو یہ کتاب پہنچے اور وہ خدا تعالیٰ کی قسم سے لاپرواہ نہ ہو کہ خدا کی قسم کہ
بجز حق سے دیکھ کر کتاب کو اول سے آخر تک پڑھے اور یا کچھ حصہ پڑھ کر چھوڑ دے اور پھر بدگوئی سے
باز آوے خدا ایسے لوگوں کو دہنیا اور آخرت میں تباہ اور ذلیل کرے آمین
لیکن جو شخص اول سے آخر تک کتاب کو پڑھے اور خوب سمجھ اور اسکا معاملہ خدا کے ساتھ ہے
اب میں اس اعلان کو ختم کرتا ہوں والسلام علی من اتبع الهدی

المعتمد

میل غلام احمد مسیح موعود

مقام قادیان ۱۵-۱۶ ستمبر ۱۹۰۷ء

عَبْدُ اللَّهِ مُحَمَّدٌ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

دُعوتِ حق

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ

اے کو کہو کہ اگر خدا کا کوئی فرزند ہوتا تو میں سب سے پہلے اسکی پرستش کرتا۔

ایستہار پاپوری صاحبوں کی خدمت میں نہایت عجز اور ادب اور انکسار سے لکھا جاتا ہے کہ اگر یہ سچ ہوتا کہ حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام درحقیقت خدا کا فرزند ہوتا یا خدا ہوتا تو سب سے پہلے میں اسکی پرستش کرتا اور میں تمام ملک میں اسکی خدائی کی شاعت کرتا اور اگرچہ میں دیکھ اٹھاتا اور مارا جاتا و قتل کیا جاتا اور اسکی راہ میں ٹکڑ ٹکڑے کیا جاتا تب بھی میں اس دعوت اور سادہ سے باز نہ آتا۔ لیکن اے عزیزو خدا تم پر رحم کرے اور تمہاری آنکھیں کھولے جیسے عیسیٰ علیہ السلام خدا نہیں وہ صرف ایک نبی ہے ایک فرقہ اس سے زیادہ نہیں اور خدا میں وہ سچی محبت اس سے رکھتا ہوں جو تمہیں ہرگز نہیں اور جس نور کیساتھ میں اُسے شناخت کرتا ہوں تم ہرگز اسے شناخت نہیں کر سکتے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ وہ خدا کا ایک پیارا اور برگزیدہ نبی تھا اور انہیں سے تمہا جن پر خدا کا ایک خاص فضل ہوتا ہے اور جو خدا کے ہاتھ سے پاک کئے جاتے ہیں مگر خدا انہیں تھا اور نہ خدا کا بیٹا تھا

مینے یہ باتیں اپنی طرف سے نہیں کہیں بلکہ خدا جو زمین و آسمان کا خالق ہے میرے پر
 ظاہر ہوا اور اسی نے اس آخری زمانہ کیلئے مجھے مسیح موعود کیا۔ اُس نے مجھے بتلایا
 کہ مسیح یہی ہے کہ یسوع ابن مریم نہ خدا ہے نہ خدا کا بیٹا ہے اور اسی نے میرے ساتھ
 ہر کلام ہو کر مجھے یہ بتلایا کہ وہ نبی جس نے قرآن پیش کیا اور لوگوں کو اسلام کی طرف
 بلایا وہ سچا نبی ہے۔ اور وہی ہے جسکو قدموں کے نیچے **سجّات** ہے اور سحر اسکی
 متابعت کے ہرگز ہرگز کسی کو کوئی نور حاصل نہیں ہوگا اور جب میرے خدا نے
 اُس نبی کی وقت اور قدر اور عظمت میرے پر ظاہر کی تو میں کانپ اٹھا اور میرے
 بن پر لرزہ پڑ گیا کیونکہ جیسا کہ حضرت عیسیٰ مسیح کی تعریف میں لوگ حد سے بڑھ کر
 رہاں تک کہ انکو خدا بنا دیا اسی طرح اس مقدس نبی کا لوگوں نے قدر شناخت
 نہیں کیا جیسا کہ حق شناخت کرنے کا تھا اور جیسا کہ چاہیے لوگوں کو اب تک اُسکی
 عظمت معلوم نہیں وہی ایک نبی ہے جس نے **توحید** کا تخت ایسے طور پر بویا جو آج
 تک منہ بچ نہیں ہوا۔ وہی ایک نبی ہے جو ایسے وقت میں آیا جب تمام دنیا بگڑ
 گئی تھی اور ایسے وقت میں گیا جب ایک سمت کی طرح توحید کو دنیا میں پھیل گیا
 اور وہی ایک نبی ہے جس کیلئے ہر ایک زمانہ میں خدا اپنی **غیرت** دکھلاتا رہا
 ہے اور اسکی تصدیق اور تائید کیلئے ہزار ہا معجزات ظاہر کرتا رہا۔ اسی طرح اس
 زمانہ میں ہی اس پاک نبی کی بہت توہین کی گئی اسلئے خدا کی غیرت نے جو شہ مارا

اور سب گزشتہ زمانوں سے زیادہ جوش مارا اور مجھے اس نے مسیح موعود کے بھیجا
 تاکہ میں اسکی نبوت کیلئے تمام دنیا میں گواہی دوں اگر میں بیدلیل یہ دعویٰ کرتا ہوں
 تو جھوٹا ہوں لیکن اگر خدا اپنے نشانوں کیساتھ اس طور سے میری گواہی دیتا ہے کہ
 اس مادہ میں مشرق سے مغرب تک اور شمال سے لیکر جنوب تک اسکی بطیر نہیں تھکتا
 اور خدا ترسی کا مقتضایہ ہے کہ مجھے میری اس تمام تعلیم کیساتھ قبول کرین خدا نے
 میرے لئے وہ نشان دکھائے کہ اگر وہ ان متون کے وقت نشان دکھلائے جاتے
 جو پانی اور آگ و رہو اسے ہلاک کی گئیں تو وہ ہلاک نہ ہوں مگر اس زمانہ کے لوگوں
 کو میں کس سے تشبیہ دوں وہ اس بدقسمت کی طرح ہیں جسکی آنکھیں بھی ہیں پر دیکھتا نہیں
 اور دکان بھی ہیں پر سنتا نہیں اور عقل بھی ہے پر سمجھتا نہیں میں ان کیلئے رہتا ہوں
 اور وہ مجھے پرہتتے ہیں اور میں انکو زندگانی کا پانی دیتا ہوں اور وہ مجھے پر آگ برساتے
 ہیں خدا میرے پر نہ صرف اپنے قوس سے ظاہر ہوا ہے بلکہ اپنے فعل کیساتھ بھی
 اس نے میرے پر تجلی کی اور میرے لئے وہ کام دکھلائے اور دکھلائیگا کہ جتنک
 کسی پر خدا کا خاص فضل نہ ہوا اسکے لئے یہ کام دکھلائے نہیں جاتے۔ لوگوں نے
 مجھے چوڑو یا لیکن خدا نے مجھے قبول کیا۔ کون ہے جو ان نشانوں کے دکھلانے
 میں میرے مقابل آسکتا ہے۔ میں ظاہر ہوا ہوں تا خدا میرے ذریعہ سے ظاہر ہو۔
 وہ ایک مخفی خزانہ کی طرح تھا مگر اب اس نے مجھو بھیجا ارادہ کیا کہ تمام دہریوں اور

اور بے ایمانوں کا منہ بند کرے جو کہتے ہیں کہ خدا نہیں۔ مگر اسے عزیز و تم جو خدا کی
طلب میں لگے ہوئے ہو میں تمہیں بشارت دیتا ہوں کہ سچا خدا ہی ہے جس نے
قرآن نازل کیا۔ وہی ہے جس نے میرے پر تجلی کی اور جو ہر دم میرے ساتھ ہے

اسے پادری صاحبان!

میں آپ لوگوں کو اس خدا کی قسم دیتا ہوں جس نے مسیح کو بھیجا اور اس محبت کو یاد دلانا
ہوں اور قسم دیتا ہوں جو آپ لوگ اپنے زعم میں حضرت یسوع مسیح ابن مریم سے رکھتے
ہیں کہ ایک مرتبہ ضرور میری کتاب حقیقۃ الوحی کو اول سے آخر تک حرف
حرف پڑھ لیں اور اگر کوئی صاحبِ اہل علم سے نیک فیتی سے میری کتاب حقیقۃ الوحی اس
شرط کے ساتھ طلب کرے کہ اسے اور قسم کھاؤں گے کہ ہم اس کتاب کو اول سے آخر تک غور سے
دیکھیں گے تو میں وہ کتاب مفت اُن کو بھیج دوں گا۔ اور اگر اس سے تسلی نہیں ہوگی تو میں
اس پر رکھتا ہوں کہ خدا کوئی اور نشان دکھائیگا کیونکہ اُس کا وعدہ ہے کہ میں اس زمانہ
پر اپنی حجت پوری کر دوں گا۔ اب میں ختم کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ خدا طالبِ حق کے
ساتھ ہو۔ آمین۔

خاکسار

میرزا غلام احمد مسیح مود

از قادیان ضلع گورداسپور

۳۰۔ مارچ ۱۹۰۷ء

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

رَبَّنَا إِنَّا أِتَّخِذْنَاكَ مَظْلُومِينَ فَاغْفِرْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ

— آمين —

أما بعد فاعلموا أن هذا الكتاب قد تم في شهر ربيع الأول سنة ١٢٨٥

على يد كاتبه الفقير عبد الله بن عبد الرحمن بن عبد الله بن عبد الرحمن

بماء الدرع ونار الفؤاد وحنقه على خاتمة موكدا على ريت العباد

الكتاب الأول في الاستفتاء

بأعلام الإسلام. وفقهاء الأمة خير الأئمة. افتون في رجل ادعى أنه
من الله الكريم. وهو يؤمن بكتاب الله ورسوله الرؤف الرحيم.
وإلى الله له أمور خارقة للعادة. وأظهر الآيات المبينة على أن نصرته
وظهر في زمن من الزمن كالقرياني. وعلم صدر الإسلام كالسنان
وعلماء الوقت كرجل رجلاه يتنازلان. وخرج القساسة فيه كطل له
سهمان. سهر يذلقونه ليجر حوائله الإسلام بالأكاذيب وأنواع البهتان
وأخبر فؤونه ليدخلوا به الناس في أهل الصلابة. وتجذرونها
كذائب عاث. أولئك يهيب الأثاث. وليس عندهم إلا النقول.
وما لا تقبله العقول. وليس عما دنيهم الأخشب الكفارة. وقد فتح به
كل باب للنفس الأمارة. فهل أوحش وأفحش من هذه العقيدة. وبعد
من قبول الطبائع السعيدة. ثم يسبقون دين الله وخير الأئمة. هذا

اشد المصائب على المسلم . والدين الذي قائم على خشية لا حاجة الى
 تحقيقه . ولا يهدى العقل الى تصديقه . بل تعافه فطرة طيبة وتفر من
 هذا الحديث وتطلق بطلاق ثلاث مذهب التشليث . ولما صعد عيسى
 ونزوله فهو امر يكذب به العقل وكتاب الله القرائن . وما هو الا كعلة تنام
 بها الصبيان . او كالتمثيل التي تلعب بها الجوارى والعلمان . ما قام
 عليه دليل ما شهد عليه برهان . فخلاصة الكلام ان هذا المدعى ظهر في
 هذه الايام . عند كثرة الفتن وكثرة البدعات وضعف الاسلام .
 وما وجد في احواله قبل هذا الدعوى شي من عادة الكذب والافتراء
 لا في زمن الشيب ولا في زمن الفتاء . وما وجد في عمله شيء يخالف سنة
 خير الانبياء . بل يؤمن بكل ما جاء به الرسول الكريم من الاحكام والاكباد وكل
 ما تبث من نبينا سيد الانبياء . وانه من اساة الهوى . وقد ساجد الدنو
 ودارى . وجاء ليؤتى بين النور ويوصل بالاممة الاخيرة اما اولي . ولو
 بقيت له الاسى . لو جرت فيه اسوة المصطفى . يقتدى به في كل شأن الهدي .
 وسعى العد اكل السعي وسقطوا عليه كالبلاء . ونقضوا امره بكل الاستقصاء ليجدوا
 فيه نقصا او تعارضا على قول منه فيه مخالفة الملية الغراء . وخاضوا في سوانحه
 من مقضى النقص والشقاء . فما وجدوا مع شدة عداوتهم سبيلا الى القدر
 والنزي والازدراء . ولا طريق عمل يحمل على الاعتراض والاهواء . وكان في اول
 زمنه مستورا في زاوية الخمول لا يعرف ولا يذكر . ولا يتجنى منه ولا يحذر
 ويذكر عليه ولا يؤقر . ولا يعذر في شيئا . يتحدث بها بين العوام والكبراء .
 بل يبين انه ليس بشيء . ويعرض عن ذكره في مجالس العقلاء . ويشترأ ربه
 في ذلك الزمان بانه معه وانه اختاره وانه ادخله في الاحياء . واستنه

سيرهم ذكره ويُمثِّلُ شانه ويعظم سلطانه فيعرف بين الناس ويذكر في
 مشارق الارض ومغاربها بالذكر الجميل والثناء + وتشاع عظمته في الارض
 بامر رب السماء + ويعان من حضرة الكبرياء + وتأتيه من كل فج عميق افواج
 بعد افواج كبحر مواج حتى يكاد ان يستثمن كثرتهم ويضيق صدره من رؤيتهم
 ويروعه ما يروع العايل المعيل عند كثرة العيال مثل الاعباء وقلة المال
 ويفارق الناس اوطانهم ويوطنون قريته بما جذب الله اليه
 جناتهم فيتركون للقاء ملاقات الرفقاء وتتقد لصحة الاكباد ويرتد رتبته
 الفؤاد + وتحقد في اثر العباد بحمال الصدق والاخلاص والصفاء +
 ويثرون له انواع البلاء + ومنهم يكون قوم يقال لهم اصحاب الصفه
 يسكنون في بعض حجراته كالفقراء تدوب اهوائهم وتجرى فلو بهم كالماء يترى
 اعيانهم تفيض من الدمع بما يعرفون الحق وبما يرون انوار السماء + يقولون
 ربنا انتا بمعنا ممداد يا نادي للايمان ويكون لذاذة وجود اسديدا
 كالرفاء + وبما اوجدتهم الله مطلوبهم يشكرون وتغرار واحصاء علو حضرة
 الكبرياء + وكذلك تاتي لهذا العبد من كل طرف مخائف وهدايا وموال
 وانواع الاشياء + ويعطيه ركة عظيمة ونفسا قاهرة وجذبا شديدا كما
 قد رآه من الابتداء + فتحقد الناس الى بابه + والملوك يتبركون بشابه
 ويرجع الى حضرته طوائف الملوك والامراء +

وتقوم الناس من كل قوم لعدوته - ويجاهدون من كل بعثه

لاجاحته + ويمكرون كل المكر ليطفؤا نوره + وليكتموا ظهوره + ولحققوا
 شانه + وليرتفوا برهانه + او يفتاوه او يصدأوه او ينفوه من الارض
 او يجعلوه كنبى الغبراء او يحجزوه الى الحكم بوشي الكلام ويتلوينه وتزئنه

بعض التهم والافتراءات أو يؤذوه بإيذاء هو فوق كل نوع الإيذاء فيعصمه الله
من مكائدهم بفضل من السماء * وَيَقْلِبُ مَكْرَهُمْ عَلَيْهِمْ وَيُخْزِيهِمْ فَيَرْجِعُونَ
خَائِبِينَ خاسرين كاتهم لئسوا من الأحياء * ويتم الله عليه ما وعد من النعم
والآلاء * ولن يخلف الله وعده لعبد ولا وعيد للأعداء *

ذلك من أنباء الله التي أوحى إلى هذا العبد قبل وقوعها وهي كتبت
وطبعت واشيعت في البلاد وفي الأدي والامراء * وارسلت إلى أقوام وديار
وجعل كل قوم عليها كالشهداء * وإنها اشيعت في زمن مضى عليه ست
وعشرون سنة إلى زمننا هذا ولحمين في ذلك الوقت اثنتان نتائجها وما اثر
على وقوعها أحد من أهل الأمراء بل كان كل رجل يستبعد وقوعها ويضحك عليها
ويحسبها افتراء أو من قبيل حديث النفس بمقتضى الأهواء أو من وساوس الشيطان
لا من حضرة الكبرياء * وإن هذه الأنبياء مرقومة في البراهين الأحمدية
ومندرجة في مواضعها المتفرقة التي هي من تصانيف هذا العبد في السائر الهندية
ومن شاك فيها فليرجع إلى ذلك الكتاب وليقرأها بعناية الثبوت وليتق الله وليفكر
في عظمة هذه الأخبار وجلالة شانها وعلو برهانها * وبعد ما عن هذا النعمان
وبريقها ولعانها وهل لحد قوت أن ينبت مثلها من دون إعلالها بالاشياء
وانها انباء كثيرة منها ذكرنا ومنها المندكر وكفى هذا القدر للاقتفاء * الذين
يخافون الله وإذا أوحى وأخفا وجلت قلوبهم ولا يمترون عليه كالاشقياء *
ويقولون ربنا أمتنا فالتبنا في عبادك المؤمنين وفي الشهداء *

شعر اعلاموا بحكم الله ان زمن هذه الانبياء كان زمنا لم يكن فيه
اثنان من ظهورها * ولا جلوة من نورها ولا باب إلى مستورها * بل كان الأمر
مخفيا من الاعين والأسماء وكان هذا العبد مستورا في زاوية الاختفاء لا يعرفه

احدا الا قليل من الذين كانوا يعرفون اياه في الابرار وان شئتم فاستأخوا اهل
هذه القرية التي سُمي قاديان واستأخوا من حولها من قسري المسلمين والمشركون
والاعداء * وفي ذلك الوقت خاضب الله تعالى وقال انت منى بمنزلة توحى
وتفريدى فحان ان تعان وتعرف بين الناس ياتون من كل فج عميق ياتيك
من كل فج عميق ينصرك رجال نوحى اليهم من السماء * اذا جاء نصر الله ونفى
امر الزمان اليك اليس هذا با الحق - ولا تصغر لخلق الله ولا تسأمن من الناس -
ووسيع مكانك للواردين من الاحباء * هذه النبأ من الله مضم عليها ستعجزون
سنة الى هذا الوقت من وقت الابعاء * وان في ذلك لآية للعقلاء *
ثم بعد ذلك ايد الله هذا العبد كما كان وحده بانواع الآلاء
والوان النعماء * فرجع اليه فوج بعد فوج من الطلاب باموال وتحاييف
وما يسر من الاشياء * حتى ضاق عليهم المكان وكاد ان يسلم من كثرة
اللقاء * هناك تم ما قال الله صدقا وحقا ومن اوفى بوعده من حضرة الكبرياء
وما استطاع عدوان يمنع ما اراد الله من النصرة وانزال الآلاء حتى حل الله
الذي منعه - وانجز الوعد الذي كذبه - واعطى ذلك العبد نطاب الخلافة
من السماء * ان في ذلك لآية لمن طلب الحق وجاء بترك الغرض والشغناء
فيتنوا وتجروا ايها المتقون * اهذ افضل الله او تقول الانسان * الذي اجتمع
على جنائت الافتراء ليحسب من الذين يرسلون * وهل للمجننين امان من
تعذيب الله في هذه الدنيا او هم يعذبون *

ثم استفتيكم مرة ثانية ايها المتفقون فاتقوا الله وافتوني كرجال
يخافون الله ولا يظلمون * يا فتيان رجل قال افي من الله ثم يا هلا المنكروث
لعلمهم يغلبون * فاملكهم الله واخزى وبطلان ما كانوا يصنعون * وان شئتم

فاقرؤا في هذا الكتاب قصصهم وما صنع الله بهم ليس ذلك حجة على قوم ينكرون * والله نصره في كل موطن وجعله غالباً على اعداءه وانبياء به قبل وقوعه ليس ذلك آية على صدقه ايها العاقلون * انقروا عقولكم ان القدوس الذي لا يرضى الا بالصلوات * ولا يقرب احداً الا بالحسنات هو يجب رجلاً قاسماً مفترياً ومهمله الى عمر ازيد من عمر نبينا عليه السلام ويعادى من عاداه ويؤا الى مزكلاه * وينزل له آيات ويكرمه بتأثيراته وينصره بمعجزات * ويخصه ببركات * ويظهره في كل موطن على اعداءه * ومن مواضع المضرات ومواقع المعربات ويهلك ويغزي من باهله بسخط من عنده ويتجالد له فيقتل عدوة بسيف من السموات مع انه يعلم انه يقتري على الله ثم مع الافتراء يعرض على الناس تلك المفتريات ليضل الذين لا يعلمون * فما راىكم في هذا الرجل انصره الله مع افتراءه او هو من عند الله ومن الذين يصدقون وهل ينحوا المتحلمون * الذين يقولون اوحى الينا وما اوحى اليهم شيء وان هم الا يكذبون *

ثم استفتيكم مرة ثالثة ايها العالمون * ان هذا الرجل الذي سمعتم ذكره وذكر ما من الله عليه قد اعطى شأيات أخرى دون ذلك لعل الناس يعرفون منها ان الشهاب نوافه عنت له مرتين وشهد على صدقه القمران * اذ انخسفا في رمضان * وقد اخبر به القرآن * اذ ذكرها في عِلَلَمَاتِ آخر الزمان * ثم الحديث فصل ما كان محلاً في الفرقان * وقد انبأ الله بما هذا العبد كما هي سطوة في البراهين قبل ظهورها يا فتيان * ان في ذلك الآية لمن كانت له عينان * فبیتوا فوجروا هذا فعل الله او تقول الانسان *

ومنها ان الله اخبره بزل عظمى في الافاق وفي هذه الدنيا قبل ظهورها وقبل الآثار * فسمعتم ما وقع في هذا الملك وفي الاقطار وتعلمون

استعمل الحق في كل يوم ومهم رجل الحق فقير بهزنا الدنيا الى ومهم رجل الحق فقير بهزنا الدنيا الى ومهم رجل الحق فقير بهزنا الدنيا الى
فتلنا ذكرهم في كتابنا حنفية الحق وهذا خلاصة الذكر لتعلموا بطريقهم ومنهم رجل مات في هذه السهر احدى دة تقعدوا ولا تسميهم سعد به * بل كان يدين من شعاده
تسب خبر ما انه موفت من كوفي بالحق والحق ما كان * فظنتم انك تسال فكل ذلك مات بالحق به وانحسرات * هذا جزع ما يدين بها الذين الله وكثر يشبهه - العبد لعبد - ان منه

الذين باهلو وما تواعد لمباهلة منهم رجل المسمى بالمولوي غلام دستكي القصورى ومنهم الرجل المسمى بالمولوي جراح الدين جمون ومنهم الرجل المسمى بالمولوي عبد الرحمن محي الدين الكوكي ومنهم رجل المسمى بالمولوي

كيف نزلت غياها ب هذه الحوادث على نوع الانسان حتى ان الشمس طلعت
على احرارهم وغربت وهي خاوية على عروشها وسقطت السقوف على السكا
وملئت البيوت من الوقي والا شجان * وانتقل المجالس من القصور الى القبور
ومن المحافل الى الطبق السافل * وظهروا ان هذه الحياة ليست الا كالزور
والحباب الجور * والذين بقوا منهم كوى الجرع قلوبهم وشقت الفجينة جربهم
وانهدمت مقاهيرهم التي كانوا يتنافسون في نزولها وتغايطون في حلولها
وما انقطعت سلسلة الزلازل وما ختمت بل التي ينتظر وقوعها هي اشنة
مما وقعت ان في ذلك لبصرة لقوم يتقون * فبينوا توجروا اليها المقسطون * اهدت
آيات الله او من امور تحتها المفتعلون * انما المؤمنون رجال اذا نطقوا صدقوا
واذا حكموا عدلوا ولا يظلمون * والذين يخافون الخلق يخوف الله ويخفون
الحق كان الحق يقدر انافهم اوهم يسبحون * اولئك انا في حلل
الرجال وكفرة في حلل الذين هم يؤمنون *

ومنها ان الله اخبر هذا العبد بظهور الطاعون في هذه الديار

بل في جميع الاعطاف والاقطار * وقال الامراض تشاع والنفوس تضاع
فرو يتم فتراس الطاعون كما تفترس السباع وعانيتم كفصال الطاعون على
هذه البلاد * وشاهدتم كيف كثر المنيا في اعيادوا في هذا الوقت يصوم كما يصوم
الوحوش * ويجول كل يوم وينوش * وفي كل سنة يرى صورته او حش من
سنة اولى * ثم وقعت على آثار الزلازل العظمى * وتلك الانباء كلها اشيعت
قبل ظهورها الى بلاد القصى * ان في ذلك لآية لمن يرى * واخبر الله
بزلازل اخرى وهي كالقيامة الكبرى * فلانعلم ما يظلم الله بعد هات في
ذلك لمقام خوف لا في الشيء * فبينوا توجروا يا فتيا ان هذا فعل الله

او نقول الانسان *

وان الله قدّر لمنايا والعطايا لهذا الزمان فالذين آمنوا ولم
يلبسوا ايما نهم يظلم اولئك سيعطون من عطايا الرحمان * والذين
ماتوا وما استغفروا اذ هم الى هذا العبد تقوى القلوب خيفة ما نزل على البلدان
وعلموا اكبر اوتما يلو على نياهم كالسكران * اولئك يذوقون المنايا الكثيرة
بما كانوا يعتدون في العصيان * تسقط السماء على رؤسهم وتنشق الارض
تحت اقدامهم وتري كل نفس جزاءها هناك يتم ما وعد الله الديان *

واية له ان الله يشهد بان الطاعون لا يدخل داره * وان الزلازل
لا تهلكه وانصاره * ويدفع الله عن بيته شرهما ولا يخرج منهما امرئ لكنة
ولا يري * ولا يري ولا يري * وكذلك وقع بفضل الله رب العالمين * وان
هذا العبد ومن معه يعيشون برحمته امنين * لا يمحون حسبه وحفظوا
من فتنة واثنين * وترون الطاعون كيف يعيش في ديارنا هذا لا قطار ولا فاق ويطو
في السلك والاسواق * وكذلك الزلازل لا تستاذن اهل دار ولا تستفق
عند اهلاك واضرار وصبت مصائبها على دياره * وقد هلكت نفوس كثيرة
بالطاعون في قرية هذا العبد من بين الدار وبيارها - وصار طعمه كثير من
الناس من قربها وجوارها مما ماتت في داره فارة فضلا عن الانسان ان في
لاية لمن كانت له عينان * والله ان تعدوا آيات نزلت لهذا العبد ان
تستطيعوا ان تحسوها وقد صنف له الوان نعم ما رآها الخلق وما ذاقها
ان في ذلك سلطان واضح لقوم يفكرون * الذين لا يسارعون للتكذيب
ويتدبرون *

رأية له ان الله يسمع دعائه ولا يضيع بكائه وقد كتبنا في كتابنا حقيقة الرحي

كثيرا من نصوص استجابة الدعوات وما فضل الله عليه عند اقباله على ربه
بالتضرعات فلا حاجة ان نعيد ما فلا يرجع اليها من كان اسيرا في الشهات

وآية له ان الله افصح كلامه من لذنه في العربية مع التزام الحق
والحكمة وانه ليس من العجز والاعتراف بل من كماله وحق المعرفة وما تصغر دواوين الكتب الاجبية
وليمن الذين ارضعوا شدي الفصاحة ومع ذلك ما امكن لبشر ان يبارزه في هذه
المحكمة بل ما قرب بوه من خوف الذلة وهذه شربة مالحتها احسن
من الناس - بل سقاها ربه فشرب من ايدي ربه لاناس - فابن تذهبون
ولا تفكرون ولا تتقنون - انقولون شاعر وان الشعراء لا ينطقون الا بلغوا
وهم في كل ادبيهمون - ان شاعر لا يترك الحق والحقايق ولا يقول الا المعارف
والدقايق ولا ينطق الا بحكمة ولا يتكلم الا بكلمات ملوثة من معرفة بل الشعراء يتفوقون كالدبر بمخنة
او كالمجانين الذين يهجون - وتجدون هذا الكلام مملوا من النكات الروحانية والمعارف
الربانية مع انه الطف صنعا وارق نسجا واشرف لمفقا ولا تجدون فيه شيئا
هو خارج من المقصد بل لكم لا تفكرون ووالله انه ليل فصاحة القرآن ليكون
آية لقوم يتدبرون - انقولون سارق فاقوا بصفات مسرقة كمثلها في التزام
الحق والحكمة ان كنتم تصديقون - وهل من ادب فيكم ياتي بمثل ما اتاها
وان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاعلموا انها آية كمثل آيات أخرى لقوم ينظرون -
فخلاصة الكلام ان الله انزل لهذا العبد كل آية ونصه بكل نصرة جمع
فيه كل ما هو من علامات الصادقين - وامارات المرسلين وادبه فاحسن تاديه
بمكارم الاخلاق وتوفيق الصالحات ووضعته تحت بسنته التي جرت لجميع
الانبياء - فمن صال عليه فقد صال على جميعهم وعلى كل من جاء من حضرة الكبرياء
ثم مع ذلك ذهب له الله وثوقا بمتهلدي الاهوال - واستقامة وتثبتا في جميع الاحوال

ونصره عند ما كرم الكرمين - ودفع عنه مثل هل الشر وضرر هل الضر وكذا هل
الكر وورقه الفرج بعد الشدة - ولظل بعد الحر ففكر واما معشر المتقين
هل يجوز العقل ان ينعم الرب القدوس بهذه الانعامات ويؤيد بهذه النسيات رجلاً
يعلم انه من المفاترين وهل يوجد فيه نص او قول رب العالمين وهل
تجدون نظيره في العالمين *

وهل يجزم العقل باجتماع هذه الامور كلها في كذاب يتقول على الله
في الصباح والمساء ولا يتوب من افتراءه بترك الحياء ثم يهلل الله ستاً وعشرين
ويظهر على غيبه وينصره من كل جهة وفي كل مباحلة على الاحياء كلابل هي
كلمة لا يؤمن قائلها بالحكم العالمين * الا ان لعنة الله على قوم يفترون على الله
وعلى الذين يكذبون رسول الله وقدره وآيات صدقهم ثم كفروا بما رآوهم
يعلمون - الا يرون ان الكاذب لا يتضرر بالصادق ولو لم يلا شته الامر باختلط الحق بالباطل
ولا يفرق بين الذين يحضون اليهم من الله وبين الذين هم يفترون الا لعنة
الله على مزافتري على الله وكاذب المصادقين وكل من كذب بالصادق او افتري عنهم الله في
نايعدن لهم وليسوا منها بما عجزت قال كم ينتم في فرد وسنين - قالوا البشائر يومنا وبعض يوم
فاسئل العاديين - قال ان لبشتم الا قليلا لو انكم كنتم تعلمون * وقال المكذبون
مالنا لا نرى جالا كنا نعدهم من الاشرار ونعدهم من المفاترين * فيومئذ يخبرهم
الله بانهم في الجنة وانكم في السعير خالدين * هناك يصدقون رسل الله تحت
انياب جهم فيا حسرة على المكذابين * ولما قيل لهم تعالوا الى كتاب الله
يفتح بيننا وبينكم قالوا بل نتبع كبراءنا الاولين * وتركوا ضعف الله وراء ظهورهم
وزعمهم على غير ما عاكفين * يفترون من الذي ارسل اليهم وهو الحكم من الله
والله يشهد على صدقهم وهو خير الشاهدين * وقد جاء على رأس المائة

وانزل الله له آيات تثنى العليل وتقصّر القال والقليل ولا تنفع الآيات قومًا

معتدين *

وانه جاء فى وقت الضرورة وعند مصيبة صبت على الاسلام من ايدي
الكفرة وعند الكسوفين الموعودين في مضاي اهل الفطنة ودعا الى الحق على وجه البصيرة
وايد بكل ما يؤيد به اهل الاجتباء والخلة واقضى الزمان ان هي وبكت الكفا
ويهدم ما عمروه - فهو يدعو الى ايمان والزمان يدعو - بشع الذين اعتدوا ويمرون
منكرين ويشحذون الى تحقير الحرم وينظرون اليه مستهزئين - هو
المسيح الموعود وهو كاسر الصليب بينات من الهدى كما كانت
الصليب كاسر مسيح خلاه فالان وقت الظهيرة لاشعة الاسلام والى المسيح
الموعود مبحر ايام الله العلامة ليظهر الله ضياءه التام على الانام بعد الظلام
وتدظر صدقه كالبحر اذا ماج والسييل اذا هاج - وكانت هذه النقطه مقدرا الى
آخر الزمان من الله الرحمان - فظهر كما قدر ذوالامتان - وانه نظرا الى البلاد
الهندية فوجدناها مستحقة لمقر هذه الخلافة لانها كانت مهبط الأدم
الاول نبي بدء الخليقة - فبعث الله آدم آخر الزمان فى تلك الارض
اظهارا للمناسبة ليوصل الاخرى بالاول ويتم دائرة الدعوة كما هو كان
مقتضى الحق والحكمة - فالان استدار الزمان على هيئته كما اشار اليه خير
البرية - ووصلت نقطه الاخرى بنقطة الاولى فى هذه الارض المباركة
وطلعت الشمس من المشرق وكذلك كان مكتوبا فى صحف الله المقدسة
ليطأن بها قوم كانوا لا يرقأ دمعهم عند رؤية الظلمة فظهرت الشمس
فى وجنتاهم وهم بها يفرحون - واماط الله شواك الشبهات من طوقهم
فهم بالسكينة يسلكون - ونقلوا من الفسالة الى الجنات وخرجوا من القار

ان الامر يتبع آثار السنة وكل لسان خير منه عبيد وكر الزمان - منيع

اننا عرفنا آدم ههنا باللام فانه استعمل كالتكر فى هذا المقام وهو ليس عندى من الالف
العبرية نعم يمكن توارد اللغتين وهو كثير فى تلك اللسان والعربية وقد بينا فى كتابنا من الرحمن

المظلم إلى أنوار رب الكائنات فإذا هم يصيرون : وجاءوا من المومنين
إلى حصن الرب الحامي وأشعلت في قلوبهم مصابيح الإيمان ودخلوا في
حجى أمر لا تقربه ذراري الشيطان : وأما الذين يحبون الحياة الدنيا فطبع على قلوبهم
فهم لا يفقهون : وأردف الليل لهم إذنا به : ومد الظلام أطنا به
فهم في دجاهم يعمهون .

ثم أسئلكم مرة أخرى أيها الفتيان لتتمة الحجة على من
أنكر الحق أو ينال ثوابه من نطق بالحق وحفظ التقوى والإيمان : وما
تبع سبل الشيطان - افتوى في رجل قال إني مرسل من الله وهو كل
يوم من الله يعان : ويكرمه ولا يهان : ويكون معه ربه في جميع مناهجه
ويجعل له قضاء حوائجه ويعمل بركة في رزقه وعصره وجماعته و
زوجه - ويجعل له نصرة وقوة في الخلق بأضعاف ما يظن في بدنه
ويرفع ذكره وينشره إلى أطراف الدنيا وأكنافها وأقطار الديار وأعدائها
ويعلل شأنه ويعظم سلطانه ويرزقه فتحاً مينا في كل موطن ويحرم محاربه
على السن وعند الشدائد يستجيب دعائه - ويجزي أعداءه ويثمن عليه نعماءه
حتى يحسد عليها ويمثل لمن ياهله ويهين من أهانه وينشر ذكره الجليل
ويعزيده من كل خزي ويدبره من كل ما قيل : وينصره نصراً انجيباً في كل مقام
ويظهره مما قال بعض شام :

ويشهد على صدقه بآيات لا تحصى إلا للصديقين : وتأيداته
لا توهب إلا للصادقين : ويعمل بركة في عمره وانقاسه وكلماته ودلائله
وأياته : فهو في أمية تقوى كثيرة بملفوظاته وتوجيهاته : ويغيبه إلى
عبادة الصالحين : ويجمع عليه أفواجاً من المخلصين : ويظهره كزراع الخرج

شيطان وليس معه فرد من الناس يشر بمجعله كدوحة عظيمة تاوى الى ظلها
وشملاتها كثير من الاناس *

ويجيى به ارض القلوب فتنبو مخضرة وينضرا الوجوه ببرهانها فتكون
مخضرة * ونفق به عيوننا عميا واذا ناصمنا وقلوبنا غلفا وكذلك رايتهم
يا فتيان ورايتهم بعض افراد جماعتى كيف اربا تبتنا فوق العادة حتى ايت
بعضهم قتلوا ورجعوا لهذه السلسلة فتضوا نجهم بالصدق والايمان وشربوا
شربة الشهادة كصبا صافية مما تركوا الكثرات في ذلك لاية لمن كانت له عينان
ورأه ان هذا العبد قد ربح من عنفوان شبيبته الى هذا الان انواع مواهب الرحمن
واذا انخرت عنه لم تزلت عليه اخرى واذا صاب به من حد قنوع مقرة
فترجها الله عنه كل مرة وبال فتحا في كل باس حتى انتهى الى وقت ادركه من
الله حصص الحق ورفع الالتباس ورجع اليه افواج من الناس * والذين
قالوا من اين لك ذلك اسرهم الله انه من عنده والذين ارادوا خزيه اراهم الله
خزيا وتبائيا ووضع عليهم القناس * فضر بنا من آيات الله كلما رفعوا الراس ذلك
لتكون لهم قلوب يعقلون بها واذان يسمعون بها ولعلهم يستيقظون او يخذ
الحراس * وكاتين منهم حيا بهلوا فضربت عليهم الذلة اهلكوا وقطع نسلهم
ليروا ظهور الله من الناس *

ودافع الله عن عبده كلما مكروا ولما كان شكرهم يزيل الجبال وازل على كل
مكاره شيئا من النكال * وكل من دعا على عبده رد عليه دعا له وما دعا الكافر
الا في ضلال * واهلك الكافر عند المباشلة متعظا على الضعة حينما
بالدين لا يعلمون حقيقة الحال * وكذلك دفع الشر وقضى الامر فما بقى احد
من الدين كان له المباشلة محال * وراهم الله آيات ما اربى آباءهم

لنستبين سبل المجرمين وليفترقا الله بين المهتدي والعنال * وابطل الله
دعائهم وعلماهم وورعهم ونسكهم وعبادتهم وتقواهم وارى الخلق ماستروا من
الاعمال ونزع ثيابهم عنهم فظهر الهزال *

والذين خافوا الله ووجدت قلوبهم امانا منهم الله فعضوا من الربال *
وكم من متبرج هذه العبد الى الحكماء ليسجن او يصلب او يقي من الارض فتعلمون
ما صنع الله في ذلك الباس في اخر الامر والمآل * وكلما اذكرنا من نعم الله
واحسانه على هذا العبد عند الشدايد اشيع كلما قبل ظهور تلك النعم باعلام الله
ذى الجلال * فهل تعلمون تحت السماء نظيرة في المفترين فانوابه وانزكوا
القبيل والقال * وان الناس قد ظلموا كل ظلم وجارا عليه واحاط طيورا
كالجبال * فاقام ظفر مبين من عند الله فجعل العالى ساقلا * وقلب عليهم
ما رموا فاصاب القصف والقتال * وارى نصره على وجه الكمال * وجاء زرع
الناس لينصر اعداءه لينتد الرخال * فهزموا بامر الله وكانت كلمة الله هي العليا
وضل عنهم ما كان عليه الاتكال * ورزق عبده ظفرا ونفرا وفتحنا في سائر
الاشياء وسائر الجهات وسائر الاحوال * ورزق بهاء اوهيبة من ربه الفعال
ولو ترى افواجا مباحين نشرها في الارض وما جمع الله لعبده من افواج يريون
مرضات الله وما ياتيه من الخائف والاموال من ديار قريية وعبودية لقلت
ما هذا الا فضل من الله وما شيد ونصره واكرام واجلال *

ثم كفر به الناس مع رؤية هذه التاثيرات والآيات ومكروا كل
مكر ليصديه بعض المكروهات فتلقاء الله بسلام وعممة من كل شريد
دجال * ومن كذب بالحرب والنضال * كلما اسرا دوا تكد رعيته بتدل الله
همومه بالمسرات * وطلب حينما تزايد من الاول بحكم الله واهب العطيات

وارادوا ان ينشر معايبه قاتني عليه بالمحاسن والحسنات و ارادوا
 له معيشة ضئيلة فأتاه من كل طرف هدايا وتعا والاموال التي تساقط عليه
 كالثمرات و تمنوا ان يروا ذلته وخزيه فأكرمه الله اكراما عجبا وزاد
 الدرجات والعجب كل العجب انهم يسبون ويشتمون وهم من الحقيقة
 غافلون واذا قيل لهم امنوا كما امن الناس قالوا انؤمن كما امن
 السفهاء الا انهم هم السفهاء ولكن لا يشعرن ولا يفكرون في فعل الله
 وفيما عامل عبده اهذ اجزاء الذين هم يفترون ان الدين يفترون
 لعنوا في الدنيا والآخرة وهم لا يصرون ما لهم حظ من الدنيا الا قليل
 شرميتون بجزء من الله تاخذهم من فوقهم ومن تحت ارجلهم ومن يمينهم و
 يسارهم ويوفى لهم ما كانوا يعملون وما ارسل نبي صادق الا اخبر به الله
 قوما لا يؤمنون يتريصون به المنون ولا يهلك الا الهاكون
 اهلك الله بحياهم ودعواهم رجلا فبلغه صادق بل هم قوم عمون
 فماتقون في هذا العبد وفي اعدائه ايها المنصفون ارثيتم مفتريا
 على الله اذا باهل مؤمنا نصر الله على المؤمن ويزق من مخالفه وباهله
 يتنوا وتجرها العاقلون ارثيتم عبدا افترى على الله ثم كان الله له وكما
 اعد له بلاه فترج الله عنه وكما أنسج له كيد يزرق الله ذلك الكيد وفقر عليه
 ابواب الفضل وابواب الرحمة وابواب الرزق وانعم عليه كما ينعم المرسلون
 وفقر عليه ابواب كل خير وبركة وحفظ عزته ونفسه من الاعداء وتبعه
 بآياته وشهاداته مما يقولون وحفظ من العدا وسطا بكل من سطا ومن
 عاداه نزل لمحبه ونصر عبده كما ينصر الغاصبون ايها الفتيان افتروني
 في هذا ادروني مفتريا انما الله عليه كمثله هذا العبد وتفضل عليه كمثله

واتقوا الله الذي إليه ترجعون +

ثم استفتى منكم أيها العلماء والفضلاء + فلا تقولوا إلا

حقاً واتقوا الله الذي بيده الجزاء + وتعلمون أن الصالحين لا يكذبون ولا
يكون من عادتهم الاخفاء + ولا يخفى حقاً إلا الذي حُتم عليه الشقاء +

أيها الفتيان وفقهاء الزمان وعلماؤهم وفضلاء

البلدان + افتوني في رجل قال انه من الله وظهرت له حامية الله

كشمس الفجر + وتجلت انوار صدقه كبدس الدجى + **واری الله له**

آيات باهرات وقام لنصرته في كل امر قضى + واستجاب دعواته في كل حاج
وفي العدا + **ولا يقول هذا العبد الا ما قال النبي ﷺ**

ولا يخرج قد ماس من الهدى + ويقول ان الله سماني نبياً بوحيه وكذلك

سميت من قبل علي نساك رسولنا **المصطفى** + وليس مراده من النبوة

الاكثر مكالمة الله بظاهرة انباء من الله وكثرة ما يوحى + **ويقول ما تعني**

من النبوة ما تعني في الصحف الاولى - بل هي درجة لا تعطى الا من اتبع نبياً

خير اليه + ودل من حصلت له هذه الدرجة يكلم الله ذلك الرجل

احسانياً - وان قال فائل كيف يكون نبى من هذه الامم وقد ختم الله على النبوة -

والجواب - انه عز وجل ماسى هذا الرجل نبياً الاثبات كمال نبوة نبياً

خير البرية فان ثبت كمال النبوة لا يتحقق الا بثبوت كمال الامّة ومن دون

ذلك ادعاء محض لا دليل عليه عند اهل لفظة ولا معنى لحتم النبوة على فرد

من غير ان تحتكم كمالات النبوة على ذلك الفرد ومن الكمالات العظمى

كمال النبى في الاقضية وهو لا يتبى من غير نموذج يوحد في الامم ختم الله

ذكرت غير مرة ان الله ما اراد من نبوت الاكثر المكالمة والمخاطبة وهو مسلم عند

بكلام أكثر وأجل * والشريعة تبقى بحالها لا ينقص منها حكم ولا تزيد *
ويقول انى احد من الامة النبوية شمع ذلك ستمانى الله نبيا تحت فيض
 النبوة المحمدية * **وارجى الى ما ارجى * فليست نبوتى** الانبوتة -
 وليس فى جبتى الا النوار والشمعة ولولاها لما كنت شيئا يذكر او يسمي - وان النبى يعرف
 بافاضته فكيف نبينا الذى هو افضل الانبياء وازيدهم فى الفيض والرفعة
 فى الدرجة واعلى * **واى شئ** دين لا يعنى قلبا نورا - ولا يسكن الغليل
 وجوه - ولا يتغلغل فى الصدور صدور - ولا يثنى عليه بوصف يتم الحجة
 ظهور - **واى شئ** دين لا يميز المؤمن من الذى كفر وانى - ومن مظهر
 يكون كمثل من خرج منه والفرق بينهما لا يرى - **واى شئ** دين لا يعيت
 حيا من هواه ولا يهيى بجملة اخرى * **ومن كان لله كان الله له** كذا لك خلت
 سببته فى امير اولى * **والنبى** الذى ليس فيه صفة الا فاضة لا يقوم دليل
 على صدقه ولا يعرفه من اى * **وليس** مثله الا كمثله راع لا يهش على غنمه
 ولا يلقى ويبعد عنها عن الماء والمرعى * **وتعلمون ان ديننا دين حى** ونبينا
 يحيى الموتى * **وانه** جاء كصيب من السماء بركات عظمت * **وليس** لدين ان
 ينافس معه هذه الصفات العلية * **ولا يحيط** عن انسان ثقل حجابها ولا يوصل
 الى الله وبابه الا هذا الدين الاجلى * **ومن شك** فى هذا فليس هو
 الا اعمى * **وقد** اخبر ط الناس سيوفهم على هذا العبد من غيبه واحد
 فتحالدهم رب الوسى * **فقط** بعضهم واخرى بعضهم ومثل بعضهم تحت
 وعيده الى يوم قدر وقضى * **وانهم** آلا وان لا يعاملوا به الا ظلمًا وزورا
 وتعامت زمرهم عن طرق التقوى * **وتبعد** واعن منهم الحق كان اسدا يفترس
 فيه او يلدغ ثعبان او تنق افة اخرى *

وودوا ان يقتل هذا العبد او يسجن او يتقى من الارض ليقولوا
 بعد انه كان كاذبا فاهلكه الله واردي * او اهان واخرى فنصره الله
 نصر العبد نصر من الارض والسموات العلن * واستغفر فتجاب كل من استغفر
 ورزقه الله الابتهاال والاقبال عليه عند كل مصيبة فاستجاب اذا دعا *
 ويعمل اثر في دعوته ومن دعا عليه فقد هوى * فطمع كثير من الناس بدعوتهم
 وذا كانوا يمتنون يوم منيت ويقولون اخبرنا الله بموتنا ورحمتنا * ان في ذلك
 لآية لاول النهي * وجعل الله دارة حروما اما من دخلها فحفظ من الطاعة وما
 منعه شيء من الردي * ويخطف الناس من حولها ان في ذلك يرى يد القدرة
 من كان له عين توى * واعطاه اعمالا صالحة مع ثمراتها النفع الا برار كاهن
 جنات تجري من تحتها الانهار ووضع له قبولا في الارض فيسعى اليه الخلق
 في الليل والنهار * وجذب اليه كثير من اولي الابصار * الذين لهم نفوس
 صالحة وطبايع سعيدة رقلوب صافية وصدور منشرحة كالبحار * وجعل بينهم
 مودة ورحمة * واخرج من صدورهم كل دعونة واستكبار وانسابا به في وقت
 امرين هذا العبد شيئا مذكورا * وكانت هذه النعمة سرا مستورا * واعطاه
 مما صدق بخبري بها العدا فخلقنت ما صنعوا من حيات كيد غشوقها النجوم
 ووسدنه بحسين مزارعهم فدرت الهوان منه * واستغفر * انهم كانوا يكذبون من غير علم
 فسرهم في خمر من الهوان الدنيا * وكانوا ينظرون الى سلسلة الله مغاضبا
 بؤس عباد الله بجوريت يفترى * ولا يدخلون دار الحق بل ينعون من يريد
 منها لاي * فغضب الله عليهم وقطع * ضم شيئا من النار * وسر
 ما في الجحيم من النار مما لم يكن لهم ولا لم يدفوع عنهم او ارا الاضطراب وما كان
 اليه منجاة من غشوا به لاي من محي من البوار * ولو نظروا ذات اليمين وذات

اليَسَارُ: فكان ما لهم الخسران والخسار والذل والصغار، وطاشت
 سهامهم التي رُمُوا إلى هذا العبد وحفظه الله من شرهم وأدخله في حجي
 الامن ودار القرار: وقد نفصوا الكنا عن ليرة والقدر الكاشن وارادوا ان
 يُعطوا بائناهم ما نزل من الانوار: وسقطوا كمنخرة عليه وودوا الوُسْوَ
 به الارض او تجتر عليه الجبال لعل فيق من الاثان، فصره الله نصر عزيزا
 من عنده ليحبل الله ذلك حصرة عليهم وان الله لا يجعل على ائمة منان
 سبيلا لذلهم قمار: وما داموا وعن انفسهم ما انبأ الله فيهم من سوء
 الاقدار، وبشر الله هذا العبد المأمور بانه يكون في امان و
 حُرْمَةٍ ولا يضره من عاداه من الاشراش ويعيش تحت فضل الله الغفار
 فكذاك عصه الله تحت حمايته وحب به في حضرته وصار على عداه كالتيغ
 البتار: واعانه في كل موطن كالرفيق: ونقله الى السعة من الضيق
 وجعل له الارض كواخضر اورمض مملوءة من الثمار ووضع البكة في
 انفاسه وظهر من ادناسه واوصل الى الاقطار ضوء نبراسه: فرجع اليه
 كثير من الابرار: وهجروا اوطانهم في الله تعالى واوطنوا قريته طمعا في حجة
 الله الفقار: فاشتعل العيد اخذ امن عند انفسهم ومكروا كل مكرا ما كان
 مكروهم الا كما لغبار واخرجوا من كل كنانة سهم ما ما كان سهمهم من الله
 الا التباثر: وجمعوا له ورموا من قوس واحد فانقلب بفضل من الله وزاد
 عزته في الديار: وكذلك نصر الله عبده وصدق وعده وحي: مزله
 كثير من الانصار وبشره بانه يصمه من ايدي العدا: ويسطو بكل من سطا
 وكذلك انجز وعده وحفظه من كل نوع الضرر: وجعله مصطفى مبررا من كل دين وزكى: وقر به حجا

واوحى اليه ما اوحى ، وعلمه من لدنه طريق الرشاد والهدى ، وجمع له كل آية من الارض والسموات العلى ، وكف عنه شر أعدائه وامس كل امر على التقوى ، واصلم شئونه بعد تشتت شملها واصل سهمه الى مرمى ، وجعل الدنيا كرامة له تاتي من غير تحجر وهوى ، ونفع عليه ابواب كل نعمته واوحى وسري ، وعلمه من لدنه واعثه على المعارف العليا ، وقد جاء على وقت منتهى : **فما تقولون** في هذا الرجل هل هو صادق او كاذب ومن اين منبت هذا الفصل اعطاه الله ما اعطى ام الشيطان قادرك على هذه الامور العظمى بينات جردوا وانقر اليوم الفصل الذي يظهر ما يخفى ،

الباب الثاني

اسمعوا يا سادة ، هذا كما الله الى طرق العادة ، انى انا المستفتي وانا المدعي ، وما انكم بحجاب بل انا على بصيرة من رب وهاب ، بعثني الله على س المائة لاجد الدين وانور حجه الملة واكثر الصليب واظمى نار النيرانية واقبح سبنة خير البرية - ولا صلح ما فسد - وارفع ما كسد - وانا المسيح الموعود والمهدي المعهود - من الله على بالرحمى والالهام وكلمنى كما كلم بهله الكرام - وشهد على صدقى بايات تشهد دنها ودى وجهى بالظن تعرفونها - ولا اقول لكم ان تقبلوا من غير مبهاتى وامنوا بى من غير سلطان - بل انا دى بينكم ان تقوموا لله مقسطين ، ثم انظروا الى ما انزل الله من الاليات والبراهين وامشادات خاتمت النبوة الباقى كشم الخيرة منه في عبادته

دخلت سنته في النبيين الاولين فرودني ولا تقبلوني يا معشر المكركين - وان
رايتهم اياي كايات خلعت في السابقين فمن مقصنا الايمان ان تقبلوني ولا تمروا
عليها معرضين : اتعجبون من رحمة الله وقد جاءت ايامها - وترون الملة
ذاب لحمها وظهرت عظامها وكبر اعدائها وحقر خدامها : ما الكهوترون اياه
شتمتكم وترون : وترون شمس الحق امام اعينكم شحلا تستيقنون : ايها الناس
نكت عليكم بحجة قاله فالام تقفرون : وان اياته من كل جهة ظهرت :
والاسلام نزل في غار الغربة واوامر تعطلت : وكل آفة عليه تزلت : وكل
مصيبة كشرت له انيابها - وكل غموسة فتح عليه بايها : والالف الناس
الذي وعد فيه ظهور المسيح قد انقضى : فما زعمكم ان خلف الله وعدا او وقي
الاترون كيف اتفقت الامور على خلاف هذه الملة : وما الواعلي متفقين
كسباع تخرج من الاحمة الواحدة : وبقي الاسلام كوحيد طريد - وصاغر
كل مرديد - والاعنيار عيذ وقمرنا ذوالقعدة : قد بنا كالمه زوين من ال كفرة
يطعنون في ديننا ولا طعن الصاعدة : فند ذلك بعثني ربي على رأس
المائة : تزعمون انه ارسلني من غير الضرورة : والله اني ارى ان
الضرورة قد نزلت من زمان سبق - واول الاقبال كغلام ابق - وكان الاسلام
كجميل الطيف البنية مليح الحلية - ولان ترى على وجهه سلا بالبدعات - وقروح
الحداثات ونقل الى الغت سمينه - والى الكدر معينه - والى لظلمات نوره -
والى اخوية قصوره وصار كدار ليس فيها اهلبا - او كقبة مشاير ما بقي فيها
الاعلمها : فكيف نغفون بان الله ما ارسل محمدا في هذا الزمان وكان وقت
نزول المائدة لا وقت رفع الخزان - وكيف تزعمون ان الله عند ذم هذا البدها
وسيل السيئات - ما المراد اصلاح الخلق بل تسلط على المسلمين وتجاهل منهم لمساك

بسر الضلالات. كان دجل النصارى قليلا في تارة في الضلال. فكم الله
 بهذا الدجال. فوالله ليس هذا الرأي من عين العقول ولا بصار. بل هو سر
 انكم من صوت الحمار واضعفت من رجع الحمار. ثم مع ذلك كيف نزلت الآيات
 نزلت لتأيد رجل يعلم الله انه من المفترين. وليس فيكم شيء من تقوى العاقل
 يا معشر المنكرين. ما كان لعبد ان يفترى على الله شئ من نصرة الله كالمقبولين
 فان من هذا ارفع الامان ويثبت به الامر ويستزل الايمان وفيه بلاء
 للمطالبين. انتم عمون ان رجلا يفترى على الله كل ليل ونهار واصال
 وبكاه ويقول برحى الى وما ارحى اليه شئ ثم يفسره ربه كما ينصر الصادقين
 اهذه امر يقبله العقل المسلم ما لكم لا تفكرون كالمعتقين. اني قيت لكم دجالا
 واين المجتهدون والمصلحون وقد اكل الذين دود الكفر لا ينظرون.

الأترون علماء النصارى كيف يخذعون الجاهل ذيلعون الاقوال الاعمال
 لعلمهم يرجعون. وان الله انزل لكم حجة عليهم فكم لا تستفعلون بحجة ايها العاقلون
 والله لو شئتم اولهم وآخرهم وخواصهم وعوامهم ورجالهم ونساءهم ما استطاعوا
 ان ياتوا بآية كما أعطوا من ربنا ولو كان بعضهم لبعض ظهيرا. ذلك بانهم على
 الباطل ومخرج الى الحق والهناسي والهمم ميت فلا يسمع شهيقهم ولا زفيرهم.
 وان لنا نبيا نرى آيات صدقه في هذا الزمان. وليس في ايديهم الا حفرة
 الدمن فاين تفترون من حصن الامن ايها الغافلون.

وان نبينا خاتم الانبياء **لأبى بعد** الا الذي ينتمون

ويكون ظهوره ظل ظهوره. قالوا نحن لسنا حق ومالك بعد الاتباع. وهو ضالة
 فطرتنا وحيدنا من هذا النبي المطاع. فاعطينا حجابنا من غير الاشترار
 طموح من الكامل هو الذي رزق من هذه النعمة على سبيل الموهبة والذبح

لم يفرق منه شيئاً يخاف عليه سوء الخاتمة +

هذه ملتنا نرى كل إن شأها ونشاهد أنوارها

وأما دين النصارى فليس إلا كذا يخوف الناس دجائها ويعمي العمى
دجائها وهل لها آية لازمة والله لو لم يكن دين الإسلام لتعسرت معرفة
رب العالمين فعاظمت نجاسة المعارف ألا هذا الدين وانه كشجرة تؤتي
أكلها كل حين ويدعو الأكلين الذين هم من العاقلين وامتاد من عيسى فما هو إلا كشجرة
اجتثت من الأرض وانزلت الصلابة صرصرها أشجاراً للصوم ما بقوا
آثارها وليس في دينها إلا قصص منقولة من المشاهدات معزولة عن
المعلوم أن القصص المبررة لا تقبى اليقين وليس فيها قوة تجذب إلى رب
العالمين +

وأما الجذب في الآيات المشهورة وأكبر أمات الموجدية - وهما تنبؤ
القلوب وتزكي النفوس وتزول البؤس - فهي تختص بالإسلام واتباع نبينا
خير الأنام - وأنا على هذا من الشاهدين - بل من أهلها ومن المجربين ونتم
بها المحبة على المنكرين : وأتى شئ من النبي كذا عفا آثارها أو كروية
أجمعت أشجارها ولا يرضى العاقل بدين كان كذا خربت أو كما أنكسرت
أو كما مرأة عقرت - أو كما عين عميت - فالحمد لله كل الحمد أن الإسلام دين حبي
يحيي الأموات ويحضر الموات - وينضج الحية : وأنى أعجب والله كل العجب
من قوم يقولون أنا من فرق الإسلام ثم ينكرون فيوض هذا الدين وفيوض نبينا
خير الأنام وكلمة الله العلام - ما لهم ولا يهتدون من رقدتهم ولا يفتنون عيون
فطنتهم فاستعيز بالله من مثل حالهم وأعجب لهم ولا قوا لهم : وقد قمت
فيهم ما مؤمراً من الله فلا يؤمنون - وادعوا إلى الله فلا ياتون - ويمترون كأنهم

ما سمعوا وهم يسمعون : اما بلغتهم قصص قوم كانوا يكذبون رسلاهم ولا ينهون
 املهم براءة في القرآن فهم بها يتمسكون *

وَاِنِّي وَاللّٰهِ مِنَ الرَّحْمٰنِ - يَكَلِّمُنِي رَّبِّي وَيُوْحِي اِلَيَّ بِالْفَضْلِ وَالْاِحْسَانِ
 وَاِنِّي لَشَدِيْدُتُهُ حَتّٰى رَجَدْتُهٗ - وَطَلَبْتُ حَتّٰى اَصْبَيْتُهُ - وَاِنِّي اَعْطَيْتُ حَسْبًا اَعْبَدُ الْمَمَاتِ
 وَوَجَدْتُ الْحَقَّ بَعْدَ تَرْكِ الْفَانِيَّاتِ - وَاِنْ رَيْنَا لَا يَضِيعُ قُوًى مَّا طَالَبِيْنَ - وَلَا يَتْرُكُ
 فِي الشَّيْءَاتِ مَنْ طَلَبَ الْيَقِيْنَ - وَاَنْكُمْ مَكْرَتُمْ كُلَّ الْمَكْرِ وَاِنْ لَوْ لَا فَضْلَ اللّٰهِ وَرَحْمَتَهُ
 لَكُنْتُمْ مِنَ الْهَالِكِيْنَ - وَيَخَاطِبُنِي رَبِّي وَقَالَ اَنْتَ بَاعَيْنَا نَافِثِي وَعَدَا فِي كُلِّ
 مَوْطِنٍ وَعِنْدَ كُلِّ كَيِّدٍ مِنَ الْكَائِدِيْنَ - وَنُصِرَ فِي وَاوَا فِي الْيَمِّ وَكَرَّ كُلُّ وَاَحَدٍ مِنْكُمْ
 عَلٰى قَلَمٍ لَّمْ يَتِمَّ لَكَ بِشَرِّ مَنِي فَرَجَعُوا خَاسِبِيْنَ

وقطعتهم أمرا لله به أن يوصلوا شعبتين بين الناس أن هؤلاء
ليسوا من المسلمين = وتمتيتهم أن تكونوا من المخذولين « فقلوب الله عليكم أمانكم
ونشر ذكرنا في العالمين - هذا أجزاء المفاتيح »

ايها الناس كم لونات - لون في القلب ولون في اللسان - الايمان على
 اللسان والكفر في الجنان - جعلتم الاقوال للرحمان والاعمال للشيطان - فان انتم
 من هداية القرآن - انتم تفرعون في كتاب الله ان عيسى داق كأس الممات -
 ثم ترفونه مع جبهه العنصرى الى السموات - فلا ادرى حقيقة ايمانكم بالآيات -
 سددت في صلواتكم ان عيسى ما را دم الجهم ولا حيو - ثم تعبد الصلوة لترجعون في
 ركن المحراب - وتقبلون بوجوهكم على الاصحاب - فتقولون من اعتقد بموته فهو
 كافر وجزاءه السعير - ويجب له التكفير - تلك صلواتكم - وهذه كلماتكم - تقررون
 في الفرقان فلما توفيتني وبه تؤمنون ثم تتركون معناه وراء ظهوركم
 وانتم تعلمون - اتجدون في كتاب الله نزول عيسى بعد موته فما مني فلما توفيتني

ثابت من القرآن ولا حاد يث والروايات - وان اليهود كانوا منكرين بوضع عيسى - ويقولون ان عيسى لا يرفع كسل المؤمنين ولا يحيا - " لذلك نهضوا كآية كبر ونه ولا عيسى نه
واما ما قال به انه تعالى يا عيسى ابي متوحيك وقد فقتا في فيض راحة الجسم مع الهم والدايل عليه ذكر التوفيق قبل لرفع وان هذا الرفع هو كل مؤمن بعد الممات وهو

من المؤمنين فرد الله عليهم في هذه الآية - وكذلك في آيات أخر فقال بل رجع الله اليه وانهم من الكاذبين - منه

يا ذوى الخصاة -

انكفروا بكتاب الله بعد ايمانكم - ولا تتقون الله وتبغون مرضاً
اخر لكم - اتقادون من ارسل على رأس امرأة - وهو منكم من هذه الامة
وجاء في وقت الضرورة - وعند فتن النصرانية - ووافى دروب صحف الله بالحق
والحكمة - وشهد الله على صدقه بالآيات المنيرة - ما كثر تدون رحمة الله بعد
نزلها - ولا يكونون من الشاكرين - نشي الاسلام بكم - ونهض اليه سبيلكم
وتحبون انكم تحسنون - ما كثر لا نظرون الى نعمات واقامه - رالى نحو ذاب
الكفر سطواته - اليس فيكم من المفسدين - فمجدوا الله كل الحق جبر
ما يقولون وما يفعلون وما صنعوا بمذايع الكافرين وما اعدوا في جواب
المتنصرين - انكم نفعون اصيلكم بايديكم وتنصرون يا فوا انكم اسراء الاين
ان الله امرسل عبداً عند هذا الضوفان وانتم تكفرونه ونه وخرجونه من شره
الايمان وقد جاء بنور تحبلى - وبالمعارف تحلى ليكون حجة الله على صدف
الاسلام ولتخرج شمس الدين من الضلام - وليدافع الله عنه ثم زلزاله ثم
وليدخله ما يكره ويصرى الحق بواره - وليبشاهد الله اسرار من هو كل
دين في كبر وكبر وتقم ويرتفع عظمة تكفرون به بل انتم تولى المعادين
وظنبا انكم صنفوا الزمان - وعين جارية تطهر - وقهر انكم ماء كدركا بوجد
في الكد ورة مثلكم في البلدان - وجا دلهما فالكر من بعد انكم حتى سيفتم القليل
وجا وزيت الخدود ونقضتم اليهود وكفروتم المسلمين


الأترون اني كنت عبداً مستترا في راحة الخدود - بعد امن
الاعزاز والقبول - لا يؤمى الي ولا يتار - ولا رجب مني الدهر ولا انقار - ومن
كنت من المعروفين - فاوحى الي ربي وقال اني اخترت لك واثر ذلك فقل اني عرف

وانا اول المؤمنين وقال انت منى بمنزلة توحيدى وتقريدى. فحان ان
تسان وتعرف بين الناس يا تونى من كل فج عميق. ينصرك رجال نوحى اليهم
من السماء. ياتيك من كل فج عميق. هذا ما قاله ربى فانتم ترون كيف ارى
العون ان الناس تتنوا فوجا. وانتالت على الهدايا كلها بجرهم في كل ان
لهذه آيات الله لا ينظرون الى نورها. وينكرون بعد ظهورها. الا تفكرون
فى امرى سمعتموه سمي قبل ما انبأ به ربى فالى كنت مستورا كاحد من الانام
غير مذكور فى الخواص ولا العوام. ومضى حلى دهر ما كنت شيئا مذكورا.
وكنيت اعيش كرجل اتخذه الناس مجهورا. وكانت قريتي ابعد من قصد
السيارة. واحقر فى عيون النظارة. درست طولها وكثرة حللها.
وقلت بركايتها وكثرت مضراتها ومقراتها. والذين يسكنون فيها كانوا اليها ثم
وبذلتهم الظاهرة يدعون اللائحة لا يعلمون ما الاسلام. وما القرآن وما الاحكام
فهذا من عجائب قضاء الله وغرائب القدرة. انه بعثنى من مثل هذه الخربة. كما كون
على اعداء الدين كالحربة. وبشترنى فى زمن يعمون ايام قبولى بالى ساكون
مرجع الخلائق ولصول الكفرة كالسد المائق. واجلس على الصدور واجمل
للقلوب كالصدر. يا تونى من كل فج عميق بالهدايا وبكل ما يلىق. هذا وحى
من السماء من حضرة الكبرياء. ما كان حديثا يفتري ولا كلاما ينسج من الهوى
بل من لدن الله الاكبر. وكتب دليلى واشيع قبل ظهوره فى الوحي. واسرسله فى
لداش والقري. ثم ظهر كشمس الضحى. وترون الناس يحيطوننى فوجا بعد فوج
مع الهدايا التى لا تعد ولا تحصى. البس فى ذلك آية لاولى النهى. وان كنت
تحسبني كاذبا فار الخلق سترى. واكشف سترى واسئل من اهل هذه القرية عذرك
تصريح العدا. وافصح حديثك هذا الحديث لعالم تفش وتهدى

فان كنت لا تخاف الله فامض على وجهك يا قى الله بعرضك فان كنت تتقته
فالبرهان بينك والامر هيئت. قد راعى الاسلام صدمات الخريف فانظر المريان
وقت الربيع والتسيم اللطيف وترى ان الفلوب فى زمننا هذا اجديت وطلقها
المبشرات وتركت نجاعت رحمة الله بحورها وتداركت ونبادت. والرد الله
فى هذه الايام ان يميظ شوكة يخرج اقدا ما لا سلام. ^{بشر عظيم} ويقطع كل قتار وفع فى جبل
ويطهر الارض من اللبأ ثم تقبل او لا تقبل انى انا مطر الربيع وما ادعيت بهوى
النفس بل ارسلت من الله البديع لاطهر الدنيا من اوثانها وازكى النوى من الشوائب
وشيطانها. الا ترى ما نزل على هذه الملة. وكيف زادت علل على العلة.
وتجاوز البواء من اهل دار. الى من كان فى جوار. ودعا المحبين اخاء. بمنزل
مادعاء ووطر الدارين تحت اقدام عبدة انسان. وضال الاعداء عليه كشيابان
حتى صار كقرية يطرقها التسييل. او كما مرض تعد. عليها الخيل هناك رعى الله
ان الارض تحريت. ونجالات الناس فسدت. وما بقى فيهم الا اما فى الدنيا
وامواعها. وما يل عليها ابناء هالفند ذلك اقامنى فيكم بتجدد الدين و
الحمد لله والتزئين فانظر وارحمكم الله اجثتكم فى غير المحل كالمفترين. او
ادرككم عند نهب الشياطين.

واعلموا هذا كما الله ان هذا الامر يقضاه من الله وقدره.

وهذا النور ليس من ظلمة بل من يدرك. وكل من ذهب افترس عياد الله فلا
تنفرون. وكل من لصق نهب اموال الدين افلنت هدون. فم ارحمه
المريان وقت نصره الرحمان. كلاما لحيات ايام فضل الله والاحسان
وما جنتكم من غير سلطان مدين. وعندي شهادت من الله سريذ
يقبنا على يقين. وكنت فى حصة قومي مكنت. وبعت كلابيت. وكنت

سفنوا غير معروفي لا يعرفنى احد في القرية الا نيل بن الطائفة -
 وكنت اعيش في زاوية الكتمان لا يجيئني احد من الرجال والنساء وكنت
 غفيا من اهل الزمان - ما تصدت بلدة من البلدان - وما جئت الافاق وما
 رثيت العرب وما تقصيت العراق - وما كان لي والله سعة المال - وما ارضعت
 من الداء الا ندى عظيم لا رحي منه لى لكون - وما ركب الا طهر بهم شبة سر
 الحبال - فبشرني ربي في تلك النور من ياته - سيكفيني في جميع المهمات - يفتح
 على باب كل نعمة من الفضلات - وكما ذكرت كان ذلك الوقت وقت العصر
 وانواع الحاجات وبشرني ربي بتسهيل اموري وتيسير مناهجي - وتكفله بكل
 حاجتي - فعند ذلك وفي زمن ابعده من امن امرت ان يصنع خاتمة فيه نقوش
 هذه الانباء ليكون عند ظهورها آية للطلباء بحجة على الاعداء والخاتم
 موجود وهذا نقشه  يا اهل الامم - ثم فعل الله كما وعد -
 ومطر بحباب فضله كما وعد - وجعل الله حبة صغيرة اشجارا باسفة وانما
 يا نعمة - ولا سبيل الى الانتكار ولولا نقوش فرف الكفار - فان شهادة الشهداء
 تصور وجه من اوفى - وكيف الانتكار من شمس الضحى - ثم اتممت كلمة ربي
 يسلا الله جبري تنبأ ر لتوم بابي وصرت من القطرة بحاجات ومن الذرة
 كالحبال الكبار - ومن زرع صغير كالاشجار المملوءة من الثمار - ومن دودة
 ككسرة المصارة ان في ذلك لآية لاولي الابصار - وكذلك بشرني ربي
 بطول عمري في بدء امرى وقال ترى نسلا بعيدا - فمهرني ربي حتى رثيت نسلي
 ونسل نسلي ولم يتركني كالا يترك الذي لم ير نرق وليدا - وتكفى هذه الآية
 سعدا - في فوفى آتمها العلماء - والمحدثون الفقهاء - الحقن وعقوا لكم ان تلك
 المعاملات كلها يعمل الله بمرجل بعلم انه يفترى عليه - ويكذب امام عبيده

وهل تجدون في سنة الله انه يظهر على غيبه الى عمر طويل احد من
المفترين - ويتم عليه كل نعمته كالنبيات الصادقين - وينصره في كل موطن
بأكرام مبين - ويمهله مع هذا الافتراء حتى يبلغ الشيب من الشباب
ويلحق به الرفا من الاصحاب ويعين - ويطرد أعداءه المؤمنين كالكلاب - ويؤثر
ما لم يثبت احد من المعاصرين - ويهلك من باهله امام بنياد ويخزي ويهين -
ومن كان على الدنيا مكيباً ولزيتها محبباً من اهل الافتراء والفرية اريدتم نصراً
فهذه النصرة - اول حسنتهم له عون الله كهذه العونة ما لكم لا تفكرون كالمثقفين
هذهكم الله الامم تكفرون عباد الله المؤيدين وانكم تكذبونني ولا اعلمهم تكذبون -
اكفرت بكتاب الله وانكرت ما جاء به المرسلون - او ما اريدتم آيات الله فلهذا
تتأبون اوجستكم في غير الوقت فقلت عجباً كما يحيي المن والحر - ما لكم لا تعرفون
الحق ولا تبصرون - انظروا الى الامم الخالية من المفترين والمخلقة الفانية
من المتقولين كيف انفسهم الله لا افتراءهم والهلكهم وما البقية شيئاً من نأهم
ونحن اثارهم - وافق انصارهم لما كانوا كاذبين وللصادقين منافسين ولو لا تفرق
بين الحق والباطل لا ترفع الامان - وتشابه الخبيث والطيب والحرب و
لعمري ان لم يبق فرق بين المقبولين والمردودين +
اعلموا رحمكم الله ان عمر الافتراء قليل والمفترى في آخر عمره
ذليل - ثم المفترون قوم مخذولون لا ينصرهم رب علام - ولا يشهد الله لهم
وليت في كنانتهم سهام - وليس متاعهم الا كلام - ولا يؤيدون ولا يباركون
كالمقبولين - ومن سنن الله ان ينادي ابا راحد من المكذبين صدقاً قاطماً للمنازعة - واشتبهت معيبتة
انبا هلة صرعه الله بالخزي والذلة وكذلك جرت عادة حضرة الاحدية لم يفرق
بين الصديقين والمنزورين - ان المنزورين لا ينصرون من الله ولا يؤيدون

بروح منه ولا توافيهم نور من السماء - ولا تقدم اليهم مائدة الصالحاء - وما هم
 الا كلاب الدنيا نجد هم عليها متميّلين - وتجد صدورهم مملوءة من تنجّسها
 وهم على انفسهم من الشاهدين - ويخزون في مال امرهم وهناك يعرف
 وجود مميّز يميز الخبيث من الطيبين - والذين صدقوا عند ربهم قد شئى الله
 تعالى عن الدنيا عنانهم - وحطفا اليه جناحهم - فاحتاروا له اليوم الاثم
 والموت الاحمر واعطوا الظاهر المضمّن وسعوا اليه بوجدهم وقضوا مسلك
 سبيلهم - وانتوا طواف محبتهم ولثاك لا يخزون في هذه وفي يوم الدين
 - ان في مقام ريق ورفعه - كما يرون تجاه العدا من عشرة ويحفظهم
 من كابرهم - ويغياهم وينعتهم عند كل سقطة فيعيشون محفوظين
 وتعرف بينهم وبين المفترين - كشمس الضحى - والليل اذا بعى - الحليب ليل
 ونخل نقب - يتراعى نور حقيقتهم للنظرين - انهم سترحوا امرأة الدنيا
 وزيتها وانتاروا الاخرة وذوقوا سكرتها واستراحوا مع الله بعد ترك اهلها
 ونحوه اعلى حضرة الله وقتر واليه منقطعين - وقنعوا من الدنيا بنور
 كفيف وقيل لطيف فاعطى ارحمهم حللا كبرق مع غذاء لطيف وخرج اليهم
 ما تركوا وكذلك يفعل الله بالمخلصين - وبظن الله اليهم فوجد هم طيبين ارضا
 راي انهم يؤثرونه على غيرهم فاثروهم على الاغيار ورعى انهم كانوا له فكان
 لهم وجعلهم عبطا لاراء وكذلك جرت سنته من الاولين الى الاخرين
 وكم يثر تخفّر لهم فيخرجهم الله بايديه ولا تصيبهم مصيبة ليهلكوا بل يرى
 الله بها كرمهم ولا يزل عليهم افئدة ليدروا بل ليثبت الله بها انهم من
 تقيدين - اولئك يدرى صافاهم بينهم ولا تجزى الله قوما الا بعد - انزل
 باب الملك الحبيثين كذلك بر سنة الله في المخلوقين - واذا اقبلوا على الله سمع لهم

واذا استفتحوا فخاب كل ظلام ضلالتهم - يعيشون تحت رداء الله ثم هم
 احياء وهم من القاتلين - اتظن ان هذا القوم قد خلوا من قبل ولا يريد
 الله ان يخلق مثله في الآخرين - ثقلت لك أمك ان هذا الاخطاء مبين
 يا عما فاك الله بعدت بعد اعظيما من سنن الله رب العالمين - لو لا وجودهم
 لفسدت الارض ومن فيها فلذلك وجب وجودهم الى يوم الدين
 وما ارسلني ربي الا ليكلف عنكم ايدى الكفار - ويهتئكم
 المذنب الانوار فما لكم لا تشكرون بل تعرضون عن الهدى - انتم تعلمون انكم
 تتركون سدى - وان مع اليوم عدا - وما جئتكم من هو النفس وما كنت
 مشتاقا الظهور بل كنت احب ان اعيش مكنو ما كاهل القبور - فاجزني
 ربي على كراهتي من الخسران - واضاء اني في العالم مع هرب من الشهر
 والعروج - وليثب عمرا كالشر المستقر - او القبر المذعور - او كن ميم في التراب
 او كفتيل خارج من الحساب - ثم اعطاني ربي ما يحفظ العدا - ومن على بوي
 اجلي - فاشتعل السيفاء وظلموا وكان بعضهم من البعض اظني - وسفت منهم
 على الاوصاف الصراصر العظمى - فريتم ما لهم يا اولي النهي - ثم بعد هم ادعواكم
 الى الله فان تقبلوا فانه جسيمكم - وان تكفروا فانه حسيكم والسلام على
 من اتبع الهدى

يا فتیان رحمکم اللہ ترون انقلابا عظيما في العالم
 وشاهدون من انواع المعالم - واتتكم الناس في هذا الزمن المسلمون - فحب
 دنياهم وكثير منهم من الذين يرتدون - لا يفرل بلاء الاعليهم - ولا تهلك
 داهية الاقوامهم - ما حدثت بدعة الا ولجت بينهم - وما عرضت عليهم
 الدنيا عينها الا فقات بها عينهم نرى نهم تركوا شعار الملة الاسلامية - ومحو آثار

وقدرنا آيات ان ملاها قوم اهلكوا فى قمر يا اولى ما عذ بوا فى الدنيا ولا فى الآخرة
 فانه شقوا قسم طلعت الشمس عليهم وضحي وهم يخفون فى النار ويؤثرون الشجى
 لا يفرقون بين خاشن وامين وبين نهار وليل سبحي - يريدون ان يطغوا انما
 نزل من الله ندى الحلال - والله غالب على امره وان كانت مكرهم نزول به
 الجبال - يحسبون انهم قوم ليين لهم زوال - وسيطر الله كيدهم ومن
 كان كيدهم كحليب اجتره فى الحلق - وامضه فى العرق او كعداء اخرى لطف
 وآخرا - استطيعون ان يردوا قضاء سبحان ربنا الاعلى - انه يغلب
 ولا يغلب وينفذ امره من السماء الى تحت الأرض - فمن منقش بحافة لا يطعم
 وهل من حر طبيعه ولا يابى - ايتكثرون على امراء اباء هم الاولين - وليس
 لأراهم ثبات وقبحهم فيها مختلفين - وما زالت النوى تطرح برايهم
 كل مطرح فلا تثبت وليس له قرار ويتبدل كل حين - والله اوفى صادق
 وحمدنا بما جئت به بغير علم ولا برهان بين واتى اعرض نفسى لما لا يح
 ف دونه ان كانوا من الصادقين - ان يقولون الارجمنا با نفسنا واسبوا
 على الحق بمقتربين - ويقولون ان الزلازل والطاعون ما جاءت الا بغوثة شريرة
 وانهم قوم مخوسون - نظر الى اقوالهم كيف يهزون - يا عداء الكتاب الرسول
 بماذا تطيقون - اجاء البعد اب بما ارسل الله عبدا ليتم به حجتك
 ولينذر قوما غافلين سويلكم ولما ترعون - وقد انباء الله قبل ظهورها
 خطا منتحرا بالله ورسوله تستهزون - وان الله يرى كلما افنعون - نرون لى الى
 الكفر وظل اتها وتحسون خلجة مرسل وامارنا انهم انتم تعرضون كما نكم
 قومعون - واذا ابتسمت فصر صبحا لاسلام واما الله ان يحجم الشرك باياته اعظما
 كلكم مكر فى آياته لعل الناس الى الحق لا يرجعون - وتقررون فى سورة التور من

غير الشك والغمة - ان الخلفاء كلهم ياتون من هذه الأمة - ثم تلتصق
 عليه الذي هو من بني اسرائيل وتنسون ما فيهم قيل في قرعون في حديث
 بنى الله **إِمامكم منكم** ثم انتم تتجاهلون - تكفرون بمن جاء
 من الرحمان بالآيات البينات والبرهان - وترزون الكفار كيف جرحوا
 دينكم الذي هو خير الاديان - وهموا بان ترتدوا وتكونوا كمثلهم من الشيطان
 فاعلموا رحمكم الله ان غيرة الله قد اقتضت في هذا الزمان ان يرسل عبده
 وينجز وعده وينجي حزيه من اهل العدوان - فاناهو لعبد الماسور والوقفت
 هو الوقت المسطور - فهل انتم تؤمنون - والحق قد تبين - والوقت قد تقطعت
 فما لكم لا تفهمون - يا حسرات عليكم انكم صرتم اول كافريني وكنتم من قبل
 تنتظرون - الا ترون كيف شاع الشرك في اعطاف الارض واطرافها -
 واقطار البلد والكافها - تكفرون بما انزل الله وانتم تعلمون *

يا علماء القوم لا تعمدوا القدام النوم والله يوقظكم
 بجوارث كبره - وينبئكم بدواهي عظمى - فاين الخوف كالا برار - واين
 ماء الدموع بذكر الله القهار - كنتم انا الذين فتر شرا الكفر منه وفاسد
 فاعجبني ظير نفسكم ما فتر وما باض - اخلقتكم لاكل رغيف مع شواء
 صفيف - على خوار نظيف - ايها المسرفون - وقد قال الله تعالى ما خلقت
 الجن والانس الا ليعبدون - وما قال الا لياكلون يا سبحان الله اي
 طريق اخترتم واي نهج اشرتم اتعيشون الى اخر الدنيا ولا تتقون -
 وتقطفون ثمارها خالدين فيها ابدا - ولا تملكون - ان الدنيا قد انتهت
 الى اخرها فلم لا تستيقظون - وقد حل امرضكم هذه وباء الطاعون واقات
 اخره الانذارون - وان اشتهيتهم او اضعفتهم فمعيكم ولا تفارقكم لا تبصرون

١ اخذكم العشا - ١٠ انتم قوم عيون - وعنت اما مكبر مصائب شتى
حتى صبت على انفسكم واولادكم ونساءكم والقرى - وتنازعكم
كل سنة اعز تكلم بموتهم فلا يستطيعون ضمير ان يفرج ويبيكى -
وما كان الله معذب قوم حتى يعيث رسولا ليقر الحجاة والامر يقضى - هكذا
قال الله فى كتابه وهكذا اخلت سنته فى امم اولى - فما لكم لا تقر فوا اميالا
ارسل اليكم لا تتبعون داعيا اقيم فيكم لا تعلمون مال من كذب رايى - اقيم
انتم قوم اسينة الجاهلية ثم تسئلوا فى العقبة - وانتم تهدون الى
الطبيب من القول فما لكم تؤثرون الكدر وتكون الاصفى - تدعون
من جاءكم وتدعون الميت من السموات العلى - وتسبون وتشتقون
وتقولون ما تقولون ولا تخافون يوما تحضرونه كل نفس لتجرى وليس
بنتى فليس الا فى وطنه فبوا واشتقوا والله يسمع ويرى -

يا قوم لم تتعالمون وانتم تبصرون - ولم تتجاهلون وانتم تعلمون
اما علمتم عاقبة الذين كانوا يستهزون - تلذعون كالزنبور - وتوقعون
رجلا اعلمكم بالسراج بالنور - وتهرون برؤية البدر - وابدا بالعلماء وانتم
تظلمون - وجاء الناس وانتم تهربون - وكلم من مستهزى بما خبروا به فى
كانهم الامور من الله العلام - واصروا عليه واشاعوا فى الاقام - فاذا
الامر بالصد - وراى الله من اهلهم كالحج - وما توافى اشرع وقت بعد المكالمة
وتركوا حشيش تدامت قلوبهم لانعامهم -

وريت من ذمادوفى الا ليظهر الله بهم بعض الايات - وقد قصصنا
قصصهم فى حقيقة الوحى لتكون تبصرة للطالبين والطالبات - واقررب
القصص من هذا الوقت قصة رجل مات فى ذم القعدة - وكان يلعبنى ويسبى

وكان اسمه سعد الله وكان سببه كالصعدة - واذا بلغ شتمه المنتهى
وسبق في الايداء كل من سواه - اوحى الى ربه في امره وتوهمه وقطع نسله باقتضا وقال ان شئت
هو الابتر - فاستعت بين الناس ما اوحى ربه الاكبر - ثم بعد ذلك صدق
الله الهامى - فاردت ان افصله في كلامي - واشبع ما صنع الله بذلك
الفتان - وعد وعيا بالله الرحمن - فصنعى من ذلك وكيل كان من جماعتى
وخوفنى من المرادة اشاعتى - وقال لو اشعتها لانت من مقت الحكم
وتجرك القانون الاول لاثام - ولا سبيل الى الخلاص - ولات حين مناص
وتلزمك المصائب ملازمة القريم - والمال معلوم بعد التعب العظيم -
ونست الحكومت تارك المجرمين - فالخير في اخفاء هذا الوحى كالتخاطين
فقلت انى امرى الصواب فى تقويم الالهام - واذا لا فاعلم معصية خذرى ومن
سير اللام - وما لا احد من يتر من يترى الانام - ولا ابالى بعده تهديد الحكام
ونذعر ربه الذى هو منبت الفضل - وان لم يستجب فترضى بالعشر اذل
والله انه لا يسلط على هذا الشرير - وينزل عليه افه ونجى عبده المستجير
فسمع كلامى بعض زبدة المخلصين - الفاضل الجليل فى عمير الدين
محبنا المولى الحكيم **نور الدين** - فخرج على لسانه
حدث رب اشعث اخبر وطمئن القلوب بقولى وقوله وخبطوا للمحذرة
واسمعوا رب الله عز الله الى تلتة ايام وتمت موت من
رب علام - فوحى الى رب استعت اخبروا قسم على الله لا ينفع الله تعالى يدافع
عنك شره - فوالله ما مضى على الايام الى حقه جاء فى رغبى موته - فالحمد لله على ما
ضرب العبد بسوطه »

به تناس الى جئت بن رغبى بمائدة لا طعم انباش الفقير

فهل فيكم من يأخذ هذا الخزان ويأمن الجوع المبير - ومن لم يرافقه هذا
 الغذاء فهو من قوم يقال لهم أشقياء - ومن أكله فله في هذه الجبر
 كبير - ثم ولاءها ففضل كثير يريد الله ليحط عنكم الأثقال - ويضع السلاسل
 والأغلال - وينقلكم من الأرض المجدبة - إلى بلدة النعمة والرفاهة -
 ونجىكم من ظلمات اشتدت فيها الريح ويبلغكم إلى مقاصد أشعلت فيها
 المصابيح - ويظهر لكم من الذنب والزرور - لتكونوا كالذي قفل من الحج
 المبرور - وأنتكم مرضيتكم بأن تتنحروا بدمكم بوسخ الذنوب - وأن تبعدوا
 أبداً من ديار المحبوب - وأنى عرضت عليكم ماء الحيات - فأثرتكم كاس
 السمات - ودعوتكم إلى البيت العتيق - ففرستم إلى الغرائيق - وأنكم تسبون
 وأناقسى لكم الضجر والكرية وتدعولكم في ظلمات الغم كأننا بضل العتمة -
 وإن الأمر في يد الله يفعل ما يشاء - وفي يده القضاء - ويأتي يوم يلين
 ذلك الحجر - وإلى متى هذا الضجر أيها السائلون أنما يلو على قول العامة
 وأنهم قد عرضوا عن طريق السلامة - وإن عجبتكم فما أعجب من قولهم
 أن عيبه حي مع الجسم في السموات - ثم مع ذلك الحق بالأموات دخل
 معهم في الجنات - ويقولون أنه يترك وصية الموتى في آخر الأيام -
 ينزل إلى بعض أرضين ويسكت إلى أمم عابث ثم يرجل من هذا المقام
 ويلحق بالأموات إلى الدوام - هذه خلاصة اعتقاد قوم ومحققاتهم
 فبقينا متحيزين من هذا البيان - مع هذا الهذيان - لا والله لا نخرجهم
 إليه إلا هواء - أو غلبت عليهم السوءاء - ما لهم نغم مع طول الزمان وطلاوة
 القلن ما اهتدوا إلى الحق إلى هذا الأوان - فما فهم من أي قسم
 هذا المحبون - وقد صنعت عليه القرون - فوالله قد حيرني أصرارهم

على امر يخالف القرآن - ويحجج الايمان - وقد جاءهم حكم من الله بالحق
والحكمة على راس المائة وعند غلبة كل نوع البدعة وغلبة الكفرة فاعجبنا^{انهم}
لاي سبب انكروا - وهريدوا الزمان والزمان يدعو - والله اني انا المسيح
الموعود واعطاني ربي سلطانا مبينا - واني على بصيرة من ربي ولو رفع
الحجاب لما انزادت يقينا ان الله رأى نفوسا عاصية وزمنا كسيلة
قاسية - فارسلني لعلهم يتوبون - وكيف تنعم لهم وانهم قوم لا يسمعون
وانهم عن صراط الحق لنا يكون - فقرأوا من مائدة الله ورغفانها - وانتشروا
وبقيت الخواثر على مكائنها - واشتروا عصيدة الدنيا وتحلبت لها افواههم
وتلمظت لها شفاهم - واقل ما يكون في صدق ان يصيبهم بعض الذي
اعد لهم فما لهم لا ينتظرون - وقالوا ان حيلهم في ذلك لقليلة علمهم
بالقرآن والآثار - فينكرون موت عيسى اشد الانكار - وعلى حية يصرون
وتلك كلمة بها يموتون - فاجنب ذلك ان كنت من الذين يؤمنون
بالقرآن ولا يكفرون - ولكن مثل الذين تركوا كلام الله وراء ظهورهم
فلا يبالون - ويقولون انه المسلمين اجمعوا على حياته فلا يلزم يكذبون - واين الاجماع
وفيهم المعازل كون - واذا قيل لهم لا تفكروا في قول ربكم قلما توقفتكم
اوبه لا توءمنون - فليس جوابهم الا ان يخرجوا آيات الله ويقولوا ان معنا التوفيق
رفع الروح مع الحسرة الغصري انظر كيف الحق يعدلون - ويعلمون ان هذا القول
قول يحجب به عيسى عن حضرة العزة يوم القيامة اذ يستلذه الله عن صلالة الأئمة
وكذلك في الفرقان تفردون - فحجت راء كل العجب من شانهم وعقلهم
وهو انه لا يعلمون انه ما كان للبشر ان يحصر يوم النشور من قبل ان يعجزوا
ويكونوا سمع القوم هم الهم لا يتبدرون - وقد حثنا الصحابة ان لا يفرق

خير البرية - وزامر موجود الى هذا الوقت في المدينة المنورة - فمن سؤل الادب ان يقال ان عيسى مامات وان هو الا شر عظيم - ياكل الحسنات ويخالف الحصاة بل هو توفي كمثال اخوانه - ومات كمثال اهل زمانه - وان عقيدة حياته قد جاز في المسلمين من الملة النصرانية - وما اتخذوه الها الا هذه الخصوصية - شعرت بها النصارى يبذل الاموال في جميع اهل البدو والحضر - بالممكن احد فيهم من اهل الفكر والنظر - واما المتقدمون من المسلمين فلم يصد منهم هذا القول الا على طريق العثار والعثرة - فهم قوم معد وسرون عند الضرر بما كانوا خاطئين غير متعدين - وما اخطاوا الا من وجه الطبايع الساذجة والله يعفو عن كل مجتهد يهتد بجمعة النية - ويؤدي حق التحقيق من غير غيانه على قدر الاستطاعة - الا الذين جاءوا لاجل الحكم مع البيئات من الهدى - وفرق الشرشد من الحق واطهر ما اختفى - ثم اعرضوا عن قوله وما وافوا دروب الحق بل منعوا من وافي - وخالفوه وما توا على عناد وفساد كالعدا - وفرحوا بهذه ونسوا غدا - اينكرون ما انذر الله به ولا يحاوز حد مصرع اذا القدر اتي - وترى كل نفس ما عمل من الهوى - ومن اتي الله بفلسليم فتى من اللظى - واما المبرض والاثيم فله الجحيم لا يموت فيه ولا يحيى - وانا انصب نفسي في هذا الانتظار - ونحيل طرفنا في كل طرفة الى الاقدار - وان هذا الله قد قسرع بابكم وكسرت اسابكم افلا تنظرون - وان نفوسكم قد قربت اسد المسالك في القلوات - فاعدت والها حصن النجاة ولا تهلكوا انفسكم بايديكم ايها الغافلون انما تكلم بالايان الدين - لا بالارغمان والماء المعين - واذا ذهب الدين فلاحيات - والذي صناع دينه يشابه الاموات - وترون ان الكفر كثر ضلوع الاسلام - وما بقي منه الا اسم على السن العول من - والله ان

هذا الاسد قد جرح من الكلاب - ورمى من الافراس بالاياب - وقعد من
 الفلك بمشابة الهلك - ولذا ان مسلك من كل طرف ضراً وعيش مرراً ولا فائدة
 اختارتكم صعباً - كما انها وجدت فناء كعب رجباً - وانكم تحتها كل يوم تكسرون - وترون
 ان الافات تنزل عليكم تنزلاً وتبتر بئراً ولا تسقط عليكم افة الا وهي
 اكبر من اختياركم لا تخافون *

وقدر ربيتم ما تنزل من الافات - وبعضها نازل اليها في اسرع الاوقات -
 فتوبوا الى بارئكم بعد ذلك وتفاعلوا - وكيف ترحى منكم نوبة وما نالتكم اية
 الا عنها تعرضون - فسوف نتيكم انباء ما كنتم تستهزون - ومن الافات
 ان قوماً يدعونكم الى الكفر - اطعموا في بजार القصر - ويعرضون ذهباً على كل
 ذاهب لعلهم يصطرون - فانتمعوا ولو الطول وانتم الفقراء وفقه عليهم ابواب
 الدنيا واسم في النور - تصيبون ربحاً سون - وتلك فتنة اكبر من كل فتنة
 وبليّة تسدن كل بليّة - فكنتم تحتاحون الى رخصاتهم وهم لا يحتاجون -
 وحلوا رخصكم وملكتم ما سواكم - بلا بد من تاثير كما تشاهدون - ثمن احدى
 امصائب ان امرءكم عن البذر يستهزون - وفقراء هم على الدنيا يتجاسون -
 فلا يجد قرة اعين من ربحهم من هولاء وانما من كل ايسون - وسخرنا النار
 في الطرفين فاحذنا ما يخذ السقيير عند انوار المنون - وما كان الكافر
 ان يهزمكم وانكن ذنوبكم هزمكم وتركتم الحضرة وبذلك تتركون - وان
 الله نظر الى قلوبكم فما افس فيها اة - فسلط عليكم قوماً عصاة واعطاهم السعد يسكن قناه -
 فهل انتم مستهزون - ان الله لا يغير ما بقوم حتى يغيروا ما بانفسهم فهل انتم
 مغترون - وما فعل الله بعذابكم ان شكرتم وامنتم فهل انتم مؤمنون -
 وانتم بعد ذلك كعباءة كذا الذنب الدائم - والموت خير للقي من عيش

عيش البهائم فما لكم لا تتنبهون ؟ وان النصرانية تاكلكم كل يوم كما تاكل
النار الخشب ليقوم اقلد الله وكتب - فوالله ان هذا الوباء اكبر من كل وباء
وهذه الزلزلة اكبر من كل زلزلة وما نزل عليكم ما نزل الامم ذنوبكم
ايها الفاسقون ؟ فان الافات البغمانية لا تهلك الاجسام - ولما الافات
الروحانية فيهلك الجسد والروح والايمن معافلاتسبوا عداءكم وسبوا انفسكم
ان كنتم تعتقلون ؟ ما لكم لا تنظرون الى السماء - وصرت عبي الغبراء - وزاد الله
عرض عليكم حليب الدين فانتم تعافون ؟ ثم قدّم قوم اليكم لحم الخنازير فاسم
بالشوق تمششون - ومن دخل منهم في دينكم فلا يدخل الا كاهل النفاق ويظنون معافوا لاسواق
مكديا بالادواق وهم يكثرون وانتم تعلمون - فلام هذه الحق ايها الجاهلون تتمايلون على اموال الدنيا
وما تبصرون من اين تقتبشون ؟ وترون الخوان - وما ترون المضل الخوان
كما تكوم قوم عيون ؟ وتتركون العشاء ويالنداهي تغنيقون - وتعيشون كسلا
ولا تمسحون الذين باصبع ولا له تتالعون ؟ ثم تقولون انبذ لنا الجهد حق الجهد انا
مستغفرون - فكلوا يا فتيان - الم يان ان يرسل الله اماما في هذه العمار - وانكم ستغفرون
الله وتقطعون ما امر الله به ان يوصل وفي الارض تفسدون ؟ فوالله ان الوقت هذا
الوقت فما لكم لا تقبلون ؟

واني والله في هذا الامر كعبة المحتاج كما ان في مكة كعبة الحاج - واني
انا الحجر الاسود الذي وضع له القبول في الارض والناس بمسحه يتبركون
لعن الله قوما يقولون انه يريد الدنيا وانا من الدنيا مبعدون ؟ وجئت لأقيد
الناس على التوحيد والصلوات والاقتناء انواع الصلوات - والله يعلم ما في قلبي
ويشهد بآياته انهم كاذبون ؟ ما كان حديث يفترى بل جئت بالحق وبالحق
ارسلت فما لكم لا تعرفون ؟ واني انا ضامنكم لا مضيلكم ايها المسلمون - فهل

فيكم من يقبل دعوتي وينظر بحسن الظن الى كلمتي اليس فيكم رجل شديد ايماء يستلزم
 ولولمّا بعث يفتيان في هذا الزمان - لوطا الدين اهل الصليان - وان هذا السيل
 بلغ الرأس - وافنى النفوس - الا تعلمون القسوس كيف يصلون ؟ وما أرسلت الا عند
 ضلال الخبيث الارض واهلك اهلها فاما لكم لا تفهمون ؟ والله ليس في الدهر عجب من حالكم
 كيف حال اعراضكم وصفكم عني وقد رثيت الايات واعطيتكم البشارة نبيذ توه كمالنا
 ونفخ بكم باب الحسنات فقلقتكم ابوابكم لعلنا ندخل في العرصات فالكفر لا تتقون حرمان الله
 ولست كنيت تجهلون ؟ وان الله مستيا فيسل سيفه على الذين يعتدون ؟
 واني انا الميعاد الموعود وانتم تكذبونني وتسبون وتقولون ان هذا الدعوى
 باطل وقول خالفه الاولون ؟ فاجب في قولكم هذا مع دعاوى العلم والفضل تقولون
 ما يخالف القرآن وانتم تعلمون ؟ وان دعوى الاجماع بعد المعجزة دعوى باطل
 وكذب شنيع لا يصير عليه الا الظالمون . واني الاجماع المنسبون ما قال المعتزلون
 انهم ليسوا من المسلمين وانتم قوم مسلمون ؟ ثبت ان قولكم ليس قولاً
 واحداً بل ابل ادم متعديها فالان يحكم الله فيما كنتم فيه تختلفون ؟ وعند عشرين ايات
 من ربي وايات ربي قوها انتم تتكفرون ؟ ان الذين خلوا من قبلي لانشأ عليهم وهم
 مبترعون ؟ والذين بلغتكم دعوتي وراي اياتي وعرفوني وعرفتمهم بنفسي وتعت
 عليهم محبتي ثم كفروا بايات الله واذا في اولئك قوم حق عليهم عقاب الله
 بانهم لا يحافون الله وبأي الله ورسوله يستهزئون ؟ وما جئتهم من غير بينة بل الله
 ربي اية على اية ومعجزة على معجزة واقمت الحجة ونصبي التنذير والخضوة
 ثم على الانكار يصرون ؟ يحاربون الله بما انه جللى الميعاد الموعود والمهدى المعهود
 وله الامور المحكم لا يستل علم يفعل وهم يستلون ؟ وتختبى بعضهم عن هذا النزاع
 نخجلاً وجلاً ورجعوا الى تائبين واكثرهم قاسطون ؟

ايصرون على حياة عيسى ويخفون اجماعاً اتفق عليه الصحابة كلهم اجمعون
 ويتبعون غير سبيل قوم ادركوا صحبة رسول الله صلى الله عليه وسلم وكانوا
 منهم استضافوا من النبي وتعلموا وانقادوا لجماعهم على موت عيسى وهو الاجماع
 الاول بعد رسول الله ويعلمه العالمون انسيتم قول الله **قَدْ خَلَتْ مِنْ**
قَبْلِهِ الرُّسُلُ او انتم انتم كفر متعدون وقد مات على هذا الاجماع
 من كان من الصحابة ثم صرحتوا بغير ما رقت فيكم من الفرقة وما اوتيتهم سلطاناً
 على حياتهم وانتم الا تظنون وقد قال الله حكايثاً عن عيسى **فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي**
فَلَا تَكُ رِيبٌ فِي قَوْلِ اللَّهِ ولا توجّهون ما اشتراكم الله او تقولون ما لا
 تعلمون +

انهم علموا ان حق اللفظ روض معني ان يوجد المعنى للوضع له في جمع افراد من غير
 محذور انهم يبينون ذلك في قوله تعالى في المعنى الموضع لتوفي عنكم وتقولون لا شريك
 في اللفظ المعنى فروع من قوله تعالى **تَوَلَّاهُ عِنْدَ تَوَلَّاهُ** وما كان معناه قبله لا يكون بعد اللفظ
 الذي به **يَا غَفِيُّ** ان عيسى لم يتولد ولم يترك الوجود من الحضرة -
 فتم هذا اللفظ كما طالع ومنه من الحلبة فتفكر ولا تترنا الانبياء - واتوا الله
 انهم يبينون هذا اللفظ بمراد ما ووطا الا انهم يبينون سمات ما انهم الا
 هذا لما ان المكرم - ولو فرض ان معنى الوفاء في اية قلت **تَوَفَّيْتَنِي** لا يرفع
 مع الجسم الغضري الى السماء - ثم مع فرض هذا المعنى فكذب هذا لايت نزل
 عليه الى البلاء ولا يحصل بفسود الاعداء بل يبقى امر عدم النزول على حاله كما لا
 عند العقلاء فان عليه بحسب هذا الجواب يوم الحساب يعني يقول قلما توفيته تني فيهم يبعث
 انهم وبخضرون كما تقرعون في انظروا ايها العاقلون وخلصت جواباً له يقول
 في ذلك من على لتوسيد ولايمان بالله الغيور - ثم يرفقهم الى يوم القيامة وما

رجعت الى الدنيا الى يوم البعث والنشور + فلذلك لا اعلم ما صنعوا بعد من الشرك
والفجور ولست من الملمومين + فلو كان رجوعه الى الدنيا امرا حقا قبل يوم القيا^{مة}
فيلزم منه انه يكذب كذا مشيحا عند سؤال حضرة العزة وهذا باطل بالبداهة
فالزول باطل من غير الشك والشبهة - فاستيقظوا يا فتيان اين
انتم من تعليم القرآن - بل مات عيسى كما ماتت اخواته من النبيان - بل حقهم
كما تقرن في اخبار خير المسلمين + اقروا في حديث سيد الكائنات - انه
في السماء في حجرة عليقة من الاموات - كلام بل هو ميت ولا يعود الى الدنيا الى
يوم يبعثون + ومن قال متعدد اخلاف ذلك فهو من الذين هم بالقرآن كيقضون
الا الذين خلوا من قبلي فم عند ربهم معد ورون + ويشهد القرآن انه يبعث
يوم القيامة - افي ما كنت مطالعا على ارتداد الامة - ولا اعلم انهم اتخذوا في الهما
من دون رب البرية - وكذلك يبرء نفسه من علم من ساد النصاري ورفقهم
في الضلالة فلو كان نازلا قبل القيامة لكان من شأنه ان يصدق بحضرة
الله كما هو طريق البرية بل هو من حلال الرسالة والامامة فكيف يظن انه يختار الكذب
ويتركب جرما خفاء الشهادة - ويقول يا رب ما عدت الى الدنيا وليس لي علم
يا حوال امتي ولا اعلم ما صنعوا بعدي - فان هذا كذب شنيع تقشعر منه الجلود
وتأخذ منه الرعدة - ولو فرضنا انه يقول كمثل هذه الاقوال ونحوها من عوده
الى الدنيا عند سؤال الله ذي الجلال - ونحفي حقيقة اطلاعه على كفر امته
وامرارهم على طريق الضلال - فلا شك ان الله يقول له يا عيسى مالك لا تخاف
عزي وجلالي - وكذب امام رحي عند سؤاله - استذهب الى الدنيا عند بعثتي
واعثرت على شرك امثلك - لم تزل في الخلق ربا انشر رافي جميع البلاد - ونسلوا من كل حدب وجواد
كنت حاديتهم وكنت صليهم بجهدك وطاعتك ثم تنكروا لان من تزولك فاعجبني كذبتك ودينك -

في روى الامام بخاري عن المعوية بن النخعي قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم نهجاء برجال من امة ربي يوم يلقى الله فيؤخذ بهم ذات الشمال فانهم يذوبون
اصحابي فقال انك انت الذي ما احد نوفاك فاقر كما قال العبد العاصي يعني عليا وكنت عليه ثم تشهد احد من صفاتهم فلما توفيتي كنت انت ارفعهم عنهم
وكذلك روى البخاري في معني التوفيق عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم نهجاء برجال من امة ربي يوم يلقى الله فيؤخذ بهم ذات الشمال فانهم يذوبون

فخلاصة الكلام ان قولكم برفع عينى باطل ومضر للدين كانت قال
وتقولون لفظ الرفع فى القرآن موجود نعم موجود ولكن معناه من لفظ متوفيا
مشهود بل جميع كلام الآية على الرفع الرخا فى مشهود - انؤمنون ببعض
الكتاب وكفروا ببعض اهدا اسلامكم واكفروا عنود - او تريدون ان تخفوا الكتاب
للكماله فباليهود - الا ترون ان لفظ متوفيك مقدم على لفظ الرفع وفى القرآن
موجود - فما لكم تتركون رعاية الترتيب وتختارون ما يضركم وتعرضون عما
بفسادكم وتجاوزون الحدود - العزيم كما لله ان تحرفوا معنى القرآن - ولا تسبوا
سبل الشيطان - والله ندم والله ما صرفكم عن الحق الا التعصب والعناد
وحسبتم انفسا ذا كبرى كان فيه رفع الفساد - وتقولون لى انت كفرت اهل
القبلة - وخالفتم قول خير البرية يا سبحان الله كيف فسيتم فتاوى كره هذه
للعجالة وما ابتدئنا بالتكفير مما يدانا بالتحقير اما اشعتم كفرنا فى هذه الآية
فى الاقافى - وفى السلك والاسواق - انشيتم قرصا من الافناء - وما قلتم
وما تنفون بربك الحياء - وجاهدتم كل الجهد لتتقضوا ما عقدنا - ولتبطوا ما امرنا
وكذلك ينكرتم كل المكر الى عشر من حجة بل ازيد من ذلك عدة واشتمتم من كل
بسم الله - وفنستم كل رديس من منى من السب والشتم ثم اشعتم فى الاغيا
والاحباب - كنتم مبرعون من الواخذة والحساب - ولكن الله اتم يومكم انزلتم
اطفائه - وملاذ بحرا اتميتتم ان تفيض ماءه - ودعوتكم لنا ارضا جديفة -
فوزنا الله الى ربوة ووادى غصير ورحمة ورفقنا انعماءا والاعاء وبركات
سارنا بقوها ولا اباكم اغذا اجزاء الفرية - اءبعثتم على مثله فى زمان
من الازمنة

فاعلموا رحمكم الله ان صدق دعواي وموت عبثي ما كان امرا

تدق الله عز وجل فى القرآن فى بيانها الى ربنا فى ذات مرتبة معين - ولما جعلنى الله مثيل عيسى جعلنى الساطنة لبر طائفة ربنا امين ورا حجة ومستند
حسنا فى كنه ما دوى المظلمين - والله اكبر واصلاح ما كان الاحياء ان يؤذى من عصيه الله والله خير العاصين - منه

متعسر لمعرفة - ولكن لم تثبت لكم انفسكم تكذيباً بكم فمما قلوكم وما فكرت من حق الفكرة -
 وقد جئتكم بالآيات والشواهد والبنينات وقد نقرأ الله على امر الخفاء عليكم في
 ابن مريم - وذلك فضل الله انه فهمني امرأ ما اعتزكم عليه وما فقهتم - امر صديتم ان احد
 الكهف والرفيم كانوا من آياتنا عجبا ان الله اخفانا من اعينكم ان قرمن واسبل عليها حجاب -
 فكنتم تنظرون نزول الميحر من السماء - وصرف الله افكاركم عن الحقيقة الغراء لم يظفر عليكم عنكم
 في اسرار حضرة الكبرياء - ذلك من شأن الله ليعلمكم ادبا عند اظهار الآلاء - فماتشابا لامر عليكم
 الا من فتنة ارد الله ليعتليكم بها فاطهرها بعد هذه الاخفاء -

واي ذنب البر من ذلك ان الله يخبر في القرآن بموت عيسى ونجى
 بان عيسى يقرب يوم القيامة بموته قبل كرامته ووصد عليه به كما مضى - والنجية يقول اني
 ربيته ليلة المعراج في الموقى عند يحيى - شعرا تم رفعونه مع الجسم الى السماء فماتنا
 اعجب من هذا - فالكم لا تفقهون حديثا - وان قل لي فيصير في جسد واعنه محبسا -
 تصرون على حياته ولا تؤتون عليه دليل - ومن اصدق من الله قبلا -

وليس حورا بكم من ان تقولوا ان اباؤنا كانوا على هذا الاعتقاد
 وان كان اباؤكم عدلوا عن طريق السداد - واي شيء خيالا اما سي ظهر وادبر في حادثة -
 بل بعد القرون الثلاثة وما كان حقهم ان يلقوا الانبياء الله قبل وقوعها بل كان من
 الادب ان يفوضوا الى الله مجاري نبوعها - وكذلك كانت سيرة كبراء آله امته -
 انهم كانوا لا يصرون على معنى عند بيان الانبياء الغيبية - بل كانوا يؤمنون بها
 ويفوضون تفاصيلها الى عالم الحقيقة - وهذا هو المذهب الاحوط عند اهل التقوى
 واهل الفطنة - ثم خلف من بعدهم خلف حيا وزواحد علمهم وحده المعرفة
 ونسوا ما قيل لا تقف ما ليس لك به علم وظفروا في كل موطن باهر المقة - واصرفوا
 على امر الاحاطة حق الاحاطة - يا حبيبات عليهم وعلى حورهم قرا من هذا السيرة

هذا ما اودعني اليه في يومى القدر وكفى ذلك اخفايا في كل اخفى اصحاب الكهف وان ذلك من سني الله ابد يخفى بعض اسرارهم عن الناس يعلمون
 ان علمهم قاصر وليست الله عباده ولا يرى المؤمنين منهم ومنهم من المؤمنين - منه

منهم صدمة هي أخت صدمة النصرانية. وما هم إلا كجذب لسفوات الملة. يرفعون^{عليه}
مع جسمه السماء ولا يتدبرون قوله تعالى قل سبحان ربي بل يزيدون في البغض
والشحناء. يا فتيان إن أنتم من تلك الآيات ولم تتبغثوا ما تشابه من القول فتزكرو^ن
البيئات المحكمات. الا تعلمون ان الكفار طلبوا في هذه الآية معجزة الصعود الى
السماء من نبينا خير الانبياء وذبدة الاصفياء. فاجابهم الله ان رفع بشر
مع جسمه ليس من عادته بل هو خلا لموعده وسته ولو فرض ان عيسى رفع مع جسمه الى^{السماء}
الثانية. فما معنى هذا المنع في هذه الآية المكن عيسى بشرا عند حضرة الغرة. ثم اي حاجة
استدلت لوقعه الى السفوات العلوى. امرهقة الارض بضيقها او ما بقى مفتر من
ابدى اليرح وفيها رفع الى السماء ليغنى.

ايها الناس لا تجاوزوا حد وذا النهج القويم. ونزوا بالقسطا^س
المستقيم. ووالله ان موت عيسى خير للاسلام من حياته. وكل فتح الدين في مثل
استبدلون الذي هو شر بالذي هو خير. ولا تقفون بين النفع والضير. ووالله
ان يجمع حيات هذا الدين وحيات ابن مرسيم. وقد ربيتم ما عمر حياته الى هذا
الوقت وما هدم. وترون كيف نصر النصراني حياته وقدم. وجره الذي لا قوم
ولما ثبت ضيره فيما يريدنا فكيف ينزع خيره فيما خلفنا ما اذا جربنا الى طول الزمان
مضرات حياته. فاني خير يرجى من هذه العقيدة بعد ذلك مع نبوت معتراته.
والعافل لا يعرض عن مجرباته. فان الله يوافي دروب الحكمة ويرحم عباده
ويصمهم من ابواب الضلالة. ولا شك ان حيات عيسى وعقيدة نزوله باب من
ابواب الاضلال. ولا يتوقع منه الا انواع الوبال. والله في افعاله حكم لا تعرفوها
ومصالح لا تتسوفها. ففكروا رحمكم الله ان عقيدة حيات عيسى كما تصورون عليه
الى هذا الان شر عقيدة نزوله في آخر الزمان امري ما افادكم من مقال ذبيرة وما ايد

في قوله تعالى سبحان ربي بل يزيدون في البغض والشحناء. والفتيان ان انتم من تلك الآيات ولم تتبغثوا ما تشابه من القول فتزكرو^ن البيئات المحكمات. الا تعلمون ان الكفار طلبوا في هذه الآية معجزة الصعود الى السماء من نبينا خير الانبياء وذبدة الاصفياء. فاجابهم الله ان رفع بشر مع جسمه ليس من عادته بل هو خلا لموعده وسته ولو فرض ان عيسى رفع مع جسمه الى السماء الثانية. فما معنى هذا المنع في هذه الآية المكن عيسى بشرا عند حضرة الغرة. ثم اي حاجة استدلت لوقعه الى السفوات العلوى. امرهقة الارض بضيقها او ما بقى مفتر من ابدى اليرح وفيها رفع الى السماء ليغنى. ايها الناس لا تجاوزوا حد وذا النهج القويم. ونزوا بالقسطا المستقيم. ووالله ان موت عيسى خير للاسلام من حياته. وكل فتح الدين في مثل استبدلون الذي هو شر بالذي هو خير. ولا تقفون بين النفع والضير. ووالله ان يجمع حيات هذا الدين وحيات ابن مرسيم. وقد ربيتم ما عمر حياته الى هذا الوقت وما هدم. وترون كيف نصر النصراني حياته وقدم. وجره الذي لا قوم ولما ثبت ضيره فيما يريدنا فكيف ينزع خيره فيما خلفنا ما اذا جربنا الى طول الزمان مضرات حياته. فاني خير يرجى من هذه العقيدة بعد ذلك مع نبوت معتراته. والعافل لا يعرض عن مجرباته. فان الله يوافي دروب الحكمة ويرحم عباده ويصمهم من ابواب الضلالة. ولا شك ان حيات عيسى وعقيدة نزوله باب من ابواب الاضلال. ولا يتوقع منه الا انواع الوبال. والله في افعاله حكم لا تعرفوها ومصالح لا تتسوفها. ففكروا رحمكم الله ان عقيدة حيات عيسى كما تصورون عليه الى هذا الان شر عقيدة نزوله في آخر الزمان امري ما افادكم من مقال ذبيرة وما ايد

ديننا الذي هو خير لا دينا بل ايد دين النصارى وادخل اقولنا من المسلمين في اهل
 الصليبان - فلا ادري اي حاجة احسنتم للنزول يا معشر المسلمين - وان حياته
 يضركم ولا ينفعكم اماريتم ضراً فيما مضى من السنين انقعتكم هذه العقيدة فيما مضى
 من الزمان - بل ما زادكم غير تنجيب وارثاد الرجال والنساء فاني خير من
 بعد ما فتياي - وثبتتم المتصدين ما جذبوا الى القسيسين الالهة الخيال -
 وهذا هو اللص الذي القاهم في بئر الضلال وكانوا ذراري هذه الملة - ثم
 صاروا كالحیوات وكسباع الابهة - وعادوا لاسلام وسبقوا بانكر اصل تحقيق - وفكروا
 اقاربهم ووالديهم في زفير وشهيق - ووقفوا نفوسهم على سبب خير المبرية وتوهموا
 كتاب هو اكمل من الكتب السابقة - وقالوا قريش - واي رجل سيتهضر واتخذوا
 ديننا سخرة - ولا يذكرونه الا طعنة - وقالوا ان مشتم على هذا الدين دخلتم النار
 باليقين - فاعلم وفقلت الله للصواب - وجديك طرق العتاب ان هذه القسوس التي
 حسبتموها هيئا هي عند الله عظيم - وقد اهلكتم افواجا منكم وادخلتم في نار المحيق
 مولد لك ذكرها الله سبحانه وتعالى في مواضع من كتابه الكريم - ونسب اليها نقط
 السماء ونخر الحبال وظهور نار الغضب العظيم - فوالله اني اعجب كل العجب من
 اناسهم نصر النصارى يقول يخالف قل حضرة الكبرياء - وقالوا ان عيسى
 رفع مع حبه العنصرى الى السماء - ثم ينزل في زمان الى الغبراء - وهذا هو الدليل
 المعظم عند النصارى على تقاضاهم اياه ويصلون كثيرا من الجملاء - والحق انه ما
 بحق الاموات - وعلى ذلك كدليل كثيرة من الكتاب والسنة وقد ذكرنا ان
 مونه في المقامات المتعددة - ولما نبينا صلى الله عليه وسلم في الموقى ليلة المعراج
 عديحي في السماء الثانية - واي شهادة اكبر واعظم من هذه الشهادة - ثم مع ذلك
 يعمل الجملاء على عند سماع هذه الكلمة ويقولون لو كان السيف لقتلناك

وان سيف الله أحد من سيوف هذه الفرقة الذين بعضهم ضارب سيف
 عند المباشلة - وقد تكرر في القرآن ذكر موت عيسى وذكر إيواءه إلى ربوة ذات
 قرار ومعين - وثبت بكل دليل آخرى انها أرض كاشمير باليقين - ووجد في
 قبر عيسى ووجد هذه القصة في كتب قديمة لا بد من قبولها وحصل الحق
 فالحمد لله رب العالمين ، وشهد سكتان هذه الأرض انه قبر نبي
 كان من بني إسرائيل وكانها جرت إلى هذه الأرض بعد ائداء قوم موث عليه قريب
 من الالفين بالخمسين ، فخلص الكلام ان موت عيسى ثابت بالبرهان -
 ولا ينكره الا من انكر نصوص الحديث والقرآن - ولو شاء الله لفرم من انكره ولكنه
 يفضل من يشاء ويهدي من يشاء واليه يرجعون - وان يفتعن الاظفار وما نرى
 في ايديهم حجة بها يتمسكون ، والتمسك بالاقوال الظنية تجاه النصوص التي
 قطعية الكالة خيانة وخروج من طريق التقوى فويل للذين لا ينتهون ، سيقول
 الذين لا يتدبرون ان عيسى علم الساعة - وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به
 قبل موت ذلك قول معوا من الآباء وما تدبروه كالغلاء ما لا يعلمون
 ان المراد من العلم تولد من غير اب على طريق المعجزة - كما تقدم ذكره في الصحف
 السابقة ولا يتكلم احد من اهل العلم والفتنة - واما ايمان اهل الكتاب
 بهم بعيسى كما ظنوا في معنى الآية المذكورة فانت تعلم حقيقة ايمانهم لا حاجة
 الى التذكرة وتعلم ان افواجاً من اليهود قد ما توالوا ولم يؤمنوا به فلا تحرق كلام
 الله اعداءه هي باطلة بالبداهة - وقد قال الله تعالى **الَّذِينَ آمَنُوا بِحَقِّ**
رُسُلِهِمْ لَنُغْفِرَنَّ لَكُمْ مَا سَلَفَ وَلَنَجْزِيَنَّكُمْ أَجْرًا عَظِيمًا فكيف العداوة بعد الايمان بعيسى الميراث في راسكم ذرة من
 لظنة النيس في هذه الآية رد على من زعم ان جميع فرق اليهود يؤمنون بعيسى
 فيكون النوب النقص الذي هو اظهر واجلى قاض آية بقب في ايديكم بما يتمسكون

في عجبي حالكم يا أي دليلاً تخاصمون . وإن الله ذكر موت عيسى في القرآن فما لكم
 لا تذكرون . ويستحيل التناقض في كلام الله رب العالمين . ما لكم أنكم تعاندون
 المعتول وتكذبون المنقول ونعرض عليكم كلام الله ثم تفترون مضامين وتعلمون أن نزول المسيح
 الموعود دون تخصيص أمر نوع من به وتؤمنون . ثم غلب خلاف فاصل النزاع بيننا وبينكم
 في رسول كريم من السماء ففوض الله لهذا النزاع بانبا رفته في صحف الضراء . فمن يرد الله أن يهلك
 يشرح صدره لبيان القرآن . وإي كتاب عندنا وعندكم يتسبك به بعد القرآن
 يا حلفت عليكم لا تحضرون للمناظرة ولا تجيبون للمباهلة ومن بعيد تطعون .
 وعندنا دلائل كثيرة من كتاب الله وسنة رسوله فكيف نعرض على الذين يعرفون
 إلا يعلمون أن المبتدعين والكافرين لا يؤيدون من الله ولا هم ينصرون . ولا قبل
 لهم عند الله ولا هم كالبرابر يثرون . وإي ذنب ينسبون إلي من غير أن نعتي إليهم
 بموت عيسى وقد ماتت من قبل النبوت . اعرضون عن الاجتماع المستند إلى
 النص الجلي . ارفعهم الحاكمون . والله أن عيسى مات وأقم يعاندون الحق الصريح ويعو
 لا يخالف القرآن وما يخافون . وإي أشكال يأخذهم في موت عيسى بل هم قوم مسرفون
 يختصونه بصفة لا توجد في أحد من الناس ويثيرون النصاري وهم يعلمون
 وكيف تقبل غير الله أن يخص أحد بصفة لا شريك له فيها من بدء الدنيا إلى
 آخرها وإي عتيقة اقرب إلى الكفر منها لو كانت تدبرون . فإن التخصيص سأس الشك
 وإي ذنب أكبر من الشرك أي الجاهلون . وإذا قالت النصارى إن عيسى ابن الله
 بما تولد من غير أب وكانوا به يتمسكون . فاجابهم الله بقوله إن مثل عيسى عند الله
 كمثل آدم خلقه من تراب ثم قال له كن فيكون . ولهم الأمر في جواب خصوصية
 عيسى ونزوله في القرآن . مع أنه أكبر الدلائل على الوهية عيسى عند أهل المصطفى
 فلو كان امر صعد عيسى وهرطه عجمي في علم مرتب الرحمن فكان من الواجب أن يذكر الله

مثيل عيل في هذه الصفة في الفرقان - كما ذكر آدم ليطل به حجة اهل التسليح
 فلامشك ان في ترك الجواب اشعار بان هذه القصة باطلة لا اصل لها وليس الا
 كالهذيان - انعلمون اي مصلحة منعنا الله من هذا الجواب - وقد كان حقاً
 على الله ان يحيب ويحجز عن النصاري بالاستيعاب - وان علماء النصاري
 قوم يبدون كل يوم في غلوهم - ولا يلتفتون الى الحق من تكبرهم وعلوهم - وانما تمت
 عليهم حجة الله لتأييد الاسلام - واقت فيها كتبها واشعتها الى ديار بعيدة
 لتقع الانام - فلما جاز الجبال فيناذيه - وما رثيت احداً ان يظهر الى الاسلام
 ميله فرمت ان الامر محتاج الى نصرة الله المتان - ولست بشيء مني يري
 رحمة الرحمن - فخررت على الحضرة سائلاً للنصرة وما كنت الا كالميت - فاجابني
 بقى بالكلمتين - وتورا العيينين - وقال يا احمد بارك الله فيك سأل حنن علم
 القرآن - لتندم قوماً بما انذر اباؤهم ولتستبين سبيل المحرمين - قل انما امرت
 ولنا اول المؤمنين - ويشترط بان الدين يعلى ويشاع - ومثل ذلك كثير لا يسع
 وكان هذا اول ما اوجي الى هذا المحقير من الله القدير النصير - وبشر في
 بانه يظهر لي آيات باهرات - وينصر لي بتايد متواترات - ليحق الحق ويطل
 الباطل بالبحر الفاهر - والمعجزات الباهرة - ثم بعد ذلك دعوا القسيسين
 والنصارى والمتنصرين وغيرهم من البراهمة والمشركين - وقلت جربوا الحق بايات
 الله ونصرته ليظهر من ينصر من الله ومن يكون عمل لعنته - فما بارزوا لهذا الفضال
 كالكماء - واختفوا في الكنات - وعاهدوا لوباء المار على بقى الاصايبا - وما رجع
 احد منهم الا خاسراً وخائباً - وراى الله ان فتشت لورثيت الاسلام كثر الايات ولزمتها
 وتبعد فيها يارب كلب نفس سكتها فيما حسم على قوم يكفرون بدائنه ولا يتوجهون
 الى اخزائنه - ويعيدون الاسلام العظما والرهنية - لا يملوا من النعم العظيمة

بسم الله الرحمن الرحيم - الحمد لله رب العالمين - والصلوة والسلام على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين
 وقال ابن المسيك من يدفن في قبري وانه يبعث يوم الدين - وما كان هذا من اجاب المكم من الدين بحسب من
 بعض الناس بعد من ظهر في يوم الدين - فاني ارجو ان يكون من اجاب المكم من الدين بحسب من
 على الطريقة الموحدة في سائر اقطارها - ولا يفتن عليه طائفة فاسدة - وجايبين - ذكر الله تعالى ان
 في مقام المسلمين فانهم من الكافرين - فادعى الى ربي واشتد الى ارضي فقال - احب ان ارضي نفسي
 وقال ابن المسيك من يدفن في قبري وانه يبعث يوم الدين - وما كان هذا من اجاب المكم من الدين بحسب من
 بعض الناس بعد من ظهر في يوم الدين - فاني ارجو ان يكون من اجاب المكم من الدين بحسب من
 على الطريقة الموحدة في سائر اقطارها - ولا يفتن عليه طائفة فاسدة - وجايبين - ذكر الله تعالى ان
 في مقام المسلمين فانهم من الكافرين - فادعى الى ربي واشتد الى ارضي فقال - احب ان ارضي نفسي

بسم الله الرحمن الرحيم - الحمد لله رب العالمين - والصلوة والسلام على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين
 وقال ابن المسيك من يدفن في قبري وانه يبعث يوم الدين - وما كان هذا من اجاب المكم من الدين بحسب من
 بعض الناس بعد من ظهر في يوم الدين - فاني ارجو ان يكون من اجاب المكم من الدين بحسب من
 على الطريقة الموحدة في سائر اقطارها - ولا يفتن عليه طائفة فاسدة - وجايبين - ذكر الله تعالى ان
 في مقام المسلمين فانهم من الكافرين - فادعى الى ربي واشتد الى ارضي فقال - احب ان ارضي نفسي

اولئك قوم لا يؤمنون بان يكلم الله احداً ابعد سيدنا المصطفى - ويقولون قد ختم على المكالمة بعد خير الوتر - فكان الله فقد في هذا الزمن صفة الكلام - وبقي صفة السمع فقط واعلمه يفقد صفة السمع ايضا بعد هذه الايام - واذا تعطلت صفة التكلم وصفة سماع الدعوات - فلا يخرج عافية الباقي بعد عند ذلك ارفع الايمان من جميع الصفات فمن انكس ايدية احد من صفات حضرة العزة فكانما انكر جميع اموال الى الدهرية - فما تقولون فيه يا اهل القطة هل هو مسلم او غير من منار الملة -

انظن ان الاسلام مراد من قصص معدودة - وليست فيه آيات مشهودة - اعرض عتاريتنا بعد وفات سيدنا خير البرية - فاي شيء يدل على صدق هذه الملة - انسوا الله وعد الانعام الذي ذكر في سؤالاتنا - اعني جعل هذه الامة كانبيااء الاسم للتباينة - السباخ خير الامم في القرآن - فاي شيء يجعلنا شر الامم على خلاف الفرقان - اعجز العقل ان يجاهد حق الجهاد لمعرفة الله تعالى في دروبها - ونموت لنسيم الرحمة شولا نزل هبوبها - اخذ احد كمال هذه الامة وقد دافقت شمس عمر الدنيا غروبها فاعلموا ان هذا الخيال كما هو باطل عند الفطنة التامة - كذا هو باطل نظر على الصوف المقلدة »

واي موت هو اكبر من موت الحجاب - واي عمى اشد اذى من عدم رؤية وجه الله الوهاب - ولو كانت هذه الامة كالاكم لاصم لمات العشاق من هذا الهضم الذين يذبيون وجودهم لوصال المحبوب وما كانت منيتهم في الدنيا الا وصول هذا المطلق فكيف يتركهم حبهم في لظى الاضطرار في نار الاستغبار لو كان كذلك لكان هذا القوم اشقى الاقوام

لا تسفرو صياحهم ولا تشمع مياحهم - ويموتون في بكاء وانين ۞ كلاً بل الله
 ارحم الراحمين - وانه ما خلق جوعاً الا خلق معه طعاماً للجوعان - وما
 خلق غليلاً الا خلق معه ماءً للعطشان - وكذلك جرت سنته لطلباء
 العرفان - وافي عاينتها فكيف انكرها بعد المعاينة - وجرت بها فكيف انكثرت
 فيها بعد التجربة ۞

ولا بد لنا ان ندعو الناس الى ما وجدناه على وجه البصيرة فوجب
 على كل من يؤمن بالله الوحيد - ولا يانف من كلمة التوحيد - ان لا يفتن
 بالاطمار - ويطلب السابغات من حمل الدين ويرغب في تكميل الدثار و
 الشعار - ويقبرع باب الكريم بكمال الصدق ولا ضطرار - وانه جواد لا ييسم
 من سؤال الناس وان خبزائه خارجة من الحد والنقياس فمن زاد شؤلاً
 زاد نوالاً فمن حن الايمان ان لا يئس العبد من عطائه - ولا يحسب باب مسدوداً
 على حاجته - وانكسارها للناس محتاجون الى نعم الله والائه فمن الشقوق
 ان ترد وانفرد بعد اعطاءه - واتي جوعان اشقى من جائع اشرف على الموت والذل
 تعرض عليه طعاماً لذيذ ورغيف لطيف رقة وما اخذه وما نظر اليه
 وهو فل الجوع وطريد ۞ ومعدنك لا يريد ۞

فاعلموا ايها الاخوان رحمكم الله الرحمن افي جنتكم بطعام من السماء
 وقد حقق الله لكم اما لكم على رأس هذه المائدة كنتم تطلبونها بالادعاء ففخر
 عليكم ابواب الآلاء فهل انتم تقبلون - واعلم انكم لن ترضوا عني حتى تتبع
 عقائدكم وكيف اترك ربي واشبع اهواءكم وهو القاهر فوق عباده والب
 ترجعون ۞

واقي اعطيت آيات وبركات وانواع النصرة وتأييدات ولت الكاذبين

لا يفتح لهم هذا الباب ولو لم يبق منهم بالمجاهدة إلا الأعصاب - اتظنون أن الله
يحب خزاناً أثمياً - وافي جثت نصر تكمن من جنابه - كاسد يطلع من غابه لصي
كاشل عن أنياب فاروق في زجل من القيسيين والمحمدين والمشركين من يبارز
في هذا المضمار ويناضل في آيات الله القهار - والله أن كلهم صيد
وسعد الله عليهم طريق القمار لا يؤويهم حاجة ولا حجر من العمار - ونحن نقرى الأخر
مسارعين إليهم وتبريها بسرعة كالمتهبين - وإنا أنشاء الله نصل إليهم فاتحين
فاشزين *

وانهم ما كانوا يفسدوكم ولكن ذهبتم إلى الفلاة من الحياة
والى الموامى من حمى الحامى وانفذ زاد العلوم وصدرتم كالبايس المحروم وجعلتم
انفسكم كشيخ مفند لا رأى ولا عقل أو كبهيمة لا تدري إلا البقل لا تقبلون
سلاحاً تنزل من السماء من حضرة الكبرياء - أما سلحت الدنيا فليست بشيء
بمقابلة هؤلاء الأعداء - فالأزمسكنكم فلاة عوراء - ودشت ليس هنالك الماء
وانكم تتركون متعدين عيوناً جارية تدوى العطشان - وتقتارون موامى ولا تخافون
الغيلان - وقد ذابت الهاجرة الأبدان - ما لكم لا تأوون إلى هذا الظل الرحب الذي
ينجيكم من الحرور ويهديكم إلى ماء عذب ويبعدكم عن جحر القبور - وإن أكبر الدليل
على صدق من ادعى الرسالة هو وجود زمان كمل الضلالة - وإن كنتم في شك من
أمرنا فاصبروا حتى يحكم الله بيننا وهو خير الحاكمين - الذي فكما أنه جعل لنا فرقة
بعد ما باهل العدا وقالوا ان لنا الغلبة من الحضرة فاهل الله من هاهنا من السنة
ومكروم ومكر الله والله خير الحاكمين -

وترون كيف تخيم الأعداء حولكم وكيف نزل عليكم البلاء وتذللتم
لهم من ضعف انفسكم وجذبكم إليهم الأهواء - وقد غرقوا حبالاً حيرت ابصاركم ولا يهتدون

فما لكم لا ترون اعصاراً اجاحت الاشجار - انهم قوم يريدون لكم ارتداداً وضلالاً ولا
يا لوتكم خبالاً - وقد غلبوا اهل الارض وجعلوهم كالغلمان والاماء - وكادوا ان يرموا
سهامهم الى السماء ووالله لا قبل لكم بهم وان انتم عندهم الا كالهباء - فقولوا الغضب
عليكم اولا ان غضب الله تعالى في هذا الاوان - ارضيتم بالحقوق الدنيا من الاخرة
فاننا قلتم الى الاخرى السكران - واي شيء مانا منكم وقد صرنا من غرض الخسران - واي
طاقة بقيت لكم يا فتيا - والله ما بقي الا ريتا الميثان - فلا ادري ما صنعتما
وما تصنعون بالاسباب - وكيف ينصرف عقلكم الذي ليس الا كالذباب - واخبرني
تظهرون بهذه الشيا - ولما قمتم فيكم وقلت اني من الله الكريم - اشتغلتم
غضباً ومغظاً وقلتم رجل افترى وصية في كالشيطان الرجيم - وما نظرتما
الوقت هل الوقت يقف دجالاً يشيع الضلال ^{ويطأ يحيى الدين} ويرد اليكم ما زال - واذا شهد الله
على ما في قلبي والله اني منه واسبت فعلت امر من تزري وي وتدر ظلمتم اذ عدا منكم
اني كنفيري وتحفيري وما نظرتما الى ما صبت على الاسلام في هذه الايام
فنبكي عليكم بدعوى جارية وحبرات متحدة كما تفعلون علينا - تهزرت
ما لكم لا تفكرون في الفسك ولا تنظرون في ضعف الاسلام - اما شجرة من
الاجال جلة وتمنون دجالاً اخر في هذا الوقت المخوفة وفي هذه الايام لند ^{جسد} وقد
على راس المباشرة وعند الضرورة الحققة وشهد على صدق الكسوف والخسوف
والزلازل والطاعون - فاعجبوا انكم ترون الايات ثم لا تزلون الظنون - اهله
فراستكم ايها العالمون - بل حال بينكم وبين تقواكم كبريكنتم تحفونه ^{كمون}
وعمية عينكم فلا ترون فتن الاعداء وتمنون دجالاً لا تبصرون - وتقول اني كافر بل كافر من
كفر بالانبياء فمرحبا بكم بهذا الافناء - والعجب كل العجب الذي يري ^{ان} محجوا الدين من اهل الصلابة
والفكرين ليسوا عندكم دجالين - وانا دجال بل اكبر الخسدين - فلا تشكوا الا والله رب العالمين

ولما ضربت عندكم كافراً كيف يرجى ان يتفعلكم موعظة من الكفار. ولكني
 اردت ان اذكر ما اوديت في الله فلذلك اقبضت بنا الكلام في هذا الاذكار.
 رحمكم الله ما لكم لا تتركون ظلاً او عدواً - ولا قنانون عليماء دياناً -
 ايها الناس جئنا من الله ميقاته ونطقنا باطلاقه - نبليغ اليكم الدعوى وقنا لنا عنكم
 اللعنة - فما ادرى ما هذه الدنائة انكم حاذيتوا اليه وروحى صكت النعال
 بالنعال وتشابحت الاقوال بالاقوال - انهم كانوا النحلهم يسمون بنى الله عيسى
 دجالاً وكذلك سميت منكم بهذا الاسم فضاهيتهم بهم افعالا واقراراً - واولا
 سيف الحكومة الامرى منكم - ما رأى عيسى من الكفرة - ولذلك نشكر هذه
 الحكومة لاسبيل المداينة - بل على طريق شكر المنة ووالله اننا رأينا تحت ظلها
 امناً لا يرجى من حكومة الاسلام في هذه الايام - ولذلك لا يجوز عندنا ان يرفع
 عليهم السيف بالجهاد - ومحرام على جميع المسلمين ان يحاربوهم ويقوموا بالغاوث الفساد
 ذلك بانهم احبوا الينا باقواع الامتنان وهل جزاء الاحسان الا الاحسان
 بلا شك ان حكومتهم لنا همى الامن وبها عصمتنا من جور اهل الزمن - معذرة
 لاغنى انا فخالف القيسين - بل انا لهم اول المخالفين - ذلك بانهم يجعلون
 عبد اضيقنا جزاء ربنا لعالمين - وتركوا خالق السموات والارضين
 والله يعلم انهم من الكاذبين المغترين والدجالين المحرفين - ونعلم ان الحكومة
 ليست بمثل هذه الامور ولا من المعادين بل انهم ليسوا بالنصارى الا باقواعهم
 نحو القوافين من عند انفسهم وتركوا الانجيل وولد ظهورهم فكيف نقول انهم
 انصارى بل هم قوم اخرون - وسكرامسالك اخرى ولا بد من ان تلعب ولا تعلم بالحكايا
 ولا تسهر بوشهون - وبعد فيهم هذا الصادق عند الخصومات - واني جربت
 في بعض الخصومات - ويزعمون انهم اقرب مودة اليك ويزيدون في العلم

ولا يتعدون - وان اللئيل تحت ظلمهم خير من نهاري مرثيتا تحت ظل المشركين
فوجب علينا شكرهم وان لم نشكروا فاما مذنبون
فخلاصنا الكلام انا وجدنا هذه الحكومة من المحسنين - فوجب كتاب الله
علينا ان نكون لها من الشاكرين - فلذلك شكرهم ولا ينبغي لهم الا خيرا وندعو الله
ان يهديهم الى الاسبلاط ويخرجهم من عبادة عبدة هو كملهم في المصائب
والآلام - ويفتح غيرهم لدينه ويوجههم الى خير الاديان - ويحفظهم في الدين
والدنيا من الخسران -

هذا دعاءنا وهدى جزاء الاحسان الا الاحسان - ولا يجازي
الحسنة بالسيئة الا الذي اثنى عليه وشاركه الشياطين - فلا تريد طريق
القساطين - وليس دجة كلامنا في هذه الرسالة الا الى علماء النصارى
والنسطورية الذين حسبوا است الاسلام وتوهين سيده تاخير الانعام
فرض مذهبهم ففهمنا لدفعهم وذبهم من الله تعالى وهو ناصر دينه وهو خير
الناصرين -

وقد خطبني ربي لنصرة دينه بكلمة اجديها وعدا كبيرا
وقال بنشرهم بايام الله وذكرهم تذكيرا - فاعلم مطمئنين متيقنين ان الله
ينصر دينه ويعصمه من الاعداء - ويظهرهم على الاديان كلها من السما
ركن لا باحزب والكماد بل بايات قاهرة ويبدد قحف الاعداء وكذلك
وجدا في كتابه ثم
تمت بحمد الله الى ربي وهذا ملخص الاجزاء
فان يختلف الوجود ويرى الذين ظلموا اجزاءهم
التم الجزء

وكذلك ظهرت الآثار فى هذا الزمان - وتجلّى ربنا لأهل الأرض
بتجلّى قهري قارى آيات قهرهم فى جميع البلدان - وكثير من الناس فنادى
الطاعون - وكثير منهم انتسبهم الزلازل وتلقاهم المبون - والذين
كانوا فى البارحة ينومون فى القصور - اليوم ترثهم ميتين فى القبور
انقضت منهم مجالس وعظمت مقاصد وحلوا بدار لا تتركهم ان يرجعوا
الى اخوانهم - او ينزعوا دورهم عن جيرانهم - وترى الناس لا يملكون
الفرار من هذا الوباء - وما بقى لهم مفر تحت السماء - ولا يحل هذا
البلاد على الجنة الاتفاق - كما زعم اهل الشقاق - فالسعيد هو الذى عظم
هذه الآيات - وولج شعب تلك الحرات -

فاحملوا رحمكم الله ان هذه المصائب من الاقدار التى ما رثيتم قبل
هذا الزمان ولا اباءكم فى حين من الاحيان وانما هي آيات لوجه بعث
فيكم من الله الملائكة - ليحدد الله دينه ويظهر براهينه - ويخصر تبيينه
ويشمر اشجاره من الثمرات الطيبات - وليجعل خطبه كالغصون الناعمة
كذلك ليعرف الناس دين الله القويم ويميلوا كل الميل الى دينهم الحق
وينفروا عن الدنيا ففور طبع الكريم - ولما اسفر صبح الدين وارى شعاع
البراهين غصن اكثرهم ابصارهم لئلا يعمروا - وعاش ادعوا الله
وهم يعلمون - يا حصة عليهم من الخير يفرون وعلى الضير يتمايلون -
قد حان ان يفتح الباب - فمن القارع المفتاب - وقد جرت العين لمن كانت
له العين - والله غفور رحيم - لا يرد من جاء بقلب سليم - ومن زاد سؤالاً
يزده نوالاً - والعجب ان القوم جمعوا خصاصة جمانية مع خصاصة
روحانية - ثم يحضرون انهم ليسوا محتاجين الى مصلح من الله الكريم وسد

عليهم كل باب شريطة أنهم رزقوا من كل نوع التعميم - قد رضوا بأن
يعيشوا كالأنعام - معرضين عن إلاء الله والآنعام - فتعجب من قعود
همتهم ونسيت حالتهم ونسئله الله أصلأحهم - حتى يرزقوا فلاحهم -
ووقفنا على الدعاء لهم أكثر أوقاتنا ووقت الأسفار - والعين التي
لا يملكها غمض من هذه الأفكار والله أني أخبركم بأيام الطاعات قبل ظهورها
وما نطقنا إلا بعد أنطقني ربي وأعثرني على مسيرها - ثم بعد ذلك
أخذهم الطاعون - ونزل بهم المنون - وكان هذا الخبر في وقت ما اهتم
اليه راي الأطباء - وما نطق به أحد من العقلاء - فوقع كما أخبرني وكان
هذا أبرهانا عظيما من رب السماء - ولكن الناس ما سرحوا الطرف اليه
وما افاض رجل بباء الدروع من عينية - وما ياذروا إلى التوبة والأعمال
للعنة - بل زادوا في المعاصي والسيئتين - وكذبوني وكفروني وقالوا دخال
لشيم - وما أنسني في وحدتي إلا ربي الرحيم - واجتمعوا على سببنا وشتمنا ولزموني
ملازمنا الغريم - وما عرفوني لبغضهم القديم - فاختفيننا من أعدائهم
كأصحاب الكهف والرقيم - وحمدوا بآيات الله واستيقنوها أنفسهم ظلما
وعلوأ - فما أمكنهم الرجوع بعد ما ارتدوا شذوا وفلأوا - والله ان الآيات
قد نزلت كصيب من السموات - اشغلت المصائب فما زالت ظلماتهم
وكثرا لانداد والتبنييه فما قلت سياهم - عكفوا على حطب - اعرضوا عن
اشجار باسقة واثمار يانعة وازهار منورة - والله لا ادري لولا اعرضوا
عنى مع هذه الآيات البينات - وقد اتقوا الله حججت عليهم وعلى كل من
كان في الظلمات - ولما راعى منهم ما يروع الوحيد - ادركني عون ربي
وكل يوم زيد - وما زلت انصر وأؤيد حتى تمت الحجة وتواترت النصرة

وبلغت آيات الرحي لا يستطيع ان اُحصيها ولكني رأيت ان الكتب آية منها في آخر هذه
الرسالة لعل الله ينفع بها احدا من الطبايع السعيدة ويعلم الناس ان نصرته الله قد
احاطت مشارق الارض ومغاربها وشاعت تغلغلها في اخيار العباد وعقاربها حتى
بلغت اشعة هذه الآيات الى بلاد امريكة التي هي ابعد البلاد -

وكلما اوحى الله الي من الآيات المنيرة والبراهين النكبيرة
انها ليست لي بل لتصدق الاسلام - وما انا الا احد من الخدام والعجبن
حال المنكرين - انهم اصروا على التكذيب حتى صاروا اول المعتدين -
وكل جهد جهد - وبذل ما عنده ليطغى نوراً نزل من السماء - فزاد الله
نوره وما كان جهدهم الا كالهباء - ورثينا منتقمهم كالبحر اذا ماج ولسيل
اذا هاج - ولكن كان مال الامر فتحنا وهزيمتهم وعزتنا وذلتهم - ولو كان
هذا الامر من غير الله لمزقني كل ممزق ولحقوا نفسي من الاحياء ولكن كانت
يد الله تحفظني من شر الاعداء حتى بلغت آياتي الى اقصى البلاد - فما كان هذا
الا فعل رب العباد - والان نكتب آية ظهرت في بلاد امريكة - وطلعت
شمسنا من المشرق حتى ارت بريقها اهل المغرب ليؤمنوا بنبوة - فهذا
فضل الله ورحمته - وعناية الله ومنتته وكشوره

لقوم يعرفونه وطوبى لعباد

يَقْبَلُونَهُ

ذكر المياهلة التي دعوت دُوتى اليها
مع ذكر الدعاء عليه - تفصيل
ما صنع الله في هذا الباس - بعد ما
اشعناه في الناس

اعلموا رحمكم الله ان من نموذج نصرت تعالى ومرشهاداته على صدق قوله
اظهرها الله تعالى لتأيدى باهلا كرجل سمه دوتى - وتفصيل هذه
الاية الجليلة - والمعجزة العظيمة ان رجلا سمه يدوتى كان في امريكه
من النصارى المتمولين والقسيسين للتكبرين - وكان معه زهاء مائة الف
من المريدين وكانوا يطيعونه كالعباد والاماء على منهج اليسوعيين - وكان كثير
الشهرة في قومه وغير قومه حتى طبق الافاق ذكره - وسخر فوجا من النصارى
يخضعون - وكان يدعى الرساله والنبوة مع اقرباء الوهبة ابن مريم ويسبب
ويشتهر برسولنا الاكرم - وكان يدعى مقامات فائقة ومراتب عالية - و
يحسب نفسه من كل نفس اشرف واعظم - وكان يزيد يوما فيوما في المال والشهرة
والتابعين - وكان يعيش كالمملكه بعد ما كان كالشماذين - فالناظر
من المسلمين في ترقية مع افتراءه ونقوله ان كان ضعيفا ضل وجار وان كان

عَرِيفًا لِمَا مِنَ الْغَثَاءِ - وَذَلِكَ أَنَّهُ كَانَ عَدُوًّا لِإِسْلَامٍ وَكَانَ يَسْتَنْبِطُ
 خَيْرَ الْأَنَامِ - ثُمَّ مَعَذَلَهُ بِصَعْدِ فِي الشَّهْرَةِ وَالْقَوْلِ إِلَى أَعْلَى الْمَقَامِ - وَكَانَ
 يَقُولُ إِنِّي سَأَقْتُلُ كُلَّ مَنْ كَانَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ - وَلَا تَرَكْ نَفْسًا مِنَ الْمُوَحِّدِينَ
 أَمْثَلَيْنِ - وَكَانَ مِنَ الَّذِينَ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ - وَعَلَى الْأَرْضِ كَفَرُونَ
 وَنَسِي مَنْوَنَ - وَكَانَ يَجْعَلُ النَّهَارَ لِنَهَبِ أَمْوَالِ النَّاسِ وَاللَّيْلَ لِلْكَاسِ
 وَاجْتِمَاعِ الْبِدَاجِثِ إِلَى عَمِينَ وَسَفَهَاءِ مُسِيحِيَّينَ - فَمَا زَالُوا يَتَعَاطُونَ اقْتِدَاحَ
 الضَّلَالَةِ - وَبَصِيدَ قَوْمٍ مِنْ جَهْلِهِمْ دَعَايَ الرِّسَالَةِ - وَكَانَ هُوَ عَبْدًا لِلدُّنْيَا
 لَا خَيْرَ - وَكَصَدِّ فِي بِلَادِهِ - وَمَعَذَلَهُ كَانَ شَيْطَانُ زِفَانَهُ وَقَوْمُ شَيْطَانِهِ
 وَكَانَ اللَّهُ مَهْلِكُهُ إِلَى وَقْتٍ دَعَايَهُ لِلْمُبَاهِلَةِ - وَدَعَايَهُ عَلَيْهِ فَحَضَرَهُ الْعِزَّةُ
 وَكَانَتْ أَجْدُ فِيهِ رِيحُ الشَّيْطَانِ - وَرُشِدَتْ أَنَّهُ صَرِيحُ الطَّاغُوتِ وَعَدُوُّ
 عَادِ الرَّحْمَانِ - فَجَسَّ الْأَرْضَ وَخَسَّ أَنْفَاسَ أَهْلِهَا مِنْ أَنْوَاعِ خَلْقِ الْهَذَانِ -
 وَكَانَتْ كَمَتَّةٍ عَمَّتْ أَوْدَافَ غَيْرِنَا فِي هَذَا الزَّمَانِ - كَانَ مَجْنُونُ التَّثْلِيثِ
 وَكَانَ مُصَوِّرًا عَلَى الدِّينِ الْخَبِيثِ - وَكَانَ يَنْظُرُ غُرَّتَهُ كَحُسْتَةٍ
 وَكَانَ يَنْظُرُ سَبَابِيبَ حَقِّهِ وَاجْتَمَعَ إِلَيْهَا الْعَنَابِيُّ مِنَ الْأُمَرَاءِ وَأَهْلِ الثَّرْوَةِ -
 وَكَانَ لَا يُجِدُ إِلَّا فِي خَوَائِنِ الْمُلُوكِ وَامْرَأَتِ السُّلْطَانَةِ وَكَانَ بِسِيَاقِ

اليه قنا طير الدولة - حتى قيل انه ملك ويعيش كالمالوك بالثبات
والشوكة - ولما بلغت دولته منتهىها - تبع نفسه الامارة ومازكها -
وادعى الرسالة والنبوة من اغواء الشيطان - وما احتامى عن الافتراء
والكذب والبهتان - وقلن انه امر لا يسهل عنه ويترجى حياته في
التنعم والرفاهة - ويزيد في العظمة والنباهة - بل سلك معه
طريق الكبر والنخوة - وما خاف عذاب حضرة العزة - ولا شك
ان المفترى يؤخذ في طل امره - ويمنع من الصعود وتفتريه غيره
الله كالأسود - ويرى يوم الهلاك والدمار الموعود - في كتاب الله
العزير الودود - ان الذين يفترون على الله ويتقولون - لا يعيشون
الا قليلا ثم يؤخذون - وتتبعهم لعنة الله في هذه وفي الآخرة -
ويذوقون الهوان والخزي ولا يكرمون - الم يبلغك ما كان مال
المفترين في الاولين - وان الله لا يخاف عقيب المتقولين - ويهزم
جسامه فيجعلهم من المبرقين -

ولما اقترب يوم هلاكه دعوته للمباهلة - وكتب اليه
ان دعواك باطل ولست الاكذابا مفتريا لجيفة الدنيا الدنية -
وليس عيسى الانبياء ولست لا متقولا ومن العامت والفرق الضالة
المضللة - فاخش الذي يرى كذبك واتى ادعوك الى الاسباب والدين

الحق والتوبة الى الله ذي الجبروت والعزة - فان توليت ولعنت
 عن هذه الدعوة فتعال بنا هل ونجعل لعنة الله على الذي ترك الحق
 وادعى الرسالة والنبوة على طريق الفرية - وان الله يفتح بيني وبينك
 ويهلك الكاذب في زمن حيات الصادق ليعلم الناس من صدق
ومن كذب ولينقطع النزاع بعد هذه الفصلة - والله ما في انا المسيح الموعود
 الذي دُعي مجيئه في اخر الزمن واياه شيوخ الضلالة - وان عيسى
 قد مات وان مذهب التشليث باطل وانك تفترى على الله في دعوى
 النبوة - والنبوة قد انقطعت بعد نبي الله عليه وسلم ولا كتاب
 بعد القرآن الذي هو خير الصحف السابقة - ولا شرعية بعد الشرعية
 المحمدية - بيد اني سُميت نبيًا على لسان خير البرية وذلك امر ظلي
 من بركات المتابعة وما اري في نفسي خيرا ووجدت كلما وجدت من
 هذه النفس المقدسة - وما عني الله من نبوتي الاكثر المكالمة والمخاطبة
 ولعنة الله على من اراد فوق ذلك او حسب نفسه شيئا او اخرج عنقه
 من الرقبة النبوية - وان رسولنا خاتم النبيين وعليه انقطعت
 سلسلة المرسلين فليس حق احد ان يدعى النبوة بعد رسولنا المصطفى
 بل الطريقة المستقلة - وما بقي بعد الاكثر المكالمة - وهو بشرط الاشباع لا غير
 متابعة خير البرية - والله ما حصل لي هذا المقام الا من اذاتبع الاشعة المصطفوية -

وَسُمِّيَتْ نَبِيًّا مِنْ اللَّهِ عَلَى تَرْتِيزِ الْمَجَازِ أَعْلَى وَجْهِ الْحَقِيقَةِ - فَلَا تَقْبِرُ هُنَا غَيْرَةُ اللَّهِ
وَلَا غَيْرَةُ رَسُولِهِ فَإِنِّي أَرْتِي تَحْتَ بَحْتِ النَّبِيِّ وَقَدْ مَرَّ هُنَا تَحْتَ الْأَقْدَامِ
النَّبَوِيَّةِ شَمًّا مَا قَلْتُ مِنْ نَفْسِي شَيْئًا بَلِ اتَّبَعْتُ مَا أَوْحَى إِلَيَّ مِنْ رَبِّي وَمَا
أَخَافُ بَعْدَ ذَلِكَ تَهْدِيدَ الْخَلِيقَةِ - وَكُلُّ أَحَدٍ يَسْئَلُ عَنْ عَمَلِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
وَلَا يَخْفَى عَلَى اللَّهِ خَافِيَةٌ

وَقُلْتُ لَذَلِكَ الْمَقْتَرَى أَنْكَنْتَ لِأَتَبَاهِلُ بَعْدَ هَذِهِ الدَّعْوَةِ
وَمَعْدَالِكِ لَا تَتُوبُ مَا تَقْتَرَى عَلَى اللَّهِ بِأَدْعَاءِ النَّبُوَّةِ - فَلَا تَحْسِبُ أَنَّكَ تَنْجُو
هَذِهِ الْحِيلَةُ - بَلِ اللَّهُ يَهْلِكُكَ بِعَذَابٍ شَدِيدٍ مَعَ الذَّلَّةِ الشَّدِيدَةِ
وَيُخْرِجُكَ مِنْ يَدِيقِكَ جَزَاءَ الْفِرْيَةِ - وَكَانَ يَر_اقِبُ مَوْتِي وَار_اقِبُ مَوْتَهُ وَكُنْتُ
أَتَوَكَّلُ عَلَى اللَّهِ نَاصِرِ الْحَقِّ وَحَامِي هَذِهِ الْمِلَّةِ -

ثُمَّ اشْعَثُ مَا كَتَبْتُ إِلَيْهِ فِي مَالِكِ أَمْرِيكَ اشْعَاةً تَامَّةً كَامِلَةً
حَتَّى أَشِيعَ مَا كَتَبْتُ إِلَيْهِ فِي التَّرْجِمَانِ أَمْرِيكَ وَاطْنِ أَنَّ الْوَفَا مِنْ الْجَوَارِدِ
اشْعَاةً هَذَا التَّبْلِيغِ وَبَلَغْتَ لِاشْعَاةٍ إِلَى عِدَّةٍ مَا اسْتَطَاعَ أَنْ يَجِيبَهَا
وَلَيْسَ فِي الْقَرْطَاسِ سَعْدَانِ أُمْلِيهَا - وَأَمَّا مَا أُرْسِلُ إِلَيْكَ مِنْ جَرَائِدِ أَمْرِيكَ
الَّتِي فِيهَا أَذْكُرُ دَعْوَتِي وَذَكَرَ الْمَبَاهِلَةَ وَذَكَرَ دَعَائِي عَلَى دُونِ لَطْفِ الْفَيْصَلَةِ
فَرُسِيَتَانِ الْكُتُبُ فِي الْحَامِثَةِ سَمَاءَ بَعْضُهَا لِيَعْلَمَ النَّاسُ أَنَّ هَذَا الْأَمْرَ كَانَ

مكتومًا مخفيًا بل اشيع في مشارق الارض ومغاربها وفي اقطار الدنيا واعطافها
كلها شرقًا وغربًا وشمالًا وجنوبًا وكان سبب هذه الاشاعة - ان دوتى كان
كالملوك العظام في الشهرة وما كان رجل في امريكه ولا في يومرب من الاكابر ولا صغلا
كان يعرفه بالمعرفة التامة - وكانت له عظمة ونباهة كاسلاخير في عين اهل
تلك البلاد ومع ذلك كان كثير السياحة ليطياد الناس بوعظه
كالصبياد فلذلك ما ابى احد من اهل الجرايد ان يطبع ما ارسل اليه
في امره من مسئلة المباهلة بل ساقهم حرص روية مال المصارعة الى الطبع
والاشاعة - والجرايد التي طبعت فيها مسئلة مباهلتي ودعائي على دوتى هي
كثيرة من جرائد امريكه ولكننا تذكر على طريق التوضيح شيئًا منها في حاشيتنا هذه -

تريخ	اسم الجريدة وقادريه	ترجمة خلاصه مضمون
(١)	اشكال انثر بريتير ١٩٠٢	ان امير علا محمد رجل من نقياب وهو يدعوتى للمباهلة الطعن بمخرج في هذا المبدأ ان حوات الميرزا يكتب ان دوتى مفترى كذاب في دعوى النبوة - والى ادعوا لله ان يهلكه وليست اصله كل الاستيصال يقول ان على الحق وان دوتى على الباطل فله يحكم بيننا انه قتل الكاذب وليست اصله في حين حجة الصادق وان الميرزا لا امر حال يعمل في اننا المسبح الموعود وان الحق في الاسلام
١	تيلكراف هجراني	مطابق بما سبق ياد في تغيير الالفاظ
٢	اكونا كسان فرانسيكو بكم دسبرست	مطابق بما سبق ياد في تغيير الالفاظ ومع ذلك قال ان هذا المبدأ طريق معصية مبني على الانصاف ولان ادوات الرجل الذي يحجب دعاءه فهو على الحق من غابر شهيرة -
٣	لوري ديمست نيويارك ١٩٠٣	ذكر مفصلا كل ادعوتى دوتى للمباهلة وطبع بر كس صورتي وصوت والبيان مطابق بما سبق -

و خلاصۃ الکلام ان دُئی کان شر الناس وملعون القلب
ومثیل الخناس وكان عدو الاسلام بل اخبث الاعداء- وكان يريد ان
يجير الاسلام حتى لا يبقى اسم تحت السماء- وقد دعا مراراً في جريدته الملعونة
على اهل الاسلام والملة الحنيفة وقال اللهم اهلك المسلمين كلهم ولا
تبق منهم فرداً في اقليم من الاقاليم وارني زوالهم واستئصالهم واشع
في الارض كلها مذهب التشليلت عقيدة الاقانيمة وقال ارجوان ارض موت
المسلمين كلهم وقلع دين الاسلام- وهذا اعظم مراداتي في حياتي وليس
مراد فوق هذا المرام وكل هذه الكلمات موجودة في جرائده التي موجودة
عندنا في اللسان الانكليزية- ويعلمها من قراها من غير الشك والشبهة
فكفا لآياتها الشاظر لخبين- خبث هذا المفتري هذه الكلمات- ولذا لك سماه النبي

نمبر	سم الجريدة وتاريخه	ترجمة خلاصۃ المضمون
(٥)	نيويورك ميل ايدى كيرس ٢٨ جون سنه ١٩٣٣	عنوان ذكر مباہلۃ المدعیین و ذکر دعائی علی دُئی تم ذکر ان الامر فیصل ہلاک الکاذب فی حین حیۃ الصادق والباقی مطابق بما سبق
(٦)	ہیلڈروچسٹر ١٢ جون سنه ١٩٣٣	ذکر ان دُئی دعی للمباہلۃ ثم ذکر تفصیلاً ما سبق من البیان
(٧)	ریکارڈ بوسٹن ١٤ جون سنه ١٩٣٣	مطابق لما سبق
(٨)	ایڈورٹائزمر ٢٥ جون سنه ١٩٣٣	ذکر فی ذکر دُئی ثم ذکر دعاء المباہلۃ
(٩)	پایلاٹ بوسٹن ٢٤ جون سنه ١٩٣٣	ذکر کتل ما سبق
(١٠)	پاتھ فائڈر واشنگٹن ١٤ جون سنه ١٩٣٣	ذکر کتل ما سبق
(١١)	ایڈراوشن شکاگو ٢٤ جون سنه ١٩٣٣	ذکر کتل ما سبق

صلی اللہ علیہ خازنِ ایماءات ہذا الخبیثات لطیبات۔ وسترہ نجاستہ الشریک
والمفتریات۔ وقد عرف الناظرون فی کلامہ توحیدین الاسلام فوق کل توحیدین
وشہد الشاہدون علی ملعونیتہ فرق کل لعین حتی انہ صار مثلاً بین الناس
فی الشتم والسب۔ وما کان منتهیاً من المنع والذبح۔ واذا باہلۃ ودغوة
للمباہلۃ لیظهر بموت الکاذب صدق الصادق من حضرة العشرة

نمبر	اسم المرحوم وقاربعہ	ترجمة خلاصة المضمون
(۱۲)	فیمولوٹ لوانیکل دوشترہ ۲۰ جون ۱۹۰۳	عنوان ذکر والمباہلۃ والبقای مطابق لما سبق
(۱۳)	شکاگو	"
(۱۴)	برلین ان فری براس ۲۴ جون ۱۹۰۳	"
(۱۵)	دوسٹہ سیانی ۲۸ جولائی ۱۹۰۳	"
(۱۶)	شہ آلو انڈا دغ ۲۸ جون ۱۹۰۳	ذکر دعاء المباہلۃ
(۱۷)	البنی پریس ۲۵ جون ۱۹۰۳	"
(۱۸)	جیک بول ٹاموز ۲۸ جون ۱۹۰۳	"
(۱۹)	مالٹی ورا مریچن ۲۵ جون ۱۹۰۳	"
(۲۰)	بقلو ٹامیز ۲۵ جون ۱۹۰۳	"
(۲۱)	نومارک میل ۲۵ جون ۱۹۰۳	"
(۲۲)	دوسٹ ریکارڈ ۲۴ جون ۱۹۰۳	"
(۲۳)	ڈیزرٹ آکلس فووز ۲۴ جون ۱۹۰۳	"
(۲۴)	ہیلنار دسباد ۵ نومبر ۱۹۰۳	"
(۲۵)	اروم شایر گورٹ ۱۴ جولائی ۱۹۰۳	"
(۲۶)	دسٹ ان اسٹرا اجوئی ۱۴ جولائی ۱۹۰۳	"
(۲۷)	ٹوسٹن لوانیکل ۳۰ جون ۱۹۰۳	"
(۲۸)	سوناسوز ۲۹ جون ۱۹۰۳	"
(۲۹)	رحمتا فووز جم خورہ ۲۳ جون ۱۹۰۳	"
(۳۰)	کلاسک ہیلن ۲۴ اکتوبر ۱۹۰۳	"
(۳۱)	نویا نارتل ۱۴ دسمبر ۱۹۰۳	"
(۳۲)	۲۶ اکتوبر ۱۹۰۳ دی مارنٹل ٹیلیگراف ۲۸ اکتوبر ۱۹۰۳	ذکر دعاء المباہلۃ و ذکر دولی

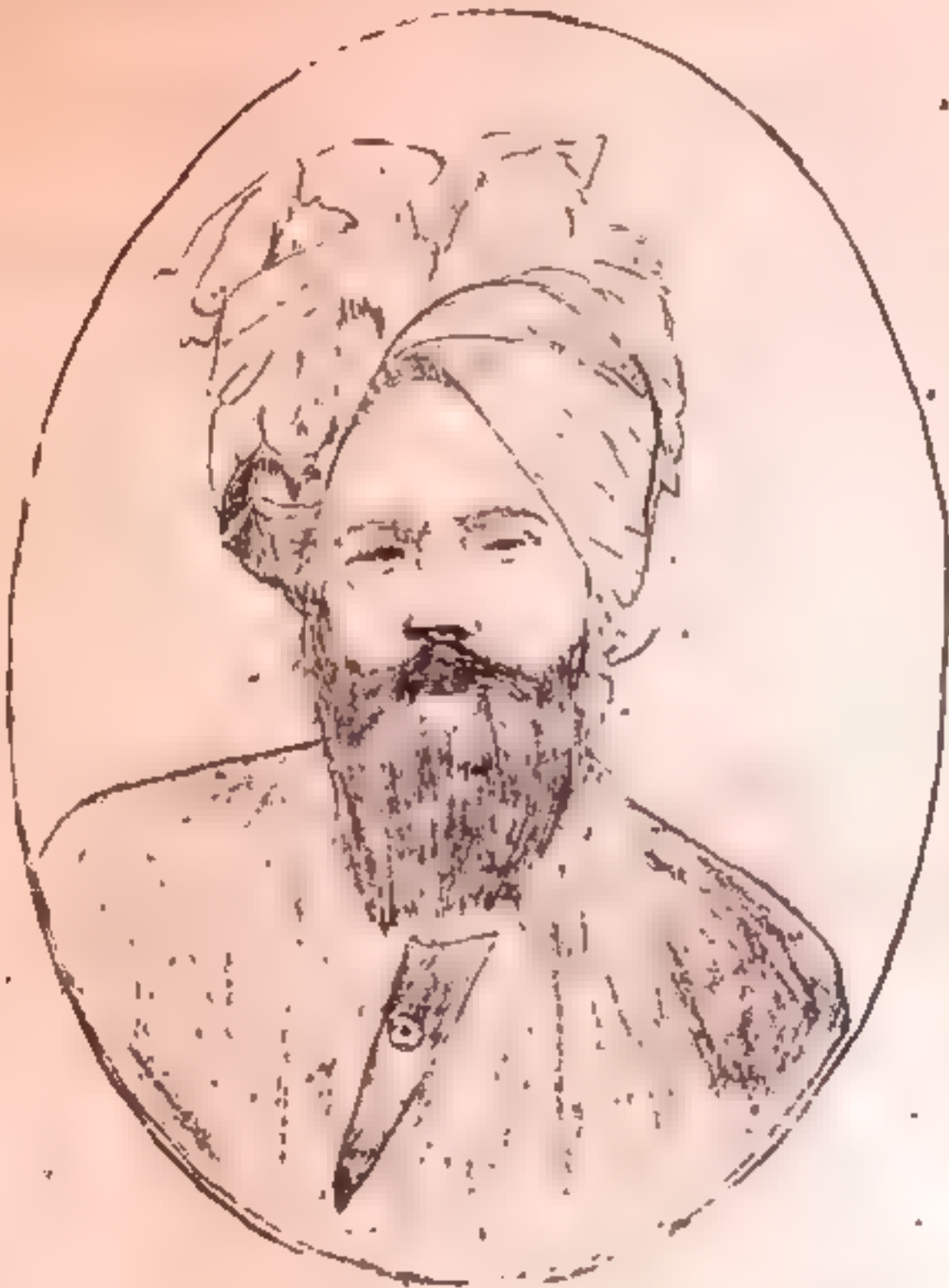
فقال قائل من اهل امريكة وطبع كلامه في جريدته - وتكلم
 بلطيفة رقيقة ونكتة مضحكة في امر دوتى وسيرته - فكتب ان
 دوتى لن يقبل مسألة المباحلة - الا بعد تغيير شرائط هذه المصارعة
 فيقول لا قبل المباحلة ولكن ناضلون في التثاثر والتساب
 فمن فاق حريفيه في كثرة السب وشدة الشتم فهو صادق وحريفة
 كاذب من غير الامتياب - وهذا قول صاحب جريدة كان تقطى
 اخلاقه - وجرب ما يخرج من لسانه وذوقه - وكذلك قال كثير
 من اهل الجرائد - واتهم من اعز اهل امريكة ومن العمائد - شتم
 مع ذلك انى جربت اخلاقه عند مسألة المباحلة - فاذا بلغه
 مكتوبى غضب غضبا شديدا واشتعل من الغيرة - وارى انياب
 ذياب الاجمة - وقال ما ارى هذا الرجل الا كبعوضة بلد وبها -
 وما دعتنى للبعوضة بل دعيت منوها واشاع هذا القول في جريدته
 وكفاك هذا لرؤية كبره ونخوته - فهذا الكبير هو الذى حثنى على الدعاء
 والابتنال - متوكلا على الله ذى العزة والجلال -

وكان هذا الرجل صاحب الدولة العظيمة قبل ان ادعوه

الى المباهلة وكنت دعوت عليه ليهلكه الله بالذلة والملازمة
والحسرة وانه كان قبل دعائي ذا السطوة السلطانية والقوة
والشوكة والشهرة الجليلة التي احاطت الارض كالدائرة وكان
صاحب الذور المنجدة - والقصور المشيدة - وماري داهية
في مدة عمره - وماري كل يوم زيادة زمرة - وكان له حاصلاً
ما امكن في الدنيا من الالاء والنعماء - وكان لا يعلم ما يوم
البأساء وما ساعة الضراء - وكان يلبس الديباج ويركب
الهملاج - وكان يظن انه يرزق عمراً طويلاً غافلاً من
سهم المنايا - وكان يزجي النهار كالسجودين والمعبودين
والمعظمين ويفترش الحشايا بالعشايا واذا انزل الله قسماً ليصتق
ما قلت في مال حياته - فانقلبت ايام عيشته ومسيرته وامرته الله
دائرة السوء - وادغ كل لدغ من حيوانه - اعنى افاع اعماله
وسيراته - فعاد الهملاج قطوفاً وانقلب الديباج صوفاً
وهلم جراً الى الله ^{الاذن اعنت السيرة في غمسه وسهولته} اخرج من بلدة التي بناها بصرف
الخنزائن - وحرم عليه كلما شئت من المقاصر بسبيل الدخان

بل ما كفى الله على هذا وانزل عليه جميع قضاءه وقدره وحط
 سائر وجهه شأنه وقدره. وانتقل الى رجل اخر كلما
 كان في قبضته. وجمعت غياهب البؤس رياح نخوته.
 حتى يئس من ثروته الاولى وارضع من الدهر ثدي عقيم
 وركب من الفقر ظهر بهيم. ثم اخذه بعض الورثاء كالغراء
 وراى خزيًا كثيرًا من الزوجة والاحباب والابناء حتى
 ان اباه اشاع في بعض جرائد امريكية انه زعيم ولد الزنا
 وليس من لطفه. وكذا ليك تشفتي يا لاديار والانتقلاب. وكل الادهر
 جميع انواع الذلة فصار كرميم في التراب. او كسليم غرض
 الشباب. وصار كنكرة لا يعرف. بعد ما كان بكل وجهته
 يوصف وانتشر كل من كان معه من الاتباع. وما بقي
 شئ في يده من النقد والعقار والضياع وبرز كالبائيس
 الفقير. والذليل الحقير. غيضت حياضه. وجفت ريانا
 وخلت جفانه. ونحس مكانه. وطغى مصباحه
 ورفعت صياحه. ونزع عينه اليباتين وعبونها.

ہذا شعیب — حضرت امیر المومنین و میرزا غلام احمد نقادینی
مد فیضہ



هذه عكس صورة دكتور اليكزندري دوتى التي كانت في أيام صحته



عكس صورة دكتور دوتى بعد منفاجر

والخيل ومتونها - وضاق عليه سهل الأرض وحزونها -
وعادته الأودية ويطونها - وسلبت منه الخزائن التي ملك
مفاخرها - ورأى حروب العدا ومضائقها - ثم بعد كل
خزي وذلة فُلج من الرأس إلى القدم - ليحمله القبالج
من الحيات الخبيث إلى العدم - وكان ينقل من مكان
إلى مكان فوق ركاب الناس - وكان إذا أراد التبرج
يحتاج إلى الحقنة من أيدي الأناص - ثم ليحق به الجئون
فغلب عليه الهديان في الكلمات والأضطراب في
الحركات والسكنات وكان ذلك آخر المخزيات -
ثم أدركه الموت بأنواع الحسرات وكان موته في تاسع
من مارج سنه^٩ وما كانت له نوادب ولا من يبكي عليه
بذكر الحسنات * .

وأوتى إلى ربي قبل أن اسمع خبر موته وقال لي نعيبت إن الله
مع الصالحين - ففهمت أنه أخبرني بموت عدي وعدي من
أبناء مهلين فكنيت بعد هذا الوحي الصريح من المنتظرين - وقد طبع
قبل وقوعه في جريدة يد الحاكم ليؤيد عند ظهوره إيماناً ونبين

فاذا جاء وعد ربنا مات ذوئي فجشةً وزهق الباطل
 وعلا الحق فالحمد لله رب العالمين - والله
 لو أوتيت جبالاً من الذهب أو الدرر والياقوت ما سرفني قط
 كمثل ما سرفني خبر موت هذا المفسد الكذاب - فهل مريب
 مُنصف ينظر إلى هذا الفخر العظيم من الله الوهاب - هذا ما
 نزل على العدو والشقي من العذاب الاليم - وأما أنا فحقق الله
 كل مقصد بعد المباشلة - واري آيات كثيرة لا تمام المحبة -
 وجذب إلى فوجاً عظيماً من النفوس البررة - وساق إلى القناطير
 المقنطرة من الذهب والفضة - ورزقني فتحة عظيماً على كل من
 باهني من المستذعن والكفرة - وانزل لي آيات منيرة
 لا أستطيع أن أحصيها ولا أقدر أن أجليها فاسئلوا أهل امرئكة
 ما صنع الله بيذولي بعد دعائي وتعالوا أريكم آيات ربي وموالي
 وأخرو عونا إن الحمد لله رب العالمين :

المشاعر

المديون اغزاهم الحمد السيد الموعود منقاد

قاديان ضلع بوردا سيد بجا ب ١٥ أبريل سنة

الحاشية المتعلقة بصفحة ٤٥ - السطر العاشر

ان الله اخبرني بموت ذؤيب مراراً وهي بشائر كثيرة وكما طبع قبل موته وقبل نزول الوحي عليه
 في جريدة مستمى بيدرو وجريدة أخرى الحكم فليرجع الناظر اليهما فمعهما ما اوحى الي في ٢٥ ديسمبر
 حكاية عني وهو هذا المصادق وهو يشهد له لي ومنها ما اوحى الي في ٢ فروري سنة ١٩٠٤
 وهو هذا - سنغليك ساكومك الرما عجباً سم الدعاء التي مع الافواج انك بقعة دعاء لك مستجاب
 واوحى الي في ٢٦ - نومبر سنة ١٩٠٤ لك الفخر ولك الغلبة واوحى في ٤ اديسمبر سنة ١٩٠٣ عتري نصراً
 من عند الله - ان الله مع الذين اتقوا والذين هم محسنون - واوحى الي في ١٢ جون سنة ١٩٠٤
 كتب الله لا غلبت انا ورسلي - كمثلك دمر لا يضاع - لا ياتي عليك يوم الخسران - واوحى
 الي في ٤ اديسمبر سنة ١٩٠٤ قال بك انه نازل من السماء ما يرضيك - رحمة منا وكان امراً
 بقضيتا - واوحى الي في ٢٠ مارچ سنة ١٩٠٤ الملك حاصيل - واوحى الي في ٩ ابريل سنة ١٩٠٤
 نصر من الله وفخر مبين - ولا يرد باءه عن قوم يعرضون - واوحى الي في ١٢ - ابريل سنة ١٩٠٤
 اراد الله ان يجعلك مقاماً محموداً - بعث مقام عزة وفخر محمد فيه - واوحى في الهندية
 (ترجمة) اري ما ينحط طاقتك ليد بعث اري اية بكسرة دبر البيوعيين -
 واوحى في الهندية في ٤ جون سنة ١٩٠٤ (ترجمة) تظهر الايمان - انا اريك ما يرضيك واوحى
 في ٤ - جنوري سنة ١٩٠٤ وق لو الست مرسلات قل كف بالله شهيداً نثرو بيتكم من عنده علم
 الكتاب - واوحى في ارجوا في سنة ١٩٠٤ ترجمه الهندي الطرافي امطر لك من السماء وانبت
 من الارض واما اعداءك فيؤخذون - واوحى في ٢٣ اگست سنة ١٩٠٤ (ترجمة الهندي)
 ستظهر ائمة في ايام قريبة ليقتل الله بيئنا - واوحى في ٢ - ستمبر سنة ١٩٠٤ ترجمه الهندي
 السلام عليك ايها المظفر سم دعاءك - بلجت اياتي وبشرا الذين امنوا بان لهم الفخر
 واوحى في ٢٠ اكتوبر سنة ١٩٠٤ ترجمه الهندي - الله عدو الكاذب وانه يوصله الى جهنم - اغرقت
 خيت الازل - ان بطريرك لشديد واوحى في ١ فروري سنة ١٩٠٤ ترجمه الهندي الآية المسيرة
 ففتحنا واوحى في ٤ فروري سنة ١٩٠٤ العبد الاخوتال منه فتنا عظيماً - دعني اقتل مني ان العدا
 مع رمد وتمر - وان تيرد اية يعرضوا ويقولوا نحن متمم - واوحى في ١٠ مارچ سنة ١٩٠٤
 ان ينحس ملفوفان غيب من ١٠ مارچ الى اخره يعني يتناح موت ذلك الرجل الى هذا
 ان الله مع الصادقين + منه

الخاتمة

وقع في نفسي ان الكتب شيئا من سوانحي وسما كرامتي في الدنيا والارباب
لا عرف بدالك من امري لعل الله ينفعه ويزيد من ربه انضامه اعظم
فكثرون في اصل الحقيقة وميلون الى العدم والعدم

فاعلموا احكمكم الله في ان الله ينفذ ما يشاء من امره وعلوه وفضله
وميزانه امر قاضي بن مبرز اعطاه محمد وميرزا عبد الله بن مبرز كل محمد ومبرز
كل محمد بن مبرز فضله ومبرز افضل محمد بن مبرز محمد بن مبرز
بن مبرز محمد بن مبرز محمد بن مبرز محمد بن مبرز محمد بن مبرز
ابن مبرز وميرزا محمد بن مبرز محمد بن مبرز محمد بن مبرز محمد بن مبرز
ميرزا محمد بن مبرز محمد بن مبرز محمد بن مبرز محمد بن مبرز محمد بن مبرز
وميرزا محمد بن مبرز محمد بن مبرز محمد بن مبرز محمد بن مبرز محمد بن مبرز

بما اعلموا ان سكنى قرية سقبت بلدة اسلام في سنة ١٢٨٥ هـ باسم قاضي
في هذه الابام وهي واقعة في الفجاب بين النهرين في حدود بلاد فارس
ما تلا الى الشمال من لاهور الذي هو صدر الحكومة ومركزها الفجابية التي تواد
في كتبها والآيات في سمعت من ابي تاج في كتابه في حجب نعمة المغلبة
ومكن الله وحجتي الى الله كانوا من بني فارس في امورهم الدينية ومع ذلك
اخبرني رقي بات بعض امهات كثر من بني الفجاب من اسبغت اليه
والله جمع فيهم نسل اسحق واسماعيل بن كسان محمد وامصلى
وسمعت من ابي وقفت في بعض سوانحي في خور ذوق في امرهم

يسكنون في بلدة سمرقندة - قيل ان يرحلوا الى الهند - وكانوا من امر تلك
الارض وولاتها - ومن انفصلت عنها - ثم طرحتهم النوى مطارحها - و
بسط اليهم سبيل الشفر جوارحها - حتى اذا وطئوا ارض هذه البلدة التي
تتم بقاديان ورءى هذه الخطة المباركة - وانثرت الطيبة - سترهم ريمها
وماءها - وسوادها وحضرءها - فالقوا فيها عصا السيار - وكانوا يرتجون المبدو
على لامصار - ورفعتوا فيها من الله ضيعة وعقاراً - وملكوا قرى وامصاراً - ثم
اذكروا رأت على هذه الدالة نزل قضاء الله وقدره على السلطنة المغلبيّة -
تيمم الله في هذه الناحية - وانتهى الامر الى انه صاروا ملك مستقل في هذه
البلاد - وكانوا في يد من كل فجج عتات الحكومة - وقضى الله وطهرهم من الفضل
- بعد ما رزما ناطقاً في النعمة والرفاهة - والتشرف والتباهة
- ثم بدى صنعة حقيقه وحكمه الدقيقة قوماً يقدر على الخالصه - وكانوا قس
الملك لا يكرمون التفاء - ولا يرحمون الضعفاء - وكلما دخلوا قرية افسدوها
وجعلوا عترة اهلها ذلة - فصارت من جورهم بدو الاسلام كالأهله - وكانوا
من اعداء الاسلام - وكبر اعداءه خيرا الانار - ففي تلك الايام صبت على ابي
الملك ثوبن الملك اللشار حتى اخرجوا من مقام الرياسة - ونهبت اموالهم
من ايديهم كفره - ونظروا من جيود - وهجروا من ظل مهدود - ولبنوا في ارض
الغربة الى سنين - وهرزوا ايزاء شديداً من الظالمين - وما رزحهم احد الا احم
الريسمان - ثم قرأ الله الى ابي بعض القرى في عهد الدولة البريطانية - فوجد
قطعة اقل منها من بحر الاملاك الفانية -

مخلاصة الكلام ان اباي ما تواتر امة الخبيث والحصلت - بعد ما كانوا

كنجس مماوة من القرين - وبدا ايام كانت كالعداوى المتبرجات - فوجدت

محل عبادة تسهيل بذكرها العبرات ولا ترقأ عند تصورها الدموع للباريات - ولما
 رثيت ما رثيت لخذتي الوقت فبكيت - وما جيت نفسي بأن هذه الدنيا ليست
 الأكفدات وليس ما لها إلا مرارة خيبة وتبار - وارثتي دار الدنيا بضيقها
 والحق في قلبي أن أعانف بريقها - فصرف الله عني حب الدنيا ودويت زينتها -
 والتمس ايل على شجرتها وعمرتها - وكنت أحب الخمول واوثر زادية الاختفاء - وافر
 من المجالس ومواقع العجب والرياء - فاخرجني الله من حجري - وعرفني في الناس
 وأنا كان من شهرتي وجعاني خطيئة آخر الزمان وامام هذا الاوان يوكمني
 بكلمات تذكر شيئاً منها في هذا المقام - وثمن بها كما ثمن يكتب الله خالي الأنا

وهي هذه

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

يا احمد بارك الله فيك ما رميت اذ رميت ولكن الله رمى - الرحمن علم القرآن - لتتذكر
 قوما ما اُنذبر اباؤهم ولتستبين سبيل المجرمين - قل في امرت وانا اقول المومنين
 قل جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا - كل بركة من محمد صلى الله عليه وسلم
 فتبارك من علم وتعلم - وقالوا ان هذا الاختلاق - قل الله شعذرهم في خوضهم يلعبون -
 قل ان افترية فعلى اجرام شديدا ومن اظلم ممن افترى على الله كذبا - هو الذي ارسل رسوله
 بالهدى ودين الحق ليظهر على الدين كله - لا مسد ل لكلماته - فقولن اني لك هذا
 ان هذا الاقول البشرا واعانة عليه قوم اخرون - افتاتون النجر وانتم تصرون - ههنا
 ههنا لما توعدون - من هذا الذي هم مرين جاهل ومجنون - قل عني شهادة
 من الله فهل انتم مسلمون - قل عني شهادة من الله فهل انتم مؤمنون ولقد بعثت فيكم عمرا
 من قبله افلا تعقلون - هذا من رحمة ربك تيم نعمته عليك خبشروا انت بنعمة ربك محمدا
 للدرجة في السماء وفي الذين هم يتبعون - ولك نزع ليات ونجد ما يعصرون - المحمدا

الذي جعلك اسدياً من مريد لا يسئل عما يفعل وهم يسئلون ط وقالوا اتجعل فيها من
يفسد فيها قال اني اعلم بما لا تعلمون - اني مهين من اراد امانتك - اني لا اخاف
لدى يرسلون - كتب الله لغلدين انا ورسلي وهم من بعد غيبتهم سيعدون - ان الله
مع الذين اتقوا والذين هم محسنون ط اربك زلزلة الساعة ط اني احافظ كل من في النار
وامتازوا اليوم ايها المجرمون ط جاء الحق وزهق الباطل هذا الذي كنتم تريدون
بشارتنا فلهاها الساعة ط است على بيعة من ربك كفيناك مستهزئين ط وما لاسئلكم
على من نزل اليك الكتاب ط ينزل على كل امة بشعر - ولا تأبى من روح الله الا ان
روح الله قريب ط ان الله قريب ط باتيك من كل فخر محقق - فانوت من كل فخر محقق
ينصرك الله من عنده - نصرته رجال نوحى اليهم من السماء ط لا مبدل لكلمات الله ط
قال ربك انه نازر من السماء ما يرضيك ط انا فتحنا لك فتحاً مبيناً - فتحنا اول سورة
وقربناه نجياً - اسبح الناس ط وكان الايمان معلقاً بالزيت الناله - انا والله بركة
كنت كذا مخفياً فاحببت ان اعرف - يا ضمير يا شمس انت متى وانا فانتك - اذا جاء
نصر الله ونهتى امر المؤمنين اليها - وتمت كلمة ربك ط اليس هذا باحق من ان تصعق
لخلق الله ولا تسفه من الناس ط ووسع مكانك ط ونبشروا الذين امنوا ان اليهم قد
صدق عند ربهم - واسمهم ما وحي اليك من ربك ط اصحاب السفينة وما ادرى
ما اوحى اليهم ط بهم تفيض من الدمع يصلون عليك وتناشئهم من
مناد بانسادي لا اله الا الله وسراجاً منيراً ط يا احمد فاضت الرحمة
على شفيعك ط انك ما عبت اسميتك المتوكل - برفع الله ذكرك ودينهم من عند ربهم
والاحرة ط بوركيت به حمد وكان ما بارك الله فيك حفا فبك شانه ط بحبيب
واجراف قريب ط لا اله الا الله معك كما هو معي انت وحده في حضرة جبروتك
لشعبك سبحانك - لا اله الا الله وحده لا شريك له وبديع السموات

ان يدخل فيها الاخائفة وما اصابك فمن الله الفتنه ههنا - فاصبر كما صبر اولو العزم
 الا انها قننه من الله - ليحب حبا - حيا من الله العزيز الاكرم - شاتان تذبجان -
 وكل من عليها فان - ولا تهوا ولا تحزنوا - اليس الله يكاف عبده شالم تعلم ان الله على كل شيء
 قدير - وان يتخذ ذاك الهوا - اهذ الذي بعث الله - قل انما اتينا بشرككم بريحي الي انما
 الحكماء واحد - والغير كله في القاتن لاميته الا المطهرون - قل ان هذا الله هو الهه
 وقالوا لولا نزل على رجل من رقبتي عظيم - وقالوا اني لك هذا ان هذا لمكرم قومه في
 المدينة - ينظرون اليك وهم لا يبصرون - قل انكم تحبون الله فاتبعوني يحببكم الله عسى
 ان يكون بكم رحمة وان عذمت عذابي وجعلنا لجهنم للكافرين حصيرا - وما ارسلناك الا رحمة
 للعالمين - قل اعلموا علم ما كنتم في عامل قسوف تعلمون - لا يقبل عمل مثقال ذرة من
 غير التقوى ان الله مع الذين اتقوا والذين هم محسنون - قل ان افتريته فاعلى اجرى
 ولقد لبثت فيما عمر من قبله اقلالة فاولون اليس الله يكاف عبده - ولنجعل اليك
 ورحمة منا - وكان امرنا مقصيا - قول الحق انه سفيه غافرون - سلة نبيك جعلت
 مباركا انت مبارك فلما لنبيا والاخرة - امراض الناس وبركاته - تتخترقان قتلك
 قذافي - وان قدم المحمد بنين وقوم على المناذرة العلياسان محمد سيد الانبياء حطرت
 مصطفى - ان الله يصلي كل امرئ - ويعطيك كل مرادك رايك فاجر نبيك اليك
 كذا لك يرى الايات ليثبت لك القرآن كذا الله وكلمات خرجت من فوهي - يا عيسى
 اني متوفيك ورافعك - وجاعل للذين اتبعوك قسما الذين كفروا الي يوم القيامة
 ثلثة من الاولين - وثلثة من الآخرين - اني سارع الي ربي - ارفعك من قدرتي
 جاء نذيري الدنيا فانكروا اهلها وما قبلوه ولكن الله يتولى - ويظهر صدقه بصوت قوي
 شدد بل يصول بعد صول - انت مني بمنزلة توحيدى وتفريدي - فمجان ان تعان تعرف
 بان الناس - انت مني بمنزلة عرشي - انت مني بمنزلة ولدي - انت مني بمنزلة لا يعلمها الخلق

سبحان الله وتعالى عما يشركون له ولده ولكن هذه استعارات كمثل قوله تعالى فاذا جاء الله كلم ابائكم - والاستعارات كثيرة في القرآن وله عراض عنها عند
 لم يمان فهدى القول ليس بنوع منكرو فجد نظره في الكتب الالهية واقول قوم يوحى اليهم من ربهم فيصرون بالصوره فلا يتحولوا اليها بل هم الفطنة - منقلا

نحن اولياءكم في الحياة الدنيا والاخرة - اذا غضبت غضبت - وكلما احببت احببت
من عادي وليا فقد اذنتك للحرب - اتى مع الرسول اقوام من الروم يلوذوا واعطيتهم ما يدور
ياتيك الفرج - سلام على ابراهيم - صا ضناه ونجينا من الغم - نفردنا بذلك فاتخذوا
من مقام ابراهيم حسنة - انا انزلناه قريبا من القادريان وبالحق انزلناه وبالحق نزل
صدق الله ورسوله وكان امر الله بمفعول الحمد لله الذي جعلك السيد بن مريم - لا مثل
عما يفعلهم نبي ان انزل الله على كل شيء - نزلت سرور من السماء وكان سريرك وضع فوق كل سرير
يريدون ان يطفئوا نور الله الا ان حزب الله هم الغالبون لا تخف انك انت الاعلى
لا تخف الى لا يخاف لدى المرسلون - يريدون ان يطفئوا نور الله يا قواهم والله متم نوره
ولو كره الكافرون - نزل عليك اسرا من السماء ونزله لاعداء كل لمزق - ونرى فرعون
وهما مان وجنوده ما كانوا يجذرون - فلا تخف - سمنا قالوا ان ربك لبالمرصاد
ارسل نبي الا اخرجه الله قوما لا يؤمنون - نبيك من عليك ساكوما كراما
عجبا - لا يحك ولا يحك اخرج منك حومة - اولك زعميات وهادم ما يعرون - انت الشير
المسيح الذي لا يضاع وقته - كمثلك لا يضاع - لك ربة في السماء وفي ادين هم يجر
سدي الى الرحمن شيئا - يحرقن على المساجد يحرقن على الاذان - ربنا اغفر لنا ذنوبنا اذ كنا
خاضعين - تا الله لقد اثار الله علينا وان كنا الخاطئين - لا تترس عليكم اليوم يغفر الله
لكم وهو ارحم الراحمين - يعصمك الله من العدا ويسطر كل من سط اذ ذلك وما عصوا واما انما
اليس الله بكاف عبيد - يا حبال اوفى معه والطير سلام قولا من ربي رحيم وامتازوا اليوم ايها
المجربون - اتى مع الروح مع ابي - لا تخف في لا يخاف لدى المرسلون وان وعد الله
اتى - وكل درك فطوري - امة شري - امة تيرنا لهم الهدى - وامم حق عليهم العذاب
وقالوا انت مرسل قلك - الله شهيدا بيني وبينكم ومن عنده علم الكتاب ينصركم الله فربك
عزيز - حكم الله الرحمن خليفته السلطان - يوفى الله الملك العظيم - وتفتح عليه يده

الخزان ذلك فضل الله وفضا عينكم عجيب قل يا ايها الكفار اني من الصادقين فانظروا
 آياتي حتى حين ستركهم اياتي لا فاق وفي انفسهم حجة قائمة وفتح مبين ان الله يفضل
 بينكم ان الله لا يهدي من هو قس كذاب وضعنا عندك وزرك الذي انقض ظهره وقطع
 دابر القوم الذين لا يؤمنون قل اعلموا على مكانتكم اني عامل فوسف تسلموا ان الله مع الذين
 اتقوا الذين هم محسنون هل تلك احاديث الازل انزلت الا انزلت الارض زلزلة لها اخر
 الارض انقلبها وقال الانسان ما لها يومئذ تحدث اخبارها ما بين ربك رحي لها
 احسب الناس ان يتركوا وماياتهم الا بغتة يستأثرونك احيى وقل اي وديق انه
 الحق ولا يربى عرقوم يعرضون شالحي تدور وينزل القضاء لم يكن الذين كفروا من اهل
 الكتاب والمشركون منفكين حتى يوم البيعة لا لم يفعل الله ما فعل لا حاطة الظلمة
 على الدنيا جميعها اريك ذلتي فيكم الله زلزلة الساعة لمن المالك اليوم
 لله الواحد القهار اري بوقي اتي صدى خمسمائة ولواءه ان جعلت ذلك اليوم يوم
 الدنيا افي احافظ كل من في الارض اريك ما يرضيك تقل رفقاءك ان وقت اظهار
 العجايب بعد العجايب قد اتي انا فتحنا لك فتحا مبينا ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك
 وما تأخر انا التواب من جاءك وجاء في سلام عليكم طبتم فخره ونصل سلامه اليك
 الى الفرض نزلت لك ذلك ترى آيات الامراض تشاع والنفوس تضاع ان الله
 لا يغير ما بقوم حتى يغيروا ما بانفسهم انه اري القرية لولا الاكرام لهلك لمقا
 افي احافظ كل من في الارض ما كان الله ليعذبهم انت فيهم اري في الارض التوراة والحقبة
 تنزل الارض زلزلة لا شديدا اني يجعل عاليها سافلها اني في السماء بدخان مبين
 ويزل الارض يومئذ خامد قمصيفر اكرماك بعد توهينك ترون ان لا يتم امرك
 والله يباني الان يتم امرك انا الرحمان ساجع لك سهواتي في كل من اريك بركات
 من كل طرفة نزلت الرحمة على ثلاث بعين وعلى الاخرين ترويك انوار الشيايب

تري نسلا بعيدا - انا نبشرك بسلام منظر الحق والعلی كان الله نزل من السماء - انا نبشرك
 بسلامنا فلتلك - سبحك لله ورا فاك - وعليك ما لم تعلم انه كريم تمشي امامك عاد
 لك من عادي - وقالوا ان هذا الاصلاق - الم تعلم ان الله على كلشي قدير - يقول الروح
 على من يشاء من راده - من كان من محمد - ان الله عليه وسلم قتيارك من علم وتعلم
 ان عام الله وفاتمه فملا فعله - انا معك مع اهلك - مع كل من اسمك - برق
 اسمي لك - لا تشك في الروح في عليك - فبصرك اليوم حديد - اطل استبشر

تعبث في دين حكمة - علي خمسة اواربعة او يقل كملها (ترجمة الهند) واني اباركك بركات
 عظيمة - حتى ان الملوك يتبركون في شابه (ترجمة الهند) لك برقي - اليك خمسين اوسميتين
 اية سوايات اريقتها - ان للمقبولين انواع - فزوج وعلامات ويعظمهم الملوك ودور
 انجيزت ويقال لهم ابناء ملوك الثلاثة - ايتها الملك - الملائكة مسلول امامك
 انك ما عرفت الوقت - انما في يدك محارب احد - رب ترق بين صفاق وكاذ
 انت ترى من محمد - رب كل - ملك رب لا حظني وانصرني وارمني

تلك الله - (ايها العدو) وحفظني من شر طيات الزلزلة قموالني - من جنة الهي
 يظهر لك الله ويثني عليك - لولاك لما خلقت الافلاك - ادعوني استجب لكم - الياء يداك
 والدعاء دعاءك والترحم من الله - واقعة الزلزلة - في الديار محلها ومقامها
 تتبعها الرادفة - (ترجمة الهند) راد الربيع وشعر قول الله من الغفر - (ترجمة الهند) راد الربيع رباوت ايام للشجر راحة
 المطر - سرب الخروق - اخرا الله الى تحت مسمى - ترى - يهيبا - ويخزون على
 الازقان - ربنا اغفر لنا ذنوبنا - اعطيننا - يا نبوي الله كنت اعرفك - لا تريب
 عليكم اليوم يغفر الله لكم وهو - انتم من طمأنينة بالناظر - ويجمع عليهم انت ذرهم
 بمنزلة موسى - يا في سائر - من كمثل من موسى - ان الله اليكم بروكا شاهدا - يكم
 كما ارسلنا الرافعون رسولنا - (ترجمة الهند) نزل - السراء ابن كشي وحفظني - انا

انني حي الرحمن طاق لا جدر يحرج يوسف لولا ان تفقدون - المتركيف فعل ربك يا حي
 الفضيل المجل كيدهم في تضليل - انا عفونا عنك - لقد نصركم الله بيدروا نشو
 اذلة طوقه ان هذا الاختلاف - قل لو كان من عند الله لوجدتم فيه اختلاف
 كثيرا قل عني شهداء ان الله هو انتم مؤمنون - انا قسم الانبياء واسرار
 يتاؤ - وامتنار واليه يربحون (ترجمة الهدى) انتم منكم كنهتم كنهتم
 وتجعل عالم الاخر ما عليها - هذا الذي كنهتم تستعجلون - انا احافظ من
 فتنهم - ينة - اهلك اريد ما تريدون الحمد لله الذي جعل لكم

النسب الحمد لله الذي اذه عن الحزن انا في ما لو يمت احد من المؤمنين
 ليس - انا من المرسلين على صراط مستقيم طان به العزيز الرحيم طاهت ان
 لفت - فقلت ادمي بحبي الذي ويقدمان (ترجمة القاري) اذا جاء زمان
 زمان جد اسلا الس - ان السور - من كانتا رقا فقتقنهما -
 قرب - انا - هذا العرس - ولا يبقى لك من الخزيات ذكر

منعيا ربك ولا يبقى لك من الخزيات شيئا (ترجمة اله
 ويومئذ تزر السكينة من القلوب -

ذلك وقال الله طجا

باهرات شجاءة

بينات

بها